جلد چہارم

أبواب تفسير القرآن ... كتاب العلل

أحاديث: 2950 - 3956

تالیف: امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

جامع ترمذی (اُردو)

ترجمہ و فوائد: شیخ الحدیث حافظ عبد العزیز علوی

شعبہ تحقیق و تالیف دارُالسّلام

DARUSSALAM

4

جامع ترمذی (اُردو)

دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

تحقیق، اشاعت اور ترقی کے لئے دارالسلام کے ہم سفر بنیں

سعودی عرب

(ہیڈ آفس) **پرنس عبدالعزیز بن جلاوی سٹریٹ** پوسٹ بکس: 22743 الرّیاض: 11416 سعودی عرب

فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659 www.darussalamksa.com

Email: darussalam@awalnet.net.sa info@darussalamksa.com

الرّیاض • العلیا۔ فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 • السلیٰ فون: 4735220 1 00966 فیکس: 4735221

• سویدی فون: 4286641 1 00966 • سویلم فون/فیکس: 2860422 1 00966

جدّہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270 مدینہ منورہ فون: 8234446,8230038 4 00966 فیکس: 8151121 04

الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551 3 00966 خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 7 00966

ینبع البحر فون: 0500887341 فیکس: 8691551 قصیم (بریدہ) فون: 0503417156 فیکس: 3696124 6 00966

بیرون ممالک

امریکہ • نیویارک فون: 5925 625 718 001 • ہوسٹن: 0419 722 713 001 کینیڈا • نصیرالدین الخطاب فون: 4186619 416 001

لندن • دارالسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ فون: 77252246 20 0044-85394885 20 0044 • دار بک انٹرنیشنل: 7739309 0121 0044

متحدہ عرب امارات • شارجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624 فرانس فون: 52928 480 01 0033 فیکس: 52997 480 01 0033

انڈیا • دارالسلام انڈیا فون: 45566249 44 0091 موبائل: 12041 98841 0091 • اسلامک بکس انٹرنیشنل فون: 4180 2373 22 0091

• ہُدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرز فون: 4892 2451 40 0091 موبائل: 30850 98493 0091 • ایم/ایس براک انٹرپرائزز فون: 42157847 44 0091

سری لنکا • دارالکتاب فون: 358712 115 0094 • دارالایمان ٹرسٹ فون: 2669197 114 0094

پاکستان

ہیڈ آفس و مرکزی شوروم (مین برانچ ①) 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 00 324 372 ,24 400 372 ,34 240 373 42 0092 فیکس: 72 540 373 042

www.darussalam.pk

برانچ ② اُردو بازار: غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور فون: 54 200 371 42 0092 فیکس: 03 207 373 042

برانچ ③ ڈیفنس: Y بلاک، گول کمرشل مارکیٹ، دکان: 2 (گراؤنڈ فلور) ڈیفنس، لاہور فون: 10 926 356 42 0092

برانچ ④ گلبرگ: دکان نمبر 2، گراؤنڈ فلور، بگ سٹی پلازہ لبرٹی گول چکر، گلبرگ III لاہور فون: 50 738 357 42 0092

کراچی برانچ ① مین طارق روڈ، ڈالمن مال سے (بہادر آباد کی طرف) دُوسری گلی، کراچی فون: 36 939 343 21 0092 فیکس: 37 939 343 21 0092

برانچ ② شاپ 2 گلشن ٹریڈ سنٹر (متصل MCB) گلشن چورنگی مین راشد منہاس روڈ گلشن اقبال بلاک 5 کراچی فون: 38 39 99 34 021

اسلام آباد F-8 مرکز، ایوب مارکیٹ، شاہ ویز سنٹر فون: 13 15 228 51 0092 islamabad@darussalampk.com

ملتان نزد چونگی نمبر 9، ملحقہ ہاشمی سٹور بوسن روڈ ملتان فون: 24 00 622 61 0092

فیصل آباد بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد فون: 944 11 26 41 0092

4

أبواب تفسير القرآن ... كتاب العلل

أحاديث: 2950 - 3956

جامع ترمذی (اُردو)

تالیف
امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد
شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ
مولانا محمد عثمان منیب حفظہ اللہ
مولانا ابوعبداللہ محمد عبدالجبار حفظہ اللہ
قاری طارق جاوید عارفی حفظہ اللہ
مولانا مختار احمد ضیاء حفظہ اللہ
مولانا حافظ صداقت اکرام حفظہ اللہ

دار السلام
DARUSSALAM

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

الترمذي ، محمد بن عيسى ،

جامع الترمذي المجلد الرابع أردو./ محمد بن عيسى الترمذي، عبدالعزيز العلوي.-الرياض ،١٤٤٢هـ

ص:٩٥٦، مقاس١٧ x ٢٤ سم

ردمك: ٤-٤٥٣-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨

١-الحديث-سنن أ.العلوي،عبدالعزيز(مترجم) ب. العنوان

ديوي ٢٣٥،٣ ١٤٤٢/٩٥٢

رقم الإيداع:٩٥٢/ ١٤٤٢

ردمك: ٤-٤٥٣-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨

فہرست مضامین (جلد چہارم)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ٤٤) أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ (التحفة ٢٠)

رسول اللہ ﷺ سے منقول تفسیر قرآن

(المعجم ...) بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يُفَسِّرُ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ (التحفة ١)

باب: -قرآن کی تفسیر محض اپنی رائے سے کرنا

٢٩٥٠- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

[2950] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قرآن کے بارے میں بلا جانے بوجھے گفتگو کرتا ہے، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: تفسیر کا لفظ [فَسَّرَ] سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں کھولنا۔ اس علم کے ذریعے سے قرآن کریم کا مفہوم کھول کر بیان کیا جاتا ہے، اس لیے اسے علم تفسیر کا نام دیا جاتا ہے۔ علامہ برہان الدین زرکشی نے اس کی تعریف یہ کی ہے: [علم يعرف به فهم كتاب الله المنزل على نبيه محمد ﷺ وبيان معانيه واستخراج أحكامه وحكمه] (البرهان: 13/1) وہ علم جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی اپنے نبی محمد ﷺ پر نازل کی جانے والی کتاب کا فہم حاصل ہو، اس کے معانی و مطالب کا بیان و وضاحت ہو اور اس کے احکام اور حکمتوں کا استنباط پایا جائے۔ لیکن جب یہ علم ایک مدون و مرتب علم کی صورت اختیار کر گیا اور علماء نے اس کی مختلف پہلوؤں سے خدمت کی اور مختلف ادوار کے تقاضوں کے مطابق اس میں نئے نئے مضامین اور تفصیلات کا اضافہ ہوتا گیا تو اب یہ ایک انتہائی وسیع صورت اختیار کر گیا ہے۔ علامہ آلوسی نے اس کی یہ تعریف کی ہے: ''علم تفسیر وہ علم ہے

٢٩٥٠- [ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨٠٨٥ من حديث سفيان الثوري به * عبدالأعلى الثعلبي ضعيف مشهور.

جس میں الفاظ قرآن کی ادائیگی اور پڑھنے کے طریقے، ان کے معانی ومطالب، ان کے افراد (ہر ہر لفظ کے بارے میں الگ بحث) اور ترکیبی احکام (باہمی مل کر کیا معنی دیتے ہیں اوران کی نحوی ترکیب اور اعراب کیا ہے) اور ترکیب کی صورت میں انھیں کن معانی پر محمول کیا جاتا ہے، سے بحث وگفتگو کی جاتی ہے اوران معانی کا تکملہ، یعنی ناسخ ومنسوخ، شان نزول اور مبہم قصوں اور واقعات کی توضیح کی جاتی ہے۔'' (روح المعاني: 1/1) اوراب اس میں مزید وسعت پیدا ہوگئی ہے۔لیکن قرآن وسنت، اصول تفسیر، سلف کے منہج ومسلک اوران کی مسلمہ تعبیرات کو نظر انداز کر کے محض اپنی عقل اور رائے سے کچھ کہنا اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنانا ہے۔أَعَاذَنَا اللهُ مِنه.

٢٩٥١- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ ابْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اتَّقُوا الْحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ، فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

[2951] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری طرف سے کوئی بات جانے بغیر بیان نہ کرو، کیونکہ جس نے میرے بارے میں جان بوجھ کر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے، اور جس نے قرآن کے بارے میں محض اپنی رائے سے گفتگو کی، وہ بھی اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

٢٩٥٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنِي حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَزْمٍ أَخُو حَزْمٍ الْقُطَعِيِّ -: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ».

[2952] سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے قرآن کے بارے میں اپنی رائے سے گفتگو کی تو اگرچہ اس نے صحیح بات بھی کہی تو اس نے غلطی کا ارتکاب کیا۔''

هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي سُهَيْلِ بْنِ أَبِي حَزْمٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ شَدَّدُوا فِي هٰذَا فِي أَنْ يُفَسَّرَ الْقُرْآنُ بِغَيْرِ عِلْمٍ، وَأَمَّا الَّذِي رُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ

یہ حدیث غریب ہے۔بعض محدثین نے سہیل بن ابی حزم پر جرح کی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض اہل علم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے حضرات سے اسی طرح منقول ہے کہ انھوں نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کرنے کے بارے میں بڑی سختی سے کام لیا ہے (اس طرز عمل کو

٢٩٥١_[ضعيف] انظر الحديث السابق لعلته.

٢٩٥٢_[ضعيف] أخرجه أبو داود، العلم، باب الكلام في كتاب الله بلا علم، ح: ٣٦٥٢ من حديث سهيل بن عبدالله به وهو ضعيف (تقريب) ولبعض الحديث شواهد ضعيفة * قول قتادة، صحيح عنه وهو في تفسير عبدالرزاق: ١/ ٦٠، ح: ٨ وقول الأعمش، صحيح عنه.

وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ فَسَّرُوا الْقُرْآنَ فَلَيْسَ الظَّنُّ بِهِمْ أَنَّهُمْ قَالُوا فِي الْقُرْآنِ أَوْ فَسَّرُوهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَنْفُسِهِمْ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُمْ مَا يَدُلُّ عَلَى مَا قُلْنَا، أَنَّهُمْ لَمْ يَقُولُوا مِنْ قِبَلِ أَنْفُسِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ. حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ إِلَّا وَقَدْ سَمِعْتُ فِيهَا بِشَيْءٍ. حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: قَالَ مُجَاهِدٌ: لَوْ كُنْتُ قَرَأْتُ قِرَاءَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ لَمْ أَحْتَجْ إِلَى أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْقُرْآنِ مِمَّا سَأَلْتُ.

بہت برا قرار دیا ہے۔) رہی وہ تفسیر جو مجاہد، قتادہ اور دوسرے اہل علم سے منقول ہے تو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انھوں نے قرآن کے بارے میں یا اس کی تفسیر کے سلسلے میں بغیر علم کے بات کی ہے یا محض اپنی طرف سے کچھ کہا ہے کیونکہ ان سے ایسی باتیں منقول ہیں جو ہمارے قول کی تائید کرتی ہیں کہ انھوں نے محض اپنی طرف سے، علم کے بغیر کچھ نہیں کہا۔ امام قتادہ کا قول ہے: قرآن کی ہر آیت کے بارے میں، میں نے کچھ نہ کچھ سنا ہے۔ امام مجاہد کہتے ہیں: اگر میں نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت سنی ہوتی تو میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو بہت سارے سوال کیے تھے، مجھے ان سوالوں کی ضرورت پیش نہ آتی۔ (کیونکہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں ان کی تفسیر کے الفاظ بھی نقل ہوئے ہیں۔)

فائدہ: اس باب کی مذکورہ تینوں روایات ضعیف ہیں۔ تاہم ان میں تفسیر بالرائے کی جو ممانعت ہے، وہ معنوی طور پر صحیح ہے۔ اور اس سے مراد وہ تفسیر ہے جو سلف کے مسلک و منہج اور اسلامی مسلمات و تعبیرات کو نظر انداز کر کے کی جائے، جیسے سرسید احمد خاں، غلام احمد پرویز اور اس قسم کے دوسرے لوگوں کی تفسیریں ہیں۔ اسی طرح تفسیر ''تدبر قرآن'' ہے۔ اس میں بھی متعدد جگہوں پر صحیح احادیث اور سلف کی تعبیرات کو نظر انداز کر کے بہت سے اسلامی مسلمات سے انحراف کیا گیا ہے۔ ایسی تفسیر بالرائے یقیناً مذموم ہے، ورنہ تفسیر میں کسی حد تک مفسر کی رائے بھی بہت سے معاملات میں شامل ہوتی ہے، لیکن اگر اس میں بے راہ روی اور انحراف نہ ہو تو وہ قابل مذمت نہیں۔

(المعجم ١)[بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ (التحفة ٢)

باب: 1۔ سورۂ فاتحۃ الکتاب کی تفسیر

(١) ـ ٢٩٥٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلّٰى

[2953] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کوئی نماز پڑھی جس میں سورۂ ام القرآن (فاتحہ) نہ پڑھی تو وہ نماز ادھوری ہے۔ وہ نماز

٢٩٥٣(١)ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . إلخ، ح: ٣٩٥ من حديث العلاء به.

صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ» قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! إِنِّي أَحْيَانًا أَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ: يَا ابْنَ الْفَارِسِيِّ! فَاقْرَأْهَا فِي نَفْسِكَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ تَعَالَى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، يَقُومُ الْعَبْدُ فَيَقُولُ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾، فَيَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: حَمِدَنِي عَبْدِي، فَيَقُولُ: ﴿الرَّحْمَانِ الرَّحِيمِ﴾. فَيَقُولُ اللهُ: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي، فَيَقُولُ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾، فَيَقُولُ: مَجَّدَنِي عَبْدِي، وَهٰذَا لِي، وَبَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾. وَآخِرُ السُّورَةِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، يَقُولُ: ﴿صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾» [٢-٧].

ناقص ہے، کامل نہیں۔'' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا شاگرد بیان کرتا ہے، میں نے کہا: اے ابوہریرہ! کبھی کسی وقت میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں (پھر کیا کروں؟) انھوں نے جواب دیا: اے فارسی زبان بولنے والے کے بیٹے! اسے اپنے دل میں (آہستہ آہستہ، چپکے سے) پڑھ لیا کر، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میں نے نماز اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں بانٹ لی ہے۔ اس کا آدھا حصہ میرے لیے اور آدھا میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا۔ بندہ کھڑا ہو کر کہتا ہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری حمد و تعریف بیان کی۔ پھر وہ کہتا ہے: ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا کی (میری خوبیوں اور کمالات کا اعتراف کیا۔) پھر وہ کہتا ہے: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۝﴾ تو وہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری عظمت و کبریائی بیان کی اور یہ میرا حصہ ہے۔ اور میرے اور میرے بندے کا مشترکہ حصہ ہے: ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ اور اس کے بعد کا حصہ میرے بندے کا ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے طلب کیا، وہ کہتا ہے: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۝﴾.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ. وَرَوٰى ابْنُ جُرَيْجٍ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي السَّائِبِ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ امام شعبہ، اسماعیل بن جعفر اور بہت سے راویوں نے علاء بن عبدالرحمٰن کی سند سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح حدیث بیان کی ہے۔ اور ابن جریج اور مالک بن انس نے علاء بن عبدالرحمٰن کی ایک دوسری سند سے بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس

مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا، وَرَوَى ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي وَأَبُو السَّائِبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَيَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ الْفَارِسِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا [إِسْمَاعِيلُ] بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي وَأَبُو السَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ وَكَانَا جَلِيسَيْنِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَّمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ [فَهِيَ خِدَاجٌ] فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ» وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ أَكْثَرُ مِنْ هٰذَا. وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ: كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ ابْنِ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْعَلَاءِ.

کے ہم معنی روایت بیان کی ہے اور ابن ابی اویس نے اوپر کی دونوں سندوں کو جمع کر دیا ہے۔ عبدالرحمٰن اور ابوسائب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہم نشین تھے، وہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کوئی نماز، ام القرآن کے بغیر پڑھی تو وہ ادھوری ہے، وہ ناقص ہے، نامکمل ہے۔'' اسماعیل بن ابی اویس کی روایت اتنی ہی ہے۔ میں نے امام ابوابوزرعہ رحمہ اللہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ انھوں نے اس حدیث سے حجت پکڑی۔

(۲) ـ ۲۹۵۳ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ: هٰذَا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ، وَجِئْتُ بِغَيْرِ أَمَانٍ وَّلَا كِتَابٍ. فَلَمَّا دُفِعْتُ إِلَيْهِ أَخَذَ بِيَدِي وَقَدْ كَانَ قَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ: «إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ يَدَهُ فِي يَدِي»، قَالَ: فَقَامَ بِي فَلَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ وَّصَبِيٌّ مَّعَهَا فَقَالَا: إِنَّ لَنَا عَلَيْكَ حَاجَةً. فَقَامَ مَعَهُمَا حَتّٰى قَضٰى حَاجَتَهُمَا، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي حَتّٰى أَتٰى بِي دَارَهُ

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ لوگوں کے درمیان مسجد میں تشریف فرما تھے۔ لوگوں نے کہا: یہ عدی بن حاتم ہے اور میں امان اور تحریر کے بغیر آ گیا تھا۔ جب مجھے آپ کے پاس پیش کیا گیا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور آپ اس سے پہلے فرما چکے تھے: ''مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے گا۔'' تو آپ مجھے لے کر کھڑے ہو گئے۔ (چل پڑے، راستے میں) آپ کو ایک عورت ملی اور اس کے ساتھ ایک بچہ تھا۔ انھوں نے کہا: ہمیں آپ سے ایک کام ہے۔ آپ ان کے پاس رک گئے یہاں تک

۲۹۵۳(۲) ـ أخرجه البغوي في الأنوار من شمائل النبي المختار، ح: ۲۰۰ من حديث عبد بن حميد به وسماك بن حرب حدث به قبل اختلاطه، وحديث شعبة في المسند لأحمد: ٤/ ۳۷۸، ۳۷۹ وصححه ابن حبان، ح: ۲۲۷۹ .

فَأَلْقَتْ لَهُ الْوَلِيدَةُ وِسَادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «مَا يُفِرُّكَ أَنْ تَقُولَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَهَلْ تَعْلَمُ مِنْ إِلٰهٍ سِوَى اللهِ؟» قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ: ثُمَّ تَكَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا تَفِرُّ أَنْ تَقُولَ: اللهُ أَكْبَرُ، وَتَعْلَمُ [أَنَّ] شَيْئًا أَكْبَرُ مِنَ اللهِ؟» قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: «فَإِنَّ الْيَهُودَ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ وَإِنَّ النَّصَارٰى ضُلَّالٌ»، قَالَ: قُلْتُ: فَإِنِّي حَنِيفٌ مُسْلِمٌ. قَالَ: فَرَأَيْتُ وَجْهَهُ تَبَسَّطَ فَرَحًا. قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ بِي فَأُنْزِلْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ جَعَلْتُ أَغْشَاهُ طَرَفَيِ النَّهَارِ، قَالَ: فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ عَشِيَّةً إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ فِي ثِيَابٍ مِّنَ الصُّوفِ مِنْ هٰذِهِ النِّمَارِ قَالَ: فَصَلّٰى وَقَامَ فَحَثَّ عَلَيْهِمْ. ثُمَّ قَالَ: «وَلَوْ صَاعٌ وَلَوْ بِنِصْفِ صَاعٍ وَلَوْ قُبْضَةٌ وَلَوْ بِبَعْضِ قُبْضَةٍ يَقِي أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ حَرَّ جَهَنَّمَ أَوِ النَّارِ وَلَوْ بِتَمْرَةٍ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَاقِي اللهِ وَقَائِلٌ لَهُ مَا أَقُولُ لَكُمْ: أَلَمْ أَجْعَلْ لَكَ سَمْعًا وَبَصَرًا فَيَقُولُ: بَلٰى. فَيَقُولُ: أَلَمْ أَجْعَلْ لَكَ مَالًا وَوَلَدًا؟ فَيَقُولُ: بَلٰى، فَيَقُولُ: أَيْنَ مَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ؟ فَيَنْظُرُ قُدَّامَهُ وَبَعْدَهُ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ. ثُمَّ لَا يَجِدُ شَيْئًا يَقِي بِهِ وَجْهَهُ حَرَّ جَهَنَّمَ. لِيَقِ أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَإِنِّي لَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الْفَاقَةَ فَإِنَّ اللهَ نَاصِرُكُمْ وَمُعْطِيكُمْ حَتّٰى تَسِيرَ الظَّعِينَةُ فِيمَا بَيْنَ يَثْرِبَ وَالْحِيرَةِ أَوْ أَكْثَرَ، مَا يُخَافُ عَلٰى مَطِيَّتِهَا السَّرَقُ»، [قَالَ:] فَجَعَلْتُ أَقُولُ فِي نَفْسِي فَأَيْنَ لُصُوصُ طَيِّءٍ.

کہ ان کی ضرورت پوری کر دی، پھر آپ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر تشریف لے آئے۔ ایک بچی نے آپ کے لیے ایک گدا ڈالا، آپ اس پر بیٹھ گئے اور میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: ”تجھے [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ] کہنے سے کون سی چیز بھگا رہی ہے (کیا مانع اور رکاوٹ ہے۔) کیا تو اللہ کے سوا کوئی إلٰہ جانتا ہے؟“ میں نے کہا: نہیں۔ پھر آپ نے کچھ دیر گفتگو فرمائی، پھر فرمایا: ”تو اللہ اکبر کہنے سے فرار اختیار کرتا ہے۔ کیا تو اللہ سے بڑی کوئی چیز جانتا ہے؟“ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ یہودیوں پر غضب ہوا ہے اور عیسائی یقینا گمراہ ہیں۔“ میں نے کہا: میں تو یکسو (حنیف) مسلمان ہوں۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ مسرت سے کھل گیا۔ پھر آپ نے میرے بارے میں حکم دیا تو مجھے ایک انصاری آدمی کے پاس ٹھہرایا گیا۔ سو میں آپ کی خدمت میں صبح و شام حاضر ہوتا۔ ایک شام میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، اچانک کچھ لوگ ان دھاری دار، اونی کپڑوں میں حاضر ہوئے۔ آپ نے نماز پڑھائی اور کھڑے ہو کر انھیں کچھ دینے کی ترغیب دلائی، پھر فرمایا: ”(صدقہ کرو)، صاع ہو یا آدھا صاع، ایک لپ ہو یا لپ کا کچھ حصہ ہو۔ تم میں سے ہر ایک اپنے چہرے کو جہنم کی تپش یا آگ سے بچائے، خواہ ایک کھجور سے یا اس کے ٹکڑے سے، کیونکہ تمھیں اللہ تعالیٰ سے ملنا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے وہ بات فرمائے گا جو میں تمھیں کہنے لگا ہوں: کیا میں نے تجھے کان نہیں دیے تھے، آنکھ نہیں دی تھی؟ تو وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں۔ اور فرمائے گا: کیا میں نے تجھے مال اور اولاد نہیں دی تھی؟ بندہ کہے گا: کیوں نہیں۔ تو اللہ فرمائے گا: کہاں ہے جو تو نے اپنے لیے آگے بھیجا؟ وہ اپنے آگے اور پیچھے، اپنے دائیں

اور اپنے بائیں دیکھے گا، تو وہ کوئی ایسی چیز نہیں دیکھے گا جس سے اپنے آپ کو جہنم کی گرمی سے بچا سکے۔ تمھیں چاہیے کہ تم اپنے چہرے کو آگ سے بچاؤ، خواہ کھجور کے ٹکڑے ہی سے سہی۔ اگر یہ نہ ہو سکے، تو اچھے بول ہی سے سہی، کیونکہ مجھے تمھارے بارے میں فقر و فاقے کا اندیشہ نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمھارا حامی ہے۔ وہ تمھیں اس قدر عنایت فرمائے گا (اس قدر امن و امان ہو گا) حتی کہ ایک عورت مدینہ اور حیرہ کے درمیان یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر طے کرے گی، اسے اپنی سواری کے بارے میں چوروں سے خطرہ نہیں ہو گا۔'' میں اپنے دل میں سوچنے لگا (میری قوم) طی کے چور اچکے کہاں ہوں گے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، اَلْحَدِيثَ بِطُولِهِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف سماک بن حرب کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ امام شعبہ نے بھی یہ مکمل حدیث سماک بن حرب ہی کی سند سے بیان کی ہے۔

لغوی تشریح: خِداج: کہتے ہیں [خَدَجَتِ الناقة أو الدابّةُ] اونٹنی یا جانور نے کچا اور ادھورا یا نامکمل بچہ گرا دیا۔ ظاہر ہے ادھورے، ناقص اور نامکمل بچے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ظَعِينَة: ہودج میں سوار عورت۔ مَطِيَّة: سواری۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں ''الصلاۃ'' سے مراد فاتحہ ہے جیسا کہ حدیث کی تفصیل سے واضح ہے۔ جس طرح [الحج العرفة] حج، وقوف عرفات کا نام ہے، سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وقوف عرفات کے بغیر حج نہیں ہوتا، اسی طرح فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ② حمد و ثنا اور بزرگی بیان کرنے والی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا اقرار و تعریف ہے، اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے۔ ﴿وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ استعانت و امداد صرف تجھی سے طلب کرتے ہیں، بندے کی درخواست اور التجا ہے، اسی طرح بعد والی آیات میں اللہ تعالیٰ ہی سے صراط مستقیم پر چلانے اور قائم رکھنے، نیز ﴿الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ ۝﴾ کے راستے سے پناہ کی درخواست ہے، اس لیے یہ بندے کا حصہ ہے۔ ③ ''دونوں حدیثیں صحیح ہیں'' کے معنی یہ ہیں کہ علاء بن عبدالرحمٰن کا اپنے باپ اور ابو سائب دونوں کے واسطے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرنا درست ہے کیونکہ ابن ابی اویس نے دونوں کو جمع کر دیا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی خواہش تھی کہ مختلف قبائل کے سردار ایمان لے آئیں تاکہ ان قبائل کے لیے اسلام لانا آسان ہو جائے۔ سیدنا عدی رضی اللہ عنہ مشہور سخی، حاتم طائی کے صاحبزادے اور اپنی قوم کے رئیس تھے، اسی لیے آپ ﷺ چاہتے تھے کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ خواہش پوری فرما دی۔ ⑤ نبی ﷺ نے عدی رضی اللہ عنہ سے

الگ تھلگ گفتگو فرمائی تاکہ اس سے بات بلا روک ٹوک ہو سکے، مجلس کے اندر یہ ممکن نہ تھا، مقصد اس کے شکوک وشبہات کا ازالہ تھا۔ ⑥ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ﴾ سے مراد یہودی ہیں اور ﴿الضَّالِّينَ ○﴾ سے مراد عیسائی ہیں۔ یہودیوں نے تفریط و کوتاہی سے کام لیا اور عیسائیوں نے افراط اور غلو کا راستہ اختیار کیا۔ ⑦ مسلمانوں کے لیے، اگر وہ صحیح اسلام کا راستہ اختیار کریں، فقر و فاقے اور محتاجی کا خطرہ نہیں ہے۔ اسلام پر عمل کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہوگا اور وافر روزی عنایت فرمائے گا۔ لیکن آج ہم اسلام پر عمل چھوڑ کر ذلیل وخوار ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نصرت وحمایت سے محروم ہیں۔ ⑧ اللہ کی راہ میں اپنی استطاعت کی حد تک خرچ کرنا، یعنی صدقہ وخیرات کرنا، آتش دوزخ سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ ⑨ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا کہ ان کا کس قدر شکریہ ادا کیا اور اپنے لیے آگے کیا بھیجا۔ ⑩ آخرت میں آتش دوزخ سے بچنے کا سامان، یہاں دنیا کی زندگی ہی میں تیار کرنا ہے، جو یہاں تیاری نہیں کرتا وہ آتش جہنم سے بچ نہ سکے گا۔ ⑪ اسلام کے ضابطۂ حیات پر مکمل عمل، معاشرے میں امن وامان اور سلامتی کا ضامن ہے، ہر انسان کی عزت، جان اور مال محفوظ ہو جاتا ہے جیسا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں ہوا۔

٢٩٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْيَهُودُ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ وَالنَّصَارٰى ضُلَّالٌ».

[2954] سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہود غضب یافتہ ہیں اور نصاریٰ گم راہ ہیں۔''

فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ.

اور مذکورہ بالا مکمل حدیث بیان کی۔

(المعجم ٢) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ (التحفة ٢)

باب:2۔ سورۂ بقرہ سے متعلق

(١) - ٢٩٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ الْأَعْرَابِيُّ عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى خَلَقَ آدَمَ مِنْ قُبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ، فَجَاءَ

[2955] سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس مٹھی بھر مٹی سے پیدا فرمایا جو پوری زمین سے لی تھی، اس لیے اولاد آدم زمین کے موافق پیدا ہوئی۔ بعض ان میں سے سرخ ہیں، بعض سفید اور بعض سیاہ، بعض درمیانے رنگ کے، کچھ نرم مزاج اور بعض سخت طبیعت، بعض برے

٢٩٥٤ـ وانظر الحديث السابق.

٢٩٥٥ـ أخرجه أبو داود، السنة، باب: في القدر، ح: ٤٦٩٣ من حديث يحيى القطان به وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٨٣ وابن الجوزي والحاكم: ٢/ ٢٦١، ٢٦٢ ووافقه الذهبي.

بَنُو آدَمَ عَلَى قَدْرِ الْأَرْضِ، فَجَاءَ مِنْهُمُ الْأَحْمَرُ وَالْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ وَبَيْنَ ذٰلِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ».

اور بعض اچھے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق پوری زمین سے ماخوذ مٹی سے ہوئی ہے اور زمین کے مختلف حصوں کے رنگ اور مزاج و طبیعت میں اختلاف ہے۔ اس مختلف رنگ اور مزاج کا اثر ان سے پیدا ہونے والے انسانوں میں بھی نمایاں ہے۔ بنیادی رنگ صرف سرخ، سفید اور سیاہ ہیں۔ باقی رنگ ان کے آپس کے میل ملاپ اور اختلاط سے پیدا ہوتے ہیں، اسی طرح زمین سہل، نرم و ملائم بھی ہوتی ہے اور سخت بھی، پاکیزہ اور عمدہ بھی اور ردی اور نکمی بھی۔ بعض زرخیز بھی اور بنجر بھی، اس کے نتیجے میں بنیادی اخلاق چار ہی ہیں اور ہر انسان میں ان چاروں کا اثر موجود ہے، لیکن جس کا مادہ غالب ہوتا ہے، اس کا اثر زیادہ نمایاں اور واضح ہوتا ہے۔

(۲) ـ۲۹۵۶ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾ [۵۸] قَالَ: «دَخَلُوا مُتَزَحِّفِينَ عَلَى أَوْرَاكِهِمْ» أَيْ مُنْحَرِفِينَ، وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ﴾ [۵۹] قَالَ: «قَالُوا: حَبَّةٌ فِي شَعِيرَةٍ».

[2956] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''(شہر کے) دروازے سے جھکتے ہوئے داخل ہو'' کے بارے میں فرمایا: ''وہ اس کے برعکس اپنی سرینوں پر گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے'' یعنی حکم سے انحراف کرتے ہوئے۔ اور اسی سند سے ہے کہ آپ نے اس آیت: ''چنانچہ بدل دیا تھا انھوں نے بات کو دوسری بات سے جو انھیں کہی نہیں گئی تھی'' کے بارے میں فرمایا: ''انھوں نے کہا تھا: [حَبَّةٌ فِي شَعِيرَةٍ] دانا جو میں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں یہودیوں کی ہٹ دھرمی کو بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے قول اور فعل کی مخالفت کی، سجدہ ریزی، عاجزی و انکساری کی جگہ اکڑتے ہوئے سرینوں کے بل گھسٹ کر داخل ہوئے اور معافی و بخشش طلب کرنے کی بجائے [حَبَّةٌ فِي شَعِيرَةٍ] کا مہمل کلمہ بولا۔

(۳) ـ۲۹۵۷ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ السَّمَّانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ

[2957] سیدنا عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں ایک اندھیری رات میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہمیں پتا نہ چلا کہ قبلہ کس طرف ہے

۲۹۵۶ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: ۱، ح: ۳۴۰۳ ومسلم، ح: ۳۰۱۵ من حديث عبدالرزاق به.

۲۹۵۷ـ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب من يصلي لغير القبلة وهو لا يعلم، ح: ۱۰۲۰ من حديث أشعث السمان به وتابعه عمرو بن قيس عند الطيالسي، ح: ۱۱۴۵ * عاصم بن عبيدالله: ضعيف وله شاهد عند البيهقي وغيره.

قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فِي لَيْلَةٍ مُّظْلِمَةٍ فَلَمْ نَدْرِ أَيْنَ الْقِبْلَةُ فَصَلّٰى كُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا عَلٰى حِيَالِهِ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَنَزَلَتْ: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾[١١٥].

تو ہم میں سے ہر شخص نے اپنے سامنے رخ نماز پڑھ لی۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ''تم جدھر بھی رخ کرو، اسی طرف اللہ کا چہرہ ہے۔'' (البقرہ 115:2)

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَشْعَثَ السَّمَّانِ أَبِي الرَّبِيعِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ. وَأَشْعَثُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اشعث السمان کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ اور اشعث کو حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر رات کی تاریکی اور اندھیرے کی وجہ سے یا بادلوں کے سبب، غیر قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لی جائے تو وہ نماز صحیح ہوگی۔

(٤) ـ ٢٩٥٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ ابْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهِ تَطَوُّعًا حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ وَهُوَ جَاءٍ مِّنْ مَّكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ، ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عُمَرَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ﴾ الْآيَة[١١٥]. وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: فِي هٰذَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ.

[2958] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نفل نماز اپنی سواری پر جدھر اس کا رخ ہوتا، پڑھ لیتے، جبکہ آپ مکے سے مدینے کی طرف آ رہے تھے، پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ﴾ (البقرہ 115:2) ''مشرق اور مغرب دونوں اللہ ہی کے لیے ہیں۔'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ آیت اسی مسئلے کے بارے میں اتری ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَيُرْوٰى عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ [قَالَ قَتَادَةُ:] هِيَ مَنْسُوخَةٌ نَسَخَهَا [قَوْلُهُ]: ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾[١٤٤] أَيْ تِلْقَاءَهُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام قتادہ سے اس آیت: ''مشرق اور مغرب دونوں اللہ ہی کے لیے ہیں، تو تم جدھر بھی رخ کرو، اسی طرف اللہ کا چہرہ ہے'' کے بارے میں منقول ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہوگئی ہے: ''سو تم رخ مسجد حرام کی طرف کرو'' یعنی اس کی جانب۔

(٥) ـ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ

اس آیت: ''تو تم جدھر رخ کرو اسی طرف اللہ کا چہرہ ہے'' کے بارے میں مجاہد سے مروی ہے کہ ادھر ہی اللہ کا

٢٩٥٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح: ٧٠٠ من حديث عبدالملك به ※ أثر قتادة: ضعيف عنه، سعيد بن أبي عروبة عنعن، وأثر مجاهد، سنده حسن.

قَتَادَةَ. وَيُرْوٰى عَنْ مُجَاهِدٍ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ قَالَ: فَثَمَّ قِبْلَةُ اللّٰهِ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ أَبُوكُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ النَّضْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ، عَنْ مُجَاهِدٍ بِهٰذَا.

قبلہ ہے۔

فوائد ومسائل: ① پہلی آیت کا مقصد یہ ہے کہ سمتوں اور جہتوں میں سے کسی سمت و جہت کو اللہ تعالیٰ سے اختصاص نہیں، اصل چیز اللہ تعالیٰ کا حکم اور فرمان ہے اور دوسری آیت میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کو منسوخ قرار دیا گیا ہے اور اس کی جگہ مسجد حرام کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ② مسجد حرام سے مراد وہ محترم مسجد ہے جو بیت اللہ کو اس کی ہر جہت سے دائرے کی طرح اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہے۔ قبلہ تو دراصل بیت اللہ (کعبہ) ہے، اس لیے مسجد حرام کے اندر لوگ چاروں طرف سے بیت اللہ ہی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں، لیکن باہر والوں کے لیے یہ مسجد حرام بھی قبلے ہی کے حکم میں داخل ہے، اس لیے فرمایا: ”تم مسجد حرام کی طرف رخ کرو۔“ فرض نماز میں صورت حال یہی ہے کہ سفر ہو یا حضر نماز مسجد حرام کی طرف رخ کر کے ہی پڑھی جائے گی کیونکہ اصل روحانی پاور ہاؤس یہی ہے، اس لیے سفر میں نفلی نماز میں بھی تکبیر تحریمہ کے وقت رخ مسجد حرام ہی کی طرف ہوگا تا کہ انسان کا تعلق اس سے منقطع نہ ہو۔ ③ انسانوں کی سہولت و آسانی کے لیے یہ اجازت دی گئی ہے کہ اگر وہ سواری پر سفر جاری رکھتے ہوئے نفلی نماز پڑھنا چاہیں تو اپنے سفر کی سمت میں نماز پڑھ سکتے ہیں، اس لیے آیت کو منسوخ قرار دینے کی ضرورت نہیں، اس کا تعلق سفر میں نفلی نماز سے ہے یا بھولنے کی صورت سے ہے۔

(٦) _ ٢٩٥٩_ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! لَوْ صَلَّيْنَا خَلْفَ الْمَقَامِ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [١٢٥].

[2959] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کاش ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھیں تو یہ آیت اتری: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِمَ مُصَلًّى﴾ ”اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔“

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کیا تھا۔ طواف کے بعد کی دو رکعت، اگر ہو سکے تو اس کے پیچھے کھڑے ہو کر، یعنی اس کو قبلہ بنا کر پڑھنی چاہئیں۔

(٧) _ ٢٩٦٠_ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا

[2960] سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ

٢٩٥٩_ أخرجه البخاري، الصلاة، باب ما جاء في القبلة، ومن لم ير الإعادة على من سها فصلى إلى غير القبلة، ح: ٤٠٢ من حديث حميد الطويل به.

٢٩٦٠_ أخرجه البخاري، أيضًا، ح: ٤٠٢ من حديث هشيم به * وفي الباب عن ابن عمر [الطبراني في الكبير: ١٢/ ٤٠٠، ح: ١٣٤٧٥].

هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى، فَنَزَلَتْ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾.

کے رسول! کاش آپ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں تو یہ آیت نازل ہوئی: ''مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ'' یعنی اس کے پیچھے کھڑے ہو کر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بھی موجود ہے۔

(٨) ـ ٢٩٦١ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ [١٤٣] قَالَ: عَدْلًا.

[2961] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''اسی طرح ہم نے تمھیں بہترین امت بنایا'' میں ''وَسَط'' کے معنی عدل فرمائے، یعنی معتدل، درمیانی، افراط وتفریط سے ہٹ کر اعتدال و میانہ روی اختیار کرنے والی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُدْعٰى نُوحٌ فَيُقَالُ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيُدْعٰى قَوْمُهُ فَيُقَالُ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ وَمَا أَتَانَا مِنْ أَحَدٍ. فَيُقَالُ: مَنْ شُهُودُكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ، قَالَ: فَيُؤْتٰى بِكُمْ تَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ، فَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ وَالْوَسَطُ: الْعَدْلُ».

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا: کیا آپ نے پیغام پہنچایا؟ وہ عرض کریں گے: ہاں۔ اس پر ان کی قوم کو بلا کر پوچھا جائے گا: کیا تمھیں نوح علیہ السلام نے پیغام پہنچایا؟ وہ کہیں گے: ہمارے پاس کوئی آگاہ کرنے والا نہیں آیا، ہمارے پاس تو کوئی نہیں آیا۔ نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا: آپ کے گواہ کون ہیں؟ وہ عرض کریں گے: محمد ﷺ اور ان کی امت۔ پھر تمھیں لایا جائے گا۔ تم گواہی دو گے کہ واقعی انھوں نے پیغام پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی طرف اشارہ ہے: ''اور اسی طرح ہم نے تمھیں درمیانی امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہی دینے والے بنو، اور رسول تم پر گواہی دینے والا ہے۔'' [الوسط] عدل، معتدل کو کہتے ہیں۔

٢٩٦١ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: الأرواح جنود مجندة، ح: ٣٣٣٩، ٤٤٨٧، ٧٣٤٩ من حديث الأعمش به وهو في نسخة وكيع عن الأعمش، ح: ٢٦.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام صاحب ایک دوسرے استاد سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① امت مسلمہ چونکہ یہودیوں کی تفریط اور عیسائیوں کے غلو اور مبالغہ آمیزی کے درمیان ہے، اس لیے اسے امت وسط سے تعبیر کیا گیا۔ اور جو چیز درمیان میں ہوگی وہ نقطۂ توسط و اعتدال پر ہوگی، اس لیے بہتر ہوگی۔ ② آپ ﷺ نے قرآن کے ذریعے سے امت کو بتا دیا کہ سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ اسی بنیاد پر امت قیامت کے دن سیدنا نوح علیہ السلام کے بارے میں گواہی دے گی، جس سے ثابت ہوا کہ گواہی کے لیے اس بات کا چشم دید ہونا اور اس موقع پر حاضر ہونا ضروری نہیں۔ کسی یقینی ذریعے سے علم حاصل ہو جائے تو اس کے ذریعے سے بھی گواہی دی جا سکتی ہے۔

(٩) - ٢٩٦٢- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ [بْنِ عَازِبٍ] قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ صَلّٰى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ:﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ [١٤٤] فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَكَانَ يُحِبُّ ذٰلِكَ، فَصَلّٰى رَجُلٌ مَعَهُ الْعَصْرَ قَالَ: ثُمَّ مَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ: هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، قَالَ: فَانْحَرَفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ.

[2962] سیدنا براء (بن عازب) رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے جبکہ رسول اللہ ﷺ اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ آپ کا رخ کعبے کی طرف پھیر دیا جائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''ہم آسمان کی طرف تمھارے رخ کی گردش دیکھتے رہے ہیں، سو ضرور ہم تمھارے چہرے کو اس قبلے کی طرف پھیر دیں گے جسے تم پسند کرتے ہو، لہٰذا تم اپنا رخ مسجد حرام کی طرف کر لو۔'' (البقرة 2:144) تو آپ کا رخ کعبے کی طرف کر دیا گیا اور آپ یہی پسند فرماتے تھے۔ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی، پھر وہ انصار کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا جبکہ انھوں نے عصر کی نماز کے رکوع میں اپنے رخ بیت المقدس کی طرف کیے ہوئے تھے۔ اس پر اس نے کہا: وہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور آپ کا رخ کعبے کی طرف کر دیا گیا ہے، چنانچہ وہ حالت رکوع ہی میں پھر گئے۔

٢٩٦٢ـ أخرجه البخاري، أخبار الآحاد، باب ما جاء في إجازة الواحد الصدوق في الأذان والصلاة والصوم والفرائض والأحكام، ح: ٧٢٥٢ من حديث وكيع ومسلم، ح: ٥٢٥ من حديث أبي إسحاق به.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ روایت ابواسحاق سے سفیان ثوری نے بھی بیان کی ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ جب تک مکہ مکرمہ میں رہے اس وقت تک دونوں قبلوں کو جمع کرنا ممکن تھا، لیکن جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے آئے تو اب یہ صورت ممکن نہ رہی کیونکہ وہ دونوں متضاد سمتوں میں تھے۔ مدینہ طیبہ میں اگر کعبے کی طرف رخ کیا جائے تو بیت المقدس کو پشت ہوگی، اور آپ چونکہ ملت ابراہیمی پر مبعوث ہوئے تھے اور ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہی آپ کا قبلہ تھا، ابراہیم علیہ السلام نے آپ کی بعثت کی دعا فرمائی تھی، اس لیے آپ کو تحویل قبلہ کا انتظار رہنے لگا۔ جب کسی کا انتظار ہو تو اس کی آمد کے راستے کی طرف بار بار نگاہ اٹھتی ہے، اس لیے آپ ﷺ کی نظر بار بار اوپر آسمان کی طرف اٹھتی تھی، بالآخر قبلے کی یہ تبدیلی 15 رجب 2 ہجری میں ہوگئی اور آپ کی مدینہ طیبہ میں آمد 12 ربیع الاوّل 1 ہجری کو ہوئی تھی، اس لیے اگر تین دن نظرانداز کر دیں تو مدت سولہ ماہ بنتی ہے اور تین دن کو اگلا ماہ شمار کر لیں تو مدت سترہ ماہ بن جاتی ہے۔ مکمل تفصیل نماز کے ابواب میں گزر چکی ہے۔

(١٠) ـ ٢٩٦٣ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانُوا رُكُوعًا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ.

[2963] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ نماز فجر کے رکوع میں تھے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَعُمَارَةَ بْنِ أَوْسٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا عمرو بن عوف مزنی، ابن عمر، عمارہ بن اَوس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ایک مسجد والوں کو اطلاع عصر کی نماز میں اور دوسری مسجد والوں کو اطلاع فجر کی نماز میں ہوئی جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

(١١) ـ ٢٩٦٤ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَأَبُو عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا وُجِّهَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْكَعْبَةِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ بِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يُصَلُّونَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ الْآيَةَ [١٤٣].

[2964] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کا رخ کعبے کی طرف پھیر دیا گیا تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمارے ان بھائیوں کا کیا حال ہوگا جو بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کے دنوں میں فوت ہو گئے؟ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''اللہ ایسا نہیں ہے کہ وہ تمھارا ایمان ضائع کر دے۔''

٢٩٦٣ـ أخرجه البخاري، ح: ٤٤٨٨ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، ح: ٥٢٦ من حديث عبدالله بن دينار به * وفي الباب عن عمرو بن عوف المزني [البخاري في التاريخ الكبير: ٦/ ٣٠٧]، وابن عمر [تقدم: ٢٩٦٢]، وعمارة بن أوس [أبو نعيم في معرفة الصحابة: ٤/ ٢٠٧٩، ح: ٥٢٢٩]، وأنس بن مالك [مسلم، ح: ٥٢٧].

٢٩٦٤ـ [صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، ح: ٤٦٨٠ من حديث سماك به، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٦٩ والذهبي: ٢/ ٢٦٩ وسنده ضعيف، وللحديث شواهد عند البخاري (٤٤٨٦) وغيره.

(البقرۃ 143:2)

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① چونکہ مدینے کی طرف ہجرت کے بعد سے آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ ہمارا قبلہ کعبہ بنا دیا جائے اور آپ اس کے منتظر بھی رہتے تھے کہ کب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہو، اس لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جو لوگ تحویل قبلہ کے انتظار کے عرصے میں فوت ہو گئے اور انھیں کعبے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا موقع نہ مل سکا تو تحویل قبلہ سے ان کی نمازیں تو متاثر نہیں ہوں گی؟ اس کا جواب دیا گیا کہ نماز تو دین کی روح اور اس کا مظہر ہے، اسے ضائع کرنے کا مطلب ایمان کا ضیاع ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ جو رؤف و رحیم ہے، یہ کام کیسے کر سکتا ہے جبکہ وہ نمازیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت ہی پڑھی گئی تھیں۔ ② یہاں نماز کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ اعمال بھی ایمان کا حصہ اور جز ہیں۔

(١٢) - ٢٩٦٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: مَا أَرٰى عَلٰى أَحَدٍ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ شَيْئًا وَمَا أُبَالِي أَنْ لَّا أَطُوفَ بَيْنَهُمَا، فَقَالَتْ: بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي، طَافَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَطَافَ الْمُسْلِمُونَ، وَإِنَّمَا كَانَ مَنْ أَهَلَّ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ [١٥٨] وَلَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ لَكَانَتْ: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا.

[2965] عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: میں کسی ایسے شخص پر جس نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہیں کی، کوئی گناہ نہیں سمجھتا اور مجھے ان کے درمیان طواف (سعی) نہ کرنے کی کوئی پروا نہیں۔ تو انھوں نے فرمایا: اے میرے بھانجے! تم نے بہت بری بات کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا طواف کیا اور مسلمانوں نے بھی طواف کیا (سعی کی۔) اصل بات یہ ہے کہ مشلل میں واقع بت مناۃ کے لیے جو لوگ احرام باندھتے تھے وہ صفا اور مروہ کا طواف نہیں کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ”چنانچہ جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں (صفا اور مروہ) کا طواف کرے۔“ (البقرۃ 158:2) اور اگر تمھاری بات درست ہوتی تو آیت یوں ہونی چاہیے تھی کہ اس پر ان دونوں کا طواف نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَأَعْجَبَهُ ذٰلِكَ وَقَالَ: إِنَّ هٰذَا لَعِلْمٌ، وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ

امام زہری کہتے ہیں: میں نے یہ بات ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو بتائی تو اسے یہ بات بہت اچھی لگی اور اس نے کہا: بلاشبہ علم اسی کا نام ہے۔ میں نے

٢٩٦٥_ أخرجه مسلم، الحج، باب بيان أن السعي بين الصفا والمروة ركن لا يصح الحج إلا به، ح: ١٢٧٧ عن محمد بن أبي عمر والبخاري، ح: ٤٨٦١ من حديث سفيان بن عيينة به.

يَقُولُونَ: إِنَّمَا كَانَ مَنْ لَا يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مِنَ الْعَرَبِ يَقُولُونَ: إِنَّ طَوَافَنَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَقَالَ آخَرُونَ مِنَ الْأَنْصَارِ: إِنَّمَا أُمِرْنَا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ نُؤْمَرْ بِهِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ﴾ قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: فَأُرَاهَا قَدْ نَزَلَتْ فِي هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

بہت سے اہل علم سے سنا ہے، وہ کہتے تھے: بات یہ تھی کہ جو عرب لوگ صفا اور مروہ کا طواف نہیں کرنا چاہتے تھے، وہ کہتے: بلاشبہ ہمارا ان دونوں پتھروں کے درمیان طواف کرنا، جاہلیت کا رواج ہوگا اور کچھ انصار نے کہا: ہمیں بس بیت اللہ کا طواف کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ہمیں صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کی (عظمت کی) نشانیوں میں سے ہیں۔'' (البقرة 2:158) ابوبکر بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ یہ آیت ان دونوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① [لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا] طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں، میں جناح کی نفی اس لیے کی گئی ہے کہ اسلام لانے کے بعد کچھ لوگوں نے صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے میں حرج محسوس کیا تھا جس کی مختلف وجوہ تھیں: ○ کچھ لوگ جاہلیت کے دور میں مناۃ بت کا طواف کرتے تھے اور صفا و مروہ کا طواف نہیں کرتے تھے، انھوں نے جاہلیت کے دستور کے مطابق اب بھی طواف کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ○ کچھ لوگ ان دونوں کا طواف اساف اور نائلہ بت کی خاطر کرتے تھے، اس لیے اسلام لانے کے بعد انھوں نے حرج محسوس کیا تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ اساف و نائلہ کی خاطر ہی طواف کرتے ہیں۔ ○ کچھ لوگوں نے اس لیے طواف کرنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ قرآن میں ابھی تک صرف بیت اللہ کے طواف کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اس لیے آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جس حرج کا تصور تمھارے اندر موجود ہے، وہ درست نہیں ہے، اور انھیں من شعائر اللہ دین کی امتیازی علامتیں قرار دینا، ان کے طواف کے وجوب کی دلیل ہے۔ جمہور علمائے کرام کے نزدیک بھی صفا و مروہ کی سعی رکن حج ہے۔ اس کے بغیر حج نہیں ہوگا۔ امام شافعی کا یہی قول ہے۔ امام مالک کا مشہور قول اور امام احمد کی صحیح تر روایت، امام اسحاق اور ابوثور کا یہی قول اور یہی نظریہ ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ثوری کے نزدیک سعی واجب ہے، اگر رہ جائے تو اس کی تلافی دم سے ہو جائے گی۔ ② سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن سیرین اور عطاء کے نزدیک سعی سنت ہے۔ امام مالک کا ایک قول یہی ہے۔ امام مالک اور امام احمد کا ایک قول احناف والا ہے کہ سعی واجب ہے، رکن نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے حج کے مباحث دیکھیں۔

(۱۳) _ ۲۹۶۶_ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ

[2966] عاصم احول رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صفا اور مروہ کے بارے میں

۲۹۶۶_ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله تعالى: ﴿إن الصفا والمروة من شعائر الله﴾، ح: ٤٤٩٦ من حديث سفيان الثوري ومسلم، ح: ١٢٧٨ من حديث عاصم الأحول به.

قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ: كَانَا مِنْ شَعَائِرِ الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ أَمْسَكْنَا عَنْهُمَا فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ قَالَ: هُمَا تَطَوُّعٌ ﴿وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾ [١٥٨].

سوال کیا تو انھوں نے کہا: یہ جاہلیت کی علامات اور نشانیوں میں سے تھے، اس لیے جب اسلام کا دور آ گیا تو ہم ان (کی سعی) سے رک گئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کی (عظمت کی) نشانیوں میں سے ہیں، لہٰذا جس نے حج یا عمرے کا ارادہ کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کا طواف تطوع (نیکی) ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور جو شخص خوش دلی سے نیکی کرتا ہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ قدر دان خوب جاننے والا ہے۔'' (البقرۃ 158:2)

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے انصار کا وہ گروہ مراد ہے جو جاہلیت کے دور میں ان دونوں کا طواف ان پر رکھے گئے بتوں اِساف اور نائلہ کی خاطر کرتے تھے۔

(۱۴) _ ۲۹۶۷_ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا فَقَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [١٢٥] فَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ، ثُمَّ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ، ثُمَّ قَالَ: «نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ» وَقَرَأَ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ﴾.

[2967] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور بیت اللہ کے سات چکر لگا لیے تو میں نے آپ کو یہ آیت پڑھتے سنا: ''اور تم مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ'' تو آپ نے مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی، پھر حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا پھر فرمایا: ''ہم اسی جگہ سے آغاز کریں گے جس سے اللہ نے آغاز فرمایا ہے'' اور یہ آیت پڑھی: ''بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کی (عظمت کی) نشانیوں میں سے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا آغاز صفا سے ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صفا کا نام پہلے لیا ہے۔

(۱۵) _ ۲۹۶۸_ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا

[2968] سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے

۲۹۶۷_ أخرجه أبو داود، الحروف والقراءات، باب:۱، ح:۳۹۶۹، وابن ماجه، ح:۱۰۰۸، والنسائي، ح:۲۹٦٤ من حديث جعفر بن محمد به وأصله في صحيح مسلم، ح:۱۲۱۸ بطوله.

۲۹٦۸_ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿أحل لكم ليلة الصيام الرفث إلى نسائكم . . . ﴾ إلخ، ح:٤٥٠٨ عن عبيدالله بن موسى به.

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ بْنِ يُونُسَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَهُ الْإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ: هَلْ عِنْدَكِ طَعَامٌ؟ فَقَالَتْ: لَا، وَلٰكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ - وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ - فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ وَجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ: خَيْبَةً لَكَ، فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَائِكُمْ﴾ فَفَرِحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ [١٨٧].

صحابۂ کرام میں سے جب کوئی روزے دار ہوتا اور افطار کا وقت قریب ہو جاتا اور وہ روزہ چھوڑنے سے پہلے ہی سو جاتا تو رات بھر کھانا نہ کھا سکتا (بلا افطاری اگلے دن کا روزہ رکھ لیتا) اور نہ اگلے دن کھاتا، یہاں تک کہ (اگلی) شام ہو جاتی۔ سیدنا قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے روزہ رکھا ہوا تھا، جب روزہ چھوڑنے کا وقت قریب آ گیا تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے پوچھا: کیا تیرے پاس کھانا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، لیکن میں جاتی ہوں کہیں سے تلاش کر کے لے آتی ہوں، اور وہ دن بھر کام کرتے رہے تھے، سو ان پر نیند نے غلبہ پا لیا۔ اس حالت میں ان کی بیوی واپس آئی۔ اس نے جب انھیں سوتے ہوئے دیکھا تو کہا: تم محروم ہو گئے (افسوس ہے، چنانچہ انھوں نے بغیر کھائے پیے اگلا روزہ رکھ لیا۔) جب آدھا دن (کام کرتے کرتے) گزر گیا تو ان پر غشی طاری ہو گئی۔ اس واقعے کا ذکر نبی ﷺ کے سامنے کیا گیا تو یہ آیت اتری: ''روزے کی رات تمھارے لیے بیویوں کے پاس جانا حلال قرار دیا گیا ہے'' تو اس سے صحابہ بہت زیادہ خوش ہوئے۔ ''اور کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ تمھارے لیے صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے واضح ہو جائے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① آیت: 180 تا 187 کا نزول ایک ہی دفعہ ہوا ہے، لیکن تعلقات کی اجازت پر خوشی اس لیے زیادہ ہوئی کیونکہ یہ کام عام طور پر سونے سے پہلے نہیں ہوتا، اس لیے کہ خلوت اور علیحدگی کا موقع عشاء کے بعد ملتا ہے، جبکہ کھانا انسان عشاء سے پہلے کھا لیتا ہے۔ ② آغاز میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم روزہ رکھنے میں اہل کتاب کا طرز عمل اختیار کیے ہوئے تھے اسی لیے عشاء تک کھانا پینا اور بیویوں سے تعلق قائم کرنا درست سمجھتے تھے۔ اگر کوئی شخص پہلے سو جاتا تو اس کا روزہ شروع ہو جاتا، پھر اگلے دن سورج غروب ہونے تک کھانا پینا اور تعلقات قائم کرنا، وہ اپنے لیے جائز نہ سمجھتا۔ ③ سیدنا قیس بن صرمہ رضی اللہ عنہ جب گھر تشریف لائے تو گھر میں کھجوروں کے سوا کچھ نہ تھا۔ انھوں نے بیوی سے کھجوروں کی بجائے دوسرا کھانا طلب کیا اور بیوی کسی سے کھجوروں کے عوض کھانا لینے گئی تو اس کے آنے سے پہلے ہی تھکے ہارے ہونے کے سبب سو گئے، اس لیے کھانا کھانا ممکن نہ رہا، تو یہ واقعہ پیش آیا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سہولت اور آسانی کے لیے یہ آیات نازل ہوئیں اور روزے کے لیے وہ معمول مقرر ہوا

جس کی آج کل پابندی کی جاتی ہے۔ (تحفة الأحوذي: 246/8)

(١٦) – ٢٩٦٩– حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ يُسَيْعِ الْكِنْدِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر:٦٠] وَقَالَ: «الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ» وَقَرَأَ: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿دَاخِرِينَ﴾».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ [رَوَاهُ مَنْصُورٌ].

[2969] سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ”اور تمھارے رب کا ارشاد ہے، تم مجھے پکارو، میں تمھاری پکار قبول کروں گا۔“ (المؤمن 60:40) کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”دعا عبادت ہی ہے“ اور دلیل میں مذکورہ بالا آیت ﴿دَاخِرِيْنَ﴾ تک پڑھی۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے منصور نے بیان کیا ہے۔

فائدہ: سورۂ مومن کی آیت میں یہ ٹکڑا موجود ہے: ”جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں، وہ ذلیل وخوار ہو کر یقیناً جہنم میں داخل ہوں گے۔“ اس طرح دعا نہ کرنے کو عبادت سے تکبر کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے، اس لیے نبی ﷺ نے فرمایا: پکارنا اور مانگنا ہی عبادت ہے۔ چونکہ عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے اور پکارنا یا مانگنا عبادت ہی ہے، اس لیے غیر اللہ کو پکارنا، ان سے مانگنا گویا ان کی عبادت کرنا ہے جو حرام ہے۔

(١٧) –٢٩٧٠– حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ [١٨٧] قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّمَا ذٰلِكَ بَيَاضُ النَّهَارِ مِنْ سَوَادِ اللَّيْلِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ.

[2970] سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ”یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگا (رات کے) سیاہ دھاگے سے تمھارے لیے صاف ظاہر ہو جائے۔“ تو نبی ﷺ نے مجھے بتایا کہ ”اس سے مراد صبح کی سفیدی کا رات کی تاریکی سے ظاہر ہونا ہے۔“

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب یہی روایت اپنے استاد کی ایک دوسری سند سے بیان کرتے ہیں۔

(١٨) – ٢٩٧١– حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا

[2971] سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

٢٩٦٩ـ أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب فضل الدعاء، ح: ٣٨٢٨ من حديث الأعمش، وأبو داود، ح: ١٤٧٩ من حديث ذر به وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٩٦ والحاكم: ١/ ٤٩٠، ٤٩١ ووافقه الذهبي.

٢٩٧٠ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب قول الله تعالى: ﴿وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر . . .﴾ إلخ: ١٩١٦ من حديث هشيم، ومسلم، ح: ١٠٩٠ من حديث حصين به.

٢٩٧١ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿كلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر﴾، ح: ٤٥١٠ ومسلم، ح: ١٠٩٠ من حديث الشعبي به، انظر الحديث السابق.

سُفيَانُ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ، فَقَالَ: ﴿حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ قَالَ: فَأَخَذْتُ عِقَالَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْيَضُ وَالْآخَرُ أَسْوَدُ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِمَا، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ سُفْيَانُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا هُوَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ».

نے رسول اللہ ﷺ سے روزے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''یہاں تک کہ تمھارے لیے سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے صاف واضح ہو جائے'' تو میں نے دو قسم کی رسیاں لیں، ان میں سے ایک سفید اور دوسری سیاہ تھی۔ میں انھیں دیکھتا رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ کیا فرمایا، یہ سفیان کو یاد نہیں رہا اور فرمایا: ''اس سے مراد رات اور دن (کی سیاہی اور سفیدی) ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① سیدنا عدی بن حاتم ؓ جب مسلمان ہوئے اور آپ نے روزے کے سلسلے میں انھیں حدیث میں بیان کردہ آیت سنائی تو انھوں نے اس کے لفظی معنی مراد لیے اور رات کو ایک سیاہ رسی اور ایک سفید رسی سرہانے کے نیچے رکھ کر سو گئے اور سحری کے اختتام کے لیے اسے دیکھنے لگے اور پھر اصل واقعے کا رسول اللہ ﷺ سے تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: [إِنَّكَ لَعَرِيضُ الْقَفَا] تیری گردن کی گدی بہت لمبی چوڑی ہے۔ [وَإِنَّ وِسَادَكَ لَعَرِيضٌ] تمھارا سرہانہ بھی بہت وسیع و عریض ہے جس کے نیچے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی سما گئی۔ آیت سے مراد تو رات کی سیاہی اور صبح کی سفیدی ہے۔ یہ تمھاری گدی یا سرہانے کے نیچے کیونکر سما سکتے ہیں۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا، ضروری نہیں کہ جو شخص عربی زبان میں مہارت رکھتا ہو یا عربی زبان اس کی مادری زبان ہو، وہ قرآن کی آیت کے مقصد اور مراد کو بھی جان لے، اس لیے قرآن کا بیان رسول ﷺ کے ذمے لگایا گیا ہے کیونکہ آپ ﷺ ہی اسے صحیح طور پر بیان کر سکتے ہیں۔

(١٩) - ٢٩٧٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ التُّجِيبِيِّ قَالَ: كُنَّا بِمَدِينَةِ الرُّومِ فَأَخْرَجُوا إِلَيْنَا صَفًّا عَظِيمًا مِّنَ الرُّومِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ مِثْلُهُمْ أَوْ أَكْثَرُ، وَعَلَى أَهْلِ مِصْرَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ وَعَلَى الْجَمَاعَةِ فَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ فَحَمَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى صَفِّ الرُّومِ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَاحَ

[2972] ابوعمران اسلم تُجیبی ؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم روم کے بڑے شہر (قسطنطنیہ) میں تھے۔ انھوں نے ہمارے مقابلے میں ایک بڑا لشکر بھیجا۔ مسلمان بھی ان کے سامنے انھی کے برابر یا ان سے زائد تعداد میں نکلے۔ اہل مصر کے سپہ سالار سیدنا عقبہ بن عامر ؓ تھے اور ایک جماعت (اہل شام) کے سپہ سالار سیدنا فضالہ بن عبید ؓ تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے (اکیلے ہی) رومیوں کے لشکر پر حملہ کر دیا حتی کہ ان کی صفوں میں گھس

٢٩٧٢ـ أخرجه أبو داود، الجهاد، باب في قوله عزوجل: ﴿ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة﴾، ح: ٢٥١٢ من حديث حيوة بن شريح به وصححه ابن حبان، ح: ١٦٦٧ والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٧٥ ووافقه الذهبي وللحديث طرق كثيرة في تاريخ دمشق لابن عساكر وغيره.

النَّاسُ وَقَالُوا: سُبْحَانَ اللهِ يُلْقِي بِيَدَيْهِ إِلَى التَّهْلُكَةِ، فَقَامَ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ لَتُأَوِّلُونَ هٰذِهِ الْآيَةَ هٰذَا التَّأْوِيلَ، وَإِنَّمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِينَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ لَمَّا أَعَزَّ اللهُ الْإِسْلَامَ وَكَثُرَ نَاصِرُوهُ. فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ سِرًّا دُونَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّ أَمْوَالَنَا قَدْ ضَاعَتْ وَإِنَّ اللهَ قَدْ أَعَزَّ الْإِسْلَامَ وَكَثُرَ نَاصِرُوهُ فَلَوْ أَقَمْنَا فِي أَمْوَالِنَا فَأَصْلَحْنَا مَا ضَاعَ مِنْهَا، فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّهِ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْنَا مَا قُلْنَا ﴿وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [۱۹۵] فَكَانَتِ التَّهْلُكَةُ الْإِقَامَةَ عَلَى الْأَمْوَالِ وَإِصْلَاحَهَا وَتَرْكَنَا الْغَزْوَ. فَمَا زَالَ أَبُو أَيُّوبَ شَاخِصًا فِي سَبِيلِ اللهِ حَتّٰى دُفِنَ بِأَرْضِ الرُّومِ.

گیا۔ مسلمان چیخنے اور کہنے لگے: سبحان اللہ! یہ آدمی خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے۔ یہ سن کر سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! تم اس آیت کی یہ تفسیر وتوضیح کر رہے ہو؟! یہ آیت تو بس ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت وعزت بخشی اور اس کے مددگاروں کی تعداد بہت ہوگئی تو ہمارے بعض نے رسول اللہ ﷺ سے چھپا کر بعض سے کہا: ہمارے مال (کھیت) ضائع اور بے کار ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ و طاقت بخش دی ہے۔ اس کے معاونوں کی تعداد بہت ہو چکی ہے، لہٰذا ہم اپنے مالوں (کھیتوں) میں رک جائیں اور ان کے ضائع شدہ حصے کو درست کر لیں (تو بہتر ہوگا۔) اس پر اللہ تعالیٰ نے ہماری بات کی تردید کے لیے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت اتاری: ''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور (خرچ سے اپنے ہاتھ روک کر) اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔'' تو ہلاکت سے مراد ہمارا اپنے اموال میں ٹھہر جانا اور اس کی اصلاح و درستی کرنا اور ہمارا غزوہ و جنگ سے باز آ جانا تھا۔ اس وجہ سے سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ ہمیشہ لڑائی کے لیے نکلتے رہے حتی کہ رومی سرزمین (قسطنطنیہ) میں دفن کیے گئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک انسان کا جرأت اور دلیری سے کام لیتے ہوئے دشمن پر رعب و دبدبہ ڈالنے کے لیے دشمن کی صف میں گھس جانا درست ہے، لیکن محض بلا مقصد اور بلا ضرورت جنگ کی آگ بھڑکانے کے لیے یہ حرکت درست نہیں۔ ② غزوہ و جہاد ترک کر کے اپنے اموال اور کاروبار کی بہتری میں مشغول ہو جانا، دشمن کو غلبے کا موقع فراہم کرنا ہے، اس لیے یہ ہلاکت وتباہی کا باعث ہے اور درست نہیں۔

(٢٠) ـ ٢٩٧٣ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا مُغِيرَةُ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ كَعْبُ ابْنُ عُجْرَةَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَفِيَّ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلِإِيَّايَ عَنٰى بِهَا ﴿فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ [١٩٦] قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ، وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُونَ وَكَانَتْ لِي وَفْرَةٌ فَجَعَلَتِ الْهَوَامُّ تَسَاقَطُ عَلٰى وَجْهِي فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لِي: «كَأَنَّ هَوَامَّ رَأْسِكَ تُؤْذِيكَ» قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «فَاحْلِقْ». وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ. قَالَ مُجَاهِدٌ: الصِّيَامُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَالطَّعَامُ لِسِتَّةِ مَسَاكِينَ وَالنُّسُكُ شَاةٌ فَصَاعِدًا.

[2973] سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میرے ہی بارے میں یہ آیت اتری ہے اور میں ہی اس کا مخاطب ہوں: ''چنانچہ جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو اس کے ذمے فدیہ ہے: روزے یا صدقہ یا قربانی۔'' سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم احرام کی حالت میں حدیبیہ مقام پر نبی ﷺ کے ساتھ تھے جبکہ مشرکوں نے ہمارا محاصرہ کیا ہوا تھا، یعنی عمرہ کرنے سے روک رکھا تھا اور میرے سر کے بال وفرہ (کانوں کی لو تک پہنچنے والے) تھے، چنانچہ جوئیں میرے چہرے پر گرنے لگیں، اس حال میں نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے اور مجھ سے فرمایا: ''گویا تیرے سر کی جوئیں تجھے تکلیف دے رہی ہیں۔'' میں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''سر مونڈ لو۔'' اس پر یہ آیت اتری۔ امام مجاہد فرماتے ہیں: روزے تین ہیں، کھانا چھ مسکینوں کو کھلانا ہے اور قربانی، ایک بکری یا اس سے بڑا جانور ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ ذٰلِكَ. قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سَوَّارٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْقِلٍ أَيْضًا، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ هٰذَا. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

امام صاحب اپنے استاد کی دوسری سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب اپنے استاد کی ایک اور سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور عبدالرحمٰن بن اصبہانی نے سیدنا عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔

٢٩٧٣ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، ح:٤١٩١ من حديث هشيم عن أبي بشر، ومسلم، ح:١٢٠١ من حديث مجاهد به * حديث عبدالله بن معقل: رواه البخاري، ح:١٨١٦ ومسلم، ح:١٢٠١/ ٨٥ من حديث عبدالرحمن بن الأصبهاني عنه.

الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْقِلٍ [نَحْوَ هٰذَا].

(٢١) _٢٩٧٤_ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: أَتٰى عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى جَبْهَتِي - أَوْ قَالَ: حَاجِبِي - فَقَالَ: «أَتُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ؟» [قَالَ:] قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «فَاحْلِقْ رَأْسَكَ وَانْسُكْ نَسِيكَةً أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ».

[2974] سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں ہنڈیا تلے آگ جلا رہا تھا اور جوئیں میری پیشانی یا پلکوں پر گر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تیری جوئیں تجھے تکلیف دے رہی ہیں۔'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اپنا سر منڈوا لو اور کوئی قربانی دو یا تین دن کے روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔''

قَالَ أَيُّوبُ: لَا أَدْرِي بِأَيَّتِهِنَّ بَدَأَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(اس حدیث کے راوی) ایوب کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں، آپ نے ان تینوں میں سے پہلے کس چیز کا نام لیا۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت احرام میں اگر کسی ضرورت کے تحت سر منڈوانا پڑے تو پھر فدیہ ادا کرنا ہو گا جو تین روزے یا چھ مساکین کا کھانا یا بکری قربان کرنا ہے۔ فدیہ دینے والے کو ان تینوں میں سے کسی ایک کے انتخاب کا حق حاصل ہے۔ اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ ہر مسکین کو نصف صاع دینا ہو گا، مگر امام ابوحنیفہ اور ثوری رحمہما اللہ کے نزدیک گندم کے سوا اجناس سے ہر مسکین کو پورا صاع دینا ہو گا۔ (تحفة الأحوذي: 253/8)

(٢٢) _ ٢٩٧٥_ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْحَجُّ عَرَفَاتٌ، اَلْحَجُّ عَرَفَاتٌ، اَلْحَجُّ عَرَفَاتٌ. أَيَّامُ مِنًى ثَلَاثٌ ﴿فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾ [٢٠٣] وَمَنْ أَدْرَكَ عَرَفَةَ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ».

[2975] سیدنا عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حج عرفات (میں حاضری) کا نام ہے۔ حج عرفات (میں ٹھہرنا) ہے۔ حج عرفات ہے۔ منیٰ کے تین دن ہیں (11، 12، 13) ''سو جس نے جلدی کی دو ہی دن میں اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے (تیرہ تاریخ تک ٹھہرا رہے) اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔'' اور جو فجر کے طلوع سے پہلے عرفات پہنچ گیا تو اس نے حج پا لیا۔''

قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: وَهٰذَا أَجْوَدُ حَدِيثٍ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا

سفیان بن عیینہ کا قول ہے: یہ حج کے سلسلے میں امام ثوری کی عمدہ ترین حدیث ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے

٢٩٧٤_ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، ح: ٤١٩٠ ومسلم، ح: ١٢٠١/ ٨٣ من حديث أيوب السختياني به.
٢٩٧٥_ تقدم: ٨٨٩، ٨٩٠.

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ.

ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسے امام شعبہ نے بکیر بن عطاء سے بیان کیا ہے اور ہم بھی اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی حاجی عرفات میں دس ذوالحجہ کی صبح سے پہلے پہلے نہ پہنچ سکے تو اس کا حج نہیں ہوگا۔ اور دس ذوالحجہ کے بعد منیٰ میں تین دن قیام کرنا ہوتا ہے۔ اگر کوئی انسان گیارہ، بارہ دو دن ٹھہر کر آ جائے، تیرہ تاریخ کو وہاں رمی جمار کے لیے نہ ٹھہرے تو اس کے حج میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا اگرچہ تیرہ تاریخ تک ٹھہرنا بہتر ہے۔

(٢٣) ـ٢٩٧٦ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ».

[2976] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ شخص ہے جو بہت زیادہ جھگڑالو ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

لغوی تشریح: أَلَدُّ: لَدد سے اسم تفضیل ہے جس کے معنی ہیں، بہت زیادہ جھگڑالو اور [خَصِيمٌ] کے بھی یہی معنی ہیں: جھگڑنے والا۔

فائدہ: مصنف کے نزدیک یہ حدیث سورۂ بقرہ کی آیت ﴿وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ﴾ (البقرة 2:204) کی تفسیر ہے، یعنی بلاوجہ اور بلاسبب جھگڑا کرنا اور اسے طول دینا انتہائی ناپسندیدہ طرز عمل ہے۔

(٢٤) ـ٢٩٧٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَتِ الْيَهُودُ إِذَا حَاضَتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا وَلَمْ يُشَارِبُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهَا فِي الْبُيُوتِ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى﴾ [٢٢٢] فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُؤَاكِلُوهُنَّ وَيُشَارِبُوهُنَّ وَأَنْ يَكُونُوا مَعَهُنَّ فِي

[2977] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی لوگ جب عورت کو حیض آنے لگتا، اس کے ساتھ کھاتے پیتے نہ تھے اور نہ اس کے ساتھ گھروں میں اکٹھے رہتے تھے۔ نبی ﷺ سے اس طرز عمل کے بارے میں پوچھا گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ”وہ تم سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، تم ان سے کہہ دو: وہ ناپاکی و پلیدی ہے۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ (حیض والی عورتوں کے ساتھ) کھائیں پئیں اور گھروں میں ان کے

٢٩٧٦ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "وهو ألد الخصام"، ح: ٤٥٢٣ من حديث سفيان بن عيينة ومسلم، ح: ٢٦٦٨ من حديث ابن جريج به.

٢٩٧٧ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله وطهارة سؤرها ... إلخ، ح: ٣٠٢ من حديث حماد بن سلمة به.

الْبُيُوتِ وَأَنْ يَفْعَلُوا كُلَّ شَيْءٍ مَا خَلَا النِّكَاحَ. فَقَالَتِ الْيَهُودُ: مَا يُرِيدُ أَنْ يَدَعَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ. قَالَ: فَجَاءَ عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَاهُ بِذَلِكَ. وَقَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَفَلَا نَنْكِحُهُنَّ فِي الْمَحِيضِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ غَضِبَ عَلَيْهِمَا، فَقَامَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أَثَرِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَلِمْنَا أَنَّهُ لَمْ يَغْضَبْ عَلَيْهِمَا.

ساتھ ہی رہیں اور وہ خصوصی تعلقات کے سوا سب کچھ کر سکتے ہیں۔ اس پر یہودیوں نے (طعن کرتے ہوئے) کہا: وہ ہمارے ہر معاملے میں ہماری مخالفت کرنے سے نہیں رکتا۔ (یہ سن کر) سیدنا عباد بن بشر اور اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو یہود کی بات سے آگاہ کیا اور دونوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا ہم حیض کے دنوں میں ان سے ہمبستری (بھی) نہ کر لیں (تاکہ پوری طرح مخالفت ہو جائے) تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا (کیونکہ مخالفت کی خاطر گناہ کا ارتکاب جائز نہیں) حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ ﷺ ان سے ناراض ہو گئے ہیں، چنانچہ وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو سامنے سے (آپ کے لیے) دودھ کا تحفہ آیا۔ نبی ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجا اور انھیں دودھ پلایا تو ہم نے جان لیا کہ آپ ان سے ناراض نہیں ہوئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کے طعن وتشنیع سے غصے میں آ کر، اس کی مخالفت میں شرعی حدود سے تجاوز کرنا درست نہیں۔ شرعی طور پر جب حیض کی حالت میں بیوی سے ہمبستری جائز نہیں تو یہودیوں کی مخالفت کی خاطر، تاکہ مخالفت مکمل ہو جائے، یہ عمل درست نہیں، اس لیے ان کے اس سوال پر کہ ہم ان سے خصوصی تعلقات قائم کر لیں، آپ ﷺ کے چہرے کی رنگت بدل گئی جو اس بات کی علامت تھی کہ آپ ﷺ نے اس عمل کو ناپسند فرما کر ناگواری کا اظہار کیا ہے۔ آپ ﷺ کی یہ ناگواری اس عمل وحرکت سے تھی، لیکن حاضرین نے خیال کیا کہ آپ ان سوال کرنے والوں سے ناراض ہو گئے ہیں تو آپ نے انھیں دودھ پلا کر ان کے اس تصور اور خیال کو زائل فرما دیا کہ میں ان سے ناراض نہیں ہوں، میری ناگواری کا تعلق عورتوں سے تعلقات قائم کرنے کے عمل سے ہے، کیونکہ گندگی اور پلیدی کی حالت میں ان کے پاس جانا ایک ناپسندیدہ حرکت ہے۔ (تحفة الأحوذي: 256/8)

(٢٥) ـ٢٩٧٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ

[2978] امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے

٢٩٧٨ـ انظر الحديث السابق، وأخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم﴾، ح: ٤٥٢٨، ومسلم، ح: ١٤٣٥ من حديث سفيان بن عيينة به.

سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: كَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ: مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي قُبُلِهَا مِنْ دُبُرِهَا كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ، فَنَزَلَتْ: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾[٢٢٣].

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی کہتے تھے: جو شخص اپنی بیوی کی پچھلی طرف سے، اس کے ساتھ اگلے حصے میں تعلقات قائم کرتا ہے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اس پر یہ آیت اتری: ''تمھاری بیویاں تمھاری کھیتیاں ہیں۔ تم اپنی کھیتی میں جیسے چاہو آؤ۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: انسان کی بیوی اولاد کے حصول کا ذریعہ ہے اور اس کے پاس اسی غرض سے جانا چاہیے۔ بیج ڈالنے کی جگہ (قُبُل) عورت کا اگلا اور سامنے کا حصہ ہے، اس لیے مطلوب تو اسی جگہ آنا ہے لیکن اس کے لیے کوئی خاص حالت اور شکل متعین نہیں ہے۔ انسان سامنے سے بھی تعلقات قائم کرسکتا ہے اور پچھلے حصے کی طرف سے بھی اپنی کھیتی میں بیج ڈال سکتا ہے۔ بہرحال آنے کی جگہ مخصوص ہے، آسن مقرر نہیں ہے۔ (تحفة الأحوذي: 8/257، 258)

(٢٦) _٢٩٧٩_ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنِ ابْنِ سَابِطٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ يَعْنِي صِمَامًا وَاحِدًا.

[2979] سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''تمھاری بیویاں تمھاری کھیتی ہیں، سو اپنی کھیتی میں جیسے چاہو آؤ'' کے بارے میں بیان فرماتی ہیں کہ آنے کا سوراخ (محل) ایک ہی ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَابْنُ خُثَيْمٍ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ. وَابْنُ سَابِطٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَابِطٍ الْجُمَحِيُّ الْمَكِّيُّ وَحَفْصَةُ هِيَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَيُرْوٰى فِي سِمَامٍ وَاحِدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابن خُثَیم سے مراد عبداللہ بن عثمان بن خُثَیم ہے۔ اور ابن سابط سے مراد عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سابط جُمَحی مکی ہے۔ اور حفصہ سے مراد عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق کی بیٹی ہے۔ صمام میں صاد کی بجائے سین سے سمام بھی آیا ہے۔ (دونوں کے معنی سوراخ ہی ہیں۔)

(٢٧) _٢٩٨٠_ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا

[2980] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا

٢٩٧٩_ أخرجه أحمد: ٦/ ٣١٨ عن ابن مهدي به ورواه وهيب عن عبدالله بن عثمان بن خثيم (أحمد: ٦/ ٣٠٥) وسنده حسن وللحديث شواهد كثيرة.

٢٩٨٠_ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨٩٧٧ من حديث يعقوب بن عبدالله به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٤١٩٠.

الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي الْمُغِيرَةِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ عُمَرُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلَكْتُ، قَالَ: «وَمَا أَهْلَكَكَ؟» قَالَ: حَوَّلْتُ رَحْلِيَ اللَّيْلَةَ، قَالَ: فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا، قَالَ: فَأُنْزِلَتْ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ [٢٢٣] أَقْبِلْ وَأَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ.

عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں تباہ و برباد ہو گیا۔ آپ نے پوچھا: ”تمھیں کس چیز نے ہلاک کر ڈالا“ انھوں نے کہا: میں نے آج رات اپنی سواری کا رخ تبدیل کر ڈالا۔ (سامنے کی بجائے پیچھے کی طرف سے آگے تعلقات قائم کیے۔) رسول اللہ ﷺ نے انھیں کوئی جواب نہ دیا، سو اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت: ”تمھاری بیویاں تمھاری کھیتی ہیں، سو اپنی کھیتی میں جیسے چاہو آؤ۔“ اتاری گئی۔ سامنے سے آؤ یا پیچھے سے آؤ، اور دُبر میں آنے سے اور حیض کی حالت میں آنے سے بچو۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَيَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَشْعَرِيُّ هُوَ يَعْقُوبُ الْقُمِّيُّ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور یعقوب بن عبداللہ اشعری، یعقوب قمی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ پچھلی طرف سے اگلے اور سامنے کے حصے میں آنا جائز ہے، لیکن پچھلے حصے (دبر) میں تعلقات قائم کرنا جائز نہیں۔

(٢٨) ـ ٢٩٨١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ زَوَّجَ أُخْتَهُ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَانَتْ عِنْدَهُ مَا كَانَتْ، ثُمَّ طَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً لَمْ يُرَاجِعْهَا حَتّٰى انْقَضَتِ الْعِدَّةُ فَهَوِيَهَا وَهَوِيَتْهُ، ثُمَّ خَطَبَهَا مَعَ الْخُطَّابِ فَقَالَ لَهُ: يَا لُكَعُ! أَكْرَمْتُكَ بِهَا وَزَوَّجْتُكَهَا فَطَلَّقْتَهَا، وَاللهِ! لَا تَرْجِعُ إِلَيْكَ أَبَدًا آخِرُ مَا عَلَيْكَ، قَالَ: فَعَلِمَ اللهُ حَاجَتَهُ إِلَيْهَا وَحَاجَتَهَا إِلٰى بَعْلِهَا، فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [٢٣٢]

[2981] سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بہن کی شادی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک مسلمان آدمی کے ساتھ کر دی۔ وہ ایک عرصے تک اس کے پاس رہی۔ پھر اس نے اسے ایک طلاق دے دی اور عدت ختم ہونے تک اس سے رجوع نہ کیا، پھر دونوں ایک دوسرے کو چاہنے لگے تو اس نے منگنی کا پیغام دینے والوں کے ساتھ پیغام بھیجا۔ سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے کہا: اے نادان! میں نے تجھے اس کے ذریعے سے عزت بخشی اور اس کے ساتھ تیری شادی کر دی تو تُو نے اسے طلاق دے دی، اللہ کی قسم! اب وہ تیرے آخری وقت تک (موت تک) کبھی تیرے پاس نہیں آئے گی، سو اللہ تعالیٰ نے اس

٢٩٨١ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿وإذا طلقتم النساء فبلغن أجلهن فلا تعضلوهن أن ينكحن أزواجهن﴾، ح: ٤٥٢٩ من حديث الحسن البصري به.

فَلَمَّا سَمِعَهَا مَعْقِلٌ قَالَ: سَمْعًا لِرَبِّي وَطَاعَةً، ثُمَّ دَعَاهُ، فَقَالَ: أُزَوِّجُكَ وَأُكْرِمُكَ.

شخص کی اپنی بیوی کی طرف ضرورت اور بیوی کی اپنے خاوند کی طرف حاجت کو جان لیا، اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت: ''اور جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت پوری ہو جائے'' سے اپنے فرمان: ''اور تم جانتے نہیں ہو'' تک اتاری۔ جب سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو بول اٹھے: میں اپنے رب کی بات سن کر مانتا ہوں۔ پھر اپنی ہمشیر کے سابقہ خاوند کو بلایا اور کہا: میں تیرے ساتھ اپنی ہمشیر کی شادی کرتا ہوں اور تجھے عزت وتکریم دیتا ہوں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْحَسَنِ وَهُوَ عَنِ الْحَسَنِ غَرِيبٌ وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ النِّكَاحُ بِغَيْرِ وَلِيٍّ لِأَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ كَانَتْ ثَيِّبًا، فَلَوْ كَانَ الْأَمْرُ إِلَيْهَا دُونَ وَلِيِّهَا لَزَوَّجَتْ نَفْسَهَا وَلَمْ تَحْتَجْ إِلٰى وَلِيِّهَا مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَإِنَّمَا خَاطَبَ اللّٰهُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ الْأَوْلِيَاءَ، فَقَالَ: ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾ فَفِي هٰذِهِ الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ الْأَمْرَ إِلَى الْأَوْلِيَاءِ فِي التَّزْوِيجِ مَعَ رِضَاهُنَّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حسن سے کئی سندوں سے مروی ہے۔ اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ولی کے بغیر نکاح کرنا جائز نہیں کیونکہ سیدنا معقل رضی اللہ عنہ کی ہمشیر شوہر دیدہ عورت تھی۔ اگر معاملہ ولی کے بغیر ہی اس کے سپرد ہوتا تو وہ خود اپنا نکاح کر لیتی اور اپنے ولی معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی محتاج نہ رہتی۔ اور اس آیت میں بس اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''سو انھیں تم اپنے خاوند سے نکاح کرنے سے نہ روکو'' اس لیے یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نکاح کا معاملہ، عورتوں کی رضامندی کے ساتھ، اولیاء کے سپرد ہے۔

فائدہ: سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی ہمشیر شوہر دیدہ تھیں جو ایک عرصے تک خاوند کے ساتھ رہ کر شادی کے نشیب وفراز اور سرد گرم حالات کا تجربہ کر چکی تھیں۔ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے مزاج وطبیعت کو سمجھ چکے تھے، اس لیے دوبارہ اسی بندھن میں بندھنے کے خواہش مند تھے، اور ایک دوسرے کو چاہتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ خود اپنے طور پر شادی نہ کر سکیں، کیونکہ شریعت اسلامیہ اعتدال ومیانہ روی پر مبنی ہے۔ کسی ایک فریق کو بھی دوسرے کے حقوق پامال کرنے کی اجازت نہیں دیتی، نکاح کے معاملے میں ولی اور عورت دونوں کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ باہمی مشاورت اور رضامندی سے نکاح کا فیصلہ کریں۔ دونوں میں سے کوئی ایک فریق بھی دوسرے کی رضامندی حاصل کیے بغیر یہ کام نہیں کر سکتا، اس لیے نکاح کی نسبت کہیں اولیاء کی طرف کی گئی ہے اور کہیں عورتوں کی طرف تاکہ دونوں کی شراکت کا تصور جاگزیں ہو جائے اور وہ ایک دوسرے کو نظرانداز کرنے کی کوشش نہ کریں۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی تالیف ''مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں'' اس میں مسئلہ ولایت نکاح پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۲۹) ـ۲۹۸۲ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ قَالَ: أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا، فَقَالَتْ: إِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾ [۲۳۸] فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ: (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ). وَقَالَتْ: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

[2982] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو یونس بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لیے ایک مصحف (قرآن کا نسخہ) تحریر کروں اور فرمایا: جب تم اس آیت: ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ پر پہنچو تو مجھے اطلاع کرنا، سو جب میں اس آیت پر پہنچا تو انھیں آگاہ کیا۔ انھوں نے مجھے لکھوایا: [حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ] تمام نمازوں کا اہتمام کرو اور خاص کر درمیانی نماز، یعنی نماز عصر کا اور اللہ کے لیے عاجزی کرتے ہوئے کھڑے ہو۔ اور بتایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یوں ہی سنا ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ حَفْصَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت بھی موجود ہے۔
امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صلاۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) سے مراد نماز عصر ہے جو دن کی دو نمازوں فجر اور ظہر اور رات کی دو نمازوں مغرب اور عشاء کے درمیان واقع ہے۔ یہ انتہائی مشغولیت اور مصروفیت کا وقت ہے اور انسان کے لیے اپنی مصروفیات کو چھوڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے، اس لیے اس نماز کا خصوصی اہتمام کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بطور تفسیر فرمائی تھی۔

(۳۰) ـ۲۹۸۳ـ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الْعَصْرِ».

[2983] سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''درمیانی نماز، نماز عصر ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۳۱) ـ۲۹۸۴ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ

[2984] عَبیدہ سلمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اسے سیدنا

۲۹۸۲ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلاة الوسطى هي صلاة العصر، ح: ٦٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطإ: ١/ ١٣٨ (يحيى) * وفي الباب عن حفصة [مالك: ١/ ١٣٩].

۲۹۸۳ـ [صحيح لغيره] تقدم: ١٨٢.

۲۹۸٤ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: "الصلاة الوسطى هي صلاة العصر"، ح: ٦٢٧ من حديث سعيد »

سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ أَنَّ عَلِيًّا حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: «اللّٰهُمَّ! امْلَأْ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا، عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ».

علی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی ﷺ نے احزاب (خندق) کے دن فرمایا: ''اے اللہ! ان کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے، جیسے انھوں نے ہمیں صلاۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) سے مصروف رکھا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ. وَأَبُو حَسَّانَ الْأَعْرَجُ اسْمُهُ مُسْلِمٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مروی ہے۔ اور ابو حسان اعرج کا نام مسلم ہے۔

فائدہ: سورج نماز عصر کے بعد ہی غروب ہوتا ہے اور یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ صلاۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) سے مراد عصر کی نماز ہے اور اس کے فوت ہو جانے کا نبی ﷺ کو اس قدر احساس اور دکھ تھا کہ جو لوگ اس کے فوت ہونے کا باعث بنے، آپ نے ان کے حق میں بددعا کی۔ صحیح قول یہی ہے کہ صلاۃ وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے۔

(٣٢) ـ٢٩٨٥ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ».

[2985] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صلاۃ وسطیٰ، نماز عصر ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا زید بن ثابت، ابو ہاشم بن عتبہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(٣٣) ـ٢٩٨٦ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ

[2986] سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں نماز کے اندر گفتگو کر لیتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ''اور تم اللہ کے لیے

ابن أبي عروبة به.

٢٩٨٥ـ أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٦٢٨ من حديث محمد بن طلحة به * وفي الباب عن زيد بن ثابت [أبو داود، ح: ٤١١]، وأبي هاشم بن عتبة [ابن جرير: ٢/ ٣٤٦]، وأبي هريرة [ابن خزيمة، ح: ١٣٣٨ وابن جرير في تفسيره: ٢/ ٣٤٦].

٢٩٨٦ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿وقوموا لله قانتين﴾، ح: ٤٥٣٤ ومسلم، ح: ٥٣٩ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

شُبَيْلٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ فَنَزَلَتْ: ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ [٢٣٨] فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ.

عاجزی کرتے ہوئے کھڑے ہو۔“ تو ہمیں خاموشی کا حکم دیا گیا۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں گفتگو کرنا اس آیت کے نزول تک جائز تھا اور سورۂ بقرہ بالاتفاق مدنی سورت ہے اور سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی انصاری اور مدنی صحابی ہیں۔

(٣٤) - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ: «وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ».

امام صاحب اپنے استاد کی دوسری سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں جس میں یہ اضافہ ہے: ”اور ہمیں گفتگو کرنے سے منع کر دیا گیا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ إِيَاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوعمرو شیبانی کا نام سعد بن ایاس ہے۔

(٣٥) ـ ٢٩٨٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، عَنِ الْبَرَاءِ: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ﴾ [٢٦٧] قَالَ: نَزَلَتْ فِينَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ كُنَّا أَصْحَابَ نَخْلٍ، فَكَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي مِنْ نَخْلِهِ عَلَى قَدْرِ كَثْرَتِهِ وَقِلَّتِهِ وَكَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي بِالْقِنْوِ وَالْقِنْوَيْنِ فَيُعَلِّقُهُ فِي الْمَسْجِدِ، وَكَانَ أَهْلُ الصُّفَّةِ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ فَكَانَ أَحَدُهُمْ إِذَا جَاءَ أَتَى الْقِنْوَ فَضَرَبَهُ بِعَصَاهُ فَيَسْقُطُ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ فَيَأْكُلُ، وَكَانَ نَاسٌ مِمَّنْ لَا يَرْغَبُ فِي الْخَيْرِ يَأْتِي الرَّجُلُ بِالْقِنْوِ فِيهِ الشِّيصُ وَالْحَشَفُ وَبِالْقِنْوِ قَدِ انْكَسَرَ فَيُعَلِّقُهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ

[2987] سیدنا براء رضی اللہ عنہ اس آیت: ”اور اس میں سے خراب چیز کا ارادہ نہ کرو جسے تم خرچ کرتے ہو“ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ یہ ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہم کھجوروں کے مالک تھے اور ایک آدمی اپنی کھجوروں کی کثرت اور قلت کے مطابق لاتا۔ کوئی آدمی ایک یا دو گچھے لاتا اور انھیں مسجد میں لٹکا دیتا اور اہل صفہ کے پاس کھانے کا انتظام نہ تھا تو جب ان میں سے کوئی گچھے کے پاس آتا تو اسے چھڑی مارتا جس سے نیم پختہ اور پختہ کھجوریں گرتیں اور وہ کھا لیتا۔ اور کچھ لوگ جنھیں نیکی کا شوق اور رغبت نہ تھی ان میں سے کوئی آدمی ایسا گچھا لاتا جس میں کچی اور ردی و نکمی کھجوریں ہوتیں اور ٹوٹا ہوا گچھا لاتا اور اسے لٹکا دیتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت: ”اے ایمان والو! تم اپنے کمائے ہوئے حلال عمدہ مال اور جو پیداوار ہم نے زمین سے نکالی ہے، اس میں سے خرچ کرو

٢٩٨٧ـ أخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ٢٢٦، ح: ١٠٧٨٧ عن عبيدالله بن موسى به ورواه ابن ماجه، ح: ١٨٢٢ من حديث البراء بن عازب به وصححه الحاكم: ٢/ ٢٨٥ والذهبي والبوصيري.

إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ﴾ قَالُوا: لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أُهْدِيَ إِلَيْهِ مِثْلُ مَا أَعْطَى لَمْ يَأْخُذْهُ إِلَّا عَلَى إِغْمَاضٍ أَوْ حَيَاءٍ. قَالَ: فَكُنَّا بَعْدَ ذٰلِكَ يَأْتِي أَحَدُنَا بِصَالِحِ مَا عِنْدَهُ.

اور تم خراب چیز کا ارادہ نہ کرو جسے تم خرچ کرتے ہو، حالانکہ تم اسے لینے کے لیے تیار نہیں ہو الاّ یہ کہ تم اس سے چشم پوشی کرو۔'' معنی یہ ہیں کہ اگر تم میں سے کسی کو اس قسم کا ہدیہ پیش کیا جائے جیسا اس نے دیا ہے، تو وہ اسے نہ لے الا یہ کہ آنکھ بند کر لے یا (نہ لینے سے) حیا و شرمندگی محسوس کرے۔ سیدنا براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد ہم اپنی عمدہ اور اچھی چیز لاتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو مَالِكٍ هُوَ الْغِفَارِيُّ وَيُقَالُ اسْمُهُ: غَزْوَانُ وَقَدْ رَوٰى [سُفْيَانُ] الثَّوْرِيُّ عَنِ السُّدِّيِّ شَيْئًا مِّنْ هٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابو مالک غفاری ہے۔ اس کا نام غزوان بتایا جاتا ہے۔ سفیان ثوری بھی سدی سے اس روایت کا کچھ حصہ بیان کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس آیت مبارکہ اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسی اعلیٰ اور عمدہ چیز دینی چاہیے جسے خود انسان برضا و رغبت اور خوش دلی سے لینے کے لیے تیار ہو۔ ② گچھے مسجد میں لٹکانے سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مفاد عامہ اور لوگوں کی ضرورت کے تحت مسجد میں بجلی کے پنکھے، ٹیوبیں، بلب اور گھڑی وغیرہ لٹکانا جائز ہے۔ اسی طرح مسجد میں کھانے پینے کا انتظام بھی کیا جا سکتا ہے۔

(٣٦) ـ ٢٩٨٨ ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ آدَمَ وَلِلْمَلَكِ لَمَّةً، فَأَمَّا لَمَّةُ الشَّيْطَانِ فَإِيعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَكْذِيبٌ بِالْحَقِّ، وَأَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَإِيعَادٌ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيقٌ بِالْحَقِّ، فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللهِ فَلْيَحْمَدِ اللهَ، وَمَنْ وَجَدَ الْأُخْرٰى فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ [الرَّجِيمِ] ثُمَّ قَرَأَ: ﴿الشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ﴾» الْآيَةَ [٢٦٨].

[2988] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ شیطان ابن آدم کے قریب آتا ہے (اس کے دل میں وسوسے پیدا کرتا ہے) اور فرشتہ بھی اس کے پاس آتا ہے (اس کے دل میں نیک خیال پیدا کرتا ہے۔) شیطان کے قرب و نزول کا اثر یہ ہے کہ وہ برائی کے ذریعے سے خوف زدہ کرتا ہے (کہ اس نیکی کے کام سے تمھیں نقصان پہنچے گا) اور حق کی تکذیب کرتا ہے اور فرشتے کے قرب و نزول کا اثر یہ ہے کہ وہ خیر و بھلائی کی نوید سناتا ہے اور حق کی تصدیق کرتا ہے۔ تو جو انسان دل میں فرشتے کا اثر پائے تو وہ یقین کر لے کہ یہ چیز اللہ

٢٩٨٨ـ [حسن بالطرق والمتابعات] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٠٥١ عن هناد به وصححه ابن حبان، ح: ٤٠.

تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس کی تعریف کرے اور جو دوسری حالت (شیطانی اثر) محسوس کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے شیطان مردود سے بچنے کی درخواست کرے۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''شیطان تمھیں (صدقہ و خیرات کرنے کی صورت میں) فقر و فاقے سے ڈراتا ہے اور تمھیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَهُوَ حَدِيثُ أَبِي الْأَحْوَصِ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ہمارے علم میں اسے ابواحوص ہی مرفوعاً بیان کرتا ہے۔

لغوی تشریح: لَمَّة: قرب ونزول، مراد وسوسہ ڈالنا ہے۔

فائدہ: شیطان، انسان کو نیکی کے راستے میں خرچ کرنے سے فقر و فاقے کا شکار ہونے سے ڈراتا ہے لیکن برے اور بے حیائی کے کاموں پر خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے، اس لیے انسان کو شیطانی وساوس اور خیالات سے ہوشیار اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ مگر دل میں صدقہ و خیرات کا جذبہ ابھرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے، کیونکہ یہ جذبہ اسی کی توفیق سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر خلاف شریعت کاموں میں خرچ کرنے کا جذبہ انگڑائی لے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے اور اس سے درخواست کرنی چاہیے کہ وہ برے اور ناجائز کاموں میں مال صرف کرنے سے بچائے اور شیطان کے داؤ چلنے نہ دے۔

(٣٧)_٢٩٨٩_ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يٰأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ [وَ]لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: ﴿يٰأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ [المؤمنون: ٥١] وَقَالَ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ [البقرة: ١٧٢]» قَالَ: «وَذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَهُ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ

[2989] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ (ہر عیب و نقص سے منزہ ہے) پاک ہے اور پاک (بے عیب اور اچھی) چیز ہی قبول فرماتا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی اسی چیز کا حکم دیا ہے جس کا رسولوں کو حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے رسولو! پاکیزہ حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ بلاشبہ جو عمل تم کرتے ہو، میں انھیں خوب جانتا ہوں۔'' اور ارشاد فرمایا: ''اے ایماندارو! جو پاکیزہ حلال چیزیں ہم نے تمھیں عطا کی ہیں ان میں سے کھاؤ۔'' آپ نے فرمایا: ''ایک آدمی ہے جو لمبے سفر پر نکلتا ہے، اس کے بال بکھرے

٢٩٨٩_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، ح: ١٠١٥ من حديث فضيل بن مرزوق به.

وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَّغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ».

ہوئے ہیں، جسم گرد آلود ہے، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاتا ہے (دعا کرتا ہے:) اے میرے رب! اے میرے آقا! اور صورت حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام کا ہے، اور اس کا پینا حرام کا ہے اور اس کا لباس حرام کا ہے اور اسے حرام سے پالا پوسا گیا ہے تو ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہوگی۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَّإِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ. وَّأَبُو حَازِمٍ هُوَ الْأَشْجَعِيُّ اسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلٰى عَزَّةَ الْأَشْجَعِيَّةِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہمارے علم میں اسے صرف فضیل بن مرزوق بیان کرتا ہے۔ اور ابو حازم اشجعی ہے۔ اس کا نام سلمان ہے۔ یہ عزّہ اشجعیہ کا آزاد کردہ غلام ہے۔

فائدہ: اس حدیث اور اس میں پیش کی گئی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی نیکی کی صلاحیت و استعداد اور اس کی توفیق و قبولیت میں رزق حلال کا بنیادی کردار ہے۔ اعمال صالحہ کا جذبہ اور صلاحیت كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَات پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور وَاعملوا صالحا اور اچھے کام کرو سے نمایاں ہورہی ہے۔ اور جب رزق ہی حلال نہیں اور انسان کی نشوونما اور پرورش حرام سے ہورہی ہے، اس کا کھانا پینا اور پہننا سب حرام مال سے ہورہا ہے تو انسان کی مسکنت، بالوں کی پراگندگی اور جسم کا گرد و غبار سے اٹا ہونا اور سفر کی حالت میں دعا کرنا بھی دعا کی قبولیت کا سبب نہیں بن سکتا، کیونکہ یقینی قبولیت کے لیے شرط ہے [فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي] وہ میرا حکم قبول کریں۔ جب ہم اس کا حکم قبول نہیں کرتے تو وہ ہماری پکار و دعا کیونکر قبول فرمائے گا۔

(٣٨) -٢٩٩٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنِ السُّدِّيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ﴾ الْآيَةَ [٢٨٤]، أَحْزَنَتْنَا. قَالَ: قُلْنَا: يُحَدِّثُ أَحَدُنَا نَفْسَهُ فَيُحَاسَبُ بِهِ لَا نَدْرِي مَا يُغْفَرُ مِنْهُ وَمَا لَا يُغْفَرُ مِنْهُ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا

[2990] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت: "اور جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے اسے ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ، اللہ اس پر تمھارا محاسبہ فرمائے گا، پھر جسے چاہے گا معاف فرما دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔" نازل ہوئی تو اس نے ہمیں غم زدہ کر ڈالا۔ ہم نے سوچا، ہم میں سے ایک شخص خود کلامی کرے گا (اپنے آپ سے بات کرے گا) تو اس پر محاسبہ ہوگا، معلوم نہیں اس میں کیا معاف ہوگا اور اس سے کیا معاف نہیں ہوگا تو اس کے بعد یہ آیت: "اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت و قدرت سے

٢٩٩٠ـ[ضعيف] ✽ "من سمع" مجهول، وحديث مسلم، ح: ١٢٥/ ١٩٩ (الإيمان) وغيره يغني عنه.

مَا اكْتَسَبَتْ﴾ [٢٨٦].

زائد تکلیف نہیں دیتا، اسی کے لیے ہے جو اس نے کمایا (نیکی کی) اور اس پر ہے جو اس نے کمایا (بدی کی)'' اتری، جس نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم صحیح مسلم میں اس کے ہم معنی روایت موجود ہے۔ (صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 329 (125)) پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ذہن میں آنے والے خیالات وتصورات پر انسان کا محاسبہ ہوگا اور یہ خیالات و تصورات دو قسم کے ہیں: ○ جن پر انسان کو اختیار اور طاقت حاصل ہے، یعنی جن کا وہ عزم وارادہ کرتا ہے اور وہ اس کے دل میں جاگزیں ہو جاتے ہیں اور وہ انھیں عمل میں لانا چاہتا ہے۔ ○ وہ خیالات جو انسان کے اختیار اور طاقت سے باہر ہیں۔ وہ انسان کے دل میں آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں، دل میں گھر نہیں کرتے اور نہ انسان انھیں عمل میں لانا چاہتا ہے۔ اور انسان کا مؤاخذہ و محاسبہ انھی خیالات پر ہو سکتا ہے جو اس کے اختیار اور وسعت میں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن 16:64) ''اللہ سے اپنی استطاعت و وسعت کی حد تک ڈرو۔'' لیکن چونکہ آیت کے ظاہر سے ہر قسم کے خیالات وتصورات، وہ لائے گئے ہوں یا آ گئے ہوں، پر محاسبے کا خطرہ پیدا ہو گیا، اس لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے اور اگلی آیت کے ذریعے سے اس کی وضاحت کر دی گئی۔ اور بقول حافظ ابن قیم، صحابۂ کرام نسخ کا لفظ وضاحت کے معنی میں بھی استعمال کرتے تھے، اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس وضاحت و بیان کو نسخ سے تعبیر کر دیا۔ (دیکھیے: اشرف الحواشی، مذکورہ آیت پر حاشیہ)

(٣٩) -٢٩٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أُمَيَّةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ، عَنْ قَوْلِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهُ﴾ وَعَنْ قَوْلِهِ: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ [النساء:١٢٣] فَقَالَتْ: مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «هٰذِهِ مُعَاتَبَةُ اللهِ الْعَبْدَ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنَ الْحُمَّى وَالنَّكْبَةِ حَتَّى الْبِضَاعَةِ يَضَعُهَا فِي يَدِ قَمِيصِهِ فَيَفْقِدُهَا فَيَفْزَعُ لَهَا، حَتَّى إِنَّ الْعَبْدَ لَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَمَا يَخْرُجُ التِّبْرُ الْأَحْمَرُ مِنَ الْكِيرِ».

[2991] امیہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''جو کچھ تمھارے نفسوں میں ہے، اسے ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ، اس پر اللہ تمھارا محاسبہ فرمائے گا'' اور اس کے اس فرمان: ''جو بھی برائی کرے گا، اسے اس کا بدلہ (سزا) دیا جائے گا'' کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ہے، اس کے بارے میں مجھ سے کسی نے دریافت نہیں کیا، آپ نے فرمایا: ''یہ محاسبہ اور سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو اس طرح ملتی ہے کہ وہ بیمار ہو جاتا ہے، اسے بخار یا مصیبت و تکلیف سے دوچار ہونا پڑتا ہے حتیٰ کہ وہ گھبراہٹ و پریشانی جو اس وقت ہوتی ہے کہ وہ اپنا سامان (کوئی چیز) اپنی قمیص کی آستین میں

٢٩٩١- [ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢١٨ من حديث حماد بن سلمة به * علي بن زيد بن جدعان: ضعيف وأمية مجهولة.

رکھتا ہے، پھر اسے گم پاتا ہے، ان مصائب کے ذریعے سے بندہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح سرخ سونا بھٹی سے نکلتا ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف حماد بن سلمہ نے بیان کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم دیگر دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ بیماری اور مصیبت وغیرہ پر صبر کیا جائے اور ثواب کی امید رکھی جائے تو وہ گناہوں کا کفارہ اور درجات کی بلندی کا باعث بن جاتی ہے۔

(٣٠) _٢٩٩٢_ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهُ﴾ قَالَ: دَخَلَ قُلُوبَهُمْ مِّنْهُ شَيْءٌ لَّمْ يَدْخُلْ مِنْ شَيْءٍ، فَقَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ: فَقَالَ: «قُولُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا» فَأَلْقَى اللهُ الْإِيمَانَ فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾ الْآيَةَ [٢٨٥] ﴿لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ قَالَ: «قَدْ فَعَلْتُ» ﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا﴾ قَالَ: [قَدْ فَعَلْتُ] ﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا﴾ الْآيَةَ [٢٨٦]، قَالَ: «قَدْ فَعَلْتُ».

[2992] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت: "جو کچھ تمھارے نفسوں میں ہے، تم اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ اس پر اللہ تمھارا محاسبہ کرے گا" اتری تو صحابۂ کرام کے دلوں میں اس قدر غم وحزن پیدا ہوا جو کسی اور چیز سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ انھوں نے نبی ﷺ سے عرض کی۔ اس پر آپ نے فرمایا: "کہو، ہم نے سن لیا اور مان لیا۔" سو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں یقین پیدا کر دیا، (جس سے ان کا خوف و خطرہ ختم ہو گیا) اور اللہ تعالیٰ نے اتارا: "رسول، جو کچھ اس کی طرف اس کے رب کے طرف سے نازل ہوا، اس پر ایمان لایا اور مومن بھی...... اللہ تعالیٰ کسی نفس کو ذمے دار نہیں ٹھہراتا مگر اس کی وسعت و طاقت کے مطابق، اس کے لیے ہے جو اس نے کمایا اور اس پر ہے (گناہ) جو اس نے کمایا۔ اے ہمارے رب! ہمارا مؤاخذہ نہ کرنا، اگر ہم بھول جائیں یا ہم چوک جائیں (نادانستہ غلطی کر بیٹھیں۔") اللہ نے فرمایا: میں نے تمھاری درخواست قبول کر لی۔ "ہمارے رب! اور ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

٢٩٩٢ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان تجاوز الله تعالى عن حديث النفس والخواطر بالقلب إذا لم تستقر . . . إلخ، ح: ١٢٦ من حديث وكيع به * وفي الباب عن أبي هريرة [مسلم، ح: ١٢٥].

میں نے تمھاری یہ دعا بھی قبول کر لی: ''اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے باہر ہو اور ہمیں بخش دے اور ہم سے درگزر فرما اور ہم پر رحم فرما......'' پوری آیت پڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اسے بھی منظور کر لیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَآدَمُ بْنُ سُلَيْمَانَ يُقَالُ: هُوَ وَالِدُ يَحْيَى ابْنِ آدَمَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور یہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور آدم بن سلیمان رحمہ اللہ جسے یحییٰ بن آدم کا باپ بھی کہا جاتا ہے، سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہنے کی تلقین فرمائی، کیونکہ آپ جانتے تھے کہ محاسبہ انھی خیالات وتصورات کا ہوگا جن پر انسان کا اختیار ہے اور جنھیں وہ عمل میں لانے کی کوشش یا عزم وارادہ کرتا ہے، اس لیے خواہ مخواہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انھوں نے ان کلمات کو قبول کر لیا تو ان کے دلوں کو سکون واطمینان مل گیا اور انھیں وہ دعائیہ کلمات سکھائے گئے جنھیں اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا اور خاتمۂ سورت کی یہ آیات انتہائی اجر وثواب کے حصول کا باعث بنیں۔

(المعجم ٢) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ (التحفة ٣)

باب: 3۔ سورۂ آل عمران کی تفسیری آیات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ ٢٩٩٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَهُوَ الْخَزَّازُ وَيَزِيدُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ يَزِيدُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو عَامِرٍ الْقَاسِمَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ: ﴿فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ

[2993] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''پھر وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے، وہ اس میں سے متشابہات کے پیچھے لگتے ہیں تاکہ فتنہ پیدا کریں اور ان کی حقیقت وماہیت معلوم کریں (حالانکہ ان کی اصل حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا'') کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''تو

٢٩٩٣ـ انظر الحديث الآتي وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٤٣٣ عن يزيد بن إبراهيم به * عند الكل: "فاحذروهم" بدل "فاعرفوهم".

زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ﴾ [،] قَالَ: «فَإِذَا رَأَيْتِيهِمْ فَاعْرِفِيهِمْ»، وَقَالَ يَزِيدُ: «فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَاعْرِفُوهُمْ»، قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

جب ایسے لوگوں کو دیکھے تو انھیں پہچان لے۔'' دوسرے راوی یزید نے یوں کہا: ''سو جب تم انھیں دیکھو، تو انھیں پہچان لو۔'' آپ ﷺ نے یہ بات دو یا تین مرتبہ فرمائی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(٢)-٢٩٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا أَبُوالْوَلِيدِ [الطَّيَالِسِيُّ]: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمٰتٌ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ [،] فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ، فَأُولٰئِكَ الَّذِينَ سَمَّاهُمُ اللهُ فَاحْذَرُوهُمْ».

[2994] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت: ''وہی ہے جس نے تم پر کتاب اتاری جس میں کچھ آیات محکم ہیں......'' آخر آیت تک کے بارے میں پوچھا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو اس میں سے متشابہ کے پیچھے لگتے ہیں، تو یہی لوگ ہیں جن کی اللہ نے نشان دہی فرمائی، سو ان سے بچو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَرُوِيَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. هٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ وَإِنَّمَا ذَكَرَ يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ [التُّسْتَرِيُّ] عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ. وَابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ وَقَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ أَيْضًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث کئی راویوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن ابی ملیکہ کے واسطے سے بیان کی ہے اور دونوں کے درمیان قاسم بن محمد کا واسطہ بیان نہیں کیا۔ یہ واسطہ صرف یزید بن ابراہیم (تُستری) نے بیان کیا ہے۔ اور ابن ابی ملیکہ، عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ ہے جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے براہ راست (بلاواسطہ) بھی سنا ہے۔

فائدہ: [محکمات] سے مراد وہ آیات ہیں جن کا مفہوم بالکل واضح اور صریح ہے اور ان میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں ہے اور ایسی آیات ام الکتاب اور اصل کتاب کا درجہ رکھتی ہیں جو بقیہ ساری کتاب کا مرجع اور مرکز ہیں۔ ساری بحث کا مدار انھی پر ہے، اگر کوئی نزاع یا اختلاف پیدا ہوتا ہے تو اس کا فیصلہ بھی انھی کی کسوٹی پر پرکھ کر کیا جاتا ہے۔ انھی میں لوگوں کو دین کی دعوت دی گئی ہے اور انھی میں دین کے بنیادی عقائد، عبادات اور احکام بیان کیے گئے ہیں۔ [متشابهات] سے مراد ایسی

٢٩٩٤ـ أخرجه البخاري، التفسير، سورة آل عمران، باب: ﴿منه آيات محكمات﴾: ٤٥٤٧ ومسلم، ح: ٢٦٦٥ من حديث يزيد بن إبراهيم به ※ حديث أيوب السختياني: رواه ابن حبان (الإحسان): ١/ ١٤٧، ح: ٧٦.

آیات ہیں جو ہمارے مشاہدات و معلومات کی دسترس اور پہنچ سے باہر ہیں اور انھیں تمثیلی و تشبیہی رنگ میں بیان کیا گیا ہے، اس لیے ان کا مفہوم سمجھنے میں اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے، یا ان میں تاویل کی گنجائش ہوتی ہے۔ ایک سے زائد معنی لیے جا سکتے ہیں یا ان میں ایسے حقائق بیان کیے جاتے ہیں جن پر اجمالی ایمان لانا کافی ہوتا ہے۔ ان کی تفصیلات جاننا عقلی استعداد سے ممکن نہیں۔ عقل ان کا اتنا حصہ سمجھ سکتی ہے جتنا سمجھنا ضروری ہے۔ یہ باتیں ایک اَن دیکھی دنیا سے تعلق رکھتی ہیں، یعنی برزخ اور آخرت یا اللہ تعالیٰ کی صفات اور افعال سے تعلق رکھتی ہیں، ان کی اصل حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، اس لیے فرمایا: ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ﴾ ''یعنی ان کی اصل حقیقت و ماہیت اور صورت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔''

(٣) ـ٢٩٩٥ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُلَاةً مِّنَ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ وَلِيِّي أَبِي وَخَلِيلُ رَبِّي، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ﴾» [٦٨].

[2995] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''بلاشبہ ہر نبی کے لیے انبیاء میں سے دوست ہوتے ہیں (جن سے ان کا خصوصی تعلق ہوتا ہے) اور میرے دوست (جن سے میرا خصوصی تعلق ہے) میرے باپ اور اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام ہیں، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ نسبت و تعلق کے سب سے زیادہ حق دار وہ ہیں جنھوں نے ان کی پیروی کی، پھر یہ نبی اور جو ان پر ایمان لائے۔ اور اللہ اہل ایمان کا ساتھی اور دوست ہے۔''

حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ فِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ. وَأَبُو الضُّحَى اسْمُهُ مُسْلِمُ بْنُ صُبَيْحٍ. حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي نُعَيْمٍ وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ.

امام صاحب اپنے استاد کی دوسری سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں جس میں مسروق کا واسطہ نہیں ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں: اور یہی سند زیادہ صحیح ہے، اور ابوالضحیٰ کا نام مسلم بن صُبیح ہے۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے مسروق کے واسطے کے بغیر یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسولوں سے نسبت و تعلق محض خاندان اور نسب سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کا تعلق اتباع اور اطاعت سے ہے۔ اس اعتبار سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے سب سے زیادہ اولیٰ اور اقرب محمد رسول اللہ ﷺ اور ان پر

٢٩٩٥ـ أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ١/ ٤٤٤ من حديث أبي أحمد الزبيري محمد بن عبدالله بن الزبير به وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٩٢ ووافقه الذهبي.

ایمان لانے والے لوگ ہیں کیونکہ آپ کی شریعت سب سے زیادہ، ابراہیمی شریعت کے موافق ہے اور آپ ﷺ اس کی تکمیل کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

(۴) _ ۲۹۹۶_ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ، لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ» فَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ: فِيَّ وَاللهِ كَانَ ذٰلِكَ، كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِّنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟» قُلْتُ: لَا، فَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ: «احْلِفْ»، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِذَنْ يَحْلِفَ فَيَذْهَبَ بِمَالِي، فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ[۷۷].

[2996] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان کا مال ہتھیانے کے لیے جھوٹی قسم کھاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔'' اشعث بن قیس فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اس واقعے کا تعلق میرے ساتھ ہے کہ میرے اور ایک یہودی آدمی کے درمیان زمین کا جھگڑا تھا۔ اس نے میرا حق ماننے سے انکار کیا، تو میں اسے نبی ﷺ کے پاس لے آیا۔ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس شہادت (گواہ) ہے؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے یہودی سے فرمایا: ''تو قسم اٹھا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تب تو یہ قسم اٹھا کر میرا مال لے جائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت: ''بلاشبہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی (جھوٹی) قسموں سے، تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں (ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ نہ ان سے بات کرے گا، نہ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔)''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی روایت بھی موجود ہے۔

فائدہ: عہداللہ سے مراد کتاب وشریعت ہے کیونکہ کتاب وشریعت کی حیثیت اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان معاہدے کی ہوتی ہے اور ''ایمان'' سے مراد وہ عام عہد و پیمان ہیں جو قسم کھا کر باندھے جاتے ہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر مدعی کے پاس اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لیے شہادت، یعنی گواہ موجود نہیں تو پھر فیصلہ مدعا علیہ کی قسم پر ہوگا، خواہ وہ سچی

۲۹۹٦_ أخرجه البخاري، الخصومات، باب كلام الخصوم بعضهم في بعض، ح:٢٤١٦، ٢٤١٧ من حديث أبي معاوية الضرير به * وفي الباب عن ابن أبي أوفى [البخاري، ح:٢٠٨٨، ٢٦٧٥، ٤٥٥١].

قسم کھائے یا جھوٹی۔

(٥) ـ٢٩٩٧ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [٩٢] أَوْ ﴿مَن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ [البقرة:٢٤٥] قَالَ أَبُو طَلْحَةَ، وَكَانَ لَهُ حَائِطٌ: [فَقَالَ:] يَا رَسُولَ اللهِ! حَائِطِي لِلّٰهِ وَلَوِ اسْتَطَعْتُ أَنْ أُسِرَّهُ لَمْ أُعْلِنْهُ، فَقَالَ: «اجْعَلْهُ فِي قَرَابَتِكَ أَوْ أَقْرَبِيكَ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

[2997] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت: ''تم نیکی کا درجہ ہرگز حاصل نہیں کر سکتے جب تک ان چیزوں سے خرچ نہ کرو جنھیں تم محبوب رکھتے ہو'' یا ''کون شخص ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے'' نازل ہوئی تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جن کا ایک باغ تھا، انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرا باغ اللہ کے لیے ہے اور اگر میں اسے پوشیدہ رکھ سکتا تو اس کا اظہار نہ کرتا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے اپنے رشتے داروں یا قریبیوں میں تقسیم کر دو۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے۔

فائدہ: باغ ایک ظاہر اور کھلی چیز ہے جسے چھپانا ممکن نہیں، اس لیے اس کے صدقے کا چھپانا بھی ممکن نہیں، اگرچہ پوشیدہ صدقہ زیادہ بہتر ہے۔ اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ بہتر صدقہ ایسی چیز کا ہے جو اپنے آپ کو محبوب اور عزیز ہو۔ بِرٌّ کے اصل معنی ایفائے عہد اور ادائے حقوق و فرائض کے ہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صدقہ اپنے عزیز و اقارب کو دینا بہتر اور افضل ہے کیونکہ اس میں صلہ رحمی بھی ہے اور صدقہ بھی ہے۔

(٦) ـ٢٩٩٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْزُومِيَّ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: مَنِ الْحَاجُّ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «الشَّعِثُ التَّفِلُ»، فَقَامَ رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ: أَيُّ الْحَجِّ أَفْضَلُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «الْعَجُّ وَالثَّجُّ» فَقَامَ رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ: مَا السَّبِيلُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ».

[2998] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! حاجی کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پراگندہ بال، میلے کچیلے کپڑے اور بدن والا۔'' پھر ایک اور آدمی کھڑا ہو گیا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سا حج افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بلند آواز سے تلبیہ کہنا اور خون بہانا، یعنی قربانی کرنا۔'' پھر ایک تیسرا آدمی کھڑا ہو گیا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! سبیل سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''زادِ

٢٩٩٧ـ أخرجه أحمد: ٣/ ٢٦٢ عن عبدالله بن بكر به ورواه البخاري، ح: ١٤٦١ ومسلم، ح: ٩٩٨ من حديث أنس به وحديث مالك في الموطأ: ٢/ ٩٩٥، ٩٩٦ (يحيى) ومن طريقه أخرجه البخاري، ح: ١٤٦١ ومسلم، ح: ٩٩٨ وغيرهما.

٢٩٩٨ـ [ضعيف بهذا التمام] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب ما يوجب الحج، ح: ٢٨٩٦ من حديث إبراهيم بن يزيد الخوزي به وهو ضعيف وللحديث طرق عن أنس وعائشة وغيرهما وأسانيدها ضعيفة وانظر، ح: ٨١٣.

راہ اور سواری۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَّا نَعْرِفُهُ [مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ] إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ الْخُوزِيِّ الْمَكِّيِّ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث ہمارے علم میں صرف ابراہیم بن یزید خوزی مکی بیان کرتا ہے اور اس پر بعض اہل علم نے اس کے حافظے کے سبب جرح کی ہے۔ (اس کا حافظہ ناقص اور کمزور تھا۔)

(٧) -٢٩٩٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ [هُوَ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ]، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ﴾ الْآيَةَ [٦١] دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا، فَقَالَ: «اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي».

[2999] سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ’’آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں، تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، ہم اپنی عورتیں لائیں اور تم اپنی عورتیں لاؤ‘‘ تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: ’’یہ لوگ میرے اہل ہیں۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حاضر ہوا۔ انھوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ ﷺ سے چند سوالات کیے۔ آپ نے تسلی بخش جوابات دیے لیکن وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہے تو آپ ﷺ نے انھیں مباہلے کا چیلنج دیا، کیونکہ جب مخالف، دلیل و حجت کو تسلیم نہ کرے اور روز روشن کی طرح واضح حق کو تسلیم کرنے سے گریز اور فرار کی راہ اختیار کرے تو آخری چارۂ کار کے طور پر مباہلے کا طریقہ ہی رہ جاتا ہے۔ انھوں نے اس سے بھی گریز کیا اور آپ ﷺ سے مصالحت کر کے چلے گئے۔ یہ وفد 9 ہجری میں آیا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ کی بیٹیوں میں سے صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی زندہ تھیں اور آپ کے خاندان بنو ہاشم سے قریب ترین داماد سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی تھے، اس لیے آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ اس حدیث کی رُو سے مذکورہ حضرات بھی ’’اہل بیت‘‘ میں شامل ہیں۔ ورنہ قرآن کریم کی آیت: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾ ’’اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے اہل بیت!‘‘ (الأحزاب 33:33) میں اہل بیت، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو کہا گیا ہے، اس لیے اصل اہل بیتِ نبوی ازواج مطہرات ہیں اور اس حدیث کی رُو سے مذکورہ حضرات بھی اہل بیت ہیں۔

(٨) -٣٠٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ

[3000] ابو غالب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوامامہ

٢٩٩٩ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل علي بن أبي طالب، رضي الله عنه، ح: ٢٤٠٤ عن قتيبة به.
٣٠٠٠ـ أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: في ذكر الخوارج، ح: ١٧٦ من حديث أبي غالب به.

زَبِيعٍ - وَهُوَ ابْنُ صَبِيحٍ - وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ، قَالَ: رَأَى أَبُو أُمَامَةَ رُءُوسًا مَنْصُوبَةً عَلَى دَرَجِ [مَسْجِدِ] دِمَشْقَ، فَقَالَ أَبُو أُمَامَةَ: كِلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوهُ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ[١٠٦]. قُلْتُ لِأَبِي أُمَامَةَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا حَتَّى عَدَّ سَبْعًا مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ.

رضی اللہ عنہ نے دمشق کی مسجد کی سیڑھیوں پر لٹکے ہوئے کچھ سر دیکھے تو انھوں نے کہا: آگ کے کتے، آسمان کی چھت کے نیچے بدترین مقتول، بہترین مقتول وہ ہیں جنھیں انھوں نے قتل کیا، پھر یہ آیت پڑھی: ”جس دن بہت سے چہرے سفید ہوں گے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے......“ آخر آیت تک۔ میں نے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، آپ نے براہِ راست یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: اگر میں نے آپ سے ایک، دو، تین یا چار حتیٰ کہ سات دفعہ شمار کیا، سنی ہوتی تو اسے تمھیں نہ سناتا، یعنی اس سے بھی زیادہ دفعہ سنی ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَبُو غَالِبٍ يُقَالُ اسْمُهُ: حَزَوَّرٌ. وَأَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ اسْمُهُ صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ وَهُوَ سَيِّدُ بَاهِلَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ ابوغالب کا نام حزوّر ہے اور ابواُمامہ باہلی کا نام صُدَی بن عجلان ہے اور یہ باہلہ قبیلے کے سردار تھے۔

فائدہ: یہ لوگ خوارج کے ایک گروہ ازارقہ، جو نافع بن ازرق خارجی کی طرف منسوب ہے، سے تعلق رکھتے تھے اور نبی ﷺ نے خارجیوں کے بارے میں یہ بات فرمائی تھی۔ (تحفۃ الأحوذي: 280/8)

(٩) _٣٠٠١_ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ [١١٠] قَالَ: «أَنْتُمْ تُتِمُّونَ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللهِ».

[3001] بہز بن حکیم اپنے باپ کے واسطے سے، اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی بھلائی و رہنمائی) کے لیے پیدا کی گئی ہے“ کے بارے میں سنا: ”تم ستر امتوں کی تکمیل کر رہے ہو۔ تم ان میں سب سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز ہو۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ نَحْوَ هٰذَا وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور بہت سے راویوں نے بہز بن حکیم سے یہ روایت کی ہے اور اس میں اس آیت: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ کا تذکرہ نہیں کیا۔

٣٠٠١_ أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب صفة أمة محمد ﷺ، ح: ٤٢٨٧، ٤٢٨٨ من حديث بهز به مختصرًا وهو في تفسير عبدالرزاق: ١/ ١٣٥، ح: ٤٤٥.

فائدہ: ستر کا لفظ کثرت کے لیے ہے کہ تم بے شمار امتوں میں سے بہترین ہو، کیونکہ تم نقطۂ اعتدال اور وسط شاہراہ ہو اور لوگوں کی اصلاح و رہنمائی اور ان پر اللہ کے دین کی گواہی دینے کے لیے ہو، اور دین کی صحیح شاہراہ پر تم ہی ہو۔

(١٠) ـ٣٠٠٢ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَشُجَّ وَجْهُهُ شَجَّةً فِي جَبْهَتِهِ حَتّٰى سَالَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِهِ، فَقَالَ: «كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ فَعَلُوا هٰذَا بِنَبِيِّهِمْ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ؟» فَنَزَلَتْ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ﴾ إِلٰى آخِرِهَا [١٢٨].

[3002] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر نبی ﷺ کا رباعی دانت توڑ دیا گیا۔ آپ ﷺ کا سر مبارک زخمی ہو گیا۔ آپ کی پیشانی پر ایسا زخم آیا کہ آپ کے چہرے سے خون بہنے لگا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کیا، حالانکہ وہ انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے؟'' تو اس پر یہ آیت اتری: ''آپ کے اختیار میں کچھ نہیں ہے، اللہ ان کی توبہ قبول کرے یا انھیں عذاب دے......'' آخر آیت تک۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ کسی قوم کو توبہ اور ہدایت کی توفیق دینا یا اس کی غلطیوں اور کوتاہی پر مؤاخذہ کرنا، اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کسی بندے کے اختیار میں نہیں۔ غزوۂ احد کے موقع پر نبی ﷺ کے سامنے کے چار دانتوں میں سے نچلا دایاں دانت ٹوٹ گیا اور خود کی کڑیاں ٹوٹ کر رخسار مبارک میں دھنس گئیں، پیشانی زخمی ہو گئی اور بدن لہولہان ہو گیا، اس موقع پر آپ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے، چنانچہ وہی لوگ جن کے لیے نبی ﷺ نے مذکورہ الفاظ فرمائے تھے بعد میں مسلمان ہو گئے اور أو یتوب علیھم کا منظر سامنے آ گیا۔ (تفسیر ابن کثیر، قرطبی)

(١١) ـ٣٠٠٣ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ شُجَّ فِي وَجْهِهِ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَرُمِيَ رَمْيَةً عَلٰى كَتِفِهِ فَجَعَلَ الدَّمُ يَسِيلُ عَلٰى وَجْهِهِ وَهُوَ يَمْسَحُهُ وَيَقُولُ: «كَيْفَ تُفْلِحُ أُمَّةٌ فَعَلُوا هٰذَا بِنَبِيِّهِمْ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ؟» فَأَنْزَلَ اللهُ

[3003] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ زخمی ہو گیا اور آپ کا رباعی دانت ٹوٹ گیا اور آپ کے کندھے پر ایک تیر لگا اور آپ کے رخ انور پر خون بہنے لگا۔ آپ ﷺ اسے صاف کرتے ہوئے فرما رہے تھے: ''وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے ساتھ یہ حرکت کی، حالانکہ وہ انھیں اللہ کی طرف بلاتا ہے؟''

٣٠٠٢ـ أخرجه أحمد: ٣/ ٩٩، ح: ١١٩٧٨ عن هشيم به، ورواه البخاري (المغازي، باب: ٢٢ تعليقًا) من حديث حميد الطويل، قبل، ح: ٤٠٦٩ ومسلم، ح: ١٧٩١ من حديث أنس به.

٣٠٠٣ـ أخرجه أحمد: ٣/ ٢٠١ عن يزيد بن هارون وابن ماجه، ح: ٤٠٢٧ من حديث حميد الطويل به وتابعه ثابت (مسلم، ح: ١٧٩١) وصححه البوصيري، وانظر الحديث السابق.

تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَلِمُونَ﴾ [١٢٨]. سَمِعْتُ عَبْدَ بْنَ حُمَيْدٍ يَقُولُ: غَلَطَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ فِي هٰذَا.

اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''آپ کے اختیار میں کچھ نہیں، اللہ چاہے تو انھیں توبہ کی توفیق دے یا انھیں عذاب دے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔'' عبد بن حمید کہتے ہیں: اس میں یزید بن ہارون سے غلطی ہوئی ہے۔ (کندھے پر زخم کا اضافہ کر دیا ہے۔)

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(١٢) ـ٣٠٠٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ بْنِ سَلْمٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ: «اَللّٰهُمَّ الْعَنْ أَبَا سُفْيَانَ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ»، قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ [أَوْ يُعَذِّبَهُمْ]﴾ فَتَابَ [اللّٰهُ] عَلَيْهِمْ فَأَسْلَمُوا فَحَسُنَ إِسْلَامُهُمْ.

[3004] سیدنا سالم بن عبداللہ بن عمر، اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ اُحد کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ابوسفیان پر لعنت بھیج! اے اللہ! حارث بن ہشام کو اپنی رحمت سے محروم کر دے! اے اللہ! صفوان بن امیہ پر لعنت بھیج!'' اس پر یہ آیت اتری: ''آپ کو کچھ اختیار نہیں، اللہ ان کی توبہ قبول کرے یا انھیں عذاب دے۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے ان سب کو توبہ کی توفیق دی، وہ مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام اچھا اور عمدہ ہوا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ سَالِمٍ، [عَنْ أَبِيهِ]، وَكَذَا رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ [لَمْ يَعْرِفْهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ، وَعَرَفَهُ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ عمر بن حمزہ کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔ امام زہری بھی سالم سے اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) اسے عمر بن حمزہ کی حدیث کی صورت میں نہیں جانتے، زہری کی حدیث کی صورت میں اس سے آگاہ ہیں۔

(١٣) ـ٣٠٠٥ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

[3005] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چار افراد کے لیے بددعا فرماتے تھے، تو اللہ

٣٠٠٤ـ [صحيح لغيره] أخرجه الطبري في تفسيره: ٤/ ٥٨ عن أبي السائب به وعنده: أحمد بن سفيان بدل أحمد بن بشير، ورواه أحمد: ٢/ ٩٣ من حديث عمر بن حمزة به مختصرًا وللحديث شواهد معنوية، انظر الحديث الآتي، وحديث الزهري عند البخاري، ح: ٤٠٦٩ * أبو سفيان والحارث وصفوان أسلموا يوم الفتح.

٣٠٠٥ـ أخرجه أحمد: ٢/ ١٠٤ عن يحيى بن حبيب به وصححه ابن خزيمة، ح: ٦٢٣ وابن حبان (الإحسان): ١٩٨٥ والحديث السابق شاهد له، ورواه أسامة بن زيد عن نافع باختلاف يسير (أحمد: ٢/ ١١٨).

عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو عَلَى أَرْبَعَةِ نَفَرٍ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ فَهَدَاهُمُ اللهُ لِلْإِسْلَامِ.

تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''آپ کو اس معاملے میں کوئی اختیار نہیں، اللہ ان کی توبہ قبول کرے یا انھیں عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں اسلام کی ہدایت فرمائی (وہ مسلمان ہو گئے۔)

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ نافع کی سند سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے غریب قرار دی گئی ہے۔ اور اسے یحییٰ بن ایوب نے ابن عجلان سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: اس آیت اور ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ مختار کل یا نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ مختار کل اور نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ جن افراد کے خلاف آپ ﷺ بددعا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا ایمان لانا مقدر تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بددعا کرنے سے روک دیا۔

(١٣) ـ٣٠٠٦ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: إِنِّي كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي، وَإِذَا حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ، وَإِنَّهُ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ، ثُمَّ يُصَلِّي ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللهَ إِلَّا غَفَرَ لَهُ»، ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللهَ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ[١٣٥].

[3006] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایسا آدمی تھا جب میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سن لیتا، اللہ مجھے اس سے جس قدر نفع اسے منظور ہوتا، پہنچاتا اور جب آپ ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی مجھے حدیث سناتا تو میں (وثوق و تاکید کے لیے) اس سے قسم لیتا، پھر جب وہ میرے سامنے قسم کھاتا تو میں اس کی تصدیق کرتا اور صورت حال یہ ہے کہ مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی اور ابوبکر نے سچ بیان کیا۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص بھی کسی قسم کا گناہ کر بیٹھتا ہے، پھر وہ اٹھ کر وضو کرتا ہے، پھر نماز پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کی درخواست کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔'' پھر انھوں نے یہ آیت پڑھی: ''اور وہ لوگ جب کسی کھلی برائی کا ارتکاب کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کر کے (اپنے گناہوں کی معافی

٣٠٠٦ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٠٧٨ عن قتيبة، وأبو داود، ح: ١٥٢١ وابن ماجه، ح: ١٣٩٥ من حديث عثمان بن المغيرة به وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٥٤ وحسنه ابن عدي وابن كثير ووقفه بعض الرواة وهذه ليست بعلة قادحة.

مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہ بخشتا ہے اور وہ لوگ جانتے بوجھتے اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے۔)‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَرَفَعُوهُ، وَرَوَاهُ مِسْعَرٌ وَسُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَلَمْ يَرْفَعَاهُ، [وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مِسْعَرٍ فَأَوْقَفَهُ وَرَفَعَهُ بَعْضُهُمْ، وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ الْمُغِيرَةِ فَأَوْقَفَهُ وَلَا نَعْرِفُ لِأَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ حَدِيثًا إِلَّا هٰذَا].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث شعبہ اور بہت سے راویوں نے عثمان بن مغیرہ سے مرفوعاً بیان کی ہے لیکن مسعر اور سفیان نے اسے عثمان بن مغیرہ سے مرفوعاً بیان نہیں کیا۔ مسعر سے بعض راویوں نے اسے مرفوعاً اور بعض نے موقوفاً بیان کیا ہے۔ اور سفیان ثوری نے اسے عثمان بن مغیرہ سے موقوفاً بیان کیا ہے۔ اور ہمارے علم میں اسماء بن حکم صرف یہی ایک حدیث بیان کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ گناہ اور جرم کے ارتکاب کے بعد اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور اس سے بخشش طلب کرنا، مغفرت و معافی کا سبب ہے، نیز اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کی بہترین اور عملی صورت یہ ہے کہ نماز پڑھی جائے، پھر بخشش کی درخواست کی جائے اور اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ سیدنا علی کو سیدنا ابوبکر پر بے انتہا اور بھرپور اعتماد اور وثوق تھا...... رضی اللہ عنہما۔

(١٥) ـ٣٠٠٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ: رَفَعْتُ رَأْسِي يَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ، وَمَا مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا يَمِيدُ تَحْتَ حَجَفَتِهِ مِنَ النُّعَاسِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا﴾ [١٥٤].

[3007] سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے احد کے دن سر اوپر اٹھایا اور دیکھنے لگا اور دیکھا کہ ہر شخص اونگھ کی وجہ سے اپنی ڈھال تلے جھکا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ’’پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر غم کے بعد اطمینان نازل فرمایا، یعنی نیند‘‘ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

[قَالَ أَبُوعِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ مِثْلَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب اپنے استاد کی دوسری سند سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: [أَمَنَةً] راحت، سکون اور اطمینان کو کہتے ہیں۔ اور نعاس کا اطلاق اونگھ اور نیند پر ہوتا ہے۔ احد کے دن شکست اور نبی ﷺ کی شہادت کی افواہ کے غم کے بعد اونگھ اطمینان و راحت کا ذریعہ بنی جس سے ذہن پریشان اور دماغ منتشر ہونے سے

٣٠٠٧ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١١٩٨ من حديث حماد بن سلمة به * حديث الزبير: سنده صحيح.

بچ گیا، اس لیے حقیقی اور پختہ مسلمان، جیسا کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے، عزم و حوصلے اور استقامت و عزیمت کے ساتھ اپنی صفوں میں جم گئے اور یہ اونگھ کی برکت تھی۔

(١٦) -٣٠٠٨- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى [بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى] عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ: غُشِينَا وَنَحْنُ فِي مَصَافِّنَا يَوْمَ أُحُدٍ، حَدَّثَ أَنَّهُ كَانَ فِيمَنْ غَشِيَهُ النُّعَاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ: فَجَعَلَ سَيْفِي يَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَآخُذُهُ، وَيَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَآخُذُهُ وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى الْمُنَافِقُونَ لَيْسَ لَهُمْ هَمٌّ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ أَجْبَنَ قَوْمٍ وَأَرْعَبَهُ وَأَخْذَلَهُ لِلْحَقِّ.

[3008] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ احد کے دن جبکہ ہم اپنی صفوں میں تھے، ہمیں (اونگھ نے) ڈھانپ لیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنھیں اس دن اونگھ نے ڈھانپ لیا تھا۔ وہ بیان فرماتے ہیں: (اونگھ کے سبب) میری تلوار میرے ہاتھ سے گرنے لگی اور میں اسے اٹھا لیتا۔ وہ میرے ہاتھ سے گرتی اور میں اسے اٹھا لیتا۔ اور دوسرا منافقوں کا ٹولہ تھا، انھیں سوائے اپنے نفسوں کے کسی چیز کی فکر نہ تھی۔ انتہائی بزدل، بہت ہی مرعوب اور حق کو انتہائی بے یار و مددگار چھوڑنے والے لوگ تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس گروہ کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''اور ایک گروہ کو اپنی جانوں کی پڑی تھی۔ یہ اللہ کے بارے میں خلاف حقیقت زمانۂ جاہلیت کی قسم کی بدگمانیوں میں مبتلا رہے۔ یہ کہتے رہے، بھلا ہمیں ان معاملات میں کیا دخل! کہہ دو سارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ وہ اپنے دلوں میں وہ کچھ چھپائے ہوئے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے۔ وہ دل میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اس معاملے میں ہمارا کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔'' (آل عمران 154:3) ② یہ اونگھ کا معاملہ اس وقت پیش آیا جب جنگ میں شہید ہونے والے شہید ہو چکے، اور جنھیں ہٹنا تھا وہ میدان سے ہٹ گئے اور جو میدان میں باقی رہے، ان میں سے مخلص مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے یکدم غنودگی طاری کر دی اور وہ کھڑے کھڑے اونگھنے لگے۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کئی مرتبہ تلوار زمین پر گر گئی اور یہ وہ وقت تھا جب مجاہدین کے لشکر میں نظم وضبط قائم نہ رہا تھا، بیسیوں لاشیں خاک و خون میں تڑپ رہی تھیں، سپاہی زخموں سے چور تھے اور نبی ﷺ کی شہادت کی افواہ سے ہوش و حواس گم ہو چکے تھے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے غنودگی طاری کر کے ان کی ساری تھکن دور کر دی تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے گرد جمع ہو کر لڑائی کا محاذ قائم کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد مطلع صاف ہو گیا اور دشمن بھاگتا ہوا نظر آنے لگا۔ مخلص مسلمانوں کے برعکس منافقین انتہائی بزدل اور ڈرپوک تھے جنھیں نہ اسلام کی فکر تھی اور نہ نبیٔ اکرم ﷺ کی، انھیں محض اپنی جان بچانے کی فکر تھی کہ کہیں مشرکوں نے دوبارہ حملہ کر دیا تو ہمارا کیا حشر ہوگا۔ اس خوف و فکر میں اونگھ یا نیند کہاں۔

٣٠٠٨ـ أخرجه البخاري، ح: ٤٠٦٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به إلى "وآخذه".

(١٧) ـ٣٠٠٩ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ زِيَادٍ عَنْ خُصَيْفٍ: حَدَّثَنَا مِقْسَمٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ﴾ [١٦٥] فِي قَطِيفَةٍ حَمْرَاءَ افْتُقِدَتْ يَوْمَ بَدْرٍ، فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَعَلَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَهَا فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ خُصَيْفٍ نَحْوَ هٰذَا. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

[3009] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ یہ آیت: ''کسی نبی کے لائق نہیں (اس کی شان سے بعید ہے) کہ وہ خیانت کرے۔'' ایک سرخ چادر کے بارے میں نازل ہوئی جو بدر کے دن گم پائی گئی تھی اور بعض لوگوں نے کہا: شاید رسول اللہ ﷺ نے اٹھالی ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت: ''کسی نبی کے لائق نہیں کہ وہ خیانت کرے.....'' آخر تک اتاری۔

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض راویوں نے اس حدیث میں مقسم کے بعد سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔

فائدہ: غلول کے معنی خیانت، بدعہدی اور بے وفائی کے ہیں۔ اس کے مقابلے میں ''نصح'' کا لفظ مستعمل ہے جس کے معنی ہیں خیرخواہی، خیرسگالی۔ مقصد مسلمانوں کو یہ سمجھانا ہے کہ نبی ﷺ کی عظمت، عصمت اور امانت کو پوری طرح مستحضر رکھیں۔ آپ کی نسبت کوئی لغو اور بے ہودہ خیال دل میں نہ لائیں، کیونکہ کوئی نبی اپنی امت کے ساتھ کبھی بے وفائی اور بدعہدی یا خیانت نہیں کرتا۔ نبی جو قدم بھی اٹھاتا ہے، رضائے الٰہی کی طلب میں اور اس کے احکام کے تحت اٹھاتا ہے۔ وہ اس حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے کہ ہر بدعہدی و بے وفائی اور خیانت اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوگی اور خیانت کرنے والے کو اپنے کیے کی پوری پوری سزا ملے گی۔

(١٨) ـ٣٠١٠ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ لِي: «يَا جَابِرُ! مَالِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! اسْتُشْهِدَ أَبِي [قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ] وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا، قَالَ: «أَفَلَا أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللهُ بِهِ أَبَاكَ؟» قَالَ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «مَا كَلَّمَ اللهُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ

[3010] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میری رسول اللہ ﷺ سے (جنگ اُحد کے بعد) ملاقات ہوئی، تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ''اے جابر! کیا بات ہے، میں تمھیں شکستہ دل، فکرمند پاتا ہوں؟'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرا باپ شہید ہو چکا ہے۔ (احد کے دن شہید کیے گئے تھے۔) اور اہل و عیال اور قرض چھوڑ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تمھیں خوش خبری نہ سناؤں کہ تیرے باپ کی اللہ تعالیٰ سے کس طرح ملاقات ہوئی؟''

٣٠٠٩ـ [صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، الحروف والقراءات، باب: ١، ح: ٣٩٧١ عن قتيبة به وللحديث شواهد عند الواحدي في أسباب النزول، ص: ١٠٧ وغيره وقوله "بعض الناس" أي بعض المنافقين كما في رواية الواحدي.

٣٠١٠ـ أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: فيما أنكرت الجهمية، ح: ١٩٠ عن يحيى بن حبيب به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٩/ ٨٣، ح: ٦٩٨٣ والحاكم: ٣/ ٢٠٣، ٢٠٤ وللحديث شواهد عند أحمد وغيره وحديث ابن عقيل عند أحمد: ٣/ ٣٦١ والحميدي، ح: ١٢٧٤.

حِجَابِهِ وَأَحْيَىٰ أَبَاكَ فَكَلَّمَهُ كِفَاحًا، فَقَالَ: [يَا عَبْدِي] تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِيكَ، قَالَ: يَا رَبِّ! تُحْيِينِي فَأُقْتَلُ فِيكَ ثَانِيَةً، قَالَ الرَّبُّ [تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ]: إِنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنِّي ﴿أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ﴾ [الأنبياء:٩٥] قَالَ: وَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا﴾ الْآيَةَ [١٦٩].

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ضرور اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی سے گفتگو فرمائی ہے تو پس پردہ ہی فرمائی ہے اور تیرے باپ کو زندہ کر کے اس سے رو برو، بالمشافہ گفتگو فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندے! میرے سامنے تمنا اور آرزو کر، میں تمھیں عنایت فرماؤں گا۔ اس نے عرض کی: اے میرے رب! مجھے زندگی بخش کہ میں تیری خاطر دوبارہ قتل کیا جاؤں، یعنی شہادت کے لیے دنیوی زندگی عنایت فرما۔ رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: صورت حال یہ ہے کہ میری طرف سے طے ہو چکا ہے: (وہ دوبارہ نہیں لوٹیں گے۔'') اور یہ آیت اتاری گئی: ''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انھیں مردہ خیال نہ کرو......''

[قَالَ أَبُو عِيسَىٰ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ. وَرَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ كِبَارِ أَهْلِ الْحَدِيثِ هٰكَذَا: عَنْ مُّوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ. وَقَدْ رَوَىٰ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ جَابِرٍ شَيْئًا مِّنْ هٰذَا.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ صرف موسیٰ بن ابراہیم کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ اسے علی بن عبداللہ بن مدینی اور بہت سے جلیل القدر محدثین نے موسیٰ بن ابراہیم سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور عبداللہ بن محمد بن عقیل نے بھی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جانے والوں کو حیات جاودانی، یعنی ابدی، دائمی اور ہمیشہ کی زندگی مل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ممتاز قرب حاصل ہوتا ہے۔ بڑے عالی درجات و مراتب پر فائز ہوتے ہیں اور اپنے رب کے جوار رحمت میں اس کی نعمتوں سے محظوظ ہوتے ہیں اور اپنی حالت پر شاداں وفرحاں ہوتے ہیں اور دوبارہ شہادت کے حصول کی تمنا اور آرزو کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر آن انھیں مزید انعامات حاصل ہوتے رہتے ہیں اور ان کی روحیں سبز پرندوں کے اندر جنت کی سیر کرتی ہیں اور عرش کے ساتھ لٹکنے والی قندیلوں میں آرام کرتی ہیں جیسا کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

(١٩) -٣٠١١- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ

[3011] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''جو لوگ اللہ کی راہ میں

٣٠١١ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان أن أرواح الشهداء في الجنة وأنهم أحياء عند ربهم يرزقون، ح:١٨٨٧ من حديث الأعمش به.

مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ [١٦٩] فَقَالَ: أَمَا إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَأُخْبِرْنَا أَنَّ أَرْوَاحَهُمْ فِي طَيْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مُعَلَّقَةٍ بِالْعَرْشِ، فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّكَ اطِّلَاعَةً، فَقَالَ: هَلْ تَسْتَزِيدُونَ شَيْئًا فَأَزِيدَكُمْ؟ قَالُوا: رَبَّنَا، وَمَا نَسْتَزِيدُ وَنَحْنُ فِي الْجَنَّةِ نَسْرَحُ حَيْثُ شِئْنَا؟ ثُمَّ اطَّلَعَ عَلَيْهِمُ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: هَلْ تَسْتَزِيدُونَ شَيْئًا فَأَزِيدَكُمْ؟ فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَا يُتْرَكُونَ قَالُوا: تُعِيدُ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتّٰى نَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَنُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرٰى.

قتل کیے جاتے ہیں، انھیں مردے خیال نہ کرو، بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں'' کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا: ہم نے اس بارے میں سوال کیا تو ہمیں بتایا گیا کہ ان کی روحیں سبز پرندوں (کے پیٹوں) میں ہیں۔ وہ جنت میں جہاں چاہتی ہیں چرتی چگتی (کھاتی پیتی) ہیں۔ عرش کے ساتھ لٹکتی ہوئی قندیلوں میں لوٹ آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر (اپنی شان کے مطابق) جھانک کر پوچھا: کیا تمھیں کچھ اور چاہیے تاکہ میں تمھیں اور دوں؟ انھوں نے عرض کی: اے ہمارے رب! ہمیں اور کیا چاہیے جبکہ ہم جنت میں جہاں چاہیں کھاتی پھرتی ہیں؟ پھر اس نے ان پر دوبارہ جھانکا اور فرمایا: کیا تم کچھ اور چاہتی ہو کہ میں تمھیں اور دوں؟ جب انھوں نے یہ سمجھا کہ انھیں کچھ مانگے بغیر چھوڑا نہیں جائے گا تو انھوں نے عرض کی: ہماری روحوں کو ہمارے بدنوں میں لوٹا دے، تاکہ ہم دنیا کی طرف لوٹ جائیں، پھر تیری راہ میں دوبارہ قتل کیے جائیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(٢٠) - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيهِ: وَتُقْرِئُ نَبِيَّنَا السَّلَامَ وَتُخْبِرُهُ أَنْ قَدْ رَضِينَا وَرُضِيَ عَنَّا.

امام صاحب اپنے استاد کی دوسرے سند سے اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ اور اس میں یہ اضافہ ہے: ''اور ہمارے نبی کو ہماری طرف سے سلام پہنچا دیں اور بتا دیں کہ ہم راضی اور مطمئن ہیں اور ہمیں رضامندی حاصل ہوگئی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

(٢١) -٣٠١٢- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَامِعٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي رَاشِدٍ وَعَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ أَعْيَنَ -، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ [بْنِ مَسْعُودٍ] يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ رَجُلٍ لَا

[3012] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص بھی اپنے مال کی زکاۃ ادا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی گردن میں (مال کو) سانپ بنا کر ڈالے گا، پھر ہمیں اس کی

٣٠١٢ـ أخرجه شطره الأول ابن ماجه، الزكاة، حديث: ١٧٨٤ من حديث سفيان به. والشطر الثاني البخاري، التوحيد، حديث: ٧٤٤٥ من حديث سفيان أيضًا.

يُؤَدِّي زَكَاةَ مَالِهِ إِلَّا جَعَلَ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي عُنُقِهِ شُجَاعًا، ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ الْآيَةَ [١٨٠] ، وَقَالَ مَرَّةً قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ ﴿سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ [١٨٠] وَمَنِ اقْتَطَعَ مَالَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ بِيَمِينٍ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ﴾ الْآيَةَ [٧٧].

تصدیق میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی یہ آیت سنائی: ''اور جو لوگ بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دی ہے، ہرگز گمان نہ کریں (کہ وہ ان کے لیے اچھا ہے۔)'' اور ایک دفعہ یوں کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس کی تصدیق میں پڑھا: ''جس چیز میں بخل کرتے ہیں اس کا قیامت کے دن انھیں طوق پہنایا جائے گا۔'' اور جو شخص جھوٹی قسم سے اپنے مسلمان بھائی کا مال ہتھیا لیتا ہے وہ اللہ کے حضور اس حال میں پیش ہو گا کہ وہ اس پر بہت ناراض ہو گا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی تصدیق کے لیے یہ آیت پڑھی: ''بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہد (اور اپنی قسموں) کے عوض تھوڑی سی قیمت خریدتے ہیں......''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَمَعْنٰى قَوْلِهِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَعْنِي حَيَّةً.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور [شُجَاعًا أَقْرَعَ] کے معنی ہیں: (گنجا) سانپ۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے سے دریغ کرتے ہیں، حالانکہ وہ اللہ ہی کا دیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے وہ انھیں کسی استحقاق کی بنا پر نہیں محض اپنے فضل و کرم سے بخشا ہے، وہ اپنی اس حرکت کو اپنے حق میں مفید نہ سمجھیں۔ یہی مال قیامت کے دن ان کی گردنوں کا سانپوں اور اژدھوں کی شکل میں طوق بنے گا، یعنی اس آیت میں بخل سے مراد، مال کی زکاۃ ادا نہ کرنا اور طوق سے مراد اس کے مال کا سانپ کی شکل میں تبدیل ہو کر گردن کا ہار بننا ہے۔

(٢٢) ـ٣٠١٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَسَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مَوْضِعَ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾» [١٨٥].

[3013] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں کوڑے کے برابر جگہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بہتر ہے۔ (اس کی تصدیق میں) چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ''پھر جو شخص آگ سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، وہ یقینا کامیاب ہو گیا اور یہ دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کا سامان ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٠١٣ـ وانظر الحديث الآتي: ٣٢٩٢ وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

فائدہ: کوڑے کے برابر جگہ سے مراد ہے کہ سفر میں جب مسافر اپنا کوڑا کہیں ڈالتا ہے تو اسے اپنے لیے اور اپنے سامان کے لیے جتنی جگہ مطلوب ہوتی ہے وہ اسے مل جاتی ہے۔ یہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے، اس کی چمک دمک تو محض ایک سراب یا چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات ہے، اس لیے یہ آخرت کی کسی چیز کا مقابلہ نہیں کر سکتی، اس لیے وہ لوگ شامت زدہ ہیں جو اس کے پیچھے پڑ کر اپنی آخرت گنوار ہے ہیں۔

(٢٣) -٣٠١٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ: أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ قَالَ: اذْهَبْ يَا رَافِعُ - لِبَوَّابِهِ - إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقُلْ لَهُ: لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِىءٍ فَرِحَ بِمَا أُوتِيَ وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُونَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا لَكُمْ وَلِهٰذِهِ الْآيَةِ إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ، ثُمَّ تَلَا ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ﴾ [١٨٧] وَتَلَا: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا﴾ [١٨٨]. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: سَأَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوهُ وَأَخْبَرُوهُ بِغَيْرِهِ، فَخَرَجُوا وَقَدْ أَرَوْهُ أَنْ قَدْ أَخْبَرُوهُ بِمَا [قَدْ] سَأَلَهُمْ عَنْهُ فَاسْتَحْمَدُوا بِذٰلِكَ إِلَيْهِ وَفَرِحُوا بِمَا أُوتُوا مِنْ [كِتْمَانِهِمْ]، وَمَا سَأَلَهُمْ عَنْهُ.

[3014] حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مروان بن حکم نے اپنے چوکیدار سے کہا: اے رافع! ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ اگر ہر وہ انسان جو اپنے کیے پر خوش ہوتا ہے (اپنے کرتوتوں میں مگن ہے) اور چاہتا ہے کہ ان کاموں پر اسے سراہا جائے جو اس نے نہیں کیے، اسے عذاب دیا جائے گا تو ہم سب کو عذاب ہوگا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: تمھارا اس آیت سے کیا تعلق دواسطہ۔ یہ آیت تو اہل کتاب کے بارے میں نازل کی گئی ہے، پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: ''اور یاد کرو جبکہ اللہ نے ان لوگوں سے پختہ عہد لیا جنھیں کتاب دی گئی کہ تم لوگوں کے سامنے اس کتاب کو اچھی طرح بیان کرو گے......'' اور یہ آیت پڑھی: ''جو لوگ اپنے ان کرتوتوں میں مگن ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کاموں پر انھیں سراہا جائے جو انھوں نے کیے نہیں (انھیں عذاب سے بری نہ سمجھو، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔)'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک چیز کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے اسے چھپا لیا اور آپ کو کچھ اور بتا دیا اور آپ کے پاس سے چلے گئے۔ اور آپ کو یوں محسوس کروایا کہ آپ کو انھوں نے وہ بات بتا دی ہے جس کے بارے میں آپ نے ان سے پوچھا تھا۔ اور اس پر وہ آپ سے تعریف کے متمنی ہوئے۔ اور اپنی (اس چھپانے کی

٣٠١٤ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿لا تحسبن الذين يفرحون بما أتوا﴾، ح: ٤٥٦٨ ومسلم، ح: ٢٧٧٨ من حديث الحجاج بن محمد به.

حرکت وکرتوت پر اور آپ کے ان سے دریافت کرنے پر خوش ہوئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ آیات اہل کتاب (یہود) کے بارے میں نازل ہوئیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ نے یہ عہد لیا کہ وہ اس کی کتاب کو ہر ایک کے سامنے ظاہر کریں گے، اس کی کوئی بات چھپائیں گے نہیں۔ اس عہد کو انھوں نے پس پشت ڈال دیا، بالخصوص رسول اکرم ﷺ کے بارے میں جو بشارتیں اور علامتیں بیان کی گئی تھیں ان کو چھپایا اور انھوں نے حقیر دنیوی مفادات کی خاطر ان میں تحریف اور کتمان کا ارتکاب کیا اور ڈھٹائی کے ساتھ شریعت فروشی کی، پھر اپنے اس کارنامے پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کام کا کریڈٹ حاصل کریں اور ان کی تعریف وتوصیف کی جائے۔ یہ لوگ عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتے۔ ② اس کی ایک صورت وہ ہے جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمائی کہ نبی ﷺ نے یہودیوں سے ایک بات پوچھی، اس کا انھوں نے غلط جواب دیا اور آپ کو یوں محسوس کرایا کہ انھوں نے آپ کو صحیح جواب دیا ہے تو اپنے اس کارنامے پر، یعنی علم چھپانے پر خوش ہوئے اور آپ سے تعریف وتوصیف کے خواہاں ہوئے۔ چونکہ یہ حرکت کسی صحیح مسلمان سے صادر نہیں ہوسکتی کہ وہ غلط بیانی سے کام لے کر حق کو چھپائے اور پھر اس دھوکے اور فراڈ پر خوش ہو اور یہ چاہے کہ اسے بڑا حق باز سمجھ کر اس کی تعریف و مدح کی جائے، اس لیے مسلمان اس کا مصداق نہیں ہیں۔ ③ اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ اگر کوئی مسلمان یہودیوں والی خصلت اپناتے ہوئے حق چھپالے اور اپنی غلط بیانی کو اپنا کارنامہ سمجھ کر اس پر خوش ہو اور حق بیانی کا کریڈٹ حاصل کرنا چاہے تو وہ اس کا مصداق نہیں ہے۔ اگر کوئی مسلمان ایسا کرتا ہے تو وہ بھی اس وعید کا مستحق ہوگا کیونکہ الفاظ عام ہیں اگرچہ ان کی شان نزول خاص ہے۔ شان نزول کے خاص ہونے سے وہ حکم اس فرد یا گروہ کے ساتھ خاص نہیں ہوجاتا، اس لیے سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس کا مصداق منافقوں کو بنایا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ جنگ کے لیے نکلتے تو وہ مدینے میں بیٹھے رہتے اور اس پر خوش ہوتے، پھر جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لاتے تو آپ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کھا کر عذر پیش کرتے اور چاہتے کہ ان کی (اسلام سے محبت ودوستی اور جنگ میں شرکت کے شوق کی جو ان کے دلوں میں نہیں تھا) تعریف و مدح کی جائے۔ (تحفة الأحوذي: 292/8)

(المعجم ٢) [بَابٌ:] وَّمِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ (التحفة ٥)

باب: 4۔ سورۂ نساء کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٠١٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ

[3015] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ میری بیمار پرسی کے لیے

٣٠١٥ـ أخرجه البخاري، الفرائض، باب قول الله تعالى: ﴿يوصيكم الله في أولادكم . . .﴾ إلخ: ٦٧٢٣ ومسلم، ح: ١٦١٦ من حديث سفيان بن عيينة به وتقدم: ٢٠٩٧ .

قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: مَرِضْتُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُنِي وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ، فَلَمَّا أَفَقْتُ، قُلْتُ: كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي؟ فَسَكَتَ عَنِّي حَتّٰى نَزَلَتْ: ﴿يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ [١١].

تشریف لائے جبکہ میں بے ہوش تھا۔ جب میں ہوش میں آیا تو میں نے عرض کی: میں اپنے مال (کی تقسیم) کے بارے میں کیا فیصلہ کروں؟ آپ مجھے جواب دینے سے خاموش رہے، حتی کہ یہ آیت اتری: ''اللہ تمھیں تمھاری اولاد کے بارے میں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ مرد کے لیے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے......''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی راویوں نے محمد بن منکدر سے بیان کی ہے۔

فائدہ: اس آیت کے بارے میں تفصیل ابواب الفرائض میں گزر چکی ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کون سی آیت اتری، کیونکہ ان کی اولاد نہ تھی۔ وہ تو کلالہ تھے، ان کی صرف بہنیں تھیں۔

(٢) - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَفِي حَدِيثِ الْفَضْلِ بْنِ الصَّبَّاحِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هٰذَا.

امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں تفصیل کچھ زیادہ ہے۔

(٣) -٣٠١٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أَوْطَاسَ أَصَبْنَا نِسَاءً لَهُنَّ أَزْوَاجٌ فِي الْمُشْرِكِينَ فَكَرِهَهُنَّ رِجَالٌ مِنْهُمْ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ [٢٤].

[3016] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب اوطاس کا دن تھا، ہمارے قبضے میں مشرکوں کی وہ عورتیں آئیں جن کے خاوند موجود تھے۔ کچھ مسلمان مردوں نے ان (سے تعلقات قائم کرنے) کو ناپسند کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''تم پر خاوندوں والی عورتیں (شادی شدہ) حرام ہیں، الا یہ کہ وہ تمھارے قبضے میں آ جائیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: [محصنات، حصان] سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں: کسی چیز کو اپنی حفاظت و حمایت میں لینا یا کسی کی حفاظت وحمایت میں ہونا، قرآن مجید میں ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ﴾ کا لفظ ان عورتوں کے لیے بھی آتا ہے جو کسی کی قید نکاح میں ہوں، یعنی خاوند والیاں۔ اور آزاد و شریف زادیوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور کے بین الاقوامی حالات اور

٣٠١٦ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب جواز وطىء المسبية بعد الاستبراء . . . إلخ، ح: ١٤٥٦ من حديث قتادة به .

اسیران جنگ کا مسئلہ حل کرنے کا طریقۂ کار یہ وضع کیا گیا کہ جن لوگوں کو غنیمت میں کوئی عورت مل جائے، چاہے اس کا غیر مسلم و مشرک خاوند موجود ہو، استبرائے رحم کے بعد اس سے میل ملاپ کی اجازت دی گئی تھی۔ استبرائے رحم کے معنی یہ ہیں کہ اگر اسے حیض آتا ہے تو اسے ایک دفعہ حیض آنے دیا جائے اور اگر حاملہ ہے تو وضع حمل کا انتظار کیا جائے۔

(٤) ـ ٣٠١٧ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ الْبَتِّيُّ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَصَبْنَا سَبَايَا يَوْمَ أَوْطَاسَ لَهُنَّ أَزْوَاجٌ فِي قَوْمِهِنَّ، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَزَلَتْ ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ [٢٤].

[3017] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جنگ اوطاس کے موقع پر ہمارے قبضے میں ایسی عورتیں آئیں جن کی قوم میں ان کے شوہر موجود تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس چیز کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو یہ آیت اتری: ”اور خاوندوں والی (شادی شدہ) عورتیں (بھی حرام ہیں) الا یہ کہ وہ تمھارے قبضے میں آ جائیں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَهٰكَذَا رَوَى الثَّوْرِيُّ عَنْ عُثْمَانَ الْبَتِّيِّ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، وَلَيْسَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ، وَلَا أَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا ذَكَرَ أَبَا عَلْقَمَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ إِلَّا مَا ذَكَرَ هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ. وَأَبُو الْخَلِيلِ اسْمُهُ: صَالِحُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ امام ثوری نے بھی یہ روایت عثمان بتیؔ سے ہشیم کی طرح بیان کی ہے، اور ابوخلیل اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے درمیان ابوعلقمہ کا واسطہ بیان نہیں کیا۔ یہ واسطہ صرف ہمام، قتادہ سے بیان کرتا ہے۔ اور ابوخلیل کا نام صالح بن ابی مریم ہے۔

(٥) ـ ٣٠١٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ [بْنِ أَنَسٍ]، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [قَالَ] فِي الْكَبَائِرِ: «الشِّرْكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّورِ».

[3018] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کبیرہ گناہوں کے سلسلے میں فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا اور جھوٹ بولنا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَرَوَاهُ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَلَا يَصِحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ روح بن عبادہ نے بھی اس کو شعبہ سے روایت کیا ہے لیکن (عبیداللہ بن ابوبکر کی بجائے) عبداللہ بن ابوبکر کہا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ (صحیح عبیداللہ بن ابوبکر ہی ہے۔)

٣٠١٧ـ أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ١٤٥٦/ ٣٥ من حديث أبي الخليل به، وانظر الحديث السابق * رواية الثوري عند أحمد: ٣/ ٧٢ والنسائي في الكبرى، ح: ٥٤٩١ وتابعه شعبة وغيره.

٣٠١٨ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الكبائر وأكبرها، ح: ٨٨ من حديث خالد والبخاري، ح: ٢٦٥٣ من حديث شعبة به.

فائدہ: ہر وہ گناہ کبیرہ ہے جس کے بارے میں قرآن یا حدیث میں دوزخ کی وعید آئی ہو، یا اس کے ارتکاب پر اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کا اظہار ہو یا اس پر حد مقرر کی گئی ہو۔

٣٠١٩- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ [بَصْرِيٌّ]: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟» قَالُوا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ» قَالَ: وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا قَالَ: «وَشَهَادَةُ الزُّورِ» أَوْ قَالَ: «قَوْلُ الزُّورِ» قَالَ: فَمَا زَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُهَا حَتّٰى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ.

[3019] سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمھیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے کی خبر نہ دوں؟“ حاضرین نے کہا: ضرور، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”اللہ کا ساجھی قرار دینا، والدین کی نافرمانی کرنا۔“ آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے، سیدھے بیٹھ کر فرمایا: ”جھوٹی گواہی دینا“ یا فرمایا: ”جھوٹ بولنا۔“ رسول اللہ ﷺ مسلسل یہ بات فرماتے رہے حتی کہ ہم نے (جی میں) کہا: اے کاش! آپ خاموش ہو جائیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: جس طرح نیکیوں کے درجات ومراتب مختلف ہیں، اسی طرح برائیوں میں بھی چھوٹی ہیں اور بڑی بھی اور بہت بڑی بھی۔ کسی غلط اور نامناسب جگہ پر تھوکنا بھی برائی ہے اور راستے میں تکلیف دہ یا گندی چیز پھینک دینا بھی برائی ہے، اسی طرح کسی کا گھر لوٹ لینا بھی برائی ہے لیکن یہ برائیاں یکساں نہیں۔ نیکی اور بدی دونوں کے چھوٹا یا بڑا یا بہت بڑا ہونے کے ناپنے کا صحیح پیمانہ ان کے اثرات ونتائج ہیں۔

(٦) -٣٠٢٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ هِشَامِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ الشِّرْكَ بِاللهِ وَعُقُوقَ الْوَالِدَيْنِ

[3020] سیدنا عبداللہ بن اُنیس جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی قسم کھانا ہے (جو گناہوں میں ڈبو دیتی ہے۔) اور جو شخص اللہ کے نام کی فیصلہ کن قسم کھاتا ہے اور اس میں مچھر کے پر کے برابر اپنی طرف سے کچھ داخل کر دیتا ہے تو

٣٠١٩- أخرجه البخاري، الشهادات، باب ما قيل في شهادة الزور، ح: ٢٦٥٤ من حديث بشر بن المفضل ومسلم، ح: ٨٧ من حديث الجريري به.

٣٠٢٠- أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٥ من حديث الليث بن سعد به وصححه ابن حبان، ح: ١١٩١ والحاكم: ٤/ ٢٩٦ ووافقه الذهبي.

وَالْيَمِينَ الْغَمُوسَ، وَمَا حَلَفَ حَالِفٌ بِاللهِ يَمِينَ صَبْرٍ، فَأَدْخَلَ فِيهَا مِثْلَ جَنَاحِ بَعُوضَةٍ إِلَّا جُعِلَتْ نُكْتَةٌ فِي قَلْبِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

قیامت کے دن تک اس کے دل میں سیاہ نکتہ بنا دیا جاتا ہے۔'' یعنی اس کا غلط اثر ہمیشہ رہتا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَأَبُو أُمَامَةَ الْأَنْصَارِيُّ هُوَ ابْنُ ثَعْلَبَةَ وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهُ وَقَدْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَادِيثَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ابوامامہ انصاری، ثعلبہ کا بیٹا ہے۔ ہمیں اس کے نام کا علم نہیں ہے۔ اس نے نبی ﷺ سے کئی احادیث بیان کی ہیں۔

فائدہ: یمین صبر، وہ ہے جس کی اساس و بنیاد پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اگر اس قسم میں معمولی ہیر پھیر کر دیا جائے تو دوسروں کا حق چھینا جا سکتا ہے۔ اس میں بظاہر معمولی جھوٹ بھی بہت بڑا گناہ ہے اس کے نتیجے میں دل پر سیاہ نکتہ بن جاتا ہے اور بندہ نیکی کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے اور بدی کی طرف میلان بڑھ جاتا ہے۔

(٧) ـ ٣٠٢١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ» أَوْ قَالَ: «الْيَمِينُ الْغَمُوسُ» شَكَّ شُعْبَةُ.

[3021] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا'' یا آپ نے فرمایا: ''جھوٹی قسم۔'' شعبہ نے شک کا اظہار کیا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: غموس کے معنی ڈبونا ہیں، مراد جھوٹی قسم ہے جس کے ذریعے سے دوسرے کا حق مارا جاتا ہے، اس لیے یہ انسان کو گناہ میں اور اس کے نتیجے میں آگ میں ڈبونے کا باعث بنتی ہے، اس لیے جھوٹی قسم کو یمین غموس کا نام دیا گیا ہے۔

(٨) ـ ٣٠٢٢ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَغْزُو الرِّجَالُ، وَلَا تَغْزُو النِّسَاءُ، وَإِنَّمَا لَنَا نِصْفُ الْمِيرَاثِ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ [٣٢] قَالَ

[3022] سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، انھوں نے عرض کیا: مرد غزوے (جنگ) میں حصہ لیتے ہیں عورتیں جنگ نہیں لڑ سکتیں اور ہمیں وراثت میں بھی (مردوں سے) آدھا حصہ ملتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''جس چیز میں اللہ نے تمھارے ایک کو دوسرے پر ترجیح

٣٠٢١ـ أخرجه البخاري، الديات، باب: "ومن أحياها . . . إلخ: "، ح: ٦٨٧٠ عن محمد بن بشار به.

٣٠٢٢ـ أخرجه أحمد: ٦/ ٣٢٢ عن سفيان بن عيينة به وصرح بالسماع وتابعه سفيان الثوري وصححه الحاكم على شرط الشيخين بشرط إن كان سمع مجاهد من أم سلمة: ٢/ ٣٠٥، ٣٠٦ ووافقه الذهبي والراجح أن مجاهدًا أدرك أم سلمة وعاصرها والمعاصرة من الراوى الثقة تحمل على الاتصال.

مُجَاهِدٌ: وَأَنْزَلَ فِيهَا ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمَاتِ﴾ [الأحزاب:٣٥] وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ أَوَّلَ ظَعِينَةٍ قَدِمَتِ الْمَدِينَةَ مُهَاجِرَةً.

دی ہے، اس کی تمنا نہ کرو۔" امام مجاہد کہتے ہیں: اسی سلسلے میں یہ آیت اتری: "بلاشبہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں" اور سیدہ ام سلمہ ؓ پہلی خاتون تھیں جو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ، وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ مُرْسَلًا أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَذَا وَكَذَا.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث مرسل ہے۔ بعض راویوں نے اسے ابن ابی نجیح کے واسطے سے مجاہد سے مرسلاً بیان کیا کہ سیدہ ام سلمہ ؓ نے یہ یہ کہا۔ (مرسل سے یہاں مراد منقطع ہے کہ سند متصل نہیں ہے۔)

فوائد و مسائل: ① امام ترمذی نے اس روایت کو مرسل قرار دیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ امام مجاہد کی سیدہ ام سلمہ ؓ سے ملاقات نہیں ہے، اس لیے سند متصل نہ ہونے کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن امام ترمذی کا یہ موقف درست نہیں کیونکہ امام مجاہد 21 ھ میں پیدا ہوئے ہیں اور سیدہ ام سلمہ ؓ کی وفات 60 ھ کے بعد ہوئی ہے، چنانچہ محدثین کے اصول کے مطابق ثقہ راوی مدلس نہ ہو تو اس کی معاصرت، اتصال پر محمول ہوتی ہے۔ امام مجاہد ثقہ ہیں اور مدلس نہیں ہیں، لہٰذا یہ حدیث متصل اور صحیح ہے۔ ② ان آیات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو ان کی خلقی اور طبعی صفات کے لحاظ سے دوسروں پر ترجیح دی ہے، مثلاً: بعض کو خوب صورت پیدا کیا اور بعض کو بدصورت، بعض کو سلیم الاعضاء اور بعض کو ناقص الاعضاء، بعض کو امیر گھرانوں میں پیدا کیا اور بعض کو غریب گھرانوں میں۔ اسی طرح کسی کو مرد بنایا اور کسی کو عورت۔ یہ چیزیں خلقی ہیں، ان میں مقابلے یا تبدیلی کی خواہش درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون میں ہر ایک کے لیے حدود و حقوق متعین کر دیے ہیں اور یہ حقوق و حدود فطرت اور حکمت پر مبنی ہیں۔ سورۂ احزاب کی آیت میں تفصیل سے بتا دیا کہ ہر ایک کو اس کے عمل و کسب کا بدلہ ملے گا، اس لیے مقابلہ بازی کا میدان خلقی صفات یا فطری ترجیحات نہیں بلکہ اکتسابی صفات ہیں، یعنی ایمان اور اعمال صالحہ میں مرد آگے بڑھے تو وہ اپنی جدوجہد اور سعی و کوشش کا پورا پورا ثمرہ پائے گا۔ عورت بڑھے تو وہ اپنی سعی و کوشش کا پھل پائے گی۔ یہ میدان سب کے لیے کھلا ہے۔ اس میدان میں اتریں اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں، کسی کی محنت ضائع نہیں جائے گی، جیسا کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

(٩) - ٣٠٢٣ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ وَّلَدِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَا أَسْمَعُ اللهَ ذَكَرَ النِّسَاءَ فِي الْهِجْرَةِ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿أَنِّي لَا

[3023] سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہجرت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: "میں تم میں سے کسی کا،

٣٠٢٣ـ أخرجه الحميدي، ح: ٣٠١ عن سفيان بن عيينة به وصرح بالسماع وصححه الحاكم على شرط البخاري: ٢/ ٣٠٠ ووافقه الذهبي * رجل من ولد أم سلمة: اسمه سلمة بن عبدالله بن عمر بن أبي سلمة وهو حسن الحديث.

أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ﴾ [آل عمران:١٩٥].

مذکر ہو یا مؤنث، عمل ضائع نہیں کروں گا۔ تم سب ایک دوسرے سے ہو۔"

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی میزان میں مرد اور عورت دونوں کا عمل یکساں وزن رکھتا ہے، کیونکہ مرد اور عورت دونوں ایک ہی جنس سے ہیں۔ دونوں کے جدِ اعلیٰ سیدنا آدم علیہ السلام ہیں اور دونوں آدم وحوا علیہما السلام کی اولاد ہیں۔ دونوں کا گوشت پوست ایک ہی قسم کا ہے، اس لیے جو بھی دین کے لیے کسی قسم کی محنت کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہیں فرمائے گا، اس کا بھرپور صلہ ملے گا۔

(١٠) _٣٠٢٤_ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْهِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ حَتّٰى إِذَا بَلَغْتُ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ [٤١] غَمَزَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَعَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ.

[3024] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا، جبکہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے کہ میں آپ کو قرآن سناؤں، تو میں نے آپ کو سورۂ نساء سنانا شروع کر دی، حتی کہ میں (اس) آیت پر پہنچا: "اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر کھڑا کریں گے۔" تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا (کہ قراءت بند کر دو۔) میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰكَذَا رَوٰى أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ. وَإِنَّمَا هُوَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابواحوص نے اعمش سے اسی طرح بیان کیا، یعنی ابراہیم اور عبداللہ کے درمیان علقمہ کا واسطہ بتایا، جبکہ اصل میں عبیدہ کا واسطہ ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ میدان حشر میں اللہ تعالیٰ تمام امتوں اور ان کے پیغمبروں کو جمع کر کے پیغمبروں سے گواہی لے گا کہ انھوں نے دین پہنچایا تھا۔ اسی طرح نبی ﷺ اپنی امت کے لوگوں پر دین پہنچانے کی گواہی دینے کے لیے کھڑے کیے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے یہ آیت سنی تو احوال قیامت کی شدت اور ہیبت ناکی کو یاد فرما کر رونے لگے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت کا یہ مقصد بھی ہے کہ انسان اس سے عبرت اور سبق حاصل کرے اور اس کے مضامین سے متاثر ہو، تاکہ اس کی زندگی کے رویے میں تبدیلی پیدا ہو۔

(١١) _٣٠٢٥_ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ [الثَّوْرِيُّ] عَنِ

[3025] سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "مجھے تلاوت سناؤ۔" میں نے عرض

٣٠٢٤_ أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الحزن والبكاء، ح: ٤١٩٤ عن هناد به وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

٣٠٢٥_ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿فكيف إذا جئنا من كل أمة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدًا﴾، ح: ٤٥٨٢ من حديث سفيان الثوري ومسلم، ح: ٨٠٠ من حديث الأعمش به.

الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْرَأْ عَلَيَّ» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: «إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي» فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى [إِذَا] بَلَغْتُ: ﴿وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ: فَرَأَيْتُ عَيْنَيِ النَّبِيِّ ﷺ تَهْمُلَانِ.

کی: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو سناؤں، حالانکہ آپ ہی پر تو اسے اتارا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”مجھے یہ پسند ہے کہ دوسرے سے قرآن سنوں۔“ میں نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی حتی کہ جب میں اس آیت پر پہنچا: ”اور ہم آپ کو ان لوگوں پر گواہ کھڑا کریں گے“ تو میں نے نبی ﷺ کی آنکھوں کو دیکھا، ان سے آنسو برس رہے ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث، ابواحوص کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسروں سے قرآن مجید سننا ایک پسندیدہ عمل ہے۔

(١٢) ـ٣٠٢٦ـ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ هِشَامٍ. حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: صَنَعَ لَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ طَعَامًا فَدَعَانَا وَسَقَانَا مِنَ الْخَمْرِ، فَأَخَذَتِ الْخَمْرُ مِنَّا وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَقَدَّمُونِي فَقَرَأْتُ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ [قَالَ:] فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾ [٤٣].

[3026] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے کھانا تیار کیا تو ہمیں بلایا اور ہمیں شراب پلائی۔ شراب نے ہم پر اپنا اثر ڈالا، (ہم پر نشہ طاری ہو گیا) اور نماز کا وقت ہو گیا۔ انھوں نے مجھے آگے کر دیا۔ میں نے یوں پڑھا: کہہ دیجیے، اے کافرو! میں اس چیز کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو اور ہم اس چیز کی عبادت کرتے ہیں جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ”اے ایمان والو! تم نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشے میں ہو، یہاں تک کہ جو کچھ تم زبان سے کہتے ہو، اسے سمجھنے لگو۔“

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① شراب عربوں کی گھٹی میں رچی بسی ہوئی تھی، اس لیے اس کی ممانعت مرحلہ وار نازل ہوئی۔ سب سے پہلے سورۂ نحل جو مکی سورت ہے اس میں فرمایا: ”کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم نشہ آور چیز بناتے ہو اور اچھا اور عمدہ رزق (کھانا)

٣٠٢٦ـ [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، الأشربة، باب تحريم الخمر، ح: ٣٦٧١ من حديث عطاء بن السائب به وصححه الحاكم: ٢/ ٣٠٧.

بھی۔'' (النحل 67:16) اس میں سکر (نشہ آور) کو رزق حسن سے الگ کر کے اشارہ فرما دیا کہ یہ رزق حسن اور اچھی چیز نہیں ہے۔ اس کے بعد سورۂ بقرہ کی آیت اتری: ''وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ فرما دیجیے: ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی۔ اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے۔'' (البقرۃ 219:2) تیسری آیت یہ سورۂ نساء کی ہے جس میں نماز کے اوقات میں نشہ آور چیز کے استعمال سے روک دیا گیا اور پھر مکمل طور پر ممانعت سورۂ مائدہ میں نازل ہوئی۔ دیکھیے: (المآئدۃ 90:5) ② چونکہ ابھی تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی، اس لیے مسلمان عرب معاشرے کے دستور اور رسم و رواج کے مطابق دعوتوں میں شراب پی لیتے تھے، لیکن نشے کی حالت میں نشئی کے ہوش و حواس قائم نہیں رہتے، اس لیے اسے پتا نہیں چلتا کہ اس کی زبان سے کیا نکل رہا ہے اور کس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ سے عہد کر رہا ہے۔ ③ چونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے شراب پی ہوئی تھی، اس لیے ان کے منہ سے مشرکوں کی ہم نوائی کے کلمات غیر شعوری طور پر نکل گئے، اس پر سورۂ نساء کی یہ آیت اتری۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نیند کے غلبے یا بیماری کی وجہ سے کسی کا ایسا حال ہو جائے کہ اسے خبر نہ رہے کہ اس کے منہ سے کیا نکل رہا ہے تو اسے ہوش و حواس کے بحال ہونے تک نماز مؤخر کر دینی چاہیے۔

(١٣) ـ٣٠٢٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ، فَأَبَى عَلَيْهِ، فَاخْتَصَمُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ: «اسْقِ يَا زُبَيْرُ! وَأَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ»، فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ، وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ؟ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «يَا زُبَيْرُ! اسْقِ وَاحْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ» فَقَالَ الزُّبَيْرُ: وَاللهِ إِنِّي لَأَحْسِبُ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ الْآيَةَ[٦٥].

[3027] سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے پتھریلی زمین کی ایک نالی جس سے وہ نخلستان کو سیراب کرتے تھے، جھگڑا کیا۔ انصاری نے (زبیر رضی اللہ عنہ سے) کہا: پانی کو گزرنے کے لیے چھوڑ دو (تاکہ وہ پہلے میری زمین کو سیراب کرے) تو سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ بات نہ مانی۔ وہ جھگڑا (مقدمہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے (بات سن کر) سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے زبیر! (گزارے کے مطابق اپنی زمین) سیراب کر لو اور (پھر) اپنے پڑوسی کے لیے پانی چھوڑ دو۔'' اس پر انصاری ناراض ہو گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! (اس طرح فیصلہ اس لیے کیا) کیونکہ وہ آپ کا پھوپھی زاد ہے؟ اس سے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا، پھر آپ نے فرمایا: ''اے زبیر! اپنی کھجوروں کو پانی دو اور پانی روک لو یہاں تک کہ وہ منڈیروں تک پہنچ جائے۔'' سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ یہ

٣٠٢٧ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب وجوب اتباعه ﷺ، ح: ٢٣٥٧ عن قتيبة والبخاري، ح: ٢٣٥٩ من حديث الليث به وتقدم: ١٣٦٣.

آیت: ''پس نہیں، تیرے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ تجھے اس میں فیصلہ کرنے والا مان لیں جو ان کے درمیان اختلاف اور جھگڑا ہو جائے (پھر جو فیصلہ آپ کر دیں، اس سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس کیے بغیر، اسے تسلیم کر لیں (دل و جان سے) تسلیم کرنا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: قَدْ رَوَى ابْنُ وَهْبٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ. وَرَوٰى شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ) کے بقول بعض راویوں نے یہ حدیث اسی طرح عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہی سے بیان کی ہے اور بعض نے اسے عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: اس حدیث کی تشریح باب الأحکام میں گزر چکی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: 1363)

(۱۴) ـ۳۰۲۸ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِينَ فِئَتَيْنِ﴾ [۸۸] قَالَ: رَجَعَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَكَانَ النَّاسُ فِيهِمْ فَرِيقَيْنِ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَقُولُ: اقْتُلْهُمْ، وَفَرِيقٌ يَقُولُ: لَا، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِينَ فِئَتَيْنِ﴾ فَقَالَ: «إِنَّهَا طَيْبَةُ»، وَقَالَ: «إِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيدِ».

[3028] سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس آیت: ''تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو'' کے بارے میں فرمایا: احد کے دن آپ کے ساتھیوں میں کچھ لوگ لوٹ آئے (جنگ کے لیے آگے نہ گئے) تو صحابہ ان کے بارے میں دو حصوں میں بٹ گئے۔ ان میں سے ایک گروہ کہہ رہا تھا: انھیں قتل کروا دیجیے، اور دوسرا گروہ کہہ رہا تھا: ایسا نہ کیجیے، تو یہ آیت اتری: ''تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو۔'' اور نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ (مدینہ) طیبہ ہے'' اور فرمایا: ''بلاشبہ یہ گندگی اور پلیدی کو یا میل کچیل کو اس طرح نکال دیتا (الگ کر دیتا) ہے جس طرح آگ لوہے کا میل کچیل الگ کر دیتی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۰۲۸ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿فما لكم في المنافقين فئتين والله أركسهم بما كسبوا﴾، ح: ٤٥٨٩ عن محمد بن بشار ومسلم، ح: ١٣٨٤ من حديث شعبة به.

[وَعَبْدُاللهِ بْنُ يَزِيدَ هُوَ: الْأَنْصَارِيُّ الْخَطْمِيُّ وَلَهُ صُحْبَةٌ]

اور عبداللہ بن یزید انصاری خطمی ہیں۔ انھیں نبی ﷺ کی صحبت حاصل ہے۔

فائدہ: ان لوگوں کا نفاق واضح تھا، لیکن مسلمانوں میں سے کچھ لوگ جو ان کے ساتھ رشتے داریاں اور قرابتیں یا خاندانی اور قبائلی نسبتیں رکھتے تھے، ان کے معاملے میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ انھیں نہ صرف ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے بلکہ ان کے ساتھ ربط وضبط بھی قائم رکھا جائے۔ اور اس کا سبب دینی مصلحت وحکمت نہ تھی محض ان سے رشتے داری کا تعلق اور محبت تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر ناراضی کا اظہار فرمایا اور نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: مدینہ طیبہ ہے جو آگ کی طرح کھرے کھوٹے کو الگ الگ اور ممتاز کر دیتا ہے، اس لیے اس نے منافقوں کو نمایاں کر دیا ہے۔ ان کے بارے میں نرم رویہ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(١٥) _٣٠٢٩_ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَجِيءُ الْمَقْتُولُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيَتُهُ وَرَأْسُهُ بِيَدِهِ وَأَوْدَاجُهُ تَشْخَبُ دَمًا يَقُولُ: يَا رَبِّ! قَتَلَنِي هٰذَا حَتّٰى يُدْنِيَهُ مِنَ الْعَرْشِ»، قَالَ: فَذَكَرُوا لِابْنِ عَبَّاسٍ التَّوْبَةَ فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ [٩٣] قَالَ: وَمَا نُسِخَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَا بُدِّلَتْ وَأَنّٰى لَهُ التَّوْبَةُ؟

[3029] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مقتول قیامت کے دن قاتل کو لے کر آئے گا۔ اس کی پیشانی اور اس کا سر اس کے ہاتھ میں ہوگا، جبکہ اس (مقتول) کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا، وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! اس نے مجھے قتل کیا تھا حتی کہ اسے عرش کے قریب کر دے گا۔“ راوی کہتے ہیں: لوگوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی توبہ کے بارے میں پوچھا، تو انھوں نے یہ آیت پڑھی: ”جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے۔“ فرمایا، یہ آیت منسوخ نہیں کی گئی اور نہ اس میں تبدیلی کی گئی ہے تو اس کی توبہ کیسے قبول ہوگی؟

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [غَرِيبٌ]. وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (غریب) ہے۔ بعض راویوں نے اسے موقوف (ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول) بیان کیا ہے۔

فائدہ: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر سب سے بڑا حق اس کی جان کا احترام ہے۔ کوئی مسلمان اگر دوسرے مسلمان کی جان لے لیتا ہے تو وہ حقوق العباد میں سے سب سے بڑا حق تلف کرتا ہے جس کی تلافی اور اصلاح کی بھی اب کوئی شکل نہیں رہی، کیونکہ جس کا حق تلف کیا ہے، وہ دنیا سے جا چکا ہے اور حقوق العباد کی اصلاح کے لیے حق تلفی کا ازالہ ضروری ہے، اس لیے

٣٠٢٩_ أخرجه النسائي: ٧/ ٨٧، ح: ٤٠١٠ (تحريم الدم، باب تعظيم الدم) من حديث شبابة بن سوار به.

اس اعتبار سے توبہ کا کوئی امکان نہیں، لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو مقتول کو اپنی طرف سے صلہ یا بدلہ دے کر قاتل کو معاف کر دے گا، اس لیے اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی اور بخشش کا طلب گار ہونا چاہیے۔ وہ شرک وکفر کے سوا ہر گناہ معاف کر سکتا ہے، اس لیے قاتل کی اصل سزا جب اس نے جان بوجھ کر، بلا وجہ قتل کیا ہو، جہنم ہی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ایمان کو یہ شرف و مقام بخشا ہے کہ ایماندار کتنا بھی گناہ گار ہو، وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا، اگر توبہ نہ کی یا معافی نہ ملی تو شفاعت یا سزا بھگتنے کے بعد دوزخ سے نکل آئے گا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی مقصد ہے کہ جس کی حق تلفی کی ہے، اس سے معافی مانگنے اور حق تلفی کا ازالہ کرنے کی صورت نہیں رہی تو توبہ کا موقع کہاں رہا۔ یہ مقصد نہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی اب معاف نہیں کر سکتا یا توبہ نہیں کرنی چاہیے۔ یا وہ بطور تشدد وسختی یہ بات فرماتے تھے تاکہ لوگ جان بوجھ کر قتل کرنے سے باز رہیں۔ بہرحال جمہور کے نزدیک جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی توبہ قابل قبول ہے کیونکہ توبہ تو کفر اور شرک جیسے سنگین جرائم کی بھی قبول ہے۔

(١٦)_٣٠٣٠_ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رِزْمَةَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي سُلَيْمٍ عَلَى نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ غَنَمٌ لَّهُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، قَالُوا: مَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا لِيَتَعَوَّذَ مِنكُمْ، فَقَامُوا وَقَتَلُوهُ، وَأَخَذُوا غَنَمَهُ، فَأَتَوْا بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰٓ إِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ [٩٤].

[3030] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ بنو سلیم کا ایک آدمی اپنی چند بکریوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے کچھ ساتھیوں کے پاس سے گزرا اور انھیں سلام کہا۔ انھوں نے آپس میں کہا: اس نے تمھیں سلام محض تم سے بچنے کی خاطر کیا ہے، چنانچہ وہ اٹھے اور اسے قتل کر کے اس کی بکریوں پر قبضہ کر لیا اور انھیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو اور جو تمھیں سلام پیش کرے، اسے دنیوی زندگی کے سامان کی خاطر یہ نہ کہو تو مومن نہیں ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس مسئلے میں سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث آئی ہے۔

فائدہ: اسلام میں مومن کی جان کا اس قدر احترام ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اگر دار الحرب میں عین دوران جنگ میں بھی ایک شخص اپنے ایمان کے اظہار کے لیے سلام کر دے یا کلمہ پڑھ دے تو کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ بغیر تحقیق کے اس کے خلاف تلوار اٹھائے اور اسے قتل کر دے۔

٣٠٣٠_ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿ولا تقولوا لمن ألقى إليكم السلام لست مؤمنًا﴾، ح: ٤٥٩١ ومسلم، ح: ٣٠٢٥ من حديث ابن عباس به * وفي الباب عن أسامة بن زيد [البخاري، ح: ٤٢٦٩، ٦٨٧٢ ومسلم، ح: ٩٦/ ١٥٨، ١٥٩].

(١٧) ـ ٣٠٣١ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَٰعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ الْآيَةَ [٩٥] جَاءَ عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: وَكَانَ ضَرِيرَ الْبَصَرِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تَأْمُرُنِي؟ إِنِّي ضَرِيرُ الْبَصَرِ، فَأَنْزَلَ اللهُ [تَعَالَى] هَٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ الْآيَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِيتُونِي بِالْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ أَوِ اللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ».

[3031] سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ''مسلمانوں میں بیٹھ رہنے والے (اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والے) برابر نہیں ہیں۔'' تو عمرو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ نظر و بینائی سے محروم تھے، انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ کیونکہ میں تو نابینا ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے آیت کا یہ ٹکڑا اتارا: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ ''(یہ حکم) معذوروں کے علاوہ کے لیے ہے۔'' تو نبی ﷺ نے حکم دیا: ''میرے پاس شانے کی ہڈی اور دوات یا تختی اور دوات لاؤ۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هَٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيُقَالُ: عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَيُقَالُ: عَبْدُ اللهِ بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَائِدَةَ وَأُمُّ مَكْتُومٍ أُمُّهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عمرو بن ام مکتوم کو عبداللہ بن ام مکتوم بھی کہا جاتا ہے اور یہ عبداللہ بن زائدہ ہیں۔ ام مکتوم ان کی والدہ کا نام ہے۔

فائدہ: اس پوری آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو مسلمان بغیر کسی عذر اور مجبوری کے جہاد میں عملاً حصہ نہیں لیتے وہ درجے اور مرتبے میں ان مسلمانوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو جان و مال سے جہاد میں حصہ لیتے ہیں۔ ان کے درجے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند و بالا ہیں، لیکن جہاد میں حصہ نہ لینے والے منافق نہیں سمجھے جا سکتے، الا یہ کہ وہ جہاد سے جی چرائیں، دوسروں کی ہمت پست کریں یا جہاد کا اعلانِ عام ہو جانے کے باوجود گھروں میں بیٹھے رہیں، اس لیے یہ صراحت کر دی گئی: ﴿وَكُلًّا وَعَدَ اللهُ الْحُسْنَىٰ﴾ (النسآء 95:4) ''اور ہر ایک سے اللہ نے بھلائی (جنت) کا وعدہ کیا ہے۔''

(١٨) ـ ٣٠٣٢ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ، سَمِعَ مِقْسَمًا مَوْلَى

[3032] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر: ''مومنوں میں سے غیر معذور بیٹھ رہنے والے (اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد

٣٠٣١ـ أخرجه أحمد: ٤/ ٢٩٩ عن وكيع به وأبو إسحاق صرح بالسماع، ورواه البخاري، ح: ٤٥٩٤ ومسلم، ح: ١٨٩٨ من حديث أبي إسحاق به وتقدم: ١٦٧٠ من طريق آخر عن أبي إسحاق به.

٣٠٣٢ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١١١٧ عن الحسن بن محمد به ورواه البخاري، ح: ٣٩٥٤، ٤٥٩٥ من حديث ابن جريج به مختصرًا * ابن جحش هو أبو أحمد بن جحش بن قيس كما في تفسير الطبري: ٥/ ١٤٥ وغيره، وعبدالكريم هو ابن ملك الجزري * قوله: "فهؤلاء القاعدون . . . إلخ" مدرج من كلام ابن جريج، قاله الحافظ ابن حجر (تحفة الأحوذي: ٤/ ٩١).

عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَٰعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾، عَنْ بَدْرٍ وَّالْخَارِجُونَ إِلَى بَدْرٍ، لَمَّا نَزَلَتْ غَزْوَةُ بَدْرٍ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَحْشٍ وَّابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ: إِنَّا أَعْمَيَانِ يَا رَسُولَ اللهِ فَهَلْ لَّنَا رُخْصَةٌ؟ فَنَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَٰعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾، ﴿وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجَٰهِدِينَ عَلَى الْقَٰعِدِينَ دَرَجَةً﴾ فَهٰؤُلَاءِ الْقَاعِدُونَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ ﴿وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجَٰهِدِينَ عَلَى الْقَٰعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ عَلَى الْقَاعِدِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرِ أُولِي الضَّرَرِ.

کرنے والے) برابر نہیں ہیں۔'' یہ ہے کہ بدر سے بیٹھ رہنے والے اور بدر کی طرف نکلنے والے برابر نہیں ہیں۔ جب غزوۂ بدر کا موقع آیا تو عبداللہ بن جحش اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما نے عرض کی: ہم دونوں، اے اللہ کے رسول! اندھے ہیں، تو کیا ہمارے لیے (بیٹھ رہنے کی) اجازت ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''مومنوں میں سے غیر معذور بیٹھ رہنے والے (اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والے) برابر نہیں ہیں اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو اللہ نے بیٹھ رہنے والوں پر مرتبے اور درجے میں فضیلت دی ہے۔'' یعنی جہاد کرنے والے اہل ایمان کا مقام و مرتبہ جہاد نہ کرنے والوں سے کئی گنا زیادہ ہے الا یہ کہ جہاد کے لیے نہ جانے والے معذور ہوں۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَمِقْسَمٌ يُّقَالُ: [هُوَ] مَوْلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ وَيُقَالُ: [هُوَ] مَوْلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَّمِقْسَمٌ يُّكْنٰى أَبَا الْقَاسِمِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ مِقسم سے مراد عبداللہ بن حارث کا آزاد کردہ غلام ہے اور یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مولیٰ بھی کہلاتا ہے اور مقسم کی کنیت ابوالقاسم ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں عبداللہ بن جحش کا نام درست نہیں بلکہ ان کے بھائی، عبد بن جحش نابینا تھے جن کی کنیت ابواحمد ہے۔ (تحفة الأحوذي: 308/8) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ ہے کہ یہ آیت بدر میں شرکت کرنے والے اور نہ شرکت والوں پر بھی چسپاں ہوتی ہے، یہ مقصد نہیں کہ انھی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ② حدیث میں مذکوران آیات کا مفہوم یہ ہے کہ جہاد میں شرکت کرنے والے اور بغیر عذر کے شرکت نہ کرنے والے کسی صورت برابر نہیں ہیں۔ شرکت کرنے والوں کے لیے دنیا میں مال غنیمت، کامیابی اور اچھی شہرت کی صورت میں فائدہ ہے۔ لفظ [درجة] میں اسی طرف اشارہ ہے اور آخرت میں بے شمار اجر و ثواب ملے گا جس کی طرف ''اجر عظیم'' اور ''درجات'' میں اشارہ ہے۔ واللہ أعلم.

(١٩) ـ٣٠٣٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنِي

[3033] سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

٣٠٣٣ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿لا يستوي القاعدون من المؤمنين﴾، ح: ٤٥٩٢ من حديث إبراهيم بن سعد به وهو عند مسلم، ح: ١٨٩٨ من حديث سعد بن إبراهيم عن أبيه عن رجل عن زيد بن ثابت به * حديث معمر: رواه أحمد: ٥/ ١٨٤ عن عبدالرزاق عن الزهري به.

يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ: رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ إِلٰى جَنْبِهِ، فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمْلٰى عَلَيْهِ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ﴾، قَالَ: فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللهِ لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ، وَكَانَ رَجُلًا أَعْمٰى، فَأَنْزَلَ اللهُ عَلٰى رَسُولِهِ ﷺ - وَفَخِذُهُ عَلٰى فَخِذِي - فَثَقُلَتْ حَتّٰى هَمَّتْ تَرُضُّ فَخِذِي، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَيْهِ: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾».

کہ میں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں اس کی طرف بڑھا اور آ کر اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اس نے ہمیں بتایا کہ اسے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی ﷺ نے اسے املاء کروایا: ”بیٹھ رہنے والے مومن اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں“ تو سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کے پاس پہنچ گئے جبکہ آپ مجھے لکھوا رہے تھے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! اگر میں جہاد کرنے کی طاقت رکھتا تو ضرور جہاد میں حصہ لیتا، اور وہ نابینا آدمی تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی طرف وحی بھیجی، جبکہ آپ کی ران میری ران پر تھی۔ آپ کی ران میرے لیے اس قدر بھاری ہو گئی، قریب تھا کہ میری ران ٹوٹ جائے، پھر آپ سے وحی کی کیفیت چھٹ گئی، اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ ٹکڑا اتارا: ”جو غیر معذور ہیں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [هٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ نَحْوَ هٰذَا، وَرَوٰى مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيثَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ]. وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ رِوَايَةُ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ التَّابِعِينَ. رَوٰى سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ. وَمَرْوَانُ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مِنَ التَّابِعِينَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بہت سے راویوں نے زہری سے سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے واسطے سے اس کے ہم معنی روایت کی ہے اور معمر نے زہری سے قبیصہ بن ذؤیب سے بیان کی ہے۔ یہ حدیث، ایک صحابی، ایک تابعی آدمی سے بیان کرتا ہے۔ سیدنا سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ مروان بن حکم سے بیان کرتے ہیں اور مروان کا نبی ﷺ سے سماع ثابت نہیں، اس کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔

فائدہ: مروان بن حکم کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، راجح اور صحیح بات یہی ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں وہ سن شعور کو پہنچ چکے تھے۔

(٢٠) -٣٠٣٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا

[3034] سیدنا یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

٣٠٣٤- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٦ من حديث ابن جريج به.

عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بَابَاهُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ [ابْنِ الْخَطَّابِ] إِنَّمَا قَالَ اللهُ: ﴿أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمْ﴾ [١٠١] وَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ، فَقَالَ عُمَرُ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ».

نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کا فرمان تو یوں ہے: ''کہ تم نماز قصر کرو، اگر تمھیں خوف وخطرہ ہو'' اور اب لوگ بے خوف ہو چکے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جس چیز سے تمھیں تعجب ہوا اس سے مجھے بھی تعجب ہوا تھا (کہ ہم امن کی حالت میں قصر کیوں کرتے ہیں۔) میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ''(یہ) صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے، تو اس کا صدقہ قبول کرو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس آیت: ﴿إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ (النسآء 101:4) ''اگر تمھیں اندیشہ ہو کہ کافر تمھیں فتنے میں ڈال دیں گے (تو نماز قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں)'' سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نماز کا تعلق جنگی سفر سے ہے اور آگے بیان بھی نماز خوف (جنگی نماز) کا کیا گیا ہے، اس لیے سیدنا عمر اور یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہما کے دل میں یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ اب حالتِ امن میں سفر میں ہم کیوں قصر کرتے ہیں۔ جب نبیٔ اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر صدقہ اور احسان ہے، اسے قبول کرلو۔'' اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں قصر کی رخصت اصلاً سفر جہاد کے تعلق ہی سے نازل ہوئی ہے، دوسرے سفروں میں اس کی حیثیت اصل کی نہیں بلکہ تبعاً ہے کیونکہ سفر کوئی بھی ہو اس میں فی الجملہ بے اطمینانی، آپا دھاپی اور سروساماں کی فکر ہوتی ہے، اس لیے آیت میں جہاد کے سفر کے لیے خاص لفظ [إذا ضربتم في سبيل الله] ''جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو'' کا استعمال نہیں ہوا۔ ② ﴿إِنْ خِفْتُمْ﴾ کی قید آیت کے موقع نزول کے اعتبار سے ہے، لیکن بہرحال یہ رخصت ہے جو حالات کے تابع ہے، اس لیے شروع میں ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ﴾ ''تم پر کوئی گناہ نہیں'' کے الفاظ آئے ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ قصر کی اجازت ایک قسم کی رخصت ہے اور کسی رخصت کو عزیمت اور وجوب کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن دین کی رخصتوں سے فائدہ اٹھانے کو تقویٰ کے خلاف سمجھنا بھی دین میں تشدد اور غلو ہے، اس لیے حالات کے مطابق اس سے فائدہ اٹھانے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ امام شافعی، احمد بن حنبل اور اکثر محدثین رحمہم اللہ کے نزدیک قصر افضل ہے، واجب نہیں۔ (صحیح مسلم مع نووی: 241/1)

(٢١) -٣٠٣٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ

[3035] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ضجنان اور عسفان کے درمیان پڑاؤ کیا تو مشرکوں نے

٣٠٣٥- أخرجه النسائي: ٣/ ١٧٤، ح: ١٥٤٥ (صلاة الخوف) من حديث عبدالصمد به وصححه ابن حبان، ح: ٥٨٤ * وفي الباب عن عبدالله بن مسعود، وزيد بن ثابت، وابن عباس، وجابر، وأبي عياش الزرقي، وابن عمر، وحذيفة، وأبي بكرة [انظر، ح: ٥٦٤] وسهل بن أبي حثمة [انظر: ٥٦٥، ٥٦٦].

عُبَيْدٍ الْهُنَائِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ شَقِيقٍ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: إِنَّ لِهٰؤُلَاءِ صَلَاةً هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِّنْ آبَائِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ، وَهِيَ الْعَصْرُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ فَمِيلُوا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً وَأَنَّ جِبْرَائِيلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ أَصْحَابَهُ شَطْرَيْنِ فَيُصَلِّيَ بِهِمْ، وَتَقُومَ طَائِفَةٌ أُخْرٰى وَرَاءَهُمْ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي الْآخَرُونَ وَيُصَلُّونَ مَعَهُ رَكْعَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ يَأْخُذُ هٰؤُلَاءِ حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ فَتَكُونُ لَهُمْ رَكْعَةٌ رَّكْعَةٌ وَّلِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَكْعَتَانِ.

(ایک دوسرے کو) کہا: ان لوگوں کے نزدیک نماز عصر ایک ایسی نماز ہے جو انھیں اپنے آباء اور اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہے (وہ آرہی ہے)، لہٰذا تم حملے کے لیے عزم کرلو (اور جب یہ لوگ نماز پڑھنے لگیں) تو ان پر یکبار ٹوٹ پڑو۔ (اس پر) سیدنا جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ سے کہا کہ اپنے ساتھیوں کو دو حصوں میں بانٹ لیں اور انھیں نماز پڑھائیں (ایک گروہ آپ کی اقتدا میں نماز پڑھے) اور دوسرا گروہ ان کے پیچھے کھڑا ہو اور اپنی حفاظت کا سامان اور اپنا اسلحہ لیے ہوئے ہوں (اور ایک رکعت کے بعد) پھر دوسرے لوگ آئیں اور آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لیں، پھر یہ سب لوگ اپنا بچاؤ اور اپنا اسلحہ پکڑ لیں۔ لوگوں کی (آپ کے ساتھ) ایک ایک رکعت ہو جائے گی اور رسول اللہ ﷺ کی دو رکعتیں ہو جائیں گی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرٍ وَّأَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ وَابْنِ عُمَرَ، وَحُذَيْفَةَ، وَأَبِي بَكْرَةَ، وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ. وَأَبُو عَيَّاشٍ الزُّرَقِيُّ اسْمُهُ زَيْدُ بْنُ الصَّامِتِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح اور اس سند سے غریب ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، ابن عباس، جابر، ابوعیاش زرقی، ابن عمر، حذیفہ، ابو بکرہ اور سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ ابوعیاش زُرقی کا نام زید بن صامت ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں میدان جنگ میں نماز باجماعت ادا کرنے کی ایک صورت بیان کی گئی ہے، کیونکہ جب نبیٔ کریم ﷺ نماز کی امامت کے لیے کھڑے ہوتے تو ہر سپاہی کی یہ آرزو ہوتی کہ وہ آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرے۔ یہ ایک فطری آرزو تھی جس کا لحاظ رکھا گیا اور ساتھ ہی دفاعی تدابیر کا اہتمام بھی ضروری تھا تاکہ دشمن مسلمانوں کی نماز میں مصروفیت سے فائدہ اٹھا کر یکبارگی، اچانک حملہ نہ کر دے جیسا کہ اس کا منصوبہ تھا۔ یہ دونوں تقاضے ملحوظ رکھتے ہوئے قیام جماعت کی یہ تدبیر بتائی گئی کہ ایک گروہ امام کے ساتھ، اسلحے سمیت کھڑا ہو، دوسرا گروہ حفاظت کا فریضہ سرانجام دے۔ جب پہلا گروہ نماز پڑھ چکے، ایک رکعت آپ کے ساتھ اور ایک رکعت اکیلا، تو یہ پیچھے ہٹ کر حفاظت ونگرانی کا کام سنبھال لے اور دوسرا گروہ آ کر امام کے پیچھے مسلح حالت میں ایک رکعت پڑھ لے اور ایک رکعت اپنے طور پر پڑھ لے۔ اس طرح ہر گروہ کی ایک ایک رکعت آپ ﷺ کے ساتھ ہو گئی اور ایک ایک اپنے طور پر پڑھ لی۔ پہلا گروہ تکبیر تحریمہ میں آپ کے ساتھ تھا اور دوسرا سلام میں۔ صلاۃ الخوف کی

تفصیل پیچھے، صلاۃ الخوف کے باب کے تحت گزر چکی ہے۔

(٢٢) ـ٣٠٣٦ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي شُعَيْبٍ أَبُو مُسْلِمٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ بَيْتٍ مِّنَّا يُقَالُ لَهُمْ بَنُو أُبَيْرِقٍ بِشْرٌ وَبُشَيْرٌ وَمُبَشِّرٌ، فَكَانَ بُشَيْرٌ رَجُلًا مُنَافِقًا، يَقُولُ الشِّعْرَ يَهْجُو بِهِ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَنْحَلُهُ بَعْضَ الْعَرَبِ، ثُمَّ يَقُولُ: قَالَ فُلَانٌ: كَذَا وَكَذَا [قَالَ فُلَانٌ: كَذَا وَكَذَا]، فَإِذَا سَمِعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ذٰلِكَ الشِّعْرَ، قَالُوا: وَاللهِ مَا يَقُولُ هٰذَا الشِّعْرَ إِلَّا هٰذَا الْخَبِيثُ أَوْ كَمَا قَالَ الرَّجُلُ وَقَالُوا: ابْنُ الْأُبَيْرِقِ قَالَهَا. قَالَ: وَكَانُوا أَهْلَ بَيْتِ حَاجَةٍ وَفَاقَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ، وَكَانَ النَّاسُ إِنَّمَا طَعَامُهُمْ بِالْمَدِينَةِ التَّمْرُ وَالشَّعِيرُ، وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا كَانَ لَهُ يَسَارٌ فَقَدِمَتْ ضَافِطَةٌ مِّنَ الشَّامِ مِنَ الدَّرْمَكِ ابْتَاعَ الرَّجُلُ مِنْهَا فَخَصَّ بِهَا نَفْسَهُ، وَأَمَّا الْعِيَالُ فَإِنَّمَا طَعَامُهُمُ التَّمْرُ وَالشَّعِيرُ، فَقَدِمَتْ ضَافِطَةٌ مِّنَ الشَّامِ فَابْتَاعَ عَمِّي رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ حِمْلًا مِّنَ الدَّرْمَكِ فَجَعَلَهُ فِي مَشْرَبَةٍ لَّهُ وَفِي الْمَشْرَبَةِ سِلَاحٌ، دِرْعٌ وَسَيْفٌ، فَعُدِيَ عَلَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْبَيْتِ، فَنُقِبَتِ الْمَشْرَبَةُ وَأُخِذَ الطَّعَامُ وَالسِّلَاحُ. فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَانِي عَمِّي رِفَاعَةُ، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! إِنَّهُ قَدْ عُدِيَ عَلَيْنَا فِي لَيْلَتِنَا هٰذِهِ، فَنُقِبَتْ مَشْرَبَتُنَا وَذُهِبَ بِطَعَامِنَا وَسِلَاحِنَا، قَالَ: فَتَحَسَّسْنَا فِي الدَّارِ وَسَأَلْنَا فَقِيلَ لَنَا:

[3036] سیدنا قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک گھرانہ تھا، جنھیں بنو اُبَیرق کہا جاتا تھا۔ یہ بشر، بُشَیر اور مبشر تین بھائی تھے۔ اور (ان میں) بُشَیر ایک منافق آدمی تھا۔ وہ نبی ﷺ کے ساتھیوں کی ہجو اور مذمت میں اشعار کہتا اور پھر انھیں کسی عرب کی طرف منسوب کر دیتا، پھر کہتا: فلاں نے یہ یہ کہا ہے۔ (فلاں نے یوں یوں کہا ہے۔) جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم یہ شعر سنتے تو کہتے: اللہ کی قسم! یہ شعر یہی خبیث آدمی کہتا ہے، یا جیسا کہ آدمی نے کہا۔ وہ کہتے: یہ شعر ابن اُبیرق نے کہے ہیں۔ اور یہ گھرانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں ضرورت مند اور فاقہ کش تھا۔ لوگوں کی خوراک مدینے میں بس کھجور اور جَو تھے۔ اور کوئی آدمی جب خوشحال (مال دار) ہوتا اور شام سے کوئی غلہ لانے والا قافلہ میدہ لاتا تو وہ آدمی اس سے خصوصی طور پر صرف اپنے لیے خرید لیتا، رہے گھر کے افراد تو ان کی خوراک بس کھجور اور جو ہی ہوتے۔ سو شام سے ایک غلہ لانے والا قافلہ آیا تو میرے چچا رِفاعہ بن زید نے میدے کا ایک توڑا یا تھیلا خرید لیا اور اسے اپنے بالا خانے میں رکھ دیا اور بالا خانے میں ہتھیار، زِرہ اور تلوار بھی پڑی ہوئی تھی۔ اس پر گھر کے نیچے سے زیادتی کی گئی۔ بالا خانے میں نقب لگا کر غلہ، خوراک اور اسلحہ اٹھا لیا گیا۔ جب صبح ہوئی تو میرا چچا رفاعہ میرے پاس آیا اور کہا: اے بھتیجے! واقعہ یہ ہے کہ آج رات ہم پر زیادتی ہوئی ہے۔ ہمارے بالا خانے میں نقب لگائی گئی ہے اور ہمارا غلہ اور اسلحہ اٹھا لیا گیا ہے۔ ہم نے محلے میں ٹوہ لگائی، جستجو کی اور لوگوں سے پوچھا تو ہمیں بتایا

٣٠٣٦ـ أخرجه الطبري في تفسير: ٥/ ١٦٩ـ١٧١ عن الحسن بن أحمد به وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٣٨٥ـ٣٨٨ ووافقه الذهبي، وابن إسحاق صرح بالسماع عنده * وحسنه الألباني في سنن الترمذي.

قَدْ رَأَيْنَا بَنِي أُبَيْرِقٍ اسْتَوْقَدُوا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، وَلَا نُرٰى فِيمَا نُرٰى إِلَّا عَلٰى بَعْضِ طَعَامِكُمْ، قَالَ: وَكَانَ بَنُو أُبَيْرِقٍ، قَالُوا - وَنَحْنُ نَسْأَلُ فِي الدَّارِ - وَاللهِ مَا نُرٰى صَاحِبَكُمْ إِلَّا لَبِيدَ بْنَ سَهْلٍ، رَجُلٌ مِّنَّا، لَهُ صَلَاحٌ وَّإِسْلَامٌ فَلَمَّا سَمِعَ لَبِيدٌ اخْتَرَطَ سَيْفَهُ، وَقَالَ: أَنَا أَسْرِقُ؟ فَوَاللهِ لَيُخَالِطَنَّكُمْ هٰذَا السَّيْفُ أَوْ لَتُبَيِّنُنَّ هٰذِهِ السَّرِقَةَ. قَالُوا: إِلَيْكَ عَنَّا أَيُّهَا الرَّجُلُ فَمَا أَنْتَ بِصَاحِبِهَا فَسَأَلْنَا فِي الدَّارِ حَتّٰى لَمْ نَشُكَّ أَنَّهُمْ أَصْحَابُهَا، فَقَالَ لِي عَمِّي: يَا ابْنَ أَخِي! لَوْ أَتَيْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتَ ذٰلِكَ لَهُ. قَالَ قَتَادَةُ: فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ أَهْلَ بَيْتٍ مِّنَّا أَهْلَ جَفَاءٍ عَمَدُوا إِلٰى عَمِّي رِفَاعَةَ بْنِ زَيْدٍ فَنَقَبُوا مَشْرَبَةً لَّهُ وَأَخَذُوا سِلَاحَهُ وَطَعَامَهُ فَلْيَرُدُّوا عَلَيْنَا سِلَاحَنَا، فَأَمَّا الطَّعَامُ فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «سَآمُرُ فِي ذٰلِكَ» فَلَمَّا سَمِعَ بَنُو أُبَيْرِقٍ أَتَوْا رَجُلًا مِّنْهُمْ، يُقَالُ لَهُ: أُسَيْرُ بْنُ عُرْوَةَ فَكَلَّمُوهُ فِي ذٰلِكَ فَاجْتَمَعَ فِي ذٰلِكَ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الدَّارِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ قَتَادَةَ ابْنَ النُّعْمَانِ وَعَمَّهُ عَمَدَا إِلٰى أَهْلِ بَيْتٍ مِّنَّا أَهْلِ إِسْلَامٍ وَّصَلَاحٍ يَّرْمُونَهُمْ بِالسَّرِقَةِ مِنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ، وَّلَا ثَبْتٍ. قَالَ قَتَادَةُ: فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ: «عَمَدْتَ إِلٰى أَهْلِ بَيْتٍ ذُكِرَ مِنْهُمْ إِسْلَامٌ وَّصَلَاحٌ تَرْمِيهِمْ بِالسَّرِقَةِ عَلٰى غَيْرِ ثَبْتٍ وَّبَيِّنَةٍ». قَالَ: فَرَجَعْتُ وَلَوَدِدْتُ أَنِّي خَرَجْتُ مِنْ بَعْضِ مَالِي وَلَمْ أُكَلِّمْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ، فَأَتَانِي عَمِّي رِفَاعَةُ، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! مَا صَنَعْتَ، فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: اللهُ الْمُسْتَعَانُ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ نَزَلَ الْقُرْآنُ: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ

گیا کہ ہم نے بنو ابیرق کو دیکھا، انھوں نے آج رات آگ روشن کی ہے اور ہمارے خیال میں وہ تمھارے ہی غلے کے کچھ حصے پر جلائی گئی ہے۔ جب ہم محلے والوں سے پوچھ رہے تھے تو بنو ابیرق (ابیرق کی اولاد) نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارے خیال میں تمھارا مطلوبہ آدمی لبید بن سہل ہے جو ہمارا ہی ایک فرد ہے۔ وہ نیک اور ٹھیک مسلمان تھا۔ جب لبید نے یہ بات سنی تو اس نے اپنی تلوار سونت لی اور کہا: میں چور ہوں؟ اللہ کی قسم! یہ تلوار تم میں ضرور پیوست ہو جائے گی یا تم اس چوری کو واضح کرو۔ بنو ابیرق نے کہا: اے آدمی! ہم سے پرے ہٹ جا، تو نے یہ کام نہیں کیا۔ پھر ہم محلے والوں سے پوچھتے رہے حتی کہ ہمیں اس بارے میں کوئی شک نہ رہا کہ چور یہی لوگ ہیں۔ بالآخر میرے چچا نے مجھ سے کہا: اے کاش! تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ کو یہ واقعہ سناؤ۔ قتادہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: ہمارے ایک ظالم گھرانے نے میرے چچا رفاعہ بن زید (کے گھر) کا رخ کیا، اس کے بالا خانے میں نقب لگائی اور اس کا اسلحہ اور غلہ اٹھا لیا ہے۔ وہ ہمارا اسلحہ ہمیں واپس کر دیں اور غلے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اس کے بارے میں جلدی مشورہ کرتا ہوں۔'' جب ابیرق کے بیٹوں نے سنا تو وہ اپنے ایک آدمی کے پاس آئے جسے اُسیر بن عروہ کہا جاتا تھا، اور اس سلسلے میں اس سے گفتگو کی، نیز اس سلسلے میں محلے کے کچھ لوگ اکٹھے ہو کر آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ قتادہ بن نعمان اور اس کے چچا نے ہمارے ایک مسلمان اور نیک شخص کے گھرانے کو نشانہ بنایا ہے، اس پر بلا دلیل وثبوت چوری کا الزام لگاتے ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں: میں بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا﴾ بَنِي أُبَيْرِقٍ ﴿وَاسْتَغْفِرِ اللهَ﴾ [أَيْ] مِمَّا قُلْتَ لِقَتَادَةَ ﴿إِنَّ اللهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا يَّسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللهِ وَهُوَ مَعَهُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿رَحِيمًا﴾ أَيْ: لَوِ اسْتَغْفَرُوا اللهَ لَغَفَرَ لَهُمْ ﴿وَمَنْ يَّكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَى نَفْسِهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ قَوْلَهُمْ لِلَبِيدٍ ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [١٠٥-١١٤] فَلَمَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالسِّلَاحِ فَرَدَّهُ إِلَى رِفَاعَةَ. فَقَالَ قَتَادَةُ: لَمَّا أَتَيْتُ عَمِّي بِالسِّلَاحِ، وَكَانَ شَيْخًا قَدْ عَشَا أَوْ عَسَا - الشَّكُّ مِنْ أَبِي عِيسَى - فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكُنْتُ أُرَى إِسْلَامَهُ مَدْخُولًا، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! هِيَ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَعَرَفْتُ أَنَّ إِسْلَامَهُ كَانَ صَحِيحًا، فَلَمَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ لَحِقَ بُشَيْرٌ بِالْمُشْرِكِينَ، فَنَزَلَ عَلَى سُلَافَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ سُمَيَّةَ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ○ إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيدًا﴾ [١١٥، ١١٦] فَلَمَّا نَزَلَ عَلَى سُلَافَةَ رَمَاهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ بِأَبْيَاتٍ مِّنْ شِعْرٍ[٥]، فَأَخَذَتْ رَحْلَهُ فَوَضَعَتْهُ عَلَى رَأْسِهَا، ثُمَّ خَرَجَتْ بِهِ فَرَمَتْ بِهِ فِي الْأَبْطَحِ، ثُمَّ قَالَتْ: أَهْدَيْتَ لِي شِعْرَ حَسَّانَ مَا كُنْتَ تَأْتِينِي بِخَيْرٍ.

حاضر ہوا اور آپ سے گفتگو کی۔ (محلے والوں کی بات سن کر) آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے ایک گھرانے کو، جس کے مسلمان اور نیک ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے، نشانہ بنایا ہے اور تو ان پر بغیر دلیل اور ثبوت کے چوری کا الزام عائد کرتا ہے۔“ فرماتے ہیں: سو میں واپس آ گیا اور یہ خواہش کی کہ اے کاش! میں اپنا کچھ مال دے دیتا یا میرا کچھ مال چلا جاتا اور میں اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو نہ کرتا۔ تب میرا چچا رفاعہ میرے پاس آیا اور پوچھا: اے بھتیجے! تو نے کیا کیا ہے؟ میں نے اسے جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا تھا، اس سے آگاہ کر دیا۔ اس پر اس نے کہا: اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے۔ تھوڑے ہی عرصے بعد قرآن اترا: ”ہم نے یہ کتاب آپ پر حق کے ساتھ اتاری ہے تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو دکھایا ہے اور آپ بدعہدوں، خائنوں کے حمایتی نہ بنیں (ان کا دفاع نہ کریں)“ یعنی بنو ابیرق کی طرف داری نہ کریں۔ ”اور اللہ سے معافی مانگیں۔“ اس بات سے جو تم نے قتادہ کو کہی ہے۔ ”بلاشبہ اللہ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اور ان لوگوں کی وکالت نہ کریں جو اپنے آپ سے خیانت کر رہے ہیں۔ یقیناً اللہ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو بہت خائن، سخت گناہ گار ہیں۔ وہ لوگوں سے تو چھپتے ہیں، اور اللہ سے نہیں چھپتے حالانکہ وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے...... نہایت مہربان پائے گا۔“ یعنی اگر وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں تو وہ انھیں ضرور معاف کر دے گا۔ ”اور جو شخص کوئی گناہ کماتا ہے تو اس کا وبال اسی پر پڑتا ہے...... اور کھلم کھلا گناہ لیا۔“ یعنی ان کا لبید پر چوری کا الزام لگانا۔ ”اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی...... تو ہم جلد ہی اسے بہت

بڑا اجر دیں گے۔'' پھر جب قرآن نازل ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس اسلحہ لایا گیا اور آپ نے وہ رفاعہ کو لوٹا دیا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ جب میں اپنے چچا کے پاس اسلحہ لایا، وہ بوڑھے تھے، نظر کمزور ہو چکی تھی یا عمر رسیدہ ہو چکے تھے جاہلیت کے دور ہی میں۔ شک ابوعیسیٰ کو ہے۔ اور میں سمجھتا تھا کہ اس کے اسلام میں ملاوٹ ہے (خالص نہیں ہے) تو جب میں ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے کہا: اے بھتیجے! یہ اللہ کی راہ میں (وقف) ہے تو میں جان گیا کہ ان کا اسلام صحیح (اور ملاوٹ سے پاک) تھا۔ جب قرآن نازل ہو گیا تو بُشیر مشرکوں سے جا ملا اور سلافہ بنت سعد ابن سمیہ کا مہمان بنا، اس پر یہ آیات اتریں: ''اور جو کوئی راہ ہدایت واضح ہو چکنے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے کی پیروی کرے، تو ہم اسے اسی راہ پر ڈالیں گے جس کی طرف وہ پھرا اور ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ بے شک اللہ اس چیز کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔ اس کے علاوہ جس کے لیے وہ چاہے گا بخش دے گا اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے، وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔'' جب وہ سلافہ کے ہاں ٹھہرا تو سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سلافہ کو چند شعروں کا نشانہ بنایا۔ سُلافہ نے بُشیر کا سامان پکڑا اور اپنے سر پر رکھا، پھر اسے لے کر گھر سے نکلی اور اسے وادئ ابطح میں جا پھینکا، پھر اس سے کہا: تو میرے لیے حسان کے شعروں کا تحفہ لایا ہے۔ تو میرے پاس کوئی خیر اور اچھی چیز نہیں لایا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ غَيْرَ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيِّ. وَرَوٰى يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے مسند (متصل) صرف محمد بن سلمہ حرانی نے بیان کیا ہے اور یونس بن بکیر وغیرہ بہت سے راویوں

مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، مُرْسَلٌ لَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ. وَقَتَادَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ هُوَ أَخُو أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لِأُمِّهِ. وَأَبُو سَعِيدٍ [الْخُدْرِيُّ] اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ.

نے اسے محمد بن اسحاق سے مرسلاً ہی بیان کیا ہے، یعنی عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنے باپ عمر اور دادا قتادہ کا تذکرہ نہیں کیا۔ قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ماں کی طرف سے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جن کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے، کے بھائی ہیں۔

لغوی تشریح: يَنْحَلُهُ: اسے دوسروں کی طرف منسوب کرتا ہے۔ ضَافِطَة: شہروں کی طرف غلہ اور سامان لانے والا اونٹوں کا قافلہ۔ دَرْمَك: میدہ۔ اِخْتَرَطَ سَيْفَهُ: اپنی تلوار سونت لی۔ إِلَيكَ عَنَّا: ہم سے دور ہو جا۔ ہمارے ساتھ تمھارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم نے تمھارے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ أَهْلَ جَفَاء: بدعہد، بدسلوکی کرنے والا۔ عشا: نظر کا کم یا کمزور ہو جانا۔ عسا: بہت عمر رسیدہ ہو گیا۔ رَحْل: پالان، کجاوہ، سفری سامان۔ مجادلة: ○ مناظرہ، کٹ حجتی، جھگڑا کرنا۔ ○ کسی سے شکوہ کرنا اور اصرار و الحاح کے ساتھ کسی کے حق میں سفارش کرنا۔ وکیل: مسئول اور ذمہ دار، نگران ومحافظ۔ ضامن۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں سورۂ نساء کے دو سے زائد رکوع نازل ہونے کا تذکرہ ہے۔ ② پہلی تین آیات میں فرمایا گیا ہے: ہم نے جو کتاب اتاری ہے حق کے ساتھ اتاری ہے۔ اب تمھیں اس کسوٹی پر پرکھ کر لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا ہے کہ کون حق پر ہے کون باطل پر، کون مخلص ہے اور کون منافق، اب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روشنی اور اس کی دکھائی ہوئی راہ کے بعد تمھارے لیے بھٹکنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی، اس لیے تمھیں ان لوگوں کا حمایتی اور وکیل نہیں بننا چاہیے جو اللہ اور رسول سے بدعہدی اور خیانت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگو، وہ بڑا غفور و رحیم ہے۔ جو لوگ بدعہدی کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ رہے بلکہ خود اپنے ہی نفس سے بدعہدی کر رہے ہیں اور اپنے قلب و ضمیر کے مجرم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہیں۔ یہ انسانوں سے چھپ چھپ کر اللہ اور اس کے رسول کے خلاف سرگوشیاں کرتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ سے کہاں چھپ سکتے ہیں جو اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ اپنی ناپسندیدہ سرگوشیوں میں مشغول ہوتے ہیں، اس کا علم تو ہر چیز کو محیط ہے۔ ③ اگلی چار آیات میں فرمایا: لوگو! کان کھول کر سن لو، آج تم ان منافقوں کی حمایت میں لڑ جھگڑ سکتے ہو اور ذاتی تعلقات و رشتے داری کی بنا پر، ان کی حمایت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہو اور ان کی صریح غلطیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہو، لیکن جب وہ قیامت کو اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے تو ان کی مدافعت اور حمایت میں اللہ تعالیٰ سے کون جھگڑے گا۔ اللہ تعالیٰ سے چھوٹنے کا راستہ مجرم کی حمایت اور مدافعت نہیں بلکہ یہ ہے کہ اگر کسی سے کوئی برائی یا ظلم، شرک وغیرہ کا ارتکاب ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور اس سے مغفرت مانگے۔ جو خلوص سے یہ کام کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کو بے حد بخشنے والا نہایت مہربان پائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ جو کسی گناہ کا مرتکب ہوگا، اس کا وبال اسی پر پڑے گا کیونکہ وہ علیم بھی ہے اور حکیم بھی اور جو لوگ اپنی کسی غلطی یا کسی کی حق تلفی پر گرفت میں آ جاتے ہیں اور پھر اعتراف گناہ کی بجائے جھوٹ اور بہتان کی راہ اختیار کرتے ہیں اور اس کا بوجھ کسی بے گناہ پر لادنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ اس جھوٹ اور بہتان سے دنیا کو تو دھوکا دے سکتے ہیں، اللہ کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا، ایسے مجرم نہ صرف اپنے جرم کا بوجھ اٹھائیں گے بلکہ اپنے اصل جرم پر

بہتان اور جھوٹ کا بھی اضافہ کر لیں گے۔ اگلی آیت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف التفات فرمایا اور آپ کے واسطے سے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر خاص فضل و احسان ہے کہ تم ان منافقوں کے شر سے محفوظ رہے، ورنہ ان کی ایک جماعت کی تو دن رات یہی کوشش اور سازش رہی ہے کہ تمھیں راہ سے بے راہ کر دیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے تمھیں کتاب و حکمت کی جو روشنی عطا فرمائی ہے اس نے تمھیں لغزش سے محفوظ رکھا، اس لیے اگر تم منافقوں کی آفتوں اور فتنوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو کتاب و حکمت کی جو نعمت تمھیں ملی ہے اس کی قدر کرو اور ان لوگوں کے چکموں میں نہ آؤ جو اس سے ہٹ کر اپنی راہ نکال رہے ہیں۔ تم اپنے جادۂ حق پر استوار رہو اور حق موقف پر ڈٹے رہو، یہ تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، خود ہی تباہی و بربادی کے کسی کھڈ میں گریں گے۔ اگلی دو آیتوں میں فرمایا: ان لوگوں کی سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں۔ خیر تو ان کی سرگوشیوں میں ہے جو صدقہ پر ابھاریں، معروف اور نیکی پر چلنے کی ترغیب دیں یا باہمی تعلقات کو درست کرنے کی تلقین کریں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت اچھی طرح واضح ہو چکنے کے بعد اللہ کے رسول اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی مخالفت کریں اور مسلمانوں کے راستے سے الگ اپنی پگ ڈنڈی نکالنے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ انھیں ان کی پسندیدہ راہ پر جانے کے لیے چھوڑ دے گا جو انھیں سیدھا جہنم میں لے جائے گی۔ ③ اگلی آیت میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے خلاف کوئی راہ اختیار کرنا، اس کے رسول کی مخالفت کرنا اور اپنی الگ پارٹی بنا کر، مومنوں کے راستے سے الگ راہ نکالنا، اپنی حقیقت کے لحاظ سے شرک ہے اور اللہ تعالیٰ کا شرک کے خلاف یہ فیصلہ ہے کہ وہ اسے معاف نہیں کرے گا۔ اسی لیے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت واضح ہو چکنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کریں گے اور مومنوں کا راستہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کا راستہ ہے، سے الگ راہ نکالیں گے، وہ سیدھے جہنم میں پڑیں گے۔ ④ اس حدیث سے ثابت ہوا: ○ کسی پر الزام لگانے سے پہلے تفتیش و تحقیق کرنی چاہیے۔ ○ قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لینا چاہیے۔ واقعہ صاحب اختیار کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔ ○ صاحب اختیار کو بھی پوری تحقیق و تفتیش سے کام لینا چاہیے۔ محض مجرم کے تعلق داروں اور حمایتیوں کی بات کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ ایسے لوگ بلاوجہ حمایت کرتے ہیں۔ ○ بدعہدوں اور خائنوں کی حمایت کرنا درست نہیں۔ ○ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہ تھے، اس لیے آپ نے بنو ابیرق کی براءت کر دی۔ ○ جرم کے سرزد ہونے پر اس کا اعتراف کر کے اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔ ○ غلط کار آدمی کی ہجو اور مذمت کرنی جائز ہے۔ ○ مجرم کی حمایت بدنامی کا باعث ہے۔ ○ آدمی کے اخلاص اور نفاق کا پتا اس کے اعمال اور کردار سے چلتا ہے۔ ○ حق واضح ہو جانے کے بعد اس کی مخالفت جائز نہیں۔ ○ غلط کاری سے بچنے اور غلط کاروں کے فتنوں اور سازشوں سے بچنے کا واحد راستہ کتاب و سنت پر استقامت اور ثابت قدمی اختیار کرنا ہے۔

(۲۳) ـ۳۰۳۷ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ ثُوَيْرٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي فَاخِتَةَ -، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ هٰذِهِ

[3037] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قرآن مجید کی سب سے محبوب ترین آیت میرے نزدیک یہ ہے: ”بلاشبہ اللہ اس چیز کو معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے، اس کے سوا جسے چاہے گا

۳۰۳۷ـ [ضعیف] ✽ ثویر ضعیف تقدم.

الْآيَةَ: ﴿إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾.

بخش دے گا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو فَاخِتَةَ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ عِلَاقَةَ وَثُوَيْرٌ يُكْنٰى أَبَا جَهْمٍ، وَهُوَ رَجُلٌ كُوفِيٌّ [مِنَ التَّابِعِينَ]، وَقَدْ سَمِعَ مِنِ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ الزُّبَيْرِ. وَابْنُ مَهْدِيٍّ كَانَ يَغْمِزُهُ قَلِيلًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو فاختہ کا نام سعید بن علاقہ ہے اور ثُوَیر کی کنیت ابوجہم ہے۔ یہ کوفی آدمی (تابعی) ہے۔ اس نے ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے سنا ہے۔ ابن مہدی اس پر کچھ جرح کرتے تھے۔

(۲۴) ـ ۳۰۳۸ـ حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى] بْنِ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ - الْمَعْنٰى وَاحِدٌ - قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ مُحَيْصِنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ [۱۲۳] شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «قَارِبُوا وَسَدِّدُوا، وَفِي كُلِّ مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ كَفَّارَةٌ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا وَالنَّكْبَةِ يُنْكَبُهَا».

[3038] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: "جو شخص کوئی برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔" تو یہ بات مسلمانوں کے لیے گرانی کا باعث بنی۔ انھوں نے اس کی شکایت نبی ﷺ سے کی، اس پر آپ نے فرمایا: "میانہ روی اختیار کرو اور درستی اختیار کرو (اپنے عملوں کی اصلاح کرو) اور جو مصیبت بھی مومن کو پہنچتی ہے، وہ کفارہ ہے (اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں) حتیٰ کہ وہ کانٹا جو اسے چبھتا ہے یا کوئی حادثہ جس سے انسان دوچار ہوتا ہے، وہ بھی (کفارہ بنتا ہے۔)"

[قَالَ أَبُوعِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَابْنُ مُحَيْصِنٍ هُوَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَيْصِنٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ابن محیصن سے مراد عمر بن عبدالرحمٰن بن محیصن ہے۔

لغوی تشریح: قَارِبُوا: میانہ روی اور اعتدال اختیار کرو۔ افراط وتفریط سے بچو، یا نیکی اور قربت کا کام کرو۔ سَدِّدُوا: "درستی" اختیار کرو۔ اپنے عملوں کی اصلاح کرو۔ النکبة: حادثہ، واقعہ۔

فائدہ: صحیح مومن کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اگر اس سے کوئی غلطی، قصور اور کوتاہی ہو جاتی ہے تو دنیا میں آنے والی ہر قسم کی تکلیف، پریشانی، بیماری یا کسی قسم کا حادثہ، حتی کہ کانٹا بھی اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، لیکن کافروں کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوتا، اسی لیے انھیں قیامت کے دن گناہوں کی سزا ہوگی۔

(۲۵) ـ ۳۰۳۹ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى وَعَبْدُ بْنُ

[3039] سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

۳۰۳۸ـ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن أو نحو ذلك، حتى الشوك يشاكها، ح: ۲۵۷٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

۳۰۳۹ـ [ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة: ٥/ ۲٤٩، ۲٥٠، ح: ۱٤۳٩ من حديث روح بن عبادة به * موسى بن عبيدة ◄◄

حُمَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَوْلَى ابْنِ سِبَاعٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُجْزَ بِهِ﴾ [١٢٣] فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَبَا بَكْرٍ! أَلَا أُقْرِئُكَ آيَةً أُنْزِلَتْ عَلَيَّ؟» قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: فَأَقْرَأَنِيهَا فَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنِّي [قَدْ كُنْتُ] وَجَدْتُ اقْتِصَامًا فِي ظَهْرِي فَتَمَطَّأْتُ لَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا شَأْنُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَأَيُّنَا لَمْ يَعْمَلْ سُوءًا وَإِنَّا لَمَجْزِيُّونَ بِمَا عَمِلْنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ وَالْمُؤْمِنُونَ، فَتُجْزَوْنَ بِذٰلِكَ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى تَلْقَوُا اللهَ، وَلَيْسَ لَكُمْ ذُنُوبٌ، وَأَمَّا الْآخَرُونَ فَيَجْتَمِعُ ذٰلِكَ لَهُمْ، حَتّٰى يُجْزَوْا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، تو یہ آیت اتری: ''جو شخص کوئی برائی کرے گا، اس کی سزا بدلہ پائے گا۔ (اور وہ اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست اور مددگار نہیں پائے گا۔)'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! کیا میں تمھیں وہ آیت نہ سناؤں جو مجھ پر نازل کی گئی ہے؟'' میں نے کہا: ضرور اے اللہ کے رسول! تو آپ نے مجھے یہ آیت سنائی، تو میرے علم کے مطابق میں نے اپنی کمر کو ٹوٹتا محسوس کیا۔ میں نے انگڑائی لی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! تیرا کیا حال ہے؟'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان! ہم میں سے کس نے برائی نہیں کی اور ہمیں ہمارے عمل کا بدلہ ملے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! رہے تم اور مومن، تو تمھیں اس کا بدلہ دنیا میں مل جائے گا، حتی کہ تم اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملو گے کہ تمھارا کوئی گناہ نہیں رہا ہوگا۔ اور رہے دوسرے لوگ (کافر)، تو ان کے برے کام جمع ہوتے رہتے ہیں، حتی کہ انھیں ان کا بدلہ قیامت کو ملے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ، وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ. وَمَوْلَى ابْنِ سِبَاعٍ مَجْهُولٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ أَيْضًا.

امام ابوعیسیٰ ﷫ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند پر جرح ہے۔ موسیٰ بن عبیدہ کو حدیث کے سلسلے میں یحییٰ بن سعید اور امام احمد بن حنبل ﷭ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور ابن سباع کا مولیٰ مجہول ہے (پتا نہیں کون ہے؟) یہ حدیث سیدنا ابوبکر ؓ سے اور سند سے بھی منقول ہے اور اس کی سند بھی صحیح نہیں ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

اس مسئلے میں سیدہ عائشہ ؓ سے حدیث بھی آئی ہے۔

ضعیف، ومولی ابن سباع: مجهول (تقريب: ٨٥٢١) والحديث السابق (٣٠٣٨) يغني عنه ✽ وفي الباب عن عائشة [أحمد: ٦/ ٦٥، ٦٦ وابن حبان، ح: ١٧٣٦ والحاكم: ٢/ ٣٠٨].

(٢٦) - ٣٠٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَشِيَتْ سَوْدَةُ أَنْ يُطَلِّقَهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَتْ: لَا تُطَلِّقْنِي وَأَمْسِكْنِي وَاجْعَلْ يَوْمِي لِعَائِشَةَ، فَفَعَلَ فَنَزَلَتْ: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَّالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾[١٢٨] فَمَا اصْطَلَحَا عَلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ جَائِزٌ.

[3040] سیدنا ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ سودہ ؓ کو خطرہ محسوس ہوا کہ نبی ﷺ انھیں طلاق دے دیں گے تو انھوں نے عرض کی: مجھے طلاق نہ دیں اور مجھے اپنے پاس ہی رکھیں اور میری باری کا دن عائشہ ؓ کو دے دیں۔ آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا، تو یہ آیت اتری: ”(اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے بیزاری یا بے پروائی کا اندیشہ ہو) تو اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ وہ دونوں آپس میں سمجھوتا کرلیں اور سمجھوتا ہی بہتر ہے۔“ تو وہ دونوں جس چیز پر سمجھوتا کرلیں، وہ جائز ہے۔

[كَأَنَّهُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ]. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

(یہ گویا ابن عباس ؓ کا قول ہے۔) امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: مہر اور عدل ہر بیوی کا حق ہے لیکن اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے یہ خطرہ ہو کہ اگر میں نے شوہر پر ان پابندیوں کا بوجھ لادے رکھا تو وہ مجھے چھوڑ دے گا یا مجھ سے بیزاری اور بے پروائی برتے گا، تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ دونوں مل کر آپس میں کوئی سمجھوتہ کرلیں، یعنی عورت اپنے حق مہر، عدل اور نان نفقے میں شوہر کو کچھ رعاتیں دے دے تاکہ قطع تعلقی کا اندیشہ ختم ہو جائے۔ اسی لیے فرمایا کہ صلح اور سمجھوتے ہی میں بہتری ہے۔

(٢٧) - ٣٠٤١- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: آخِرُ آيَةٍ أُنْزِلَتْ أَوْ آخِرُ شَيْءٍ أُنْزِلَ ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾[١٧٦].

[3041] سیدنا براء ؓ بیان فرماتے ہیں کہ آخری آیت جو اتاری گئی یا آخری شے جو اتاری گئی وہ یہ ہے: ”وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں، کہہ دیجیے: اللہ تمھیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَبُو السَّفَرِ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ أَحْمَدَ، وَيُقَالُ: ابْنُ يُحْمِدَ الثَّوْرِيُّ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور ابو سفر کا نام سعید بن احمد ہے اور ابن یحمد ثوری بھی کہا جاتا ہے۔

٣٠٤٠ـ [صحيح لغيره] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٩٧ من حديث أبي داود الطيالسي به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٢٦٨٣ وسنده ضعيف لأجل سماك وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ٥٠٦٧ ومسلم، ح: ١٤٦٣، ١٤٦٥ والنسائي، ح: ٣١٩٩ وغيرهم.

٣٠٤١ـ أخرجه مسلم، الفرائض، باب آخر آية أنزلت آية الكلالة، ح: ١٦١٨ من حديث مالك بن مغول به.

(٢٨) ـ٣٠٤٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَٰلَةِ﴾ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «تُجْزِئُكَ آيَةُ الصَّيْفِ».

[3042] سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول!'' وہ آپ سے (کلالہ کے بارے میں) پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے: اللہ تمھیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔'' نبی ﷺ نے اسے جواب دیا: ''تیرے لیے گرمی میں اترنے والی آیت کافی ہے۔''

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ اس آیت پر تم غور وفکر کرلو تو بات تمھاری سمجھ میں آ جائے گی۔ کلالہ سے مراد وہ آدمی ہے جس کے والدین اور اولاد نہ ہو، صرف بہن بھائی ہوں۔

(المعجم ٥) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْمَائِدَةِ (التحفة ٦)

باب: 5۔ سورۂ مائدہ کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٠٤٣ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ وَغَيْرِهِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! لَوْ عَلَيْنَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ [٣] لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا، فَقَالَ [لَهُ] عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنِّي لَأَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ، أُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ.

[3043] طارق بن شہاب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی آدمی نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! اگر یہ آیت ہم پر اترتی: ''آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمھارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کرلیا'' تو ہم ضرور اس دن کو عید (جشن مسرت) بنا لیتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: مجھے خوب علم ہے کہ یہ آیت کس دن اتری۔ جمعہ کے دن عرفات میں اتری۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① تکمیل دین سے مراد اس دین، ضابطۂ زندگی اور دستور حیات کی تکمیل ہے جس کا آغاز سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوا اور زمانے کی رفتار کے ساتھ ساتھ، حالات اور حکمت الٰہی کے تقاضوں کے مطابق مختلف انبیاء و رسل علیہم السلام پر اترتا رہا یہاں

٣٠٤٢ـ [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، الفرائض، باب من كان ليس له ولد وله أخوات، ح: ٢٨٨٩ من حديث أبي بكر بن عياش به وهو ضعيف ولأصل الحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٦١٧ وغيره وهو بها حسن.

٣٠٤٣ـ أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، ح: ٧٢٦٨ من حديث سفيان بن عيينة ومسلم، ح: ٣٠١٧/ ٥ من حديث قيس بن مسلم به.

تک کہ خاتم الانبیاء ﷺ پر کامل ہوگیا۔ ② اتمام نعمت سے مراد آخری شریعت کا اتمام ہے جس کا آغاز غار حرا کی پہلی وحی سے ہوا اور درجہ بدرجہ تمییس (23) سال کی مدت میں اللہ تعالیٰ نے اس کا اتمام فرمایا اور بطور دین اسلام (اطاعت وفرماں برداری) کو ہمارے لیے پسند فرمایا۔ ③ اس آیت کا نزول چونکہ عرفہ کے دن اور جمعے کے دن ہوا اور مسلمانوں کے لیے یہ دونوں دن عید کے دن ہیں، اس لیے مسلمانوں کو اپنے طور پر کسی دن کو عید بنانے کی ضرورت ہی نہیں۔ ان کی عیدیں اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دی ہیں۔ یہ تم یہود ہی ہو جو دین میں اپنی طرف سے اضافے کرتے ہو اور اپنی خواہشات کے مطابق عید اور جشن کے دن مقرر کرتے ہو۔ بدقسمتی سے آج جاہل مسلمانوں نے بھی ایک عید کا اضافہ اپنے طور پر کر لیا ہے۔

(٢) ـ٣٠٤٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ قَالَ: قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ وَعِنْدَهُ يَهُودِيٌّ فَقَالَ: لَوْ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلَيْنَا لَاتَّخَذْنَا يَوْمَهَا عِيدًا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمِ عِيدَيْنِ: فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِ عَرَفَةَ».

[3044] عمار بن ابی عمار بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: ''آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا ہے اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور میں نے تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا ہے۔'' اور ان کے پاس ایک یہودی موجود تھا۔ اس نے کہا: اگر یہ آیت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اس دن کو عید (کا دن) بنا لیتے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: بلاشبہ یہ دو عیدوں والے دن اتری ہے، جمعے کے دن اور عرفے کے دن۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ [وَهُوَ صَحِيحٌ].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی صورت میں حسن غریب ہے (اور صحیح ہے۔)

(٣) ـ٣٠٤٥ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «يَمِينُ الرَّحْمٰنِ مَلْأٰى سَحَّاءُ لَا يَغِيضُهَا اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ»، قَالَ: «أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْمِيزَانُ يَخْفِضُ

[3045] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحمٰن کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن بہتا ہے (خرچ کرتا ہے) اس سے اس میں کمی نہیں ہوتی۔'' آپ نے فرمایا: ''تم جانتے ہو جس وقت سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اس نے کتنا خرچ کیا ہے تو اس سے اس کے دائیں ہاتھ میں جو کچھ ہے، اس میں کمی نہیں ہوئی۔ (تخلیق کے وقت) اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس

٣٠٤٤ـ أخرجه أبو داود الطيالسي، ح: ٢٧٠٩ عن حماد بن سلمة به.
٣٠٤٥ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿وكان عرشه على الماء﴾، ح: ٤٦٨٤ ومسلم، ح: ٩٩٣ من حديث أبي الزناد به.

وَيَرْفَعُ».

کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے، اسے جھکاتا ہے اور بلند کرتا ہے۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهٰذَا الْحَدِيثُ فِي تَفْسِيرِ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ﴾ الْآيَةَ [٦٤] وَهٰذَا الْحَدِيثُ قَالَ الْأَئِمَّةُ يُؤْمَنُ بِهِ كَمَا جَاءَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُفَسَّرَ أَوْ يُتَوَهَّمَ، هٰكَذَا قَالَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ مِنْهُمْ: سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَابْنُ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ تُرْوَى هٰذِهِ الْأَشْيَاءُ وَيُؤْمَنُ بِهَا، فَلَا يُقَالُ: كَيْفَ؟

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر کے سلسلے میں آئی ہے: ’’یہود نے کہا: اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ ان کے ہاتھ باندھے گئے......‘‘ اس حدیث کے بارے میں ائمہ کہتے ہیں: اس پر اسی طرح ایمان لایا جائے گا جیسے یہ آئی ہے۔ اس کی تفسیر و وضاحت نہیں کی جائے گی اور نہ کسی وہم کا شکار ہوا جائے گا۔ بہت سے ائمہ نے یہی بات کہی ہے: سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن عیینہ اور ابن مبارک کہتے ہیں کہ ایسی چیزیں (جن میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا تذکرہ ہے) انھیں بیان کیا جائے گا اور ان پر ایمان لایا جائے گا اور یہ نہیں کہا جائے گا: ان کی کیفیت کیسی ہے؟

فوائد و مسائل: ① جب مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی دعوت دی گئی اور اس کے لیے یہ مؤثر اسلوب اختیار کیا گیا کہ ’’کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے، پھر وہ اسے اس کے لیے کئی گنا زیادہ بڑھا دے۔‘‘ (البقرۃ 2:254) تو یہود نے اسلام اور قرآن کی تحقیر اور مسلمانوں کا حوصلہ پست کرنے کے لیے کہنا شروع کر دیا کہ آج کل مسلمانوں کے اللہ غریب ہو رہے ہیں، بندوں سے قرض مانگنے کی نوبت آ گئی ہے اور ان دنوں اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ اس کے جواب میں یہ آیت اتری، اور نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی سخاوت کا نقشہ کھینچا۔ ② اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ ہاتھ کا تذکرہ ہے اور امام صاحب کا مقصد یہ ہے کہ جن احادیث میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا تذکرہ ہے، انھیں کسی تاویل و تمثیل اور کیفیت کی بحث میں پڑے بغیر تسلیم کیا جائے۔ سلف ائمہ کی رائے یہی تھی۔ تاویل و تمثیل اور تشبیہ و کیفیت کی بحث میں پڑنا سلف امت کے موقف کے خلاف ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا ہاتھ، چہرہ اور قدم مانا جائے گا، لیکن ان کی کیفیت، شکل و صورت کہ وہ کیسا ہے؟ اس کی بحث نہیں کی جائے گی۔

(٤) ـ٣٠٤٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحْرَسُ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ:

[3046] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کی حفاظت کی جاتی تھی (پہرا دیا جاتا تھا) حتیٰ کہ یہ آیت اتری: ’’اللہ آپ کو لوگوں (کے شر) سے بچائے گا۔‘‘ تو رسول اللہ ﷺ نے خیمے سے سر نکال کر (پہرا دینے والوں

٣٠٤٦ـ [حسن لغيره] أخرجه البيهقي: ٩/٨ من حديث مسلم بن إبراهيم به وصححه الحاكم: ٢/٣١٣ ووافقه الذهبي وحسنه الحافظ ابن حجر العسقلاني * الحارث بن عبيد ليس بالقوي.

﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾[٦٧] فَأَخْرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الْقُبَّةِ، فَقَالَ لَهُمْ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! انْصَرِفُوا، فَقَدْ عَصَمَنِي اللهُ». هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

سے) کہا: ''اے لوگو! چلے جاؤ، اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا ذمہ اٹھالیا ہے۔'' یہ حدیث غریب ہے۔

(٥) - [حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ]. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحْرَسُ، وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

نصر بن علی نے بھی اس سند سے ہمیں مسلم بن ابراہیم سے اسی طرح حدیث سنائی ہے۔ بعض راویوں نے یہ حدیث جریری ہی سے بیان کی ہے کہ عبداللہ بن شقیق نے کہا: نبی ﷺ کی حفاظت کی جاتی تھی۔ اس میں انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: مدینہ طیبہ میں یہودی، منافقوں کے ساتھ ساز باز کر کے نبی ﷺ کے اور مسلمانوں کے خلاف ہمیشہ سازشوں میں مصروف رہتے تھے، اس لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی حفاظت کی خاطر پہرا دیتے تھے۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے انھیں پہرا دینے سے روک دیا۔

(٦) - ٣٠٤٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَمَّا وَقَعَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ فِي الْمَعَاصِي فَنَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ، فَلَمْ يَنْتَهُوا فَجَالَسُوهُمْ فِي مَجَالِسِهِمْ وَوَاكَلُوهُمْ وَشَارَبُوهُمْ، فَضَرَبَ اللهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ وَلَعَنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ». قَالَ: فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَكَانَ مُتَّكِئًا، فَقَالَ: «لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتّٰى تَأْطِرُوهُمْ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا» قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَالَ يَزِيدُ: وَكَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ لَا يَقُولُ فِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ.

[3047] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بنواسرائیل گناہوں میں پڑ گئے تو ان کے علماء نے انھیں منع کیا، لیکن وہ باز نہ آئے تو علماء ان کی مجلسوں میں ان کے ساتھ بیٹھتے رہے اور انھی کے ساتھ کھاتے اور پیتے رہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے سے متأثر کر دیا۔ (علماء کے دل بھی قبولِ حق اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت سے محروم ہو گئے) اور ان پر سیدنا داود اور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی زبان سے لعنت بھیجی، یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور حد سے آگے بڑھ جایا کرتے تھے۔'' رسول اللہ ﷺ تکیہ لگائے ہوئے تھے تو سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: ''نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (تم مؤاخذے سے نہیں بچ سکتے) یہاں تک کہ تم انھیں حق پر روکو۔'' عبداللہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ (ہمیں ہمارے

٣٠٤٧ـ [ضعيف لانقطاعه] أخرجه أبو داود، الملاحم، باب الأمر والنهي، ح:٤٣٣٦ من حديث علي بن بذيمة به، وأبو عبيدة بن عبدالله بن مسعود لم يسمع من أبيه.

استاد) یزید نے کہا: سفیان ثوری یہاں عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کرتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي الْوَضَّاحِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا، وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور یہ حدیث محمد بن مسلم بن ابی وضاح کی سند سے اس کے ہم معنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی ہے اور بعض راویوں نے ابو عبیدہ سے مرسل طور پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے کے بغیر نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

لغوی تشریح: أَطْرًا: موڑ دینا، خم دینا، دوہرا کرنا، یعنی انھیں حق کی طرف موڑو گے۔

فائدہ: یہ حدیث اور اس کے مابعد کی حدیث دونوں ضعیف ہیں، تاہم یہ بات دیگر دلائل سے ثابت ہے کہ برائی کے مرتکب لوگوں کو پوری قوت و ہمت کے ساتھ نیکی کی تلقین کی جائے اور برائی سے روکا جائے اور جو لوگ برائی سے باز نہ آئیں تو ان کی مجالس میں شرکت نہ کی جائے اور نہ ان کے ساتھ دعوتوں میں شریک ہوا جائے۔

(٧) ـ ٣٠٤٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمَّا وَقَعَ فِيهِمُ النَّقْصُ، كَانَ الرَّجُلُ فِيهِمْ يَرٰى أَخَاهُ يَقَعُ عَلَى الذَّنْبِ فَيَنْهَاهُ عَنْهُ، فَإِذَا كَانَ الْغَدُ لَمْ يَمْنَعْهُ مَا رَأٰى مِنْهُ أَنْ يَكُونَ أَكِيلَهُ وَشَرِيبَهُ وَخَلِيطَهُ، فَضَرَبَ اللهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ وَنَزَلَ فِيهِمُ الْقُرْآنُ فَقَالَ: ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ﴾ وَقَرَأَ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾ [٧٨-٨١]» قَالَ: وَكَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ: «لَا، حَتّٰى تَأْخُذُوا عَلٰى يَدِ الظَّالِمِ فَتَأْطِرُوهُ عَلٰى

[3048] ابو عبیدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل میں جب کوتاہی در آئی، ان میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کو گناہ میں گرفتار دیکھتا تو اسے اس گناہ سے روکتا۔ پھر جب اگلا دن آتا تو اسے اس کے کرتوت جس کا اس نے مشاہدہ کیا تھا، اس کے ساتھ کھانے پینے اور ہم نشینی سے نہ روکتے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے سے ٹکرا دیا، یعنی ایک جیسے کر دیے، اور ان کے بارے میں قرآن میں یہ آیت اتری: ''بنو اسرائیل میں سے جنھوں نے کفر کیا ان پر سیدنا داود اور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی زبان سے لعنت ہوئی۔ یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور حد سے آگے بڑھ جایا کرتے تھے'' آپ نے یہ آیات، یہاں تک پڑھیں: ''اگر یہ اللہ پر، نبی پر اور اس پر جو اس پر اترا ایمان رکھنے والے ہوتے تو ان کفار کو دوست نہ بناتے، لیکن ان میں سے تو اکثر

٣٠٤٨ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ح: ٤٠٠٦ عن محمد بن بشار به وانظر الحديث السابق.

الْحَقِّ أَطْرًا».

نافرمان ہیں۔'' اور اللہ کے نبی ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے تو سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: ''تم عذاب سے بچ نہیں سکتے حتیٰ کہ ظالم کا ہاتھ پکڑو اور اسے اچھی طرح حق کی طرف مائل کر دو۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ [الطَّيَالِسِيُّ] وَأَمْلَاهُ عَلَيَّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي الْوَضَّاحِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

امام صاحب یہی روایت اپنے استاد کی دوسری سند سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: سیدنا داود علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی نے بنو اسرائیل کی بداعمالیوں اور جرائم کے سبب ان پر لعنت بھیجی ہے، اور آپ ﷺ کے دور میں یہ لوگ مشرکین مکہ سے دوستی اور اعتماد کے گہرے تعلقات رکھتے تھے، حتی کہ مشرکوں کو مسلمانوں سے زیادہ ہدایت یافتہ قرار دیتے تھے، اس لیے فرمایا: یہ لوگ اللہ تعالیٰ، موسیٰ علیہ السلام اور تورات پر ایمان کا جو دعویٰ کرتے ہیں، یہ اس دعوے میں بالکل جھوٹے ہیں۔ اگر یہ فی الواقع اللہ پر، اپنے نبی پر اور اپنی کتاب پر ایمان رکھتے ہوتے تو کبھی کفار و مشرکین کو اپنا دوست نہ بناتے۔ ان میں سے اکثر نافرمان ہیں اور ان کا یہی فعل ان کی نافرمانی کی بڑی شہادت اور دلیل ہے۔

(٨) ـ٣٠٤٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، [أَبِي مَيْسَرَةَ]، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ﴾ الْآيَةَ [البقرة:٢١٩] فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ، فَنَزَلَتِ الَّتِي فِي النِّسَاءِ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى﴾ [النساء:٤٣] فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ، فَنَزَلَتِ الَّتِي

[3049] سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے دعا کی: اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں شفا بخش حکم اتار تو سورۂ بقرہ کی یہ آیت اتری: ''وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجیے: ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے......۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر انھیں یہ آیت سنائی گئی تو انھوں نے کہا: اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں تسلی بخش حکم نازل فرما، تو سورۂ نساء کی یہ آیت اتری: ''اے ایمان والو! تم نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔'' تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور انھیں یہ آیت سنائی گئی۔ انھوں نے پھر کہا: اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں

٣٠٤٩ـ [صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، الأشربة، باب تحريم الخمر، ح: ٣٦٧٠ والنسائي: ٨/ ٢٨٦، ٢٨٧، ح: ٥٥٤٢ من حديث إسرائيل به، عمرو بن شرحبيل أبو ميسرة لم يسمع من عمر، قاله أبو زرعة وللحديث شواهد عند مسلم (٣٠٣٢) والبخاري (٤٢١٩).

فِي الْمَائِدَةِ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ﴾ [المائدة:٩١] فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ: انْتَهَيْنَا انْتَهَيْنَا.

اطمینان بخش حکم نازل فرما، تب سورۂ مائدہ کی یہ آیت اتری: ''شیطان تو بس یہ چاہتا ہے کہ تمھیں شراب اور جوئے میں لگا کر تمھارے درمیان دشمنی اور کینہ ڈال دے (اور تمھیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے) تو بتاؤ کیا اب تم ان سے باز آتے ہو؟'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر انھیں یہ آیت سنائی گئی تو انھوں نے کہا: ہم باز آ گئے، ہم باز آ گئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رُوِيَ عَنْ إِسْرَائِيلَ [هٰذَا الْحَدِيثُ] مُرْسَلًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسرائیل سے یہ روایت مرسلاً بھی بیان کی گئی ہے۔

(٩) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ: أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ، قَالَ: اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ.

امام صاحب اپنے استاد محمد بن علاء کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں شفا بخش حکم نازل فرما۔

فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ.

پھر مذکورہ روایت کے ہم معنی روایت بیان کی اور یہ مذکورہ بالا محمد بن یوسف کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: شراب کی حرمت آہستہ آہستہ، تدریجًا نازل ہوئی ہے اور سورۂ مائدہ کی آیت میں فرما دیا کہ شراب اور جوئے کے مفاسد اور نقصانات، مختلف مواقع اور مختلف پہلوؤں سے تمھارے سامنے آ چکے ہیں، کیا اب بھی ان سے باز نہیں آ ؤ گے؟ کیا اب بھی کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی ہے؟

(١٠) - ٣٠٥٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: مَاتَ رِجَالٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ، فَلَمَّا حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، قَالَ رِجَالٌ: كَيْفَ بِأَصْحَابِنَا وَقَدْ مَاتُوا يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ؟ فَنَزَلَتْ: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ [٩٣].

[3050] سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے کچھ ساتھی شراب کی حرمت سے پہلے وفات پا گئے۔ پھر جب شراب حرام کر دی گئی تو کچھ آدمیوں نے پوچھا: ہمارے ان ساتھیوں کی کیا حالت ہوگی جو شراب پیتے فوت ہو چکے ہیں؟ تو اس پر یہ آیت اتری: ''ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں پر اس چیز کے بارے میں کوئی گناہ نہیں جو انھوں نے کھایا پیا، جبکہ انھوں نے تقویٰ اختیار کیا، ایمان لائے اور عمل صالح کیے۔''

٣٠٥٠ـ [صحيح لغيره] أخرجه الطبري: ٧/ ٢٤ من حديث إسرائيل به انظر الحديث الآتي.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ أَيْضًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
امام شعبہ نے بھی اسے ابواسحاق کی سند سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: سورۂ مائدہ کی آیات نازل ہونے سے پہلے حرمت شراب کی طرف واضح اشارے کر دیے گئے تھے، اس کے باوجود لوگ شراب پیتے رہے، اس لیے ان کے بارے میں دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوا کہ ان کا کیا بنے گا؟ اس لیے جواب دیا گیا: چونکہ یہ حکم تدریجاً نازل ہوا ہے، اس لیے اللہ ان لوگوں پر گرفت نہیں فرمائے گا، جنھوں نے اس کی بخشی ہوئی سہولت سے فائدہ اٹھایا، اگرچہ وہ لوگ خیر کی طرف سبقت کرنے کا درجہ حاصل کر گئے جو ہوا کا رخ پہچان کر پہلے ہی مرحلے میں اس سے تائب ہو گئے۔ لیکن وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے رحم کے مستحق ہیں جنھیں یہ درجۂ کمال تو حاصل نہیں ہوا کہ وہ پہلے ہی مرحلے پر شراب چھوڑ دیتے، لیکن انھوں نے کسی مرحلے میں حدود الٰہی سے تجاوز نہیں کیا۔

(١١) -٣٠٥١- حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ [بِهٰذَا] قَالَ: قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ: مَاتَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُمْ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ، فَلَمَّا نَزَلَتْ تَحْرِيمُهَا قَالَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: فَكَيْفَ بِأَصْحَابِنَا الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يَشْرَبُونَهَا؟ فَنَزَلَتْ: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا﴾ اَلْآيَةَ.

[3051] سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ ساتھی فوت ہو گئے اور وہ شراب پیا کرتے تھے۔ پھر جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کے کچھ ساتھیوں نے کہا: ہمارے ان ساتھیوں کا کیا حال ہوگا جو فوت ہو چکے ہیں اور وہ شراب پیا کرتے تھے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''ایمان والوں اور عمل صالح کرنے والوں پر اس چیز کے بارے میں کوئی گناہ نہیں جو انھوں نے پہلے کھایا پیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(١٢) -٣٠٥٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رِزْمَةَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ - لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ-؟ فَنَزَلَتْ: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَّآمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾.

[3052] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ان لوگوں کے بارے میں بتائیں جو فوت ہو چکے ہیں، جبکہ وہ شراب پیا کرتے تھے؟ تو یہ آیت اتری: ''جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے، ان پر اس چیز کے بارے میں کوئی گناہ نہیں جو انھوں نے پہلے کھایا پیا، جبکہ انھوں نے تقویٰ اختیار کیا، وہ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے۔''

٣٠٥١ـ [صحيح لغيره] أخرجه الطيالسي، ح: ٧١٥ عن شعبة به وصححه ابن حبان، ح: ١٣٧٣، ١٧٤٠.
٣٠٥٢ـ [صحيح بما قبله] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣٤ من حديث إسرائيل به، وسنده ضعيف والحديث السابق شاهد له.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(١٣) -٣٠٥٣- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنْتَ مِنْهُمْ».

[3053] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ''جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کیے، ان پر اس چیز کے بارے میں کوئی گناہ نہیں جو انھوں نے پہلے کھایا پیا، جبکہ انھوں نے اللہ کی حدود کی پابندی کی، وہ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم بھی انھی میں سے ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس آیت مبارکہ میں تقویٰ کا ذکر تین بار ہوا ہے: پہلی بار اس کے ساتھ ایمان اور عمل صالح کا ذکر ہے، دوسری بار ایمان کا ذکر ہے اور تیسری بار احسان کا ذکر ہے۔ یہاں تین بار تقویٰ، یعنی حدود الٰہی کی نگہداشت اور پابندی کا ذکر شراب کی حرمت کے تدریجی مراتب کے لحاظ سے ہوا ہے۔ اور تقویٰ کے ساتھ ایمان اور عمل صالح کا حوالہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی چیز سے بچنا اس وقت تک معتبر نہیں، جب تک اس بچنے کے ساتھ ایمان اور عمل صالح نہ ہو۔ اور آخر میں اس کے ساتھ احسان کا تذکرہ اس حیثیت کو ظاہر کرتا ہے کہ دین میں جو تقویٰ مطلوب و مقبول ہے وہ صرف ظاہرداری اور رسوم کی خانہ پری سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ احسان کی صفت کا پایا جانا ضروری ہے، یعنی کسی چیز سے اس طرح بچنا جس طرح اس سے بچنے کا حق ہے۔ اور انسان یہ تصور رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کو دیکھ رہا ہے اور وہ اسے دیکھ رہا ہو۔ اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ رہا، اللہ تعالیٰ تو بہرحال اسے دیکھ رہا ہے۔ اور یہی احسان، تقویٰ کی اصل روح اور حدود الٰہی کا اصل پاسبان ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو انسان تقویٰ اور پرہیزگاری کی نمائش کرتے ہوئے حدود الٰہی توڑنے کے لیے بے شمار چور دروازے پیدا کر سکتا ہے۔

(١٤) -٣٠٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي إِذَا أَصَبْتُ اللَّحْمَ انْتَشَرْتُ لِلنِّسَاءِ وَأَخَذَتْنِي شَهْوَتِي فَحَرَّمْتُ عَلَيَّ اللَّحْمَ، فَأَنْزَلَ اللهُ:

[3054] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں گوشت کھا لیتا ہوں تو میرے اندر عورتوں کی طرف رغبت بھڑک اٹھتی ہے اور مجھ پر میری شہوت غلبہ پا لیتی ہے، اس لیے میں نے اپنے آپ پر گوشت حرام کر لیا

٣٠٥٣- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل عبدالله بن مسعود وأمه، رضي الله تعالى عنهما، ح: ٢٤٥٩ من حديث علي بن مسهر به.

٣٠٥٤- [حسن بالشواهد] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٨١٧ من حديث أبي عاصم الضحاك بن مخلد به ✽ عثمان بن سعد الكاتب ضعيف (تقريب) وأخرجه الطبري في تفسيره: ٧/ ٧ بإسناد صحيح عن عكرمة مرسلًا وللحديث شواهد.

﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَتِ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلَالًا طَيِّبًا﴾ [۸۸،۸۷].

ہے، اس پر اللہ نے یہ آیت اتاری: ''اے ایمان والو! وہ پاکیزہ چیزیں حرام نہ ٹھہراؤ جو اللہ نے تمھارے لیے حلال کی ہیں اور حد سے نہ بڑھو۔ بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ نے تمھیں جو حلال، پاکیزہ چیزیں دی ہیں، ان میں سے کھاؤ......''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ سَعْدٍ مُرْسَلًا لَيْسَ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَرَوَاهُ خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور بعض راویوں نے اسے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تذکرے کے بغیر مرسلاً بیان کیا ہے۔

فائدہ: مذکورہ حدیث جو قرآن مجید کی ان آیات کی شانِ نزول بیان کرتی ہے، اس سے ہمارے لیے ایک جامع اور اصولی بات طے ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حلال ٹھہرایا ہے اسے حرام قرار دینا اور جن چیزوں سے روکا ہے انھیں حلال بنانا، جائز نہیں۔ حرام ٹھہرانے سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کو اپنے لیے یا دوسروں کے لیے اس حیثیت سے ممنوع ٹھہرانا کہ یہ دین کا تقاضا اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اس پر عذاب و ثواب کا مدار ہے یا یہ نیکی اور فضیلت کا کام ہے، لیکن اگر یہ نظریہ نہ ہو بلکہ صرف ذوق یا بتقاضائے صحت یا بر بنائے احتیاط و کفایت کوئی شخص کسی چیز کا استعمال ترک کر دے اور اسے حرام نہ کہے، تو پھر یہ حرام ٹھہرانا نہیں۔

(۱۵) ـ۳۰۵۵ـ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ [آل عمران:۹۷] قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! فِي كُلِّ عَامٍ؟ فَسَكَتَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! فِي كُلِّ عَامٍ؟ قَالَ: «لَا، وَلَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ»، وَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ [۱۰۱].

[3055] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ''اللہ کا لوگوں پر حق ہے کہ وہ بیت اللہ کا حج کریں، جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہیں'' تو لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہر سال؟ تو آپ چپ رہے۔ لوگوں نے پھر پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہر سال؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو لازم ہو جاتا۔'' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''اے ایمان والو! ان چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو جو اگر تمھارے لیے ظاہر کر دی جائیں تو تمھیں ناگوار گزریں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔ اس

۳۰۵۵ـ [ضعيف] تقدم: ۸۱٤ ورواه ابن ماجه، المناسك، باب فرض الحج، ح: ۲۸۸٤ من حديث منصور به وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۱۳۳۷ وغيره من غير ذكر الآيات ❊ وفي الباب عن أبي هريرة، وابن عباس [انظر، ح: ۸۱٤].

مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی حدیثیں بھی موجود ہیں۔

فائدہ: شان نزول کی یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ سوال سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے اور وہی کرنا چاہیے جو سب کے لیے نفع بخش اور علم شریعت میں اضافے کا سبب ہو، غیر ضروری سوال کر کے اپنی پابندیوں میں اضافہ کرنا درست نہیں۔ اگلی حدیث میں اس آیت کا موقع نزول آ رہا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کے نزول کے بارے میں پانچ مواقع بیان کیے ہیں۔ گویا مذکورہ آیت ان سب پر چسپاں ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: 356/8، 357، دارالسلام)

(١٦) ـ٣٠٥٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ أَبُو عَبْدِاللهِ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ أَبِي؟ قَالَ: «أَبُوكَ فُلَانٌ»، قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾.

[3056] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تیرا باپ فلاں ہے۔'' اس پر یہ آیت اتری: ''اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو جو اگر تمھارے لیے ظاہر کر دی جائیں تو تمھیں ناگوار گزریں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: پیغمبر کا کام دین و شریعت کی باتیں بتانا ہے، لوگوں کے نسب ناموں کا جاننا یا بتانا کہ وہ کس کا نطفہ ہے، اس کا اصل باپ کون ہے، وہ اس کے وظیفے اور دائرۂ عمل سے خارج ہے، اس لیے یہ نامعقول سوال ہے۔

(١٧) ـ٣٠٥٧ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَالَ: يٰأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَقْرَؤُونَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ [١٠٥] وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا ظَالِمًا فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلٰى يَدَيْهِ، أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ مِّنْهُ».

[3057] سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو: ''اے ایمان والو! تم پر اپنی جانوں کا بچاؤ لازم ہے، اگر تم ہدایت پر ہو تو جو گمراہ ہوا وہ تمھارا کچھ نہیں بگاڑے گا۔'' اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''بلاشبہ، جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں گے اور اس کے ہاتھ (ظلم سے) نہیں روکیں گے تو قریب ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے عذاب میں گرفتار کر لے۔''

٣٠٥٦ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب توقيره ﷺ وترك إكثار سؤاله عما لا ضرورة إلى ... إلخ، ح: ٢٣٥٩ عن محمد بن معمر والبخاري، ح: ٧٢٩٥ من حديث روح به.

٣٠٥٧ـ تقدم: ٢١٦٨.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ مَرْفُوعًا. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بہت سے راویوں نے اسے مرفوعاً بیان کیا ہے اور بعض نے اسے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قول قرار دیا ہے۔

فائدہ: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو لوگ غلط کار ہیں، تم انھیں نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے منع کرتے رہو۔ اگر وہ نہیں مانتے تو اپنا کچھ بگاڑیں گے، تمھارا کچھ نہیں بگاڑیں گے۔ وہ اپنے غلط کاموں کے انجام سے خود دوچار ہوں گے۔ اس سے صحیح راہ بتانے والوں کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ تم نے انھیں سمجھانے کی کوشش کر دی، اگر وہ نہیں سمجھتے تو تم اپنی فکر کرو، تم صحیح راہ پر قائم رہو۔ ان کے غم میں پریشان نہ ہو۔ اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمانوں کو دوسروں کی ہدایت وضلالت سے کوئی سروکار نہیں، انھیں بس اپنی فکر کرنی چاہیے۔

(١٨) ـ٣٠٥٨ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا عُتْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ جَارِيَةَ اللَّخْمِيُّ عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الشَّعْبَانِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ فَقُلْتُ لَهُ: كَيْفَ تَصْنَعُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ؟ قَالَ: أَيَّةُ آيَةٍ؟ قُلْتُ: قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ قَالَ: أَمَا وَاللهِ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْهَا خَبِيرًا، سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ [فَـ]ـقَالَ: «بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، حَتّٰى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا، وَهَوًى مُتَّبَعًا، وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً، وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ، فَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعِ الْعَوَامَّ، فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامًا، الصَّبْرُ فِيهِنَّ مِثْلُ الْقَبْضِ عَلَى الْجَمْرِ، لِلْعَامِلِ فِيهِنَّ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِكُمْ». قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: وَزَادَنِي غَيْرُ عُتْبَةَ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَجْرُ خَمْسِينَ رَجُلًا مِّنَّا أَوْ

[3058] ابوامیہ شعبانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا: اس آیت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ انھوں نے پوچھا: کون سی آیت؟ میں نے کہا: اللہ کا فرمان: ''اے ایمان والو! تم اپنی جان کی فکر کرو، اگر تم ہدایت پر ہو تو جو گمراہ ہوا وہ تمھارا کچھ نہیں بگاڑے گا۔'' انھوں نے جواب دیا: ہاں، اللہ کی قسم! تم نے اس کے بارے میں واقف کار اور آگاہ شخص سے پوچھا ہے۔ میں اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھ چکا ہوں، آپ نے فرمایا: ''بلکہ تم معروف کا اہتمام و پابندی کرو، برائی سے پرہیز کرو حتی کہ جب یہ دیکھو، حرص ولالچ کی اطاعت کی جارہی ہے، خواہشاتِ نفس کی پیروی ہو رہی ہے، دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے اور ہر صاحب رائے اپنی رائے پر خوش ہے تو ایسے حالات میں تم خاص اپنی فکر کرو اور عوام کو ان کی حالت پر چھوڑ دو (ان کی فکر میں پریشان نہ ہو) کیونکہ تمھارے بعد ایسے دن آنے والے ہیں، ان میں حق پر قائم رہنا (صبر کرنا) انگارے کو

٣٠٥٨ـ [حسن بالشواهد] أخرجه أبو داود، ح: ٤٣٤١ من حديث ابن المبارك وابن ماجه، ح: ٤٠١٤ من حديث عتبة بن أبي حكيم به وانظر التفصيل في الجامع لشيخ الأرنؤوط تحت حديث: ٣٣١٠.

مِنْهُمْ؟ قَالَ: «لَا، بَلْ أَجْرُ خَمْسِينَ رَجُلًا مِّنْكُمْ».

مٹھی میں لینے کی طرح ہے۔ ان دنوں میں عمل صالح کرنے والے کے لیے ان پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ملے گا جو تمھارے جیسا عمل کرتے ہیں۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: مجھے میرے استاد عتبہ کے سوا اور نے یہ اضافہ سنایا: پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے پچاس آدمیوں کے برابر یا اس دور کے پچاس آدمیوں کے برابر؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ تم میں سے پچاس آدمیوں کے برابر۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: معروف کے امتثال و اہتمام کا تقاضا نیکی کا حکم کرنا اور منکر سے تحفظ و بچاؤ کا تقاضا برائی سے منع کرنا ہے۔ لیکن جب لوگوں پر حرص و آز کا غلبہ ہو اور وہ خواہشاتِ نفس کی پیروی کے نتیجے میں دنیوی مفادات کے اسیر ہو جائیں، ان پر خود پسندی غالب آ جائے اور وہ کسی کی بات ماننے کے روادار نہ رہیں تو پھر ان کی فکر میں ہلکان ہونے کی ضرورت نہیں، وہ خود اپنے کرتوتوں کا نتیجہ بھگتیں گے۔ ایسے دور میں انسان کو اپنی فکر ہونی چاہیے، کیونکہ ایسا وقت بھی آئے گا کہ دین پر قائم رہنا آگ کے انگارے کو ہاتھ میں لینے کے مترادف ہوگا اور دین پر عمل کرنا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے بھی زیادہ مشکل ہو جائے گا، کیونکہ فتح مکہ کے بعد جب لوگ جوق در جوق مسلمان ہو رہے تھے تو اسلام اختیار کرنا اور دین پر چلنا آسان ہو گیا تھا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کے پچاس آدمیوں سے مراد اس دور کے افراد مراد ہیں جب دین پر عمل کرنا سہل اور آسان ہو گیا تھا، اور دین کی خلاف ورزی کرنا مشکل ہو گیا، معاشرہ ایسے افراد کو قبول نہیں کرتا تھا۔

(١٩) -٣٠٥٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بَاذَانَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِئٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ [١٠٦] قَالَ: بَرِيءٌ مِنْهَا النَّاسُ غَيْرِي وَغَيْرَ عَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ، وَكَانَا نَصْرَانِيَّيْنِ

[3059] سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ اس آیت: ''اے ایمان والو! تمھارے درمیان گواہی جبکہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ پہنچے۔'' کے بارے میں بیان کرتے ہیں: اس سے میرے اور عدی بن بداء کے سوا تمام لوگ بری ہیں۔ یہ دونوں آدمی عیسائی تھے۔ مسلمان ہونے سے پہلے شام آتے جاتے رہتے تھے، سو وہ اپنی تجارت کی خاطر شام پہنچے اور بنو سہم کا آزاد کردہ غلام جسے بُدیل بن ابی مریم کہا

٣٠٥٩- [موضوع] أخرجه ابن الأثير في أسد الغابة: ٣/ ٣٩٠، ٣٩١ من حديث الترمذي به * أبو النضر محمد بن السائب الكلبي: متهم بالكذب ورمي بالرفض (تقريب) وباذان أبو صالح ضعيف مدلس (تقريب) وابن إسحاق عنعن والعلة من الكلبي لأنه كذاب مشهور.

يَخْتَلِفَانِ إِلَى الشَّامِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ، فَأَتَيَا الشَّامَ لِتِجَارَتِهِمَا، وَقَدِمَ عَلَيْهِمَا مَوْلًى لِّبَنِي سَهْمٍ يُقَالُ لَهُ: بُدَيْلُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ بِتِجَارَةٍ وَّمَعَهُ جَامٌ مِّنْ فِضَّةٍ يُرِيدُ بِهِ الْمَلِكَ، وَهُوَ عُظْمُ تِجَارَتِهِ فَمَرِضَ، فَأَوْصٰى إِلَيْهِمَا وَأَمَرَهُمَا أَنْ يُّبَلِّغَا، مَا تَرَكَ أَهْلَهُ. قَالَ تَمِيمٌ: فَلَمَّا مَاتَ أَخَذْنَا ذٰلِكَ الْجَامَ فَبِعْنَاهُ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ، ثُمَّ اقْتَسَمْنَاهُ أَنَا وَعَدِيُّ بْنُ بَدَّاءٍ، فَلَمَّا أَتَيْنَا إِلٰى أَهْلِهِ دَفَعْنَا إِلَيْهِمْ مَا كَانَ مَعَنَا وَفَقَدُوا الْجَامَ، فَسَأَلُونَا عَنْهُ، فَقُلْنَا: مَا تَرَكَ غَيْرَ هٰذَا وَمَا دَفَعَ إِلَيْنَا غَيْرَهُ. قَالَ تَمِيمٌ: فَلَمَّا أَسْلَمْتُ بَعْدَ قُدُومِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ تَأَثَّمْتُ مِنْ ذٰلِكَ، فَأَتَيْتُ أَهْلَهُ، فَأَخْبَرْتُهُمُ الْخَبَرَ، وَأَدَّيْتُ إِلَيْهِمْ خَمْسَمِائَةِ دِرْهَمٍ، وَأَخْبَرْتُهُمْ أَنَّ عِنْدَ صَاحِبِي مِثْلَهَا، فَأَتَوْا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلَهُمُ الْبَيِّنَةَ، فَلَمْ يَجِدُوا، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّسْتَحْلِفُوهُ بِمَا يَعْظُمُ بِهِ عَلٰى أَهْلِ دِينِهِ، فَحَلَفَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ﴾ [١٠٦-١٠٨]. فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَحَلَفَا، فَنُزِعَتِ الْخَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ مِّنْ عَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ.

جاتا تھا، ان کے پاس اپنی تجارت کے سامان کے ساتھ پہنچا اور اس کے پاس ایک چاندی کا جام (پیالہ) تھا، جسے وہ بادشاہ کو فروخت کرنا چاہتا تھا۔ اور وہی اس کا بڑا تجارتی سامان تھا۔ وہ بیمار ہو گیا تو اس نے ان دونوں کو وصیت کی اور انھیں کہا کہ اس کا متروکہ سامان اس کے گھر والوں کو پہنچا دیں۔ تمیم داری بیان کرتے ہیں کہ جب وہ فوت ہو گیا تو ہم نے وہ پیالہ لے کر ہزار درہم میں بیچ ڈالا۔ پھر میں نے اور عدی بن بداء نے وہ قیمت آپس میں تقسیم کر لی۔ جب ہم اس کے گھر والوں کے پاس پہنچے تو جو کچھ ہمارے پاس تھا ہم نے ان کے حوالے کر دیا اور انھوں نے اس سے پیالہ گم پایا تو اس کے بارے میں ہم سے پوچھا۔ ہم نے کہا: اس کے علاوہ اس نے کچھ نہیں چھوڑا نہ اس کے سوا کچھ ہمارے حوالے کیا۔ تمیم کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے مدینہ طیبہ آنے کے بعد جب میں مسلمان ہو گیا تو میں نے اس حرکت کو گناہ محسوس کیا۔ تب میں اس کے گھر والوں کے پاس آیا اور انھیں پورا واقعہ سنایا اور انھیں پانچ سو درہم ادا کر دیے اور انھیں بتا دیا کہ اتنی ہی رقم میرے ساتھی کے پاس تھی۔ وہ اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے شہادت مانگی جو ان کے پاس نہ تھی، تو آپ نے انھیں حکم دیا: اس سے ایسی قسم کا مطالبہ کرو جو اس کے دین والوں کے ہاں بہت بڑی (بھاری) ہو، تو اس نے قسم اٹھا دی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اے ایمان والو! تمھارے درمیان گواہی بوقت وصیت، جبکہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ پہنچا ہو، یہ ہے کہ...... یا اس بات سے ڈریں کہ ان کی گواہی کے بعد ان کی گواہی رد ہو جائے گی۔'' تو عمرو بن عاص اور ایک اور آدمی اٹھے اور انھوں نے قسم اٹھائی، لہٰذا عدی بن بداء سے

پانچ سو درہم وصول کر لیے گئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِصَحِيحٍ. وَأَبُو النَّضْرِ الَّذِي رَوٰى عَنْهُ مُحَمَّدُ ابْنُ إِسْحَاقَ هٰذَا الْحَدِيثَ هُوَ عِنْدِي مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ الْكَلْبِيُّ يُكْنٰى أَبَا النَّضْرِ، وَقَدْ تَرَكَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ، وَهُوَ صَاحِبُ التَّفْسِيرِ، سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: مُحَمَّدُ بْنُ سَائِبٍ الْكَلْبِيُّ يُكْنٰى أَبَا النَّضْرِ. وَلَا نَعْرِفُ لِسَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ الْمَدَنِيِّ رِوَايَةً عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلٰى أُمِّ هَانِئٍ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ شَيْءٌ مِّنْ هٰذَا عَلَى الْاِخْتِصَارِ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اس کی سند صحیح نہیں اور ابونضر جس سے محمد بن اسحاق یہ حدیث بیان کرتا ہے، میرے نزدیک وہ محمد بن سائب کلبی ہے جس کی کنیت ابونضر ہے اور یہ مفسر بھی ہے اور محدثین کے نزدیک وہ متروک ہے۔ امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: محمد بن سائب کلبی کی کنیت ابونضر ہے۔ اور ہمارے علم میں سالم ابونضر مدنی نے ام ہانی کے مولیٰ ابوصالح سے کوئی روایت بیان نہیں کی۔ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور سند سے اس کے بارے میں مختصر حدیث مروی ہے (جو آ رہی ہے۔)

فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے، اس آیت کی شان نزول کی صحیح روایت اس کے بعد آ رہی ہے۔ اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی وقت مسلمان کی موت کا وقت آ جائے اور اسے اپنے مال کے بارے میں وصیت کرنے کی ضرورت ہو تو اس کے لیے وہ مسلمانوں میں سے دو معتبر اور ثقہ آدمیوں کو گواہ بنائے۔ سفر کی حالت میں اگر اسے گواہ بنانے کے لیے دو مسلمان نہ مل رہے ہوں تو وہ اس مجبوری کی بنا پر دو غیر مسلموں کو گواہ بنا سکتا ہے۔ ② اگر گواہوں کے بارے میں یہ خطرہ ہو کہ وہ اپنی گواہی کسی کی جانب داری میں کہیں بدل ہی نہ دیں تو اس کے لیے یہ تدبیر اختیار کی جا سکتی ہے کہ نماز عصر کے بعد یا یہ ممکن نہ ہو تو کسی دوسری نماز کے بعد، انھیں روک لو اور ان سے اللہ کے نام پر قسم لو کہ وہ اپنی گواہی کسی دنیوی فائدے کی خاطر اور کسی کی جانب داری میں، خواہ وہ ان کا عزیز ہی کیوں نہ ہو، بدلیں گے نہیں، اگر بدلیں گے تو وہ گناہ گار ٹھہریں گے۔ اور نماز کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ جو قول و قرار اور جو شہادت و قسم نماز کے بعد اور مسجد میں نمازیوں کے سامنے انجام پائے گی، ایک صاحب ایمان سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس پر قائم رہے گا، وہ کسی ترغیب و تحریص سے اسے بدلے گا نہیں۔ ③ گواہوں سے یہ قسم تب ہی لی جائے گی جب ان کے بارے میں کوئی شک و شبہ ہو، اگر کوئی اندیشہ نہ ہو، وہ ثقاہت و عدالت کے اعتبار سے ایسے مرتبے کے ہوں کہ ان کے بارے میں کسی بدگمانی کا احتمال نہیں ہے تو پھر قسم لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ④ اگر ان گواہوں کے بارے میں یہ بات علم میں آئے کہ انھوں نے وصیت کرنے والے کی وصیت کی خلاف ورزی کی ہے اور جھوٹی قسم کھائی ہے تو جن کی حق تلفی ہوئی ہے ان میں سے دو آدمی اٹھ کر قسم اٹھائیں گے کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے، ہم نے ذرا بھی حق سے تجاوز نہیں کیا، اگر ہم نے ایسے کیا ہو تو ظالموں سے ٹھہریں۔ یہ پہلے گواہوں پر ایک مزید احتساب اور چیک ہے کہ اس احتساب کے خیال سے وہ ٹھیک ٹھیک گواہی دیں گے۔ انھیں ڈر ہوگا کہ اگر انھوں نے غلط قسم اٹھائی تو ان کی قسم دوسروں کی قسم سے باطل ہو جائے گی۔ ⑤ [أَوْلَيَانِ] کے بارے میں دو تصورات ہیں: ○ ان سے مراد پہلے دو گواہ ہیں جنھیں میت نے گواہ بنایا

تھا، کیونکہ گواہی کے اصل حق دار تو یہی ہیں، اس لیے انھیں أَوْلَيَانِ (زیادہ حق دار) سے تعبیر کیا ہے۔ ○ اس سے مراد میت کے زیادہ قریبی رشتے دار ہیں، کیونکہ وہ گواہی دینے اور قسم کھانے کے دوسروں کے مقابلے میں زیادہ حق دار ہیں۔

(۲۰) ـ۳۰۶۰ـ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي سَهْمٍ مَّعَ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ، فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَّيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ، فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ فَقَدُوا جَامًا مِّنْ فِضَّةٍ مُّخَوَّصًا بِالذَّهَبِ، فَأَحْلَفَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ وَجَدُوا الْجَامَ بِمَكَّةَ، فَقِيلَ: اشْتَرَيْنَاهُ مِنْ تَمِيمٍ وَّعَدِيٍّ، فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَاءِ السَّهْمِيِّ فَحَلَفَا بِاللهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا، وَإِنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ. قَالَ: وَفِيهِمْ نَزَلَتْ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ﴾.

[3060] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ بنوسہم کا ایک آدمی تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ (تجارت کے لیے) نکلا اور سہمی ایسی سرزمین میں فوت ہو گیا جہاں کوئی مسلمان موجود نہ تھا۔ جب یہ دونوں اس کا ترکہ لائے تو وارثوں نے اس میں ایک چاندی کا پیالہ گم پایا جس پر سونے کے نقش و نگار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے قسم لی، پھر وارثوں کو مکہ میں وہ پیالہ مل گیا اور جن سے ملا انھوں نے کہا: ہم نے اسے تمیم اور عدی سے خریدا ہے، چنانچہ سہمی کے ورثاء میں سے دو آدمی کھڑے ہوئے اور انھوں نے اللہ کے نام کی قسم اٹھائی کہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے زیادہ درست ہے اور پیالہ ہمارے آدمی کا ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ''اے ایمان والو! تمھارے درمیان باہمی گواہی......۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فوائد و مسائل: ① سہمی آدمی نے بیماری کی حالت میں اپنے سامان کی فہرست بنا کر سامان میں رکھ دی اور اپنے نصرانی ساتھیوں کے سپرد کر کے کہا کہ اسے میرے وارثوں کو پہنچا دینا۔ ان نصرانیوں نے سامان سے چاندی کا پیالہ اڑا لیا، جبکہ سامان کی فہرست میں اس کا نام موجود تھا۔ ② امام مالک، شافعی اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ وغیرہ کے نزدیک کافر کو شاہد (گواہ) نہیں بنایا جا سکتا اور یہ آیت منسوخ ہے لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ یہ آیت، ان آیات کے منافی نہیں جن میں کہا گیا ہے کہ اپنے میں سے ثقہ اور معتبر لوگوں کو گواہ بناؤ، یا جن گواہوں کو تم پسند کرتے ہو، انھیں گواہ بناؤ۔ ان میں عام حالات کا بیان ہے اور اس آیت میں خصوصی حالات کی صورت میں یہ حکم ہے، جبکہ سفر میں سب مسلمان گواہ میسر نہ ہوں، اس لیے دونوں میں تعارض نہیں ہے اور ناسخ و منسوخ کی ضرورت نہیں ہے۔ (تحفة الأحوذي: 8/340-342)

۳۰۶۰ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب قول الله عز وجل: ﴿يأيها الذين آمنوا شهادة بينكم إذا حضر أحدكم الموت . . .﴾ إلخ، ح: ۲۷۸۰ من حديث يحيى بن آدم به.

(٢١) _٣٠٦١_ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُنْزِلَتِ الْمَائِدَةُ مِنَ السَّمَاءِ خُبْزًا وَّلَحْمًا، وَّأُمِرُوا أَنْ لَّا يَخُونُوا وَلَا يَدَّخِرُوا لِغَدٍ، فَخَانُوا وَادَّخَرُوا وَرَفَعُوا لِغَدٍ، فَمُسِخُوا قِرَدَةً وَّخَنَازِيرَ».

[3061] سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''مائدہ آسمان سے روٹی اور گوشت کی شکل میں اتارا گیا اور انھیں حکم دیا گیا کہ خیانت نہ کریں اور نہ کل کے لیے ذخیرہ کریں تو انھوں نے خیانت بھی کی، ذخیرہ کیا اور اگلے دن کے لیے اٹھا رکھا، لہٰذا انھیں مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا گیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. [وَ]رَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ عَمَّارِ [بْنِ يَاسِرٍ] مَوْقُوفًا، وَّلَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ قَزَعَةَ. حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ قَزَعَةَ، وَلَا نَعْلَمُ لِلْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ أَصْلًا.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اسے ابو عاصم اور بہت سے راویوں نے سعید بن ابی عروبہ کی سند سے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے قول کی صورت میں بیان کیا ہے۔ اور ہمارے علم میں اسے مرفوعاً صرف حسن بن قزعہ نے بیان کیا ہے۔ امام صاحب اپنے دوسرے استاد کی سند سے اسے موقوفاً ہی بیان کرتے ہیں اور اسے حسن بن قزعہ کی حدیث کے مقابلے میں زیادہ صحیح قرار دیتے ہیں۔ ہمارے علم میں مرفوع حدیث کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

(٢٢) _٣٠٦٢_ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ [بْنُ عُيَيْنَةَ] عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: يُلَقَّى عِيسَى حُجَّتَهُ فَلَقَّاهُ اللهُ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَإِذْ قَالَ اللهُ يَاعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللهِ﴾ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَقَّاهُ اللهُ: ﴿سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ﴾ اَلْآيَةَ كُلَّهَا [١١٦].

[3062] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی دلیل (حجت) سکھائی جائے گی اور وہ حجت اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے اس قول میں سکھائی ہے: ''جب اللہ پوچھے گا: اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنا لو؟'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو سکھایا: ''تو پاک ہے، میرے لیے جائز ہی نہیں تھا کہ میں وہ بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں......''

٣٠٦١_ [ضعيف] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ٤/ ١٢٤٥، ح: ٧٠٢٢ عن أبيه عن الحسن بن قزعة به * سعيد بن أبي عروبة وقتادة عنعنا وللحديث شواهد ضعيفة، ذكرها ابن كثير في تفسيره وحديث أبي عاصم أخرجه ابن أبي حاتم، ح: ٧٠٢٣ وقال الحسن البصري وغيره: "لم تنزل المائدة" وهو الصواب وهو الذي رجحه الطبري وغيره بأدلة.

٣٠٦٢_ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١١٦٢ من حديث محمد بن يحيى بن أبي عمر به * سفيان بن عيينة عنعن وللحديث شواهد، انظر الدر المنثور: ٢/ ٣٤٩ وغيره.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: قیامت کے روز بھرے مجمع میں سیدنا عیسیٰ اور ان کی والدہ مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے والے عیسائیوں کی تذلیل و رسوائی کے لیے یہ سوال و جواب ہوگا۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیب کی باتیں جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

(٢٣) ـ ٣٠٦٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ حُيَيٍّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: آخِرُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ سُورَةُ الْمَائِدَةِ وَالْفَتْحُ.

[3063] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ آخری سورت جو نازل ہوئی، وہ سورۂ مائدہ اور "فتح"، یعنی ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ ○﴾ ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: آخِرُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ﴾ [النصر:١].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا گیا ہے کہ آخری سورت جو نازل ہوئی ہے، وہ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ ○﴾ ہے۔

فائدہ: ہر صحابی نے اپنے اجتہاد اور علامات کی روشنی میں آخری سورت کا تعین کیا ہے۔ کسی مرفوع روایت میں یہ بات بیان نہیں ہوئی۔

(المعجم ٦) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْأَنْعَامِ (التحفة ٤)

باب: 6۔ سورۂ انعام کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ ٣٠٦٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ نَاجِيَةَ ابْنِ كَعْبٍ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ أَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ

[3064] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی ﷺ سے کہا: ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے، لیکن ہم اسے جھٹلاتے ہیں جو آپ پیش کرتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: "بے شک وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ

٣٠٦٣ـ [حسن لغيره] أخرجه الحاكم: ٢/ ٣١١ والبيهقي: ٧/ ١٢٧ من حديث ابن وهب به وصححه الحاكم على شرط الشيخين ووافقه الذهبي * حُيي هو ابن عبدالله، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٣٠٢٤ والنسائي في الكبرى، ح: ١١١٣٨ وغيرهما وقال البيهقي: "يجمع بين هذه الاختلافات بأن كل واحد أصاب بما عنده".

٣٠٦٤ـ [ضعيف] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ٤/ ١٢٨٢، ح: ٧٢٣٤ من حديث معاوية بن هشام به ورواه إسرائيل عن أبي إسحاق به وأبو إسحاق عنعن ومع ذلك صححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٣١٥، ٣١٦ ووافقه الذهبي وأورده الضياء في المختارة * حديث ابن مهدي: رواه ابن أبي حاتم: ٤/ ١٢٨٢، ح: ٧٢٣٥ والطبري في تفسيره: ٧/ ١١٦.

تَعَالٰى: ﴿فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللّٰهِ يَجْحَدُونَ﴾ [٣٣].

وہ ظالم تو اللہ کی آیات ہی کا انکار کرتے ہیں۔"

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ نَاجِيَةَ: أَنَّ أَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، وَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ، وَهٰذَا أَصَحُّ.

امام صاحب ایک دوسرے استاد کی سند سے ناجیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا بات کہی۔ اس سند میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں ہے اور یہی سند زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: یہ نبی ﷺ کی تسکین وتسلی کا نہایت دل نواز جملہ ہے کہ آپ کیوں دل آزردہ ہوتے ہیں؟ وہ آپ کی تکذیب تو نہیں کر رہے، وہ ظالم تو اللہ تعالیٰ کی آیات ہی کا انکار کر رہے ہیں، اس لیے ان کا معاملہ ہم پر چھوڑ دو۔

(٢) -٣٠٦٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ [٦٥]، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعُوذُ بِوَجْهِكَ»، فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ [٦٥] قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَاتَانِ أَهْوَنُ، أَوْ هَاتَانِ أَيْسَرُ».

[3065] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: "کہہ دیجیے: اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمھارے اوپر سے کوئی عذاب بھیج دے یا تمھارے پاؤں کے نیچے سے۔" تو نبی ﷺ نے کہا: "میں تیرے چہرے کی پناہ چاہتا ہوں" تو جب یہ اترا: "یا تمھیں مختلف گروہ بنا کر آپس ہی میں گتھم گتھا کر دے اور تمھارے بعض کو بعض کی لڑائی (کا مزہ) چکھائے۔" تو نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ دونوں عذاب ہلکے ہیں یا یہ دونوں عذاب آسان ہیں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے اوپر سے آنے والا عذاب یا پاؤں کے نیچے سے اٹھنے والا عذاب تمام کی ہلاکت وتباہی کا باعث ہوتا ہے، اس لیے وہ شدید ہوگا اور باہمی اختلاف وانتشار کا عذاب عمومی نہیں ہوگا، اس سے سب تباہ نہیں ہوں گے، اس لیے وہ آسان ہوگا۔ [هَاتَانِ] (ان دو) سے مراد مختلف گروہ ہونا اور آپس میں گتھم گتھا ہونا ہے۔

(٣) -٣٠٦٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ الْغَسَّانِيِّ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي

[3066] سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس آیت: "کہہ دیجیے: وہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمھارے اوپر سے عذاب بھیج دے یا تمھارے پاؤں کے نیچے سے۔" کے

٣٠٦٥۔ أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب في قول الله تعالى: ﴿أو يلبسكم شيعًا﴾، ح: ٧٣١٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٠٦٦۔ [ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط، ح: ٤٣٦ من طريق آخر عن أبي بكر بن أبي مريم به وهذا في جزء الحسن بن عرفة، ح: ٧٧ وله لون آخر عن أحمد: ١/ ١٧٠ ※ أبو بكر بن أبي مريم: ضعيف ومختلط.

وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَا إِنَّهَا كَائِنَةٌ وَّلَمْ يَأْتِ تَأْوِيلُهَا بَعْدُ».

بارے میں روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، یہ ہو کر رہے گا، اس کا نتیجہ اور انجام ابھی تک سامنے نہیں آیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: شانِ نزول کی یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ اوپر یا نیچے کا عذاب اس انداز سے واقع نہیں ہوگا کہ اس سے پہلی امتوں کی طرح پوری امت کا خاتمہ ہو جائے، ہاں یہ جزوی طور پر واقع ہو سکتا ہے، یعنی کچھ لوگ اس کا شکار ہو سکتے ہیں۔

(۴) _٣٠٦٧_ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ [٨٢] شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَأَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ؟ قَالَ: «لَيْسَ ذٰلِكَ، إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ، أَلَمْ تَسْمَعُوا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ: ﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [لقمان:١٣].

[3067] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہ کی'' تو مسلمانوں پر یہ چیز سخت گراں گزری اور انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہ کیا ہو؟ آپ نے فرمایا: ''یہ مراد نہیں، بس وہ تو شرک ہے۔ کیا تم نے لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت نہیں سنی: ''اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ بلاشبہ شرک، ظلم عظیم (بہت بڑا ظلم ہے۔)''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ جس ایمان کے اندر شرک کی ملاوٹ ہو وہ ایمان اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر نہیں۔ وہی ایمان معتبر ہے جو شرک کے ہر شائبے سے پاک ہو۔ آیت میں ظلم سے مراد ہر قسم کا ظلم نہیں جیسا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا تھا بلکہ ظلم عظیم مراد ہے اور وہ شرک ہی ہے، کیونکہ ایمان جیسی عظیم چیز کو گناہ متاثر کر کے کالعدم نہیں بنا سکتے کہ ان کی وجہ سے انسان ایمان ہی سے محروم ہو جائے اور ہدایت یافتہ نہ رہے، ہاں شرک ایمان کو متاثر کر سکتا ہے۔

(۵) _٣٠٦٨_ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ

[3068] امام مسروق ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹیک لگائے بیٹھا تھا تو انھوں نے فرمایا:

٣٠٦٧_ أخرجه مسلم، الإيمان، باب صدق الإيمان وإخلاصه، ح: ١٢٤ عن علي بن خشرم والبخاري، ح: ٣٤٢٩ من حديث عيسى بن يونس به.

٣٠٦٨_ أخرجه مسلم، الإيمان، باب معنى قول الله عز وجل: ﴿ولقد رآه نزلة أخرى . . .﴾ إلخ، ح: ١٧٧ من حديث داود والبخاري، ح: ٤٨٥٥ من حديث الشعبي به.

عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَائِشَةَ! ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ، وَاللهُ يَقُولُ: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ [١٠٣]، ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ [الشورٰی:٥١] وَكُنْتُ مُتَّكِئًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنْظِرِينِي وَلَا تُعْجِلِينِي، أَلَيْسَ اللهُ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى﴾ [النجم:١٣] ﴿وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ﴾ [التكوير:٢٣] قَالَتْ: أَنَا وَاللهِ أَوَّلُ مَنْ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ هٰذَا، قَالَ: «إِنَّمَا ذٰلِكَ جِبْرِيلُ، مَا رَأَيْتُهُ فِي الصُّورَةِ الَّتِي خُلِقَ فِيهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عُظْمُ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ». وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ عَلَيْهِ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ، يَقُولُ اللهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ [المائدة:٦٧]. وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ، وَاللهُ يَقُولُ: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ﴾ [النمل:٦٥].

اے ابو عائشہ! تین باتیں ہیں جس نے ان میں سے کسی ایک کا نظریہ رکھا، اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا: جس نے یہ گمان رکھا کہ محمد (ﷺ) نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اسے نگاہیں نہیں پاتیں اور وہ سب نگاہوں کو پالیتا ہے۔ وہ نہایت باریک بین اور خبر رکھنے والا ہے۔'' ''اور کسی بشر کے لیے ممکن نہیں ہے کہ اللہ اس سے کلام کرے، مگر وحی کے ذریعے سے یا پردے کے پیچھے سے۔'' میں ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا تھا تو سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور عرض کی: اے ام المومنین! مجھے مہلت دیجیے (میں بات کر سکوں) اور مجھے جلدی میں نہ ڈالیے، کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں ہے: ''اور یقیناً اس (رسول اللہ ﷺ) نے اس (جبرائیل) کو ایک اور بار بھی دیکھا ہے۔'' ''اور یقینا اس (نبی) نے اس (جبرائیل) کو (آسمان کے) کنارے پر دیکھا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! سب سے پہلے میں نے ہی رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو بس جبریل تھے۔ میں نے انھیں ان کی اس شکل میں جس پر انھیں پیدا کیا گیا ہے، صرف دو مرتبہ دیکھا ہے۔ میں نے انھیں آسمان سے نیچے اترتے دیکھا، ان کی جسامت کی عظمت و بڑائی نے آسمان و زمین کے درمیان کو بھرا ہوا تھا۔'' اور جس کا یہ گمان ہے کہ محمد ﷺ نے، اللہ تعالیٰ نے ان پر جو کچھ اتارا ہے، اس میں سے کچھ چھپا لیا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے رسول! تیرے رب کی طرف سے تیری طرف جو کچھ نازل کیا گیا ہے پہنچا دے۔ (اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم نے اس کا پیغام پہنچایا ہی نہیں۔) اور جس نے یہ خیال کیا کہ آپ ﷺ جو کچھ کل

ہونے والا ہے اسے جانتے ہیں، اس نے بھی اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا، جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے، اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَمَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ يُكْنٰى أَبَا عَائِشَةَ [وَهُوَ مَسْرُوقُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَكَذَا كَانَ اسْمُهُ فِي الدِّيوَانِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور مسروق بن اجدع کی کنیت ابوعائشہ ہے۔ دیوان (حکومتی رجسٹر) میں ان کا نام مسروق بن عبدالرحمٰن تھا۔

فوائد و مسائل: ① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تین چیزوں میں سے کسی ایک کا نظریہ یا عقیدہ رکھنے کو اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان اور جھوٹ قرار دیا ہے۔ تمام سلف امت کا اس پر اتفاق ہے، ہاں رؤیت باری تعالیٰ، یعنی اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے متعلق کچھ نظری اختلاف ہے۔ وہ بھی حقیقی نہیں، ظاہری اختلاف ہے، کیونکہ اس مسئلے پر اتفاق ہے کہ دنیا میں، ان نگاہوں سے اللہ تعالیٰ کو پا لینا اور دیکھ لینا ممکن ہی نہیں، ہاں آخرت میں اللہ تعالیٰ جب ان نگاہوں میں قوت وصلاحیت کا اضافہ فرما دے گا تو اس کی زیارت نصیب ہوگی۔ لیکن وہاں بھی اس کا ادراک و احاطہ نہیں ہو سکے گا جس طرح انسان اپنے جیسی مخلوق کا احاطہ اور ادراک کر لیتا ہے اور اس کی حقیقت وکنہ کا ادراک کر لیتا ہے۔ ② چونکہ اللہ تعالیٰ انتہائی باریک بین (لطیف) ہے، اس لیے اس کا احاطہ نہیں ہو سکے گا اور وہ چونکہ خبیر بھی ہے، اس لیے ہر چیز کا ادراک و احاطہ کر لیتا ہے۔ بلاشبہ اس کی نگاہیں ہر چیز کو ہر جگہ اور ہر وقت گھیرے ہوئے ہیں۔ ③ نبی اکرم ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ کو نہ ان آنکھوں سے دیکھا ہے اور نہ دنیا میں دیکھا ہے، آسمانوں پر معراج کے موقع پر دیکھا ہے اور دل کی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے اور دل کی آنکھوں کی قوت اور مشاہدہ، ظاہری آنکھوں سے بڑھ کر ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: 8/772-774، دارالسلام) ④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد ان آنکھوں سے دیکھنے کا انکار ہے اور جن ائمہ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اثبات کیا ہے، ان کا مقصد قلبی آنکھوں سے مشاہدہ کرنا ہے۔ اس کی تفصیل حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی تالیف: ''واقعۂ معراج کے مشاہدات...... ایک تحقیقی جائزہ'' میں ملاحظہ کی جائے۔

(٦) ـ٣٠٦٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ الْحَرَشِيُّ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَكَّائِيُّ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَى نَاسٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَأْكُلُ مَا نَقْتُلُ وَلَا نَأْكُلُ مَا يَقْتُلُ اللهُ؟ فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ

[3069] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! کیا جسے ہم خود قتل کریں (ذبح یا نحر کریں) اسے کھائیں اور جسے اللہ قتل کرے (مارے) اسے نہ کھائیں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: ''تو تم کھاؤ، ان چیزوں سے جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہے، اگر تم اس کی آیات

٣٠٦٩ـ [صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، الضحايا، باب: في ذبائح أهل الكتاب، ح: ٢٨١٩ من حديث عطاء بن السائب به وللحديث شواهد عند النسائي: ٧/ ٢٣٧، ح: ٤٤٤٢ وغيره.

مُؤْمِنِينَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾ [١٢١].

پر ایمان رکھتے ہو...... اور اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو بلاشبہ تم بھی یقینا مشرک ہو گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضًا، وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ یہ حدیث اور سندوں سے بھی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی گئی ہے اور بعض راویوں نے سعید بن جبیر سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا واسطہ چھوڑ کر نبی ﷺ سے مرسلاً بیان کیا ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ جانوروں کی حلت وحرمت کی اساس و بنیاد دو چیزیں ہیں: ○ تحریم وتحلیل کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کسی اور کو یہ حق دینا دوسرے کو اللہ تعالیٰ کے حقوق میں حصے دار بنانا ہے اور یہ شرک ہے۔ ○ اسی جانور کا کھانا حلال ہے جس پر ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی، اس سے فائدہ اٹھاتے وقت، اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لینا چاہیے تاکہ بندوں کی طرف سے اس کے انعام واحسان کا اقرار واعتراف ہو جائے، نیز احترام جان کا یہ تقاضا ہے کہ کسی جانور کو ذبح کرتے وقت اس پر اس کے خالق کا نام لیا جائے۔ جان کسی کی بھی ہو ایک محترم شے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اجازت نہ دی ہوتی تو ہمارے لیے کسی بھی جانور کی جان لینا جائز نہ ہوتا، اس لیے ضروری ہے کہ جس وقت ہم کسی جانور کی جان لیں تو صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر لیں۔ اگر اس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیں یا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام لیں یا کسی غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کریں تو یہ جان کی بھی بے حرمتی ہے اور خالقِ جان کی بھی بے حرمتی ہے۔ اس سے مستثنیٰ صرف وہ صورت ہو سکتی ہے جس میں بھول چوک ہو جائے اور یہ بھی صرف اہل ایمان کے لیے ہے کیونکہ ان کے دل اور ارادے میں اللہ تعالیٰ کا نام اور ایمان موجود ہوتا ہے۔ کسی وقت غفلت سے اس کے اظہار میں سہو اور بھول چوک ہو جاتی ہے۔ باقی رہا موت کی نسبت کا مسئلہ کہ مارتا کون ہے تو وہ تو ہر صورت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لیے یہ چیز قابل لحاظ نہیں ہے۔ جمہور کا موقف یہی ہے، اگرچہ بعض ائمہ کے نزدیک اگر بھول کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے سکے تو پھر بھی کھانا جائز نہیں۔ امام ابن سیرین، مالک اور عطاء کا بھی یہی نظریہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اگر جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے تو پھر کھانا جائز نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہر صورت میں کھانا جائز ہے، کیونکہ مومن کے دل میں ایمان اور اللہ تعالیٰ کا نام موجود ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ سے عمداً کی صورت میں دونوں قول منقول ہیں۔ بہرحال صحیح بات یہی ہے کہ عمد کی صورت میں جائز نہیں۔ (تفسیر جمل) مذاہب کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (تفسیر ابن کثیر: 228/2، 229، جمعية إحياء التراث الإسلامي)

(٧) -٣٠٧٠- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ دَاوُدَ

[3070] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جسے یہ بات پسند ہو کہ وہ اس صحیفے پر نظر دوڑائے (قطعی اور

٣٠٧٠ـ [ضعيف] أخرجه ابن أبي حاتم: ٥/ ١٤١٤، ح: ٨٠٥٦ والطبراني في الكبير: ١٠/ ١١٤، ١١٥، ح: ١٠٠٦ والحسن ابن عرفة في جزئه، ح: ٦٥ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به ✽ داود الأودي اثنان، أحدهما ابن عبدالله: ثقة والآخر، ابن يزيد: ضعيف وهما يرويان عن الشعبي وعنهما محمد بن فضيل فالسند معلل.

الْأَوْدِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الصَّحِيفَةِ الَّتِي عَلَيْهَا خَاتَمُ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلْيَقْرَأْ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ: ﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ﴾ [الآية] إِلَى قَوْلِهِ: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [١٥١-١٥٣].

یقینی بات معلوم کرنا چاہے) جس پر محمد ﷺ کی مہر ہو تو وہ سورۂ انعام کی 151 تا 153 آیات کی تلاوت کر لے۔ آغاز یہاں سے ہے: ''کہہ دیجیے: آؤ میں پڑھوں جو تمھارے رب نے تم پر حرام کیا ہے (اس نے تاکید کی ہے کہ)'' انتہا یہاں پر ہے ''تاکہ تم بچ جاؤ۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(٨) ـ٣٠٧١ـ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى: ﴿أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ﴾ [١٥٨] قَالَ: «طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا».

[3071] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''یا تیرے رب کی بعض نشانیاں آ جائیں'' کے بارے میں نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''سورج مغرب سے طلوع ہو جائے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ، وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔ بعض نے اسے نبی ﷺ کی طرف منسوب نہیں کیا (سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کا قول قرار دیا ہے۔)

(٩) ـ٣٠٧٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَعْلَى ابْنُ عُبَيْدٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾ الْآيَةَ [١٥٨] الدَّجَّالُ وَالدَّابَّةُ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا أَوْ مِنَ الْمَغْرِبِ».

[3072] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تین چیزوں کا ظہور ہو جائے گا ''تو کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو، یا اس نے اپنے ایمان میں نیکی نہ کمائی ہو۔'' (الانعام: 158) (ان نشانیوں سے مراد ہے) دجال، چوپائے کا زمین سے نکلنا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو حَازِمٍ هُوَ الْأَشْجَعِيُّ الْكُوفِيُّ وَاسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلٰى عِزَّةَ الْأَشْجَعِيَّةِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوحازم اشجعی کوفی ہیں۔ ان کا نام سلمان ہے اور وہ عزہ اشجعیہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

فائدہ: ایمان صرف وہی معتبر ہے جو آنکھ، کان، دل و دماغ اور عقل کی صلاحیتوں کو استعمال کر کے لایا جائے، لیکن جب وقوع قیامت کی نشانیوں کا ظہور ہو جائے اور ایمان بالغیب نہ رہے تو ایسا مجبوری اور لاچاری کا ایمان معتبر نہیں ہے کیونکہ سورج کا

٣٠٧١ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٣/ ٣١ عن وكيع به وسنده ضعيف وللحديث شواهد انظر مجمع الزوائد: ٧/ ٢٢ وأخبار أصبهان: ١/ ١١٧ وغيرهما.

٣٠٧٢ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان الزمن الذي لا يقبل فيه الإيمان، ح: ١٥٨ من حديث فضيل بن غزوان به.

مغرب سے طلوع ہو جانا، قیامت کے وقوع کی آخری اور قطعی نشانی ہے۔

(١٠) ـ٣٠٧٣ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى - وَقَوْلُهُ الْحَقُّ -: إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِحَسَنَةٍ فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوهَا، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا بِمِثْلِهَا، فَإِنْ تَرَكَهَا» - وَرُبَّمَا قَالَ: «فَإِنْ لَمْ يَعْمَلْ بِهَا - فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً»، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ [١٦٠].

[3073] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور وہ قطعی ویقینی ہے: (اے فرشتو!) جب میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرے تو اسے اس کے لیے ایک نیکی لکھ (لو۔) پھر اگر اسے عمل میں بھی لے آئے تو اسے اس کے لیے دس گنا لکھو۔ اور جب وہ برائی کا ارادہ کرے تو اسے نہ لکھو۔ اور اگر اسے کرے تو اسے اس کے برابر ایک ہی بدی لکھو اور اگر اسے ترک کر دے'' اور بعض دفعہ فرمایا: ''سو اگر اسے عمل میں نہ لائے تو اسے اس کے لیے ایک نیکی لکھ لو۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''جو شخص ایک نیکی لائے گا، اس کے لیے اس کا دس گنا (ثواب) ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا یہ فضل و کرم ہے کہ نیکی کا محض ارادہ کر لینے سے ایک نیکی کا اجر و ثواب مل جاتا ہے اور نیکی کر لینے کی صورت میں کم از کم دس گنا بدلہ ملتا ہے اور اس کے فضل و احسان کی کوئی انتہا نہیں۔ اگر انسان برائی کا ارادہ کرتا ہے تو گناہ نہیں ہوتا۔ برائی کر لیتا ہے تو ایک لکھی جاتی ہے اور اگر گناہ سے باز آ جائے تو محض رک جانے سے ایک نیکی مل جاتی ہے۔

(المعجم ٨) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْأَعْرَافِ (التحفة ٨)

باب: 7۔ سورۂ اعراف کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٠٧٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا﴾ قَالَ حَمَّادٌ: هٰكَذَا، وَأَمْسَكَ سُلَيْمَانُ بِطَرَفِ إِبْهَامِهِ عَلَى أَنْمُلَةِ

[3074] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا۔'' حماد کہتے ہیں: اس طرح، اور سلیمان نے اپنے انگوٹھے کے کنارے کو اپنی دائیں انگلی کے پورے پر رکھ لیا اور کہا: تو پہاڑ دھنس گیا ''اور موسیٰ علیہ السلام

٣٠٧٣ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب: إذا هم العبد بحسنة كتبت وإذا هم بسيئة لم تكتب، ح: ١٢٨ من حديث سفيان بن عيينة والبخاري، ح: ٧٥٠١ من حديث أبي الزناد به.

٣٠٧٤ـ أخرجه أحمد: ٣/ ١٢٥ عن معاذ بن معاذ به.

إِصْبَعِهِ الْيُمْنٰى، قَالَ: فَسَاخَ الْجَبَلُ ﴿وَخَرَّ مُوسٰى صَعِقًا﴾ [١٤٣].

بے ہوش ہو کر گر پڑے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ. حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الْوَرَّاقُ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ ابْنُ مُعَاذٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف حماد بن سلمہ بیان کرتا ہے۔ امام صاحب ایک دوسرے استاد سے اس کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: سلیمان نے اپنے انگوٹھے کے کنارے کو انگلی کے پورے پر رکھ کر اس طرف اشارہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تجلی انتہائی کم ڈالی تھی، پھر بھی پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور اسے برداشت نہ کر سکا۔ پہاڑ ایک جامد اور ٹھوس شے ہے اگر اللہ تعالیٰ کی تجلی کی وہ تاب نہ لا سکا تو انسان کس طرح لا سکتا ہے۔

(٢) -٣٠٧٥- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ: سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِينَ﴾ [١٧٢] فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً، فَقَالَ: خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ، ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً، فَقَالَ: خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ،

[3075] مسلم بن یسار جہنی سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال ہوا: "اور جب تمھارے رب نے بنی آدم سے، ان کی پشتوں سے، ان کی اولاد کو نکالا اور انھیں خود ان کی جانوں پر گواہ بنایا، (اور پوچھا:) کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ بولے: ہاں، تو ہمارا رب ہے۔ ہم اس کے گواہ ہیں۔ (ایسا نہ ہو) کہ تم قیامت کے دن کہو: بے شک ہم اس سے غافل تھے۔" تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، جبکہ آپ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، پھر اس کی پشت پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا اور اس سے ان کی کچھ اولاد کو نکالا اور فرمایا: انھیں میں نے جنت کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ جنتیوں

٣٠٧٥۔ [ضعيف] أخرجه أبو داود، السنة، باب: في القدر، ح: ٤٧٠٣ من حديث مالك به وهو في الموطإ: ٢/ ٨٩٨، ٨٩٩ (يحيى) وسنده ضعيف ومع ذلك صححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٥٤٤، ٥٤٥ ووافقه الذهبي وقال الذهبي مرةً أخرى: ١/ ٢٧: "فيه إرسال" وللحديث شواهد معنوية، ومسلم بن يسار سمعه من نعيم بن ربيعة عن عمر ونعيم وثقه ابن حبان وحده.

وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُونَ». فَقَالَ الرَّجُلُ: فَفِيمَ الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَمُوتَ عَلٰى عَمَلٍ مِّنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ، وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَمُوتَ عَلٰى عَمَلٍ مِّنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلَهُ اللهُ النَّارَ».

والے ہی کام (عمل) کریں گے۔ پھر اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس سے کچھ اولاد نکالی تو فرمایا: انھیں میں نے آگ کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ آگ والوں کے عمل ہی کریں گے۔'' ایک آدمی نے عرض کی: پھر عمل کیوں ہیں (ان کی کیا ضرورت ہے؟) اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ بندے کو جنت کے لیے پیدا فرماتا ہے تو اس سے جنت والوں کے کام کرواتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ جنتیوں والے کسی عمل پر ہی فوت ہو جاتا ہے۔ تو وہ اسے جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔ اور جب بندے کو دوزخ کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس سے دوزخیوں والے عمل کرواتا ہے حتیٰ کہ وہ دوزخیوں والے عمل ہی پر فوت ہوتا ہے، تو وہ اسے دوزخ میں داخل کر دیتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَمُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ. وَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُهُمْ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بَيْنَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ وَبَيْنَ عُمَرَ رَجُلًا مَّجْهُولًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ مسلم بن یسار نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سنا نہیں اور بعض راویوں نے اس سند میں مسلم بن یسار اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک مجہول آدمی کا اضافہ کیا ہے۔

(٣) - ٣٠٧٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَمَّا خَلَقَ اللهُ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَسَقَطَ مِنْ ظَهْرِهِ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَيْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِّنْهُمْ وَبِيصًا مِّنْ نُّورٍ، ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلٰى آدَمَ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ، مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ، فَرَأٰى رَجُلًا مِّنْهُمْ فَأَعْجَبَهُ وَبِيصُ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ، فَقَالَ: أَيْ رَبِّ، مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: هٰذَا

[3076] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو اس کی پیٹھ سے ہر وہ جان گر پڑی جسے اس نے قیامت تک پیدا کرنا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی آنکھوں کے درمیان نور کی ایک چمک رکھی، پھر انھیں آدم علیہ السلام پر پیش کیا، تو آدم نے عرض کی: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ تیری اولاد ہے۔ آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک آدمی دیکھا جس کی آنکھوں کی درمیانی چمک انھیں بہت اچھی لگی، تو پوچھا: اے میرے رب! یہ

٣٠٧٦ـ [حسن لغيره] أخرجه الحاكم: ٢/ ٥٨٦ من حديث أبي نعيم به وقال: "صحيح الإسناد ولم يخرجاه".

رَجُلٌ مِّنْ آخِرِ الْأُمَمِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ يُقَالُ لَهُ دَاوُدُ، قَالَ: رَبِّ وَكَمْ جَعَلْتَ عُمْرَهُ؟ قَالَ: سِتِّينَ سَنَةً، قَالَ: أَيْ رَبِّ، زِدْهُ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَلَمَّا انْقَضٰى عُمْرُ آدَمَ جَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ: أَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَوَلَمْ تُعْطِهَا لِابْنِكَ دَاوُدَ؟» قَالَ: «فَجَحَدَ آدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَنَسِيَ آدَمُ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ، وَخَطِيءَ آدَمُ فَخَطِئَتْ ذُرِّيَّتُهُ».

کون ہے؟ فرمایا: یہ آخری امتوں میں سے تیری اولاد کا ایک فرد ہے جسے داود (علیہ السلام) کہا جاتا ہے۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی: میرے رب! اس کی عمر تو نے کتنی رکھی ہے؟ فرمایا: ساٹھ سال۔ کہا: اے میرے رب! اسے میری عمر سے چالیس سال اور دے۔ پھر جب سیدنا آدم علیہ السلام کی عمر پوری ہو گئی تو ان کے پاس موت کا فرشتہ آ پہنچا۔ آدم علیہ السلام نے کہا: کیا میری عمر کے چالیس سال باقی نہیں؟ فرشتے نے کہا: کیا تو نے وہ اپنے بیٹے داود کو نہیں دے دیے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو آدم علیہ السلام نے انکار کیا، سو ان کی اولاد نے بھی انکار کیا اور آدم علیہ السلام بھول گئے، سو ان کی اولاد بھی بھول رہی ہے اور آدم علیہ السلام چوک گئے، سو ان کی اولاد بھی چوک کا شکار ہوتی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مرفوعا بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ انسان کچھ باتوں کا غیر شعوری طور پر ارتکاب کر بیٹھتا ہے، ان میں اس کے قصد اور شعور کا دخل نہیں ہوتا اور وہ باتیں اولاد آدم ہونے کی بنا پر اس کی سرشت اور مزاج میں داخل ہیں۔ بھول چوک جانا، غیر شعوری طور پر غلطی کر بیٹھنا یا کسی چیز کا انکار کر دینا، اسی سرشت کا نتیجہ ہے۔

(۴) ـ۳۰۷۷ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَمَّا حَمَلَتْ حَوَّاءُ طَافَ بِهَا إِبْلِيسُ وَكَانَ لَا يَعِيشُ لَهَا وَلَدٌ، فَقَالَ: سَمِّيهِ عَبْدَ الْحَارِثِ، فَسَمَّتْهُ عَبْدَ الْحَارِثِ، فَعَاشَ وَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ وَحْيِ الشَّيْطَانِ وَأَمْرِهِ».

[3077] سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب سیدہ حوا علیہا السلام کو حمل ٹھہر گیا تو ابلیس ان کے گرد چکر لگانے لگا کیونکہ ان کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا، تو اس نے کہا: اس بچے کا نام عبدالحارث رکھنا۔ حوا علیہا السلام نے اس کا نام عبدالحارث رکھا تو وہ زندہ رہا اور یہ بات شیطان کے القاء اور مشورے سے ہوئی۔''

۳۰۷۷ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١١ عن عبدالصمد به * عمر بن إبراهيم: صدوق وحديثه عن قتادة ضعيف (تقريب) وقتادة عنعن.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ [مَرْفُوعًا] إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ، وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، [عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے مرفوعاً صرف عمر بن ابراہیم بیان کرتا ہے۔ بعض راویوں نے اسے عبدالصمد سے بیان کیا ہے اور اسے مرفوعاً بیان نہیں کیا (عمر بن ابراہیم، بصری شیخ ہے۔)

٣٠٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَمَّا خُلِقَ آدَمُ» الْحَدِيثَ.

[3078] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔'' اور مذکورہ بالا (3076) حدیث بیان کی۔

(المعجم ٨) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْأَنْفَالِ (التحفة ٩)

باب:8۔ سورۂ انفال کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ٣٠٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ جِئْتُ بِسَيْفٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ اللهَ قَدْ شَفَى صَدْرِي مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَوْ نَحْوَ هٰذَا هَبْ لِي هٰذَا السَّيْفَ، فَقَالَ: «هٰذَا لَيْسَ لِي وَلَا لَكَ»، فَقُلْتُ: عَسٰى أَنْ يُعْطَى هٰذَا مَنْ لَّا يُبْلِي بَلَائِي، فَجَاءَنِي الرَّسُولُ [فَقَالَ]: «إِنَّكَ سَأَلْتَنِي وَلَيْسَ لِي وَإِنَّهُ قَدْ صَارَ لِي وَهُوَ لَكَ»، قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ﴾[1] الْآيَةَ.

[3079] سیدنا سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن میں ایک تلوار لے کر آیا اور میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ، اللہ تعالیٰ نے مشرکوں سے میرے سینے کو شفا بخشی ہے یا اسی قسم کی بات کی۔ یہ تلوار مجھے عنایت فرما دیں، تو آپ نے فرمایا: ''یہ نہ میری ہے اور نہ تیری'' تو میں نے دل میں کہا: ہوسکتا ہے یہ ایسے شخص کو دے دی جائے جس نے مجھ جیسا کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔ سو میرے پاس رسول اللہ ﷺ کا قاصد آیا، آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تم نے مجھ سے مانگا، جبکہ یہ میری نہ تھی، اب صورت حال یہ ہے کہ یہ مجھے مل گئی ہے تو یہ تیری ہوگئی ہے۔'' اس سلسلے میں یہ آیت اتری: ''وہ آپ سے غنیمتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں......''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٠٧٨- [حسن] وهو غير الحديث السابق.

٣٠٧٩- أخرجه أبو داود، ح: ٢٧٤٠ من حديث أبي بكر بن عياش ومسلم، ح: ١٧٤٨ من حديث سماك بن حرب عن مصعب به

* وفي الباب عن عبادة [أحمد: ٥/ ٣٢٣، ٣٢٤، ح: ٢٣١٤٢].

وَقَدْ رَوَاهُ سِمَاكُ [بْنُ حَرْبٍ]عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ أَيْضًا. وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ.

اسے مصعب بن سعد سے سماک بن حرب نے بھی بیان کیا ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی موجود ہے۔

لغوی تشریح: أنفال: یہ نفل کی جمع ہے، اس کے معنی اضافے اور زیادتی کے ہیں۔ جو چیز کسی کو اس کے حق سے زیادہ ملے یا کوئی اپنے واجب حق سے زائد ادا کرے تو وہ زائد چیز نفل ہے۔ یہاں مراد غنیمت ہے کیونکہ یہ جہاد کے اجر و ثواب کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مزید انعام ہے۔

فائدہ: آیت کا مطلب یہ ہے کہ اموال غنیمت اصلاً اللہ اور اس کے رسول کی ملکیت ہیں، یعنی سب مسلمانوں کا اجتماعی اور مشترکہ مال ہے، اس لیے اس کی تقسیم کی بنیاد یہ نہیں ہوگی کہ کس نے جمع کیا، کس نے بالفعل جنگ میں حصہ لیا، کس نے پہرہ دیا، بلکہ سب مجاہدین اور دوسرے مسلمان اس میں حصے دار ہوں گے، لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول جس طرح اسے تقسیم کریں، پوری خوش دلی اور رضامندی سے اس تقسیم کو قبول کرو۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے متعلق دل میں کوئی بدگمانی یا رنجش پیدا نہ ہو اور نہ اپنے دینی بھائیوں کے بارے میں کسی قسم کے حسد و کینے کا جذبہ ابھرے کہ انھیں کیوں حصہ ملا۔ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ چونکہ تقسیم نبی ﷺ کے سپرد تھی، اس لیے آپ نے مطلوبہ تلوار سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو دے دی اور جب تک یہ حکم نازل نہیں ہوا تھا، نہ دی۔

(٢) _٣٠٨٠_ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ بَدْرٍ قِيلَ لَهُ: عَلَيْكَ الْعِيرَ لَيْسَ دُونَهَا شَيْءٌ. قَالَ: فَنَادَاهُ الْعَبَّاسُ - وَهُوَ فِي وَثَاقِهِ - لَا يَصْلُحُ وَقَالَ: لِأَنَّ اللهَ تَعَالَى وَعَدَكَ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَقَدْ أَعْطَاكَ مَا وَعَدَكَ. قَالَ: «صَدَقْتَ».

[3080] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنگ بدر سے فارغ ہو گئے تو آپ سے کہا گیا: آپ قافلے کا تعاقب فرمائیں، اس کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں۔ تو آپ ﷺ کو عباس رضی اللہ عنہ نے آواز دی جبکہ وہ اپنے بندھن میں تھے: یہ مناسب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو گروہوں میں سے ایک پر غلبے کا وعدہ دیا ہے اور اس نے آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرما دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے سچ کہا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) ہے۔

(٣) _٣٠٨١_ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ:

[3081] سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے مشرکوں پر نظر دوڑائی اور وہ ایک ہزار تھے،

٣٠٨٠_ [ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٤ عن عبدالرزاق به وقال ابن كثير في تفسيره: "إسناده جيد" * سلسلة سماك عن عكرمة ضعيفة كما تقدم.

٣٠٨١_ أخرجه مسلم، الجهاد، باب الإمداد بالملائكة في غزوة بدر، وإباحة الغنائم، ح: ١٧٦٣ من حديث عكرمة بن عمار به.

حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: نَظَرَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَهُمْ أَلْفٌ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا، فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ الْقِبْلَةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ وَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ: «اللّٰهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي، [اللّٰهُمَّ آتِنِي مَا وَعَدْتَنِي] اللّٰهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِي الْأَرْضِ»، فَمَا زَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ رِدَاؤُهُ مِنْ مَنْكِبَيْهِ، فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَأَلْقَاهُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ وَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! كَفَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾[٩] فَأَمَدَّهُمُ اللهُ بِالْمَلَائِكَةِ.

جبکہ آپ کے ساتھی تین سو دس سے کچھ زائد تھے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے قبلے کی طرف رخ کر کے اپنے ہاتھ پھیلا دیے اور اپنے رب کو پکارنے لگے: ''اے اللہ! تو نے میرے ساتھ جو وعدہ فرمایا ہے، اسے پورا فرما۔ اے اللہ! مجھے عنایت فرما جس کا تو نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے۔ اے اللہ! اگر تو نے یہ جماعت ہلاک کر دی جو مسلمان ہیں، تو زمین میں تیری بندگی نہیں ہو گی۔'' آپ ﷺ مسلسل اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے قبلہ رخ ہو کر اپنے رب کو پکارتے رہے حتیٰ کہ آپ کے کندھوں سے آپ کی چادر گر گئی۔ تب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس پہنچے۔ آپ کی چادر اٹھا کر آپ کے کندھوں پر ڈالی۔ پھر پیچھے سے آپ کو چمٹ گئے اور عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ کی اپنے رب سے درخواست، آپ کے لیے کافی ہے۔ بلاشبہ آپ سے کیا ہوا اپنا وعدہ وہ ضرور پورا فرمائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمھاری فریاد قبول کر لی کہ بے شک میں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ تمھاری مدد کرنے والا ہوں، جو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے ہیں۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی مدد بھیج دی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي زُمَيْلٍ. وَأَبُو زُمَيْلٍ اسْمُهُ سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ، وَإِنَّمَا كَانَ هٰذَا يَوْمَ بَدْرٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث صرف عکرمہ بن عمار، ابوزمیل سے بیان کرتا ہے اور ابوزمیل کا نام سماک حنفی ہے۔ اور یہ جنگ بدر کا واقعہ ہے۔

لغوی تشریح: مُرْدِفِينَ: ارداف سے ہے جس کے معنی ہیں: یکے بعد دیگرے ظاہر ہونا۔

فائدہ: جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد 313 تھی اور وہ بھی بے سروسامان تھے۔ کفار کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی اور وہ ہر قسم کے اسلحے سے لیس اور سروسامان سے بھرپور تھے۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کے لیے واحد سہارا اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہی ہو سکتا تھا، اس لیے نبی ﷺ سراپا عجز و نیاز بنے ہوئے تھے۔ ظاہر ہے جب آپ نے دل نکال کر اپنے رب

کے سامنے رکھ دیا تو یہ دعا قبولیت سے کیسے محروم رہ سکتی تھی، چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ کی طرف سے یہ بشارت نازل ہوئی کہ تم پریشان نہ ہو، میں تمھاری مدد کے لیے ہزار فرشتے نازل کرنے والا ہوں اور وہ بھی اس طرح کہ ان کے دستے کے بعد دستے اور پرے کے بعد پرے نمایاں ہوں گے تاکہ مسلمانوں کا حوصلہ ہر کمک پر بڑھتا رہے اور دشمن کے اعصاب ڈھیلے پڑتے جائیں۔ نبی ﷺ کے سراپا عجز و نیاز کو دیکھ کر ہی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: اللہ کے رسول! آپ کی اپنے رب سے درخواست اور دعا شرف قبولیت حاصل کر کے رہے گی۔ اور آپ کا مقصد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اطمینان وتسلی دلانا ہی تھا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گزارش سے ظاہر ہو گیا۔

(۴) -۳۰۸۲- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ يُوسُفَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسٰى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنْزَلَ اللهُ عَلَيَّ أَمَانَيْنِ لِأُمَّتِي: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ [۳۳] فَإِذَا مَضَيْتُ تَرَكْتُ فِيهِمُ الْإِسْتِغْفَارَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

[3082] سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری امت کے لیے دو امانیں اور پناہ کی چیزیں اتاری ہیں: ”اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ انھیں عذاب دے جبکہ تم ان میں موجود ہو اور اللہ انھیں کبھی عذاب دینے والا نہیں، جبکہ وہ بخشش مانگتے ہوں۔“ سو جب میں رخصت ہو جاؤں گا تو ان میں قیامت تک استغفار چھوڑ جاؤں گا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قوم اور امت کی تباہی و بربادی سے حفاظت کی دو صورتیں ہیں: ○ کسی قوم میں نبی کا ہونا، جو اپنی قوم کے لیے اپنے رب سے بخشش مانگتا رہتا اور اپنی قوم کو بھی بخشش مانگنے کی دعوت دیتا رہتا ہے۔ ○ قوم خود بخشش کی طلب گار ہو۔ اگر یہ دونوں چیزیں نہ رہیں تو پھر تباہی و بربادی ڈیرے ڈال لیتی ہے۔

(۵) -۳۰۸۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ رَجُلٍ لَمْ يُسَمِّهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ

[3083] سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منبر پر یہ آیت پڑھی: ”اور ان کے (مقابلے کے) لیے جس حد تک کر سکو قوت سے اور گھوڑے باندھنے سے

۳۰۸۲ـ [ضعيف] * عباد بن يوسف مجهول وإسماعيل بن إبراهيم ضعيف (تقريب) وسفيان بن وكيع ضعيف أيضًا وله شاهد عند أحمد: ٤/ ٣٩٣، ح: ١٩٧٣٥ وسنده ضعيف.

۳۰۸۳ـ [صحيح لغيره] أخرجه الطبري في تفسيره: ١٠/ ٢٢ من حديث أسامة بن زيد به ورواه مسلم، ح: ١٩١٧، ١٩١٨ من حديث عقبة بن عامر به.

ﷺ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ [٦٠] قَالَ: «أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ» - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - «أَلَا إِنَّ اللّٰهَ سَيَفْتَحُ لَكُمُ الْأَرْضَ وَسَتُكْفَوْنَ الْمَؤُنَةَ، فَلَا يَعْجِزَنَّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَلْهُوَ بِأَسْهُمِهِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ [رَوَاهُ أَبُو أُسَامَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ] عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ. وَحَدِيثُ وَكِيعٍ أَصَحُّ. وَصَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ لَمْ يُدْرِكْ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، وَقَدْ أَدْرَكَ ابْنَ عُمَرَ.

تیاری کرو۔" آپ نے فرمایا: "آگاہ رہو! قوت، تیر اندازی ہے۔" یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔ "آگاہ رہو! اللہ تمھارے لیے زمین (کئی علاقے) فتح کرے گا اور تم مشقت سے (غنیمت کے سبب) بے نیاز ہو جاؤ گے، تم میں سے کوئی ایک ہرگز تیراندازی سیکھنے سے عاجز نہ رہے۔"

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض راویوں نے یہ روایت صالح بن کیسان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے واسطے سے بیان کی ہے (ابو اسامہ اور بہت سے راویوں نے) صالح بن کیسان کے واسطے سے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔ لیکن وکیع کی حدیث زیادہ صحیح ہے (جس میں صالح بن کیسان اور سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے درمیان واسطہ ہے۔) صالح بن کیسان نے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ ہاں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پایا ہے۔

فائدہ: قوت کا لفظ قرآن مجید سورۂ توبہ، آیت: 69، سورۂ ہود، آیت: 80 اور سورۂ کہف، آیت: 15 میں عددی قوت (manpower) کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو یہ ہدایت کی جا رہی ہے کہ وہ اپنی فوجی قوت، نفری کے اعتبار سے بھی اور اسلحہ و اسباب جنگ کے اعتبار سے بھی زیادہ سے زیادہ بڑھائیں۔ اس دور میں جنگ میں گھوڑوں کی وہی اہمیت تھی جو آج کل جدید دور میں، جدید ترین جارحانہ اسلحہ سے لیس جہازوں کو حاصل ہے اور تیر و تفنگ کو وہ اہمیت حاصل تھی جو آج جدید ترین بموں کو حاصل ہے، اس لیے قرآن نے گھوڑوں کی تصریح کی اور نبی ﷺ نے تیر و تفنگ کی جنھیں دشمن پر دور ہی سے پھینکا جاتا تھا۔ مفسرین نے تصریح کی ہے کہ اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو دشمن کے مقابلے کے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے اور ضرورت و زمانے کے مطابق جس قدر جدید سامان جنگ اور مسلح افواج تیار کی جاسکتی ہو، تیار کرنی چاہیے۔

(٦) - ٣٠٨٤ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَجِيءَ بِالْأُسَارٰى قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَا تَقُولُونَ فِي هٰؤُلَاءِ الْأُسَارٰى»، فَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ

[3084] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب بدر کا دن تھا اور قیدیوں کو لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمھارا ان قیدیوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟" اور حدیث میں ایک واقعہ بیان کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان میں سے کوئی فدیے یا گردن مارنے سے نہ بچ

٣٠٨٤ـ [ضعيف] تقدم: ١٧١٤.

قِصَّةً، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَنْفَلِتَنَّ أَحَدٌ مِّنْهُمْ إِلَّا بِفِدَاءٍ أَوْ ضَرْبِ عُنُقٍ»، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِلَّا سُهَيْلَ ابْنَ بَيْضَاءَ فَإِنِّي قَدْ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ الْإِسْلَامَ. قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَالَ: فَمَا رَأَيْتُنِي فِي يَوْمٍ أَخْوَفَ أَنْ تَقَعَ عَلَيَّ حِجَارَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ مِنِّي فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ، [قَالَ:] حَتّٰى قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِلَّا سُهَيْلَ ابْنَ الْبَيْضَاءِ». قَالَ: وَنَزَلَ الْقُرْآنُ بِقَوْلِ عُمَرَ: ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ﴾ [٦٧] إِلٰى آخِرِ الْآيَاتِ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ.

سکے۔'' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: مگر سہیل ابن بیضاء کیونکہ میں نے اسے اسلام کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ چپ رہے۔ میں نے کسی دن اپنے اوپر آسمان سے پتھر برسنے کا خطرہ اس دن سے زیادہ محسوس نہیں کیا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مگر سہیل ابن بیضاء۔'' اور قرآن، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق اترا: ''کسی نبی کے لائق نہیں کہ اس کے ہاتھ قیدی آئیں (اور وہ انھیں قتل نہ کرے) یہاں تک کہ وہ زمین میں خوب خون ریزی کرے......''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور ابوعبیدہ بن عبداللہ نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں جس قصے کی طرف اشارہ ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی موافقت میں ان آیات کا نزول ہوا ہے، اس کی ضروری تفصیل یہ ہے کہ جنگ بدر میں جب مسلمانوں نے ستر (70) مشرکوں کو قیدی بنا لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں دو صورتیں مسلمانوں کے سامنے رکھیں: ○ ان سب کو قتل کر دو ○ انھیں فدیہ لے کر چھوڑ دو۔ اس صورت میں آیندہ سال تمھارے اسی قدر آدمی شہید ہوں گے۔ ان دونوں صورتوں میں انتخاب کا حق دینا، درحقیقت مسلمانوں کا امتحان و اختیار تھا کہ وہ اپنی رائے اور مزاج سے کس صورت کو اختیار کرتے ہیں۔ اس مسئلے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ قیدی اپنے خویش و اقارب اور بھائی بند ہیں، بہتر ہے فدیہ لے کر انھیں چھوڑ دیا جائے۔ اس احسان و کرم اور نرم سلوک کے سبب ممکن ہے یہ مسلمان ہو جائیں اور پھر یہ خود اور ان کی اولاد وانصار ہمارے دست و بازو بنیں۔ اور فدیے کے مال سے دینی امور، جہاد وغیرہ سرانجام دیے جائیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت نے اس رائے کو پسند کیا۔ نبی ﷺ کا میلان بھی آپ کی طبعی شفقت و نرمی اور رحم دلی وصلہ رحمی کی بنا پر اسی طرف تھا۔ بعض حضرات محض مالی فائدہ ملحوظ رکھتے ہوئے اس رائے سے متفق ہو گئے، لیکن سیدنا عمر اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کی رائے یہ تھی کہ انھیں ختم کر دیا جائے تو کفر وشرک کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ تمام مشرکوں پر ہماری ہیبت اور رعب و دبدبہ قائم ہو جائے گا۔ آیندہ ان کے اندر مسلمانوں کا راستہ روکنے اور انھیں ستانے کا حوصلہ نہیں رہے گا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ہماری، مشرکوں سے انتہائی نفرت و بغض اور کامل بیزاری کا اظہار ہو گا اور ثابت ہو جائے گا کہ دین کے معاملے میں ہمیں اپنی قرابتوں اور مالی فوائد کی کوئی پروا نہیں ہے، لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ان قیدیوں کو ان کے مسلمان عزیز و اقارب کے حوالے کر دیا جائے کہ وہ خود انھیں اپنے ہاتھ سے قتل کریں۔ لیکن عمل سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ رائے پسند نہ تھی۔ ② اس وقت کے حالات کے اعتبار سے یہ ایک سنگین غلطی تھی، مگر سزا دینے سے یہ چیز مانع بنی: ○ اللہ تعالیٰ کا یہ طے شدہ فیصلہ ہے کہ وہ کسی مجتہد کو اس کی اجتہادی غلطی پر سزا نہیں دیتا۔ ○ جب تک

وہ کوئی حکم صراحت کے ساتھ نہ دے اس وقت تک مؤاخذہ نہیں کرتا۔ ○ رسول کی موجودگی میں یا جب تک لوگ صدق دل سے توبہ واستغفار کرتے ہوں، عذاب نہیں دیتا۔ ○ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دینا طے شدہ امر تھا جیسا کہ سورۂ محمد میں تفصیل سے آیا ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے اس آیت پر مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کا حاشیہ دیکھیں جو قابل دید اور انتہائی مفصل ہے۔

(٧) ـ ٣٠٨٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَائِدَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِأَحَدٍ سُودِ الرُّؤُوسِ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانَتْ تَنْزِلُ نَارٌ مِّنَ السَّمَاءِ فَتَأْكُلُهَا». قَالَ سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ: فَمَنْ يَقُولُ هٰذَا إِلَّا أَبُو هُرَيْرَةَ، الْآنَ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَّقَعُوا فِي الْغَنَائِمِ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ لَهُمْ، فَأَنْزَلَ اللهُ [تَعَالَى] ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [٦٨].

[3085] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے سیاہ سروں والے، یعنی انسانوں کے لیے غنیمتیں حلال نہیں تھیں۔ آسمان سے آگ اترتی اور انھیں کھا جاتی۔“ سلیمان اعمش بیان کرتے ہیں: اب اتنی تفصیل سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سوا کون روایت بیان کرتا ہے۔ جب بدر کا دن آیا لوگ غنیمتوں کے حلال ہونے سے پہلے ہی ان پر ٹوٹ پڑے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ”اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہی سے ایک لکھی ہوئی بات نہ ہوتی تو تمھیں اس کی وجہ سے جو تم نے لیا، بہت بڑا عذاب پہنچتا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ [غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اعمش کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔

فائدہ: اگر پہلے سے یہ طے نہ ہوتا کہ غنیمت تمھارے لیے حلال ٹھہرائی ہے تو تم عذاب سے دوچار ہوتے۔

(المعجم ٩) [بَابٌ:] وَّمِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ (التحفة ١٠)

باب: 9۔ سورۂ توبہ کی تفسیر

(١) ـ ٣٠٨٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَّابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَّسَهْلُ بْنُ يُوسُفَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ الْفَارِسِيُّ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: مَا حَمَلَكُمْ أَنْ عَمَدْتُمْ

[3086] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کو کس بات نے اس پر آمادہ کیا کہ آپ نے سورۂ انفال جو مثانی میں سے ہے اور براءت (توبہ) جو مئین میں سے ہے، کا رخ کیا اور دونوں کو آپس میں ملا دیا اور ان کے درمیان بسم اللہ

٣٠٨٥ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح:١١٢٠٩ من حديث الأعمش به وعنعن وصححه ابن حبان، ح:١٦٦٨ وابن الجارود، ح:١٠٧١ وللحديث شواهد عند البخاري، ح:٣١٢٤ ومسلم، ح:١٧٤٧ وغيرهما.

٣٠٨٦ـ [ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب من جهر بها، ح:٧٨٦ من حديث عوف به وصححه ابن حبان، ح:٤٥٢ والحاكم:٢/ ٢٢١، ٣٣٠ ووافقه الذهبي * يزيد الفارسي مجهول.

إِلَى الْأَنْفَالِ وَهِيَ مِنَ الْمَثَانِي، وَإِلَى بَرَاءَةَ وَهِيَ مِنَ الْمِئِينَ، فَقَرَنْتُمْ بَيْنَهُمَا وَلَمْ تَكْتُبُوا بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، وَوَضَعْتُمُوهَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ، مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ؟ فَقَالَ عُثْمَانُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِمَّا يَأْتِي عَلَيْهِ الزَّمَانُ وَهُوَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ السُّوَرُ ذَوَاتُ الْعَدَدِ، فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الشَّيْءُ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ، فَيَقُولُ: «ضَعُوا هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا»، فَإِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الْآيَةُ فَيَقُولُ: «ضَعُوا هٰذِهِ الْآيَةَ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا»، وَكَانَتِ الْأَنْفَالُ مِنْ أَوَائِلِ مَا نَزَلَتْ بِالْمَدِينَةِ، وَكَانَتْ بَرَاءَةُ مِنْ آخِرِ الْقُرْآنِ، وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيهَةً بِقِصَّتِهَا، فَظَنَنْتُ أَنَّهَا مِنْهَا، فَقُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا أَنَّهَا مِنْهَا، فَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ قَرَنْتُ بَيْنَهُمَا وَلَمْ أَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، وَوَضَعْتُهَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ.

الرحمٰن الرحیم کی سطر بھی نہیں لکھی اور اسے آپ نے سات لمبی سورتوں میں رکھ دیا۔ آپ کو اس پر کس چیز نے ابھارا؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ پر وقت گزر رہا تھا اور آپ پر بیک وقت کئی کئی سورتیں اترتی رہتیں۔ جب آپ پر کوئی وحی اترتی تو آپ کسی لکھنے والے کو بلاتے اور فرماتے: ''ان آیات کو فلاں سورت، جس میں فلاں فلاں مضامین ہیں اس میں رکھ دو (لکھ دو)'' تو جب آپ پر کوئی آیت نازل ہوتی، آپ فرماتے: ''اس آیت کو فلاں سورت، جس میں یہ یہ مضامین ہیں، رکھ دو۔'' انفال مدینے میں اترنے والی ابتدائی سورتوں میں سے ہے اور براءت قرآن میں آخر میں اترنے والی سورتوں میں سے ہے اور دونوں کا واقعہ و بیان ایک دوسرے کے مشابہ ہے، اس لیے میں نے خیال کیا کہ یہ اس کا حصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات تک ہم پر یہ واضح نہیں فرمایا کہ یہ اس کا حصہ ہے۔ اس بنا پر میں نے دونوں کو آپس میں ملا دیا ہے اور میں نے درمیان میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر نہیں لکھوائی اور میں نے اسے طویل ترین سات سورتوں میں رکھ دیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَوْفٍ، عَنْ يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَيَزِيدُ الْفَارِسِيُّ هُوَ مِنَ التَّابِعِينَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، وَيَزِيدُ بْنُ أَبَانٍ الرَّقَاشِيُّ هُوَ مِنَ التَّابِعِينَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ وَهُوَ أَصْغَرُ مِنْ يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ وَيَزِيدُ الرَّقَاشِيُّ إِنَّمَا يَرْوِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہمارے علم میں یہ حدیث عوف ہی یزید فارسی سے بیان کرتا ہے اور یزید فارسی بصری تابعین میں سے ہے اور یزید بن ابان رقاشی بھی بصرہ کے تابعین میں سے ہے اور یزید فارسی سے چھوٹا ہے۔ یزید رقاشی تو صرف سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔

لغوی تشریح: مثاني: ہر وہ سورت جس کی آیات سو سے کم ہوں۔ مئين: ہر وہ سورت جس کی آیات سو اور اس سے زائد ہوں۔ السبع الطوال: قرآن مجید کی ابتدائی سات لمبی سورتیں: ○ بقرہ ○ آل عمران ○ نساء ○ مائدہ ○ انعام ○ اعراف ○ انفال اور توبہ کا مجموعہ۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ اس سورت میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے آغاز

میں بسم اللہ نہیں لکھی، اس لیے ان کی متابعت میں مصحف میں یہاں بسم اللہ تحریر نہیں ہے، اسی وجہ سے یہاں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، جیسے ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، تاہم جو شخص اسی سورت سے تلاوت کا آغاز کرے، وہ أعوذ باللہ... پڑھ کر تلاوت شروع کرے۔ البتہ بعض حضرات نے اس کی یہ توجیہہ بھی بیان کی ہے کہ سورۂ انفال میں مسلمانوں کو جہاد کے لیے ظاہراً اور باطناً منظم ہونے کی تلقین کی گئی ہے اور سورۂ توبہ میں الٹی میٹم اور اعلان جنگ ہے۔ چونکہ ان دونوں سورتوں میں عمود اور مضمون کے لحاظ سے گہرا اتصال بھی ہے اور مقصد و غایت کے اعتبار سے یک گونہ انفصال بھی، ایک کا رخ بالکلیہ مسلمانوں کی طرف ہے اور دوسری کا رخ اصلاً مشرکین، منافقین اور اہل کتاب کی طرف ہے، اس لیے دونوں کے درمیان حکمت الٰہی کے تحت ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' نہیں لکھی گئی تا کہ یہ سورت پہلی سورت سے بالکل الگ بھی نہ ہو، لیکن فی الجملہ الگ اور ممتاز بھی رہے۔ واللہ أعلم.

(٢) _ ٣٠٨٧- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ شَبِيبِ ابْنِ غَرْقَدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ ثُمَّ قَالَ: «أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ، أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ، أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ» ؟ قَالَ: فَقَالَ النَّاسُ: يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ، وَلَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلَى وَلَدِهِ، وَلَا وَلَدٌ عَلَى وَالِدِهِ، أَلَا إِنَّ الْمُسْلِمَ أَخُو الْمُسْلِمِ، فَلَيْسَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ مِّنْ أَخِيهِ شَيْءٌ إِلَّا مَا أَحَلَّ مِنْ نَفْسِهِ، أَلَا وَإِنَّ كُلَّ رِبًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، لَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ غَيْرَ رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ، أَلَا وَإِنَّ كُلَّ دَمٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَأَوَّلُ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دَمِ الْجَاهِلِيَّةِ

[3087] سیدنا عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، وعظ و نصیحت کی، پھر فرمایا: ''کون سا دن زیادہ محترم ہے، کون سا دن زیادہ عزت والا ہے، کون سا دن زیادہ حرمت والا ہے؟'' لوگوں نے جواب دیا: حج اکبر کا دن، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تمھارے خون، تمھارے مال اور تمھاری عزتیں، ایک دوسرے کے لیے ایسی ہی محترم ہیں جس طرح تمھارا آج کا دن، تمھارے اس علاقے، شہر اور تمھارے اس مہینے میں محترم ہے۔ آگاہ رہو! ہر مجرم، جرم کے وبال کا خود ذمے دار ہے۔ نہ تو کوئی باپ اپنے بیٹے کے جرم کا اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے جرم کا ذمے دار ہے۔ آگاہ رہو! مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ کسی مسلمان کے لیے اس کے مسلمان بھائی کی کوئی چیز حلال نہیں، مگر وہ جو خود وہ حلال ٹھہرائے۔ خبردار! جاہلیت کے دور کا ہر سود ختم کر دیا گیا ہے۔ تمھارے لیے تمھارا اصل مال ہے۔ نہ تم (سود دے کر) ظلم کرو اور نہ (تمھارا اصل مال دبا کر) تم پر ظلم کیا جائے (تمھاری حق تلفی

٣٠٨٧ـ أخرجه أبو داود، البيوع، باب: في وضع الربا، ح: ٣٣٣٤ وابن ماجه، ح: ٣٠٥٥ من حديث شبيب به ✽ حديث أبي الأحوص: رواه أبو داود وابن ماجه.

دَمُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، كَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِي لَيْثٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ، أَلَا وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ، لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا. أَلَا وَإِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ حَقًّا، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا، فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ فَلَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ، وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ. أَلَا وَإِنَّ حَقَّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ».

نہ کی جائے۔) ہاں، عباس بن عبدالمطلب کا تمام سود (جو اس نے لینا ہے) پاؤں تلے روند دیا گیا ہے۔ خبردار! جاہلیت کے دور کا ہر خون ختم کر دیا گیا ہے۔ (اب اس کا بدلہ اور انتقام نہیں لیا جا سکتا۔) اور جاہلیت کے دور کے خونوں میں سے سب سے پہلے میں حارث بن عبدالمطلب کا خون رائگاں قرار دیتا ہوں۔ (اس کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔) وہ بنولیث کے ہاں دودھ پیتا تھا، اسے ہذیل قبیلے نے قتل کر ڈالا۔ خبردار! تم عورتوں کے بارے میں بھلائی کی تلقین قبول کرو، کیونکہ وہ تمھارے پاس اسیر (کم تر حیثیت میں) ہیں۔ تم ان کے ساتھ اور کسی سلوک کرنے کے حقدار اور مالک نہیں ہو، ہاں الا یہ کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کا ارتکاب کریں (بدکرداری یا بداخلاقی کا مظاہرہ کریں۔) سو اگر وہ اس کا ارتکاب کریں تو انھیں بستروں میں الگ چھوڑ دو (ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دو) اور انھیں کھلی مار نہ مارو (ہلکی مار مارو۔) پھر اگر وہ تمھاری اطاعت پر آمادہ ہو جائیں تو ان کے خلاف کوئی راہ تلاش نہ کرو (حیلوں بہانوں سے انھیں تنگ نہ کرو۔) خبردار! تمھاری عورتوں پر تمھارا حق ہے (کہ وہ تمھاری اطاعت و فرماں برداری کریں) اور تمھاری عورتوں کا تم پر حق ہے (کہ تم ان سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔) ہاں، تمھاری عورتوں پر تمھارا یہ حق ہے کہ وہ تمھارے بستروں پر ایسے لوگوں کو نہ بیٹھنے دیں جنھیں تم ناپسند کرتے ہو اور نہ وہ تمھارے گھروں میں ان کو آنے کی اجازت دیں جنھیں تم پسند نہیں کرتے۔ آگاہ رہو! ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے ساتھ لباس اور کھانے کے معاملے میں احسان سے پیش آؤ۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَ[قَدْ] رَوَاهُ أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسے ابوالاحوص نے بھی شبیب بن غرقدہ سے بیان کیا ہے۔

فَظَنَّ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَإِذَا [هُوَ] عَلِيٌّ، فَدَفَعَ إِلَيْهِ كِتَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يُنَادِيَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ، فَانْطَلَقَا، فَحَجَّا، فَقَامَ عَلِيٌّ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فَنَادٰى: ذِمَّةُ اللهِ وَرَسُولِهِ بَرِيئَةٌ مِّنْ كُلِّ مُشْرِكٍ، فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ، وَلَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ. وَكَانَ عَلِيٌّ يُنَادِي، فَإِذَا عَيِيَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَادٰى بِهَا.

علی رضی اللہ عنہ تھے۔ سو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی تحریر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ان کلماتِ براءت کا اعلان وہ کریں۔ دونوں چلے اور حج کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایام تشریق میں کھڑے ہو کر اعلان کیا: اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہر مشرک سے بری ہے، سو اب ملک میں چار ماہ چل پھر لو، اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لیے نہ آئے اور نہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے، اور جنت میں صرف مومن بندہ ہی داخل ہو گا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اعلان کرتے، جب وہ تھک جاتے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اعلان کرتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔

(٧) ـ٣٠٩٢ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا بِأَيِّ شَيْءٍ بُعِثْتَ فِي الْحَجَّةِ؟ قَالَ: بُعِثْتُ بِأَرْبَعٍ: أَنْ لَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَهْدٌ فَهُوَ إِلٰى مُدَّتِهِ، وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ عَهْدٌ فَأَجَلُهُ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ، وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُّؤْمِنَةٌ، وَلَا يَجْتَمِعُ الْمُشْرِكُونَ وَالْمُسْلِمُونَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا.

[3092] سیدنا زید بن یثیع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کو حج کے موقع پر کس مقصد کے لیے بھیجا گیا تھا؟ انھوں نے جواب دیا: مجھے چار باتوں کے لیے بھیجا گیا: ① کوئی ننگا شخص بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ ② جس کا نبی ﷺ کے ساتھ معاہدہ ہے (اور اس نے اس کی خلاف ورزی نہیں کی) وہ اپنی مدت تک برقرار رہے۔ اور جس کا آپ ﷺ کے ساتھ معاہدہ نہیں ہے تو اس کے لیے چار ماہ کی مہلت ہے۔ ③ جنت میں صرف مومن بندے داخل ہوں گے۔ ④ اس سال کے بعد (حج کے لیے) مشرک اور مسلمان جمع نہیں ہوں گے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهُوَ حَدِيثُ [سُفْيَانَ] بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے، یعنی سفیان بن عیینہ کی ابواسحاق سے حدیث۔ اور سفیان

٣٠٩٢ـ تقدم: ٨٧١ * وفي الباب عن أبي هريرة [انظر، ح: ٨٧١].

وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، عَنْ عَلِيٍّ، وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. حَدَّثَنَا نَصْرُ ابْنُ عَلِيٍّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ، عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ.

ثوری یہ حدیث ابواسحاق سے اس کے بعض شاگردوں کے واسطے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے زید بن یثیع کے واسطے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

(٨) - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أُثَيْعٍ، عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ.

زید بن اُثیع سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ كِلْتَا الرِّوَايَتَيْنِ عَنِ ابْنِ أُثَيْعٍ وَعَنِ ابْنِ يُثَيْعٍ. وَالصَّحِيحُ هُوَ زَيْدُ بْنُ يُثَيْعٍ. وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ [عَنْ زَيْدٍ] غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ فَوَهِمَ فِيهِ، وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أُثَيْلٍ، وَلَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ [وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن عیینہ نے دونوں روایتیں ابن اُثیع اور ابن یثیع سے بیان کی ہیں۔ صحیح زید بن یثیع ہے۔ شعبہ نے ابواسحاق کے واسطے سے زید سے اور حدیث بھی بیان کی ہے جس میں وہم کا شکار ہو کر زید بن اُثیل کہا ہے اور اس کی کسی نے متابعت نہیں کی۔ اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے۔

فائدہ: مشرکین عرب سے معاہدات کی دستبرداری کا اعلان دس ذوالحجہ اور ایام تشریق کے دنوں میں کیا گیا۔ جن لوگوں نے معاہدات کی پابندی نہیں کی تھی، انھیں چار ماہ کی مہلت دی گئی اور جنھوں نے معاہدات کی پابندی کی، انھیں معاہدے کی مدت تک اجازت ملی، تو اس اعتبار سے حرمت والے مہینوں سے مراد وہ چار ماہ ہیں جو دس ذوالحجہ سے 10 ربیع الثانی تک پورے ہوں گے۔ اور بعض کے نزدیک اس سے مراد معروف حرمت والے مہینے: رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں۔ اور وہ محرم کے آخر پر پورے ہو جائیں گے۔ جن لوگوں کے ساتھ معاہدات نہیں ہوئے تھے، انھیں بھی چار ماہ کی مہلت ملی تاکہ سارے اپنے بارے میں غور وفکر کر لیں، اسلام قبول کر لیں یا جنگ کے لیے تیار ہو جائیں اور مسلمان بھی یکسو اور منظم ہو کر اس کے لیے تیار رہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ اعلان کے بعد سے چار ماہ مراد ہیں، قرآن کے ظاہر کا تقاضا یہی ہے۔

(٩) -٣٠٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: أَخْبَرَنَا رِشْدِينُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ

[3093] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی آدمی کو مسجد میں آنے کا عادی پاؤ تو اس کے ایمان کی گواہی دو، اللہ کا فرمان ہے: ''اللہ کی مسجدوں کو تو بس اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے

٣٠٩٣- [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب لزوم المساجد وانتظار الصلاة، ح:٨٠٢ عن أبي كريب به وتقدم: ٢٦١٧.

فَظَنَّ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَإِذَا [هُوَ] عَلِيٌّ، فَدَفَعَ إِلَيْهِ كِتَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يُنَادِيَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ، فَانْطَلَقَا، فَحَجَّا، فَقَامَ عَلِيٌّ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فَنَادٰى: ذِمَّةُ اللهِ وَرَسُولِهِ بَرِيئَةٌ مِّنْ كُلِّ مُشْرِكٍ، فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ، وَلَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ. وَكَانَ عَلِيٌّ يُنَادِي، فَإِذَا عَيِيَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَادٰى بِهَا.

علی رضی اللہ عنہ تھے۔ سو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی تحریر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ان کلماتِ براءت کا اعلان وہ کریں۔ دونوں چلے اور حج کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایام تشریق میں کھڑے ہو کر اعلان کیا: اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہر مشرک سے بری ہے، سو اب ملک میں چار ماہ چل پھر لو، اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لیے نہ آئے اور نہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے، اور جنت میں صرف مومن بندہ ہی داخل ہو گا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اعلان کرتے، جب وہ تھک جاتے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اعلان کرتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔

(٧) ـ٣٠٩٢ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا بِأَيِّ شَيْءٍ بُعِثْتَ فِي الْحَجَّةِ؟ قَالَ: بُعِثْتُ بِأَرْبَعٍ: أَنْ لَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَهْدٌ فَهُوَ إِلٰى مُدَّتِهِ، وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ عَهْدٌ فَأَجَلُهُ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ، وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُّؤْمِنَةٌ، وَلَا يَجْتَمِعُ الْمُشْرِكُونَ وَالْمُسْلِمُونَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا.

[3092] سیدنا زید بن یثیع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کو حج کے موقع پر کس مقصد کے لیے بھیجا گیا تھا؟ انھوں نے جواب دیا: مجھے چار باتوں کے لیے بھیجا گیا: ① کوئی ننگا شخص بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ ② جس کا نبی ﷺ کے ساتھ معاہدہ ہے (اور اس نے اس کی خلاف ورزی نہیں کی) وہ اپنی مدت تک برقرار رہے۔ اور جس کا آپ ﷺ کے ساتھ معاہدہ نہیں ہے تو اس کے لیے چار ماہ کی مہلت ہے۔ ③ جنت میں صرف مومن بندے داخل ہوں گے۔ ④ اس سال کے بعد (حج کے لیے) مشرک اور مسلمان جمع نہیں ہوں گے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهُوَ حَدِيثُ [سُفْيَانَ] بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے، یعنی سفیان بن عیینہ کی ابواسحاق سے حدیث۔ اور سفیان

٣٠٩٢ـ تقدم: ٨٧١ * وفي الباب عن أبي هريرة [انظر، ح: ٨٧١].

وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، عَنْ عَلِيٍّ، وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. حَدَّثَنَا نَصْرُ ابْنُ عَلِيٍّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ، عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ.

ثوری یہ حدیث ابواسحاق سے اس کے بعض شاگردوں کے واسطے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے زید بن یثیع کے واسطے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

(٨) - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أُثَيْعٍ، عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ.

زید بن اُثیع سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ كِلْتَا الرِّوَايَتَيْنِ عَنِ ابْنِ أُثَيْعٍ وَعَنِ ابْنِ يُثَيْعٍ. وَالصَّحِيحُ هُوَ زَيْدُ بْنُ يُثَيْعٍ. وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ [عَنْ زَيْدٍ] غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ فَوَهِمَ فِيهِ، وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أُثَيْلٍ، وَلَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ [وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن عیینہ نے دونوں روایتیں ابن اُثیع اور ابن یثیع سے بیان کی ہیں۔ صحیح زید بن یثیع ہے۔ شعبہ نے ابواسحاق کے واسطے سے زید سے اور حدیث بھی بیان کی ہے جس میں وہم کا شکار ہو کر زید بن اُثیل کہا ہے اور اس کی کسی نے متابعت نہیں کی۔ اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے۔

فائدہ: مشرکین عرب سے معاہدات کی دستبرداری کا اعلان دس ذوالحجہ اور ایام تشریق کے دنوں میں کیا گیا۔ جن لوگوں نے معاہدات کی پابندی نہیں کی تھی، انھیں چار ماہ کی مہلت دی گئی اور جنھوں نے معاہدات کی پابندی کی، انھیں معاہدے کی مدت تک اجازت ملی، تو اس اعتبار سے حرمت والے مہینوں سے مراد وہ چار ماہ ہیں جو دس ذوالحجہ سے 10 ربیع الثانی تک پورے ہوں گے۔ اور بعض کے نزدیک اس سے مراد معروف حرمت والے مہینے: رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں۔ اور وہ محرم کے آخر پر پورے ہو جائیں گے۔ جن لوگوں کے ساتھ معاہدات نہیں ہوئے تھے، انھیں بھی چار ماہ کی مہلت ملی تاکہ سارے اپنے بارے میں غور وفکر کر لیں، اسلام قبول کر لیں یا جنگ کے لیے تیار ہو جائیں اور مسلمان بھی یکسو اور منظم ہو کر اس کے لیے تیار رہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ اعلان کے بعد سے چار ماہ مراد ہیں، قرآن کے ظاہر کا تقاضا یہی ہے۔

(٩) - ٣٠٩٣ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: أَخْبَرَنَا رِشْدِينُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ

[3093] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی آدمی کو مسجد میں آنے کا عادی پاؤ تو اس کے ایمان کی گواہی دو، اللہ کا فرمان ہے: ''اللہ کی مسجدوں کو تو بس اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے

٣٠٩٣- [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب لزوم المساجد وانتظار الصلاة، ح:٨٠٢ عن أبي كريب به وتقدم: ٢٦١٧.

بِالْإِيمَانِ، قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾»[١٨].

لوگ ہی آباد کرتے ہیں۔"

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ». [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو الْهَيْثَمِ اسْمُهُ سُلَيْمَانُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ عَبْدٍ الْعُتْوَارِيُّ، وَكَانَ يَتِيمًا فِي حِجْرِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ.

امام صاحب دوسرے استاد کی سند سے، ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت، صرف اس فرق سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "مسجد کی نگہداشت اور دیکھ بھال کرتا ہے۔" امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ابوہیثم کا نام سلیمان بن عمرو بن عبد عتواری ہے جو یتیم ہونے کے سبب سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کی تولیت (گود) میں تھا۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم قرآن کی رو سے مسجد کا انتظام وانصرام ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نماز قائم کرتے اور زکاۃ ادا کرتے ہیں اور ان کے اندر کسی غیر اللہ کا خوف نہیں پایا جاتا۔ وہ کسی غیر اللہ کو نفع و نقصان کا مالک نہیں سمجھتے۔

٣٠٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾[٣٤] قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: أُنْزِلَتْ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لَوْ عَلِمْنَا أَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ فَنَتَّخِذَهُ. فَقَالَ: «أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِينُهُ عَلٰى إِيمَانِهِ».

[3094] سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: "جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں۔" ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے کسی سفر میں تھے۔ آپ کے بعض ساتھیوں نے کہا: یہ آیت سونے چاندی کے بارے میں اتری ہے، کاش! ہم یہ جان لیتے کون سا مال بہتر ہے تو ہم اسے رکھتے (جمع کرتے۔) آپ نے فرمایا: "بہتر ذخیرہ ذکر کرنے والی زبان، شکرگزار دل اور ایماندار عورت ہے جو ایمان کے معاملے میں خاوند کی معاون ہو۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ فَقُلْتُ لَهُ: سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ سَمِعَ مِنْ ثَوْبَانَ؟ فَقَالَ: لَا، [فَـ]ـقُلْتُ لَهُ: مِمَّنْ سَمِعَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: سَمِعَ مِنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَذَكَرَ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ میں نے محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) سے پوچھا: سالم بن ابی جعد نے سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: نہیں۔ میں نے ان سے کہا: نبی ﷺ کے کن صحابہ سے سنا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: جابر بن عبداللہ، انس بن

٣٠٩٤_ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب أفضل النساء، ح: ١٨٥٦ من حديث سالم بن أبي الجعد به وله شواهد عند أحمد: ٥/ ٣٦٦ وأطراف المسند: ٨/ ٢٩٥ وغيره.

أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

مالک اور بہت سے اصحاب نبی ﷺ سے ؓ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذخیرہ اور جمع کرنے کے قابل درحقیقت وہ نیک اعمال ہیں جو انسان کے آخرت میں کام آئیں گے اور اس میں بہترین معاون اور مددگار ایماندار بیوی ہی ہوسکتی ہے جو خیر کی رغبت دلائے اور برے کاموں سے باز رہنے کا مشورہ دے۔

(۱۰) -۳۰۹۵- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ غُطَيْفِ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَفِي عُنُقِي صَلِيبٌ مِّنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: يَا عَدِيُّ! اطْرَحْ عَنْكَ هٰذَا الْوَثَنَ، وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي سُورَةِ بَرَاءَةَ: ﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ﴾ [۳۱]، قَالَ: «أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَعْبُدُونَهُمْ، وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَحَلُّوا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوهُ، وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ».

[3095] سیدنا عدی بن حاتم ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوا کہ میری گردن میں سونے کی صلیب تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اے عدی! اپنے سے اس بت کو دور پھینک دے۔'' اور میں نے آپ کو سورۂ براءت کی آیت: ''انھوں نے اپنے علماء اور مشائخ (درویشوں) کو اللہ کے سوا رب بنا لیا تھا۔'' پڑھتے سنا۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں، وہ ان کی عبادت و بندگی نہیں کرتے تھے لیکن جب وہ ان کے لیے کسی چیز کو حلال ٹھہراتے، وہ اسے حلال سمجھتے اور جب ان پر کوئی چیز حرام قرار دیتے، وہ اسے حرام سمجھتے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ. وَغُطَيْفُ بْنُ أَعْيَنَ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ فِي الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے عبدالسلام بن حرب بیان کرتا ہے اور غطیف بن اعین حدیث کے سلسلے میں معروف (مشہور) نہیں ہے۔

فوائد و مسائل: ① أحبار، حبر کی جمع ہے جس کا اطلاق یہودی علماء و فقہاء پر ہوتا ہے اور رہبان، راہب کی جمع ہے جو عیسائیوں کے مشائخ اور صوفیوں کے لیے معروف ہے۔ ② اس آیت کی آپ نے جو تفسیر فرمائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو حلال اور حرام ٹھہرانے کا اختیار دینا اور اس کی حلت و حرمت کو تسلیم کرنا اسے رب بنانا ہے۔ اور قولِ امام کی تاویل کی بجائے کتاب و سنت کی تاویل کرنا، یا انھیں منسوخ ماننا اسی کا شاخسانہ ہے۔ اس آیت کے تحت امام رازی نے اپنے استاد کے حوالے سے جو بات نقل کی ہے وہ قابل مراجعت ہے۔ خود امام رازی نے بھی یہ لکھا ہے کہ ہمارے دور کے مقلدین فقہاء قرآن و حدیث کی نصوص پر عمل کی بجائے اپنے ائمہ کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 391/8)

۳۰۹۵- [حسن لغيره] أخرجه الطبراني: ۱۷/ ۹۲، ح: ۲۱۸، ۲۱۹ من حديث عبدالسلام به * غطيف: ضعيف (تقريب) وله شاهد موقوف عند الطبري في تفسيره، وانظر الصحيحة للألباني، ح: ۳۲۹۳.

(١١) ـ٣٠٩٦ـ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَهُ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَنْظُرُ إِلَى قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ. فَقَالَ: «يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا؟».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، إِنَّمَا يُرْوَى مِنْ حَدِيثِ هَمَّامٍ. [تَفَرَّدَ بِهِ] وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ هَمَّامٍ نَحْوَ هٰذَا.

[3096] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھیں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے غارِ ثور میں نبی ﷺ سے عرض کی: اگر ان میں سے کسی نے اپنے قدموں پر نظر ڈال لی تو وہ ہمیں اپنے قدموں تلے (غار میں) دیکھ لیں گے۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! تیرا ان دو آدمیوں کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے؟''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اسے بس ہمام بیان کرتا ہے۔ (منفرد ہے۔) اور یہ حدیث حبان بن ہلال اور بہت سے راویوں نے ہمام سے اسی انداز میں بیان کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جسے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور حفاظت و نگہداشت حاصل ہو، اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بس اللہ تعالیٰ کی حفاظت و نگہداشت پر اعتماد و توکل کی ضرورت ہے۔

(١٢) ـ٣٠٩٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ دُعِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ، فَقَامَ إِلَيْهِ، فَلَمَّا وَقَفَ عَلَيْهِ يُرِيدُ الصَّلَاةَ تَحَوَّلْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِي صَدْرِهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَعَلٰى عَدُوِّ اللهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ الْقَائِلِ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا - يَعُدُّ أَيَّامَهُ - قَالَ: وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ، حَتّٰى إِذَا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ: «أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ! إِنِّي قَدْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ، قَدْ قِيلَ لِي

[3097] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب عبداللہ بن ابی (منافق) فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے بلایا گیا، تو آپ اس کے پاس جا کر کھڑے ہوئے۔ جب آپ اس کی نماز جنازہ کے ارادے سے اس کے پاس کھڑے ہو گئے تو میں اپنی جگہ بدل کر آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ کے دشمن عبداللہ بن ابی کی (آپ نماز پڑھیں گے) جس نے فلاں فلاں دن، یوں یوں کہا تھا۔ وہ اس کی سرگزشت دہرانے لگے اور رسول اللہ ﷺ مسکراتے رہے، حتیٰ کہ جب میں نے بہت اصرار کیا تو آپ

٣٠٩٦ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، ح: ٢٣٨١ والبخاري، ح: ٣٦٥٣ من حديث همام به.

٣٠٩٧ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما يكره من الصلاة على المنافقين والاستغفار للمشركين، ح: ١٣٦٦ من حديث الزهري به.

﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ﴾ [۸۰] لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي لَوْ زِدْتُّ عَلَى السَّبْعِينَ غُفِرَ لَهُ لَزِدْتُّ». قَالَ: ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهِ وَمَشٰى مَعَهُ، فَقَامَ عَلٰى قَبْرِهِ حَتّٰى فُرِغَ مِنْهُ. قَالَ: فَعَجَبٌ لِّي وَجُرْأَتِي عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَاللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَوَاللهِ مَا كَانَ إِلَّا يَسِيرًا حَتّٰى نَزَلَتْ هَاتَانِ الْآيَتَانِ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهِ﴾ [۸۴] إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ. قَالَ: فَمَا صَلّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَهُ عَلٰى مُنَافِقٍ وَّلَا قَامَ عَلٰى قَبْرِهِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ.

نے فرمایا: ''اے عمر! میرے سامنے سے ہٹ جاؤ، بلاشبہ مجھے اختیار دیا گیا ہے تو میں نے ایک پہلو پسند کر لیا ہے۔ مجھے کہا گیا ہے: ''ان کے لیے مغفرت طلب کرو یا مغفرت طلب نہ کرو، اگر تم ان کے لیے ستر بار بھی مغفرت چاہو گے تو بھی اللہ انھیں بخشے گا نہیں۔'' اگر میں جان لوں کہ اگر میں ستر سے زائد بار بخشش طلب کروں تو اسے بخش دیا جائے گا تو میں اضافہ کر دوں۔'' پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی میت کے ساتھ چلے، اور اس کی قبر پر کھڑے رہے حتیٰ کہ اس کے دفن سے فراغت حاصل ہو گئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی جسارت پر تعجب ہوا، حالانکہ اللہ اور اس کا رسول ہی بات بہتر جانتے ہیں۔ اللہ کی قسم! ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ یہ دو آیات نازل ہوئیں: ''اور نہ تم ان میں سے کسی پر جو مرے کبھی جنازے کی نماز پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔'' تو اس کے بعد نبی ﷺ نے نہ کسی منافق کی نماز جنازہ پڑھی اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① نبیٔ اکرم ﷺ سراپا رحمت تھے اور اپنی فطری رحمت و شفقت کی بنا پر منافقوں کی تمام شرارتوں اور فتنہ انگیزیوں کے باوجود ان کے لیے اپنی تمام امت کی طرح اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے رہتے تھے۔ اس آیت (80) میں ان بدبختوں کے لیے یہ کہہ دیا گیا کہ اگر آپ ستر بار بھی ان کے لیے مغفرت چاہو گے، تب بھی اللہ تعالیٰ انھیں معاف نہیں کرے گا۔ ظاہر ہے کہ یہاں ستر کا عدد گنتی کو نہیں بلکہ کثرت کو ظاہر کرتا ہے۔ کثرت کے اظہار کے لیے یہ اسلوب عربی اور ہماری زبان اُردو میں معروف ہے، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں یہ جان لوں کہ ستر سے زائد بار معافی مانگنے سے اسے معافی مل سکتی ہے تو میں اس پر اضافہ کر دوں گا۔'' گویا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ کا استغفار منافقوں کے حق میں مفید نہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کے حق میں بھی مفید نہیں ہے۔ یہ تو ایسے ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا ہے: ''ان کے لیے برابر ہے، آپ انھیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ انھیں وعظ و نصیحت نہ کریں۔ آپ نے اپنی

شفقت اور اس کے کامل الایمان بیٹے کی دلجوئی کی خاطر نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں خود اس کی اپنی درخواست کا بھی دخل تھا۔
② نبی ﷺ کی وسعت قلبی اور اخلاق و رحمت کو دیکھ کر اس کے بہت سے ساتھی بھی مسلمان ہوئے، لیکن آئندہ منافقین کا جنازہ پڑھنے اور ان کے کفن دفن میں مومنوں کی دل شکستگی کا احتمال تھا، اس لیے بعد میں آپ ﷺ نے کسی منافق کی جنازے کی نماز نہیں پڑھائی۔

(١٣) ـ٣٠٩٨ـ حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ] بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ مَاتَ أَبُوهُ فَقَالَ: أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ [فِيهِ] وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ، فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَقَالَ: «إِذَا فَرَغْتُمْ فَآذِنُونِي»، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ جَذَبَهُ عُمَرُ وَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ نَهَى اللهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ؟ فَقَالَ: «أَنَا بَيْنَ الْخِيرَتَيْنِ ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ [٨٠]» فَصَلَّى عَلَيْهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ﴾ [٨٤]، فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ.

[3098] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی کا باپ فوت ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ مجھے اپنی قمیص عنایت فرمائیں، میں (اپنے باپ کو) اس کا کفن دوں اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں اور اس کے لیے مغفرت طلب فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اسے قمیص دینے کا وعدہ کر لیا اور فرمایا: ”جب تم (تیاری سے) فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا۔“ پھر جب آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھانی چاہی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن کھینچا اور عرض کی: کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں فرمایا؟ آپ نے فرمایا: ”مجھے دو باتوں میں سے ایک کے اختیار کا حق حاصل ہے: ”ان کے لیے بخشش طلب کرو یا بخشش طلب نہ کرو۔“ سو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ”اور آپ ان میں سے کسی مرنے والے کی کبھی نماز جنازہ نہ پڑھائیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔“ تو آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھانی چھوڑ دی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(١٤) ـ٣٠٩٩ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ،

[3099] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے اس مسجد کے بارے میں اختلاف کیا جس کی

٣٠٩٨ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس القميص، ح: ٥٧٩٦ ومسلم، ح: ٢٧٧٤ من حديث يحيى القطان به.

٣٠٩٩ـ أخرجه أحمد: ٣/ ٨٩ والنسائي: ٢/ ٣٦، ح: ٦٩٨ عن قتيبة به ورواه مسلم، ح: ١٣٩٨ من حديث عبدالرحمن بن أبي سعيد * وحديث أنيس بن أبي يحيى عن أبيه تقدم: ٣٢٣.

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: تَمَارٰى رَجُلَانِ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: هُوَ مَسْجِدُ قُبَاءٍ، وَقَالَ الْآخَرُ: هُوَ مَسْجِدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هُوَ مَسْجِدِي هٰذَا».

بنیاد پہلے دن ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ ایک آدمی نے کہا: وہ مسجد قباء ہے۔ دوسرے نے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ میری یہ مسجد ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ [غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ]. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مِّنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ، وَرَوَاهُ أُنَيْسُ بْنُ أَبِي يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عمران بن ابی انس کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور سندوں سے بھی آئی ہے۔

فائدہ: قرآن کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ کی بنیاد پر تعمیر ہونے والی مسجد سے مراد مسجد قباء ہے جس کے توڑ کے لیے مسجد ضرار بنائی گئی تھی، چونکہ مسجد کی بنیاد دراصل زمین پر نہیں بلکہ بانیوں کے دلوں پر قائم ہوتی ہے۔ اگر بانیوں کے دلوں میں تقویٰ ہو تو مسجد کی بنیاد تقویٰ پر ہوگی، اس وجہ سے اگر مسجد قباء کی بنیاد تقویٰ پر ہے تو مسجد نبوی کی اساس بالاولیٰ تقویٰ پر ہے، اس لیے دونوں مسجدیں ہی أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى کی مصداق ہیں۔ تفصیلی بحث ابواب الصلاۃ میں گزر چکی ہے: باب المسجد الذي أسس على التقوى.

(١٥) ـ٣١٠٠ـ حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ] أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي أَهْلِ قُبَاءٍ: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ [١٠٨]: قَالَ: «كَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالْمَاءِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيهِمْ».

[3100] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ آیت: ''اس میں ایسے مرد ہیں جو خوب پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' اہل قباء کے بارے میں اتری ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''وہ پانی سے استنجا کرتے تھے، تو ان کے بارے میں یہ آیت اتری۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ وَأَنَسِ بْنِ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ اور اس مسئلے میں ابوایوب، انس بن مالک اور

٣١٠٠ـ [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب: في الاستنجاء بالماء، ح: ٤٤ عن أبي كريب به وله شاهد عند ابن ماجه، ح: ٣٥٥ وسنده حسن وصححه الحاكم: ١/ ١٥٥ ووافقه الذهبي * وفي الباب عن أبي أيوب وأنس بن مالك [ابن ماجه، ح: ٣٥٥]، ومحمد بن عبدالله بن سلام [أحمد: ٦/ ٦].

مَالِكٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ.

محمد بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں پانی سے استنجا کرنے کا تذکرہ ہے اور پانی سے استنجا کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ آیت کا تقاضا یہ ہے کہ یہ لوگ ظاہر اور باطن دونوں کی پاکیزگی کا اہتمام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی پاکیزہ لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔ باقی رہا پانی سے استنجا کرنے سے پہلے ڈھیلے استعمال کرنا، اس کی محبوبیت میں کوئی شبہ نہیں ہے، اگرچہ اس سلسلے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے کہ اہل قباء دونوں چیزوں کو جمع کرتے تھے۔ (تحفة الأحوذي:400/8)

(١٦) _٣١٠١_ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ [كُوفِيٍّ]، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْتَغْفِرُ لِأَبَوَيْهِ وَهُمَا مُشْرِكَانِ، فَقُلْتُ لَهُ: أَتَسْتَغْفِرُ لِأَبَوَيْكَ وَهُمَا مُشْرِكَانِ؟ فَقَالَ: أَوَلَيْسَ اسْتَغْفَرَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَهُوَ مُشْرِكٌ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَنَزَلَتْ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾ [١١٣].

[3101] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو اپنے والدین کے لیے بخشش طلب کرتے ہوئے سنا، جبکہ وہ دونوں مشرک تھے، میں نے اس سے کہا: کیا تو اپنے مشرک والدین کے لیے بخشش مانگ رہا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: کیا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک باپ کے لیے استغفار نہیں کیا تھا؟ چنانچہ میں نے یہ بات نبی ﷺ کو بتائی تو یہ آیت اتری: ''نبی اور ایمان والوں کے لیے زیبا نہیں ہے کہ وہ مشرکوں کے لیے بخشش طلب کریں۔''

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس مسئلے میں سعید کے باپ مسیب کی روایت موجود ہے۔

فائدہ: اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ جن لوگوں پر حق پوری طرح واضح ہو چکا ہے اور جن سے اتمام حجت کے بعد اعلان براءت ہو چکا ہے، پھر بھی وہ اگر ایمان نہ لائیں تو ان کے لیے اہل ایمان مغفرت نہ مانگیں کیونکہ اس قسم کے معاندین، اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہیں۔ ان کے لیے رشتۂ قرابت یا کسی اور رابطۂ محبت کی بنا پر رحمت کی دعا کرنے کے معنی یہ ہیں کہ حمیتِ حق پر حمیتِ قرابت غالب ہے، ہاں زندگی میں ان کے لیے ہدایت کی دعا کی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی کفر پر فوت ہوا ہے تو اس کے لیے نجات کی دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ کے قانون عدل شریعت کی نفی ہوتی ہے اور ایمان کی بے وقعتی، اور اہل ایمان کے لیے یہ کام زیبا نہیں ہے۔

(١٧) _٣١٠٢_ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

[3102] سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

٣١٠١_ [صحيح لغيره] أخرجه النسائي: ٤/ ٩١، ح: ٢٠٣٨ (الجنائز، باب النهي عن الاستغفار للمشركين) من حديث سفيان الثوري به وصرح بالسماع عند أبي يعلى: ١/ ٢٨٠، ح: ٣٣٥ وصححه الحاكم: ٢/ ٣٣٥ ووافقه الذهبي أبو إسحاق مدلس وعنعن وللحديث شواهد عند الحاكم وغيره ※ وفي الباب عن سعيد بن المسيب عن أبيه [البخاري، ح: ١٣٦٠ ومسلم، ح: ٢٤].

٣١٠٢_ أخرجه البخاري (المغازي، باب حديث كعب بن مالك ... إلخ، ح: ٤٤١٨) ٢٩٤٥ ومسلم، ح: ٢٧٦٩ من حديث معمر به ※ حديث يونس بن يزيد الأيلي: رواه البخاري، ح: ٤٦٧٦.

الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمْ أَتَخَلَّفْ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا حَتّٰى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ إِلَّا بَدْرًا، وَلَمْ يُعَاتِبِ النَّبِيُّ ﷺ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْ بَدْرٍ، إِنَّمَا خَرَجَ يُرِيدُ الْعِيرَ، فَخَرَجَتْ قُرَيْشٌ مُغِيثِينَ لِعِيرِهِمْ، فَالْتَقَوْا عَنْ غَيْرِ مَوْعِدٍ كَمَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَعَمْرِي إِنَّ أَشْرَفَ مَشَاهِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ لَبَدْرٌ، وَمَا أُحِبُّ أَنِّي كُنْتُ شَهِدْتُهَا مَكَانَ بَيْعَتِي لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حَيْثُ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ، ثُمَّ لَمْ أَتَخَلَّفْ بَعْدُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ وَهِيَ آخِرُ غَزْوَةٍ غَزَاهَا، وَآذَنَ النَّبِيُّ ﷺ النَّاسَ بِالرَّحِيلِ - فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ قَالَ: - فَانْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَوْلَهُ الْمُسْلِمُونَ وَهُوَ يَسْتَنِيرُ كَاسْتِنَارَةِ الْقَمَرِ، وَكَانَ إِذَا سُرَّ بِالْأَمْرِ اسْتَنَارَ، فَجِئْتُ فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: «أَبْشِرْ يَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ بِخَيْرِ يَوْمٍ أَتٰى عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ». فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! أَمِنْ عِنْدِ اللهِ أَمْ مِّنْ عِنْدِكَ؟ فَقَالَ: «بَلْ مِنْ عِنْدِ اللهِ»، ثُمَّ تَلَا هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ: ﴿لَقَدْ تَّابَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [التوبة:١١٧] [حَتّٰى بَلَغَ ﴿وَأَنَّ اللهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ [١١٨]] قَالَ: وَفِينَا أُنْزِلَتْ أَيْضًا: ﴿اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ [١١٩]. قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَّا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا، وَأَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي كُلِّهِ صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ

میں نبی ﷺ سے کسی غزوے میں بھی، جس کے لیے آپ نکلے ہیں، غزوۂ تبوک تک سوائے بدر کے، پیچھے نہیں رہا اور نبی ﷺ نے غزوۂ بدر میں پیچھے رہنے والے کسی فرد پر ناراضی کا اظہار نہیں فرمایا، کیونکہ آپ (مدینہ طیبہ سے) قافلے کے لیے نکلے تھے۔ قریش اپنے قافلے کی مدد کے لیے نکلے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق بغیر کسی طے شدہ پروگرام کے ٹکرا گئے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے غزوات میں سب سے شرف و مرتبے والا لوگوں کے نزدیک غزوہ بدر ہے اور میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں اپنی بیعت عقبہ کی جگہ اس میں موجود ہوتا، جہاں ہم نے اسلام کے بارے میں عہد و پیمان باندھا تھا۔ پھر میں اس کے بعد غزوۂ تبوک تک کبھی نبی ﷺ سے پیچھے نہیں رہا۔ یہ آپ کا آخری غزوہ تھا جس میں آپ شریک ہوئے۔ نبی ﷺ نے لوگوں میں کوچ کا اعلان کیا، پھر پوری لمبی حدیث بیان کی۔ فرماتے ہیں: (جب نبی ﷺ واپس پہنچ گئے) تو میں نبی ﷺ کی طرف چلا۔ میں نے آپ کو مسجد میں بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ کے اردگرد مسلمان بیٹھے تھے اور آپ اس طرح چمک دمک رہے تھے جس طرح چاند روشن ہوتا ہے۔ جب آپ کسی معاملے میں خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ روشن ہو جاتا۔ میں بھی آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ (یہ اس وقت کی بات ہے جب سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہو چکی تھی۔) آپ نے فرمایا: ''اے کعب بن مالک! جب سے تیری ماں نے تجھے جنا ہے اس عرصے کے بعد سے سب سے بہتر دن کی تمھیں مبارک!'' میں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! اللہ کی طرف سے یا آپ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا: ''بلکہ اللہ کی طرف سے۔'' پھر آپ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی: ''بلاشبہ یقیناً اللہ نے نبی

بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ». فَقُلْتُ: فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ. قَالَ: فَمَا أَنْعَمَ اللهُ عَلَيَّ نِعْمَةً بَعْدَ الْإِسْلَامِ أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ صَدَقْتُهُ أَنَا وَصَاحِبَايَ وَلَا نَكُونُ كَذَبْنَا فَهَلَكْنَا كَمَا هَلَكُوا، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَّا يَكُونَ اللهُ أَبْلَى أَحَدًا فِي الصِّدْقِ مِثْلَ الَّذِي أَبْلَانِي، مَا تَعَمَّدْتُ لِكِذْبَةٍ بَعْدُ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَحْفَظَنِيَ اللهُ فِيمَا بَقِيَ.

اور ان مہاجرین و انصار پر نظر رحمت فرمائی جنھوں نے تنگی کے وقت نبی کا ساتھ دیا، اس کے بعد کہ قریب تھا ان میں سے ایک گروہ کے دل ٹیڑھے ہو جاتے، پھر اللہ نے ان پر رحمت کی نظر فرمائی، بے شک وہ ان پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔'' (اور ان تینوں پر بھی رحمت کی نگاہ کی جن کا معاملہ اٹھا رکھا گیا تھا......) بے شک اللہ ہی ہے جو بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' اور ہمارے ہی بارے میں یہ آیت اتری: ''اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو (ان کی معیت اختیار کرو۔'') میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! بلاشبہ میری توبہ کا حصہ ہے کہ میں صرف سچی بات ہی کروں گا اور اپنے سارے مال کا اللہ اور اس کے رسول کے حضور صدقہ پیش کرتے ہوئے اس سے الگ ہو جاؤں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھو کیونکہ یہ تیرے حق میں بہتر ہے۔'' میں نے کہا: میں اپنا خیبر والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔ وہ بیان فرماتے ہیں: میرے خیال میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اسلام لانے کا احسان کرنے کے بعد، اس سے بڑا فضل نہیں فرمایا کہ میں نے اپنے دونوں ساتھیوں (مُرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ) کے ساتھ، رسول اللہ ﷺ کے سامنے بولتے وقت سچ بولا اور ہم نے جھوٹ نہ بولا، ورنہ ہم بھی ہلاک ہونے والوں (منافقوں) کی طرح ہلاک ہو جاتے۔ اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کے سلسلے میں جس قدر احسان مجھ پر فرمایا ہے، اس قدر احسان کسی پر نہیں کیا، میں نے بعد میں کبھی جھوٹ بولنے کا ارادہ نہیں کیا اور مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ باقی ماندہ زندگی میں بھی میری حفاظت فرمائے گا (میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔)

[قَالَ:] وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيثُ

(امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: یہ حدیث زہری سے

بِخِلَافِ هٰذَا الْإِسْنَادِ، [وَ]قَدْ قِيلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ كَعْبٍ، وَقَدْ قِيلَ غَيْرُ هٰذَا. وَرَوٰى يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ [بْنِ كَعْبِ] بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ.

اور سند سے بھی بیان کی گئی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک، اپنے باپ سے اور وہ کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے۔ اس کے سوا بھی کہا گیا ہے۔ یونس بن یزید بھی زہری سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ کی سند سے یہ حدیث بیان کرتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① توبہ کے معنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہیں اور جب توبہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور صلہ عَلٰی ہو تو اس کے معنی نظر رحمت فرمانا ہیں جس کا لازم بندے کی توبہ کی قبولیت ہے۔ ② توبہ میں سب سے پہلے نبیٔ اکرم ﷺ کا ذکر ہے کیونکہ آپ اپنی طبعی شفقت و رحمت کی بنا پر، منافقین سے نرمی وچشم پوشی برتتے تھے۔ دوسرے درجے پر مہاجرین کا اور پھر انصار کا ذکر ہے۔ اس میں فرق مراتب کی طرف اشارہ ہے۔ اور وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ جنھوں نے تنگی کے وقت میں آپ کی پیروی کی، اس طرف اشارہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں فرق مراتب کی بنیاد، خاندان، نسب یا مال و دولت نہیں بلکہ اتباع رسول اور خدمت اسلام ہے۔ ③ ساعة العسرة سے مراد جنگ تبوک ہے جو نہایت مشکل حالات میں پیش آئی، جس میں مہاجرین و انصار کی اکثریت ہر قسم کے مصائب اور سختیوں کے باوجود ہر دور کی طرح اس میں بھی ثابت قدم رہی اور ان میں سے چند لوگوں نے کمزوری دکھائی، لیکن تنبیہ کے بعد وہ بھی سنبھل گئے، پھر انھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ ان حضرات کی توبہ کی قبولیت کے بعد، ان تین آدمیوں کی توبہ کی قبولیت کی بشارت ہے جن کا معاملہ مؤخر کر دیا گیا، اور جب ان کے اندر دل کی وہ خستگی اور بے قراری پیدا ہوگئی جو رحمتِ الٰہی کو متوجہ کرتی ہے تو ان کی بھی توبہ قبول ہوگئی۔ اس کے لیے ان پر پچاس دن ایسے گزرے کہ ہر شخص نے ان سے آنکھیں پھیر لیں۔ اپنے بیگانے بن گئے، یہاں تک کہ بیوی بچے بھی غیر بن گئے۔ جب لوگوں کے دل ان سے مہر و محبت اور اخوت و ہمدردی کے لیے بند ہو گئے تو زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود ان کے لیے تنگ ہو کر قید خانہ بن گئی، حتیٰ کہ جس طرح ان لوگوں کے لیے اپنے غیر ہو گئے اور باہر کی دنیا میں ان کے لیے کوئی جگہ نہ رہی، اپنے باطن میں بھی ان کے لیے کوئی جگہ نہ رہی اور وہ اپنے آپ سے بیزار ہو گئے اور انھیں یقین ہو گیا کہ یہ گرفت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس لیے پناہ بھی وہی دے سکتا ہے۔ ہجر و فراق کی سختیاں جھیل کر ان کے دل اچھی طرح گداز ہو گئے، تب اللہ تعالیٰ نے ان پر نظر رحمت فرمائی اور انھیں سچی اور خالص توبہ کی توفیق بخشی، اور آخر میں یہ ہدایت فرمائی کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کی رفاقت و معیت اختیار کرو کیونکہ رفاقت و معیت کو آدمی کے بناؤ اور بگاڑ میں بڑا دخل ہے۔ اگر آدمی کا رہنا سہنا اور اٹھنا بیٹھنا غلط کار اور جاہل لوگوں کے ساتھ ہوگا تو وہ انھی سے متاثر ہوگا اور ان کے رنگ ڈھنگ کی طرف مائل ہوگا اور اگر راسخ الایمان اور پختہ عمل لوگوں کے ساتھ رہے گا تو اس کے اندر اپنی کمزوریوں پر غالب آنے کا حوصلہ پیدا ہوگا۔ ④ بیعت عقبہ اسلامی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے، اس سے ہجرت کا موقع پیدا ہوا اور اسلام کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا، اس لیے سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس میں حاضری کو پسند فرمایا، اور جنگ تبوک میں سستی اور

کاہلی کے سبب پیچھے رہ جانے کی صورت میں انتہائی غم و اندوہ کے مراحل کو بڑی استقامت اور ثابت قدمی سے طے کیا اور آزمائش کے سخت مراحل سے گزر کر کامیابی سے ہم کنار ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

(١٨) _٣١٠٣_ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ - مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ - فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ، فَقَالَ: إِنَّ عُمَرَ قَدْ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ يَوْمَ الْيَمَامَةِ، وَإِنِّي لَأَخْشٰى أَنْ يَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ، وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ: كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ. فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِي فِي ذٰلِكَ حَتّٰى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ عُمَرَ، وَرَأَيْتُ فِيهِ الَّذِي رَأٰى. قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ شَابٌّ عَاقِلٌ لَّا نَتَّهِمُكَ، قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ الْوَحْيَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ. قَالَ: فَوَاللهِ، لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ. قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ. فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِي فِي ذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ حَتّٰى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَهُمَا: صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ، فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْعُسُبِ وَاللِّخَافِ - يَعْنِي الْحِجَارَةَ - [وَالرِّقَاقِ] وَصُدُورِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ بَرَاءَةَ مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ

[3103] سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل یمامہ کے قتل کے موقع پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے طلب کیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے پاس موجود ہیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر میرے پاس آئے ہیں اور کہتے ہیں: بلاشبہ یمامہ کی جنگ میں قرآن کے قاری حضرات بہت زیادہ شہید ہو چکے ہیں اور مجھے خطرہ ہے کہ تمام جنگی مواقع پر قراء حضرات بہت شہید ہوں گے تو بہت سا قرآن (انھی کے ساتھ) چلا جائے گا اور میرا خیال ہے کہ آپ قرآن مجید کے جمع کرنے کا حکم دیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جواب دیا: میں وہ کام کس طرح کر سکتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے۔ پھر وہ اس مسئلے کے بارے میں میرے ساتھ بار بار گفتگو کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے میرا سینہ بھی کھول دیا جس کے لیے عمر کو انشراح صدر بخشا تھا اور میری رائے بھی انھی والی ہوگئی۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ تم نوجوان، عقلمند ہو۔ ہم تم پر کوئی الزام بھی نہیں لگاتے (کہ تم دلجمعی سے یہ کام نہ کر سکو گے۔) تم رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی بھی لکھتے رہے ہو، (وحی لکھنے کا تمھیں تجربہ ہے،) لہٰذا تم قرآن (حافظوں سے) تلاش کرو۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر وہ مجھ پر کسی پہاڑ کو منتقل کرنے کی ذمے داری ڈالتے تو وہ میرے لیے اس سے زیادہ گراں اور بوجھل نہ ہوتی۔ میں نے عرض کی: آپ ایسا کام کیوں کرنا چاہتے ہیں جو نبی ﷺ

٣١٠٣_أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب جمع القرآن، ح: ٤٩٨٦ من حديث إبراهيم بن سعد به .

عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ [۱۲۸، ۱۲۹].

نے نہیں کیا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ بہت اچھا کام ہے۔ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما مسلسل میرے ساتھ اس مسئلے کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اس کام کے لیے کھول دیا جس کے لیے ان دونوں کو انشراح صدر بخشا تھا، تو میں نے قرآن کی تلاش شروع کر دی۔ میں اسے چمڑے کے ٹکڑوں، کھجور کی چھڑیوں اور باریک سفید پتھروں سے جمع کرنے لگا، اور لوگوں کے سینوں سے بھی، سو مجھے سورۂ برات کی آخری آیات خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ملیں، یعنی ”تمھارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آ چکا ہے جس پر تمھارا ہلاکت میں پڑنا بہت گراں گزرتا ہے۔ وہ تمھارے ایمان کا حریص اور اہل ایمان کے لیے سراپا شفقت و رحمت ہے۔ پھر اگر وہ روگردانی کرتے ہیں تو ان سے کہہ دیجیے: میرے لیے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسا کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: اِسْتَحَرَّ: کثرت اور شدت کے ساتھ ہوا۔ مَوَاطِن: جنگی مقامات مراد ہیں۔ رِقَاع: رُقْعَة کی جمع ہے۔ چمڑے یا کاغذ کا ٹکڑا۔ عُسُب: عَسِيب کی جمع ہے۔ کھجور کی چھڑی جس سے پتے وغیرہ اتار دیے جائیں تو اس کے چوڑے حصے پر لکھا جا سکتا ہے۔ لِخاف: لِخفَةٌ کی جمع ہے، باریک سفید پتھر۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے دور میں جب قرآن مجید نازل ہوتا تو آپ ﷺ اسے مختلف دستیاب ہونے والی اشیاء، مثلاً: چمڑا، کاغذ، کھجور کی چھڑی، ہڈی اور باریک سفید پتھر پر لکھوا لیتے اور بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی اپنے طور پر لکھ لیتے جبکہ اکثریت زبانی یاد کر لیتی۔ ② آپ کی زندگی کے آخری ایام تک قرآن اترتا رہا حتی کہ بیک وقت کئی کئی سورتیں نازل ہوتی رہتی تھیں اور کاغذ بھی عام دستیاب نہ تھا۔ جب آپ کی وفات ہوگئی اور بعض اسباب کی بنا پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف محاذوں پر جنگ لڑنی پڑی اور مختلف جنگوں میں قاری حضرات بکثرت شہید ہونے لگے تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اب قرآن مجید کو یکجا جمع کر لیا جائے۔ لکھا ہوا تو وہ پہلے سے موجود تھا اور لوگوں کو یاد بھی تھا، لیکن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں نبی ﷺ کی پیروی اور اتباع کا اس قدر شدید جذبہ تھا کہ وہ آپ کے طرز عمل سے معمولی سا انحراف بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ ③ چونکہ آپ ﷺ نے قرآن مجید یکجا نہیں کیا تھا، اس لیے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس میں پس و پیش کرتے رہے، لیکن جب انھیں یقین ہو گیا کہ آپ کا یکجا نہ کرنا ایک

ضرورت کے تحت تھا کہ مختلف سورتوں میں اترنے والی آیات کو لکھوانا ہوتا تھا اور نسخ کا احتمال بھی تھا، اب یہ ضرورت ختم ہو گئی ہے اور موجودہ ضرورت و مصلحت عامہ کا تقاضا قرآن کا یکجا کرنا ہے تو وہ اس کے لیے تیار ہو گئے۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بھی تیار کیا اور انھیں بتایا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کاتب وحی رہے ہیں، جوان اور عقل مند اور قابل اعتماد ہیں، اس لیے اس کام کے لیے آپ ہی موزوں ہیں۔ پھر انھوں نے یہ کام انتہائی ذمے داری سے سرانجام دیا۔ وہ لوگوں سے زبانی بھی سنتے اور تحریر دو آدمیوں سے طلب کرتے اور وہ خود بھی حافظ تھے۔ سورۂ توبہ کی یہ آیتیں انھیں خود بھی یاد تھیں اور دوسروں کو بھی حفظ تھیں لیکن لکھی ہوئی آپ کی تحریر کے سوا، صرف ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں، بقول حافظ ابن حجر یہ آیتیں ابوخزیمہ کے پاس تھیں اور سورۂ احزاب کی آیت سیدنا خزیمہ بن ثابت کے پاس تھی۔ (فتح الباري: 437/8)

(١٩) -٣١٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ حُذَيْفَةَ قَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ، وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينِيَّةَ وَأَذْرَبِيجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَرَأٰى حُذَيْفَةُ اخْتِلَافَهُمْ فِي الْقُرْآنِ، فَقَالَ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَدْرِكْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ كَمَا اخْتَلَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى، فَأَرْسَلَ إِلٰى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ، فَأَرْسَلَتْ حَفْصَةُ إِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِالصُّحُفِ، فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلٰى زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ وَسَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنِ انْسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ: مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ، حَتّٰى نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ، بَعَثَ عُثْمَانُ إِلٰى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِّنْ تِلْكَ الْمَصَاحِفِ الَّتِي نَسَخُوا. قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَحَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ [بْنِ ثَابِتٍ] أَنَّ زَيْدَ

[3104] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ فتح آرمینیہ میں اہل شام کے ساتھ تھے اور فتح آذربیجان میں اہل عراق کے ساتھ تھے، تو حذیفہ نے وہاں دونوں کی قراءت میں اختلاف دیکھا، اس لیے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے عرض کی: اے امیر المومنین! اس امت کا علاج کر لیجیے، اس سے پہلے کہ وہ قرآن میں یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف کرنے لگیں۔ انھوں نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ ہماری طرف کاغذات (جن پر قرآن لکھا گیا تھا) بھیجیں۔ ہم ان سے مختلف نسخے تیار کروائیں گے۔ پھر وہ کاغذات ہم آپ کو واپس کر دیں گے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے صحیفے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیے اور سیدنا عثمان نے زید بن ثابت، سعید بن عاص، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو طلب کیا، اور فرمایا: ان صحیفوں سے مصاحف (مختلف نسخے) نقل کرو، اور تینوں قریشیوں کے گروہ سے کہا: جہاں تمھارے اور زید بن ثابت کے درمیان (کسی لفظ کے بارے میں) اختلاف ہو، اسے قریش کی زبان میں لکھنا کیونکہ قرآن انھی کی لغت میں اترا ہے۔ جب انھوں نے

٣١٠٤ـ أخرجه البخاري، أيضًا، ح: ٤٩٨٧ من حديث إبراهيم بن سعد به.

ابْنَ ثَابِتٍ قَالَ: فَقَدْتُ آيَةً مِّنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ﴾ [الأحزاب:٢٣]، فَالْتَمَسْتُهَا فَوَجَدْتُهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِي سُورَتِهَا. قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَاخْتَلَفُوا يَوْمَئِذٍ فِي التَّابُوتِ وَالتَّابُوهِ، فَقَالَ الْقُرَشِيُّونَ: التَّابُوتُ، وَقَالَ زَيْدٌ: التَّابُوهُ، فَرُفِعَ اخْتِلَافُهُمْ إِلٰى عُثْمَانَ، فَقَالَ: اكْتُبُوهُ التَّابُوتَ، فَإِنَّهُ نَزَلَ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ. قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَرِهَ لِزَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ نَسْخَ الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ أُعْزَلُ عَنْ نَسْخِ كِتَابَةِ الْمُصْحَفِ وَيَتَوَلَّاهَا رَجُلٌ، وَاللّٰهِ لَقَدْ أَسْلَمْتُ وَإِنَّهُ لَفِي صُلْبِ رَجُلٍ كَافِرٍ - يُرِيدُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ - وَلِذٰلِكَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ اكْتُمُوا الْمَصَاحِفَ الَّتِي عِنْدَكُمْ وَغُلُّوهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: ﴿وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ [آل عمران:١٦١] فَالْقُوا اللّٰهَ بِالْمَصَاحِفِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَبَلَغَنِي أَنَّ ذٰلِكَ كَرِهَ مِنْ مَقَالَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ رِّجَالٌ مِّنْ أَفَاضِلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

ان صحیفوں سے مصاحف (چند نسخے) لکھ لیے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان مصاحف میں سے ایک مصحف ہر علاقے کی طرف بھیج دیا۔ امام زہری رحمہ اللہ سیدنا خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کے واسطے سے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں نے سورۂ احزاب کی ایک آیت جو میں رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا، گم پائی، یعنی: ''مومنوں میں سے بہت سے مرد ہیں جنھوں نے اللہ سے جو عہد باندھا تھا، اسے سچ کر دکھایا۔ ان میں سے بعض اپنا فرض پورا کر چکے ہیں اور بعض منتظر ہیں......'' میں نے اسے تلاش کیا تو اسے خزیمہ بن ثابت یا ابوخزیمہ رضی اللہ عنہما کے پاس پایا، پھر میں نے اسے اس کی سورت کے ساتھ ملا دیا۔ امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس وقت ان کے درمیان تابوت کے لکھنے کے بارے میں اختلاف ہوا کہ اسے تابوت لکھیں یا تابوہ۔ قریشیوں نے کہا: تابوت لکھو اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا: تابوہ لکھو۔ اختلاف سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: تابوت لکھو کیونکہ قرآن قریش کی لغت میں اترا ہے۔ امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے بتایا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مصاحف کا نقل کرنا پسند نہیں کیا اور کہا: اے مسلمانوں کی جماعت! مجھے مصحف کے نسخے تیار کرنے سے الگ رکھا جاتا ہے اور یہ کام ایک عام آدمی کے سپرد کیا جاتا ہے، اللہ کی قسم! میں اس وقت مسلمان ہوا جبکہ وہ ابھی کافر آدمی کی پشت میں تھا (پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔) اشارہ زید بن ثابت کی طرف ہے۔ اسی بنا پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (اپنے معتقدین سے) کہا: اے اہل عراق! جو مصاحف تمھارے پاس ہیں، انھیں چھپا لو، (دینے سے) خیانت کرو کیونکہ اللہ

کا فرمان ہے: ''جو خیانت کرے گا، وہ قیامت کے دن اپنی خیانت کے ساتھ حاضر ہوگا۔'' سوتم اللہ کو مصاحف کے ساتھ ملو۔ امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس بات کو نبی ﷺ کے بہت سے افاضل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پسند نہیں کیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهُوَ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زہری رحمہ اللہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ہمارے علم میں اسے صرف زہری ہی بیان کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں قرآن کریم کے منتشر حصوں کو یکجا کیا۔ یہ کام سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انجام دیا۔ ان کے ساتھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سیدنا زید نے قرآن کاغذ کے صحیفوں میں جمع کر دیا، لیکن ہر سورت الگ صحیفے میں تھی، اس لیے یہ نسخہ بہت سے اوراق (صحیفوں) پر مشتمل تھا۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو لوگوں کے درمیان قراءت کے سلسلے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ہر فریق اپنی قراءت کو صحیح اور دوسروں کی قراءت کو غلط قرار دینے لگا، اس لیے ایک جامع نسخہ تیار کرنے کی ضرورت کا احساس پیدا ہو گیا۔ تب اس کے لیے ایک مکمل معیاری نسخہ تیار کروایا گیا اور اس کے لیے احتیاط کے طور پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور کا طریقہ اختیار کیا گیا اور یہ کام چار افراد کی ایک کمیٹی کے سپرد کیا گیا جنھوں نے ایک مکمل جامع نسخہ تیار کر کے اس کی کئی نقلیں تیار کیں اور انھیں مختلف علاقوں میں بھیج دیا اور ازسرنو نسخہ تیار کرتے وقت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور کے تیار کردہ صحیفوں کے ساتھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی متفرق تحریریں دوبارہ طلب کی گئیں تو اس مرتبہ سورۂ احزاب کی آیت لکھی ہوئی صرف سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس ملی۔ ② قرآن کریم کے متعدد نسخے تیار کروانے کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ تمام انفرادی نسخے نذر آتش کروا دیے تاکہ سورتوں کی ترتیب، رسم الخط اور مسلمہ قراءتوں کے اعتبار سے تمام مصاحف میں یکسانیت پیدا ہو سکے۔ ③ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سوا تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کام میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی تائید و حمایت کی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی رنجش کا سبب امام زہری نے بیان کر دیا ہے کہ انھیں شکایت تھی کہ کتابت قرآن کا کام ان کے حوالے کیوں نہیں کیا گیا، جبکہ انھوں نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں زیادہ لمبا عرصہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزارا ہے اور آپ سے براہ راست قرآن کا اکثر حصہ پڑھا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کام سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس لیے سونپا کہ وہ قرآن جمع کرنے کا کام سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں سرانجام دے چکے تھے، اس لیے وہ اس کام کے لیے زیادہ موزوں تھے، پھر وہ اکیلے نہ تھے بلکہ ان کے ساتھ تین قریشیوں کو بھی شریک کیا گیا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (مناهل القرآن، ج:1، علوم القرآن، صبيح صالح، مباحث في علوم القرآن، مناع القطان، البرهان في علوم القرآن، ج:1، اُردو میں دیکھیے: علوم القرآن، مولانا تقی عثمانی صاحب)

(المعجم ١٠)[بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ يُونُسَ (التحفة ١١)

باب:10۔سورۂ یونس کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١)۔٣١٠٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ [٢٦] قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ نَادٰى مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللهِ مَوْعِدًا وَيُرِيدُ أَنْ يُنْجِزَكُمُوهُ قَالُوا: أَلَمْ يُبَيِّضْ وُجُوهَنَا وَيُنَجِّينَا مِنَ النَّارِ وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ؟» قَالَ: «فَيُكْشَفُ الْحِجَابُ». قَالَ: «فَوَاللهِ مَا أَعْطَاهُمُ [اللهُ] شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَيْهِ».

[3105] سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اس آیت: ”جنھوں نے اچھے اعمال کیے، ان کا انجام اچھا ہے اور اضافہ بھی ملے گا۔“ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک منادی کرنے والا آواز دے گا: بلاشبہ تمھارے ساتھ اللہ کا ایک وعدہ ہے، وہ تمھارے لیے اسے پورا کرنا چاہتا ہے۔ وہ عرض کریں گے: کیا اس نے ہمارے چہرے روشن نہیں کر دیے اور ہمیں آگ سے نجات نہیں دی اور ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا؟“ آپ نے فرمایا: ”اس پر پردہ اٹھا دیا جائے گا (وہ اللہ کا دیدار کریں گے۔)“ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! اللہ نے انھیں اپنے دیدار سے بڑھ کر محبوب کوئی نعمت عنایت نہیں فرمائی۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] حَدِيثُ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ. هٰكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ مَرْفُوعًا. وَرَوٰى سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَوْلَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بہت سے راویوں نے حماد بن سلمہ کی یہ حدیث ان سے مرفوعاً نقل کی ہے۔ اور سلیمان بن مغیرہ نے یہ حدیث ثابت سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے قول کی صورت میں بیان کی ہے، سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی ﷺ کی روایت بیان نہیں کی۔

فائدہ: دیدار الٰہی کی بحث أبواب صفة الجنة میں باب رؤية الرب تبارك وتعالى کے تحت گزر چکی ہے۔

(٢)۔٣١٠٦۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ مِصْرَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ:

[3106] ایک مصری آدمی سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ ”ان کے لیے خوش خبری ہے، دنیوی زندگی میں۔“ انھوں

٣١٠٥۔ أخرجه مسلم كما تقدم: ٢٥٥٢.

٣١٠٦۔ [صحيح لغيره] تقدم: ٢٢٧٣ وحديث سفيان بن عيينة عن عبدالعزيز: رواه أحمد والحميدي، ح: ٣٩٣ وصرح بالسماع، وفي الباب عن عبادة بن الصامت (تقدم: ٢٢٧٥).

﴿لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ [٦٣]، قَالَ: مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْهَا، فَقَالَ: «مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ غَيْرُكَ مُنْذُ أُنْزِلَتْ: هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ».

نے جواب دیا: جب سے میں نے اس آیت کے بارے میں نبی ﷺ سے پوچھا ہے، مجھ سے کسی نے اس کے متعلق نہیں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''مجھ سے تیرے سوا اس کے بارے میں، جب سے یہ نازل ہوئی ہے، کسی نے نہیں پوچھا۔ بشریٰ سے مراد اچھا خواب ہے، جسے مسلمان خود دیکھے یا اس کے بارے میں کسی کو دکھایا جائے۔''

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ مِصْرَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام صاحب اپنے استاد کی دوسری سند سے، ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

(٣) - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ.

امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے جس میں عطا بن یسار کا ذکر نہیں ہے، ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: یہ حدیث ابواب الرؤیا، خوابوں کے ابواب میں گزر چکی ہے۔

(٤) -٣١٠٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ زَيْدٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَمَّا أَغْرَقَ اللهُ فِرْعَوْنَ قَالَ: ﴿آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ﴾ فَقَالَ جِبْرَئِيلُ: يَا مُحَمَّدُ! لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا آخُذُ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ وَأَدُسُّهُ فِي فِيهِ مَخَافَةَ أَنْ تُدْرِكَهُ الرَّحْمَةُ».

[3107] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جب فرعون کو غرق کیا تو اس نے کہا: ''میں ایمان لایا اس الٰہ پر جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے ہیں جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔'' تو جبریل علیہ السلام نے بتایا: اے محمد! کاش آپ مجھے دیکھتے جبکہ میں سمندر کا کیچڑ (گارا) لے کر اس کے منہ میں ٹھونس رہا تھا، اس خطرے سے کہ کہیں اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ پالے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت و کشادگی کا پتا چلتا ہے کہ جب فرعون غرق ہونے لگا اور عذاب کے

٣١٠٧- [صحيح بما بعده] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٥ من حديث حماد بن سلمة به، وعلي بن زيد ضعيف والحديث الآتي شاهد له.

آ ثار یقینی حالت میں اس کے سامنے آ گئے تو جان کے تحفظ اور بچاؤ کے لیے ایمان لانے کا اظہار کرنے لگا، جبکہ عذاب کے ظہور کے بعد، جب عذاب آ دبوچتا ہے، ایمان لانا مفید نہیں ہوتا لیکن جبریل علیہ السلام کو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ کر اس پر سایہ فگن نہ ہو جائے، اس لیے اس کے منہ میں گارا ٹھونس دیا، تاکہ وہ پھر یہ کلمات نہ کہہ سکے اور بار بار کہنے سے اسے رحمت نہ ڈھانپ لے۔ اس آیت کی تفصیلی بحث اور اس حدیث پر اعتراض کے لیے دیکھیے، اس آیت کی تفسیر، تفسیر خازن اور تفسیر رازی میں تاکہ پتا چلے کہ بعض دفعہ مفسرین کس طرح، بال کی کھال اتارتے ہیں اور ایک سادہ سی بات کو معمہ بنا دیتے ہیں۔ دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 8/417-419)

(٥) ـ٣١٠٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، ذَكَرَ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ جِبْرَئِيلَ جَعَلَ يَدُسُّ فِي فِي فِرْعَوْنَ الطِّينَ خَشْيَةَ أَنْ يَقُولَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ، أَوْ خَشْيَةَ أَنْ يَرْحَمَهُ [اللّٰهُ].

[3108] عدی بن ثابت اور عطا بن سائب میں سے ایک سعید بن جبیر کے واسطے سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بیان کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”جبریل علیہ السلام فرعون کے منہ میں کیچڑ ڈالنے لگے اس ڈر سے کہ وہ کہیں لا إله إلا الله ہی نہ کہہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ مہربان ہو جائے، یا اس ڈر سے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نہ فرما دے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ [مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (اس سند سے) حسن غریب صحیح ہے۔

فائدہ: ضدی اور سرکش لوگ جب اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آ جاتے ہیں تو وہ اس وقت ناک رگڑ رگڑ کر اسی حقیقت کا اظہار اور اعلان کرتے ہیں جس کا نام سننا بھی انھیں اس سے پہلے گوارا نہیں ہوتا، اس لیے جبریل علیہ السلام کو اس کی بے بسی اور حاجت کی تصویر سے خطرہ محسوس ہوا کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ کے تقلیدی ایمان سے لا إله إلا الله تک نہ پہنچ جائے۔

(المعجم ١١) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ هُودٍ (التحفة ١٢)

باب: 11۔ سورۂ ہود کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣١٠٩ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ

[3109] سیدنا ابو رزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

٣١٠٨ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٢٣٨ من حديث شعبة عن عطاء بن السائب به وصححه ابن حبان، ح: ١٧٤٥ والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٥٧، ٢/ ٣٤٠ ووافقه الذهبي.

٣١٠٩ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: فيما أنكرت الجهمية، ح: ١٨٢ من حديث يزيد بن هارون به وصححه ابن حبان، ح: ٣٩ والحاكم: ٤/ ٥٦٠ ووافقه الذهبي * وكيع بن حدس مجهول الحال.

ابْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ وَكِيعِ بْنِ حُدُسٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ؟ قَالَ: «كَانَ فِي عَمَاءٍ مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ، وَخَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ». قَالَ أَحْمَدُ [بْنُ مَنِيعٍ]: قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: الْعَمَاءُ، أَيْ لَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ.

پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہمارا رب، مخلوقات پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ نے فرمایا: ''وہ باریک بادل یا دھند میں تھا، جس کے اوپر اور نیچے ہوا تھی، اور اس نے اپنا عرش پانی پر پیدا کیا۔'' امام صاحب کے استاد احمد بن منیع اپنے استاد یزید بن ہارون سے نقل کرتے ہیں کہ العماء کے معنی ہیں: اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰكَذَا يَقُولُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: وَكِيعُ بْنُ حُدُسٍ، وَيَقُولُ شُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَهُشَيْمٌ: وَكِيعُ بْنُ عُدُسٍ [وَهُوَ أَصَحُّ وَأَبُو رَزِينٍ اسْمُهُ لَقِيطُ بْنُ عَامِرٍ. قَالَ: وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حماد بن سلمہ نے وکیع بن حُدس کہا ہے اور شعبہ، ابوعوانہ اور ہشیم نے وکیع بن عدس کہا ہے۔ (یہی زیادہ صحیح ہے اور ابورزین رضی اللہ عنہ کا نام لقیط بن عامر ہے اور) یہ حدیث حسن ہے۔

(٢) ـ٣١١٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يُمْلِي»، وَرُبَّمَا قَالَ: «يُمْهِلُ الظَّالِمَ حَتّٰى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ»، ثُمَّ قَرَأَ: « ﴿وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ﴾» [١٠٢] الْآيَةَ.

[3110] سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ ڈھیل دیتا ہے۔'' اور بسا اوقات فرمایا: ''وہ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے، حتی کہ جب پکڑتا ہے تو اسے (ہلاک کیے بغیر) چھوڑتا نہیں ہے'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''اور تیرے رب کی پکڑ، جب وہ بستیوں کو ان کے ظلم میں پکڑتا ہے، اسی طرح ہوتی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوٰى أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ نَحْوَهُ، وَقَالَ: «يُمْلِي». حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ [بْنِ أَبِي بُرْدَةَ]، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، وَقَالَ: يُمْلِي، وَلَمْ يَشُكَّ فِيهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اسے ابواسامہ نے بھی برید سے اسی طرح بیان کیا ہے اور يُمْلِي ''مہلت دیتا ہے'' کا لفظ بیان کیا ہے۔ امام صاحب اپنے دوسرے استاد کی سند سے بیان کرتے ہیں اور اس میں بغیر شک کے يُمْلِي کا لفظ بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ قوموں اور بستیوں کو ان کے ظلم وسرکشی کی سزا دیتا ہے۔ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی نافرمانی کر کے خود اپنی تباہی کے اسباب فراہم کرتے ہیں۔

٣١١٠ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿وكذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى وهي ظالمة﴾ إلخ، ح: ٤٦٨٦ ومسلم، ح: ٢٥٨٣ من حديث أبي معاوية الضرير به.

(۳) _٣١١١_ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ [بُنْدَارٌ]: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ - هُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو -: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ﴾ [۱۰۵] سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! فَعَلٰى مَا نَعْمَلُ؟ عَلٰى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ، أَوْ عَلٰى شَيْءٍ لَمْ يُفْرَغْ مِنْهُ؟ قَالَ: «بَلْ عَلٰى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ وَجَرَتْ بِهِ الْأَقْلَامُ يَا عُمَرُ، وَلٰكِنْ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهُ».

[3111] سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت: ''ان میں سے کچھ بدبخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت۔'' اتری تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! تو ہم کس بنیاد پر عمل کر رہے ہیں، ایسی چیزوں پر جس سے فارغ ہوا جا چکا ہے یا ایسی چیز پر جس سے فارغ نہیں ہوا گیا، یعنی اس کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا اور وہ طے نہیں پائی؟ آپ نے فرمایا: ''بلکہ ایسی چیز پر جو طے ہو چکی ہے اور قلم اسے لکھ چکے ہیں، اے عمر! لیکن ہر ایک کے لیے وہی کام آسان ہو گا جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ صرف عبدالملک بن عمرو کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: اس دنیا میں آ کر انسان نے کون سے عمل کرنے ہیں، یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم محیط اور شامل میں پہلے سے آ چکی ہے اور وہ جانتا ہے کہ فلاں انسان نے کس قسم کے عمل کرنے ہیں اور وہ دنیا میں آ کر وہی عمل کرتا ہے۔ اور یہ چیز اللہ تعالیٰ پہلے سے لکھ چکا ہے اور اس کا علم واقعے اور حقیقت کے خلاف نہیں ہو سکتا، اس لیے یہ ممکن نہیں کہ انسان نے کرنا کچھ ہو اور لکھا کچھ اور جا چکا ہو۔ جو کرنا ہے وہی لکھا ہے، اس لیے جو لکھا ہے وہی کرے گا۔

(۴) _٣١١٢_ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي عَالَجْتُ امْرَأَةً فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَإِنِّي أَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُونَ أَنْ أَمَسَّهَا وَأَنَا هٰذَا. فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ سَتَرَكَ اللهُ لَوْ سَتَرْتَ عَلٰى نَفْسِكَ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا،

[3112] سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میں نے مدینے کے دور کے کنارے میں ایک عورت سے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور میں نے اس سے تعلقات کے سوا حرکت کی ہے اور میں حاضر ہوں۔ آپ جو چاہیں میرے بارے میں فیصلہ فرمائیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: اللہ نے تیری پردہ پوشی کی، اے کاش! تو بھی اپنی پردہ پوشی کرتا، لیکن رسول

٣١١١_ [حسن لغيره] أخرجه عبد بن حميد، ح: ٣٠ عن أبي عامر عبدالملك بن عمرو العقدي به * سليمان بن سفيان: ضعيف (تقريب) وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١٨٠٧ وابن أبي عاصم، ح: ١٦١_١٧٠ وغيرهما.

٣١١٢_ أخرجه مسلم، التوبة، باب قوله تعالى: ﴿إن الحسنات يذهبن السيئات﴾، ح: ٢٧٦٣/ ٤٢ عن قتيبة به.

فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ، فَأَتْبَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا فَدَعَاهُ، فَتَلَا عَلَيْهِ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِينَ﴾ [١١٤] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: هٰذَا لَهُ خَاصَّةً؟ قَالَ: «لَا، بَلْ لِّلنَّاسِ كَافَّةً».

اللہ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر وہ آدمی چل پڑا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے پیچھے ایک آدمی بھیجا اور اسے بلا کر یہ آیت سنائی: ''اور نماز کا اہتمام کرو دن کے دونوں حصوں میں اور رات کے کچھ حصوں میں۔ بلاشبہ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ یاددہانی و نصیحت ہے، یاد کرنے والوں کے لیے۔'' تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے پوچھا: یہ خاص طور پر اسی کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ سب لوگوں کے لیے ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهٰكَذَا رَوٰى إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ [بْنِ حَرْبٍ]، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِاللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَرَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. وَرِوَايَةُ هٰؤُلَاءِ أَصَحُّ مِنْ رِّوَايَةِ الثَّوْرِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسرائیل نے بھی سماک کی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور شعبہ نے سماک بن حرب ہی کی سند سے بیان کیا ہے اور صرف اسود کا نام لیا ہے۔ اور سفیان ثوری نے سماک عَنْ إبراهيم کہا ہے اور علقمہ اور اسود کی بجائے عبدالرحمٰن بن یزید کا نام لیا ہے۔ لیکن ثوری کی بجائے دوسرے حضرات کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنِ الْأَعْمَشِ وَسِمَاكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ الْأَعْمَشِ. وَقَدْ رَوٰى سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام صاحب ایک دوسرے استاد کی سند سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ اس میں سفیان ثوری سماک اور اعمش دونوں سے بیان کرتے ہیں۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے مذکورہ حدیث کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں سفیان، اعمش کا تذکرہ نہیں کرتا اور سلیمان تیمی نے یہ حدیث ابوعثمان نہدی کے واسطے سے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو انسان نماز اور اس طرح کی دوسری نیکیوں کا اہتمام کرتا اور ان میں سرگرم رہتا ہے تو ان نیکیوں سے عام برائیوں کا، جو نفس انسانی پر گہرا اثر نہیں چھوڑتیں، اثر اور گناہ مٹ جاتا ہے۔ نیکیوں کے سبب انسان کے اندر برائیوں سے بچنے کا جذبہ ابھرتا ہے، جس طرح اس آدمی نے خود برائی کو برائی سمجھا اور نبی ﷺ کی خدمت میں سزا لینے کے لیے حاضر ہو گیا۔

(٥) -٣١١٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ رَجُلًا لَقِيَ امْرَأَةً وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا مَعْرِفَةٌ، فَلَيْسَ يَأْتِي الرَّجُلُ إِلَى امْرَأَتِهِ شَيْئًا إِلَّا قَدْ أَتَى هُوَ إِلَيْهَا، إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُجَامِعْهَا؟ قَالَ: فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِينَ﴾ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ وَيُصَلِّيَ. قَالَ مُعَاذٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَهِيَ لَهُ خَاصَّةً أَمْ لِلْمُؤْمِنِينَ عَامَّةً؟ قَالَ: «بَلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ عَامَّةً».

[3113] سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی کسی عورت سے ملتا ہے جبکہ ان دونوں میں شناسائی نہیں ہے، پھر جو کام ایک انسان اپنی بیوی کے ساتھ کرتا ہے، وہ سب کام اس کے ساتھ کر لیتا ہے، مگر اس سے تعلقات زن وشو قائم نہیں کرتا (اس کا کیا حکم ہے؟) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اور نماز کا اہتمام کرو دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصوں میں بھی۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ یاددہانی و نصیحت ہے، یاد کرنے والوں کے لیے۔'' تو آپ نے اس آدمی کو وضو کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ خاص طور پر اسی کے لیے ہے یا سب مومنوں کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بلکہ سب مومنوں کے لیے ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ. عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ. وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَاتَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ وَقُتِلَ عُمَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى غُلَامٌ صَغِيرٌ ابْنُ سِتِّ سِنِينَ. وَقَدْ رَوٰى عَنْ عُمَرَ وَرَآهُ. وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند متصل نہیں۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سننے کا موقع نہیں ملا۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہو گئے تھے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ چھ سال کا بچہ تھا۔ اس نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور انھیں دیکھا ہے۔ شعبہ نے یہ حدیث عبدالملک بن عمیر کے واسطے سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مرسلاً (سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا واسطہ

٣١١٣- [ضعيف بهذا السياق] أخرجه أحمد: ٥/ ٤ وانظر الضعيفة للألباني، ح: ١٠٠٠ .

چھوڑ کر) نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے، لیکن اس کے ہم معنی صحیح روایت اس سے پہلے گزر چکی ہے۔ علاوہ ازیں اس کے بعد اور روایات بھی آ رہی ہیں۔ دن کے دونوں اطراف سے فجر اور عصر یا فجر اور مغرب کی نمازیں مراد ہیں اور زُلفا من اللیل سے مغرب اور عشاء یا عشاء اور تہجد کی نماز مراد ہے۔ کیونکہ زُلَفٌ، زُلْفَةٌ کی جمع ہے۔ (رات کا ایک حصہ) ② شناسائی نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ان کا نکاح نہیں ہے اور نہ وہ اس کی لونڈی ہے۔ ③ نیکیوں سے چھوٹے گناہ ہی معاف ہوتے ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''ایک نماز دوسری نماز تک کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے، بشرطیکہ انسان کبائر سے پرہیز کرے۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 233)

(٦) -٣١١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنَ امْرَأَةٍ قُبْلَةَ حَرَامٍ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ كَفَّارَتِهَا، فَنَزَلَتْ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ الْآيَةَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: أَلِيَ هٰذِهِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: «لَكَ وَلِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي».

[3114] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ناجائز طریقے سے ایک عورت کا بوسہ لیا، پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا کفارہ پوچھا، اس پر یہ آیت اتری: ''دن کے دونوں کناروں میں نماز کا اہتمام کیجیے اور رات کے حصوں میں بھی، بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔'' اس آدمی نے پوچھا: یہ میرے ہی لیے ہے، اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''تیرے لیے اور میری امت کے ہر اس فرد کے لیے جو اس پر عمل پیرا ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(٧) -٣١١٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي الْيَسَرِ قَالَ: أَتَتْنِي امْرَأَةٌ تَبْتَاعُ تَمْرًا، فَقُلْتُ: إِنَّ فِي الْبَيْتِ تَمْرًا أَطْيَبَ مِنْهُ. فَدَخَلَتْ مَعِي فِي

[3115] سیدنا ابوالیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس (دکان پر) ایک عورت کچھ کھجوریں خریدنے کے لیے آئی تو میں نے کہا: گھر میں اس سے عمدہ کھجوریں ہیں۔ وہ میرے ساتھ گھر میں داخل ہوگئی تو میں نے اس کی طرف جھک کر اس کا بوسہ لے لیا۔ پھر میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس

٣١١٤ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿وأقم الصلاة طرفي النهار وزلفًا من الليل﴾ إلخ، ح:٤٦٨٧، ومسلم، ح:٢٧٦٣ من حديث سليمان التيمي به.

٣١١٥ـ [حسن بالشواهد والمتابعات] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ١٦٥ ح٣٧١ من حديث قيس بن الربيع به وتابعه شرق القاضي عند النسائي في الكبرى، ح:١١٢٤٨ وصرح بالسماع ❊ وفي الباب عن أبي أمامة [مسلم، ح:٢٧٦٥]، وواثلة بن الأسقع وأنس بن مالك [البخاري، ح:٦٨٢٣ ومسلم، ح:٢٧٦٤].

الْبَيْتِ، فَأَهْوَيْتُ إِلَيْهَا فَقَبَّلْتُهَا، فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: اسْتُرْ عَلٰى نَفْسِكَ وَتُبْ وَلَا تُخْبِرْ أَحَدًا فَلَمْ أَصْبِرْ. فَأَتَيْتُ عُمَرَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ: اسْتُرْ عَلٰى نَفْسِكَ وَتُبْ وَلَا تُخْبِرْ أَحَدًا فَلَمْ أَصْبِرْ. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ لَهُ: «أَخَلَفْتَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ فِي أَهْلِهِ بِمِثْلِ هٰذَا ؟ حَتّٰى تَمَنّٰى أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ أَسْلَمَ إِلَّا تِلْكَ السَّاعَةَ، حَتّٰى ظَنَّ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ». قَالَ: وَأَطْرَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ طَوِيلًا حَتّٰى أَوْحَى [اللهُ] إِلَيْهِ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِينَ﴾. قَالَ أَبُو الْيَسَرِ: فَأَتَيْتُهُ، فَقَرَأَهَا عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ أَصْحَابُهُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلِهٰذَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً؟ قَالَ: «بَلْ لِّلنَّاسِ عَامَّةً».

آیا اور ان سے اس کا تذکرہ کیا۔ اس پر انھوں نے فرمایا: اپنے نفس کی پردہ پوشی کرو۔ توبہ کرلو اور کسی کو نہ بتاؤ، لیکن میں صبر نہ کر سکا (غلطی کے احساس سے چپ نہ رہ سکا۔) پھر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھیں یہ واقعہ بتایا۔ انھوں نے بھی کہا: اپنی پردہ پوشی کر، توبہ کر لے اور کسی کو نہ بتا۔ میں صبر نہ کر سکا۔ پھر میں نبی ﷺ کے پاس آ گیا اور آپ کو واقعے سے آگاہ کیا تو آپ نے اس پر فرمایا: ''کیا اللہ کی راہ میں نکلنے والے غازی کی نیابت اس کی بیوی کے سلسلے میں یہ کی ہے؟ حتیٰ کہ اس نے اس بات کی خواہش کی، اے کاش! وہ اسی گھڑی مسلمان ہوا ہوتا (تاکہ اسلام لانے کی وجہ سے پہلے سارے گناہ معاف ہو جاتے) حتیٰ کہ اس نے (نبی ﷺ کی ناگواری کی بنا پر) خیال کیا کہ وہ دوزخی ہے۔'' ابو یسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے خاصی دیر تک (وحی کے انتظار میں) سر جھکائے رکھا، حتیٰ کہ اللہ نے آپ کی طرف وحی کی: ''اور نماز کا اہتمام کیجیے، دن کے دونوں کناروں پر اور رات کے حصوں میں بھی۔ بلاشبہ نیکیاں، برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ یاددہانی ہے، یاددہانی حاصل کرنے والوں کے لیے۔'' ابو یسر کہتے ہیں: میں آپ کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ آیت سنائی۔ اس پر آپ کے ساتھیوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ اس کے لیے خاص ہے یا سب لوگوں کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بلکہ تمام لوگوں کے لیے ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَقَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ ضَعَّفَهُ وَكِيعٌ وَغَيْرُهُ. وَرَوٰى شَرِيكٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ هٰذَا الْحَدِيثَ مِثْلَ رِوَايَةِ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيعِ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ قیس بن ربیع کو امام وکیع وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور شریک نے عثمان بن عبداللہ سے یہ حدیث قیس بن ربیع کی طرح بیان کی ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں:

أَبِي أُمَامَةَ وَوَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. وَأَبُو الْيَسَرِ هُوَ كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو.

اس مسئلے میں سیدنا ابوامامہ، واثلہ بن اسقع اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔ اور ابو یسر کا نام کعب بن عمرو ہے۔

(المعجم ١٢) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ يُوسُفَ (التحفة ١٢)

باب: 12۔سورۂ یوسف کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١)-٣١١٦- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْكَرِيمَ ابْنَ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ: يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ». قَالَ: «وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ، ثُمَّ جَاءَنِي الرَّسُولُ أَجَبْتُ»، ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ﴾ [٥٠] قَالَ: «وَرَحْمَةُ اللهِ عَلَىٰ لُوطٍ إِنْ كَانَ لَيَأْوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ إِذْ قَالَ: ﴿لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ﴾ [هود:٨٠] فَمَا بَعَثَ اللهُ مِنْ بَعْدِهِ نَبِيًّا إِلَّا فِي ذِرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ».

[3116] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام سب کے سب معزز افراد ہیں، یعنی بیٹا، باپ، دادا اور پردادا سب معزز تھے۔'' اور آپ نے فرمایا: ''جتنا عرصہ یوسف علیہ السلام جیل میں رہے، اگر اتنا عرصہ میں جیل میں گزارتا، پھر میرے پاس ایلچی آتا تو میں اس کی پیش کش قبول کر لیتا۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''چنانچہ جب قاصد اس کے پاس آیا، اس نے کہا کہ تم اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے (زخمی کر لیے) تھے۔'' آپ نے فرمایا: ''لوط علیہ السلام پر اللہ کی رحمت ہو! وہ مضبوط رکن (سہارے) کی پناہ چاہتے تھے، جب انھوں نے یہ بات کہی: ''اے کاش! میرے پاس تمھارے مقابلے کی قوت ہوتی یا میں کسی طاقت ور سہارے کی پناہ لے سکتا۔'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا، مگر اس کی قوم کے بلند خاندان میں سے۔''

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَ حَدِيثِ الْفَضْلِ بْنِ

امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے فضل بن موسیٰ کی حدیث کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں، مگر اس میں یہ

٣١١٦- أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٢٥٤ من حديث الفضل بن موسى وأحمد: ٢/ ٣٣٢ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وهو حسن الحديث وصححه ابن حبان، ح: ١٧٤٧ (الإحسان): ٦١٧٣، ٦١٧٤ والحاكم: ٢/ ٣٤٦، ٣٤٧، ٥٦١، ٥٧٠ على شرط مسلم.

مُوسٰى، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «مَا بَعَثَ اللهُ بَعْدَهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي ثَرْوَةٍ مِّنْ قَوْمِهِ». قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: وَالثَّرْوَةُ: الْكَثْرَةُ وَالْمَنَعَةُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا أَصَحُّ مِنْ رِّوَايَةِ الْفَضْلِ بْنِ مُوسٰى. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا، مگر بہت خاندان والا اور پناہ و حفاظت والا۔'' محمد بن عمرو کہتے ہیں: ثروۃ سے مراد کثرت تعداد، پناہ اور تحفظ ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث فضل بن موسیٰ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ اور یہ حدیث حسن ہے۔

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ نے سیدنا یوسف علیہ السلام کے صبر و ثبات اور ثابت قدمی کے اعتراف کے طور پر یہ بات فرمائی کہ انھوں نے واقعے کی تحقیق ہوئے بغیر جیل سے نکلنے سے انکار کر دیا تاکہ بعد میں کسی کو ان کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہ ہو سکے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ صاحب فضل ہی کسی کی فضیلت سے آگاہ ہو سکتا ہے، اس لیے اس حدیث کا یہ مقصد نہیں کہ اگر آپ ہوتے تو واقعے کی تحقیق و تفتیش کرائے بغیر ہی نکل آتے۔ ② سیدنا لوط علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کی عزت و ناموس کی حفاظت کی خاطر انتہائی تکلیف اور پریشانی کی حالت میں فرمایا: اے کاش! میرے پاس ذاتی طور پر اتنی قوت و طاقت ہوتی کہ میں تم سے نپٹ سکتا یا میرا خاندان اور قبیلہ ہوتا جو مجھے پناہ دے سکتا اور تمھاری سرکشی سے بچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت بھی ظاہری اسباب و وسائل کے تحت ہی بالعموم اترتی ہے، اس لیے آپ ﷺ کا مقصد سیدنا لوط علیہ السلام کی کسی کمزوری یا نقص کا اظہار نہیں ہے۔ شریعت ظاہری اسباب چھوڑنے کا حکم نہیں دیتی، اس لیے بعد میں تمام انبیائے کرام علیہم السلام بڑے بڑے خاندان کے افراد تھے، جو ان کی پناہ اور تحفظ کا باعث بنتے جیسا کہ خود قرآن مجید میں سیدنا لوط علیہ السلام کے بعد سیدنا شعیب علیہ السلام کی سرگزشت میں قوم شعیب کا یہ اعتراف آیا ہے: ''ہم تو تجھے اپنے اندر ایک کمزور فرد خیال کرتے ہیں اور اگر تمھارا خاندان نہ ہوتا تو ہم تجھے سنگسار کر دیتے اور تو ہم پر کسی طرح بھی غالب نہیں۔'' (ہود 11:91) یعنی ہمارے لیے تمھیں ٹھکانے لگانا مشکل نہیں ہے، صرف تمھارے کنبے، قبیلے اور خاندان کا خیال دامن گیر ہے کہ اس سے لڑائی کیوں مول لیں۔

(المعجم ۱۳) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الرَّعْدِ (التحفة ۱۴)

باب: 13۔ تفسیر سورۂ رعد

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(۱) - ۳۱۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْوَلِيدِ - وَكَانَ يَكُونُ فِي بَنِي عِجْلٍ - عَنْ بُكَيْرِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقْبَلَتْ يَهُودُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! أَخْبِرْنَا عَنِ الرَّعْدِ مَا هُوَ؟

[3117] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس یہودی آئے اور کہنے لگے: اے ابوالقاسم! ہمیں رعد کے بارے میں بتائیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟ آپ نے فرمایا: ''فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو بادلوں پر مقرر ہے۔ اس کے پاس آگ کے چابک ہیں جن کے

۳۱۱۷۔ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۹۰۷۲ من حديث أبي نعيم به.

قَالَ: «مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ، مَعَهُ مَخَارِيقُ مِنْ نَارٍ يَسُوقُ بِهَا السَّحَابَ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ». فَقَالُوا: فَمَا هٰذَا الصَّوْتُ الَّذِي نَسْمَعُ؟ قَالَ: «زَجْرُهُ بِالسَّحَابِ إِذَا زَجَرَهُ حَتّٰى يَنْتَهِيَ إِلٰى حَيْثُ أُمِرَ». قَالُوا: صَدَقْتَ. فَقَالُوا: فَأَخْبِرْنَا عَمَّا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلٰى نَفْسِهِ. قَالَ: «اشْتَكٰى عِرْقَ النَّسَا فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يُلَائِمُهُ إِلَّا لُحُومَ الْإِبِلِ وَأَلْبَانَهَا، فَلِذٰلِكَ حَرَّمَهَا». قَالُوا: صَدَقْتَ.

ذریعے سے وہ بادلوں کو چلاتا ہے جہاں اللہ چاہتا ہے۔'' انھوں نے کہا: یہ آواز جو ہم سنتے ہیں یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ وہ ڈانٹ ہے جب وہ بادل کو ڈانٹتا ہے، تاکہ وہ وہاں پہنچے جہاں کا اسے حکم دیا گیا ہے۔'' انھوں نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ اب ہمیں اس چیز کے بارے میں بتائیے جو اسرائیل علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''وہ عرق النسا (رگوں کے درد) میں مبتلا ہوئے تو انھیں سوائے اونٹ کے گوشت اور دودھ کے کوئی چیز موافق نہیں بیٹھی، اس لیے انھوں نے انھیں حرام ٹھہرا لیا۔'' انھوں نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سیدنا یعقوب علیہ السلام اس بیماری میں مبتلا ہوئے اور وہ لمبی ہوگئی تو انھوں نے یہ نذر مانی: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بیماری سے شفا بخشی تو میں اپنا محبوب ترین کھانا اور مشروب اپنے اوپر حرام کرلوں گا اور ان کا محبوب ترین کھانا اور مشروب اونٹوں کا گوشت اور دودھ تھا۔ اور بقول بعض اس بیماری کا مناسب علاج، ان چیزوں کا چھوڑنا تھا (تفسیر بیضاوی۔) لیکن ہماری شریعت میں کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام قرار دینا جائز نہیں، بطور علاج یا عدم موافقت کی وجہ سے کسی چیز کا چھوڑ دینا (حلال سمجھتے ہوئے) اور بات ہے اور یہ جائز ہے۔

(٢) ـ٣١١٨ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّوْرِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ﴾ [٣] قَالَ: «الدَّقَلُ وَالْفَارِسِيُّ وَالْحُلْوُ وَالْحَامِضُ».

[3118] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''اور ہم بعض کو بعض پر ذائقے (مزے) کے اعتبار سے فضیلت دیتے ہیں۔'' کے بارے میں نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ردی، نکمی، عمدہ وشیریں اور کھٹی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَاهُ زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَ هٰذَا. وَسَيْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ أَخُو عَمَّارِ بْنِ مُحَمَّدٍ. وَعَمَّارٌ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ زید بن ابی اُنیسہ نے بھی اعمش سے اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔ سیف بن محمد، عمار بن محمد کا بھائی ہے

٣١١٨ـ [ضعيف] أخرجه الطبري في تفسيره: ١٣/ ٦٨، ٦٩ عن محمود بن خداش به ❊ حديث زيد بن أبي أنيسة: رواه الطبري: ١٣/ ٦٩ الأعمش مدلس وعنعن وسيف بن محمد متهم.

أَثْبَتُ مِنْهُ، وَهُوَ ابْنُ أُخْتِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ.

اور عمار اس سے زیادہ ثقہ ہے اور یہ سفیان ثوری کا بھانجا ہے۔

(المعجم ١٣) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ إِبْرَاهِيمَ (التحفة ١٥)

باب: 14۔ سورۂ ابراہیم کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣١١٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقِنَاعٍ عَلَيْهِ رُطَبٌ فَقَالَ: «مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ ﴿كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا﴾ قَالَ: «هِيَ النَّخْلَةُ». ﴿وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ﴾ [٢٦] . قَالَ: «هِيَ الْحَنْظَلَةُ».

[3119] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک طشت (ٹرے) لایا گیا جس میں تازہ کھجوریں تھیں۔ آپ نے فرمایا: ''پاکیزہ کلمے کی مثال ''پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑ مضبوط (زمین میں اتری ہوئی) ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں۔ وہ اپنا پھل ہر وقت اپنے رب کے حکم سے دیتا رہتا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''یہ کھجور کا درخت ہے۔'' اور ''کلمۂ خبیثہ (کلمۂ کفر و شرک) کی مثال گندے درخت کی ہے جو زمین کے اوپر سے اکھاڑ لیا گیا، اس کے لیے بالکل قرار نہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''یہ حنظلہ (تمہ، اندرائن) ہے۔''

قَالَ: فَأَخْبَرْتُ بِذٰلِكَ أَبَا الْعَالِيَةِ. فَقَالَ: صَدَقَ وَأَحْسَنَ.

(شعیب بن حبحاب) کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث ابو عالیہ کو سنائی تو اس نے کہا: اس نے سچ بولا اور خوب بیان کیا۔

(٢) ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ أَبِي الْعَالِيَةِ. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ. وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِّثْلَ هٰذَا مَوْقُوفًا. وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَّفَعَهُ غَيْرَ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ. وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ.

امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے شعیب بن حبحاب سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے موقوف بیان کرتے ہیں۔ اور اس میں ابو عالیہ کا قول بھی نہیں ہے۔ اور حماد بن سلمہ کی مرفوع روایت سے یہ موقوف روایت زیادہ صحیح ہے۔ کئی راویوں نے اسے موقوف ہی بیان کیا ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف حماد بن سلمہ مرفوعاً بیان کرتا ہے۔ اسے معمر، حماد بن زید اور بہت سے راویوں نے غیر مرفوع بیان کیا ہے۔

٣١١٩ـ [ضعيف مرفوعًا] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٢٦٢ من حديث حماد بن سلمة به مختصرًا، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٤٨ والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٣٥٢ ووافقه الذهبي والموقوف سنده صحيح أيضًا وهذا لا يضر.

(۳) ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِاللهِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے پہلی روایت کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں اور اسے آپ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کرتے۔

فائدہ: کلمہ طیبہ (کلمہ توحید) کی مثال ایسے سدا بہار درخت کی ہے جس پر کبھی خزاں نہیں آتی اور وہ اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ پھل دیتا ہے۔ کلمہ طیبہ ایسا بول ہے جس کی جڑیں انسانی عقل وفطرت کے اندر گہری اتری ہوئی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی یہ سب سے زیادہ قدر و قیمت کا حامل ہے، اس لیے اسے انسانی فطرت کے اندر سے بھی غذا اور قوت حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اسے نشوونما ملتی ہے، اس لیے یہ دل میں ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتا ہے اور اس کی برکات ابدی و دائمی ہیں۔ اس کے برعکس کلمہ خبیثہ (کلمہ شرک) کی مثال جھاڑ جھنکار قسم کے درخت کی ہے۔ جس میں پھل نہ پھول، سایہ نہ غذا، ہاتھ لگائیں تو کانٹے چبھیں، چکھیں تو زبان تلخ ہو جائے، نہ زمین میں اس کی کوئی جڑ نہ فضا میں پھیلاؤ، اکھاڑیں تو فوراً اکھڑ جائے۔ اسی طرح شرک کی کوئی بنیاد نہ تو عقل وفطرت کے اندر ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے دین میں۔ اگر اسے اکھاڑنے والے مضبوط ہاتھ موجود ہوں تو اسے بڑی آسانی سے اکھاڑ ڈالیں، ورنہ یہ خودرَو خبیث جھاڑیوں کی طرح جہاں جگہ مل جائے وہاں اُگ آتا ہے۔

(۴) ۔۳۱۲۰۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ [۲۷] قَالَ: «فِي الْقَبْرِ إِذَا قِيلَ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِينُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ؟».

[3120] سیدنا براء رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''اللہ اہلِ ایمان کو قول ثابت (کلمہ توحید) کی بدولت دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی'' کے بارے میں نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''(اس سے مراد وہ ثابت قدمی ہے) جب اس سے قبر میں پوچھا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: قول ثابت (مستحکم اور مضبوط بول) سے مراد کلمہ توحید ہے جس کی جڑیں آسمان و زمین اور فطرت و کائنات دونوں میں پائیدار، ثمر آور اور فیض رساں ہیں۔ اس کی بدولت انسان دنیا میں بھی راہ راست پر قائم رہتا ہے اور قبر میں بھی سوالوں کے صحیح صحیح جوابات دے گا۔

۳۱۲۰۔ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، ح: ۱۳۶۹ ومسلم، ح: ۲۸۷۱ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ۷٤٥.

(٥) ـ ٣١٢١ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: تَلَتْ عَائِشَةُ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ﴾ [٤٨] قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَأَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ؟ قَالَ: «عَلَى الصِّرَاطِ».

[3121] مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت: ''جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی'' پڑھی اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! تو لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''پل صراط پر۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور سند سے بھی منقول ہے۔

(المعجم ١٥) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْحِجْرِ (التحفة ١٦)

باب:15۔سورۂ حجر کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ ٣١٢٢ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ الْحُدَّانِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ تُصَلِّي خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَسْنَاءَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، وَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ لِئَلَّا يَرَاهَا، وَيَسْتَأْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتّٰى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ، فَإِذَا رَكَعَ نَظَرَ مِنْ تَحْتِ إِبْطَيْهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ﴾ [٢٤].

[3122] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خوبصورت ترین لوگوں میں سے ایک انتہائی حسین عورت رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتی تھی۔ بعض لوگ اس لیے آگے آتے تا کہ پہلی صف میں کھڑے ہوں اور اس پر نظر نہ پڑے، اور بعض لوگ پیچھے رہتے تا کہ آخری صف میں کھڑے ہوں اور جب رکوع کریں تو بغلوں کے نیچے سے (اس کی طرف) جھانک لیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''اور ہم خوب جانتے ہیں انھیں جو تم میں سے آگے بڑھنے والے ہیں، اور انھیں بھی جانتے ہیں جو پیچھے رہنے والے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَرَوٰى جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَهٰذَا أَشْبَهُ أَنْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جعفر بن سلیمان نے یہ حدیث عمرو بن مالک ہی کے واسطے سے ابو جوزاء سے اس کے ہم معنی بیان کی ہے اور اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام

٣١٢١ـ أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب: في البعث والنشور، وصفة الأرض يوم القيامة، ح: ٢٧٩١ من حديث داود به.

٣١٢٢ـ [صحيح لغيره] أخرجه النسائي: ٢/١١٨، ح: ٨٧١ (الإمامة، باب المنفرد خلف الصف) عن قتيبة، وابن ماجه، ح: ١٠٤٦ من حديث نوح بن قيس به وصححه ابن حبان، ح: ١٧٤٩ وابن خزيمة، ح: ١٦٩٦، ١٦٩٧ والحاكم: ٢/٣٥٣ ووافقه الذهبي * وانظر التفصيل في الصحيحة للألباني، ح: ٢٤٧٢.

يَكُونَ أَصَحَّ مِنْ حَدِيثِ نُوحٍ.

نہیں لیا۔ اور اس حدیث کا، نوح کی حدیث سے، زیادہ صحیح ہونا زیادہ قرین قیاس ہے۔

فائدہ: رسول اکرم ﷺ کی اقتدا میں مسلمانوں کے علاوہ منافقین بھی نماز پڑھتے تھے۔ اس آیت میں ایسے کردار والے لوگوں کو تنبیہ کی گئی۔

(۲) ـ۳۱۲۳ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ جُنَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ: بَابٌ مِّنْهَا لِمَنْ سَلَّ السَّيْفَ عَلَى أُمَّتِي» أَوْ قَالَ: «عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ».

[3123] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ ان لوگوں کے لیے ہے جو میری امت کے خلاف تلوار سونتے گا۔'' یا فرمایا: ''امت محمدیہ کے خلاف۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف مالک بن مغول اسے بیان کرتے ہیں۔

(۳) ـ۳۱۲۴ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ أُمُّ الْقُرْآنِ وَأُمُّ الْكِتَابِ وَالسَّبْعُ الْمَثَانِي».

[3124] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''الحمد للہ ہی ام القرآن، ام الکتاب اور السبع المثانی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ''الحمد للہ'' سے مراد سورۂ فاتحہ ہے اور اسے ''ام القرآن اور ام الکتاب'' کہا جاتا ہے کیونکہ یہ قرآن کا آغاز اور ابتدائیہ ہے۔ قرآن کے شروع میں اسے ہی لکھا گیا ہے۔ نماز میں قراءت کا آغاز بھی اسی سے ہوتا ہے، کیونکہ یہ قرآنِ کریم کے تمام مضامین پر مشتمل ہے۔ یہ سات آیات ہیں جنھیں ہر رکعت میں پڑھا جاتا ہے، اس طرح نماز میں ان کا تکرار ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ السبع المثانی، یعنی بار بار دہرائی جانے والی سات آیات ہیں۔ ''ام'' جڑ اور بنیاد کو کہتے ہیں جیسے کھجور کی گٹھلی کو [أم النخله] کہا جاتا ہے اور پورا درخت اس سے نکلتا ہے۔

(۴) ـ۳۱۲۵ـ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا

[3125] سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

۳۱۲۳ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/ ۹۴ عن عثمان بن عمر به وقال أبو حاتم: "جنيد عن ابن عمر مرسل".

۳۱۲۴ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿ولقد آتيناك سبعًا من المثاني والقرآن العظيم﴾، ح: ٤٧٠٤ من حديث محمد ابن عبدالرحمن بن أبي ذئب به.

۳۱۲۵ـ أخرجه النسائي: ۲/ ۱۳۹، ح: ۹۱۵ (الافتتاح، باب تأويل قول الله عز وجل: ﴿ولقد آتيناك سبعًا من المثاني والقرآن العظيم﴾ عن الحسين بن حريث به وتقدم: ۲۸۷۵.

الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَنْزَلَ اللهُ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ، مِثْلَ أُمِّ الْقُرْآنِ، وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي، وَهِيَ مَقْسُومَةٌ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ». حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَى أُبَيٍّ وَهُوَ يُصَلِّي فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تورات اور انجیل میں ام القرآن جیسی کوئی سورت نازل نہیں فرمائی۔ یہی السبع المثانی ہے اور یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم کی گئی ہے اور میرے بندے کی درخواست قبول ہو گی۔'' امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی ﷺ سیدنا اُبی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت بیان کی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] حَدِيثُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَطْوَلُ وَأَتَمُّ. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْحَمِيدِ ابْنِ جَعْفَرٍ. وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبدالعزیز بن محمد کی حدیث زیادہ لمبی اور کامل ہے اور پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ کئی راویوں نے علاء بن عبدالرحمٰن سے اسی طرح بیان کی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث باب فضل فاتحۃ الکتاب میں تفصیلاً گزر چکی ہے۔ (حدیث: 2875)

(٥) ـ٣١٢٦ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ [بْنُ سُلَيْمَانَ] عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ بِشْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [٩٢، ٩٣] قَالَ: «عَنْ قَوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

[3126] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ''ہم ان سب سے ان کے ان اعمال کے بارے میں باز پرس کریں گے جو یہ کرتے رہے ہیں'' کے بارے میں نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''(اس سے مراد) لا إله إلّا الله کے بارے میں (پوچھا جانا ہے۔)''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ. وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ بِشْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف لیث بن ابی سلیم کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ اور عبداللہ بن ادریس اسے لیث بن ابی سلیم ہی سے بیان کرتا ہے اور اسے مرفوع کیے بغیر سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے قول کی صورت میں بیان کرتا ہے۔

٣١٢٦ـ [ضعيف] أخرجه أبو يعلى، ح: ٤٠٥٨ من حديث ليث بن أبي سليم به * ليث بن أبي سليم: ضعيف وله لون آخر عند أبي نعيم في الحلية: ٣/ ٩٥ وسنده ضعيف أيضًا، والموقوف ضعيف مثله.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے یہ آیت کی شان نزول نہیں۔ تاہم یہ بات صحیح ہے کہ انسان سے اس کے تمام اعمال کے بارے میں ایک دن باز پرس ہوگی اور خصوصی طور پر کلمۂ توحید کے بارے میں سوال ہوگا۔

(٦) -٣١٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الطَّيِّبِ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ، فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللهِ» ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ﴾ [٧٥].

[3127] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی فراست (گہری نظر، باریک بینی) سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے (عطا کردہ) نور سے دیکھتا ہے۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''بے شک اس میں گہری نظر سے غور وفکر کرنے والوں (بصیرت رکھنے والوں) کے لیے بہت نشانیاں ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ﴾، قَالَ: لِلْمُتَفَرِّسِينَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔ اور بعض اہل علم نے اس آیت: ''بلاشبہ اس میں گہری نظر سے غور وفکر کرنے والوں (بصیرت رکھنے والوں) کے لیے بہت نشانیاں ہیں'' کے معنی متفرسین ''فراست رکھنے والے'' کیے ہیں۔

لغوی تشریح: فراسة: کے معنی ہیں: کسی کے حالات کا جائزہ لے کر اس کی اصل حقیقت تک پہنچنا۔ اور تقویٰ انسان کے اندر بصیرت اور قوت فیصلہ پیدا کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اگر تم اللہ کی حدود کی پابندی کرو گے تو وہ تمھیں فرقان (قوت امتیاز، کسوٹی) عنایت فرمائے گا۔'' اور اس نورِ بصیرت سے کام لے کر تم زندگی کے ہر موڑ اور ہر نشیب وفراز پر یہ جان سکو گے کہ حق کیا ہے؟ اور باطل کیا ہے؟ غلط کیا ہے اور صحیح کیا ہے؟ متوسمین: توسم کے معنی ہیں: تاڑنا، بھانپنا اور کسی عبرت انگیز چیز سے درس عبرت حاصل کرنا۔

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے، تاہم صحیح اور کامل مومن کو اللہ تعالیٰ نور بصیرت، معاملہ فہمی اور باریک بینی عنایت فرماتا ہے جس کی وجہ سے وہ بات کی اصل اور تہ تک پہنچ جاتا ہے اور اسے دھوکا اور فریب دینا آسان نہیں ہوتا۔

(المعجم ١٦) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ النَّحْلِ (التحفة ١٧)

باب: 16۔ سورۂ نحل کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) -٣١٢٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ

[3128] سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٣١٢٧- [ضعيف] أخرجه العقيلي: ٤/ ١٢٩ من حديث عمرو بن قيس به، وعطية العوفي ضعيف مدلس وللحديث شواهد ضعيفة عند ابن عدي: ٤/ ١٥٢٣ والطبري وغيرهما، ومع ذلك حسنه الهيثمي والسيوطي(!).

٣١٢٨- [حسن لغيره] أخرجه الخطيب في تاريخه: ١/ ٢٥٣، ت: ٧٥ من حديث علي بن عاصم به ويحيى البكاء: ضعيف ◄◄

ابْنُ عَاصِمٍ عَنْ يَحْيَى الْبَكَّاءِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ مِنْ صَلَاةِ السَّحَرِ». قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَلَيْسَ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَهُوَ يُسَبِّحُ اللهَ تِلْكَ السَّاعَةَ» ثُمَّ قَرَأَ: «﴿يَتَفَيَّئُوا ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ﴾» [٤٨] الْآيَةَ كُلَّهَا.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج ڈھلنے کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعت، سحر کے وقت کی چار رکعات کے برابر شمار کی جاتی ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زوال کے وقت ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''ہر چیز کا سایہ دائیں اور بائیں (طرف) سے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے ڈھلتا رہتا ہے، اس حال میں کہ وہ (سب چیزیں) عاجز ہیں۔''

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف علی بن عاصم کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

(٢) -٣١٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أُصِيبَ مِنَ الْأَنْصَارِ أَرْبَعَةٌ وَّسِتُّونَ رَجُلًا، وَّمِنَ الْمُهَاجِرِينَ سِتَّةٌ مِّنْهُمْ حَمْزَةُ، فَمَثَّلُوا بِهِمْ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: لَئِنْ أَصَبْنَا مِنْهُمْ يَوْمًا مِّثْلَ هٰذَا لَنُرْبِيَنَّ عَلَيْهِمْ. قَالَ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ﴾ [١٢٦] فَقَالَ رَجُلٌ: لَّا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُفُّوا عَنِ الْقَوْمِ إِلَّا أَرْبَعَةً».

[3129] سیدنا ابی بن کعب ؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے موقع پر انصار میں سے چونسٹھ آدمی شہید ہوئے اور مہاجرین میں سے چھ۔ انھی میں سے سیدنا حمزہ ؓ ہیں۔ پھر ان کا مثلہ (ناک، کان، ہاتھ پاؤں کاٹنا) کیا گیا۔ اس پر انصار نے کہا: اگر ہمیں ان (مشرکین) سے کسی دن اس قسم کا موقع ملا تو ہم ان پر اضافہ کریں گے (زیادہ مثلہ کریں گے۔) جب فتح مکہ کا موقع آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی ہوئی اور اگر برداشت کر جاؤ تو صبر کرنے والوں کے لیے یہی رویہ بہت بہتر ہے۔'' (فتح کے وقت) ایک آدمی کہنے لگا: آج کے بعد قریشی نہیں ہوں گے، یعنی سب موت کے گھاٹ اتار دیے جائیں گے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار کے سوا سب سے ہاتھ روک لو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: ابی بن کعب ؓ کی یہ

◄ وانظر التفصيل في الصحيحة للألباني، ح: ١٤٣١.

٣١٢٩ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٢٧٩ عن الحسين بن حريث به وصححه ابن حبان، ح: ١٦٩٥ والحاكم: ٢/ ٣٥٩ ووافقه الذهبي.

حَدِيثِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ. حدیث حسن غریب ہے۔

فوائد و مسائل: ① سورۂ نحل مکی سورت ہے لیکن یہ آخری تین آیات مدنی ہیں۔ ② فتح مکہ کے وقت رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''انصار میں اعلان کر دو، تمھارے راستے میں جو تمھیں نظر آئے اسے سلا دو۔'' تو اس وقت ایک آدمی نے کہا: آج کے بعد قریش نہیں ہوں گے، تو پھر آپ نے فرمایا: ''جو کسی گھر میں داخل ہو گیا، اسے پناہ حاصل ہو گی۔'' (الكوكب الدري: 178/4، حاشيه: 2) پھر آپ ﷺ نے چار آدمیوں کو قتل کرنے کا عمومی حکم دیا کہ وہ جہاں کہیں بھی ملیں انھیں قتل کر دو۔ وہ چار آدمی یہ ہیں: عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی السرح۔ (تحفة الأحوذي: 445/8) ③ آیت کے معنی یہ ہیں کہ اگر تم بدلہ لینا چاہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمھارے ساتھ غلط سلوک ہوا ہے۔ جرم اور سزائے جرم میں عدم توازن نہ ہو، یعنی تم اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دینا، نیز مسلمان کے لیے ممنوع چیزوں سے ہر صورت میں باز رہنا لازم ہے۔ اگر مخالف ہمیں گالیاں دے تو ہم اس کے جواب میں گالیاں نہیں دے سکتے۔ بہتر یہی ہے کہ صبر و برداشت سے کام لیا جائے۔ صبر کرنے والوں کے لیے صبر بڑی نعمت ہے۔ اس میں جو خیر و برکت ہے، وہ انتقام میں نہیں ہے۔

(المعجم ١٧) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ (التحفة ١٨)

باب: 17۔ سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣١٣٠ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حِينَ أُسْرِيَ بِي لَقِيتُ مُوسٰى» - قَالَ: فَنَعَتَهُ - «فَإِذَا رَجُلٌ»، قَالَ: حَسِبْتُهُ قَالَ: «مُضْطَرِبُ الرَّجِلِ الرَّأْسِ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ»، قَالَ: «وَلَقِيتُ عِيسٰى» - قَالَ: فَنَعَتَهُ - قَالَ: «رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ»، يَعْنِي الْحَمَّامَ، «وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ»، قَالَ: «وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ»، قَالَ: «وَأُتِيتُ بِإِنَائَيْنِ أَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْآخَرُ فِيهِ خَمْرٌ، فَقِيلَ لِي: خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ، فَقِيلَ لِي: هُدِيتَ

[3130] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے لے جایا گیا، میری ملاقات موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ آپ نے ان کا حلیہ بیان فرمایا کہ وہ ایک آدمی ہیں، راوی کے خیال میں، لمبے یا دبلے پتلے، کھلے بالوں والے، گویا کہ وہ شنوءہ قبیلے کے ایک فرد ہیں۔'' اور آپ نے فرمایا: ''میری ملاقات عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔'' آپ نے ان کا حلیہ بیان فرمایا: ''درمیانہ قد، سرخ (وسفید) رنگ، گویا ابھی حمام سے (نہا کر) نکلے ہیں۔'' ''اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔'' آپ نے فرمایا: ''میں ان کی اولاد میں سے سب سے زیادہ ان کے مشابہ ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''اور میرے پاس دو برتن لائے گئے، ایک میں

٣١٣٠ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿واذكر في الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها﴾، ح: ٣٤٣٧ عن محمود بن غيلان ومسلم، ح: ١٦٨ من حديث عبدالرزاق به.

لِلْفِطْرَةِ، أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ».

دودھ تھا اور دوسرے میں شراب، تو مجھ سے کہا گیا: ان دونوں میں سے جو برتن چاہو لے لو۔ میں نے دودھ لے کر اسے پی لیا، تو مجھ سے کہا گیا: آپ کی فطرت کی طرف رہنمائی کی گئی یا کہا، آپ نے فطرت کو پا لیا۔ ہاں، اگر آپ شراب لے لیتے (اور اسے پی لیتے) تو آپ کی امت بھٹک جاتی۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: مضطرب: لمبا لیکن بہت زیادہ نہیں یا ہلکا پھلکا، دبلا پتلا، شنوءہ قبیلے کے افراد لمبے ہوتے تھے۔ رَبْعة: میانہ قد، نہ لمبا نہ پست۔ دِیماس: حمام، گویا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام صاف ستھرے اور تروتازہ نظر آ رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① مختلف روایات کے مجموعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ پر جنت کی چار نہروں سے چار برتن پیش کیے گئے: دودھ کا، شہد کا، پانی کا، اور شراب کا۔ دودھ کا برتن اس قدر صاف شفاف تھا کہ اس میں سے دودھ کے محاسن پوری طرح نظر آ رہے تھے، گویا وہ مجسمۂ دودھ تھا۔ برتن نظر نہیں آتا تھا لیکن شراب کا برتن اس قدر صاف شفاف نہ تھا کہ اس کے اندر شراب پر نظر پڑے۔ مقصود چونکہ دودھ پلانا تھا جو انسان کی فطرت کے مطابق ہے اور انسان کی نشوونما میں دخیل ہے اور شراب سے بچانا مطلوب تھا کیونکہ وہ انسان کی فطرت کے منافی ہے اور وہ اس کے ہوش و حواس کو مختل کرتا ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول کے اعمال کا پرتو اور عکس امت کے اعمال پر پڑتا ہے۔ اگر نبی ﷺ شراب پی لیتے تو اس کا اثر آپ کی امت کے اعمال پر بھی پڑتا۔ اشارتاً اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ استاد اور شیخ کی سیرت و کردار اور اخلاق و اعمال سے اس کے شاگرد اور مریدین بھی متاثر ہوتے ہیں، اس لیے ان کے انتخاب میں ان کے معتقدات اور اعمال و اخلاق کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ یہی صورت حال حکمرانوں کی ہے۔

(٢) ـ ٣١٣١ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مُلْجَمًا مُسْرَجًا، فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ جِبْرَئِيلُ: أَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هٰذَا؟ فَمَا رَكِبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنْهُ. قَالَ: فَارْفَضَّ عَرَقًا.

[3131] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس اسراء کی رات بُراق لایا گیا جسے لگام ڈالی ہوئی تھی اور اس پر زین کسی ہوئی تھی۔ وہ آپ کو سوار نہیں ہونے دے رہا تھا (شوخی کر رہا تھا۔) تو اسے جبرائیل علیہ السلام نے کہا: کیا تو محمد (ﷺ) کے ساتھ یہ حرکت کرتا ہے؟ تجھ پر، اللہ کے ہاں ان سے زیادہ معزز کوئی فرد سوار نہیں ہوا تو وہ (شرمندگی کی بنا پر) پسینے سے شرابور ہو گیا۔

٣١٣١ـ أخرجه أحمد: ٣/ ١٦٤ عن عبدالرزاق به.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ [وَ]لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہمارے علم میں صرف عبدالرزاق کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: عالم اسباب کے تحت زمینی سفر کے لیے نبی ﷺ کو سواری دی گئی جسے لگام ڈالی ہوئی تھی اور اس پر زین بھی ڈالی گئی تھی۔ وہ عام عادت کے مطابق آپ کو اجنبی خیال کرتے ہوئے شوخی دکھا رہی تھی اور آپ کے لیے رام نہیں ہو رہی تھی۔ جب سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ کا مقام و مرتبہ بیان کیا تو پھر اپنی حرکت کو ناپسند کرتے ہوئے وہ پسینے سے شرابور ہو گئی اور پھر ظاہری اسباب کے تحت ہی براق کو باندھا گیا، جیسا کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

٣١٣٢- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ جُنَادَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ جِبْرَئِيلُ: بِإِصْبَعِهِ فَخَرَقَ بِهِ الْحَجَرَ وَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ».

[3132] سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ہم بیت المقدس پہنچ گئے تو جبرائیل علیہ السلام نے اپنی انگلی کے اشارے سے پتھر میں سوراخ کیا اور اس کے ساتھ براق کو باندھ دیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔

(٣) ـ٣١٣٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ».

[3133] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قریش نے مجھے (معراج کے سلسلے میں) جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا اور میں اسے دیکھ کر انھیں اس کی نشانیاں بتلانے لگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا مالک بن صعصعہ، ابوسعید، ابن عباس، ابوذر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ نے جب معراج والی رات بیت المقدس جانے کا تذکرہ فرمایا تو قریش نے آپ سے اس کی

٣١٣٢ـ أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٦٠ من حديث أبي تميلة به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٤٧ والحاكم ووافقه الذهبي.

٣١٣٣ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب ذكر المسيح ابن مريم والمسيح الدجال، ح: ١٧٠ عن قتيبة والبخاري، ح: ٣٨٨٦ من حديث الليث بن سعد به * وفي الباب عن مالك بن صعصعة [سيأتي طرفه: ٣٣٤٦]، وأبي سعيد [البيهقي في دلائل النبوة: ٢/ ٣٩٠ـ٣٩٦ والطبري وابن أبي حاتم وفيه أبو هارون العبدي]، وابن عباس [يأتي: ٣١٣٤]، وأبي ذر [البخاري، ح: ◄

بعض اشیاء کے بارے میں سوال کیا، کیونکہ قریش کے کچھ لوگ وہاں آتے جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے چونکہ ان چیزوں کو اہمیت نہ دی تھی، اس لیے وہ آپ کے ذہن میں نہ تھیں تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس آپ کے سامنے کر دیا۔ آپ دیکھ کر سوالوں کا جواب دینے لگے۔ اب ان کے پاس آپ کو جھٹلانے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ آپ ﷺ پر ایمان نہ لائے۔
② اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر یہ واقعہ خواب میں پیش آیا ہوتا تو قریش کو اسے جھٹلانے یا سوالات کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ ان کا سوالات کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا تھا کہ میں نے جسمانی طور پر جاگتے ہوئے یہ سفر کیا ہے۔

(۴) ـ۳۱۳۴ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ [۶۰] قَالَ: هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ﴾ [۶۰] قَالَ: هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ.

[3134] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ”اور جو (منظر) ہم نے آپ کو دکھلایا اسے لوگوں کے لیے ایک آزمائش بنایا“ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ آنکھوں کا دیکھنا ہے جو نبی ﷺ کو جب بیت المقدس کی رات سفر کرایا گیا، دکھایا گیا۔ ”اور وہ درخت جس پر قرآن میں لعنت بھیجی گئی۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ تھوہر کا درخت ہے۔

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: رؤیا کا لفظ آنکھ کے مشاہدے اور خواب میں دیکھنے دونوں کے معنی میں آتا ہے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رؤیا عین (آنکھ کا مشاہدہ) کہہ کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ واقعۂ اسراء و معراج کا تعلق خواب سے نہیں بلکہ آنکھ کے مشاہدے سے ہے۔ ورنہ یہ لوگوں کے لیے فتنہ اور آزمائش نہ بنتا۔ اسی طرح جہنم کا درخت ان کے لیے آزمائش کا باعث بنا کہ آگ میں درخت کا کیا کام، حالانکہ عالم آخرت کے حالات کو اس عالم فانی کے حالات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، وہاں کے اپنے قوانین ہیں۔

(۵) ـ۳۱۳۵ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ [۷۸] [قَالَ:] «تَشْهَدُهُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ».

[3135] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ”خاص کر فجر کی نماز، بے شک فجر کی نماز ہمیشہ سے (فرشتوں کے) حاضر ہونے کا وقت ہے۔“ کے بارے میں بیان کرتے ہیں ”اس نماز کے وقت رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔“

◀◀ ۳٤۹ ومسلم، ح: ١٦٣]، وابن مسعود [مسلم، ح: ١٧٣].

٣١٣٤ـ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب المعراج، ح: ٣٨٨٨ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣١٣٥ـ أخرجه ابن ماجه، الصلاة، باب وقت صلاة الفجر، ح: ٦٧٠ عن عبيد بن أسباط به وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٧٤ والحاكم: ١/ ٢١٠، ٢١١ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد عند البخاري وغيره (ابن كثير: ٣/ ٥٣، ٥٤) ورواه ابن خزيمة عن علي بن حجر به وقال: "بخبر غريب غريب".

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے علی بن مسہر، اعمش ہی کی سند سے سیدنا ابوہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما دونوں سے اس کے ہم معنی بیان کرتا ہے۔ امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے اعمش کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: نماز فجر میں قراءت طویل بھی ہوتی ہے اور جہری بھی اور [مشهودًا] سے مراد ہے کہ اس نماز کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں کیونکہ اس وقت فرشتوں کی ڈیوٹی تبدیل ہوتی ہے۔ دن والے فرشتے آتے ہیں تو اس کے بعد رات والے فرشتے جاتے ہیں، اس لیے دونوں کا اجتماع ہو جاتا ہے۔

(٦) ـ٣١٣٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ﴾ [٧١] قَالَ: «يُدْعٰى أَحَدُهُمْ، فَيُعْطٰى كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ، وَيُمَدُّ لَهُ فِي جِسْمِهِ سِتُّونَ ذِرَاعًا، وَيُبَيَّضُ وَجْهُهُ، وَيُجْعَلُ عَلٰى رَأْسِهِ تَاجٌ مِّنْ لُؤْلُؤٍ يَتَلَأْلَأُ، فَيَنْطَلِقُ إِلٰى أَصْحَابِهِ، فَيَرَوْنَهُ مِنْ بُعْدٍ، فَيَقُولُونَ: اللّٰهُمَّ ائْتِنَا بِهٰذَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي هٰذَا، حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ، فَيَقُولُ لَهُمْ: أَبْشِرُوا، لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ مِّثْلُ هٰذَا» [قَالَ:] «وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُسَوَّدُ وَجْهُهُ، وَيُمَدُّ لَهُ فِي جِسْمِهِ سِتُّونَ ذِرَاعًا عَلٰى صُورَةِ آدَمَ، وَيُلْبَسُ تَاجًا، فَيَرَاهُ أَصْحَابُهُ، فَيَقُولُونَ: نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا، اللّٰهُمَّ لَا تَأْتِنَا بِهٰذَا» قَالَ: «فَيَأْتِيهِمْ، فَيَقُولُونَ: اللّٰهُمَّ أَخْزِهِ، فَيَقُولُ: أَبْعَدَكُمُ اللهُ، فَإِنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ مِّثْلَ هٰذَا».

[3136] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اللہ کے اس فرمان: ''جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔'' کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان میں سے ایک کو بلایا جائے گا، اسے اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں پکڑایا جائے گا اور اس کے لیے اس کا جسم ساٹھ ہاتھ بڑھا دیا جائے گا۔ اس کا چہرہ روشن کیا جائے گا اور اس کے سر پر موتیوں کا چمکتا ہوا تاج رکھا جائے گا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف جائے گا، وہ اسے دور سے دیکھیں گے اور کہیں گے: اے اللہ! اسے ہمارے پاس لا اور یہ نامۂ اعمال ہمارے لیے برکت کا باعث بنا، حتی کہ وہ ان کے پاس پہنچ جائے گا اور ان سے کہے گا: خوش ہو جاؤ، تم میں سے ہر آدمی کو ایسا ہی ملے گا۔ رہا کافر! تو اس کا چہرہ کالا کیا جائے گا، اس کے لیے اس کا جسم ساٹھ ہاتھ بڑھا دیا جائے گا اور وہ آدم علیہ السلام کی صورت میں ہو گا۔ اسے تاج پہنایا جائے گا تو اس کے ساتھی اسے دیکھیں گے اور کہیں گے: ہم اس کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ اے اللہ! اسے ہمارے پاس نہ لانا۔'' آپ

٣١٣٦ـ [ضعيف] أخرجه ابن حبان، ح: ٢٥٨٨ والحاكم: ٢/ ٢٤٢، ٢٤٣ وصححه على شرط مسلم ووافقه الذهبي * والسدي مجهول لم يرو عنه غير ابنه إسماعيل، ولم يوثقه غير ابن حبان.

نے فرمایا: ”وہ ان کے پاس آئے گا تو وہ کہیں گے: اے اللہ! اسے دور رکھ، تو وہ کہے گا: اللہ تمھیں (مجھ سے) دور رکھے کیونکہ تم میں سے ہر آدمی کے لیے اس جیسی چیز ہی ہے۔“

[قَالَ أَبُوعِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَالسُّدِّيُّ اسْمُهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور سدی کا نام اسماعیل بن عبدالرحمن ہے۔

(٧) ـ٣١٣٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ يَزِيدَ الزَّعَافِرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ [٧٩]، وَسُئِلَ عَنْهَا، قَالَ: «هِيَ الشَّفَاعَةُ».

[3137] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت: ”قریب ہے کہ تمھارا رب تمھیں مقام محمود پر فائز فرمائے گا“ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ شفاعت ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَدَاوُدُ الزَّعَافِرِيُّ هُوَ دَاوُدُ الْأَوْدِيُّ بْنُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللهِ، وَهُوَ عَمُّ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِدْرِيسَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور داود زعافری اور داود اودی بن یزید بن عبداللہ دونوں ایک ہیں اور یہ عبداللہ بن ادریس کا چچا ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ مقام محمود سے مراد شفاعت کبریٰ ہے جس کے نتیجے میں تمام انسانوں کا حساب کتاب شروع ہوگا اور یہ شفاعت نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔

(٨) ـ٣١٣٨ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ نُصُبًا، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَطْعَنُهَا بِمِخْصَرَةٍ فِي يَدِهِ، وَرُبَّمَا قَالَ بِعُودٍ، وَيَقُولُ: «﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ [٨١] ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ﴾» [سبأ:٤٩].

[3138] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہوئے اور کعبے کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ نبی ﷺ ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی، انھیں کچوکے لگانے لگے، بعض دفعہ [مِخْصَرَہ] کی جگہ [عُود] کہا اور فرمانے لگے: ”حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بلاشبہ باطل تو ہے ہی مٹنے والا۔“ ”حق آ گیا اور باطل نہ پہلی دفعہ کچھ کرتا ہے اور نہ دوبارہ کرتا ہے (اول و آخر اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔“)

٣١٣٧ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٤٤ عن وكيع به وللحديث شواهد كثيرة.

٣١٣٨ـ أخرجه مسلم، الجهاد، باب إزالة الأصنام من حول الكعبة، ح: ١٧٨١ عن محمد بن أبي عمر والبخاري، ح: ٤٧٢٠ من حديث سفيان بن عيينة به * وفي الباب عن ابن عمر [ابن حبان، ح: ١٧٠٢ والطبراني في الكبير: ١٢/ ٤٥٢، ح: ١٣٦٤٣].

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَفِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت آئی ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ انسانی فطرت میں باطل کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ یہ خودرو جھاڑیوں کی طرح اس وقت پھلتا پھولتا ہے جب اسے صاف کرتے رہنے والے موجود نہیں ہوتے۔ جب صاف کرنے والے موجود ہوتے ہیں تو وہ کچھ محنت و مشقت برداشت کرکے اسے نیست و نابود کردیتے ہیں اور اس کی جگہ حق کی وہ کھیتی لہلہا اٹھتی ہے جس کا بیج اہل حق ڈالتے ہیں۔

(٩) -٣١٣٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ، ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ، فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ: ﴿وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا﴾ [٨٠].

[3139] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں تھے، پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا اور اس سلسلے میں یہ آیت اتری: ''اور کہہ: اے میرے رب! مجھے داخل کر عزت کا داخل کرنا اور مجھے نکال عزت کا نکالنا اور مجھے خاص اپنے پاس سے مددگار غلبہ نصیب فرما۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(١٠) -٣١٤٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَتْ قُرَيْشٌ لِيَهُودَ: أَعْطُونَا شَيْئًا نَسْأَلُ عَنْهُ هٰذَا الرَّجُلَ. فَقَالَ: سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ. فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ [٨٥] قَالُوا: أُوتِينَا عِلْمًا كَبِيرًا، أُوتِينَا التَّوْرَاةَ، وَمَنْ أُوتِيَ التَّوْرَاةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا، فَأُنْزِلَتْ: ﴿قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ [الكهف:١٠٩].

[3140] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قریش نے یہودیوں سے کہا: ہمیں کوئی ایسی چیز دیجیے (بتائیے) جس کے بارے میں ہم اس آدمی (رسول اللہ) سے پوچھیں۔ انھوں نے کہا: اس سے روح کے بارے میں پوچھیے۔ قریش نے آپ سے روح کے بارے میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''وہ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے: روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمھیں تو بس تھوڑا سا علم ہی عطا ہوا ہے۔'' انھوں (یہود) نے کہا: ہمیں تو بہت بڑا علم دیا گیا ہے۔ ہمیں تورات دی گئی ہے اور جسے تورات دی گئی، اسے بہت بڑا علم دیا گیا، اس پر یہ آیت اتری: ''کہہ دیجیے: اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائے تو یقیناً

٣١٣٩- [ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٢٣ عن جرير بن عبدالحميد به * قابوس ضعيف تقدم.
٣١٤٠- أخرجه أحمد: ١/ ٢٥٥ والنسائي في الكبرى، ح: ١١٣١٤ عن قتيبة به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٩٩، والحاكم: ٢/ ٥٣١ ووافقه الذهبي وله شاهد عند البخاري، ح: ١٢٥ ومسلم، ح: ٢٧٩٤ وغيرهما.

سمندر ختم ہو جائے گا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے، (البتہ) اس سند سے غریب ہے۔

فوائد و مسائل: ① روح سے مراد یہاں وحیٔ الٰہی ہے۔ جس طرح جسم کی زندگی روح سے ہے اسی طرح عقل و دل اور روح کی زندگی وحی سے ہے۔ کفار نے بطور مذاق اور استہزا سوال کیا کہ یہ روح جس کے اترنے کے تم مدعی ہو اس کی حقیقت کیا ہے تو جواب ملا، ان سے کہہ دو: روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمھیں علم تھوڑا ہی ملا ہے، یعنی روح کے متعلق۔ اس لیے اس کی کھوج کرید سے نہ کوئی فائدہ حاصل ہوگا اور نہ اصل حقیقت تک رسائی ہی ممکن ہے۔ ② کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی وہ نشانیاں ہیں جو آفاق میں پھیلی ہوئی ہیں جو غیر محدود ہیں جبکہ سمندر کا پانی محدود ہے اور محدود سے غیر محدود کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔

(١١) ـ٣١٤١ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَسِيبٍ، فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِّنَ الْيَهُودِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ سَأَلْتُمُوهُ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَسْأَلُوهُ فَإِنَّهُ يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُونَ، فَقَالُوا [لَهُ]: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! حَدِّثْنَا عَنِ الرُّوحِ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً وَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُوحٰى إِلَيْهِ حَتّٰى صَعِدَ الْوَحْيُ، ثُمَّ قَالَ: «﴿الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾» [٨٥].

[3141] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینے کی ایک کھیتی میں نبی ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، جبکہ آپ کھجور کی چھڑی کا سہارا لیے ہوئے تھے کہ آپ یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے۔ ان میں سے بعض نے کہا: اے کاش! تم اس سے روح کے بارے میں پوچھو۔ بعض نے کہا: اس سے مت پوچھو، کیونکہ وہ تمھیں ایسا جواب دے گا جو تمھیں ناپسند ہوگا۔ پھر انھوں نے آپ سے پوچھ ہی لیا: اے ابوالقاسم! ہمیں روح کے بارے میں بتائیے۔ نبی ﷺ کچھ وقت (جواب دینے سے) رکے اور اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا تو میں جان گیا کہ آپ کی طرف وحی اتر رہی ہے حتیٰ کہ وحی (کی کیفیت) ختم ہوگئی، پھر آپ نے فرمایا: ”روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمھیں تو بس تھوڑا سا علم ہی دیا گیا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: وہ روح جس کے متعلق سوال ہوا ہے، اس کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس سے مراد روح انسانی ہے یا کوئی اور

٣١٤١ـ أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب سؤال اليهود النبي ﷺ عن الروح وقوله تعالى: ﴿يسألونك عن الروح﴾ الآية، ح: ٢٧٩٤ عن علي بن خشرم والبخاري، ح: ٧٢٩٧ من حديث عيسى بن يونس به.

روح۔ ظاہر قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے مراد وحی ہے۔ بقول حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سوال روح انسانی کے بارے میں تھا۔ (فتح الباري: 513/8) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے روح کے بارے میں دس قول نقل کیے ہیں۔ (فتح الباري: 511/8)

(١٢) _٣١٤٢_ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةَ أَصْنَافٍ: صِنفًا مُشَاةً، وَصِنفًا رُكْبَانًا، وَصِنفًا عَلٰى وُجُوهِهِمْ.» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ يَمْشُونَ عَلٰى وُجُوهِهِمْ؟ قَالَ: «إِنَّ الَّذِي أَمْشَاهُمْ عَلٰى أَقْدَامِهِمْ قَادِرٌ عَلٰى أَنْ يُمْشِيَهُمْ عَلٰى وُجُوهِهِمْ، أَمَا إِنَّهُمْ يَتَّقُونَ بِوُجُوهِهِمْ كُلَّ حَدَبٍ وَشَوْكَةٍ».

[3142] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ قیامت کے دن تین صورتوں میں جمع کیے جائیں گے: ایک قسم پیدل چلنے والوں کی ہوگی، دوسری سواروں کی اور تیسری چہرے کے بل چلنے والوں کی۔'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ لوگ اپنے چہروں کے بل کیسے چلیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''یقینا جس ذات نے انھیں قدموں کے بل چلایا ہے، وہ انھیں چہرے کے بل چلانے کی بھی قدرت رکھتا ہے، ہاں وہ لوگ ہر ٹیلے اور کانٹے سے اپنے چہروں کے ذریعے سے بچاؤ کریں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوٰى وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا مِّنْ هٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور وہیب نے بھی ابن طاؤس کی سند سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت معناً صحیح ہے۔ قیامت کے روز کامل الایمان لوگ سوار ہو کر حشر کے میدان (شام) کی طرف روانہ ہوں گے اور عام مسلمان پیدل اور کافر چہروں کے بل چل کر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے چہروں کے بل چلانا اور ان پر بعض دفعہ گھسیٹنا مشکل نہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(١٣) _٣١٤٣_ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ [قَالَ]: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ رِجَالًا وَرُكْبَانًا وَتُجَرُّونَ عَلٰى وُجُوهِكُمْ».

[3143] بہز بن حکیم اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً تمھیں (انسانوں کو) پیدل، سوار اور چہروں کے بل گھسیٹ کر جمع کیا جائے گا۔''

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

٣١٤٢_ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٤ عن الحسن بن موسى به، علي بن زيد ضعيف وأوس بن خالد: مجهول ولأصل الحديث شواهد، وحديث وهيب: رواه البخاري، ح: ٦٥٢٢ ومسلم، ح: ٢٨٦١.

٣١٤٣_ تقدم: ٢٤٢٤.

فائدہ: بعض وقت کافر چہرے کے بل چلائے جائیں گے اور بعض وقت چہرے کے بل گھسیٹے جائیں گے یا بعض کا حشر چہرے کے بل ہوگا اور بعض کا گھسیٹ کر ہوگا۔

(۱۴) ـ ۳۱۴۴ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَأَبُو دَاوُدَ وَأَبُو الْوَلِيدِ - وَاللَّفْظُ لَفْظُ يَزِيدَ وَالْمَعْنٰى وَاحِدٌ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ الْمُرَادِيِّ أَنَّ يَهُودِيَّيْنِ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اذْهَبْ بِنَا إِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ نَسْأَلُهُ. [فَ]قَالَ: لَا تَقُلْ لَّهُ نَبِيٌّ، فَإِنَّهُ إِنْ يَسْمَعْهَا تَقُولُ لَهُ نَبِيٌّ كَانَتْ لَهُ أَرْبَعَةُ أَعْيُنٍ، فَأَتَيَا النَّبِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى: ﴿وَلَقَدْ أٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ﴾ [۱۰۱]، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَسْحَرُوا، وَلَا تَمْشُوا بِبَرِيءٍ إِلٰى سُلْطَانٍ فَيَقْتُلَهُ، وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا، وَلَا تَقْذِفُوا مُحْصَنَةً، وَلَا تَفِرُّوا مِنَ الزَّحْفِ - شَكَّ شُعْبَةُ - وَعَلَيْكُمْ [يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ خَاصَّةً، أَلَّا تَعْتَدُوا فِي السَّبْتِ». فَقَبَّلَا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالَا: نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ. قَالَ: «فَمَا يَمْنَعُكُمَا أَنْ تُسْلِمَا؟» قَالَا: إِنَّ دَاوُدَ دَعَا اللهَ أَنْ لَا يَزَالَ فِي ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ وَإِنَّا نَخَافُ إِنْ أَسْلَمْنَا أَنْ تَقْتُلَنَا الْيَهُودُ.

[3144] سیدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو یہودیوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: چلو ہم اس نبی کے پاس جائیں اور اس سے سوال کریں۔ دوسرے نے کہا: اسے نبی نہ کہو، کیونکہ اگر اس نے یہ سن لیا کہ تم اسے نبی کہہ رہے ہو تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی، یعنی مسرت و شادمانی کے باعث اس کی آنکھوں کی روشنی دگنی ہو جائے گی۔ پھر وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو (9) واضح آیات دیں'' کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، زنا نہ کرو اور جس نفس کو اللہ نے محترم قرار دیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو، نہ چوری کرو اور نہ جادو کرو اور نہ کسی بری کو صاحب اقتدار کے پاس قتل کرنے کے لیے لے جاؤ، نہ سود کھاؤ اور نہ کسی پاک دامن عورت پر الزام تراشی کرو اور نہ لڑائی سے بھاگو'' ۔شعبہ کو شک ہے۔''اے یہود کی جماعت! خاص کر تم لوگ ہفتے کے دن کے سلسلے میں حدود سے تجاوز نہ کرو۔'' ان دونوں نے آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کا بوسہ لیا۔ اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ واقعی نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم دونوں کو مسلمان ہونے میں کیا رکاوٹ ہے؟'' دونوں نے کہا: بلاشبہ داود علیہ السلام نے اللہ سے یہ دعا کی تھی کہ ہمیشہ ان کی اولاد میں نبی رہے اور ہمیں خطرہ ہے کہ اگر ہم مسلمان ہو گئے تو یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۱٤٤ـ [ضعيف] تقدم: ۲۷۳۳.

(١٥) _٣١٤٥_ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَهُشَيْمٍ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ [١١٠] قَالَ: نَزَلَتْ بِمَكَّةَ، كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ سَبَّهُ الْمُشْرِكُونَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ، ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ بِأَنْ تُسْمِعَهُمْ حَتَّى يَأْخُذُوا عَنْكَ الْقُرْآنَ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[3145] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت: ''اورتم اپنی نماز نہ زیادہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ بالکل پست آواز سے'' مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ جب قرآن بلند آواز سے پڑھتے تو مشرک قرآن کو، اس کے اتارنے والے اور لانے والے کو برا بھلا کہتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اورتم اپنی نماز بلند آواز سے نہ پڑھو'' کہ وہ قرآن کو اور اسے جس نے اسے اتارا اور اسے جو اسے لایا ہے، برا بھلا کہیں ''اور نہ بہت پست آواز سے'' کہ اپنے ساتھیوں سے چھپائیں۔ آپ انھیں سنائیں تا کہ وہ آپ سے قرآن سیکھ سکیں۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(١٦) _٣١٤٦_ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا﴾ قَالَ: نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ، وَكَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ، فَكَانَ الْمُشْرِكُونَ إِذَا سَمِعُوا شَتَمُوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ، فَقَالَ اللهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَاءَتِكَ، فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا﴾.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[3146] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت: ''اورتم اپنی نماز کو نہ زیادہ جہری کرو اور نہ بالکل ہی سری (پست)، ان دونوں کے درمیان کوئی راہ اختیار کرو'' اس وقت اتری جبکہ رسول اللہ ﷺ مکے میں چھپے ہوئے تھے۔ جب آپ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تو قراء ت بلند آواز سے کرتے۔ جب مشرک سنتے تو قرآن کو سب وشتم کرتے اور اسے بھی جس نے اسے اتارا ہے اور جو اسے لایا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ہدایت کی کہ ''اور اپنی نماز کو بلند نہ کیجیے'' یعنی اپنی قراء ت کو کہ مشرک سن کر قرآن کو برا بھلا کہیں، ''اور نہ اپنی نماز کو سری کیجیے''، اپنے ساتھیوں سے۔ ''اور ان دونوں کے درمیان کوئی راستہ اختیار کریں۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣١٤٥_ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها﴾، ح: ٤٧٢٢ ومسلم، ح: ٤٤٦ من حديث هشيم به.

٣١٤٦_ انظر الحديث السابق.

فائدہ: چونکہ مسلمان امتِ وسط (معتدل امت) ہیں، اس لیے ان کی نمازیں اور دعائیں بہت زیادہ جہری بھی نہ ہوں، نہ بالکل ہی پست ہوں بلکہ ان کے درمیان، درمیان کی راہ ہو، یعنی ضرورت اور حالات کے مطابق ہوں۔ اور نماز سے مراد قراءتِ نماز ہے۔ (مضاف محذوف ہے۔)

(١٧) ـ٣١٤٧ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ زِرِّ ابْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: قُلْتُ لِحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ: أَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ قَالَ: لَا. قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: أَنْتَ تَقُولُ ذٰلِكَ يَا أَصْلَعُ، بِمَ تَقُولُ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: بِالْقُرْآنِ، بَيْنِي وَبَيْنَكَ الْقُرْآنُ. فَقَالَ حُذَيْفَةُ: مَنِ احْتَجَّ بِالْقُرْآنِ فَقَدْ أَفْلَحَ - قَالَ سُفْيَانُ: يَقُولُ: قَدِ احْتَجَّ، وَرُبَّمَا قَالَ: قَدْ فَلَجَ - فَقَالَ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرٰى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى﴾[1]. قَالَ: أَفَتَرَاهُ صَلّٰى فِيهِ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: لَوْ صَلّٰى فِيهِ لَكُتِبَتْ عَلَيْكُمُ الصَّلَاةُ فِيهِ كَمَا كُتِبَتِ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ. قَالَ حُذَيْفَةُ: قَدْ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِدَابَّةٍ طَوِيلَةِ الظَّهْرِ مَمْدُودَةٍ هٰكَذَا. خَطْوُهُ مَدُّ بَصَرِهِ، فَمَا زَايَلَا ظَهْرَ الْبُرَاقِ حَتّٰى رَأَيَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَوَعْدَ الْآخِرَةِ أَجْمَعَ، ثُمَّ رَجَعَا عَوْدَهُمَا عَلٰى بَدْئِهِمَا. قَالَ: وَيَتَحَدَّثُونَ أَنَّهُ رَبَطَهُ لِمَا؟ لِيَفِرَّ مِنْهُ!؟ وَإِنَّمَا سَخَّرَهُ لَهُ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ.

[3147] زر بن حبیش رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: کیوں نہیں (پڑھی ہے۔) انھوں نے فرمایا: او گنجے! تم یہ کہتے ہو۔ یہ کس بنیاد پر کہتے ہو؟ میں نے کہا: قرآن کی رو سے۔ میرے اور آپ کے درمیان قرآن حکم (ثالث) ہے۔ اس پر سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے قرآن سے حجت پکڑی، وہ کامیاب ہو گیا۔ سفیان کہتے ہیں: حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مقصد ہے: اس نے واقعی دلیل پیش کی اور بعض دفعہ [أفلح] کی جگہ [فلج] ''کامیاب ہوا'' کہا۔ زر رحمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی: ''پاک ہے وہ (اللہ) جو رات کے ایک حصے میں اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔'' سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تمھارا کیا خیال ہے، آپ نے اس میں نماز پڑھی؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: اگر آپ نے اس میں نماز پڑھی ہوتی تو تم پر بھی اس میں نماز پڑھنا لازم ہوتا جس طرح مسجد حرام میں نماز پڑھنا لازم ہے۔ سیدنا حذیفہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لمبی پیٹھ والا چوپایہ لایا گیا جو اس طرح پھیلی ہوئی تھی۔ اس کا قدم اس کی حد نظر پر پڑتا تھا۔ وہ دونوں (رسول اللہ ﷺ اور جبریل علیہ السلام) اس وقت تک براق کی پیٹھ سے الگ نہیں ہوئے جب تک انھوں نے جنت و دوزخ اور

٣١٤٧ـ أخرجه الحميدي، ح: ٤٤٩ عن سفيان بن عيينة به وصرح بالسماع وصححه الحاكم: ٢/ ٣٥٩ ووافقه الذهبي وقال ابن كثير في تفسيره: "وهذا الذي قاله حذيفة رضي الله عنه نفي ما أثبته غيره عن رسول الله ﷺ من ربط الدابة بالحلقة ومن الصلاة ببيت المقدس مما سبق، وما سبق مقدم على قوله، والله أعلم بالصواب" (٣/ ١٢، ١٣).

آخرت کی ان سب چیزوں کا مشاہدہ نہیں کر لیا جن کا وعدہ دیا گیا ہے۔ پھر دونوں جیسے گئے تھے ویسے ہی واپس آ گئے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگ کہتے ہیں کہ جبرائیل نے اسے باندھا تھا، کیوں؟ کہیں بھاگ نہ جائے؟ اسے تو بس غیب و حاضر کے جاننے والے نے مسخر (پابند) فرمایا تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سورۂ اسراء میں اگرچہ آپ کے بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) میں نماز پڑھنے کی تصریح نہیں ہے، اس لیے زر بن حبیش نے تصریح ہونے کی نفی کی۔ لیکن روایات سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 411 (162)) اسی طرح براق کو باندھنے کی تصریح موجود ہے، دیکھیے: (حدیث: 3132) اور اصولی طور پر نافی (انکار) پر مثبت مقدم ہوتا ہے، کیونکہ اس کو زائد چیز کا علم ہے، اسی لیے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے انکار پر دوسرے صحابہ کے اثبات کو ترجیح دی جائے گی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 463/8، 464، الكوكب الدري: 188/4-199، حاشیہ نمبر 2)

(١٨) ـ٣١٤٨ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَبِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ، آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلَا فَخْرَ». قَالَ: «فَيَفْزَعُ النَّاسُ ثَلَاثَ فَزَعَاتٍ، فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ أَبُونَا آدَمُ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، فَيَقُولُ: إِنِّي أَذْنَبْتُ ذَنْبًا أُهْبِطْتُ مِنْهُ إِلَى الْأَرْضِ، وَلٰكِنِ ائْتُوا نُوحًا، فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ: إِنِّي دَعَوْتُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ دَعْوَةً فَأُهْلِكُوا، وَلٰكِنِ اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ: إِنِّي كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ». ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا

[3148] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں قیامت کے روز آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا بطور فخر نہیں۔ اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور اس پر فخر نہیں۔ اور اس دن ہر نبی آدم علیہ السلام سمیت سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے اور سب سے پہلے زمین سے میں نکلوں گا۔ (مجھ سے زمین شق ہوگی) بطور فخر نہیں کہتا۔'' آپ نے فرمایا: ''لوگ تین مرتبہ گھبرائیں گے تو آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: آپ ہمارے باپ آدم ہیں، اس لیے ہمارے حق میں اپنے رب کے حضور سفارش فرمائیں، تو وہ جواب دیں گے: میں نے ایک بڑا گناہ کیا تھا (درخت کا پھل کھا لیا تھا۔) جس کے سبب (جنت سے) زمین کی طرف اتارا گیا، لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ نوح علیہ السلام

٣١٤٨ـ [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ذكر الشفاعة، ح: ٤٣٠٨ من حديث علي بن زيد بن جدعان به ولم ينفرد به وللحديث شواهد.

مِنهَا كَذِبَةٌ إِلَّا مَا حَلَ بِهَا عَنْ دِينِ اللهِ، وَلٰكِنِ ائْتُوا مُوسٰى، فَيَأْتُونَ مُوسٰى فَيَقُولُ: إِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا، وَلٰكِنِ ائْتُوا عِيسٰى، فَيَأْتُونَ عِيسٰى فَيَقُولُ: إِنِّي عُبِدْتُ مِنْ دُونِ اللهِ، وَلٰكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا ﷺ». قَالَ: «فَيَأْتُونِّي فَأَنْطَلِقُ مَعَهُمْ». قَالَ ابْنُ جُدْعَانَ: قَالَ أَنَسٌ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَ: «فَآخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَأُقَعْقِعُهَا فَيُقَالُ: مَنْ هٰذَا؟ فَيُقَالُ: مُحَمَّدٌ، فَيَفْتَحُونَ لِي وَيُرَحِّبُونَ بِي، فَيَقُولُونَ: مَرْحَبًا، فَأَخِرُّ سَاجِدًا، فَيُلْهِمُنِي اللهُ مِنَ الثَّنَاءِ وَالْحَمْدِ، فَيُقَالُ لِي: ارْفَعْ رَأْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَقُلْ يُسْمَعْ لِقَوْلِكَ، وَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ الَّذِي قَالَ اللهُ: ﴿عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾» [٩٠]. قَالَ سُفْيَانُ: لَيْسَ عَنْ أَنَسٍ إِلَّا هٰذِهِ الْكَلِمَةُ. «فَآخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَأُقَعْقِعُهَا».

کے پاس آئیں گے۔ وہ جواب دیں گے: میں نے زمین والوں کے خلاف دعا کی تھی تو وہ ہلاک کر دیے گئے، لیکن تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ جواب دیں گے: میں نے تین دفعہ جھوٹ (توریے) سے کام لیا تھا۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر جھوٹ (توریہ) دین کے دفاع و تحفظ کے لیے تھا۔ لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ تو وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ جواب دیں گے: میں ایک جان قتل کر چکا ہوں، لیکن تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ کہیں گے: مجھے اللہ کے سوا پوجا گیا ہے، لیکن تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔" آپ نے فرمایا: "وہ میرے پاس آئیں گے تو میں ان کے ساتھ چلوں گا۔" حدیث کے راوی ابن جدعان بیان کرتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کو (یہ بیان کرتے ہوئے بھی) دیکھ رہا ہوں، آپ نے فرمایا: "اس وقت میں جنت کے دروازے کا کنڈا پکڑوں گا اور اسے کھٹکھٹاؤں گا تو کہا جائے گا: یہ کون ہے؟ تو کہا جائے گا: محمد ہے۔ وہ میری خاطر (دروازہ) کھولیں گے اور مجھے خوش آمدید کہیں گے اور کہیں گے: مرحبا، تو میں سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے حمد وثنا القاء فرمائے گا اور مجھے کہا جائے گا: اپنا سر اٹھایئے اور مانگیے، آپ کو ملے گا۔ سفارش کیجیے، آپ کی سفارش قبول ہو گی۔ کہیے، آپ کی بات سنی جائے گی۔ یہی وہ مقام محمود ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "قریب ہے کہ تمھارا رب تمھیں مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔" سفیان کہتے ہیں: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے صرف یہی کلمہ منقول ہے کہ "اس وقت میں جنت کے دروازے کا کنڈا پکڑ کر اسے کھٹکھٹاؤں گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].
وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) ہے۔ بعض راویوں نے یہ مکمل حدیث ابونضرہ کے واسطے سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی ہے۔

لغوی تشریح: [مَاحَلَ] دفاع اور تحفظ کیا۔ [أُقَعْقِعُ] میں کھٹکھٹاؤں گا۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں نبی ﷺ نے اپنے قیامت کے روز کے کچھ خصائص اور امتیازات بطور تحدیث نعمت بیان فرمائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے یہ امتیازات حاصل ہوں گے، نیز فرمایا: میں یہ فضائل بطور فخر و مباہات بیان نہیں کر رہا، محض بیان واقع کے لیے ہے تاکہ تمھیں میرے ان خصائص کا علم حاصل ہو جائے۔ چونکہ شفاعتِ کبریٰ، جس کے نتیجے میں پوری انسانیت کا حساب کتاب شروع ہو گا اور اسے انجام تک پہنچانے کے لیے نبی ﷺ آخر میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے، یہ آپ کا خاصہ ہے جس کا ظہور اس شکل میں ہو گا کہ بار بار گھبراہٹ کا شکار ہو کر لوگ انسانوں کے باپ سیدنا آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ اس بات کے اظہار کے لیے کہ یہ میرا کام نہیں، اپنا ایسا عذر پیش کریں گے جو معاف ہو چکا ہے اور ساتھ ہی پہلے اولوالعزم رسول کی طرف رہنمائی فرمائیں گے۔ اس طرح اولوالعزم رسول ایک ایسی بات کرے گا جس کی معافی مل چکی ہے یا وہ اس کا قصور ہے ہی نہیں۔ مقصد صرف یہ ہے کہ اس کام کا اہل نہیں۔ اسی طرح معاملہ نبی مکرم ﷺ تک پہنچے گا۔ چونکہ یہ آپ ہی کا کام ہے، اسی لیے آپ کی سفارش سے تمام انسانوں کا حساب کتاب شروع ہو جائے گا اور آپ ہی کی سفارش سے جنت کا دروازہ کھلے گا۔ ② سیدنا ابراہیم علیہ السلام تین جھوٹوں کی بات کریں گے، حالانکہ وہ جھوٹ نہیں ہیں، توریہ اور تعریض ہیں جو جھوٹ سے بچنے کا ایک جائز ذریعہ ہے، لیکن وہ اپنی عظمت و وقار سے فروتر سمجھتے ہوئے، اپنے آپ کو اس کام سے بچانے کے لیے، انھیں جھوٹ سے تعبیر فرمائیں گے۔ مزید وضاحت سورۂ انبیاء میں آئے گی۔ اسی طرح اگر لوگوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو پوجا ہے تو اس میں ان کا کیا قصور؟ محض سفارش سے گریز کے لیے انھوں نے یہ بات کہی ہے۔

(المعجم ١٨) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْكَهْفِ (التحفة ١٩)

باب: 18۔ سورۂ کہف کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣١٤٩ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسٰى صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَيْسَ بِمُوسٰى صَاحِبِ الْخَضِرِ. قَالَ:

[3149] سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی کا خیال ہے کہ بنو اسرائیل کے موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے ساتھی موسیٰ علیہ السلام ایک نہیں ہیں۔ انھوں نے جواب دیا: اللہ کے دشمن نے غلط کہا

٣١٤٩ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب من فضائل الخضر ﷺ، ح: ٢٣٨٠ عن محمد بن يحيى بن أبي عمر والبخاري، ح: ٤٧٢٥ من حديث سفيان بن عيينة به * حديث الزهري عند البخاري، ح: ٧٤ ومسلم، ح: ٢٣٨٠/ ١٧٤ وحديث أبي إسحاق الهمداني، رواه مسلم ويأتي: ٣١٥٠.

كَذَبَ عَدُوُّ اللهِ، سَمِعْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَامَ مُوسٰى خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَسُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ. فَعَتَبَ اللهُ عَلَيْهِ، إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ أَنَّ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ. قَالَ مُوسٰى: أَيْ رَبِّ! فَكَيْفَ لِي بِهِ؟ فَقَالَ لَهُ: احْمِلْ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ، فَحَيْثُ تَفْقِدُ الْحُوتَ فَهُوَ ثَمَّ. فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ فَتَاهُ - وَهُوَ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ - فَجَعَلَ مُوسٰى حُوتًا فِي مِكْتَلٍ، فَانْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ يَمْشِيَانِ حَتّٰى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ، فَرَقَدَ مُوسٰى وَفَتَاهُ، فَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمِكْتَلِ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْمِكْتَلِ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ». قَالَ: «فَأَمْسَكَ اللهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْمَاءِ حَتّٰى كَانَ مِثْلَ الطَّاقِ، وَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا، وَكَانَ لِمُوسٰى وَفَتَاهُ عَجَبًا، فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا، وَنَسِيَ صَاحِبُ مُوسٰى أَنْ يُخْبِرَهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ مُوسٰى قَالَ لِفَتَاهُ: ﴿آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾» [٦٢]. قَالَ: «وَلَمْ يَنْصَبْ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أُمِرَ بِهِ، ﴿قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا﴾ [٦٣]. قَالَ مُوسٰى: ﴿ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾» [٦٤]. قَالَ: «فَكَانَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا» قَالَ سُفْيَانُ: يَزْعُمُ نَاسٌ أَنَّ تِلْكَ الصَّخْرَةَ عِنْدَهَا عَيْنُ الْحَيَاةِ، لَا يُصِيبُ مَاؤُهَا مَيِّتًا إِلَّا عَاشَ. قَالَ: وَكَانَ الْحُوتُ قَدْ أُكِلَ مِنْهُ، فَلَمَّا قُطِرَ عَلَيْهِ الْمَاءُ عَاشَ. قَالَ: فَقَصَّا آثَارَهُمَا حَتّٰى أَتَيَا الصَّخْرَةَ، فَرَأٰى رَجُلًا مُّسَجًّى عَلَيْهِ بِثَوْبٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسٰى،

ہے۔ میں نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، وہ کہہ رہے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے: ''موسیٰ علیہ السلام بنواسرائیل میں خطاب کے لیے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا: سب لوگوں سے زیادہ جاننے والا کون ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے سرزنش فرمائی کیونکہ انھوں نے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی تھی (کہ وہ بہتر جانتا ہے۔) پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ دوسمندروں کے سنگم پر ہے جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! میں اس تک کیسے پہنچ سکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: ٹوکری میں ایک مچھلی اٹھا لیجیے، جہاں مچھلی کو گم پاؤ، وہ وہاں ہوں گے، چنانچہ وہ اپنے خدمت گزار یوشع بن نون کو ساتھ لے کر چل پڑے اور موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی ایک ٹوکری میں رکھ لی۔ پھر وہ اور ان کا خدمت گزار پیدل روانہ ہو گئے حتیٰ کہ ایک چٹان کے پاس پہنچ گئے تو موسیٰ اور ان کا خادم دونوں سونے کے لیے لیٹ گئے۔ مچھلی ٹوکری میں پھڑپھڑائی، حتیٰ کہ ٹوکری سے نکل کر سمندر میں گر گئی، اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے پانی کا چلنا روک دیا، حتیٰ کہ پانی طاق (طاقچہ) کی طرح ہو گیا جو مچھلی کے لیے سرنگ (راستہ) بن گیا۔ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم کے لیے تعجب کا باعث بنا، تو وہ دونوں باقی دن اور اگلی رات چلتے رہے اور موسیٰ علیہ السلام کا ساتھی انھیں یہ واقعہ بتانا بھول گیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے خادم سے کہا: ہمارے پاس ہمارا صبح کا کھانا (ناشتہ) لاؤ، ہم تو اس سفر سے تھک چکے ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''وہ اس وقت تک نہیں تھکے جب تک اس جگہ سے گزر نہیں گئے جس کا حکم تھا۔''

فَقَالَ: أَنّٰى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ؟ فَقَالَ: أَنَا مُوسٰى، فَقَالَ: مُوسٰى بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: يَا مُوسٰى! إِنَّكَ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا أَعْلَمُهُ، وَأَنَا عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ. فَقَالَ مُوسٰى: ﴿هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلٰى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾. قَالَ: ﴿إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ○ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ○ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا﴾ قَالَ لَهُ الْخَضِرُ: ﴿فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ [٦٦-٧٠] قَالَ: نَعَمْ. فَانْطَلَقَ الْخَضِرُ وَمُوسٰى يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ، فَكَلَّمَاهُمْ أَنْ يَّحْمِلُوهُمَا، فَعَرَفُوا الْخَضِرَ، فَحَمَلُوهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ، فَعَمَدَ الْخَضِرُ إِلٰى لَوْحٍ مِّنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ فَنَزَعَهُ، فَقَالَ لَهُ مُوسٰى: قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَعَمَدْتَّ إِلٰى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا ﴿لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا﴾. قَالَ: ﴿أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ قَالَ: ﴿لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا﴾ [٧١-٧٣] ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ، فَبَيْنَمَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ وَإِذَا غُلَامٌ يَّلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ لَهُ مُوسٰى: ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَّقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا﴾. قَالَ: ﴿أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ قَالَ: وَهٰذِهِ أَشَدُّ مِنَ الْأُولٰى قَالَ: ﴿إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّي عُذْرًا ○ فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُّضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُّرِيدُ أَنْ يَّنْقَضَّ﴾ يَقُولُ: مَائِلٌ، فَقَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهِ هٰكَذَا

خادم نے کہا: ''بتایئے (میں کیا عرض کروں) جب ہم نے چٹان کے پاس پناہ لی تو میں مچھلی بھول گیا اور یہ شیطان ہی تھا جس نے اس کا تذکرہ کرنا مجھے بھلا دیا۔ مچھلی نے عجیب طریقے سے سمندر میں اپنی راہ بنا لی۔'' موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''اسی جگہ کی تو ہمیں تلاش تھی، چنانچہ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر لوٹ آئے۔'' آپ نے فرمایا: ''وہ اپنے قدموں کے نشانات پر لوٹے۔'' سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں: لوگوں کا خیال ہے کہ اس چٹان کے پاس آب حیات چشمہ ہے جس مردے کو اس کا پانی لگے وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ اور مچھلی کا کچھ حصہ کھایا جا چکا تھا، جب اس پر پانی کا قطرہ گرا وہ زندہ ہو گئی۔ اور دونوں اپنے قدموں کے نشانات کا پیچھا کرتے ہوئے چٹان کے پاس پہنچ گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے ایک آدمی دیکھا جس نے اپنے آپ کو کپڑے سے ڈھانپا ہوا تھا، یعنی وہ کپڑا اوڑھے ہوئے تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے السلام علیکم کہا تو اس نے کہا: تمھاری اس زمین میں سلام کہنے والا کہاں سے آ گیا؟ تو انھوں نے کہا: میں موسیٰ ہوں۔ خضر نے کہا: بنو اسرائیل کا فرد موسیٰ؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ خضر نے کہا: اے موسیٰ! بلاشبہ اللہ کے علم سے آپ کو ایک قسم کا علم حاصل ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے میں اسے نہیں جانتا اور مجھے اللہ تعالیٰ کے علم سے ایک قسم کا علم حاصل ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا ہے، آپ اسے نہیں جانتے۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ''کیا میں آپ کے پیچھے اس (شرط) پر چلوں کہ جو رشد (وبھلائی کا علم) آپ کو عطا ہوا ہے، آپ اس میں سے کچھ مجھے بھی سکھائیں گے؟'' خضر نے کہا: ''تم میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکو گے اور جو باتیں تمھارے دائرۂ علم سے باہر ہوں گی، ان پر تم صبر کر بھی کیسے سکو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ان شاء اللہ (اگر اللہ کو منظور

﴿فَأَقَامَهُ﴾ فقَالَ: لَهُ مُوسٰى: قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُضَيِّفُونَا وَلَمْ يُطْعِمُونَا، ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا۝ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾» [۷۸-۷۷]. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَرْحَمُ اللهُ مُوسٰى، لَوَدِدْنَا أَنَّهُ كَانَ صَبَرَ حَتّٰى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَخْبَارِهِمَا». قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْأُولٰى كَانَتْ مِنْ مُوسٰى نِسْيَانًا» . قَالَ: «وَجَاءَهُ عُصْفُورٌ حَتّٰى وَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِينَةِ ثُمَّ نَقَرَ فِي الْبَحْرِ، فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ: مَا نَقَصَ عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللهِ إِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُورُ مِنَ الْبَحْرِ». قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَكَانَ - يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ - يَقْرَأُ: (وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا)، وَكَانَ يَقْرَأُ: (وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا).

ہوا) آپ مجھے ضرور صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔'' خضر نے ان سے کہا: ''اگر آپ میری پیروی کرنا چاہتے ہیں تو پھر کسی چیز کے متعلق مجھ سے اس وقت تک کچھ نہ پوچھنا جب تک میں خود ہی اس کا کچھ ذکر نہ کروں۔'' انھوں نے کہا: ہاں۔ پھر موسیٰ اور خضر علیہما السلام دونوں سمندر کے کنارے کنارے چلنے لگے۔ ان کے پاس سے ایک کشتی گزری تو ان دونوں نے کشتی والوں سے گفتگو کی کہ ان دونوں کو بھی سوار کر لیں۔ انھوں نے خضر کو پہچان لیا اور ان دونوں کو بغیر کرائے کے سوار کر لیا۔ پھر خضر نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختے کا قصد کیا اور اسے اکھاڑ دیا (اپنی جگہ سے ہلا ڈالا) تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: یہ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے ہمیں بغیر کرایہ لیے سوار کر لیا، اور آپ نے ان کی کشتی کا رخ کر کے اس میں شگاف ڈال دیا ہے: ''تاکہ آپ اہل کشتی کو غرق کر دیں۔ آپ نے بڑا عجیب کام کیا ہے۔'' خضر نے کہا: ''کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ یقیناً تم میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکو گے۔'' موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ''میری بھول چوک پر میرا مؤاخذہ نہ کیجیے اور میرے معاملے میں سخت گیری نہ فرمائیے۔'' پھر دونوں کشتی سے نکل آئے، جبکہ وہ ساحل سمندر پر چل رہے تھے تو اچانک انھوں نے دیکھا کہ ایک بچہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ خضر نے اس کا سر پکڑ لیا اور اسے اپنے ہاتھ سے اکھیڑ دیا۔ (سر بدن سے جدا کر ڈالا) اور اسے قتل کر ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: ''کیا آپ نے ایک معصوم جان کو بغیر قصاص کے قتل کر ڈالا۔ بلاشبہ یقیناً آپ نے ایک بہت برا کام کیا ہے۔'' اس نے کہا: ''کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ یقیناً تم میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکو گے۔'' راوی نے کہا: یہ بات پہلے سے سنگین تر ہے (کیونکہ

اس میں لَكَ (آپ کو کہا تھا) کا اضافہ ہے۔) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ''اگر اس کے بعد میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھوں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھنا، یقیناً آپ میری طرف سے حد عذر کو پہنچ گئے ہیں۔ پھر وہ دونوں چل پڑے حتیٰ کہ جب وہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے تو انھوں نے اس بستی والوں سے کھانا مانگا لیکن انھوں نے دونوں کی میزبانی سے انکار کر دیا، تو انھوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی تھی۔'' یعنی جھکی ہوئی تھی تو خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا: ''اسے سیدھا کر دیا۔'' تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: ایسے لوگ جن کے پاس ہم آئے تو انھوں نے ہماری مہمان نوازی نہ کی اور نہ ہمیں کھانا کھلایا: ''اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے۔ انھوں نے کہا: بس اب میرے اور تمھارے درمیان یہ جدائی ہے۔ میں اب تمھیں ان باتوں کی حقیقت بتاؤں گا جن پر تم صبر نہ کر سکے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے! ہم چاہتے تھے کہ وہ صبر کرتے حتیٰ کہ ہمیں ان دونوں کی اور باتیں بتائی جاتیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے پہلا سوال بھول کی وجہ سے ہوا۔'' آپ نے فرمایا: ''ایک چڑیا آئی حتیٰ کہ وہ کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی، پھر اس نے سمندر میں چونچ ڈالی تو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: میرے علم اور آپ کے علم نے اللہ تعالیٰ کے علم میں سے اتنا ہی کم کیا ہے جتنا اس چڑیا نے سمندر کا پانی کم کیا ہے۔'' سعید بن جبیر کہتے ہیں: وہ، یعنی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پڑھتے تھے: ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر ٹھیک (درست) کشتی غصب کر لیتا تھا۔ اور پڑھتے تھے: رہا بچہ تو وہ کافر تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

[وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ أَبُو مُزَاحِمٍ السَّمَرْقَنْدِيُّ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: حَجَجْتُ حَجَّةً وَلَيْسَ لِي هِمَّةٌ إِلَّا أَنْ أَسْمَعَ مِنْ سُفْيَانَ يَذْكُرُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ الْخَبَرَ حَتّٰى سَمِعْتُهُ يَقُولُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، وَقَدْ كُنْتُ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ سُفْيَانَ [مِنْ] قَبْلِ ذٰلِكَ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْخَبَرَ.

اور اسے ابو اسحاق ہمدانی نے سعید بن جبیر کی سند سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے۔ اور اسے زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ ابومزاحم سمرقندی بیان کرتے ہیں کہ علی بن مدینی نے کہا: میں نے ایک حج صرف اس مقصد کے لیے کیا کہ میں چاہتا تھا کہ میں سفیان سے اس حدیث کے بیان میں حَدَّثَنَا یا أَخْبَرَنَا کا لفظ سنوں، حتیٰ کہ میں نے انھیں یہ کہتے سن لیا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ. اس سے پہلے بھی میں یہ حدیث سفیان سے سن چکا تھا اور انھوں نے أخبرنا یا حدثنا کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① نوف بکالی کے خیال کے مطابق سیدنا خضر علیہ السلام کے ساتھ جس موسیٰ کا مکالمہ ہوا وہ اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نہیں تھے، اس کے خیال میں یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک اولوالعزم رسول، ایک عام نبی سے علم حاصل کرے، لیکن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے اللہ کا دشمن قرار دیا کیونکہ اس نے ایک ایسی بات کہی جو صحیح روایات اور ظاہر قرآن کے منافی ہے اور یہ حرکت ایک مومن نہیں کر سکتا، اسی لیے بطور زجر و توبیخ یہ الفاظ کہہ دیے تاکہ کوئی اور اس کی بات قبول نہ کر لے۔ اور کذب کا لفظ چوک اور لغزش کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ ② موسیٰ علیہ السلام چونکہ ایک صاحب شریعت اور جلیل القدر رسول تھے، انھوں نے اپنے خطاب میں حقائق و معارف بیان کیے جن پر لوگوں کو حیرت و تعجب ہوا تو کسی نے سب سے بڑے عالم کے بارے میں سوال کر لیا۔ چونکہ رسول اپنے دور کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے، اس لیے انھوں نے جواب دیا کہ میں سب سے بڑھ کر عالم ہوں، لیکن علم صرف تشریعی ہی نہیں ہوتا، علم کی بہت سی قسمیں ہیں جیسا کہ نبی ﷺ نے صحابۂ کرام کو فرمایا تھا: [أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأُمُورِ دُنْيَاكُمْ] ''تم دنیوی امور کا زیادہ علم رکھتے ہو'' اور [وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ] ''ہر صاحب علم سے بڑھ کر عالم موجود ہے'' اس لیے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے جواب کو پیغمبرانہ تواضع کے منافی قرار دیا اور اپنے ایک ایسے بندے سے علم حاصل کرنے کی ہدایت کی جس کا علم تکوینی امور کے بارے میں تھا۔ اور اس نے خود بھی صراحت کی کہ میرا علم اور آپ کا علم جدا جدا ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بتا دیا تھا کہ ہم نے اسے علم سے نوازا ہے، اس لیے موسیٰ علیہ السلام اس سے تعلیم حاصل کرنے کے لیے پہنچ گئے۔ ③ چونکہ سیدنا خضر علیہ السلام کو پتا تھا کہ میرے ہاتھوں ایسے تکوینی امور صادر ہوں گے جن کے بھید اور حکمت سے موسیٰ علیہ السلام آگاہ نہیں ہوں گے، اس لیے وہ امور ان کی نگاہ میں عجیب اور ناگوار ہوں گے، اس لیے کہا: آپ ان امور پر کیسے صبر کر سکیں گے جو آپ کے دائرۂ علم سے باہر ہیں۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام چونکہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر ان کے پاس پہنچے تھے، اس لیے یہ قول و قرار کر لیا کہ میں صبر کروں گا اور آپ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کروں گا، لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ خضر نے ایسے کام کیے ہیں جو ان کے نزدیک

خلاف شریعت تھے تو وہ اس کے باوجود صبر نہ کر سکے کہ خضر کے پاس انھیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا اور بتایا تھا کہ اسے ہم نے رشد (علم وحکمت) سے نوازا ہے۔ آخر کار ان سے الگ ہونا گوارا کر لیا۔ آخر میں جب خضر علیہ السلام نے انھیں یہ اطمینان دلایا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے، کوئی بات اپنے جی سے نہیں کی تو وہ مطمئن ہو گئے کیونکہ انھیں پہلے سے معلوم تھا کہ سیدنا خضر اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں اور وہ جو کچھ بھی کریں گے، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کریں گے۔ ④ ان باتوں کو بنیاد بنا کر کسی بندے کے لیے خلافِ شریعت امور کے ارتکاب کی اجازت نہیں ہے کیونکہ ان کے پاس سیدنا خضر علیہ السلام کی طرح وحی نہیں آتی کیونکہ وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور نہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ یہ میرا بندہ ہے، میں نے اسے خصوصی علم سے نوازا ہے اور یہ میرے حکم کے خلاف عمل نہیں کرے گا، اس لیے علمائے شریعت ان ولایت کے دعوے داروں کے خلافِ شریعت کاموں پر کیسے چپ رہ سکتے ہیں جو وہ کھلم کھلا خلاف شریعت سرانجام دیتے ہیں۔ ⑤ سیدنا موسیٰ اور سیدنا خضر علیہما السلام کا علم واقعی چڑیا کی چونچ میں آنے والے پانی کی مانند ہے اور اس کی نسبت سمندر کے پانی کے ساتھ ہو سکتی ہے کیونکہ دونوں محدود ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود اور نہ ختم ہونے والا ہے، اس لیے سمندر کے پانی کی نسبت اس کے ساتھ نہیں ہو سکتی، محض اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے، اسے سمندر کے پانی کی طرح قرار دیا گیا ہے۔ ⑥ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان آیات کی تفسیر کے سلسلے میں قراءت میں دو لفظوں کو بطور تفسیر پڑھا ہے۔ سفينة کے ساتھ صالحة اور الغلام کے ساتھ کان کافرًا. ⑦ امام سفیان بن عیینہ چونکہ مدلس ہیں، اگرچہ ثقات ہی سے تدلیس کرتے ہیں، اس لیے امام علی بن المدینی رحمہ اللہ نے ایک حج محض اس مقصد کی خاطر کیا کہ سفیان سے حَدَّثَنَا یا أَخْبَرَنَا کا صریح کلمہ سن لیں اور تدلیس کا شبہ ختم ہو جائے۔

(٢) ـ٣١٥٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْغُلَامُ الَّذِي قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ يَوْمَ طُبِعَ كَافِرًا».

[3150] سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ بچہ جسے خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا، اس کے مزاج اور سرشت میں کفر رکھا گیا تھا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ نے ہر بچے کی فطرت میں دین اسلام قبول کرنے کی صلاحیت اور استعداد رکھی ہے، لیکن اس بچے کی سرشت میں یہ بات تھی کہ وہ اپنی فطری استعداد وصلاحیت کے برعکس اپنی بلوغت کے بعد جب آدمی مکلف اور ذمے دار ٹھہرتا ہے، کفر کو پسند کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا علم چونکہ ازلی وابدی ہے، اس لیے وہ جانتا تھا کہ یہ بلوغت کے بعد کفر اختیار کرے

٣١٥٠ـ أخرجه مسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة، وحكم موتى أطفال الكفار وأطفال المسلمين، ح: ٢٦٦١ من حديث أبي إسحاق به.

گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس وقت کافر تھا۔ (منة المنعم: 233/4 کا حاشیہ) اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے مومن والدین پر کرم و احسان فرماتے ہوئے، اس کے مکلف اور ذمے دار ہونے اور مؤاخذے کی عمر کو پہنچنے سے پہلے ہی قتل کروا دیا تاکہ جوان ہو کر ماں باپ کو اپنی سرکشی اور ناسپاسی سے اذیت میں مبتلا نہ کرے۔ ② اس مثال سے درحقیقت یہ سمجھانا مقصود ہے کہ اہل ایمان کو اگر کوئی جانی مصیبت پہنچتی ہے تو اس میں بھی ان کے لیے کوئی عظیم خیر پوشیدہ ہوتی ہے جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، اس لیے اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ اس پر صبر کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کیا ہے اس میں ان کی خیر و فلاح ہے، اگرچہ انھیں اس کا علم نہیں ہے۔

(٣) ـ ٣١٥١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرَ لِأَنَّهُ جَلَسَ عَلٰى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَاهْتَزَّتْ تَحْتَهُ خَضِرًا».

[3151] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خضر گھاس کے خشک ٹکڑے پر بیٹھے تو وہ نیچے سے لہلہاتا ہوا ابھرا، اس لیے ان کا نام خضر پڑ گیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

لغوی تشریح: فروة بيضاء: زمین کا بنجر ٹکڑا یا خشک گھاس والا ٹکڑا۔

(٤) ـ ٣١٥٢ ـ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ الْجَزَرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يُوسُفَ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَّهُمَا﴾ [٨٢] قَالَ: «ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ».

[3152] سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ تھا'' کے بارے میں فرمایا: ''وہ خزانہ سونا اور چاندی تھا۔''

(٥) ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ يُوسُفَ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ مَكْحُولٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے مکحول کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

٣١٥١ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب حديث الخضر مع موسى عليهما السلام، ح: ٣٤٠٢ من حديث معمر به وهو في صحيفة همام بن منبه، ح: ١١٣.

٣١٥٢ـ [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٧/ ٢٧٢٣ من حديث الوليد بن مسلم به وصرح بالسماع * يزيد بن يوسف: ضعيف.

(٦) -٣١٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ - الْمَعْنَى وَاحِدٌ وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدِ بْنِ بَشَّارٍ - قَالُوا: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي السَّدِّ قَالَ: «يَحْفِرُونَهُ كُلَّ يَوْمٍ حَتَّى إِذَا كَادُوا يَخْرِقُونَهُ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا فَسَتَخْرِقُونَهُ غَدًا». قَالَ: «فَيُعِيدُهُ اللهُ كَأَمْثَلِ مَا كَانَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ مُدَّتُهُمْ وَأَرَادَ اللهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا فَسَتَخْرِقُونَهُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ، وَاسْتَثْنَى». قَالَ: «فَيَرْجِعُونَ فَيَجِدُونَهُ كَهَيْئَتِهِ حِينَ تَرَكُوهُ، فَيَخْرِقُونَهُ وَيَخْرُجُونَ عَلَى النَّاسِ فَيَسْتَقُونَ الْمِيَاهَ، وَيَفِرُّ النَّاسُ مِنْهُمْ فَيَرْمُونَ بِسِهَامِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ مُخَضَّبَةً بِالدِّمَاءِ، فَيَقُولُونَ: قَهَرْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ وَعَلَوْنَا مَنْ فِي السَّمَاءِ - قَسْوَةً وَعُلُوًّا - فَيَبْعَثُ اللهُ عَلَيْهِمْ نَغَفًا فِي أَقْفَائِهِمْ فَيَهْلِكُونَ». قَالَ: «فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنَّ دَوَابَّ الْأَرْضِ تَسْمَنُ وَتَبْطَرُ وَتَشْكَرُ شَكَرًا مِّنْ لُحُومِهِمْ».

[3153] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (ذوالقرنین کی بنائی ہوئی) سد (دیوار) کے بارے میں نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''(یاجوج، ماجوج) اسے روزانہ کھودتے ہیں حتیٰ کہ جب اس کے اندر سوراخ کرنے کو ہوتے ہیں تو ان کا امیر کہتا ہے: واپس چلو اس میں تم کل ضرور سوراخ کر لو گے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ تعالیٰ اسے پہلے سے بہتر حالت کی طرح کر دیتا ہے یہاں تک جب وہ اپنی مدت پوری کر لیں گے اور اللہ انھیں لوگوں پر مسلط کرنا چاہے گا تو ان کا سردار کہے گا: واپس چلو، تم اس میں کل ان شاء اللہ شگاف پیدا کرلو گے۔ وہ ان شاء اللہ کہے گا۔'' آپ نے فرمایا: ''وہ اگلے دن لوٹیں گے تو اسے اسی حالت میں پائیں گے جس حالت میں اسے چھوڑ کر گئے تھے تو وہ اس میں شگاف ڈال لیں گے اور لوگوں کی طرف نکل آئیں گے۔ وہ سب پانی پی جائیں گے اور لوگ ان کا سامنا کرنے سے بھاگ جائیں گے۔ پھر وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے۔ وہ خون آلودہ واپس آئیں گے۔ تب وہ کہیں گے: ہم زمین والوں پر غالب آ گئے ہیں اور آسمان والوں کو بھی ہم نے زبردستی زیر کر لیا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں اونٹوں اور بکریوں کے ناک میں پیدا ہونے والا کیڑا پیدا فرمائے گا جس سے وہ ہلاک ہوجائیں گے۔'' آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! زمین کے جاندار (چوپائے) ان کا گوشت کھا کر موٹے تازے ہوکر اتراتے پھریں گے اور اونٹنیوں کے تھن دودھ سے خوب بھر جائیں گے۔''

٣١٥٣- أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عيسى ابن مريم وخروج يأجوج ومأجوج، ح: ٤٠٨٠ من حديث قتادة به وصححه البوصيري وابن حبان، ح: ١٩٠٨ والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٢٨٨ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد كثيرة.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِثْلَ هٰذَا.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، اس طرح ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

لغوی تشریح: أَمْثَلَ مَا كَانَ: پہلے سے بہتر حالت میں۔ اِسْتَثْنٰی: اس نے ان شاء اللہ کہا۔ قَسْوَةً وَّعُلُوًّا: جبر اور زبردستی سے۔ نَغَفٌ: نَغْفَةٌ کی جمع ہے، وہ کیڑے جو اونٹوں اور بکریوں کی ناکوں میں پیدا ہوتے ہیں اور ان کی ہلاکت وتباہی کا باعث بنتے ہیں۔ تَشْكَرُ شَكَرًا: کہتے ہیں شَكِرَتِ النَّاقَةُ اونٹنی کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ شَكِرَتِ الدَّابَّة چوپایہ موٹا تازہ ہو گیا۔

فائدہ: ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کی تباہی سے لوگوں کو بچانے کے لیے پہاڑی درے پر ایک عظیم الشان آہنی اور سیسہ پلائی دیوار کھڑی کر دی تا کہ یاجوج ماجوج اس پر نہ چڑھ سکیں اور نہ نقب لگا سکیں، اس طرح یہ دیوار ناقابل تسخیر ہے۔ وہ روزانہ اس میں نقب لگانے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن جب تک اللہ تعالیٰ کو ان کا ظہور منظور نہیں، تب تک اس میں شگاف نہیں پڑے گا۔ جب ان کے ظہور کا وقت آ جائے گا تو قرآن کے الفاظ میں (اسے پست و پامال کر دے گا) اور ان کے لیے اس سے نکل آنا ممکن ہو جائے گا۔ یہ دیوار کس جگہ ہے اور کون سی ہے؟ اس کا یقین سے تعین ممکن نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے مولانا ابوالکلام آزاد کی سورۂ کہف کی تفسیر دیکھیے یا مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی کی قصص القرآن ملاحظہ کیجیے۔

(٧) ـ٣١٥٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ مِينَاءَ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ أَبِي فَضَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ - وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ - قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا جَمَعَ اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ، نَادٰى مُنَادٍ: مَّنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ أَحَدًا، فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ، فَإِنَّ اللهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ».

[3154] سیدنا ابو سعید بن ابی فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ جو ایک صحابی ہیں، بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن ایسے دن کے لیے جمع کرے گا جس کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: جس نے وہ کام جو اللہ تعالیٰ کے لیے کیا تھا، اس میں کسی کو شریک ٹھہرایا ہے تو وہ اس کا ثواب غیر اللہ سے طلب کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام شریکوں سے بڑھ کر شرک سے بے نیاز ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف محمد بن بکر کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: امام صاحب نے یہ حدیث سورۂ کہف کی آخری آیت کی وضاحت کے لیے پیش کی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ

٣١٥٤ـ أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الرياء والسمعة، ح:٤٢٠٣ عن محمد بن بشار به وصححه ابن حبان (الإحسان) ح:٤٠٥.

اللہ تعالیٰ صرف وہ عمل قبول فرماتا ہے جو خالص اس کی رضا وخوشنودی کے حصول کے لیے کیا جائے۔ جس عمل کا مقصد اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو خوش کرنا اور اس کی پسندیدگی چاہنا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے دوسروں کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ وہ کسی کی شراکت اور حصے داری سے بیزار اور بے نیاز ہے۔

(المعجم ١٩) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ مَرْيَمَ (التحفة ٢٠)

باب: 19۔ سورۂ مریم کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) -٣١٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَأَبُو مُوسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى نَجْرَانَ، فَقَالُوا لِي: أَلَسْتُمْ تَقْرَأُونَ: ﴿يَآ أُخْتَ هَارُونَ﴾ [٢٨] وَقَدْ كَانَ بَيْنَ مُوسٰى وَعِيسٰى مَا كَانَ؟ فَلَمْ أَدْرِ مَا أُجِيبُهُمْ. فَرَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: «أَلَا أَخْبَرْتَهُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يُسَمُّونَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ إِدْرِيسَ.

[3155] سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے علاقۂ نجران کی طرف بھیجا تو وہاں کے لوگوں نے مجھ سے کہا: کیا تم یہ آیت: ''اے ہارون کی بہن!'' نہیں پڑھتے ہو حالانکہ موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے درمیان بہت مدت ہے؟ تو مجھے پتا نہ چل سکا کہ میں انھیں کیا جواب دوں، میں جب نبی ﷺ کے پاس واپس آیا اور آپ کو اس واقعے کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا: ''تو نے انھیں کیوں نہ بتایا کہ وہ لوگ اپنے سے پہلے کے انبیاء اور نیک لوگوں کے نام پر، نام رکھا کرتے تھے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف ابن ادریس کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: ہارون سے مراد یہاں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام نہیں بلکہ سیدہ مریم علیہا السلام کے خاندان کا ایک نیک شہرت والا فرد مراد ہے کیونکہ وہ لوگ گزشتہ انبیاء اور صلحاء کے نام پر نام رکھ لیتے ہیں۔

(٢) -٣١٥٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو الْمُغِيرَةِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

[3156] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت: ''اور انھیں حسرت وندامت والے دن سے ڈرائیں'' پڑھی اور فرمایا: ''موت کو اس طرح لایا جائے

٣١٥٥ـ أخرجه مسلم، الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم وبيان ما يستحب من الأسماء، ح: ٢١٣٥ عن أبي سعيد الأشج ومحمد بن المثنى به.

٣١٥٦ـ [صحيح دون قوله "فلولا أن الله . . ."] * النضر بن إسماعيل ليس بالقوي (تقريب) وأصل الحديث عند البخاري، ح: ٤٧٣٠ دون قوله: "حتى يوقف على السور بين الجنة والنار فيضجع . . . فلولا أن الله قضى لأهل الجنة . . . إلخ".

قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾ [۳۹]، قَالَ: «يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَأَنَّهُ كَبْشٌ أَمْلَحُ حَتَّى يُوقَفَ عَلَى السُّورِ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَيُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَشْرَئِبُّونَ، وَيُقَالُ: يَا أَهْلَ النَّارِ! فَيَشْرَئِبُّونَ، فَيُقَالُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هٰذَا الْمَوْتُ، فَيُضْجَعُ فَيُذْبَحُ، فَلَوْلَا أَنَّ اللهَ قَضٰى لِأَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَيَاةَ [فِيهَا] وَالْبَقَاءَ لَمَاتُوا فَرَحًا، وَلَوْلَا أَنَّ اللهَ قَضٰى لِأَهْلِ النَّارِ الْحَيَاةَ فِيهَا وَالْبَقَاءَ لَمَاتُوا تَرَحًا».

گا گویا کہ وہ ایک سیاہ وسپید (بھورا) مینڈھا ہے حتیٰ کہ اسے جنت اور دوزخ کے درمیان دیوار پر کھڑا کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا: اے جنتیو! تو وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے۔ اور کہا جائے گا: اے دوزخیو! تو وہ گردن تان کر سر اٹھا کر دیکھیں گے۔ پھر پوچھا جائے گا: کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ وہ جواب دیں گے: ہاں، یہ موت ہے۔ پھر اسے لٹا کر ذبح کر ڈالا جائے گا۔ اس پر اگر اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لیے زندگی اور بقا کا فیصلہ نہ کیا ہوتا تو وہ خوشی میں مر جاتے اور اگر اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کے لیے اس میں زندگی اور بقا کا فیصلہ نہ کیا ہوتا تو وہ غم وحزن سے مر جاتے۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ساری کی ساری ضعیف نہیں بلکہ آخری حصہ ضعیف ہے، مینڈھے کی شکل میں موت کو ذبح کیے جانے تک کا حصہ صحیح ہے۔ ② قیامت کے دن کو حسرت وندامت کا دن اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس دن بدکار اور برے لوگ پشیمان ہوں گے کہ اے کاش! ہم اچھے اور نیک عمل کر لیتے۔ خوب کار اس لیے پشیمان ہوں گے کہ اے کاش! ہم اور اچھے اور بہتر عمل کر لیتے۔ ③ موت ایک عرض، یعنی دوسری ذات سے قائم چیز ہے۔ لیکن قیامت کے دن اسے وجود ملے گا اور سب لوگ اسے پہچان لیں گے اور اس کے ذبح کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اب دوزخیوں کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ اور جنتیوں کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت ہے۔ ④ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا میں جو چیز عرض ہے، یعنی دوسری چیز کے ساتھ پائی جاتی ہے، قیامت کے دن وہ جوہر بن جائے گی، اس کا اپنا مستقل وجود ہوگا جو نظر آئے گا کیونکہ وہ کشف حقائق کا دن ہوگا۔

(۳) -۳۱۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ [۵۷] قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَمَّا عُرِجَ بِي رَأَيْتُ إِدْرِيسَ فِي السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ».

[3157] امام قتادہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ’’اور ہم نے انھیں بلند مقام سے نوازا‘‘ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جب مجھے اوپر لے جایا گیا تو میں نے ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان میں دیکھا۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع

۳۱۵۷- أخرجه أحمد: ۳/ ۲٦۰ عن الحسين بن محمد به ورواه مسلم، ح: ۱٦۲ من حديث قتادة عن أنس به * وفي الباب عن أبي سعيد [تقدم تحت، ح: ۳۱۳۳].

رَوَى سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ وَهَمَّامٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثَ الْمِعْرَاجِ بِطُولِهِ، وَهٰذَا عِنْدِي مُخْتَصَرٌ مِنْ ذَاكَ.

روایت آئی ہے۔ اور سعید بن ابی عروبہ، ہمام اور بہت سے راویوں نے قتادہ کی سند سے سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے معراج کی لمبی حدیث بیان کی ہے اور یہ بیان کردہ حصہ میرے نزدیک اس کا مختصر سا حصہ ہے۔

فائدہ: سیدنا ادریس علیہ السلام کو بھی صبر و ثبات کے کڑے امتحانوں سے گزرنا پڑا، اس کے صلے میں انھیں بھی اللہ کے ہاں بلند مرتبہ ملا۔ معراج کے موقع پر ان کا چوتھے آسمان پر ہونا، اس کی ایک صورت ہے۔

(۴) ـ۳۱۵۸ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَعْلَى ابْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِجِبْرَئِيلَ: «مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا؟» قَالَ: فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ[۶۴].

[3158] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا: ''آپ جس قدر ہم سے ملاقات کرتے ہیں، اس سے زیادہ ملاقات کیوں نہیں کرتے، کیا رکاوٹ ہے؟'' اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''اور ہم نہیں اترتے مگر آپ کے رب کے حکم سے، ہمارے آگے پیچھے (اور جو کچھ اس کے درمیان ہے،) سب اسی کے اختیار میں ہے (اور آپ کا رب کسی چیز کو بھولنے والا نہیں ہے۔)''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.
[حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عُمَرَ ابْنِ ذَرٍّ نَحْوَهُ].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمیں حسین بن حریث نے اپنی سند سے عمر بن ذرّ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔

فائدہ: جبریل علیہ السلام کی آمد پر نبی ﷺ کو سکون و اطمینان ملتا تھا کیونکہ وحی کی آمد سے مشکلات میں آپ کو تقویت و رہنمائی ملتی تھی۔ اس میں مخالفین کے نت نئے اعتراضات کا جواب اور ان کے اٹھائے ہوئے فتنوں کا توڑ بھی ہوتا تھا، اس لیے آپ بے چینی سے جبریل علیہ السلام کی آمد کا انتظار فرماتے، اسی بنا پر آپ ﷺ نے حدیث میں مذکور سوال کیا تو جبریل علیہ السلام نے یہ جواب دیا کہ ہم اپنے اختیار سے کچھ کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ ہمارا کام صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہر کام اس کی حکمت و مصلحت کے تحت ہوتا ہے جسے صرف وہی جانتا ہے، اس لیے جلدی نہ کریں۔ آپ کو جس رہنمائی اور مدد کی ضرورت ہوگی وہ اپنے وقت پر اسے نازل فرمائے گا۔ وہ کسی چیز کو بھولنے والا نہیں ہے۔ وہ آپ کے تمام حالات و مسائل سے آگاہ ہے، اس لیے آپ اطمینان رکھیں۔

(۵) ـ۳۱۵۹ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ:

[3159] سدی کہتے ہیں: میں نے مرہ ہمدانی سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''تم میں سے ہر ایک اس پر وارد ہوگا''

۳۱۵۸ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، ح: ۳۲۱۸ من حديث عمر بن ذر به.
۳۱۵۹ـ أخرجه أحمد: ۱/ ۴۳۴ من حديث إسرائيل به.

سَأَلْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِنْ مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ [٧١]، فَحَدَّثَنِي: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ، ثُمَّ يَصْدُرُونَ عَنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ، فَأَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ، ثُمَّ كَالرِّيحِ، ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ، ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِي رَحْلِهِ، ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ، ثُمَّ كَمَشْيِهِ».

کے بارے میں پوچھا، تو اس نے مجھے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ آگ پر وارد ہوں گے، پھر اس سے اپنے اعمال کے مطابق نکلیں گے۔ ان میں سے پہلا گروہ بجلی کی چمک کی طرح، پھر (دوسرا گروہ) تیز ہوا کی طرح، پھر (تیسرا گروہ) تیز رفتار گھوڑوں کی طرح، پھر (چوتھا گروہ) اونٹ سوار کی طرح، پھر (پانچواں گروہ) تیز رفتار انسان کی طرح، پھر (چھٹا گروہ) پیدل چلنے والے انسان کی طرح گزرے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ السُّدِّيِّ فَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اسے شعبہ نے سدی سے بیان کیا ہے لیکن اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔

٣١٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ مُرَّةَ، قَالَ عَبْدُ اللهِ: ﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ قَالَ: يَرِدُونَهَا ثُمَّ يَصْدُرُونَ بِأَعْمَالِهِمْ.

[3160] سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے: ''تم میں سے ہر ایک کو اس پر وارد ہونا ہے'' کے بارے میں فرمایا: وہ اس پر وارد ہوں گے، پھر اپنے اعمال کے مطابق صادر ہوں گے، یعنی گزر جائیں گے۔

(٦) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ السُّدِّيِّ بِمِثْلِهِ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: قُلْتُ لِشُعْبَةَ: إِنَّ إِسْرَائِيلَ حَدَّثَنِي عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ شُعْبَةُ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنَ السُّدِّيِّ مَرْفُوعًا، وَلٰكِنِّي أَدَعُهُ عَمْدًا.

شعبہ، سدی سے اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے شعبہ سے پوچھا: اسرائیل نے مجھے سدی کی سند سے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مرفوعاً بیان کی ہے۔ شعبہ نے کہا: میں نے بھی سدی سے مرفوعاً سنی ہے لیکن میں اسے عمداً چھوڑتا ہوں۔

فائدہ: تمام انسانوں کو جہنم پر پہنچنا ہوگا اور اس پر جو پل ہوگا اس پر سے گزرنا پڑے گا۔ نیک اعمال والے اپنے اپنے عملوں کے مطابق اس کے اوپر سے گزر جائیں گے اور مجرم لوگ اس میں گر جائیں گے۔ وارد پانی پر پہنچنے والے کو کہتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ﴾ (القصص 23:28) ''اور جب موسیٰ علیہ السلام مدین کے پانی پر پہنچے۔'' اور صادر اس سے واپس آنے والے کو کہتے ہیں، اس لیے یہ معنی نہیں کہ تم میں سے ہر ایک جہنم میں داخل ہوگا اور پھر اس سے نکلے گا۔

٣١٦٠ـ [صحيح في حكم المرفوع] انظر الحديث السابق.

(تحفة الأحوذي:481/8) بلکہ مطلب اس پر سے گزرنا ہے کیونکہ پل صراط جہنم کے اوپر بنا ہوگا۔

٣١٦١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرَئِيلَ: إِنِّي قَدْ أَحْبَبْتُ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ. قَالَ: فَيُنَادِي فِي السَّمَاءِ، ثُمَّ تُنْزَلُ لَهُ الْمَحَبَّةُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ، فَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾ [٩٦] وَإِذَا أَبْغَضَ اللهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرَئِيلَ: إِنِّي قَدْ أَبْغَضْتُ فُلَانًا، فَيُنَادِي فِي السَّمَاءِ، ثُمَّ تُنْزَلُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ».

[3161] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں، لہٰذا تو بھی اس سے محبت کر، تو وہ آسمانوں میں اعلان کر دیتا ہے، پھر اس کے لیے اہل زمین میں محبت اتار دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کیے عنقریب اللہ ان کے لیے (لوگوں کے دلوں میں) محبت پیدا کر دے گا“ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے نفرت کرتا ہے تو جبریل کو آواز دیتا ہے کہ میں فلاں سے بغض رکھتا ہوں۔ وہ آسمان میں اعلان کر دیتا ہے، پھر اس کے لیے زمین میں بغض اتار دیا جاتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسی کے ہم معنی روایت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار کے واسطے سے بھی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں سے محبت فرماتا ہے اور آسمان والے بھی ان سے محبت کرتے ہیں اور دنیا میں بھی نیک لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دی جاتی ہے۔ برے لوگوں کے ساتھ اس کے برعکس معاملہ ہوتا ہے۔ نیک لوگوں کے دلوں میں ان کے بارے میں نفرت پائی جاتی ہے۔

(٧) ـ٣١٦٢ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: سَمِعْتُ خَبَّابَ بْنَ الْأَرَتِّ يَقُولُ: جِئْتُ الْعَاصَ بْنَ

[3162] سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس اپنا حق (مزدوری) وصول کرنے کے لیے پہنچا تو اس نے کہا: میں تمھیں تمھارا حق

٣١٦١ـ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب: إذا أحب الله عبدًا، أمر جبرئيل فأحبه وأحبه أهل السماء، ثم يوضع له القبول في الأرض، ح: ٢٦٣٧ عن قتيبة به ورواه البخاري، ح: ٧٤٨٥ من حديث عبدالرحمن بن عبدالله بن دينار به.

٣١٦٢ـ أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب سؤال اليهود النبي ﷺ عن الروح . . . إلخ، ح: ٣٦/٢٧٩٥ عن محمد بن أبي عمر والبخاري، ح: ٤٧٣٢ من حديث سفيان بن عيينة به.

وَائِلِ السَّهْمِيَّ أَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِّي عِنْدَهُ. فَقَالَ: لَا أُعْطِيكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ. فَقُلْتُ: لَا، حَتّٰى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ. قَالَ: وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: إِنَّ لِي هُنَاكَ مَالًا وَّوَلَدًا فَأَقْضِيكَ، فَنَزَلَتْ: ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا﴾ الْآيَةَ [۷۷].

اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک تم محمد کا انکار نہ کرو۔ میں نے کہا: یہ نہیں ہوگا، حتیٰ کہ تم مر جاؤ اور پھر زندہ ہو۔ اس نے کہا: مجھے مر کر پھر اٹھنا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: مجھے وہاں مال اور اولاد ملے گی تو میں تیرا حق ادا کر دوں گا، اس پر یہ آیت اتری: ''بھلا دیکھا آپ نے اس شخص کو جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے (آخرت میں بھی) مال اور اولاد ملے گی۔ (کیا اس نے غیب کو جھانک کر دیکھ لیا ہے یا رحمٰن کے ہاں سے کوئی عہد لیا ہے۔)''

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے، اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس آیت میں ان لوگوں کی ذہنیت بیان کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور فضل نہیں سمجھتے بلکہ اپنے ذاتی استحقاق یا اپنی قابلیت کا کرشمہ خیال کرتے ہیں، اس وجہ سے اس گھمنڈ میں مبتلا ہیں کہ ریاست و چودھراہٹ ان کا پیدائشی حق ہے، لہٰذا اگر قیامت بالفرض ہوئی بھی تو وہاں بھی انھیں مال و اولاد سے نوازا جائے گا اور وہاں بھی وہ عیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایسے لوگوں کی تردید فرمائی ہے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ کیا ان کے پاس غیب کا کوئی علم ہے یا اللہ تعالیٰ سے انھوں نے کوئی عہد کر رکھا ہے؟

(المعجم ۲۰) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ طٰهٰ (التحفة ۲۱)

باب: 20۔ سورۂ طٰہٰ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(۱) ـ ۳۱۶۳ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ أَسْرٰى لَيْلَةً حَتّٰى أَدْرَكَهُ الْكَرٰى أَنَاخَ فَعَرَّسَ ثُمَّ قَالَ: «يَا بِلَالُ!

[3163] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ خیبر سے لوٹے تو ایک رات چلتے رہے حتیٰ کہ آپ کو نیند نے آ لیا۔ آپ نے اونٹنی بٹھائی اور پڑاؤ کیا، پھر فرمایا: ''اے بلال! آج رات تم ہمارا پہرہ دینا، دھیان رکھنا۔'' بلال رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے لگے۔ پھر فجر کی طرف

۳۱۶۳ـ [صحيح لغيره] أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ٦٨٠ من طريق آخر عن الزهري به.

اكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَةَ». قَالَ: فَصَلّٰى بِلَالٌ، ثُمَّ تَسَانَدَ إِلٰى رَاحِلَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الْفَجْرِ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ، وَكَانَ أَوَّلَهُمُ اسْتِيقَاظًا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «أَيْ بِلَالُ!»، فَقَالَ بِلَالٌ: بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْتَادُوا»، ثُمَّ أَنَاخَ فَتَوَضَّأَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ صَلّٰى مِثْلَ صَلَاتِهِ فِي الْوَقْتِ فِي تَمَكُّثٍ، ثُمَّ قَالَ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ [١٤].

رخ کر کے اپنے پالان کے ساتھ ٹیک لگائی تو ان پر بھی نیند کا غلبہ ہو گیا اور وہ سو گئے۔ ان میں سے (صبح کے وقت) کوئی بھی نہ اٹھ سکا۔ سب سے پہلے نبی ﷺ بیدار ہوئے اور فرمایا: ”اے بلال!“ (تم کیوں سو گئے تھے کہ سب کی نماز رہ گئی) بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ پر میرا باپ قربان! میری روح کو بھی اسی (اللہ) نے پکڑ لیا جس نے آپ کی روح کو پکڑا تھا، یعنی مجھ پر بھی آپ کی طرح نیند نے غلبہ پا لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اونٹوں کو ہانکو۔“ پھر سواری کو بٹھایا اور وضو فرمایا اور نماز کھڑی کی، پھر وقت کے اندر کی نماز کی طرح ٹھہر ٹھہر کر سکون سے نماز پڑھی، پھر یہ آیت پڑھی: ”اور میری یاد کے لیے نماز کا اہتمام کرو۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ، رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْحُفَّاظِ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَصَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ، ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث محفوظ نہیں ہے۔ بہت سے حفاظ راویوں نے اسے زہری ہی کی مذکورہ سند سے بیان کیا ہے اور اس میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور صالح بن ابی اخضر کو حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ اسے یحییٰ بن سعید قطان وغیرہ نے اس کے حافظے کے باعث ضعیف قرار دیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث اور اس کے ہم معنی دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر سوئے رہنے کے سبب نماز کا وقت نکل جائے تو بیدار ہونے کے بعد، اسے اصل وقت کی طرح سکون و اطمینان سے پڑھ لیا جائے گا۔ اور انسان کو اپنے اوپر اعتماد نہیں کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت پر بھروسا کرنا چاہیے۔

(المعجم ٢١) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْأَنْبِيَاءِ (التحفة ٢٢)

باب: 21۔ سورۂ انبیاء کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) -٣١٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا

[3164] سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

٣١٦٤- [ضعيف] وتقدم طرفه: ٢٥٧٦ وصححه ابن حبان، ح: ٢٦١٠ والحاكم: ٢/٥٠٧، ٥٣٤، ٤/٥٩٦ ووافقه الذهبي، دراج عن أبي الهيثم: ضعيف.

الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «وَيْلٌ وَادٍ فِي جَهَنَّمَ يَهْوِي فِيهِ الْكَافِرُ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَ قَعْرَهُ».

نے فرمایا: ''ویل، جہنم کی ایک وادی ہے جس میں کافر، اس کے پیندے تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک گرتا رہے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف ابن لہیعہ کی حدیث کی صورت ہی میں مرفوعاً آئی ہے۔

(٢) ـ٣١٦٥ـ حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى الْبَغْدَادِيُّ وَالْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْأَعْرَجُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَزْوَانَ أَبُو نُوحٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا قَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي مَمْلُوكِينَ يَكْذِبُونَنِي، وَيَخُونُونَنِي، وَيَعْصُونَنِي، وَأَشْتُمُهُمْ وَأَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ؟ قَالَ: «يُحْسَبُ مَا خَانُوكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَبُوكَ وَعِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ، وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ دُونَ ذُنُوبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ، وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوبِهِمْ اقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ»، قَالَ: فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَعَلَ يَبْكِي وَيَهْتِفُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَمَا تَقْرَأُ كِتَابَ اللّٰهِ ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا﴾ الْآيَةَ» [٤٧] فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا أَجِدُ لِي وَلَهُمْ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ، أُشْهِدُكَ أَنَّهُمْ أَحْرَارٌ كُلُّهُمْ.

[3165] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرے غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، میرے ساتھ بدعہدی (خیانت) کرتے اور میری نافرمانی کرتے ہیں۔ میں انھیں برا بھلا کہتا اور انھیں مارتا ہوں۔ میرا ان کے ساتھ معاملہ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو انھوں نے تیری خیانت کی ہے، تیری نافرمانی کی ہے اور تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور تو نے جو انھیں سزا دی ہے ان سب چیزوں کا محاسبہ ہوگا (حساب کتاب ہوگا۔) پھر اگر تیری سزا ان کے گناہوں کے برابر ہوگئی تو حساب برابر برابر ہوگا۔ نہ تیرے حق میں اور نہ تیرے خلاف۔ اور اگر تیری انھیں سزا ان کے گناہوں سے کم ہوئی تو تجھے بچا ہوا حصہ ملے گا (اجر و ثواب ہوگا۔) اور اگر تیری انھیں سزا ان کے گناہوں سے زیادہ ہوئی تو زائد حصے کا انھیں تجھ سے بدلہ دلوایا جائے گا۔'' تب وہ آدمی ایک طرف ہٹ کر رونے اور چیخنے لگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اللہ کی کتاب کی یہ آیت نہیں پڑھتا: ''اور ہم قیامت کے دن عدل کی ترازوئیں قائم کریں گے پھر کسی جان پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا (اور اگر

٣١٦٥ـ [حسن بمجموع طرقه] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٨٠ من حديث عبدالرحمن بن غزوان به ✽ الزهري مدلس وعنعن وفيه علة أخرى.

رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔'') اس آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میں اپنے اور ان کے لیے اس سے بہتر کوئی صورت نہیں پاتا کہ میں ان سے الگ ہو جاؤں۔ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَزْوَانَ وَقَدْ رَوٰى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَزْوَانَ هٰذَا الْحَدِيثَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف عبدالرحمٰن بن غزوان بیان کرتا ہے۔ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی یہ حدیث عبدالرحمٰن بن غزوان ہی سے بیان کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی مجرم اور گناہ گار کو سزا دینی ہو تو اسے اس کے جرم و گناہ کے مطابق سزا دینی چاہیے۔ اسے جرم و گناہ سے زائد سزا دینا ظلم ہے جس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔ کیونکہ قیامت کے دن ہر قسم کے اعمال کا صحیح وزن، عدل و انصاف کی ترازو سے نکالا جائے گا اور کامیابی و ناکامی کا مدار اسی وزن اعمال پر ہوگا اور وہاں پر صاحب حق کو اس کا حق دلوایا جائے گا۔

(٣) -٣١٦٦- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: قَوْلِهِ ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾ [الصافات: ٨٩] وَلَمْ يَكُنْ سَقِيمًا، وَقَوْلِهِ لِسَارَةَ: أُخْتِي، وَقَوْلِهِ: ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا﴾» [٦٣]. [وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ].

[3166] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین مواقع پر توریہ و تعریض سے کام لیا۔ آپ نے فرمایا: ''میں بیمار ہوں'' جبکہ آپ جسمانی اور ظاہری طور پر بیمار نہ تھے۔ اور آپ نے سیدہ سارہ کے بارے میں کہا: وہ میری بہن ہے۔ اور فرمایا: ''بلکہ اسے ان کے اس بڑے نے کیا ہے۔'' اور یہ کئی سندوں سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کی گئی ہے اور یہ مذکور نہیں کہ ابن اسحاق کی ابوزناد سے حدیث غریب سمجھی گئی ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① صاحب تاج العروس نے فصل الكاف من باب الياء میں علامہ ابن الانباری سے کذب کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں اور پھر ان پانچ معانی میں سے ہر معنی کے لیے کلام عرب سے مثالیں پیش کی ہیں۔ علامہ ابن انباری کہتے

٣١٦٦ـ رواه البخاري، البيوع، باب شراء المملوك من الحربي وهبته وعتقه، ح: ٢٢١٧ من حديث أبي الزناد به مطولًا ورواه مسلم، ح: ٢٣٧١ من حديث أبي هريرة به.

ہیں: الخامس، أن يقول قولًا يُشبه الكذب ولا يقصد به إلّا الحق ومنه حديث كَذِب إبراهيم ثلاث كَذِبات أي قال قولا يشبه الكذب وهو صادق في الثلاث ''پانچویں صورت یہ ہے کہ ایک ایسی بات کہے جو (بظاہر) جھوٹ کے مشابہ ہو، مگر اس سے مقصود صحیح بات ہو جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے، یعنی جھوٹ سے مشابہ بات کہی اور وہ تینوں میں سچے تھے۔'' اسے توریہ و تعریض کہتے ہیں کہ مخاطب اس سے ظاہری معنی سمجھتا ہے اور متکلم مجازی معنی۔ اور فصاحت و بلاغت کے اسالیب میں سے یہ ایک اسلوب ہے جس کے استعمال سے انسان جھوٹ بولنے سے بچ جاتا ہے جیسا کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے جب سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بچہ کیسا ہے؟ جواب دیا: [هَدَأَ نَفْسُهُ وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَنَّهَا صَادِقَةٌ] (صحيح البخاري، الأدب، باب: المعاريض مندوحة عن الكذب، قبل الحديث: 6209) ''اسے سکون آ گیا ہے اور مجھے امید ہے اسے تکلیف سے نجات مل گئی ہے۔ سیدنا ابوطلحہ نے یہ سمجھا واقعی بچے کو آرام آ گیا ہے۔'' چنانچہ انھوں نے بیوی سے مباشرت کی۔ صبح بیدار ہوئے تو سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حقیقت سے پردہ اٹھا دیا۔ اسی طرح ہجرت کے سفر میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے بارے میں کہا تھا: (یہ مجھے راستہ بتانے والا آدمی ہے۔) لوگوں نے سفر کا راستہ سمجھا، حالانکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مراد دین کا راستہ تھا۔ (صحيح البخاري، مناقب الأنصار، حديث: 3911) یہی صورت حال یہاں ہے کہ تینوں باتیں بالکل صحیح ہیں، لیکن مخاطب نے ان کا ظاہری معنی سمجھا لیکن سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے توریہ و تعریض کو بھی اپنے اونچے اور بلند مقام و مرتبے کے شایان شان نہ سمجھا، نیز انھیں جھوٹ کہہ کر درحقیقت سفارش کی درخواست کرنے والوں سے معذرت کرنا مقصود تھا، اس لیے توریہ و تعریض کو جھوٹ کا نام دیا۔ سقیم کے معنی قوم کے نزدیک یہ تھے کہ واقعی وہ جسمانی طور پر بیمار ہیں، جبکہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ میں تمھاری بت پرستی کی وجہ سے انتہائی پریشان ہوں اور اگر تمھارے ساتھ تہوار میں شریک ہوا تو میری پریشانی اور غم و حزن میں مزید اضافہ ہو گا۔ اور سیدہ سارہ علیہا السلام دینی اخوت کے اعتبار سے آپ کی بہن تھیں جیسا کہ آپ نے خود سیدہ سارہ سے فرما دیا تھا اور بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ کا مقصد طنز اور استہزا تھا کہ مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ لوگ انھی سے کیوں نہیں پوچھتے، اگر یہ بولتے ہیں تو خود ہی اپنی کہانی تمھیں سنا دیں گے۔

(۴) ـ۳۱٦۷ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ وَأَبُو دَاوُدَ قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْمَوْعِظَةِ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللهِ عُرَاةً غُرْلًا»، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ [۱۰۴]. قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ يُكْسَى

[3167] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وعظ و نصیحت کے لیے اٹھے تو فرمایا: ''اے لوگو! بلاشبہ تمھیں اللہ کی طرف ننگے بدن، بلا ختنہ اٹھایا جائے گا۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''جس طرح ہم نے تمھاری تخلیق کی ابتدا کی تھی، اسی طرح اس کا اعادہ کریں گے......'' آپ نے فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اور واقعہ یہ ہے کہ

۳۱٦۷ـ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا، وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ۲۸٦۰ من حديث وكيع والبخاري، ح: ٤٦۲٥ من حديث شعبة به.

يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ، وَإِنَّهُ سَيُؤْتَى بِرِجَالٍ مِّنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ: رَبِّ أَصْحَابِي فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَ أَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ○ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ إِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ﴾ [إِلَى آخِرِ الْآيَةِ [المائدة: ١١٧، ١١٨] ، فَيُقَالُ: هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ». حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ النُّعْمَانِ نَحْوَهُ.

میری امت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا اور انھیں بائیں طرف لے جایا جائے گا (دوزخ کی طرف) تو میں کہوں گا: اے میرے رب! میرے ساتھی (ماننے والے) ہیں تو کہا جائے گا: بے شک آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئے کام نکال لیے تھے، چنانچہ میں کہوں گا جیسا کہ نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا ہے: ''اور میں ان پر (اس وقت تک) گواہ تھا، جب تک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا اور تو ہر ایک چیز پر گواہ ہے۔ اگر تو انھیں عذاب دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے ......'' پھر کہا جائے گا: یہ مسلسل اس وقت سے جب سے تم ان سے جدا ہوئے ہو، (اپنے دین سے) الٹے پاؤں لوٹتے رہے ہیں۔'' امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے مغیرہ بن نعمان سے، اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اسے سفیان ثوری بھی مغیرہ بن نعمان سے اس کے ہم معنی بیان کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو اپنی وفات کے بعد لوگوں کے اعمال سے شخصی اور انفرادی طور پر واقفیت نہیں ہے اور آپ کے علم میں نہیں ہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ ② اس حدیث میں مرتد ہونے والوں سے مراد وہ اعرابی لوگ ہیں جنھوں نے آپ ﷺ کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں ارتداد اختیار کیا تھا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے جنگ لڑی تھی۔ (تحفة الأحوذي: 6/9)

(المعجم ٢٢) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْحَجِّ (التحفة ٢٣)

باب: 22۔ سورۂ حج کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣١٦٨ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

[3168] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٣١٦٨ـ [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٣٢ عن سفيان بن عيينة به، وابن جدعان ضعيف، ورواه العلاء بن زياد العدوي عن عمران به وللحديث شواهد، راجع تفسير ابن كثير وغيره.

ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾ [١،٢] قَالَ: أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآيَةُ وَهُوَ فِي سَفَرٍ قَالَ: «أَتَدْرُونَ أَيَّ يَوْمٍ ذٰلِكَ؟» فَقَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «ذٰلِكَ يَوْمَ يَقُولُ اللّٰهُ لِآدَمَ: ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ، فَقَالَ: يَا رَبِّ! وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: تِسْعُمِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدٌ إِلَى الْجَنَّةِ»، قَالَ: فَأَنْشَأَ الْمُسْلِمُونَ يَبْكُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «قَارِبُوا وَسَدِّدُوا فَإِنَّهَا لَمْ تَكُنْ نُبُوَّةٌ قَطُّ إِلَّا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهَا جَاهِلِيَّةٌ، قَالَ: فَيُؤْخَذُ الْعَدَدُ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنْ تَمَّتْ وَإِلَّا كَمُلَتْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ. وَمَا مَثَلُكُمْ وَالْأُمَمِ إِلَّا كَمَثَلِ الرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الدَّابَّةِ أَوْ كَالشَّامَةِ فِي جَنْبِ الْبَعِيرِ » ثُمَّ قَالَ: «إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ» فَكَبَّرُوا ثُمَّ قَالَ: «إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ» فَكَبَّرُوا، ثُمَّ قَالَ: «إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ» فَكَبَّرُوا، قَالَ: وَلَا أَدْرِي قَالَ: الثُّلُثَيْنِ أَمْ لَا؟.

جب یہ آیات: ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے...... اور لیکن اللہ کا عذاب نہایت سخت ہے'' اتریں اور یہ آیت اس وقت اتری جبکہ آپ سفر میں تھے، آپ نے فرمایا: ''کیا جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟'' حاضرین نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے فرمائے گا: آگ کا گروہ بھیجو! وہ عرض کریں گے: اے رب! آگ کا گروہ کتنا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''نوسو ننانویں (999) آگ میں اور ایک جنت کی طرف ہے۔'' (یہ سن کر) مسلمان رونے لگے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میانہ روی اختیار کرو اور درستی و استقامت چاہو، کیونکہ ہر نبوت سے پہلے ہمیشہ جاہلیت کا دور رہا ہے، لہٰذا یہ تعداد جاہلیت کے دور سے لی جائے گی۔ اگر یہ تعداد پوری ہوگئی تو ٹھیک ورنہ اسے منافقوں سے پورا کیا جائے گا۔ تمھاری اور دوسری امتوں کی مثال تو بس اس طرح ہے جس طرح جانور کے بازو میں ایک نشان ہوتا ہے یا اونٹ کے پہلو میں ایک تل ہوتا ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ مجھے امید ہے کہ یقیناً تم جنتیوں کا چوتھائی حصہ ہو گے۔'' تو لوگوں نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ مجھے امید ہے کہ یقیناً تم جنتیوں کا تہائی حصہ ہو گے'' تو لوگوں نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ مجھے امید ہے کہ یقیناً تم جنتیوں کا آدھا حصہ ہو گے'' تو لوگوں نے اللہ اکبر کہا۔ سیدنا عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے پتا نہیں کہ آپ نے دو تہائی حصہ فرمایا، یا نہیں؟

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے۔

لغوی تشریح: اَلرَّقْمَة: چوپائے کی کہنی کے اندر پیدا ہونے والا سیاہ داغ یا نشان۔ شَامَة: خال، تل۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے تجدید بشارت اور مسلمانوں کی مسرت و شادمانی بڑھانے کے لیے پہلی دفعہ ساری تعداد نہیں بتائی، بلکہ بار بار بشارت دی تا کہ وہ بار بار اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت بیان کریں۔ اور باب ما جاء في كم صف أهل الجنة جنتیوں کی کتنی صفیں ہوں گی، میں سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ جنتیوں کی ایک سو بیس (120) صفیں ہوں گی اور ان میں آپ ﷺ کی امت کی صفیں اسی (80) ہوں گی، جس کے معنی یہ ہوئے کہ آپ کی امت کل جنتیوں کا دو تہائی ہو گی۔ دیکھیے: (حدیث:2546)

(٢) ـ٣١٦٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَتَفَاوَتَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فِي السَّيْرِ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَوْتَهُ بِهَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾، إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَلَكِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِيدٌ﴾ [١، ٢] فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ أَصْحَابُهُ حَثُّوا الْمَطِيَّ وَعَرَفُوا أَنَّهُ عِنْدَ قَوْلٍ يَقُولُهُ. فَقَالَ: «هَلْ تَدْرُونَ أَيَّ يَوْمٍ ذٰلِكَ؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «ذٰلِكَ يَوْمٌ يُنَادِي اللهُ فِيهِ آدَمَ فَيُنَادِيهِ رَبُّهُ فَيَقُولُ: يَا آدَمُ! ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ، فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ! وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ فَيَقُولُ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعُمِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ إِلَى النَّارِ وَوَاحِدٌ إِلَى الْجَنَّةِ» فَيَئِسَ الْقَوْمُ حَتَّى مَا أَبْدَوْا بِضَاحِكَةٍ. فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ الَّذِي بِأَصْحَابِهِ قَالَ: «اعْمَلُوا وَأَبْشِرُوا فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَمَعَ خَلِيقَتَيْنِ مَا كَانَتَا مَعَ شَيْءٍ إِلَّا كَثَّرَتَاهُ: يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَمَنْ مَاتَ مِنْ بَنِي آدَمَ وَبَنِي إِبْلِيسَ». قَالَ: فَسُرِّيَ عَنِ الْقَوْمِ بَعْضُ الَّذِي يَجِدُونَ، فَقَالَ:

[3169] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو چلتے چلتے آپ کے ساتھی، آگے پیچھے (جدا جدا) ہو گئے، پس رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے یہ دو آیتیں پڑھیں: ”اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرو، بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے...... اور لیکن اللہ کا عذاب نہایت سخت ہے“ جب آپ کے ساتھیوں نے یہ آیتیں سنیں تو اپنی سواریوں کو تیز دوڑانا شروع کر دیا اور وہ سمجھ گئے کہ آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔ تب آپ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو، یہ کون سا دن ہے؟“ حاضرین نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ وہ دن ہے، جس میں اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو آواز دے گا کہ اے آدم! آگ کا گروہ بھیجو، وہ عرض کریں گے: اے میرے رب! آگ کا گروہ کتنا ہے؟ وہ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نوسو ننانویں آگ کی طرف اور ایک جنت کی طرف بھیجو۔“ (یہ سن کر) لوگ ناامید ہو گئے حتیٰ کہ انھوں نے مسکراہٹ کے دانت ظاہر نہ کیے، یعنی ان کی مسکراہٹ ختم ہو گئی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی کیفیت دیکھی تو فرمایا: ”عمل کرتے رہو اور خوش ہو جاؤ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد

٣١٦٩ـ [صحيح لغيره] انظر الحديث السابق.

«اعْمَلُوا وَأَبْشِرُوا فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّامَةِ فِي جَنْبِ الْبَعِيرِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الدَّابَّةِ».

(ﷺ) کی جان ہے! تمھارے ساتھ دو ایسی مخلوقیں ہیں وہ جس کے ساتھ بھی ہوں گی، اس کی تعداد زیادہ کر دیں گی: یاجوج و ماجوج اور آدم و ابلیس کی اولاد کے فوت شدگان۔'' تو لوگوں سے کچھ غم وحزن چھٹ گیا، چنانچہ آپ نے فرمایا: ''عمل کرتے رہو اور خوش ہو جاؤ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تمھاری تعداد لوگوں میں اتنی ہی ہے جتنی اونٹ کے پہلو میں تل کی یا چوپائے کے بازو میں داغ اور نشان کی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۳) ـ ۳۱۷۰ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا سُمِّيَ الْبَيْتُ الْعَتِيقَ لِأَنَّهُ لَمْ يَظْهَرْ عَلَيْهِ جَبَّارٌ».

[3170] سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیت اللہ کا نام عتیق بس اس بنا پر ہے کہ اس پر کوئی جبار (زور آور) غالب نہیں آسکا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ [هٰذَا الْحَدِيثُ] عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور یہ روایت زہری کی سند سے نبی ﷺ سے مرسلاً بھی بیان کی گئی ہے۔ امام صاحب اپنے استاد قتیبہ کی سند سے زہری سے نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

(۴) ـ ۳۱۷۱ـ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَإِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ

[3171] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کو مکہ مکرمہ سے نکالا گیا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا ہے، یہ یقیناً تباہ ہوں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت: ''جن لوگوں سے

۳۱۷۰ـ [ضعيف] أخرجه الحاكم: ۲/ ۳۸۹ والبيهقي في الدلائل: ۱/ ۱۲۵ من حديث عبدالله بن صالح به وصححه الحاكم على شرط البخاري ووافقه الذهبي على شرط مسلم * الزهري عنعن وفيه علة أخرى.

۳۱۷۱ـ أخرجه النسائي: ٦/ ۲، ح: ۳۰۸۷ (الجهاد، باب وجوب الجهاد) من حديث إسحاق بن يوسف به وصححه ابن حبان، ح: ۱٦۸۷ والحاكم: ۲/ ٦٦، ۲٤٦، ۲۹۰ ورواه شعبة عن الأعمش به (الحاكم: ۳/ ۷، ۸) وصححه على شرط الشيخين.

مَكَّةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجُوا نَبِيَّهُمْ لَيَهْلِكُنَّ. فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ﴾ الْآيَةَ [٣٩]، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ سَيَكُونُ قِتَالٌ.

جنگ کی جاتی ہے، انھیں بھی (لڑنے کی) اجازت دے دی گئی، اس وجہ سے کہ یقیناً ان پر ظلم ہوا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر یقیناً پوری طرح قادر ہے" اتاری۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے جان لیا کہ یقیناً یہ جنگ ہو کر رہے گی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ [عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَ] غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ مُرْسَلًا وَلَيْسَ فِيهِ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ مُرْسَلًا لَيْسَ فِيهِ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اسے (عبدالرحمٰن بن مہدی اور) بہت سے راویوں نے سفیان سے بیان کیا ہے، وہ اعمش کی سند سے سعید بن جبیر سے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تذکرے کے بغیر مرسلاً بیان کرتا ہے۔ امام صاحب اپنے استاد محمد بن بشار کی سند سے، اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ذکر کے بغیر مرسلاً بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: یہ پہلی آیت ہے جس میں مسلمانوں کو مدافعانہ جنگ کی اجازت دی گئی ہے، کیونکہ ہجرت کے فوراً بعد ابھی تک مسلمان زیادہ طاقت ورنہیں ہوئے تھے اور اس میں مسلمانوں کے لیے بشارت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا۔ بعد میں جب مسلمان ایک قوت بن گئے تو پھر کفر وشرک اور ظلم وزیادتی کے خاتمے کے لیے بھی جنگ کی اجازت مل گئی تھی۔

(٥) -٣١٧٢- [حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ قَالَ رَجُلٌ: أَخْرَجُوا نَبِيَّهُمْ فَنَزَلَتْ: ﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ﴾ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ].

[3172] سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ کو مکہ سے نکال دیا گیا تو ایک آدمی نے کہا: ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا ہے تو یہ آیت اتری: ''جن لوگوں سے جنگ کی جاتی ہے، انھیں بھی (لڑنے کی) اجازت دے دی گئی اس وجہ سے کہ یقیناً ان پر ظلم ہوا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔ وہ جو اپنے گھروں سے بے قصور (ناحق) محض اس لیے نکالے گئے (کہ وہ کہتے ہیں: ہمارا رب اللہ ہے۔)'' ان لوگوں سے مراد نبی ﷺ اور آپ کے ساتھی ہیں۔

فائدہ: جب رسول اپنی قوم سے ہجرت کر جاتا ہے تو اس کے بعد اس کے حالات فیصلہ کن موڑ پر پہنچ جاتے ہیں۔

٣١٧٢۔ انظر الحديث السابق.

(المعجم ٢٣) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْمُؤْمِنِينَ (التحفة ٢٤)

باب: 23۔ سورۂ مومنون کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣١٧٣ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ يُونُسَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ سُمِعَ عِنْدَ وَجْهِهِ كَدَوِيِّ النَّحْلِ فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ يَوْمًا فَمَكَثْنَا سَاعَةً فَسُرِّيَ عَنْهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا، وَأَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا، وَأَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا، وَآثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا، وَأَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا» ثُمَّ قَالَ [ﷺ]: أُنْزِلَ عَلَيَّ عَشْرُ آيَاتٍ مَنْ أَقَامَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ﴾ حَتّٰى خَتَمَ عَشْرَ آيَاتٍ [١-١٠].

[3173] (1) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کے چہرے کے پاس شہد کی مکھیوں جیسی بھنبھناہٹ سنی جاتی۔ ایک دن آپ پر وحی اتری تو ہم کچھ وقت ٹھہرے، جب آپ کی وحی کی کیفیت ختم ہوگئی تو آپ نے قبلے کی طرف رخ کیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: ''اے اللہ! ہمیں بڑھا اور ہمیں کم نہ کر، اور ہمیں عزت بخش اور ہمیں رسوا نہ کر اور ہم پر عنایت فرما، محروم نہ رکھ، اور ہمیں ترجیح دے ہم پر ترجیح نہ دے، ہمیں خوش اور راضی فرما اور ہم سے راضی، خوش ہو جا۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''مجھ پر دس آیات اتاری گئی ہیں جو ان کا اہتمام کرے گا، جنت میں داخل ہوگا، پھر آپ نے ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝﴾ ''یقیناً مومن کامیاب ہو گئے۔'' سے دس آیات تک تلاوت فرمائی۔

(٢) ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ يُونُسَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے زہری کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ يَقُولُ: رَوٰى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث پہلی سے زیادہ صحیح ہے۔ امام احمد بن حنبل، علی بن المدینی اور اسحاق بن ابراہیم نے یہ حدیث عبدالرزاق سے بیان کی ہے اور یونس بن سلیم اور زہری کے درمیان یونس بن یزید کا اضافہ کیا

٣١٧٣ـ [ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١٤٣٩ من حديث عبد الرزاق به وهو في مصنفه، ح: ٦٠٣٨ * يونس بن سليم: مجهول وقال النسائي: "هذا حديث منكر، لا نعلم أحدًا رواه غير يونس بن سليم ويونس بن سليم لا نعرفه" وصححه الحاكم: ١/ ٥٣٥، ٢/ ٣٩٢ فتعقبه الذهبي.

يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيثَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَمَنْ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَدِيمًا فَإِنَّهُمْ إِنَّمَا يَذْكُرُونَ فِيهِ: عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ وَبَعْضُهُمْ لَا يَذْكُرُ فِيهِ: عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، وَمَنْ ذَكَرَ فِيهِ: عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ فَهُوَ أَصَحُّ. وَكَانَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ رُبَّمَا ذَكَرَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ يُونُسَ بْنَ يَزِيدَ وَرُبَّمَا لَمْ يَذْكُرْهُ. [وَإِذَا لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ يُونُسَ فَهُوَ مُرْسَلٌ].

ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں: جن لوگوں نے عبدالرزاق سے پہلے دور میں روایت سنی ہے وہ اس میں یونس بن یزید کا اضافہ کرتے ہیں اور بعض اس کا تذکرہ نہیں کرتے اور جو اس میں یونس بن یزید کا واسطہ بیان کرتے ہیں، ان کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ عبدالرزاق اس حدیث میں بعض دفعہ یونس بن یزید کا واسطہ بیان کرتے تھے اور بعض دفعہ بیان نہیں کرتے۔ (جب وہ یونس کا واسطہ بیان نہ کریں تو روایت منقطع ہوگی۔)

فائدہ: گویا اس دوسری سند سے بھی یہ روایت ضعیف ہے۔

(۳) ـ ۳۱۷۴ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ ابْنُ عُبَادَةَ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ النَّضْرِ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ ابْنُهَا حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ أُصِيبَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: أَخْبِرْنِي عَنْ حَارِثَةَ لَئِنْ كَانَ أَصَابَ خَيْرًا احْتَسَبْتُ وَصَبَرْتُ، وَإِنْ لَمْ يُصِبِ الْخَيْرَ اجْتَهَدْتُ فِي الدُّعَاءِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «يَا أُمَّ حَارِثَةَ! إِنَّهَا جِنَانٌ فِي جَنَّةٍ وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلٰى. وَالْفِرْدَوْسُ رَبْوَةُ الْجَنَّةِ وَأَوْسَطُهَا وَأَفْضَلُهَا».

[3174] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ رُبیّع بنت نضر رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، کیونکہ اس کے بیٹے حارثہ بن سراقہ کو ایک نامعلوم طرف سے آنے والا تیر لگا تھا جس سے وہ شہید ہو گیا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی: مجھے حارثہ کے بارے میں بتائیے، اگر اس نے خیر کو پا لیا ہے تو میں ثواب کی نیت کرتی ہوں اور صبر سے کام لیتی ہوں اور اگر اس نے خیر حاصل نہیں کی (شہادت نہیں پائی) تو میں (اس کی نجات کے لیے) خوب دعا کرتی ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے حارثہ کی ماں! صورت حال یہ ہے کہ جنت میں بے شمار جنتیں ہیں اور تیرے بیٹے نے اعلیٰ فردوس کو پایا ہے اور فردوس جنت کا ٹیلہ، اس کا بہترین اور افضل حصہ ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَنَسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔

لغوی تشریح: غَرْبٌ: وہ تیر جو نامعلوم طرف سے آئے اور اس کے پھینکنے والے کا پتا نہ چلے۔

فائدہ: یہ حدیث سورۂ مومنون کی آیت: 10 ﴿الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ﴾ ”جو فردوس کے وارث ہوں گے“ کی تفسیر

۳۱۷٤ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من أتاه سهم غرب فقتله، ح: ۲۸۰۹ من حديث قتادة به.

کرتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو مسلمان جذبۂ جہاد سے جنگ میں شریک ہوتا ہے اور وہ جنگ میں نامعلوم طرف سے آنے والے تیر سے، جس کے پھینکنے والا کا پتا نہیں کہ وہ کون ہے، قتل ہو جاتا ہے تو وہ بھی شہید ہے۔ اس کے بارے میں کسی شک وشبہ میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ اگر میرے بیٹے نے خیر وشہادت کا درجہ حاصل نہیں کیا اور اس کا قتل اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہے تو میں اس پر خوب روؤں۔ یہ دونوں باتیں صحیح ہیں کہ میں اس پر خوب روؤں اور اس کی نجات کے لیے رو رو کر دعا کروں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الجهاد والسير، حديث: 2809)

(۴) ـ۳۱۷۵ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ [سَعِيدِ ابْنِ] وَهْبٍ - أَيِ الْهَمْدَانِيِّ - أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ [۶۰] قَالَتْ عَائِشَةُ: أَهُمُ الَّذِينَ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُونَ؟ قَالَ: «لَا، يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ! وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِينَ يَصُومُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَتَصَدَّقُونَ وَهُمْ يَخَافُونَ أَنْ لَّا يُقْبَلَ مِنْهُمْ: أُولٰئِكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ».

[3175] نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت: ”اور وہ لوگ کہ وہ دیتے ہیں جو کچھ (صدقہ) دیتے ہیں، اس حال میں کہ ان کے دل ڈرنے والے ہوتے ہیں......“ کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے کہا: کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے اور چوری کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، اے صدیق کی بیٹی! بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے، نمازیں پڑھتے اور صدقہ کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ ڈر رہے ہوتے ہیں کہ کہیں ان کی طرف سے نامقبول نہ ٹھہریں۔ یہی لوگ ہیں جو نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی ان کی طرف سبقت کرنے والے ہوتے ہیں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَ[قَدْ] رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ روایت عبدالرحمٰن بن سعید، ابو حازم کے واسطے سے سیدنا ابوہریرہ ؓ سے بھی اس کے ہم معنی بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کو نیک عمل کر کے بھی یہ خوف اور خطرہ محسوس کرنا چاہیے کہ کہیں ایسے نہ ہو کہ ہماری کسی کوتاہی اور کمزوری کے باعث یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں درجۂ قبولیت حاصل کرنے سے محروم ٹھہریں۔ جو لوگ یہ اندیشہ رکھتے ہیں وہی نیک اعمال کی طرف لپکتے ہیں اور ان کے ثمرات ونتائج سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(۵) ـ۳۱۷۶ـ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا

[3176] سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ

٣١٧٥ـ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب التوقي على العمل، ح: ٤١٩٨ من حديث مالك بن مغول به وصححه الحاكم: ٣/ ٣٩٣، ٣٩٤ ووافقه الذهبي * عبد الرحمن بن سعيد لم يدرك عائشة كما قال أبو حاتم الرازي وللحديث شواهد كثيرة عند أبي يعلى، ح: ٤٩١٧ وابن أبي الدنيا في صفة النار وغيرهما * حديث أبي هريرة: أخرجه الطبري في تفسيره: ١٨/ ٣٣ من حديث عبدالرحمن بن سعيد عن أبي حازم عن أبي هريرة به.

٣١٧٦ـ [ضعيف] تقدم: ٢٥٨٧.

عَبْدُاللهِ [بْنُ الْمُبَارَكِ] عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي شُجَاعٍ، عَنْ أَبِي السَّمْحِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «﴿وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ﴾ [١٠٤] قَالَ: تَشْوِيهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعَالِيَةُ حَتّٰى تَبْلُغَ وَسَطَ رَأْسِهِ، وَتَسْتَرْخِي شَفَتُهُ السُّفْلٰى حَتّٰى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ».

نبی ﷺ نے اس آیت: ''اور اس میں ان کے منہ بگڑے ہوئے ہوں گے'' کے بارے میں فرمایا: ''آگ اسے بھون ڈالے گی جس سے اس کا اوپر کا ہونٹ سکڑ جائے گا حتیٰ کہ سر کے درمیانی حصے تک پہنچ جائے گا اور نچلا ہونٹ لٹک جائے گا، حتیٰ کہ اس کی ناف پر پڑے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

لغوی تشریح: کَالِحُون: وہ بدشکل اور بدصورت ہو جائیں گے۔ حلیہ بگڑ جانے سے ان کی شکل ڈراؤنی معلوم ہوگی۔

فائدہ: یہ روایت توضعیف ہے، تاہم یہ حقیقت ہے کہ دوزخ کی آگ کافروں کے چہروں کو جھلس دے گی جس سے ان کی شکل وحشت ناک اور ڈراؤنی معلوم ہوگی اور وہ منہ بسورے ہوئے ہوں گے۔ اَللّٰهُمَّ أَعِذْنَا مِنْهُ.

(المعجم ٢٣) [بَابٌ: وَّمِنْ] سُورَةِ النُّورِ (التحفة ٢٥)

باب: 24۔ سورۂ نور کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ٣١٧٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ ابْنُ عُبَادَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: مَرْثَدُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ وَكَانَ رَجُلًا يَحْمِلُ الْأَسْرٰى مِنْ مَكَّةَ حَتّٰى يَأْتِيَ بِهِمُ الْمَدِينَةَ. قَالَ: وَكَانَتِ امْرَأَةٌ بَغِيٌّ بِمَكَّةَ يُقَالُ لَهَا: [عَنَاقُ] وَكَانَتْ صَدِيقَةً لَهُ، وَأَنَّهُ كَانَ وَعَدَ رَجُلًا مِّنْ أُسَارٰى مَكَّةَ يَحْمِلُهُ، قَالَ: فَجِئْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى ظِلِّ حَائِطٍ مِّنْ حَوَائِطِ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ مُّقْمِرَةٍ، قَالَ: فَجَاءَتْ عَنَاقُ فَأَبْصَرَتْ سَوَادَ ظِلِّي بِجَنْبِ الْحَائِطِ فَلَمَّا انْتَهَتْ إِلَيَّ عَرَفَتْ، فَقَالَتْ: مَرْثَدٌ؟ فَقُلْتُ: مَرْثَدٌ. فَقَالَتْ:

[3177] عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی جسے مرثد بن ابی مرثد کہا جاتا تھا، وہ ایسا آدمی تھا جو مکے سے قیدیوں کو اٹھا کر مدینے لے آتا تھا۔ مکے میں ایک زانیہ عورت تھی جسے عناق کہا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ مرثد کے (اسلام سے قبل) دوستانہ مراسم تھے۔ صورت حال یہ ہوئی کہ مرثد نے مکے کے قیدیوں میں سے ایک آدمی کے ساتھ اسے اٹھا لے جانے کا وعدہ کیا۔ مرثد کہتے ہیں: میں مکے آیا، حتیٰ کہ ایک چاندنی رات مکے کی دیواروں میں سے ایک دیوار کے سائے تک پہنچ گیا۔ اس دوران میں عناق آئی اور اس نے دیوار کے پہلو میں میرے سائے کی صورت کو دیکھ لیا۔ پھر

٣١٧٧ـ أخرجه أبو داود، النكاح، باب في قوله تعالى: ﴿الزاني لا ينكح إلا زانية﴾، ح: ٢٠٥١ والنسائي: ٦/ ٦٦، ح: ٣٢٣٠ من حديث عبيدالله بن الأخنس به وصححه الحاكم: ٢/ ١٦٦ ووافقه الذهبي.

مَرْحَبًا وَّأَهْلًا هَلُمَّ فَبِتْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ، قُلْتُ: يَا عَنَاقُ! حَرَّمَ اللهُ الزِّنَا. قَالَتْ: يَا أَهْلَ الْخِيَامِ! هٰذَا الرَّجُلُ يَحْمِلُ أُسَرَاءَكُمْ قَالَ: فَتَبِعَنِي ثَمَانِيَةٌ، وَسَلَكْتُ الْخَنْدَمَةَ فَانْتَهَيْتُ إِلٰى غَارٍ أَوْ كَهْفٍ فَدَخَلْتُ فَجَاءُوا حَتّٰى قَامُوا عَلٰى رَأْسِي فَبَالُوا فَظَلَّ بَوْلُهُمْ عَلٰى رَأْسِي وَعَمَّاهُمُ اللهُ عَنِّي، قَالَ: ثُمَّ رَجَعُوا وَرَجَعْتُ إِلٰى صَاحِبِي فَحَمَلْتُهُ وَكَانَ رَجُلًا ثَقِيلًا حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلَى الْإِذْخِرِ فَفَكَكْتُ عَنْهُ أَكْبُلَهُ فَجَعَلْتُ أَحْمِلُهُ وَيُعِيئُنِي حَتّٰى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْكِحُ عَنَاقًا [مَرَّتَيْنِ] فَأَمْسَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا حَتّٰى نَزَلَتْ: ﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ [٣] فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا مَرْثَدُ! ﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً، وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ فَلَا تَنْكِحْهَا».

جب وہ مجھ تک پہنچ گئی تو اس نے پہچان لیا اور کہا: مرثد ہو؟ میں نے کہا: مرثد ہوں۔ اس نے کہا: خوش آمدید گھر آئے ہو! آؤ، آج رات ہمارے ہاں گزارو۔ میں نے کہا: عناق! اللہ تعالیٰ نے زنا حرام ٹھہرایا ہے۔ اس نے کہا: اے خیموں والو! یہ شخص ہے جو تمھارے قیدی اٹھا لے جاتا ہے تو آٹھ آدمی میرے پیچھے لگ گئے۔ میں نے خندمہ کا راستہ اختیار کیا، سو اس کی غار یا کھوہ تک پہنچ گیا اور اس میں داخل ہو گیا۔ وہ بھی آ گئے حتیٰ کہ میرے سر پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ انھوں نے پیشاب کیا جو میرے سر پر پڑا اور اللہ نے انھیں مجھ سے اندھا رکھا۔ پھر وہ لوٹ گئے اور میں لوٹ کر اپنے ساتھی کے پاس آ گیا اور اسے اٹھا لیا۔ وہ ایک بھاری بھرکم آدمی تھا، حتیٰ کہ میں اسے اٹھا کر اذخر گھاس (اگنے کی جگہ) پر پہنچ گیا۔ میں نے اس کی بیڑیاں کھولیں اور اسے اٹھا کر چلنے لگا۔ وہ مجھے (اپنے بوجھ سے) تھکا دیتا تھا، حتیٰ کہ میں مدینے پہنچ گیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے (دو دفعہ) کہا: اے اللہ کے رسول! میں عناق سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ چپ رہے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ یہ آیت اتری: ''زانی نہیں نکاح کرتا مگر کسی زانیہ یا مشرکہ عورت ہی سے اور کسی زانیہ سے نکاح نہیں کرتا مگر کوئی زانی یا مشرک مرد ہی (اور اہل ایمان پر یہ کام حرام کر دیا گیا ہے)'' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے مرثد! ''زانی نکاح نہیں کرتا مگر کسی زانیہ یا مشرکہ عورت ہی سے اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہیں کرتا مگر کوئی زانی یا مشرک مرد ہی'' اس لیے تم اس سے نکاح نہ کرو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

فوائد و مسائل: ① سیدنا مرثد رضی اللہ عنہ جو قبول اسلام سے پہلے ایک پیشہ ور ڈاکو تھے۔ جب مسلمان ہو گئے تو انھوں نے اپنے پیشے کو مکے میں اپنے عزیز و اقارب کے ہاتھوں قید ہو جانے والے مسلمانوں کو اس ظلم و ستم سے نکالنے کے لیے استعمال کیا۔ وہ ان مسلمان قیدیوں کو اٹھا کر مدینے پہنچاتے تھے۔ مشرک ہوتے وقت ان کے مکہ کی عناق نامی بدکارہ عورت سے دوستانہ مراسم تھے۔ ایک رات اس نے سیدنا مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیا اور انھیں پہچان کر پرانے تعلقات کی خاطر شب باشی کی دعوت دی جو انھوں نے مسلمان ہونے کے ناتے ٹھکرا دی۔ تب اس نے پرانے مراسم و تعلقات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے لوگوں کو ان کی نشاندہی کر دی جو عورت کی نفسیات کو واضح کر رہی ہے کہ وہ اپنے مفادات کی اسیر ہے۔ اگر اسے مفاد حاصل نہ ہو تو وہ اپنے محبوب کو بھی ذلیل و خوار کرنے اور اسے نقصان پہنچانے سے باز نہیں رہ سکتی۔ دوسری طرف مرد کی یہ نفسیات ہے کہ وہ اپنی محبوبہ سے نقصان اٹھا کر بھی اس کی محبت سے دستبردار نہیں ہوتا۔ اس کے سبب سیدنا مرثد عناق سے نکاح پر تیار ہو گئے، لیکن چونکہ وہ زانیہ بھی تھی اور مشرکہ بھی، اس لیے نبی ﷺ نے آیت نازل ہونے کے بعد انھیں نکاح سے روک دیا۔ ② آیت کا مقصد یہ ہے کہ ایک مسلم معاشرے کی ایمانی حس اور ایمانی غیرت اس قدر بیدار ہونی چاہیے کہ وہ زنا سے اتنی شدید نفرت و بیزاری کا اظہار کرے کہ اگر کوئی زانی، مسلم معاشرے میں نکاح کرنا چاہے تو کوئی صاحب ایمان اسے اپنی بیٹی دینے کے لیے تیار نہ ہو۔ اسے اگر نکاح کے لیے ملے تو کوئی زانیہ یا مشرکہ عورت ہی ملے۔ کوئی مومنہ اسے اپنے خاوند کے طور پر قبول کرنے کے لیے آمادہ نہ ہو۔ اسی طرح اگر کوئی زانیہ ہو تو کوئی ایمان دار مرد اس سے نکاح کرنے کے لیے آمادہ نہ ہو۔ اسے اگر نکاح کے لیے ملے تو کوئی زانی یا مشرک مرد ہی ملے، کیونکہ زانیوں اور زانیات کے ساتھ نکاح کرنا، اہل ایمان کے لیے حرام ہے، ہاں اگر وہ خالص اور پکی توبہ کر لیں تو پھر نکاح میں کوئی حرج نہیں۔ تفصیل کے لیے اس آیت کی تفسیر ''فتح البیان از نواب صدیق حسن خان'' میں دیکھیے۔ ③ خیال رہے، جب کسی فعل سے ممانعت کے ساتھ ارشاد اور پند و نصیحت کا مفہوم بھی ملحوظ ہو تو وہ نہی، خبر کی صورت میں آتی ہے، اس لیے یہاں خبر، نہی کے معنی میں ہے۔

(٢) -٣١٧٨- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: وَسُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِي إِمَارَةِ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا؟ فَمَا دَرَيْتُ مَا أَقُولُ، فَقُمْتُ مِنْ مَكَانِي إِلَى مَنْزِلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَقِيلَ لِي: إِنَّهُ قَائِلٌ فَسَمِعَ كَلَامِي فَقَالَ لِي: ابْنَ جُبَيْرٍ؟ ادْخُلْ مَا جَاءَ بِكَ إِلَّا حَاجَةٌ، قَالَ: فَدَخَلْتُ فَإِذَا هُوَ مُفْتَرِشٌ بَرْذَعَةَ رَحْلٍ لَهُ. فَقُلْتُ: يَا

[3178] سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دور حکومت میں مجھ سے دو لعان کرنے والے (میاں بیوی) کے بارے میں سوال کیا گیا، کیا ان کے درمیان جدائی ڈال دی جائے گی؟ تو مجھے پتا نہ چلا کہ میں اس کا کیا جواب دوں، سو میں اپنی جگہ سے اٹھ کر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی منزل پر پہنچا اور ان سے ملنے کی اجازت طلب کی۔ مجھے کہا گیا کہ وہ قیلولہ کر رہے ہیں۔ انھوں نے میری آواز سن لی اور فرمایا: ابن جبیر ہو؟ آ جاؤ، تم

٣١٧٨- أخرجه مسلم، اللعان، ح:١٤٩٣ من حديث عبد الملك به ﷺ وفي الباب عن سهل بن سعد [البخاري، ح:٥٢٥٩ ومسلم، ح:١٤٩٢].

أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! الْمُتَلَاعِنَانِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا ؟ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ! نَعَمْ، إِنَّ أَوَّلَ مَنْ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ أَحَدَنَا رَأَى امْرَأَتَهُ عَلٰى فَاحِشَةٍ كَيْفَ يَصْنَعُ ؟ إِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ وَّإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى أَمْرٍ عَظِيمٍ. قَالَ: فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ الَّذِي سَأَلْتُكَ عَنْهُ قَدِ ابْتُلِيتُ بِهِ فَأَنْزَلَ اللهُ [هٰذِهِ] الْآيَاتِ فِي سُورَةِ النُّورِ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللهِ﴾ [٦-٩] حَتّٰى خَتَمَ الْآيَاتِ. قَالَ: فَدَعَا الرَّجُلَ فَتَلَاهُنَّ عَلَيْهِ وَوَعَظَهُ وَذَكَّرَهُ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ. فَقَالَ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا. ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْأَةِ وَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَأَخْبَرَهَا أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ فَقَالَتْ: لَا، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا صَدَقَ، فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللهِ [عَلَيْهِ] إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ، ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْأَةِ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ، ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

کسی ضرورت کے تحت ہی آئے ہو گے۔ میں اندر چلا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اپنے پالان کا آتھر بچھائے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا لعان کرنے والوں کے درمیان جدائی ڈال دی جائے گی؟ انھوں نے فرمایا: سبحان اللہ! ہاں۔ اس کے بارے میں سب سے پہلے فلاں بن فلاں نے پوچھا تھا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! بتایئے، ہم میں سے کوئی اگر اپنی بیوی کو بے حیائی کرتا دیکھے تو وہ کیا کرے؟ اگر وہ یہ بات زبان پر لاتا ہے تو انتہائی ناگوار بات کہتا ہے اور اگر چپ رہتا ہے تو انتہائی بری بات پر خاموشی اختیار کرتا ہے۔ نبی ﷺ خاموش رہے اور اسے جواب نہ دیا۔ وہ اس کے کچھ وقت گزرنے کے بعد پھر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: جس مسئلے کے بارے میں، میں نے آپ سے سوال کیا تھا، میں اس میں مبتلا ہو چکا ہوں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتاریں: ''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس، ان کی ذات کے سوا کوئی گواہ نہ ہوں تو ان کی گواہی کا طریقہ یہ ہے کہ ایسا شخص چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ (بلاشبہ یقیناً وہ سچے لوگوں میں سے ہے اور پانچویں بار کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو اور عورت سے سزا کو یہ چیز ہٹا دے گی کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ یہ شخص جھوٹے لوگوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو، اگر یہ شخص سچا ہو۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کا کرم نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا کمال حکمت والا ہے تو جھوٹوں کو سزا ملتی۔'' تو آپ نے مرد کو بلایا، اسے آیات سنائیں، اسے وعظ و نصیحت کی اور اسے بتایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا

ہے، تو اس آدمی نے کہا: نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میں نے اس کے بارے میں جھوٹ نہیں بولا (الزام تراشی نہیں کی) پھر آپ نے عورت سے گفتگو کی، اسے وعظ ونصیحت کی اور اسے بتایا کہ دنیا کا دکھ، آخرت کے دکھ سے بہت ہلکا ہے، تو اس عورت نے کہا: نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میرے خاوند نے سچ نہیں بولا۔ تو آپ ﷺ نے آغاز مرد سے کیا، تو اس نے اللہ کے نام کی چار قسمیں کھائیں کہ وہ سچا ہے اور پانچویں قسم یہ کھائی، اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر عورت نے اللہ کے نام کی چار قسمیں کھائیں کہ وہ (میرا خاوند) جھوٹا ہے اور پانچویں قسم یہ کھائی کہ اگر وہ سچا ہو تو اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو۔ پھر آپ نے ان کے درمیان جدائی ڈال دی۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: یہ حدیث وضاحت کے ساتھ باب اللعان میں گزر چکی ہے۔

(٢) ـ٣١٧٩ـ حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ] بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ»، قَالَ: فَقَالَ هِلَالٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِذَا رَأَى أَحَدُنَا رَجُلًا عَلَى امْرَأَتِهِ أَيَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ»، قَالَ: فَقَالَ هِلَالٌ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ وَلَيُنْزِلَنَّ فِي

[3179] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ بدکاری کرنے کی تہمت لگائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیّنہ (شہادت) پیش کرو، ورنہ تیری پشت پر حد لگے گی۔'' ہلال نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی شخص کسی آدمی کو اپنی بیوی کے ساتھ بدکاری کرتا ہوا دیکھے تو کیا وہ شہادت (گواہ) تلاش کرے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ فرمانے لگے: ''شہادت (گواہ) پیش کرو ورنہ تمھاری پشت پر حد لگے گی۔'' ہلال رضی اللہ عنہ

٣١٧٩ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب: إذا ادعى أو قذف فله أن يلتمس البينة وينطلق لطلب البينة، ح: ٢٦٧١ عن بندار به.

أَمْرِي مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ﴾ فَقَرَأَ إِلَى أَنْ بَلَغَ ﴿وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ قَالَ: فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمَا فَجَاءَا فَقَامَ هِلَالُ ابْنُ أُمَيَّةَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ»، ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ: ﴿أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾. قَالُوا لَهَا: إِنَّهَا مُوجِبَةٌ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَسَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ سَتَرْجِعَ فَقَالَتْ: لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَبْصِرُوهَا، فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ» فَجَاءَتْ بِهِ كَذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللهِ [عَزَّوَجَلَّ] لَكَانَ لَنَا وَلَهَا شَأْنٌ».

نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میں بلاشبہ یقینا سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور میرے بارے میں ایسی چیز اتارے گا جو میری پشت کو حد سے بری قرار دے گی، تو یہ آیات اتریں: ''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس ان کی ذات کے سوا کوئی گواہ نہ ہوں تو ان کی گواہی کا طریقہ یہ ہے کہ ایسا شخص چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بلاشبہ یقیناً وہ سچے لوگوں میں سے ہے...... اور پانچویں بار یہ کہے کہ اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو اگر یہ شخص سچا ہو۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ پھر نبی ﷺ (قراءت سے فراغت کے بعد) متوجہ ہوئے اور میاں بیوی کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ دونوں آ گئے تو ہلال بن امیہ اٹھے اور قسمیں کھائیں، جبکہ نبی ﷺ فرما رہے تھے: ''یقیناً اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے؟'' پھر عورت کھڑی ہوئی اور اس نے قسمیں کھائیں، چنانچہ جب پانچویں قسم کھانے لگی کہ ''اللہ کا اس (عورت) پر غضب ہو، اگر وہ شخص سچا ہو'' تو حاضرین نے کہا: یہ لازم قرار دینے والی ہے، چنانچہ وہ کچھ ٹھہری اور سر جھکایا، حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ ابھی (اپنی بات سے) رجوع کر لے گی، (گناہ کا اعتراف کر لے گی) تو اس نے کہا: میں ہمیشہ کے لیے اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی، اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے دیکھو اور اس کا انتظار کرو، اگر اس نے سرمئی آنکھوں، بھرپور سرینوں اور موٹی پنڈلیوں والا بچہ جنا تو یہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔'' پھر بچہ ایسا ہی پیدا ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ کی کتاب کا حکم طے نہ ہو چکا ہوتا تو ہمارا اس کے ساتھ معاملہ ہوتا، یعنی ہم اس پر حد لگاتے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ [مِنْ

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے

هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ] وَهٰكَذَا رَوٰى عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عِكْرِمَةَ [مُرْسَلًا]، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَرَوَاهُ أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

حسن غریب ہے۔ عباد بن منصور نے بھی یہ حدیث عکرمہ سے اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بیان کی ہے اور ایوب نے یہ روایت عکرمہ سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا واسطہ چھوڑ کر نبی ﷺ سے مرسلاً بیان کی ہے۔

فائدہ: آیات لعان کا نزول سیدنا ہلال بن امیہ اور سیدنا عویمر عجلانی رضی اللہ عنہما کے واقعات کے سلسلے میں ہوا۔ دونوں نے نبی ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ اگر خاوند بیوی کو برائی کرتے دیکھ لے تو وہ کیا کرے؟ اس سلسلے میں یہ آیات اتریں اور آپ نے دونوں ہی کو سنائیں اور دونوں نے لعان کیا، اس لیے دونوں کے بارے میں اترنے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ (تحفة الأحوذي: 21/9)

(٤) ـ ٣١٨٠ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهِ، قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِيَّ خَطِيبًا فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ! أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي أُنَاسٍ أَبَنُوا أَهْلِي، وَاللهِ! مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ قَطُّ، وَأَبَنُوا بِمَنْ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَطُّ، وَلَا دَخَلَ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ، وَلَا غِبْتُ فِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِيَ» . فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] فَقَالَ: ائْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْ نَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ، وَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِّنْ رَهْطِ ذٰلِكَ الرَّجُلِ فَقَالَ: كَذَبْتَ، أَمَا وَاللهِ أَنْ لَوْ كَانُوا مِنَ الْأَوْسِ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ تَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ حَتّٰى كَادَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ، وَمَا عَلِمْتُ بِهِ، فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِي أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ، فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ لَهَا:

[3180] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب میرے بارے میں کہا گیا جو کہا گیا، (مجھ پر الزام لگایا گیا) اور مجھے اس کا علم نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں خطاب فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے تشہد پڑھا اور اللہ کی اس کے شایان شان حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: ''حمد و ثنا کے بعد! مجھے ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنھوں نے میری بیوی پر الزام لگایا ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے اپنی بیوی کے بارے میں کوئی برائی نہیں جانی۔ اور ایسے شخص کے ساتھ تہمت لگائی ہے، اللہ کی قسم! میں نے اس میں کبھی کوئی برائی نہیں دیکھی اور نہ کبھی وہ میرے گھر میں میری عدم موجودگی میں داخل ہوا ہے اور جس سفر میں میں (گھر سے) غائب تھا، وہ بھی میرے ساتھ ہی غائب تھا۔'' تب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے کہ ہم ان کی گردنیں مار دیں۔ اور خزرج سے ایک شخص (سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ماں ان کے خاندان سے تھی، اس نے کہا: تو (سعد بن معاذ) نے جھوٹ بولا ہے، ہاں، اللہ کی

٣١٨٠ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين آمنوا . . .﴾ إلخ، ح: ٤٧٥٧ تعليقًا ومسلم، ح: ٢٧٧٠/ ٥٨ من حديث أبي أسامة به.

أَيْ أُمَّ! تَسُبِّينَ ابْنَكِ فَسَكَتَتْ، ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ! فَقُلْتُ لَهَا: أَيْ أُمَّ! تَسُبِّينَ ابْنَكِ فَسَكَتَتْ، ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ! فَانْتَهَرْتُهَا فَقُلْتُ لَهَا: أَيْ أُمِّ! تَسُبِّينَ ابْنَكِ، فَقَالَتْ: وَاللهِ! مَا أَسُبُّهُ إِلَّا فِيكِ فَقُلْتُ: فِي أَيِّ شَأْنِي؟ قَالَتْ: فَبَقَرَتْ إِلَيَّ الْحَدِيثَ قُلْتُ: وَقَدْ كَانَ هٰذَا؟! قَالَتْ: نَعَمْ، وَاللهِ! لَقَدْ رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَكَأَنَّ الَّذِي خَرَجْتُ لَهُ لَمْ أَخْرُجْ. لَا أَجِدُ مِنْهُ قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا وَوُعِكْتُ فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَرْسِلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي فَأَرْسَلَ مَعِيَ الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ أُمَّ رُومَانَ فِي السُّفْلِ وَأَبُو بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ، فَقَالَتْ أُمِّي: مَا جَاءَ بِكِ يَا بُنَيَّةُ! قَالَتْ: فَأَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيثَ فَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي، فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ! خَفِّفِي عَلَيْكِ الشَّأْنَ، فَإِنَّهُ وَاللهِ! لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ حَسْنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا حَسَدْنَهَا وَقِيلَ فِيهَا، فَإِذَا هِيَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي، قَالَتْ: قُلْتُ: وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِي، قَالَتْ: نَعَمْ، قُلْتُ: وَرَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ أَبُو بَكْرٍ صَوْتِي وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَنَزَلَ فَقَالَ لِأُمِّي: مَا شَأْنُهَا، قَالَتْ: بَلَغَهَا الَّذِي ذُكِرَ مِنْ شَأْنِهَا، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ يَا بُنَيَّةُ إِلَّا رَجَعْتِ إِلَى بَيْتِكِ فَرَجَعْتُ، وَلَقَدْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى بَيْتِي وَسَأَلَ عَنِّي خَادِمَتِي فَقَالَتْ: لَا، وَاللهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتّٰى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلَ خَمِيرَتَهَا أَوْ عَجِينَتَهَا، وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: اصْدُقِي رَسُولَ اللهِ ﷺ حَتّٰى أَسْقَطُوا لَهَا بِهِ فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللهِ! وَاللهِ

قسم! اگر وہ لوگ اوس کی ہوتے تو تو ان کی گردنیں مارنی پسند نہ کرتا، حتیٰ کہ قریب تھا کہ مسجد ہی میں اوس وخزرج کے درمیان لڑائی شروع ہو جاتی، اور مجھے اس کا علم نہ تھا۔ جب اس دن کی شام ہوئی تو میں اپنی کسی ضرورت کے لیے نکلی اور ام مسطح میرے ساتھ تھی، وہ پھسل گئی۔ اس نے کہا: مسطح تباہ ہو! اس پر میں نے کہا: اے امی! اپنے بیٹے کو برا بھلا کہتی ہو تو وہ چپ رہی۔ پھر دوبارہ لڑکھڑائی تو اس نے کہا: مسطح ہلاک ہو! میں نے اسے کہا: اے ماں! تو اپنے بیٹے کو برا بھلا کہتی ہے، تو وہ خاموش رہی۔ پھر تیسری بار ٹھوکر لگی تو کہا: مسطح برباد ہو! میں نے اسے جھڑکا اور کہا: اے ماں! اپنے بیٹے کو بددعا دیتی ہو۔ تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے تیری خاطر ہی برا بھلا کہہ رہی ہوں۔ میں نے کہا: میرے کس معاملے میں؟ اس نے میرے سامنے پورا معاملہ کھول دیا۔ میں نے کہا: یہ سب کچھ ہو چکا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، اللہ کی قسم! تو میں اپنے گھر کی طرف لوٹ آئی، گویا جس مقصد کے لیے میں نکلی تھی، میں اس کے لیے نکلی ہی نہ تھی۔ مجھے کم یا زیادہ حاجت محسوس ہی نہ ہوئی اور مجھے بخار چڑھ گیا۔ تب میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: مجھے میرے باپ کے گھر بھیج دیجیے۔ آپ نے میرے ساتھ ایک غلام بھیجا۔ میں گھر میں داخل ہوئی تو میں نے ام رومان کو گھر کے نچلے حصے میں اور ابوبکر کو گھر کے اوپر (چھت پر) قرآن پڑھتے پایا۔ میری ماں نے پوچھا: اے پیاری بیٹی! کیوں آئی ہو؟ تو میں نے انھیں اطلاع دی اور انھیں واقعہ سنایا تو انھیں اس سے اس قدر پریشانی نہ ہوئی جس قدر مجھے ہوئی۔ انھوں نے کہا: اے بیٹی! اس معاملے کو اپنے لیے ہلکا سمجھ، کیونکہ اللہ کی قسم! صورت حال یہ ہے، بہت کم ایسے ہوتا ہے کہ کوئی خوب صورت عورت ایسے مرد کی بیوی ہو جو

مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى تِبْرِ الذَّهَبِ الْأَحْمَرِ فَبَلَغَ الْأَمْرُ ذٰلِكَ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ! وَاللهِ مَا كَشَفْتُ كَنَفَ أُنْثٰى قَطُّ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُتِلَ شَهِيدًا فِي سَبِيلِ اللهِ، قَالَتْ: وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي فَلَمْ يَزَالَا عِنْدِي حَتّٰى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدِ اكْتَنَفَنِي أَبَوَايَ عَنْ يَمِينِي وَشِمَالِي فَتَشَهَّدَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ! إِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ سُوءًا أَوْ ظَلَمْتِ فَتُوبِي إِلَى اللهِ فَإِنَّ اللهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ»، قَالَتْ: وَقَدْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَهِيَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ، فَقُلْتُ: أَلَا تَسْتَحْيِي مِنْ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ أَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا. وَّوَعَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَالْتَفَتُّ إِلٰى أَبِي فَقُلْتُ: أَجِبْهُ. قَالَ: فَمَاذَا أَقُولُ؟ فَالْتَفَتُّ إِلٰى أُمِّي فَقُلْتُ: أَجِيبِيهِ، قَالَتْ: أَقُولُ مَاذَا؟ قَالَتْ: فَلَمَّا لَمْ يُجِيبَا تَشَهَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللهَ وَأَثْنَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قُلْتُ: أَمَا وَاللهِ! لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ: إِنِّي لَمْ أَفْعَلْ، وَاللهُ يَشْهَدُ إِنِّي لَصَادِقَةٌ، مَّا ذَاكَ بِنَافِعِي عِنْدَكُمْ لِي، لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ وَأُشْرِبَتْ قُلُوبُكُمْ وَلَئِنْ قُلْتُ: إِنِّي قَدْ فَعَلْتُ، وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي لَمْ أَفْعَلْ، لَتَقُولُنَّ إِنَّهَا قَدْ بَاءَتْ بِهَا عَلٰى نَفْسِهَا. وَاللهِ! إِنِّي مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا - قَالَتْ: وَالْتَمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوبَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ - إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُونَ﴾ [يوسف:١٨] قَالَتْ: وَأُنْزِلَ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ سَاعَتِهِ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَنْهُ وَإِنِّي لَأَتَبَيَّنُ السُّرُورَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ يَمْسَحُ جَبِينَهُ وَيَقُولُ: «أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ! [فَـ]ـقَدْ أَنْزَلَ اللهُ بَرَاءَتَكِ»، قَالَتْ:

اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور وہ اس سے حسد نہ کریں اور اس کے بارے میں باتیں نہ کریں، تو ان پر وہ اثر نہ پڑا جو مجھ پر پڑا تھا۔ میں نے پوچھا: میرے باپ کو بھی اس واقعے کا علم ہے؟ ماں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: اور رسول اللہ ﷺ کو؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ میرے آنسو جاری ہو گئے اور میں رونے لگی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری آواز سن لی، جبکہ وہ گھر کے اوپر (چھت پر) قرآن پڑھ رہے تھے، سو وہ اترے اور میری امی سے پوچھا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ انھوں نے کہا: اس کے بارے میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے، اسے اس کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے تو ان کی آنکھیں بھی بہہ پڑیں۔ انھوں نے کہا: اے بیٹی! میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ اپنے گھر لوٹ جاؤ، تو میں واپس آ گئی۔ اور رسول اللہ ﷺ میرے گھر آئے اور میرے بارے میں میری خادمہ سے پوچھا تو اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس میں کوئی عیب نہیں جانتی، مگر یہ کہ وہ سو جاتی تھی حتیٰ کہ بکری گھر میں آتی اور اس کا خمیر اٹھا یا گوندھا ہوا آٹا کھا لیتی۔ اسے آپ کے بعض ساتھیوں نے جھڑکا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کو سچ سچ بتا حتیٰ کہ انھوں نے اسے اس خاطر برا بھلا بھی کہا، تو اس نے کہا: سبحان اللہ! اللہ کی قسم! میں اس کے بارے میں وہی جانتی ہوں جو ایک سنار خالص سرخ سونے کے بارے میں جانتا ہے۔ معاملہ اس انسان تک بھی پہنچ گیا جس کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں، تو اس نے کہا: اللہ پاک ہے، اللہ کی قسم! میں نے تو کبھی کسی عورت کا پہلو نہیں کھولا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: وہ بعد میں اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا۔ وہ بیان کرتی ہیں: میرے والدین صبح میرے پاس آئے اور مسلسل میرے پاس ہی رہے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز

فَكُنْتُ أَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِي أَبَوَايَ: قُومِي إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: لَا، وَاللهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ، وَلَا أَحْمَدُهُ، وَلَا أَحْمَدُكُمَا، وَلٰكِنْ أَحْمَدُ اللهَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي، لَقَدْ سَمِعْتُمُوهُ فَمَا أَنْكَرْتُمُوهُ وَلَا غَيَّرْتُمُوهُ. وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: أَمَّا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللهُ بِدِينِهَا فَلَمْ تَقُلْ إِلَّا خَيْرًا، وَأَمَّا أُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ، وَكَانَ الَّذِي يَتَكَلَّمُ فِيهِ مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ [ابْنُ سَلُولٍ] وَ [هُوَ الَّذِي] كَانَ يَسْتَوْشِيهِ وَيَجْمَعُهُ وَهُوَ الَّذِي تَوَلّٰى كِبْرَهُ مِنْهُمْ هُوَ وَحَمْنَةُ. قَالَتْ: فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لَا يَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ أَبَدًا، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ﴾ [إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ] يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ ﴿أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ﴾ يَعْنِي مِسْطَحًا إِلٰى قَوْلِهِ ﴿أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [٢٢] قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلٰى، وَاللهِ! يَا رَبَّنَا! إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَ لَهُ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ.

پڑھ کر میرے پاس آئے اور میرے والدین میرے دائیں بائیں سے مجھے گھیرے ہوئے تھے، تو نبی ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی اس کے شایان شان حمد وثنا بیان فرمائی، پھر فرمایا: ''حمد و صلاۃ کے بعد! اے عائشہ! اگر تو نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے یا زیادتی کی ہے تو اللہ کی طرف رجوع کر (توبہ کر) کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک انصاری عورت آکر دروازے پر بیٹھ چکی تھی، تو میں نے کہا: آپ کچھ بیان کرنے سے، اس عورت سے حیا محسوس نہیں فرماتے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے وعظ فرمایا، تو میں اپنے باپ کی طرف متوجہ ہوئی اور میں نے کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔ انھوں نے کہا: میں کیا کہوں؟ اس پر میں اپنی ماں کی طرف متوجہ ہوئی اور میں نے کہا: آپ کوئی جواب دو۔ اس نے کہا: میں کیا کہوں؟ جب ان دونوں نے جواب نہ دیا تو میں نے تشہد پڑھا اور اللہ کی اس کے شایان شان حمد وثنا بیان کی، پھر میں نے کہا: ہاں، اللہ کی قسم! اگر میں تمھیں کہوں کہ میں نے یہ حرکت نہیں کی اور اللہ گواہ ہے میں یقیناً سچی ہوں، تو یہ چیز میرے لیے تمھارے ہاں سودمند نہیں۔ تم اس کو زبانوں پر لا چکے ہو اور تمھارے دلوں میں یہ سرایت کر چکی ہے۔ اور اگر میں کہوں کہ میں یہ حرکت کر چکی ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے یہ حرکت نہیں کی، تو تم یقیناً کہو گے، اس نے اپنے بارے میں خود اعتراف کر لیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں اپنے لیے اور تمھارے لیے یوسف کے باپ کے سوا کوئی مثال نہیں پاتی۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے سیدنا یعقوب علیہ السلام کا نام ذہن میں لانے کی کوشش کی مگر میں نے اس کی قدرت نہ پائی۔ جب انھوں نے کہا: ''سو صبر جمیل ہی بہتر ہے اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو، اس پر اللہ

ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: اسی وقت رسول اللہ ﷺ پر وحی اترنے لگی اور ہم خاموش ہو گئے۔ پھر آپ سے وحی کی کیفیت ختم ہوئی اور بلاشبہ میں آپ کے چہرے پر واضح اور کھلی مسرت دیکھ رہی تھی، جبکہ آپ اپنی پیشانی صاف کر رہے تھے، آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! خوش ہو جا، اللہ تعالیٰ نے تیری براءت اتاری ہے۔'' وہ بیان کرتی ہیں کہ میں انتہائی شدید غصے میں تھی، تو میرے والدین نے کہا: آپ کے سامنے کھڑی ہو جا۔ میں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! نہ میں آپ (ﷺ) کے سامنے کھڑی ہوں گی، نہ آپ کا شکریہ ادا کروں گی اور نہ تمھارا شکریہ ادا کروں گی، لیکن میں اس اللہ کا شکر ادا کروں گی جس نے میری براءت نازل فرمائی۔ آپ لوگوں نے یہ واقعہ سنا اور اس کا انکار نہ کیا اور نہ اس کی تردید کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی تھیں: رہی زینب بنت جحش! تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی دینداری کے سبب محفوظ رکھا اور اس نے خیر و بھلائی کے سوا کچھ نہ کہا، لیکن اس کی بہن حمنہ! تو وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو گئی (اس نے الزام تراشی میں حصہ لیا۔) اور اس واقعے کے بارے میں گفتگو کرنے والا مسطح، حسان بن ثابت اور منافق عبداللہ بن ابی (ابن سلول) ہیں اور یہی اسے مرچ مسالا لگاتا اور اسے مرتب کرتا تھا، اور اس واقعے کے بڑے ذمے دار، مجرم، عبداللہ بن ابی اور حمنہ ہیں۔ وہ بیان کرتی ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ مسطح کو آئندہ کبھی بھی کسی قسم کا نفع نہیں پہنچائیں گے، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''اور جو تم میں سے صاحب فضل اور کشادہ حال ہیں، وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ وہ قرابت داروں، مسکینوں اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں پر خرچ نہیں کریں گے......

کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمھیں بخشے اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔'' صاحب فضل اور کشادہ حال سے مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اگلے ٹکڑے سے مراد مسطح ہے۔ (آیت سن کر) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! اے ہمارے رب! ہم یقیناً اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ تو ہمیں معاف فرمائے، اور اس کے ساتھ پہلے والا سلوک کرنے لگے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ. وَقَدْ رَوٰى يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَمَعْمَرٌ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ ابْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَائِشَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ أَطْوَلَ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَأَتَمَّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح، ہشام بن عروہ کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔ اسے زہری سے یونس بن یزید، معمر اور بہت سے راویوں نے بیان کیا اور زہری، عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص لیثی اور عبیداللہ بن عبداللہ کے واسطے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتا ہے اور یہ حدیث ہشام بن عروہ کی روایت سے زیادہ طویل اور زیادہ مکمل ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں مسلمان معاشرے کے مختلف افراد کی نفسیات کی بہترین عکاسی ہوتی ہے اور اس قسم کے پیش آنے والے مسائل میں مختلف افراد کی ذہنیت کا پتا چلتا ہے۔ اس حدیث کی مکمل تفصیل اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد کا طویل تذکرہ، مختصر سیرت رسول اللہ ﷺ کے اردو ترجمہ میں صفحہ 429 تا 446 پر کیا گیا ہے جو صحیح مسلم کی شرح نووی اور دوسری شروحات سے ماخوذ ہے، لیکن ان میں اس واقعے کے سب متعلقین کے جذبات و احساسات اور نفسیات کا تذکرہ نہیں ہے کہ اس واقعے میں سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جواب پر سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے تبصرہ کیوں کیا، اور پھر ان پر سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے تنقید کیوں کی۔ ② سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جیسے جذبات سیدہ ام رومان اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہما کے کیوں نہیں تھے، نبیٔ اکرم ﷺ، ابوبکر اور ام رومان نے اس واقعے کا شدت سے انکار اور تردید کیوں نہیں کی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر سختی کیوں کی اور انھیں سخت سست کیوں کہا، عبداللہ بن ابی اس واقعے کو بڑھا چڑھا کر کیوں پیش کرتا تھا، وغیرہ۔ اس کے لیے عربی شروحات کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔

(٥) - ٣١٨١- حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ] بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ

[3181] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب میری براءت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو

٣١٨١ـ أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب حد القذف، ح: ٢٥٦٧ عن بندار، وأبو داود، ح: ٤٤٧٤ من حديث محمد بن أبي عدي به وابن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٢٥٠.

عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَ عُذْرِي قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ وَتَلَا الْقُرْآنَ فَلَمَّا نَزَلَ أَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ فَضُرِبُوا حَدَّهُمْ.

کر اس کا تذکرہ کیا، آپ نے قرآنی آیات پڑھیں اور منبر سے اتر کر دو مردوں اور ایک عورت کو حد لگانے کا حکم دیا تو انھیں حد لگائی گئی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف محمد بن اسحاق کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: حدیث میں سیدنا حسان بن ثابت، مسطح اور سیدہ حمنہ رضی اللہ عنہم کو حد قذف لگانے کا ذکر ہے اور عبداللہ بن ابی کو حد لگانے کا تذکرہ نہیں ہے۔ اس کو حد لگانے میں اختلاف ہے۔ اکثریت کا نظریہ یہی ہے کہ اسے حد نہیں لگائی گئی کیونکہ وہ منافق تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الكوكب الدري: 4/222-227 کا حاشیہ:1)

(المعجم ٢٥) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْفُرْقَانِ (التحفة ٢٦)

باب:25۔ سورۂ فرقان کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) -٣١٨٢- حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ] بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: «أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ». قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ»، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «أَنْ تَزْنِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ».

[3182] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ کا ہمسر ٹھہرائے، حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔'' میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔'' میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''تیرا اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [غَرِيبٌ]. حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ] بُنْدَارٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ [بْنُ مَهْدِيٍّ]: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (غریب) ہے۔ امام صاحب اپنے استاد کی دوسری سند سے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ

٣١٨٢- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿والذين لا يدعون مع الله إلٰها آخر ولا يقتلون النفس﴾، ح: ٤٧٦١ من حديث سفيان الثوري ومسلم، ح: ٨٦ من حديث أبي وائل به.

وَالْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں اور اگلی روایت میں تین گناہوں کو انتہائی سنگین گناہ قرار دیا گیا ہے: * اللہ تعالیٰ جو انسان کا خالق و مالک ہے، انسان کا اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینا یا اس کا ہم پلہ اور نظیر قرار دینا، حالانکہ خالق اور غیر خالق کا کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ * انسان کا اپنے آپ کو اپنی اولاد کا رزق رساں تصور کر کے، اسے زندہ درگور کر دینا، یا قتل کرنا، یا نس بندی کرنا تا کہ اس کی اولاد رزق کے سلسلے میں اس پر بوجھ نہ بنے، حالانکہ اللہ تعالیٰ جو خالق ہے، وہی باپ اور اس کی اولاد کا رازق بھی ہے، دونوں کو روزی وہی دیتا ہے اور انسان اپنے آپ کو رازق سمجھ کر اولاد سے جان چھڑاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اپنی اولاد کو تنگ دستی کی وجہ سے قتل نہ کرنا، ہم تمھیں رزق دیتے ہیں اور انھیں بھی۔'' (الأنعام 6:151) * انسان کا پڑوسی، اس کی ہمدردی اور خیر خواہی کا حق دار ہے اور وہ اس کی عزت و ناموس کا محافظ ہے لیکن یہاں باڑ ہی کھیت کو کھانے لگ گئی ہے اور پڑوسی ہی پڑوسی کی عزت و ناموس کو پامال کر رہا ہے اور اس کی عزت لوٹ رہا ہے تو پھر حفاظت کی توقع کس سے کی جائے۔

(۲) -۳۱۸۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ أَبُو زَيْدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: «أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ، وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ أَجْلِ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ أَوْ مِنْ طَعَامِكَ، وَأَنْ تَزْنِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ». قَالَ: وَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ○ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا﴾ [٦٨، ٦٩].

[3183] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: کون سا گناہ سب سے زیادہ سنگین ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تیرا اللہ کا ہم پلہ اور برابر ٹھہرانا، حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا اور تیرا اپنی اولاد کو اس بنا پر قتل کرنا کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی یا تیرا کھانا کھائے گی اور تیرا اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا۔'' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے، نہ اللہ کی حرام کی ہوئی جان کو ناحق قتل ہی کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص یہ کام کرے گا وہ سخت گناہ کو ملے گا (اس کی سزا بھگتے گا۔) اس کے لیے قیامت کے دن عذاب دگنا کیا جائے گا، اور وہ اس میں ذلیل و خوار ہو کر ہمیشہ رہے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] حَدِيثُ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ، عَنْ وَاصِلٍ لِأَنَّهُ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سفیان کی منصور اور اعمش سے حدیث شعبہ کی واصل سے حدیث سے زیادہ صحیح ہے

٣١٨٣ـ أخرجه البخاري، أيضًا، ح: ٤٧٦١ من حديث واصل الأحدب به وانظر الحديث السابق.

زَادَ فِي إِسْنَادِهِ رَجُلًا. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. [قَالَ:] وَهٰكَذَا رَوٰى شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ.

کیونکہ اسی (سفیان نے) سند میں ایک آدمی (عمرو بن شرحبیل) کا اضافہ کیا ہے۔ امام صاحب ایک دوسرے استاد کی سند سے، شعبہ کی واصل سے روایت بیان کرتے ہیں، اور اس میں ابووائل اور سیدنا عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے درمیان عمرو بن شرحبیل کا واسطہ بیان نہیں کرتے۔

(المعجم ٢٦) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الشُّعَرَاءِ
(التحفة ٢٧)

باب: 26۔ سورۂ شعراء کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) -٣١٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [٢١٤] قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ! يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا، سَلُونِي مِنْ مَّالِي مَا شِئْتُمْ».

[3184] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت: ''اور اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ'' اتری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبدالمطلب کی بیٹی صفیہ! اے محمد کی بیٹی فاطمہ! اے عبدالمطلب کی اولاد! میں اللہ کے مقابلے میں تمھارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میرے مال سے جو چاہو تم مانگ سکتے ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهٰكَذَا رَوٰى وَكِيعٌ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيِّ. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ وکیع اور دوسرے بہت سے راویوں نے اسے اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے۔ اور بعض راویوں نے ہشام بن عروہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ چھوڑ کر براہ راست نبی ﷺ سے مرسلاً (صحابی کا واسطہ چھوڑ کر) بیان کیا ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔

فائدہ: ایمان کے بغیر، رسول اللہ ﷺ سے قرابت و رشتے داری بھی دوزخ سے نجات اور بچاؤ کا باعث نہیں بن سکتی۔

٣١٨٤۔ تقدم: ٢٣١٠.

ایمان ہوتو یہ تعلق نفع بخش ہوگا۔

(٢) ـ٣١٨٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قُرَيْشًا فَخَصَّ وَعَمَّ فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللهِ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا، يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللهِ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا. يَا مَعْشَرَ بَنِي قُصَيٍّ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا. يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا، يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ! أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكِ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا. إِنَّ لَكِ رَحِمًا وَسَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا».

[3185] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت: ''اور اپنے سب سے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ'' اتری تو رسول اللہ ﷺ نے قریشیوں کو جمع کیا، انھیں خصوصی اور عمومی طور پر فرمایا: ''اے قریش کی جماعت! تم اپنے آپ کو آگ سے بچا لو کیونکہ میں اللہ کے مقابلے میں تمھارے لیے کسی قسم کا نقصان یا نفع پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے عبد مناف کی اولاد کی جماعت! تم اپنے آپ کو آگ سے بچا لو کیونکہ میں تمھارے لیے اللہ کے مقابلے میں کسی قسم کے نقصان اور نفع کا مالک نہیں ہوں۔ اے قُصي کی اولاد کے گروہ! تم اپنے آپ کو آگ سے بچا لو کیونکہ میں تمھارے لیے کسی قسم کے نقصان یا نفع کا مالک نہیں ہوں۔ اے عبدالمطلب کی اولاد کی جماعت! تم اپنے آپ کو آگ سے بچا لو کیونکہ میں تمھارے لیے کسی قسم کا نقصان یا نفع پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے محمد کی بیٹی فاطمہ! اپنے آپ کو آگ سے بچا لے کیونکہ میں تیرے لیے کسی قسم کے نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا۔ بلاشبہ تجھے قرابت حاصل ہے، میں اسے اس کی طراوت سے تر رکھوں گا، یعنی تیرے ساتھ احسان اور حسن سلوک سے پیش آؤں گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. [يُعْرَفُ مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) اور اس سند سے غریب ہے۔ موسیٰ بن طلحہ کی حدیث کی صورت میں معروف ہے۔

(٣) ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ

امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں۔

٣١٨٥ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب في قوله تعالى: ﴿وأنذر عشيرتك الأقربين﴾، ح: ٢٠٤ من حديث عبدالملك بن عمير به.

طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [نَحْوَهُ] بِمَعْنَاهُ.

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مختار مطلق یا مختار کل نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت و مشیت کے بغیر محض اپنی منشا یا ارادے اور تعلق سے کسی کو کسی قسم کا نقصان یا نفع پہنچا سکیں، اس لیے یہ عقیدہ باطل ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ پکڑے، اسے محمد رسول اللہ ﷺ چھڑا لیں گے اور جسے محمد رسول اللہ ﷺ پکڑیں گے، اسے کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ﴾ (المؤمنون 88:23) ''اور وہی پناہ دیتا ہے، اس کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہیں دی جا سکتی۔'' آپ تو اللہ کی مشیت کے بغیر خود اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں، فرمایا: ﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾ (الأعراف 188:7) ''کہہ دیجیے! مجھے خود اپنی ذات کے لیے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں، مگر اللہ جو چاہے۔'' اور اس نفع و نقصان کا تعلق ظاہری اسباب و وسائل سے بے نیاز ہو کر ہے، اس لیے آخر میں آپ نے فرمایا: ظاہری اسباب و ذرائع کے مطابق، اے فاطمہ! میں تیرے ساتھ قریبی تعلق اور رشتے داری کی بنا پر احسان اور حسن سلوک کا رویہ اختیار کروں گا، لیکن ایمان کے بغیر اللہ تعالیٰ سے تمھیں چھڑا نہیں سکوں گا، اس لیے جس نے آگ سے بچنا ہے، وہ ایمان لے آئے۔ ایمان لانے کے بعد رفع درجات کی سفارش ہو سکے گی اور آپ ﷺ کی قرابت فائدہ پہنچائے گی۔

٣١٨٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَشْعَرِيُّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ وَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ فَرَفَعَ صَوْتَهُ فَقَالَ: «يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! يَا صَبَاحَاهُ».

[3186] سیدنا (ابوموسیٰ) اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝﴾ اتری تو رسول اللہ ﷺ نے دو انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال کر بلند آواز سے فرمایا: ''اے عبد مناف کی اولاد! اے صبح کا حملہ!''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا وَهُوَ أَصَحُّ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: عَنْ أَبِي مُوسَى [ذَاكَرْتُ بِهِ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ فَلَمْ يَعْرِفْهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔ بعض راویوں نے اسے قسامہ بن زہیر سے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا واسطہ چھوڑ کر براہ راست نبی ﷺ سے مرسلاً بیان کیا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ (میں نے اس حدیث کا تذکرہ محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) سے کیا تو ابوموسیٰ کی حدیث کی صورت میں یہ ان کے علم میں نہ تھی)۔

فائدہ: جب لوگوں کو اکٹھا کرنا مقصود ہوتا تو بلند جگہ پر چڑھ کر بلند آواز سے پکارا جاتا: یا صباحاہ! اے صبح کا حملہ، یعنی سب لوگ آ جاؤ سنگین معاملہ درپیش ہے۔ اس سے تحفظ اور بچاؤ کے لیے سوچ بچار کے لیے جمع ہو جاؤ۔ نبی ﷺ نے بھی قریش کو

٣١٨٦ـ أخرجه ابن حبان، ح: ١٦٢٧ من حديث عوف به وللحديث شواهد * أبو زيد الأنصاري سعيد بن أوس حسن الحديث وتابعه أبو عاصم النبيل.

آخرت کے خطرے سے آگاہ کرنے کے لیے جمع کرنے کی خاطر یہی طریقہ اختیار کیا۔ جب سب قریش جمع ہو گئے تو انھیں خطاب فرمایا۔

(المعجم ٢٧) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ النَّمْلِ (التحفة ٢٨)

باب: 27۔ سورۂ نمل کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣١٨٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ ابْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مَعَهَا خَاتَمُ سُلَيْمَانَ وَعَصَا مُوسٰى، فَتَجْلُو وَجْهَ الْمُؤْمِنِ وَتَخْتِمُ أَنْفَ الْكَافِرِ بِالْخَاتَمِ حَتّٰى إِنَّ أَهْلَ الْخُوَانِ لَيَجْتَمِعُونَ فَيَقُولُ هٰذَا: يَا مُؤْمِنُ، وَيَقُولُ هٰذَا: يَا كَافِرُ».

[3187] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دابة (زمین سے نکلنے والا جانور) نکلے گا۔ اس کے پاس سیدنا سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا۔ وہ مومن کے چہرے کو روشن کر دے گا اور کافر کی ناک پر انگوٹھی سے مہر لگا دے گا، حتیٰ کہ دسترخوان والے جمع ہوں گے تو یہ کہے گا: اے مومن! اور یہ کہے گا: اے کافر!''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [غَرِيبٌ] وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ فِي دَابَّةِ الْأَرْضِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور دابة الأرض کے سلسلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور سند سے بھی بیان کی گئی ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابوامامہ اور حذیفہ بن اُسید رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم قیامت کے قریب دابة الأرض کا نکلنا اور لوگوں سے اس کا کلام کرنا قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اس حدیث کا تعلق سورۂ نمل کی آیت: 82 سے ہے جس میں زمین سے ایک جانور کے نکلنے اور اس کے کلام کرنے کا ذکر موجود ہے۔

(المعجم ٢٨) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الْقَصَصِ (التحفة ٢٩)

باب: 28۔ سورۂ قصص کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣١٨٨ـ حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ] بُنْدَارٌ:

[3188] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

٣١٨٧ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب دابة الأرض، ح: ٤٠٦٦ والحاكم: ٤/ ٤٨٥ من حديث حماد بن سلمة به * علي بن زيد: ضعيف وأوس: مجهول له عن أبي هريرة ثلاثة أحاديث منكرة، قاله ابن القطان الفاسي * وفي الباب عن أبي أمامة [أحمد: ٥/ ٢٦٨]، وحذيفة بن أسيد [تقدم: ٢١٨٣].

٣١٨٨ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الدليل على صحة إسلام من حضره الموت، مالم يشرع في النزع ... إلخ، ح: ٢٥ من «

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ [هُوَ كُوفِيٌّ اسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلَى عَزَّةَ الْأَشْجَعِيَّةِ] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعَمِّهِ: «قُلْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، [فَـ]قَالَ لَوْلَا أَنْ تُعَيِّرَنِي بِهَا قُرَيْشٌ إِنَّمَا يَحْمِلُهُ عَلَيْهِ الْجَزَعُ لَأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ]: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ﴾ [٥٦].

ﷺ نے اپنے چچا (ابوطالب) سے فرمایا: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا الله کہہ دو، قیامت کے دن اس کے سبب میں تمھارے حق میں (ایمان کی) گواہی دوں گا۔'' تو اس نے کہا: اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ قریش اس کے سبب مجھے یہ عار دلائیں گے کہ یہ گھبرا کر اس کام پر آمادہ ہوا ہے تو میں اس کے ذریعے سے تیری آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا، اس پر اللہ (عزوجل) نے یہ آیت اتاری: ''تم جسے چاہو، ہدایت نہیں دے سکتے، لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف یزید بن کیسان کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: ہدایت کا لفظ دو معنی میں استعمال ہوتا ہے: ○ راہ دکھانا۔ ○ منزل مقصود تک پہنچانا۔ پیغمبر کا کام سیدھی راہ دکھانا اور لوگوں تک پیغام حق پہنچانا ہے۔ لیکن لوگوں کو ہدایت یافتہ بنا دینا، اس کے اختیار میں نہیں۔ یہ اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت پانے کا اہل ہے، کون اہل نہیں، اس لیے اگر کوئی ہدایت کا راستہ نہیں اپناتا تو پیغمبر کو اس کے پیچھے ہلکان یا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس اصول کے مطابق ابوطالب کو ہدایت یافتہ بنانا، نبی ﷺ کے بس میں نہ تھا اور آپ کی انتہائی خواہش اور وہ خود حقیقت شناسی کے باوجود ایمان نہ لا سکا اور عار کو نار (آگ) پر ترجیح دی اور کفر پر مرا۔ آپ ﷺ کو اختیار حاصل ہوتا تو وہ کبھی کفر پر نہ مرتا۔

(المعجم ٢٩) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الْعَنْكَبُوتِ (التحفة ٣٠)

باب: 29۔ سورۂ عنکبوت کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١)۔ ٣١٨٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ قَالَ: أُنْزِلَتْ فِيَّ أَرْبَعُ آيَاتٍ

[3189] سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے بارے میں چار آیات اتریں، پھر انھوں نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ ام سعد (سعد کی والدہ) نے کہا: کیا اللہ نے (والدین کے ساتھ) احسان و وفاداری کا حکم نہیں دیا، اللہ

‹‹ حديث يحيى القطان به.

٣١٨٩۔ أخرجه مسلم، الجهاد، باب الأنفال، ح: ١٧٤٨/ ٣٣، ٣٤ عن محمد بن بشار ومحمد بن المثنى به.

فَذَكَرَ قِصَّةً، وَقَالَتْ أُمُّ سَعْدٍ: أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ اللهُ بِالْبِرِّ. وَاللهِ! لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَّلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى أَمُوتَ أَوْ تَكْفُرَ، قَالَ: فَكَانُوا إِذَا أَرَادُوا أَنْ يُّطْعِمُوهَا شَجَرُوا فَاهَا، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي﴾ الْآيَةَ [٨].

کی قسم! میں نہ کوئی کھانا کھاؤں گی اور نہ کوئی مشروب پیوں گی حتیٰ کہ میں مر جاؤں یا تو کفر اختیار کر لے۔ سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب گھر والے اسے کھانا کھلانا چاہتے (زبردستی) اس کا منہ کھولتے، اس سلسلے میں یہ آیت اتری: ''ہم نے انسان کو تاکیدی حکم دیا کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اگر وہ اس بات پر زور دیں کہ تو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے......''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: دنیوی معاملات اور خدمات کی حد تک کافر والدین کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آیا جائے گا اور ان کی ممکن حد تک خدمت وتواضع کی جائے گی، لیکن اگر وہ دین کے خلاف حکم دیں یا شرک وکفر کی تلقین کریں تو پھر ان کی اطاعت وفرماں برداری کی خاطر خالق کی معصیت ونافرمانی کا ارتکاب نہیں کیا جائے گا، کیونکہ خالق کا حق ہر مخلوق سے، چاہے وہ والدین ہی کیوں نہ ہوں، مقدم ہے۔ اور نبی ﷺ کا فرمان ہے: [لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ] (مسند احمد: 66/5) ''اللہ عزوجل کی معصیت ونافرمانی ہوتی ہو تو پھر مخلوق کی اطاعت نہیں ہوگی۔''

(٢) ـ٣١٩٠ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَعَبْدُاللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ، عَنْ سِمَاكٍ [بْنِ حَرْبٍ]، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِىءٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ [تَعَالٰى]: ﴿وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ﴾ [٢٩] قَالَ: «كَانُوا يَخْذِفُونَ أَهْلَ الْأَرْضِ وَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ».

[3190] سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نبی سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''اور تم اپنی مجالس میں برے کام کرتے ہو'' کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''وہ اہل زمین کو کنکر مارتے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ سِمَاكٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور ہمارے علم میں صرف حاتم بن ابی صغیرہ کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

(المعجم ٣٠) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الرُّومِ (التحفة ٣١)

باب: 30۔ سورۂ روم کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

٣١٩٠ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٢٤، ٣٤١ عن أبي أسامة حماد بن أسامة به * أبو صالح باذام مولى أم هانيء: ضعيف مدلس (تقريب) ومع ذلك صححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٠٩ ووافقه الذهبي على شرط الشيخين.

(١) ـ٣١٩١ـ أَخْبَرَنَا أَبُو مُوسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ فِي مُنَاحَبَةِ: «﴿الٓمٓ٥ غُلِبَتِ الرُّومُ﴾ أَلَا احْتَطْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ! فَإِنَّ الْبِضْعَ مَا بَيْنَ ثَلَاثٍ إِلٰى تِسْعٍ».

[3191] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس آیت: ''الٓمٓ، رومی مغلوب ہو گئے......'' کی بنیاد پر شرط لگانے کے سلسلے میں فرمایا: ''اے ابوبکر! تم نے احتیاط سے کام کیوں نہ لیا، کیونکہ بضع کا لفظ تین سے نو تک کے لیے بولا جاتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے، یعنی زہری عن عبیداللہ سے غریب حسن ہے۔

(٢) ـ٣١٩٢ـ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ظَهَرَتِ الرُّومُ عَلٰى فَارِسَ فَأَعْجَبَ ذٰلِكَ الْمُؤْمِنِينَ فَنَزَلَتْ: (الٓمٓ٥ غَلَبَتِ الرُّومُ) إِلٰى قَوْلِهِ ﴿يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ٥ بِنَصْرِ اللهِ﴾ [١-٥] قَالَ: فَفَرِحَ الْمُؤْمِنُونَ بِظُهُورِ الرُّومِ عَلٰى فَارِسَ.

[3192] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب بدر کا موقع آیا تو رومی فارسیوں پر غالب آ گئے۔ مسلمانوں کو اس سے بڑی خوشی ہوئی۔ یہ آیات اسی سلسلے میں نازل ہو چکی تھیں: ''الٓمٓ، رومی آ گئے...... مسلمان خوشیاں منائیں گے اللہ کی نصرت کے سبب......'' تو رومیوں کے، ایرانیوں پر غالب آنے پر مسلمان خوش ہوئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ كَذَا قَرَأَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: (غَلَبَتِ الرُّومُ).

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ اور نصر بن علی نے اسی طرح غَلَبَتِ الرُّومُ معروف صیغے کے ساتھ پڑھا ہے۔

فائدہ: مسلمانوں کی مسرت وشادمانی کا سبب اگلی روایات میں آ رہا ہے۔

(٣) ـ٣١٩٣ـ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا

[3193] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

٣١٩١ـ [حسن لغيره] أخرجه أبو نعيم في أخبار أصبهان: ٢/ ٣٢٤ عن محمد بن المثنى به ورواه الطحاوي في مشكل الآثار: ٤/ ١٢٦ من حديث محمد بن خالد بن عثمة وتابعه معن بن عيسى وله شاهد حسن عند الطحاوي: ٤/ ١٢٥ وانظر، ح: ٣١٩٤.

٣١٩٢ـ تقدم: ٢٩٣٥.

٣١٩٣ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٣٨٩ عن الحسين بن حريث به * وللحديث شواهد منها الحديث الآتي، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٤١٠ ووافقه الذهبي وأورده الضياء في المختارة: ١٠/ ١٤٥، ح: ١٤٤.

مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْفَزَارِيِّ، عَنْ سُفْيَانَ [الثَّوْرِيِّ]، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿الٓمٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّومُ ۝ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ﴾ قَالَ: غُلِبَتْ وَغَلَبَتْ. قَالَ: كَانَ الْمُشْرِكُونَ يُحِبُّونَ أَنْ يَظْهَرَ أَهْلُ فَارِسَ عَلَى الرُّومِ لِأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ أَهْلُ الْأَوْثَانِ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُحِبُّونَ أَنْ يَظْهَرَ الرُّومُ عَلَى فَارِسَ لِأَنَّهُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ، فَذَكَرُوهُ لِأَبِي بَكْرٍ فَذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَمَا إِنَّهُمْ سَيَغْلِبُونَ» فَذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ لَهُمْ فَقَالُوا: اجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ أَجَلًا فَإِنْ ظَهَرْنَا كَانَ لَنَا كَذَا وَكَذَا وَإِنْ ظَهَرْتُمْ كَانَ لَكُمْ كَذَا وَكَذَا، فَجَعَلَ أَجَلَ خَمْسِ سِنِينَ فَلَمْ يَظْهَرُوا فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «أَلَا جَعَلْتَهُ إِلَى دُونَ» قَالَ: أُرَاهُ «الْعَشْرِ» قَالَ: قَالَ سَعِيدٌ: وَالْبِضْعُ مَا دُونَ الْعَشْرِ، قَالَ: ثُمَّ ظَهَرَتِ الرُّومُ بَعْدُ، قَالَ: فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿غُلِبَتِ الرُّومُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَآءُ﴾. قَالَ سُفْيَانُ: سَمِعْتُ أَنَّهُمْ ظَهَرُوا عَلَيْهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ.

''الم! رومی مغلوب ہو گئے، قریبی سرزمین میں'' کے بارے میں بیان فرماتے ہیں: مغلوب ہو گئے اور (پھر) غالب آ گئے۔ مشرکین چاہتے تھے کہ اہل فارس (ایرانی) رومیوں پر غالب آ جائیں، کیونکہ یہ مشرک اور وہ ایرانی دونوں بت پرست تھے۔ اور مسلمان چاہتے تھے رومی اہل کتاب ہونے کے باعث فارسیوں پر غالب آ جائیں۔ مشرکوں نے اس کا تذکرہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ''ہاں وہ ضرور غالب آئیں گے۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کا تذکرہ مشرکین سے کیا تو انھوں نے کہا: ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت طے کر لو۔ اگر ہم غالب آ گئے تو ہمیں یہ یہ ملے گا اور اگر تم غالب آ گئے تو تمھیں یہ یہ ملے گا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پانچ سال طے کر لیے اور رومی اس عرصے میں غالب نہ آ سکے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم نے مدت اس سے، یعنی دس سال سے کم تک کیوں مقرر نہ کی۔'' سعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: بِضْعٌ کا لفظ دس سے کم کے لیے بولا جاتا ہے۔ پھر بعد میں رومی غالب آ گئے۔ ان آیات میں اسی کی طرف اشارہ ہے: ''الم، رومی مغلوب ہو گئے...... اور اس دن مومن خوش ہوں گے اللہ کی مدد کے ساتھ، وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔'' سفیان کہتے ہیں: میں نے سنا ہے رومی ان پر بدر کے موقع پر غالب آئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ہمارے علم میں صرف سفیان ثوری کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: رومیوں کے ایرانیوں پر غلبے کی خبر اس وقت ملی جب مسلمان بدر کے موقع پر مشرکوں پر غالب آ چکے تھے، اس لیے مسلمانوں کو دوہری خوشی ہوئی۔

(۴) ـ٣١٩٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ نِيَارِ ابْنِ مُكْرَمٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿الٓمٓo غُلِبَتِ الرُّومُo فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَo فِي بِضْعِ سِنِينَ﴾ فَكَانَتْ فَارِسُ يَوْمَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ قَاهِرِينَ لِلرُّومِ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُحِبُّونَ ظُهُورَ الرُّومِ عَلَيْهِمْ لِأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ أَهْلُ كِتَابٍ وَفِي ذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾ وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُحِبُّ ظُهُورَ فَارِسَ لِأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ لَيْسُوا بِأَهْلِ كِتَابٍ وَلَا إِيمَانٍ بِبَعْثٍ، فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْآيَةَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَصِيحُ فِي نَوَاحِي مَكَّةَ ﴿الٓمٓo غُلِبَتِ الرُّومُo فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَo فِي بِضْعِ سِنِينَ﴾ قَالَ: نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ لِأَبِي بَكْرٍ فَذٰلِكَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ زَعَمَ صَاحِبُكَ أَنَّ الرُّومَ سَتَغْلِبُ فَارِسَ فِي بِضْعِ سِنِينَ، أَفَلَا نُرَاهِنُكَ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ: بَلٰى - وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الرِّهَانِ - فَارْتَهَنَ أَبُو بَكْرٍ وَالْمُشْرِكُونَ وَتَوَاضَعُوا الرِّهَانَ وَقَالُوا لِأَبِي بَكْرٍ: كَمْ تَجْعَلُ الْبِضْعَ: ثَلَاثَ سِنِينَ إِلٰى تِسْعِ سِنِينَ، فَسَمِّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ وَسَطًا تَنْتَهِي إِلَيْهِ. قَالَ: فَسَمَّوْا بَيْنَهُمْ سِتَّ سِنِينَ، قَالَ: فَمَضَتِ السِّتُّ سِنِينَ قَبْلَ أَنْ يَظْهَرُوا فَأَخَذَ الْمُشْرِكُونَ رَهْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا دَخَلَتِ السَّنَةُ السَّابِعَةُ ظَهَرَتِ الرُّومُ عَلٰى فَارِسَ، فَعَابَ

[3194] سیدنا نیار بن مکرم اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیات: ''الم، رومی مغلوب ہو گئے قریبی سرزمین میں، اور وہ یقیناً مغلوب ہونے کے بعد غالب آ جائیں گے چند سالوں میں'' اتریں تو ایرانی، رومیوں پر غالب تھے، جبکہ مسلمان ان پر رومیوں کا غلبہ چاہتے تھے، کیونکہ مسلمان اور وہ (رومی) دونوں اہل کتاب تھے۔ اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''اور اس وقت (جب رومی غلبہ پائیں گے) مسلمان خوش ہوں گے اللہ کی نصرت کی بنا پر، وہ جس کی چاہے نصرت فرماتا ہے اور وہی سب پر غالب نہایت رحم فرمانے والا ہے۔'' اور قریشی، ایرانیوں کا غلبہ چاہتے تھے، کیونکہ وہ دونوں اہل کتاب نہ تھے اور نہ دوبارہ اٹھائے جانے (آخرت) پر ایمان رکھتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ کے اطراف میں بلند آواز سے یہ آیات: ''الم، رومی مغلوب ہو گئے، قریبی سرزمین میں۔ اور وہ مغلوب ہونے کے بعد یقیناً غالب آ جائیں گے، چند سالوں میں'' پڑھتے ہوئے نکلے۔ کچھ قریشیوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اب یہ ہمارے اور تمھارے درمیان فیصلہ کن چیز ہے، کیونکہ تیرے ساتھی کا خیال ہے کہ رومی، فارسیوں پر چند سالوں کے اندر غالب آ کر رہیں گے، تو کیا ہم اس پر شرط نہ باندھ لیں۔ انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ اور یہ شرط کے حرام ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ تب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مشرکین نے شرط رکھ لی اور شرط پر متفق ہو گئے۔ انھوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم بضع، تین سال سے نو تک کو کتنا قرار دیتے ہو؟ تو تم ہمارے اور اپنے درمیان درمیانی مدت رکھ لو جس پر مدت

٣١٩٤ـ أخرجه ابن الأثير في أسد الغابة: ٥/ ٤٩ وابن خزيمة في التوحيد، ص: ١٦٦ـ١٦٧ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به مختصرًا وانظر، ح: ٣١٩١.

الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ تَسْمِيَةَ سِتِّ سِنِينَ قَالَ: لِأَنَّ اللهَ تَعَالٰى قَالَ: ﴿فِي بِضْعِ سِنِينَ﴾، قَالَ: وَأَسْلَمَ عِنْدَ ذٰلِكَ نَاسٌ كَثِيرٌ.

ختم ہو جائے۔ راوی کہتے ہیں: تو انھوں نے آپس میں چھ سال مقرر کر لیے۔ چھ سال گزر گئے اور وہ غالب نہ آ سکے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مشرکین نے شرط کا مال لے لیا۔ پھر جب ساتواں سال آیا تو رومی فارسیوں پر غالب آ گئے، اس پر مسلمانوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر چھ سال مدت مقرر کرنے پر اعتراض کیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ''بضع سنين'' چند سال فرمایا تھا۔ اور اس وقت بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ [مِّنْ حَدِيثِ نِيَارِ بْنِ مُكْرَمٍ] لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (نیار بن مکرم رضی اللہ عنہ کی حدیث) حسن صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ حدیث صرف عبدالرحمٰن بن ابی زیاد بیان کرتا ہے۔

فائدہ: ابتدائی طور پر شرط مشرکوں نے جیت لی تھی، لیکن بعد میں مدت کے اضافے کے ساتھ دوبارہ شرط لگائی گئی، جس میں اونٹوں کی تعداد بھی سو کر دی گئی تو رومی بدر کے موقع پر ایرانیوں پر غالب آ گئے اور مسلمانوں کو دلی خوشی ہوئی اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شرط جیت کر اونٹ صدقہ کر دیے کیونکہ شرط لگانا حرام ہو چکا تھا۔ چونکہ ظاہری حالات کی رو سے رومیوں کا غلبہ ناممکن نظر آتا تھا، اور ناممکن چیز قرآنی پیشین گوئی کے مطابق ظہور پذیر ہو گئی تو بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الكوكب الدري: 232/4، 233 کا حاشیہ)

(المعجم ٣١) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ لُقْمَانَ (التحفة ٣٢)

باب: 31۔ سورۂ لقمان کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣١٩٥ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ]، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَبِيعُوا الْقَيْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوهُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوهُنَّ، وَلَا خَيْرَ فِي تِجَارَةٍ فِيهِنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ» وَفِي مِثْلِ هٰذَا أُنْزِلَتْ [عَلَيْهِ] هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَمِنَ النَّاسِ

[3195] سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم مغنیہ (گانے والی) لونڈیوں کو نہ بیچو اور نہ انھیں خریدو اور نہ انھیں (گانے بجانے کی) تعلیم دو۔ ان کی تجارت (سوداگری) میں کوئی بھلائی نہیں اور ان کی قیمت حرام ہے۔'' اس قسم کی چیزوں کے سلسلے میں یہ آیت اتری: ''اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اس لیے غافل کرنے والی باتیں خریدتے ہیں تاکہ وہ لوگوں کو بغیر علم (دلیل) کے

٣١٩٥ـ [ضعيف] انظر، ح: ١٢٨٢.

مَنْ يَّشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللهِ﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ[٦].

اللہ کے راستے سے گمراہ کر دیں......‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا يُرْوٰى مِنْ حَدِيثِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ. وَالْقَاسِمُ ثِقَةٌ وَّعَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ، قَالَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اسے بس قاسم ہی ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے اور قاسم ثقہ اور قابل اعتماد ہے۔ (اس کا شاگرد) علی بن یزید، حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ یہ بات امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) نے کہی ہے۔

فائدہ: بقول سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ لہو الحدیث سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی یاد سے غافل کر دے، جیسے فضول قصہ گوئی، ہنسی مذاق کی باتیں، واہیات اور بے ہودہ مشغلے اور گانا بجانا۔ (روح المعاني) اس آیت اور حدیث کی رو سے ہر ایسا کاروبار ممنوع ہے جو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کی یاد سے غافل کرتا ہے، لیکن آج مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ بے شمار مسلمان ایسے کاروبار اور مشغلے اختیار کیے ہوئے ہیں جو لوگوں کو دین سے دور لے جانے کا باعث بن رہے ہیں۔ لوگوں کو اخلاق باختہ بنا کر عیش وعشرت اور عریانی وفحاشی کا دلدادہ بنا رہے ہیں۔ ہمارا ریڈیو، ٹی وی، کیبل نیٹ ورک، انٹرنیٹ، الیکٹرونک وسوشل میڈیا، جنسی ناول اور ڈائجسٹ، نیز مصور اور عریاں تصاویر شائع کرنے والے رسالے اور اخبارات وغیرہ یہی کام کر رہے ہیں اور یہی چیز امت مسلمہ کے زوال وانحطاط اور تباہی و بربادی کا باعث ہے۔ مسلمانوں سے قومی غیرت وحمیت اور شرم وحیا کا عنصر دن بدن ختم ہو رہا ہے اور وہ ذلت ورسوائی کی زندگی گزارنے پر مطمئن ہو چکے ہیں۔ فإنا لله وإنا إليه راجعون.

(المعجم ٣٢) [بَابٌ: وَّمِنْ] سُورَةِ السَّجْدَةِ (التحفة ٣٢)

باب: 32۔ سورۂ سجدہ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣١٩٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ [١٦] نَزَلَتْ فِي انْتِظَارِ [هٰذِهِ] الصَّلَاةِ الَّتِي تُدْعَى الْعَتَمَةَ.

[3196] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس آیت: ’’ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں‘‘ کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ اس نماز جسے عتمہ (عشاء) کے نام سے پکارا جاتا ہے، کے انتظار کے متعلق اتری ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب

٣١٩٦ـ أخرجه الطبري في تفسيره: ٢١/ ٦٣، ٦٤ عن عبدالله بن أبي زياد به وله شواهد عند أبي داود، ح: ١٣٢١ وغيره.

غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز کے انتظار میں بستروں سے دور رہنا بھی اس آیت کا مصداق ہے، اس لیے تہجد کی نماز کے لیے بستر چھوڑنا، بالاولی اس کا مصداق ہوگا۔ صبح کی نماز کے لیے بستر سے الگ ہونا بھی اس میں داخل ہوگا۔

(۲) ـ۳۱۹۷ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ». وَتَصْدِيقُ ذٰلِكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ [عَزَّ وَجَلَّ] ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءًۢ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾[۱۷].

[3197] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں، نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل میں (حقیقی صورت میں) ان کا گزر ہوا ہے۔'' اور اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے: ''کوئی نہیں جانتا کہ ان کے اعمال کے بدلے میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کی کیا کیا چیزیں، ان کے لیے چھپا رکھی گئی ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: قرآن وحدیث میں جنت کی نعمتوں کا ذکر موجود ہے، لیکن وہ محض ناموں کی حد تک ہے۔ اس سے ان چیزوں کی اصل حقیقت نمایاں نہیں ہوتی۔ انسان دنیا میں آخرت کی نعمتوں کی حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ محض سمجھانے کے لیے آخرت کی نعمتوں کے لیے بھی دنیوی نعمتوں کے نام استعمال کیے گئے ہیں لیکن دونوں کی حقیقت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

(۳) ـ۳۱۹۸ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيفٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ - هُوَ ابْنُ أَبْجَرَ - سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ مُوسٰى [عَلَيْهِ السَّلَامُ] سَأَلَ رَبَّهُ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ! أَيُّ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَدْنٰى مَنْزِلَةً، قَالَ: رَجُلٌ يَأْتِي بَعْدَ مَا يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهُ: ادْخُلْ. فَيَقُولُ: كَيْفَ أَدْخُلُ وَقَدْ

[3198] سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: ''سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا: اے میرے رب! کس جنتی کا مقام ومرتبہ سب سے کم ہو گا؟ فرمایا: وہ آدمی جو جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا۔ اسے کہا جائے گا: (جنت میں) داخل ہو جا۔ وہ کہے گا: میں کیسے داخل ہو جاؤں، جبکہ لوگ اپنی اپنی

۳۱۹۷ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، ح: ۳۲۴۴ ومسلم، ح: ۲۸۲۴ من حديث سفيان بن عيينة به.

۳۱۹۸ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلةً فيها، ح: ۱۸۹ عن محمد بن أبي عمر به.

نَزَلُوا مَنَازِلَهُمْ وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِمْ؟ قَالَ: فَيُقَالُ لَهُ: أَتَرْضٰى أَنْ يَكُونَ لَكَ مَا كَانَ لِمَلِكٍ مِّنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ، قَدْ رَضِيتُ، فَيُقَالُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ هٰذَا وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ، فَيَقُولُ: رَضِيتُ أَيْ رَبِّ، فَيُقَالُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ هٰذَا وَعَشْرَةَ أَمْثَالِهِ، فَيَقُولُ: رَضِيتُ أَيْ رَبِّ، فَيُقَالُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ مَعَ هٰذَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ».

منزل میں (گھر میں) اتر چکے ہیں اور اپنی اپنی نعمتیں لے چکے ہیں؟ اسے کہا جائے گا: کیا تو اس پر راضی ہے کہ تجھے وہ مل جائے جو دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کو ملا تھا؟ تو وہ کہے گا: ہاں، اے میرے رب! میں راضی ہوں۔ تب اسے کہا جائے گا: تیرے لیے یہ ہے اور اس کی مثل اور اس جتنا اور اس کے برابر، یعنی تین گنا اور۔ تو وہ کہے گا: میں راضی ہوں، اے میرے رب! پھر اسے کہا جائے گا: تیرے لیے یہ ہے اور اس سے دس گنا اور، تو وہ کہے گا: میں راضی ہوں، اے میرے رب! تو اسے کہا جائے گا: تیرے لیے اس کے ساتھ وہ ہے جو تیرا جی چاہے اور جس سے تیری آنکھیں آسودہ اور ٹھنڈی ہوں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَالْمَرْفُوعُ أَصَحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض راویوں نے یہ حدیث شعبی سے مرفوعاً بیان نہیں کی اور مرفوع ہی زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: جنت کی وسعت وفراخی دنیوی حساب وکتاب سے باہر ہے اور اس کی نعمتیں بھی لامحدود ہیں۔ جنت میں جانے والا ہر فرد بلند مقام کا حامل ہے لیکن مراتب کے فرق کی بنا پر جنت کے درجات میں فرق ہوگا اور جنت کے ادنیٰ یا کم تر درجے کی رفعت و بلندی اور وسعت اور پھیلاؤ ہمارے فہم وشعور سے بالا ہے۔ اس کی اصل حقیقت وہیں جا کر کھلے گی۔

(المعجم ٣٢) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الْأَحْزَابِ (التحفة ٣٢)

باب: 33۔ سورۂ احزاب کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣١٩٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا صَاعِدٌ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا قَابُوسُ ابْنُ أَبِي ظَبْيَانَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ: قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ

[3199] قابوس بن ابی ظبیان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے باپ نے اسے بتایا: ہم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے فرمان "اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کے لیے اس کے سینے میں دو دل نہیں بنائے" کے بارے

٣١٩٩ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦٧ من حديث زهير به وانظر، ح: ٣١٣٩ لعلته، وأشار ابن خزيمة في صحيحه قبل، ح: ٨٦٥ إلى علته.

قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ﴾ [٤] مَا عَنَى بِذٰلِكَ؟ قَالَ: قَامَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يَوْمًا يُصَلِّي فَخَطَرَ خَطْرَةً، فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ الَّذِينَ يُصَلُّونَ مَعَهُ: أَلَا تَرٰى أَنَّ لَهُ قَلْبَيْنِ قَلْبًا مَعَكُمْ وَقَلْبًا مَعَهُمْ فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿مَا جَعَلَ اللهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ﴾. حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ نَحْوَهُ.

میں بتائیے، اس سے مقصود کیا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ ایک دن اللہ کے نبی ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ کے دل میں کوئی وسوسہ (خیال) پیدا ہوا، (جس کا آپ نے تذکرہ کیا) تو وہ منافق جو آپ کے ساتھ نماز میں شریک تھے، کہنے لگے: اس کے دو دل ہیں۔ ایک دل تمھارے ساتھ ہے اور ایک دل ان کے (اپنے ساتھیوں کے) ساتھ ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ”اللہ نے کسی انسان کے اندر دو دل نہیں بنائے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

(٢) ـ٣٢٠٠ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: - سُمِّيتُ بِهِ - لَمْ يَشْهَدْ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَبُرَ عَلَيْهِ فَقَالَ: أَوَّلُ مَشْهَدٍ قَدْ شَهِدَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ غِبْتُ عَنْهُ، أَمَا وَاللهِ لَئِنْ أَرَانِيَ اللهُ مَشْهَدًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ [فِيمَا بَعْدُ] لَيَرَيَنَّ اللهُ مَا أَصْنَعُ. قَالَ: فَهَابَ أَنْ يَقُولَ غَيْرَهَا، فَشَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ مِّنَ الْعَامِ الْقَابِلِ، فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ: يَا أَبَا عَمْرٍو! أَيْنَ؟ قَالَ: وَاهًا لِّرِيحِ الْجَنَّةِ أَجِدُهَا دُونَ أُحُدٍ، فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ فَوُجِدَ فِي جَسَدِهِ بِضْعٌ وَّثَمَانُونَ مِنْ بَيْنِ ضَرْبَةٍ وَّطَعْنَةٍ وَّرَمْيَةٍ. [فَـ]ـقَالَتْ عَمَّتِي الرُّبَيِّعُ بِنْتُ النَّضْرِ: فَمَا عَرَفْتُ أَخِي إِلَّا بِبَنَانِهِ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾ [٢٣].

[3200] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ یہ بات ان کے لیے انتہائی گراں تھی۔ انھوں نے کہا: پہلا غزوہ جس میں رسول اللہ ﷺ شریک ہوئے میں اس سے غیر حاضر رہا، ہاں اللہ کی قسم! اگر اللہ نے مجھے اب کسی غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضری کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ دیکھے گا کہ میں کیا جوہر دکھاتا ہوں۔ اور وہ کوئی اور بات کہنے سے ڈرے (کوئی بڑا دعویٰ نہ کیا)۔ پھر وہ اگلے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ احد میں حاضر ہوئے تو انھیں آگے سے آتے ہوئے (مشرکین کی طرف سے واپس آتے ہوئے) سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ملے اور کہا: اے ابوعمرو! کدھر جا رہے ہو؟ انھوں نے کہا: جنت کی مہک کا کیا ہی کہنا! میں اسے احد کے پاس محسوس کر رہا ہوں۔ پھر لڑے حتی کہ شہید ہو گئے۔ ان کے جسم پر تلوار، نیزے اور تیر کے اسی (80) سے زائد نشان پائے گئے۔ تو میری پھوپھی رُبیع بنت نضر رضی اللہ عنہا نے کہا: بس میں نے اپنے بھائی کو اس کے

٣٢٠٠ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد، ح: ١٩٠٣ من حديث سليمان بن المغيرة به.

پوروں ہی سے پہچانا۔ ان کے بارے میں یہ آیت اتری ''مومنوں میں سے کچھ ایسے جواں مرد ہیں کہ انھوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا، اسے سچ کر دکھایا، پھر ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنھوں نے اپنی نذر پوری کر دی اور کچھ اس کا انتظار کر رہے ہیں اور انھوں نے اپنے عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: رِجَال: مردانِ حق، مردانِ کار۔ نَحْب: عہد و پیمان، نذر، عزم و ہمت۔

فائدہ: مسلمانوں کے اندر وہ مردانِ حق بھی ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے باندھے ہوئے عہد کو پورے عزم و ہمت کے ساتھ راہِ حق میں جان دے کر پورا کر دکھایا اور جو ابھی پورا نہیں کر سکے ہیں وہ بھی جان ہتھیلی میں لے کر اس کے منتظر ہیں کہ کب موقع آئے کہ وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوں اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے باندھے ہوئے عہد میں تل برابر تبدیلی نہیں کی۔ سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ انھی مردانِ حق کے سرخیل ہیں کہ انھوں نے اپنے پختہ یقین و ایمان کے سبب دنیا ہی میں جنت کی مہک محسوس کر لی اور اس کی خاطر جان قربان کر دی۔

(٣) - ٣٢٠١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ عَمَّهُ غَابَ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ: غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُشْرِكِينَ لَئِنِ اللهُ أَشْهَدَنِي قِتَالًا لِّلْمُشْرِكِينَ لَيَرَيَنَّ اللهُ كَيْفَ أَصْنَعُ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا جَاءُوا بِهِ هٰؤُلَاءِ - يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ - وَأَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ - يَعْنِي أَصْحَابَهُ - ثُمَّ تَقَدَّمَ فَلَقِيَهُ سَعْدٌ، فَقَالَ: يَا أَخِي! مَا فَعَلْتَ أَنَا مَعَكَ، فَلَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَصْنَعَ مَا صَنَعَ، فَوَجَدَ فِيهِ بِضْعًا وَّثَمَانِينَ بَيْنَ ضَرْبَةٍ بِسَيْفٍ وَّطَعْنَةٍ بِرُمْحٍ وَّرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ فَكُنَّا نَقُولُ: فِيهِ وَفِي أَصْحَابِهِ نَزَلَتْ

[3201] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے چچا جنگ بدر سے غائب رہے تو انھوں نے کہا: میں پہلی جنگ میں جو رسول اللہ ﷺ نے مشرکین سے لڑی ہے، غائب رہا ہوں۔ اب اگر اللہ نے مجھے مشرکین سے جنگ کرنے کا موقع دیا تو یقیناً اللہ ضرور دیکھے گا کہ میں کیا کارنامہ سرانجام دیتا ہوں۔ پھر جب اُحد کا دن تھا (اور) مسلمان پسپا ہو گئے تو انھوں نے کہا: اے اللہ! میں ان لوگوں کی حرکت سے تیرے سامنے براءت (بیزاری) کا اظہار کرتا ہوں، یعنی مشرکین سے اور ان کی حرکت و عمل سے معذرت پیش کرتا ہوں، یعنی اپنے ساتھیوں کی طرف سے، پھر آگے بڑھ گئے تو ان سے سیدنا سعد ملے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بھائی! آپ جو کریں گے، میں تمھارے ساتھ

٣٢٠١ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب قول الله عزوجل: ﴿من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه . . .﴾ إلخ: ٢٨٠٥ من حديث حميد الطويل به.

﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ﴾ قَالَ يَزِيدُ: يَعْنِي [هٰذِهِ] الْآيَةَ.

ہوں۔ سعد کہتے ہیں: میں وہ کارنامہ سرانجام نہ دے سکا جو انھوں نے کر دکھایا۔ ان کے جسم میں تلوار کی چوٹ، نیزے کے نشان اور تیر کے زخم اَسّی (80) سے زائد تھے۔ ہم کہتے تھے کہ یہ آیت ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں اتری ہے: ''ان میں سے بعض نے تو اپنا عہد پورا کر دکھایا اور بعض انتظار میں ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَاسْمُ عَمِّهِ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ان کے چچا کا نام انس بن نضر رضی اللہ عنہ ہے۔

(۴) ـ۳۲۰۲ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارِ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ إِسْحَاقَ ابْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: أَلَا أُبَشِّرُكَ؟ قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ».

[3202] سیدنا موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انھوں نے کہا: کیا میں تمھیں خوشخبری نہ سناؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، (ضرور سنائیں۔) انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''طلحہ ان میں سے ہے جنھوں نے اپنا عہد و پیمان پورا کر دیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَإِنَّمَا رُوِيَ هٰذَا عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے اسی سند ہی سے بیان کی گئی ہے۔ موسیٰ بن طلحہ اسے اپنے باپ ہی سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے اطمینان و تسکین کے لیے بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی، کیونکہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی باہمی جنگ، جنگ جمل میں شہید ہو گئے تھے۔

(۵) ـ۳۲۰۳ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى، عَنْ مُوسٰى وَعِيسَى ابْنَيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِمَا طَلْحَةَ: أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالُوا لِأَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ: سَلْهُ عَنْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهُ

[3203] سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے موسیٰ اور عیسیٰ اپنے باپ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں نے ایک اَن پڑھ دیہاتی سے کہا: آپ سے پوچھو جس نے اپنی نذر پوری کر دی ہے وہ کون ہے؟ کیونکہ صحابۂ

۳۲۰۲ـ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، فضل طلحة بن عبيدالله رضي الله عنه، ح: ۱۲٦، ۱۲۷ من حديث إسحاق ابن يحيى به وهو ضعيف (تقريب) والحديث الآتي شاهد له.

۳۲۰۳ـ أخرجه الطبري في تفسيره: ۲۱/ ۹۳ عن أبي كريب به ويونس سمعه من طلحة بن يحيى.

مَنْ هُوَ؟ - [وَ]كَانُوا لَا يَجْتَرِئُونَ عَلَى مَسْأَلَتِهِ يُوَقِّرُونَهُ وَيَهَابُونَهُ - فَسَأَلَهُ الْأَعْرَابِيُّ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ إِنِّي اطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ فَلَمَّا رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ؟» قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰذَا مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ».

کرام رضی اللہ عنہم آپ کی تکریم و تعظیم اور ہیبت و دبدبے کی بنا پر آپ سے پوچھنے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔ اعرابی نے آپ سے پوچھا تو آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر آپ سے پوچھا تو آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اس نے آپ سے پھر پوچھا تو آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر میں مسجد کے دروازے سے نکلا، اور میں سبز کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ جب نبی ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''جس نے اپنی نذر پوری کر دی ہے'' کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟'' اعرابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ان میں سے ہے جنھوں نے اپنی نذر پوری کر دی ہے۔''

[قَالَ أَبُوعِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ بُكَيْرٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف یونس بن بکیر کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے جنگ اُحد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا دفاع و تحفظ کیا تھا جس کے نتیجے میں ان کا ہاتھ شل ہو گیا اور انھیں مختلف ہتھیاروں کے اَسّی سے زائد زخم لگے تھے۔ (تحفة الأحوذي: 46/9)

(٦) -٣٢٠٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] قَالَتْ: لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَسْتَعْجِلِي حَتّٰى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ»، قَالَتْ: وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَايَ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ، قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ اللهَ [تَعَالٰى] يَقُولُ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ

[3204] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اپنی بیویوں کو اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپ نے ابتدا مجھ سے کی اور فرمایا: ''اے عائشہ! میں تمھیں ایک بات بتانے لگا ہوں، تم پر کوئی الزام نہیں ہو گا اگر تم اپنے والدین سے مشورہ کیے بغیر، جلدی سے کام نہ لو۔'' وہ بیان فرماتی ہیں: آپ کو علم تھا کہ میرے والدین مجھے آپ سے جدا ہونے کا مشورہ نہیں دیں گے، پھر آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر

٣٢٠٤ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿وإن كنتن تردن الله ورسوله والدار الآخرة . . . ﴾ إلخ، ح:٤٧٨٦ ومسلم، ح:١٤٧٥ من حديث يونس به * حديث الزهري عن عروة عن عائشة: أخرجه مسلم، ح:١٠٨٣ والبخاري (أيضًا) وله طريق آخر يأتي: ٣٣١٨.

تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا﴾» [٢٩]. قُلْتُ: فِي أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، وَفَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ.

تم دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت چاہتی ہو تو آؤ......تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔'' میں نے عرض کی: یہ کون سی بات ہے جس کے بارے میں میں اپنے والدین سے مشورہ کروں، کیونکہ میں تو اللہ، اس کے رسول اور آخرت کے گھر کی طالب ہوں۔ اور نبی ﷺ کی تمام بیویوں نے میرے جیسا طرز عمل ہی اختیار کیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا أَيْضًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ روایت زہری سے، عروہ کے واسطے سے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: جب فتوحات کے سبب اموال غنیمت ملنے کی وجہ سے مسلمانوں کی مالی حالت بہتر ہوگئی تو انسانی فطرت کے مطابق ازواج مطہرات نے بھی مزید خرچ کا مطالبہ کیا۔ نبی ﷺ کی زاہدانہ طبیعت پر یہ چیز شاق گزری اور آپ نے ان سے ایک ماہ کے لیے علیحدگی اختیار کر لی۔ ان کے اس مطالبہ کے سلسلے میں یہ آیات اتریں۔ بعد میں آپ کی سب بیویوں نے اللہ، اس کے رسول اور آخرت کو ترجیح دی۔

(٧) ـ٣٢٠٥ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ - رَبِيبِ النَّبِيِّ ﷺ - قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [٣٣] فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فَدَعَا فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا، فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا». قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَا نَبِيَّ اللهِ، قَالَ: «أَنْتِ عَلٰى مَكَانِكِ وَأَنْتِ عَلٰى خَيْرٍ».

[3205] نبی ﷺ کے پروردہ سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت: ''اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو! تم سے ناپاکی دور کر دے اور تمھیں خوب اچھی طرح پاک کر دے'' نبی ﷺ پر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر اتری، تو آپ نے سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور انھیں ایک چادر سے ڈھانپ دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کی پشت کے پیچھے تھے، تو آپ ﷺ نے ان پر بھی چادر ڈال دی، پھر فرمایا: ''اے اللہ! یہ لوگ (بھی) میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی اور پلیدی دور کر دے اور انھیں خوب پاک کر دے۔'' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اور میں بھی اے اللہ کے نبی! ان کے ساتھ ہوں۔

٣٢٠٥ـ يأتي: ٣٧٨٧ وأخرجه الطبراني في الكبير: ٩/١١، ح: ٨٢٩٥ من حديث محمد بن سليمان به و سنده حسن وللحديث شواهد عند مسلم وغيره.

آپ نے فرمایا: ''تو اپنی جگہ پر ہے اور تجھے خیر حاصل ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَطَاءٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث عطاء کی سند کی رو سے غریب ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس آیت سے پہلے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہدایات دی گئی ہیں اور اس آیت میں نہایت شفقت اور پیار کے ساتھ تسلی دی گئی ہے کہ یہ ہدایات جو تمھیں دی گئی ہیں، ان سے مقصود تمھاری زندگی کو قید و بند میں جکڑنا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اہل بیت نبوت سے ہر آلائش و پلیدی کو دور رکھے اور ان کی نہایت اعلیٰ تربیت کر کے انھیں دنیا اور آخرت میں اپنے رسول کی رفاقت میں رکھے۔ ② اس آیت کا سیاق و سباق اس بات کی قطعی نص ہے کہ اہل بیت ہونے کا شرف اصلاً اور حقیقتاً ازواج مطہرات کو حاصل ہے۔ قرآن مجید میں سیدنا ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کی بیویوں کے لیے بھی ''اہل'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، دیکھیے: (ھود 73:11، طٰہٰ 10:20، النمل 7:27 اور القصص 29:28) ان آیات میں اہل کے لیے صیغہ بھی جمع مذکر کا ہی استعمال کیا گیا ہے اور عربی زبان کے اشعار میں بھی یہ اسلوب بیان موجود ہے کہ عورت کے لیے جمع مذکر کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے، اس لیے ان آیات میں ''اہل بیت'' سے ازواج نبی کے سوا کسی اور کو مراد لینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اس لیے آپ نے سیدہ فاطمہ، حسن، حسین اور علی رضی اللہ عنہم کو چادر سے ڈھانپ کر ان کے حق میں دعا فرمائی کہ اے اللہ! انھیں بھی اس شرف و فضیلت میں شریک کر لے۔ اس طرح تبعاً اور ضمناً آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے وہ بھی اہل بیت میں داخل ہو گئے، ورنہ اس کا اصل مصداق تو وہ ازواج ہیں جو خاوند کے گھر میں رہتی ہیں اور اس کا لباس ہیں اور خاوند ان کا لباس ہے: ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ (البقرۃ 187:2) اسی طرح سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کے موقع پر نبی ﷺ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے تو فرمایا: السلام علیکم! أهل البیت و رحمة الله اس کے بعد تمام ازواج کے گھر گئے اور سب کو وہی الفاظ کہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہے تھے۔ اگر سیدہ فاطمہ و علی رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد ہی آیات کا مصداق تھے، تو کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے نعوذ باللہ، اللہ کو اہل بیت کا مصداق بتانے کے لیے ان حضرات پر چادر ڈالی تھی اور فرمایا تھا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ چونکہ اس آیت کا اصل مصداق ازواج النبی ہیں، اس لیے آپ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: [أَنْتِ عَلٰى مَكَانِكِ] تمھیں تو یہ مرتبہ حاصل ہے ہی، تیرے لیے دعا کی کیا ضرورت ہے۔

(٨) -٣٢٠٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَمُرُّ بِبَابِ فَاطِمَةَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ إِذَا خَرَجَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُولُ: «اَلصَّلَاةَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ، ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ

[3206] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چھ ماہ تک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے سے گزرتے ہوئے، صبح کی نماز کے لیے نکلتے وقت فرماتے: ''اے اہل بیت! نماز کا اہتمام کرو۔ ''اللہ تعالیٰ تو بس یہ چاہتا ہے اے اہل بیت! کہ تم سے ناپاکی اور

٣٢٠٦- [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٨٥ عن عفان به * علي بن زيد: ضعيف مشهور * وفي الباب عن أبي الحمراء [الطبري في تفسيره: ٢٢/ ٦ وأبو نعيم في معرفة الصحابة: ٥/ ٢٨٧٠، ح: ٦٧٥٢]، ومعقل بن يسار [لم أجده]، وأم سلمة [يأتي: ٣٨٧١].

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾».

پلیدی دور کر دے اور تمھیں خوب اچھی طرح پاک کر دے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْحَمْرَاءِ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس حماد بن سلمہ کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ اس مسئلے میں ابوالحمراء، معقل بن یسار اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم کی روایات موجود ہیں۔

(۹) ـ۳۲۰۷ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ ابْنُ الزِّبْرِقَانِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] قَالَتْ: لَوْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَاتِمًا شَيْئًا مِّنَ الْوَحْيِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ﴾ يَعْنِي بِالْإِسْلَامِ ﴿وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ﴾ يَعْنِي بِالْعِتْقِ، فَأَعْتَقْتَهُ ﴿أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللهِ مَفْعُولًا﴾ [۳۷]. وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَهَا قَالُوا: تَزَوَّجَ حَلِيلَةَ ابْنِهِ فَأَنْزَلَ اللهُ [تَعَالَى] ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ [۴۰] وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَبَنَّاهُ وَهُوَ صَغِيرٌ، فَلَبِثَ حَتَّى صَارَ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ: زَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ فَإِنْ لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ﴾ [۵] فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٌ أَخُو فُلَانٍ ﴿هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ﴾ يَعْنِي أَعْدَلُ عِنْدَ اللهِ.

[3207] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: اگر نبی ﷺ وحی کا کوئی حصہ چھپانا چاہتے تو یہ آیت چھپاتے: ''اور جب تم اس سے جس پر اللہ نے انعام فرمایا، یعنی اسلام کی توفیق دی اور تم نے بھی احسان کیا، یعنی اسے آزاد کیا، یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی کو روکے رکھو اور اللہ سے ڈرو، اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپا رہے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا، اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے، حالانکہ اللہ زیادہ حق دار ہے اس بات کا کہ تم اس سے ڈرو...... اور اللہ کا فیصلہ ہو کر رہنے والا تھا۔'' اور جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی تو لوگ (منافق) کہنے لگے: اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''محمد تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں......'' اور رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو جبکہ وہ چھوٹے ہی تھے منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ پھر وہ مرد بننے تک اسی طرح رہے۔ انھیں زید بن محمد کہا جاتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''انھیں، ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہی طرز عمل اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور اگر تمھیں ان کے باپوں کا علم نہ ہو تو وہ تمھارے دینی بھائی اور تمھارے

۳۲۰۷ـ [ضعيف جدًّا] والحديث الآتي (۳۲۰۸) يغني عنه.

دوست ہیں۔" فلاں، فلاں کا مولیٰ (دوست) ہے اور فلاں فلاں کا بھائی ہے "یہ اللہ کے ہاں زیادہ انصاف کی بات ہے۔" یعنی اللہ کے ہاں زیادہ قرین عدل ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ رُوِيَ عَنْ دَاوُدَ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَوْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ كَاتِمًا شَيْئًا مِّنَ الْوَحْيِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ﴾ [الْآيَةَ] هٰذَا الْحَرْفُ لَمْ يُرْوَ بِطُولِهِ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ وَضَّاحٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ؛ ح:

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت داود بن ابی ہند سے، شعبی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان مسروق کے اضافے کے ساتھ بھی بیان کی گئی ہے۔ وہ فرماتی ہیں: اگر نبی ﷺ وحی کا کچھ حصہ چھپانا چاہتے تو یہ آیت چھپاتے: "اور جب تم اس شخص کو، جس پر اللہ نے انعام فرمایا اور تم نے بھی اس پر احسان کیا، کہہ رہے تھے۔" یہ روایت مکمل طور پر نہیں بیان کی گئی۔

(١٠٠١١) ـ٣٢٠٨ـ وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] قَالَتْ: لَوْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ كَاتِمًا شَيْئًا مِّنَ الْوَحْيِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ﴾ الْآيَةَ.

[3208] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ اگر نبی ﷺ وحی کا کچھ حصہ چھپانا چاہتے تو یہ آیت چھپاتے: "جب تم اس شخص کو جس پر اللہ نے انعام فرمایا اور تم نے بھی احسان کیا، کہہ رہے تھے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک آزاد اور شریف خاندان کے فرد تھے، لیکن بچپن ہی میں کسی ظالم کے ہتھے چڑھ گئے اور اس نے انھیں غلام بنا کر مکے کے بازار میں فروخت کر دیا۔ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے انھیں اپنی پھوپھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے خرید لیا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں تو انھوں نے انھیں رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا، اس طرح انھیں رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا شرف حاصل ہو گیا۔ جب ان کے والد کو ان کا پتا چلا تو وہ اپنے بھائی کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اپنے بیٹے کی آزادی کا مطالبہ کیا اور معاوضے کی پیش کش کی۔ آپ نے فرمایا: اگر یہ تمھارے ساتھ جانا چاہے تو اسے لے جاؤ، مجھے معاوضہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لیکن سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے آزادی پر آپ کی غلامی کو ترجیح دی اور آپ سے محبت کی لازوال مثال پیش کی۔ اس کے بعد آپ نے سیدنا زید کو آزاد کر کے انھیں منہ بولا بیٹا بنا لیا، چنانچہ لوگ اس دور کے رواج کے مطابق انھیں زید بن محمد کہہ کر پکارنے لگے، یہاں تک کہ یہ آیت اتری: ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ

٣٢٠٨ـ أخرجه أحمد: ٦/ ٢٤١ عن محمد بن أبي عدي ومسلم، ح: ١٧٧ من حديث داود به، وانظر الحديث السابق.

﴿هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ﴾ (الأحزاب 5:33) ''انھیں ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہی طرزِ عمل اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔'' چنانچہ انھیں زید بن حارثہ کہا جانے لگا۔ ② نبی ﷺ نے ان کی عزت افزائی کے لیے ان کا نکاح اپنی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کر دیا جو قریش کے ایک اعلیٰ خاندان بنو اسد سے تھیں۔ پہلے سیدہ زینب اس نکاح کے لیے آمادہ نہ تھیں اور ان کے عزیز و اقارب بھی اس رشتے پر راضی نہ تھے، لیکن اللہ اور اس کے رسول کو یہ منظور تھا کہ غلاموں کے متعلق لوگوں کے تصورات تبدیل ہوں، اس لیے آپ کے اصرار پر سیدہ زینب راضی ہو گئیں اور نکاح ہو گیا۔ نکاح کے بعد منافقین اور منافقات نے فتنہ اٹھایا کہ محمد (ﷺ) نے ایک معزز گھرانے کی شریف اور معزز خاتون کو اپنے ایک آزاد کردہ غلام کے دامن سے باندھ دیا ہے۔ سیدہ زینب پر بھی ان باتوں کا اثر پڑتا تھا۔ چونکہ ان کے مزاج میں کچھ تیزی اور اپنی برتری کا احساس موجود تھا، اس لیے سیدنا زید کو بھی یہ احساس ہونے لگا کہ سیدہ زینب اپنے اندر برتری کا احساس رکھتی ہیں اور مجھے کم تر خیال کرتے ہوئے ناپسند کرتی ہیں، اس طرح میاں بیوی میں موافقت اور سازگاری کی فضا قائم نہ ہو سکی، لہٰذا سیدنا زید نے سیدہ زینب کو طلاق دینے کا ارادہ کر لیا اور اپنے ارادے سے نبی ﷺ کو آگاہ کر دیا۔ آپ کو اس سے پریشانی ہوئی، کیونکہ ○ آپ ﷺ نے ایک غلط رسم ختم کرنے کے لیے یہ رشتہ کروایا تھا، اس لیے آپ کی آرزو تھی کہ منافقین و منافقات کی ریشہ دوانیوں اور شرارتوں کے برعکس میاں بیوی نباہ کریں اور یہ رشتہ کامیاب ہو۔ ○ اس طلاق سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی معاشرتی حیثیت کو دھچکا لگتا تھا اور انھیں اس پر بہت غم ہوتا کہ پہلے تو انھیں ایک آزاد کردہ غلام کی بیوی بننے پر منافقین و منافقات کے طعنے سننے پڑ رہے ہیں اور اب انھیں یہ طعنہ سننا پڑے گا کہ ایک آزاد کردہ غلام کی مطلقہ ہیں۔ ○ آپ کے دل میں یہ خیال تھا کہ یہ رشتہ میرے اصرار پر ہوا تھا، اب اگر زید نے طلاق دے دی تو زینب کی دلداری کی صرف ایک شکل رہ جائے گی کہ میں خود اپنے نکاح میں لوں، لیکن اس صورت میں ایک اور بڑا فتنہ اٹھ کھڑا ہو گا کہ لوگ کہیں گے: آپ نے اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کر لی ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ یہ جاہلانہ رسم کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی نہیں ہو سکتی، اسے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے عملی طور پر ختم کر دیا جائے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ﴾ (الأحزاب 37:33) ''تاکہ مومنوں کے لیے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی باقی نہ رہے۔'' لیکن رسول اللہ ﷺ اپنے ذاتی خیال اور اللہ کی طرف سے اس نکاح کے اشارے کو چھپاتے تھے اور یہی چاہتے تھے کہ زید طلاق نہ دے اور آپ ﷺ سیدنا زید کو اس ارادے سے باز رہنے کا مشورہ دیتے تھے تاکہ بعد میں آپ کو نکاح نہ کرنا پڑے لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہی تھا کہ طلاق ہو تاکہ آپ کے ہاتھوں جاہلیت کی غلط رسم ختم ہو۔ چونکہ اللہ کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے، اس لیے فرمایا: نبی کی یہ ذمے داری ہے کہ دین کے معاملے میں اپنے رب کے سوا ہر خوف و مصلحت سے بے پروا ہو۔ یہی راز تھا جو آپ اپنے دل میں رکھتے تھے، لیکن لوگوں کی ملامت کے اندیشے سے اس سے بچنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس راز کو افشا کر دیا۔ سیدنا زید نے طلاق دے دی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا حکم دے دیا اور آخر میں فرما دیا کہ ''محمد (ﷺ) مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔'' (الأحزاب 40:33) اور نبی و رسول کی حیثیت سے ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ذمے داری عائد ہوتی ہے وہ انھیں ہر حال میں ادا کرنی ہوتی ہے۔ چونکہ

آپ آخری نبی ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ جاہلیت کی رسمِ بد کو آپ کے ذریعے سے ختم کر دیا جائے، کیونکہ آپ کے بعد کوئی اور نبی آنے والا نہیں ہے کہ تکمیل شریعت کا کام اس پر چھوڑ دیا جائے۔ سیدنا زید آپ کے بیٹے نہیں تھے۔ آپ ﷺ کی ساری مذکر اولاد بلوغت سے پہلے ہی فوت ہوگئی تھی، ان میں سے کوئی بھی جوانی کی عمر کو نہیں پہنچا تھا۔ تفصیل کے لیے اس آیت کی تفسیر تفہیم القرآن وغیرہ میں دیکھیے۔

(١٢) ـ٣٢٠٩ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَا كُنَّا نَدْعُو زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْآنُ: ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾.

[3209] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد ہی کہا کرتے تھے حتی کہ قرآن میں نازل ہوا: ''انھیں ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہی بات اللہ کے ہاں زیادہ قرین انصاف ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(١٣) ـ٣٢١٠ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ فِي قَوْلِ اللّٰهِ [عَزَّ وَجَلَّ]: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ [٤٠] قَالَ: مَا كَانَ لِيَعِيشَ لَهُ فِيكُمْ وَلَدٌ ذَكَرٌ.

[3210] امام عامر شعبی رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''محمد (ﷺ) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ تم میں اس کا کوئی مذکر بیٹا زندہ نہیں رہ سکتا۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ نبی ﷺ کے ہاں مذکر اولاد پیدا تو ہوئی ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچا کہ اسے رَجُلٌ (مرد) کہا جا سکتا۔

(١٤) ـ٣٢١١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أُمِّ عُمَارَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ: أَنَّهَا أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: مَا أَرٰى كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا لِلرِّجَالِ وَمَا أَرَى النِّسَاءَ يُذْكَرْنَ بِشَيْءٍ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ:

[3211] سیدہ ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میرے خیال میں ہر چیز مردوں کے لیے ہے اور میرے خیال میں کسی معاملے میں عورتوں کا تذکرہ نہیں کیا جاتا، تو یہ آیت اتری: ''بلاشبہ اطاعت کرنے والے مرد اور اطاعت کرنے

٣٢٠٩ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل زيد بن حارثة وابنه أسامة رضي الله عنهما، ح: ٢٤٢٥، و٣٢١٠، يأتي: ٣٨١٤.

٣٢١٠ـ تفرد به المؤلف.

٣٢١١ـ أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٥/٣١، ح: ٥١ من حديث محمد بن كثير به ورواه جرير عن حصين (الطبراني: ٢٥/ ٣٢، ح: ٥٣) وحسنه الحافظ في الأمالي، ورواه شعبة عن حصين به مرسلًا.

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ الْآيَةَ[٣٥].

والی عورتیں، ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں......"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَإِنَّمَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہمارے علم میں یہ حدیث بس اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: اس آیت سے یہ مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو جو معاشرہ مطلوب و محبوب ہے اس کی صفات اور اجزائے ترکیبی کیا ہیں۔ اس وجہ سے عورتوں کا ذکر مردوں کے ضمن میں نہیں کیا گیا، بلکہ مردوں کے پہلو بہ پہلو مستقلاً آیا ہے کیونکہ عورتیں معاشرے کا بالکل نصف اور مساوی حصہ ہیں بلکہ تعداد کے اعتبار سے زائد ہیں اور معاشرے کے بناؤ اور بگاڑ میں گھر میں رہتے ہوئے بھی ان کا دخل مردوں سے کم نہیں ہے۔

(١٥) ـ٣٢١٢ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللهُ مُبْدِيهِ﴾ فِي شَأْنِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، جَاءَ زَيْدٌ يَشْكُو فَهَمَّ بِطَلَاقِهَا فَاسْتَأْمَرَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «﴿أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللهَ﴾»[٣٦].

[3212] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت: "اور آپ اپنے جی میں چھپاتے تھے جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا تھا" زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں اتری۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ شکایت لے کر آئے اور اسے طلاق دینے کا ارادہ کیا اور نبی ﷺ سے مشورہ چاہا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اپنے جذبات و احساسات سے مغلوب ہو کر یہ قدم نہ اٹھا۔ اللہ سے ڈر اور محض معمولی ناچاقی کی بنا پر یہ اقدام نہ کر۔ یہ بات آپ نے اس لیے فرمائی کہ آپ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے ارادۂ طلاق کو محض ان کے شدت احساس پر محمول فرماتے تھے کیونکہ انھوں نے شکایت کی وجہ یہ بتائی تھی: تَتَعَظَّمُ عَلَيَّ لِشَرَفِهَا "وہ میرے مقابلے میں اپنے خاندانی شرف کے باعث برتری کا اظہار کرتی ہیں۔"

(١٦) ـ٣٢١٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ: ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا﴾ قَالَ: فَكَانَتْ تَفْتَخِرُ عَلٰى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ:

[3213] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت: "جب زید نے اس سے اپنی ضرورت و حاجت پوری کر لی تو ہم نے اس کا نکاح آپ سے کر دیا" سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی، چنانچہ وہ نبی ﷺ کی بیویوں پر فخر کیا کرتی تھیں۔ وہ کہتی تھیں: تمھارے

٣٢١٢ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿وتخفي في نفسك ما الله مبديه وتخشى الناس والله أحق أن تخشاه﴾، ح: ٤٧٨٧ من حديث حماد بن زيد به.

٣٢١٣ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب: ﴿وكان عرشه على الماء ...﴾ إلخ، ح: ٧٤٢٠ من حديث حماد بن زيد به.

زَوَّجَكُنَّ أَهْلُوكُنَّ وَزَوَّجَنِيَ اللهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ.

نکاح تمھارے گھر والوں نے کیے ہیں اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے کیا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① عام طور پر نکاح کی اجازت اس کا ولی دیتا ہے اور وہی نکاح کا پیغام قبول کرتا ہے، لیکن سیدہ زینب ؓ کے نکاح کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور عدت ختم ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ ؓ ہی کو سیدہ زینب ؓ کی طرف بھیجا کہ جاؤ اور انھیں میری طرف سے نکاح کا پیغام دو۔ سیدنا زید ؓ ان کے پاس گئے تو وہ اپنا آٹا گوندھ رہی تھیں۔ سیدنا زید بیان کرتے ہیں: چونکہ رسول اللہ ﷺ ان سے نکاح کرنا چاہتے تھے، اس لیے میرے دل میں ان کی عظمت بڑھ گئی اور میں انھیں دیکھ نہ سکا، اس لیے میں نے ان کی طرف پشت پھیر کر، الٹے پاؤں لوٹتے ہوئے کہا: اے زینب! مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمھیں پیغامِ نکاح دینے کے لیے بھیجا ہے۔ تو انھوں نے کہا: میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہتی حتیٰ کہ اپنے رب سے مشورہ کرلوں۔ وہ اپنی (گھر کی) مسجد میں نماز (استخارہ) کے لیے کھڑی ہو گئیں اور اس سلسلے میں قرآن اترا جس کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کے پاس بغیر اجازت لیے چلے گئے۔ (صحيح مسلم، النكاح، حديث: 3502 (1428)) ② اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ زینب ؓ کا نکاح اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمایا تھا۔ صحیح بخاری میں ہے: إِنَّ اللهَ أَنْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ (صحيح البخاري، التوحيد، حديث: 7421) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ زینب سے آپ کا نکاح معروف طریقے کے مطابق نہیں ہوا اور یہی صحیح بات ہے اگرچہ بعض حضرات کا نظریہ ہے کہ سیدہ زینب نے استخارے کے بعد اس پیغام کو منظور کرلیا اور ان کے بھائی ابواحمد بن جحش نے نبی ﷺ کے ساتھ نکاح پڑھایا اور نبی ﷺ نے چار سو درہم مہر مقرر فرمایا۔ لیکن اس بات کی بنیاد سیرت ابن ہشام ہے جسے صحیح بخاری کی روایت پر ترجیح نہیں دی جاسکتی، جبکہ صحیح مسلم کی روایت بھی اس کی مؤید ہے۔

(١٧) -٣٢١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ: خَطَبَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاعْتَذَرْتُ إِلَيْهِ فَعَذَرَنِي ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ [تَعَالٰى]: ﴿إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا﴾ الْآيَةَ [٥٠] قَالَتْ: فَلَمْ أَكُنْ أَحِلُّ لَهُ

[3214] سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے معذرت چاہی۔ آپ نے میرا عذر قبول فرمالیا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''ہم نے تمھارے لیے تمھاری وہ بیویاں حلال کر دیں جن کے مہر تم نے ادا کر دیے، اور تمھاری وہ لونڈیاں بھی جو تمھارے قبضے میں ہیں، جو اللہ نے تمھیں غنیمت کے مال سے دی ہیں اور تمھارے چچا کی بیٹیاں، تمھاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمھارے ماموں کی بیٹیاں اور تمھاری خالاؤں کی بیٹیاں جنھوں نے تمھارے

٣٢١٤- [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٢/ ١٨٥ والطبراني: ٢٤/ ٤١٣، ٤١٤، ح: ١٠٠٧ من حديث عبيدالله بن موسى به وصححه ووافقه الذهبي * أبو صالح باذام ضعيف تقدم: ٣١٩٠.

لِأَنِّي لَمْ أُهَاجِرْ، كُنْتُ مِنَ الطُّلَقَاءِ.

ساتھ ہجرت کی ہے اور کوئی بھی مومنہ عورت جو اپنا آپ نبی کو ہبہ کر دے......۔'' ام ہانی ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں آپ کے لیے حلال نہ تھی کیونکہ میں نے ہجرت نہیں کی تھی۔ میں طلقاء میں سے تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ السُّدِّيِّ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) ہے۔ ہمارے علم میں بس اس سند سے سدی کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

لغوی تشریح: طُلَقَاء: طَلِيق کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ افراد ہیں جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور نبی ﷺ نے انھیں قید کرنے کی بجائے ان پر احسان کرتے ہوئے چھوڑ دیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث ضعیف ہے، اس لیے سیدہ ام ہانی ؓ کو نکاح کا پیغام بھیجنے والی بات صحیح نہیں، تاہم اس آیت میں ان تمام امتیازات اور خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے جو نبیٔ اکرم ﷺ کو نکاح کے باب میں دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں حاصل تھے۔ سب سے پہلے ان بیویوں کے بارے میں فرمایا جو آیت کے نزول کے وقت آپ کے نکاح میں تھیں کہ جن بیویوں کو آپ مہر ادا کر چکے ہیں وہ سب آپ کے لیے حلال و جائز ہیں، اس لیے ان کے نکاح پر کسی قسم کا اعتراض قابل توجہ نہیں ہے۔ ② پھر ان کا تذکرہ کیا جو آپ کو غنیمت کی راہ سے بطور کنیز ملی تھیں۔ جیسے کہ سیدہ صفیہ ؓ جنگ خیبر میں آپ ﷺ کے حصے میں آئی تھیں، لیکن آپ نے ان کی خاندانی وجاہت و شرافت کا لحاظ فرماتے ہوئے آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ ③ اس کے بعد آپ کے نہایت قریبی رشتے داروں کی تفصیل ہے کہ اگر ان میں سے کسی نے دین کی خاطر اپنے خویش و اقارب اور خاندان و قبیلہ کو چھوڑا ہے اور آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے، تو آپ اس کی قربانی کی قدردانی اور عزت افزائی کے لیے ان میں سے کسی سے نکاح کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ آپ نے سیدہ زینب بنت جحش ؓ کے ساتھ جو نکاح کیا اس میں ایک طرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاہلیت کی رسم بد کی اصلاح منظور تھی تو دوسری طرف وہ آپ کی پھوپھی کی لڑکی اور دین کی راہ میں قربانیوں کے سبب آپ کی دلداری کی مستحق تھیں۔ سیدہ ام حبیبہ ؓ کے ساتھ بھی آپ نے نکاح ان کی قربانیوں کے پیش نظر کیا اور ایک اعتبار سے آپ کے رشتے میں چچا، سیدنا ابوسفیان صخر بن حرب کی صاحبزادی تھیں۔ ④ آخر میں آپ کو یہ اجازت دی گئی کہ اگر کوئی مومنہ عورت اپنا آپ اس طرح ہبہ کر دے کہ وہ اپنے آپ سے دستبردار ہو جائے اور آپ حقوق زوجیت میں سے جو کچھ اسے بخش دیں وہ اسی پر قناعت کرے اور راضی رہے تو اگر آپ اسے عقد نکاح میں لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ محض شرف و نسبت حاصل کرنے کے لیے متعدد صحابیات میں یہ جذبہ موجود تھا اور انھوں نے اس کا اظہار بھی کیا، لیکن آپ نے اس پر عمل نہیں کیا۔ ⑤ چار سے زائد بیویاں اور اپنا آپ ہبہ کرنے والی عورت کو قبول کرنا صرف آپ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اس آیت کے آخر میں ہے ﴿خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''یہ مومنوں کے سوا خاص طور پر آپ کے لیے ہے۔'' اور ہم نے عام مسلمانوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے باب میں جو کچھ فرض کیا ہے وہ ہمارے پیش نظر ہے، اس کے باوجود

ہم آپ کو یہ اجازت اس لیے دے رہے ہیں تا کہ آپ پر اس مسئلے میں کوئی تنگی نہ رہے۔ اور آپ ان دینی و ملی مصالح کو جن کی خاطر یہ اجازت دی گئی ہے، بغیر کسی زحمت کے پورا کر سکیں۔

(١٨) ـ٣٢١٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدٌ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نُهِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَصْنَافِ النِّسَاءِ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَ: ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ﴾ [٥٢] وَأَحَلَّ اللهُ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ﴿وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ﴾ وَحَرَّمَ كُلَّ ذَاتِ دِينٍ غَيْرَ الْإِسْلَامِ ثُمَّ قَالَ: ﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [المائدة:٥] وَقَالَ: ﴿إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْكَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [٥٠] وَحَرَّمَ مَا سِوَى ذٰلِكَ مِنْ أَصْنَافِ النِّسَاءِ.

[3215] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو مختلف قسم کی عورتوں سے، سوائے ہجرت کرنے والی مومنہ عورتوں کے، نکاح سے روک دیا گیا، اللہ کا فرمان ہے: ''اس کے بعد (اور) عورتیں تمھارے لیے حلال نہیں اور نہ یہ (جائز ہے) کہ تم ان (موجودہ بیویوں) کی جگہ دوسری بیویاں کر لو اگرچہ ان کا حسن تمھیں اچھا لگے مگر وہ (لونڈیاں) جن کا مالک تمھارا دایاں ہاتھ بنے۔'' اور اللہ نے حلال کی ہیں تمھارے لیے مومنہ لونڈیاں ''اور کوئی بھی مومنہ عورت اگر وہ اپنا آپ نبی کو ہبہ کر دے۔'' اور آپ کے لیے اسلام کے سوا دین والی ہر عورت حرام ہے، پھر فرمایا: ''اور جو ایمان سے انکار کرے تو یقیناً اس کا عمل برباد ہو گیا، اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں سے ہو گا۔'' اور فرمایا: ''ہم نے تمھارے لیے تمھاری وہ بیویاں حلال کر دیں جن کے مہر تم نے ادا کر دیے اور تمھاری وہ لونڈیاں بھی جو تمھارے قبضے میں ہیں، جو اللہ نے تمھیں غنیمت کے مال سے دی ہیں...... یہ خاص تمھارے لیے ہے، دوسرے مومنوں کے لیے نہیں۔'' اور ان کے علاوہ ہر قسم کی عورتوں کو حرام ٹھہرایا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامٍ سَمِعْتُ أَحْمَدَ ابْنَ الْحَسَنِ يَذْكُرُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ لَا بَأْسَ بِحَدِيثِ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ ہمارے علم میں بس عبدالحمید بن بہرام کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے: عبدالحمید بن بہرام کی شہر بن حوشب سے روایت میں کوئی حرج نہیں۔

(١٩) ـ٣٢١٦ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا

[3216] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی

٣٢١٥ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٨ من حديث عبدالحميد به.
٣٢١٦ـ أخرجه النسائي: ٦/ ٥٦، ح: ٣٢٠٦ من حديث سفيان بن عيينة به وصرح بالسماع.

سُفْيَانُ [بْنُ عُيَيْنَةَ] عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى أُحِلَّ لَهُ النِّسَاءُ.

وفات سے پہلے آپ کے لیے ہر قسم کی عورتوں سے نکاح حلال کر دیا گیا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے لیے بعد میں عمومی طور پر سب عورتوں سے نکاح کرنا حلال قرار دے دیا گیا تھا، محض تین اصناف کے اندر محدود نہیں رکھا گیا، ایک نظریہ یہی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المصباح المنير في تهذيب ابن كثير، ص: 1100)

(٢٠) ـ٣٢١٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا أَشْهَلُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: ابْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَاهُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتٰى بَابَ امْرَأَةٍ عَرَّسَ بِهَا، فَإِذَا عِنْدَهَا قَوْمٌ فَانْطَلَقَ فَقَضٰى حَاجَتَهُ فَاحْتُبِسَ، ثُمَّ رَجَعَ وَعِنْدَهَا قَوْمٌ، فَانْطَلَقَ فَقَضٰى حَاجَتَهُ فَرَجَعَ وَقَدْ خَرَجُوا، قَالَ: فَدَخَلَ وَأَرْخٰى بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا قَالَ: فَذَكَرْتُهُ لِأَبِي طَلْحَةَ قَالَ: فَقَالَ: لَئِنْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَيَنْزِلَنَّ فِي هٰذَا شَيْءٌ، قَالَ: فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ.

[3217] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ اس بیوی کے دروازے پر پہنچے جو آپ کی دلھن بنی تھی تو اس کے ہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے (کیونکہ ابھی پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا)، چنانچہ آپ (وہاں سے واپس) چل پڑے اور اپنی ضرورت پوری کی، پھر (کچھ دیر) رکے رہے، پھر واپس آئے تو (ابھی تک) اس کے ہاں کچھ لوگ تھے۔ آپ چلے گئے اور اپنی ضرورت پوری کی (دوسری ازواج کے ہاں چکر لگایا) پھر واپس آئے تو وہ جا چکے تھے۔ تب آپ گھر میں داخل ہوئے اور میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعے کا ذکر سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کیا تو انھوں نے کہا: اگر بات اسی طرح ہے جس طرح تو بیان کرتا ہے تو یقیناً اس سلسلے میں ضرور کوئی حکم اترے گا۔ تب پردے کی آیت اتری۔

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَعَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ يُقَالُ لَهُ: الْأَصْلَعُ.

یہ حدیث حسن اور اس سند سے غریب ہے۔ اور عمرو بن سعید کو اصلع کہتے تھے۔

فائدہ: یہ دلھن سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھیں۔ لوگ ان کے ولیمے پر جمع ہوئے تھے، لیکن کھانے سے فراغت کے بعد بھی کچھ لوگ باتوں میں مشغول ہو کر بیٹھے رہے اور آپ ﷺ کے اٹھ جانے کے باوجود یہ نہ سمجھ سکے کہ ہمیں اٹھ جانا چاہیے۔ آپ کے بار بار آنے جانے سے چلے گئے۔ یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

٣٢١٧ـ [صحيح لغيره] انظر الحديث الآتي.

(٢١) ـ٣٢١٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَدَخَلَ بِأَهْلِهِ، قَالَ: فَصَنَعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِي تَوْرٍ فَقَالَتْ: يَا أَنَسُ! اذْهَبْ بِهٰذَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْ لَهُ: بَعَثَتْ بِهٰذَا إِلَيْكَ أُمِّي وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ: إِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ أُمِّي تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ: إِنَّ هٰذَا مِنَّا لَكَ قَلِيلٌ، فَقَالَ: «ضَعْهُ»، ثُمَّ قَالَ: «اذْهَبْ فَادْعُ لِي فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا وَمَنْ لَقِيتَ» فَسَمّٰى رِجَالًا ، قَالَ: فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰى وَمَنْ لَقِيتُ، قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ: عَدَدَ كَمْ كَانُوا؟ قَالَ: زُهَاءَ ثَلَاثِمِائَةٍ، قَالَ: وَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَنَسُ! هَاتِ بِالتَّوْرِ»، قَالَ: فَدَخَلُوا حَتّٰى امْتَلَأَتِ الصُّفَّةُ وَالْحُجْرَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِيَتَحَلَّقْ عَشَرَةٌ عَشَرَةٌ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِمَّا يَلِيهِ»، قَالَ: فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا، قَالَ: فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتّٰى أَكَلُوا كُلُّهُمْ، قَالَ: فَقَالَ لِي: «يَا أَنَسُ! ارْفَعْ». قَالَ: فَرَفَعْتُ، فَمَا أَدْرِي حِينَ وَضَعْتُ كَانَ أَكْثَرَ أَمْ حِينَ رَفَعْتُ، قَالَ: وَجَلَسَ طَوَائِفُ مِنْهُمْ يَتَحَدَّثُونَ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ وَزَوْجَتُهُ مُوَلِّيَةٌ وَجْهَهَا إِلَى الْحَائِطِ، فَثَقُلُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ رَجَعَ، فَلَمَّا رَأَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ رَجَعَ، ظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ ثَقُلُوا عَلَيْهِ [قَالَ:] فَابْتَدَرُوا الْبَابَ فَخَرَجُوا كُلُّهُمْ،

[3218] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا اور اپنی بیوی کے پاس تشریف لے گئے، تو میری ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ملیدہ (کھجور، پنیر اور گھی سے تیار شدہ حلوا) تیار کیا، اور اسے ایک برتن میں ڈالا، اور کہا: اے انس! اسے نبی ﷺ کے پاس لے جاؤ، اور آپ سے کہنا: یہ آپ کے پاس میری ماں نے بھیجا ہے اور وہ آپ کو سلام عرض کرتی ہیں اور کہتی ہیں: یہ آپ کے لیے ہماری طرف سے ایک حقیر سا تحفہ ہے، اے اللہ کے رسول! میں وہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میری ماں آپ کو سلام کہتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ یہ ہماری طرف سے آپ کے لیے ایک حقیر سا تحفہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے رکھ دو۔'' پھر فرمایا: ''جاؤ اور میری طرف سے فلاں، فلاں، فلاں اور جو تمھیں ملے، بلا لاؤ۔'' آپ نے کچھ لوگوں کے نام لیے، چنانچہ میں نے جن کے آپ نے نام لیے تھے اور جو مجھے ملے انھیں دعوت دی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد جعد کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: وہ کتنے لوگ تھے؟ انھوں نے جواب دیا: تقریباً تین سو، اور مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے انس! برتن اٹھا لاؤ۔'' تو لوگ داخل ہوئے حتیٰ کہ (مسجد نبوی کا) صفہ اور (آپ کا) کمرہ بھر گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دس دس کا حلقہ بنا لو، اور ہر انسان اپنے سامنے سے کھائے۔'' سب نے سیر ہو کر کھایا۔ ایک گروہ نکلتا تو دوسرا گروہ داخل ہو جاتا، اس طرح سب نے کھا لیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ''اے انس! اٹھا لو۔'' میں نے اٹھا لیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ جب میں نے رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا یا جس وقت اٹھایا (اس وقت زیادہ تھا)۔ ان میں سے کچھ

٣٢١٨ـ أخرجه مسلم، ح: ١٤٢٨/ ٩٤ عن قتيبة والبخاري، ح: ٥١٦٣ تعليقًا من حديث الجعد به.

وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَرْخَى السِّتْرَ وَدَخَلَ وَأَنَا جَالِسٌ فِي الْحُجْرَةِ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتّٰى خَرَجَ عَلَيَّ وَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَاتُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ [۵۳]. قَالَ الْجَعْدُ: قَالَ أَنَسٌ: أَنَا أَحْدَثُ النَّاسِ عَهْدًا بِهٰذِهِ الْآيَاتِ وَحُجِبْنَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ.

لوگ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بیٹھے باتیں کرنے لگے، جبکہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی بیوی اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیرے ہوئے تھی۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ پر گراں گزرے، اس لیے رسول اللہ ﷺ وہاں سے نکل گئے اور اپنی بیویوں کو جا کر سلام کہا، پھر واپس آئے، چنانچہ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ واپس آ گئے ہیں، انھوں نے خیال کیا کہ وہ آپ کے لیے گراں ہیں تو وہ دروازے کی طرف لپکے اور سب نکل گئے اور رسول اللہ ﷺ آ گئے حتیٰ کہ آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا لیا اور (اندر) داخل ہو گئے، جبکہ میں حجرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ میرے پاس آئے اور یہ آیات اتریں تو رسول اللہ ﷺ نے باہر نکل کر لوگوں کو سنائیں: ''اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ تمھیں کھانے پر آنے کی اجازت دی جائے، اس حال میں کہ اس کے پکنے کا انتظار کرنے والے نہ ہو۔ ہاں جب تمھیں بلایا جائے تو داخل ہو جاؤ، پھر جب کھانا کھا لو تو منتشر ہو جاؤ (اٹھ کر چلے جاؤ) اور باتوں میں دل لگا کے بیٹھے نہ رہو۔ بلاشبہ یہ بات ہمیشہ سے نبی کو تکلیف دیتی ہے ......'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں سب لوگوں سے زیادہ ان آیات کے قریب ہوں (سب سے پہلے مجھے ان کا علم ہوا) اور نبی ﷺ کی بیویاں پردہ کرنے لگیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْجَعْدُ هُوَ ابْنُ عُثْمَانَ وَيُقَالُ: هُوَ ابْنُ دِينَارٍ وَيُكْنٰى أَبَا عُثْمَانَ بَصْرِيٌّ، وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ رَوٰى عَنْهُ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَشُعْبَةُ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور جعد سے مراد ابن عثمان ہے جسے ابن دینار بھی کہا جاتا تھا، اور کنیت ابوعثمان بصری ہے۔ وہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہے۔ اس سے یونس بن عبید، شعبہ اور حماد بن زید روایت لیتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس آیت میں نبی ﷺ کے گھروں میں آنے جانے کے آداب بیان کیے گئے ہیں: ○ گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہوں۔ ○ دعوت میں بن بلائے نہ جاؤ۔ ○ دعوت کے بہانے کھانے کے انتظار میں وہیں جا کر نہ بیٹھ جاؤ۔ ○ جب بلایا جائے تو وقت کے وقت داخل ہو اور جب کھا چکو تو وہاں سے چلے جاؤ، باتوں میں دل لگا کے نہ بیٹھے رہو۔ مذکورہ باتوں کا اہتمام نہ کرنا، آپ ﷺ کے لیے اذیت و تکلیف کا باعث ہے، لیکن آپ شرم و لحاظ کے سبب تمھیں روکتے نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کو حق کے معاملے میں کسی کی حیا اور لحاظ نہیں ہے، اس لیے وہ تمھیں ان باتوں سے آگاہ فرما رہا ہے۔ ○ اگر کسی کو ازواج نبی سے کوئی چیز مانگنے کی ضرورت پیش آ جائے تو وہ بے حجابانہ ان کے سامنے نہ چلا جائے بلکہ پردے کی اوٹ سے مانگے، کیونکہ یہ طریقہ تمھارے دلوں کو بھی زیادہ پاکیزہ رکھنے والا ہے اور ان کے دلوں کو بھی۔ ○ تمھارے لیے یہ لائق نہیں کہ اپنی اس قسم کی حرکتوں سے جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے، اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد کبھی بھی ان کی بیویوں سے شادی کرو۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ * ولیمہ سنت ہے۔ * دعوت ولیمہ میں خاص و عام سب کو مدعو کرنا چاہیے۔ * شادی کے موقع پر تحفہ بھیجنا صحیح ہے۔ * جگہ یا برتنوں کی کمی کی وجہ سے گروہ گروہ کر کے کھانا درست ہے۔ * ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پردہ کرتی تھیں جو کہ مومنوں کی مائیں ہیں تو دوسری عورتوں کو بالاولی پردہ کرنا چاہیے۔

(٢٢) ـ٣٢١٩ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ بَيَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بَنَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِامْرَأَةٍ مِّنْ نِّسَائِهِ فَأَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ قَوْمًا إِلَى الطَّعَامِ فَلَمَّا أَكَلُوا وَخَرَجُوا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُنْطَلِقًا قِبَلَ بَيْتِ عَائِشَةَ فَرَأَى رَجُلَيْنِ جَالِسَيْنِ فَانْصَرَفَ رَاجِعًا، فَقَامَ الرَّجُلَانِ فَخَرَجَا فَأَنْزَلَ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ]: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ﴾ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

[3219] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں میں سے ایک عورت کے ساتھ شادی والی رات گزاری تو مجھے بھیجا اور میں نے کچھ لوگوں کو کھانے کے لیے بلایا۔ جب وہ کھا کر نکل گئے تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف چل دیے۔ (جب واپس آئے) تو دو آدمیوں کو وہاں بیٹھے ہوئے دیکھا تو آپ پلٹ گئے۔ (یہ دیکھ کر) وہ دونوں بھی اٹھ کر چلے گئے۔ اس بارے میں اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری: ''اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو الا یہ کہ تمھیں کھانے پر آنے کی اجازت دی جائے، اس حال میں کہ اس کے پکنے کا انتظار کرنے والے نہ ہو......''

حدیث میں قصہ ہے (جیسا کہ اوپر کی حدیث میں ہے۔)

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ بَيَانٍ. وَرَوَى ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيثَ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث بیان (راوی) کی حدیث کی صورت میں حسن غریب ہے اور ثابت یہ

٣٢١٩ـ [صحيح لغيره] ورواه البخاري، النكاح، باب الوليمة ولو بشاة، ح: ٥١٧٠ من حديث بيان به مختصرًا * حديث ثابت عن أنس: ورواه مسلم، ح: ١٤٢٨ بطوله.

بِطُولِهِ.

روایت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مکمل طور پر بیان کرتے ہیں۔

(٢٣) ـ٣٢٢٠ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ - وَعَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ الَّذِي كَانَ أُرِيَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ - أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ، قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى [تَمَنَّيْنَا] أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُولُوا: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ [عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَ]عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ [عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَ] عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عُلِّمْتُمْ».

[3220] سیدنا نعیم بن عبداللہ مجمر، سیدنا عبداللہ بن زید انصاری، جنھیں نماز کے لیے اذان خواب میں دکھائی گئی، کے بیٹے محمد کے واسطے سے سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے بتایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے، تو آپ سے بشیر بن سعد نے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے تو ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں، اس پر رسول اللہ ﷺ چپ رہے، حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا، اے کاش! اس نے یہ سوال کیا ہی نہ ہوتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہو: اے اللہ! درود بھیج محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا ہے (ابراہیم پر اور) ابراہیم کی آل پر، اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ تو نے (ابراہیم پر اور) ابراہیم کی اولاد پر کائنات (تمام جہانوں) میں برکت نازل فرمائی ہے۔ بلاشبہ تو ہی تعریف کیا گیا، بزرگی والا ہے۔ اور سلام تو ویسے ہی ہے جیسا کہ تمھیں سکھایا گیا ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي حُمَيْدٍ، وَكَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ وَطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَزَيْدِ ابْنِ خَارِجَةَ - وَيُقَالُ: ابْنُ جَارِيَةَ - وَبُرَيْدَةَ. [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا علی، ابوحمید، کعب بن عجرہ، طلحہ بن عبیداللہ، ابوسعید، زید بن خارجہ جنھیں ابن جاریہ بھی کہا جاتا ہے اور بریدہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث سورۂ احزاب کی آیت: 56 ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود و سلام بھیجو خوب سلام بھیجنا'' کی وضاحت و بیان کے سلسلے میں آئی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان کے لیے صحیح روشن طرز عمل یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں سے ہم آہنگ اور ہم رنگ ہوکر نبی پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام بھیجیں۔ جو لوگ نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، وہ نبئ اکرم ﷺ پر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ اللہ اور اس کے

٣٢٢٠ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٥ من حديث مالك وهو في الموطا: ١/ ١٦٥، ١٦٦ * وفي الباب [تقدم: ٤٨٣].

فرشتوں کی ہم نوائی کر کے اپنے آپ ہی کو رحمت کا حق دار بناتے ہیں۔ جہاں تک نبیٔ اکرم ﷺ کا تعلق ہے آپ کو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی دعائیں حاصل ہیں، اس لیے آپ دوسروں کی دعاؤں کے محتاج نہیں ہیں۔ ② [یُصَلِّی] کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی تو یہ رحمت کرنے کے مفہوم میں ہوگا اور جب اس کی نسبت فرشتوں اور انسانوں کی طرف ہوگی، اس وقت رحمت بھیجنے کی دعا کے مفہوم میں ہوگا۔ اور برکت کے معنی، عزت وکرامت میں اضافہ یا تطہیر وتزکیہ ہیں۔

(٢٤) ـ ٣٢٢١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ عَوْفٍ، عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَخِلَاسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «أَنَّ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيرًا مَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ، فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَقَالُوا: مَا يَسْتَتِرُ هٰذَا التَّسَتُّرَ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ: إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ، وَإِمَّا آفَةٌ، وَإِنَّ اللهَ [عَزَّ وَجَلَّ] أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّا قَالُوا، وَإِنَّ مُوسٰى [عَلَيْهِ السَّلَامُ] خَلَا يَوْمًا وَحْدَهُ فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلٰى حَجَرٍ ثُمَّ اغْتَسَلَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلٰى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا، وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ، فَأَخَذَ مُوسٰى عَصَاهُ فَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ يَقُولُ: ثَوْبِي حَجَرُ! ثَوْبِي حَجَرُ! حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ النَّاسِ خَلْقًا وَأَبْرَأَهُ مِمَّا كَانُوا يَقُولُونَ، قَالَ: وَقَامَ الْحَجَرُ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ، فَوَاللهِ إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ عَصَاهُ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ [تَعَالٰى]: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسٰى فَبَرَّأَهُ اللهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللهِ وَجِيهًا﴾» [٦٩].

[3221] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام بہت باحیا، باپردہ آدمی تھے۔ حیا کی وجہ سے ان کے جسم کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ بنواسرائیل کے کچھ اذیت پہنچانے والوں نے انھیں اذیت پہنچائی، وہ کہتے تھے: وہ اس قدر پردہ نہیں کرتے، مگر کسی جلدی عیب کے سبب: پھلبہری ہے یا خصیوں میں سوج ہے یا کوئی آفت و بیماری ہے۔ اللہ عزوجل نے چاہا کہ ان کی باتوں سے انھیں بری قرار دے۔ موسیٰ علیہ السلام ایک دن تنہائی میں اکیلے تھے، تو انھوں نے اپنے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیے، پھر غسل فرمانے لگے۔ جب فارغ ہوئے تو اپنے کپڑوں کی طرف بڑھے تا کہ انھیں لیں (اور پہنیں مگر) پتھر ان کے کپڑوں سمیت بھاگ نکلا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پکڑی اور پتھر کا تعاقب کیا، چنانچہ فرمانے لگے: میرے کپڑے، اے پتھر! اے پتھر! میرے کپڑے، حتیٰ کہ وہ اسی حالت میں بنو اسرائیل کی ایک جماعت تک جا پہنچے، تو انھوں نے انھیں برہنہ حالت میں خلقت و بناوٹ کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ حسین اور جو کچھ وہ کہتے تھے اس سے بالکل پاک صاف اور بری دیکھا۔ پتھر ٹھہر گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لے کر پہن لیے اور پتھر کو اپنی لاٹھی سے مارنے لگے۔ اللہ کی قسم! پتھر پر ان کی لاٹھی کی مار کے تین یا چار یا پانچ نشان پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ

٣٢٢١ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: ٢٨، ح: ٣٤٠٤ من حديث روح به ورواه مسلم، ح: ٣٣٩ من حديث أبي هريرة به ﷺ وفيه عن أنس [البزار (كشف الأستار): ٣/ ٦٦، ٦٧، ح: ٢٢٥٢].

کے اس فرمان میں اسی طرف اشارہ ہے: ''اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے موسیٰ کو تکلیف پہنچائی، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ان لوگوں کے الزامات (باتوں) سے بری کر دیا، اور وہ اللہ کے ہاں بہت مرتبے والا تھا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَّقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [وَفِيهِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع حدیث آئی ہے۔

فائدہ: یہودیوں نے مختلف مواقع پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اپنی تہمتوں، شکایتوں اور در پردہ سازشوں سے تکلیفیں پہنچائیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں ہر تہمت و الزام سے بری ٹھہرایا، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت باوقار، باآبرو اور عزت و مرتبے والے تھے۔ اس حدیث میں ایک تہمت والزام سے براءت کا اظہار کیا گیا ہے۔

(المعجم ٢٤) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ سَبَإٍ (التحفة ٢٥)

باب: 34۔ سورۂ سبا کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٢٢٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَكَمِ النَّخَعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَبْرَةَ النَّخَعِيُّ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُسَيْكٍ الْمُرَادِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا أُقَاتِلُ مَنْ أَدْبَرَ مِنْ قَوْمِي بِمَنْ أَقْبَلَ مِنْهُمْ؟ فَأَذِنَ لِي فِي قِتَالِهِمْ وَأَمَّرَنِي، فَلَمَّا خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ سَأَلَ عَنِّي: «مَا فَعَلَ الْغُطَيْفِيُّ؟» فَأُخْبِرَ أَنِّي قَدْ سِرْتُ، قَالَ: فَأَرْسَلَ فِي أَثَرِي فَرَدَّنِي، فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: «ادْعُ الْقَوْمَ فَمَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ فَاقْبَلْ مِنْهُ، وَمَنْ لَّمْ يُسْلِمْ فَلَا تَعْجَلْ حَتّٰى

[3222] سیدنا فروہ بن مُسَیک مرادی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی: اے اللہ کے رسول! میری قوم کے جو لوگ (اسلام کو) پشت دکھا رہے ہیں کیا ان کے ساتھ ان لوگوں کے ذریعے سے جنگ کروں جو ان میں سے (اسلام کی طرف) پیش قدمی کر چکے ہیں؟ تو آپ نے مجھے ان سے لڑنے کی اجازت دے دی اور مجھے امیر بنا دیا۔ پھر جب میں آپ کے پاس سے چلا گیا تو آپ نے میرے بارے میں پوچھا: ''غطیفی نے کیا کیا؟'' آپ کو بتایا گیا کہ میں روانہ ہو گیا ہوں تو آپ نے میرے پیچھے بھیج کر مجھے واپس بلوا لیا۔ میں آپ کے

٣٢٢٢ـ أخرجه أبو داود، الحروف والقراءات، باب: ١، ح: ٣٩٨٨ من حديث أبي أسامة به.

أُخْدِثَ إِلَيْكَ»، قَالَ: وَأُنْزِلَ فِي سَبَإٍ مَّا أُنْزِلَ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا سَبَأٌ أَرْضٌ أَوِ امْرَأَةٌ؟ قَالَ: «لَيْسَ بِأَرْضٍ وَلَا امْرَأَةٍ وَلٰكِنَّهُ رَجُلٌ وَلَدَ عَشَرَةً مِّنَ الْعَرَبِ، فَتَيَامَنَ مِنْهُمْ سِتَّةٌ وَتَشَاءَمَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ، فَأَمَّا الَّذِينَ تَشَاءَمُوا: فَلَخْمٌ وَجُذَامٌ وَغَسَّانُ وَعَامِلَةُ، وَأَمَّا الَّذِينَ تَيَامَنُوا فَالْأَزْدُ وَالْأَشْعَرِيُّونَ وَحِمْيَرُ وَكِنْدَةُ وَمَذْحِجُ وَأَنْمَارُ»، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا أَنْمَارُ؟ قَالَ: «الَّذِينَ مِنْهُمْ خَثْعَمُ وَبَجِيلَةُ». [وَرُوِيَ هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ].

پاس پہنچا تو آپ اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ تھے۔ آپ نے فرمایا: ''لوگوں کو دعوت دینا۔ جو ان میں سے اسلام لے آئے اس کا اسلام قبول کر لینا اور جو مسلمان نہ ہو تو جلد بازی سے کام نہ لینا حتی کہ میں تیری طرف نیا حکم بھیجوں۔'' اور سبا کے بارے میں جو اتارنا تھا اتر گیا تو ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! سبا کی حقیقت کیا ہے؟ علاقہ ہے یا عورت؟ آپ نے فرمایا: ''علاقہ ہے نہ عورت، لیکن وہ ایک عرب آدمی ہے جس کے ہاں دس بچے پیدا ہوئے۔ ان میں سے چھ دائیں طرف چلے گئے اور چار بائیں طرف۔ ان میں جو بائیں طرف گئے، وہ لخم، جذام، غسان اور عاملہ ہیں اور دائیں طرف جانے والے ازد، اشعری، حمیر، کندہ، مذحج اور انمار ہیں۔'' ایک آدمی نے پوچھا: انمار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جن سے خثعم اور بجیلہ ہیں۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے بھی یہ حدیث نبی ﷺ سے بیان کی گئی ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب حسن ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سبا ایک مرد کا نام ہے جو عربی تھا اور اس کے دس بچے تھے، ان میں چھ یمن میں جا آباد ہوئے اور چار شام میں جا بسے۔ آگے ان سے مختلف شاخیں نکلیں، اور غطیف، مراد قبیلے کی ایک شاخ ہے۔ ② نبی ﷺ نے پہلے تو سیدنا فروہ رضی اللہ عنہ کو جنگ کی اجمالی طور پر اجازت دے دی، روانہ ہونے کے بعد تفصیل کی ضرورت محسوس کی تو انھیں واپس بلا کر تفصیل سے آگاہ فرمایا کہ جنگ سے پہلے انھیں اسلام کی دعوت دو، اور انھیں سوچنے سمجھنے کا موقع دو، فوری طور پر جنگ شروع نہ کرنا۔ میرے مشورے کے بعد یہ کام کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر اجمالی بات سے کسی غلط فہمی کا احتمال ہو سکتا ہو تو اس کی تفصیل اور وضاحت کر دینی چاہیے تاکہ بات غلط رخ نہ اختیار کر سکے۔

(٢) - ٣٢٢٣ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو [بْنِ دِينَارٍ]، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَضَى اللهُ فِي السَّمَاءِ أَمْرًا ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهَا

[3223] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی معاملے کا فیصلہ فرماتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے قول کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اپنے پر اس طرح مارتے ہیں گویا کہ پتھر پر

٣٢٢٣ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿إلا من استرق السمع فأتبعه شهاب مبين﴾، ح: ٤٧٠١ من حديث سفيان بن عيينة به.

سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ، فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ»، قَالَ: «وَالشَّيَاطِينُ بَعْضُهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ».

زنجیر ماری گئی ہے۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں: تمھارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ جواب دیتے ہیں: بالکل حق (ارشاد فرمایا) اور وہی سب سے بلند، بہت بڑا ہے۔ اور شیطان ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کے بارے میں فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں اور فرشتے ان پر عمل کرنے کے لیے سرتسلیم خم کر دیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے جلال کی تاب نہ لا کر دہشت زدہ ہو جاتے ہیں اور جب دہشت دور ہوتی ہے تو پھر ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں: کیا حکم صادر ہوا ہے؟ تو مقرب فرشتے بتاتے ہیں، جو حکم بھی صادر ہوا ہے وہ برحق ہی ہے۔ اور اس حکم کو سننے کے لیے شیطان اوپر نیچے پرا باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں تاکہ کوئی بات سن کر کاہنوں تک پہنچائیں۔

(۳) ـ ۳۲۲۴ـ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فِي نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ إِذْ رُمِيَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ لِمِثْلِ هٰذَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ؟»، قَالُوا: كُنَّا نَقُولُ: يَمُوتُ عَظِيمٌ أَوْ يُولَدُ عَظِيمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَإِنَّهُ لَا يُرْمٰى بِهِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّ رَبَّنَا [تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالٰى] إِذَا قَضٰى أَمْرًا سَبَّحَ [لَهُ] حَمَلَةُ الْعَرْشِ، ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، حَتّٰى يَبْلُغَ التَّسْبِيحُ إِلٰى هٰذِهِ السَّمَاءِ، ثُمَّ سَأَلَ أَهْلُ السَّمَاءِ السَّادِسَةِ أَهْلَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟» قَالَ: «فَيُخْبِرُونَهُمْ ثُمَّ يَسْتَخْبِرُ أَهْلُ كُلِّ سَمَاءٍ حَتّٰى يَبْلُغَ الْخَبَرُ أَهْلَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا، وَتَخْتَطِفُ الشَّيَاطِينُ

[3224] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک ستارہ ٹوٹا اور روشنی پھیل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاہلیت کے دور میں اس قسم کی چیز دیکھ کر تم کیا کہتے تھے؟'' حاضرین نے کہا: ہم کہتے تھے: کوئی عظیم شخصیت مرے گی یا عظیم شخصیت پیدا ہوگی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واقعہ یہ ہے کہ یہ نہ کسی شخصیت کی موت پر ٹوٹتا ہے اور نہ کسی کی زندگی کے لیے، لیکن ہمارا رب جس کا نام برکت والا ہے اور وہ بہت بلند مقام والا ہے، وہ جب کسی معاملے کا فیصلہ فرماتا ہے تو عرش اٹھانے والے فرشتے سبحان اللہ کہتے ہیں، پھر ان سے قریب آسمان والے سبحان اللہ کہتے ہیں، پھر ان سے قریب والے حتی کہ تسبیح نچلے آسمان تک پہنچ جاتی ہے، پھر چھٹے آسمان والے، ساتویں آسمان والوں سے پوچھتے ہیں: تمھارے رب نے کیا فرمایا؟'' آپ نے فرمایا: ''وہ انھیں بتاتے ہیں، پھر ہر آسمان والے

۳۲۲٤ـ أخرجه مسلم، السلام، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان، ح: ۲۲۲۹ من حديث الزهري به.

السَّمْعَ فَيُزْمَوْنَ، فَيَقْذِفُونَهُ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ، فَمَا جَاءُوا بِهِ عَلَى وَجْهِهِ فَهُوَ حَقٌّ وَلٰكِنَّهُمْ يُحَرِّفُونَهُ وَيَزِيدُونَ».

(اوپر والے سے) پوچھتے ہیں حتی کہ خبر آسمان دنیا تک پہنچ جاتی ہے اور شیطان چوری چھپے سننے کی کوشش کرتے ہیں تو ان پر (ستارہ) پھینکا جاتا ہے، تو وہ (سنی ہوئی بات) اپنے ساتھیوں اور دوستوں کی طرف پھینک دیتے ہیں، تو جو بات انھوں نے صحیح طور پر سن لی وہ برحق ہوتی ہے لیکن وہ اس میں تحریف واضافہ کرتے ہیں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رِجَالٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالُوا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ [فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ، حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ حدیث زہری ہی کی سند سے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے کچھ انصاری آدمیوں سے بیان کی گئی ہے، انھوں نے کہا: ہم نبی ﷺ کے پاس تھے، پھر مذکورہ حدیث کے ہم معنی روایت بیان کی۔ ہمیں یہ حدیث حسین بن حریث نے، انھیں ولید بن مسلم نے اور انھیں امام اوزاعی نے بیان کی۔

فائدہ: اوپر کا جو فیصلہ درجہ بدرجہ آسمان دنیا تک پہنچتا ہے، شیطان چوری چھپے سے سننے کی بے فائدہ کوشش کرتے ہیں۔ ان تک اگر کوئی صحیح بات پہنچ جاتی ہے تو اس میں صحیح بخاری کی حدیث نمبر: 4805 کے مطابق سو جھوٹ اپنی طرف سے کاہن ملا لیتے ہیں، کیونکہ شیطان وہ سنی ہوئی بات جادوگر اور کاہن تک پہنچاتے ہیں بشرطیکہ شیطان شہاب ثاقب کا نشانہ نہ بن جائے، کیونکہ اگر وہ شہاب کی زد میں آ گیا تو بات جادوگر اور کاہن تک نہیں پہنچ پاتی۔ (صحيح البخاري، التفسير، حديث: 4800)

(المعجم ٣٥) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الْمَلَائِكَةِ (التحفة ٣٦)

باب: 35۔ تفسیر سورۂ ملائکہ (فاطر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٢٢٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِّنْ ثَقِيفٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ كِنَانَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

[3225] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس آیت: "پھر ہم نے اس کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جنھیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا، پھر ان میں سے کوئی تو اپنے آپ پر ظلم کرنے والا ہے اور

٣٢٢٥ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ١/ ٧٨ عن محمد بن جعفر به وللحديث شواهد عند الحاكم: ٢/ ٤٢٦ وأحمد: ٥/ ١٩٤، ١٩٨، ٦/ ٤٤٤ والطيالسي وغيرهم.

الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ [٣٢] قَالَ: «هٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ، وَكُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ».

ان میں سے کوئی میانہ رَو ہے اور ان میں سے کوئی اللہ کے حکم سے نیکیوں میں سبقت کرنے والا ہے" کے بارے میں فرمایا: "ان سب کا مقام ایک ہے اور سب جنتی ہیں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ [لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب حسن ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ان کے مراتب میں فرق ہے لیکن انجام کار کے اعتبار سے سب کا مقام ایک، یعنی جنت ہے۔

(المعجم ٣٦) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ يٰسٓ (التحفة ٣٧)

باب: 36۔ تفسیر سورۂ یٰسٓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ ٣٢٢٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَتْ بَنُو سَلِمَةَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ فَأَرَادُوا النُّقْلَةَ إِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ﴾ [١٢] فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ آثَارَكُمْ تُكْتَبُ فَلَا تَنْتَقِلُوا».

[3226] سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو سلمہ کے لوگ مدینے کے اطراف میں رہتے تھے۔ انھوں نے مسجد نبوی کے قریب منتقل ہونا چاہا تو یہ آیت اتری: "بلاشبہ ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انھوں نے آگے بھیجا اور ان کے اثرات کو جو پیچھے چھوڑ گئے ہیں" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ تمھارے قدموں کے نشانات بھی لکھے جاتے ہیں، اس لیے منتقل نہ ہو۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ. وَأَبُو سُفْيَانَ هُوَ طَرِيفٌ السَّعْدِيُّ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ثوری کی حدیث کی صورت میں حسن غریب ہے۔ اور ابو سفیان سے مراد طریف سعدی ہے۔

فائدہ: انسان جو اعمال کرتا ہے پیچھے ان کے اثرات باقی رہتے ہیں۔ ان اثرات میں نیک کاموں کے لیے اٹھنے والے پاؤں بھی داخل ہیں، اس لیے نماز کے لیے دور سے چل کر آنے والوں کے لیے ان کے نقوش قدم گناہوں کا کفارہ اور درجات کی

٣٢٢٦ـ [صحيح لغيره] أخرجه الحاكم: ٢/٤٢٨، ٤٢٩ من حديث إسحاق بن يوسف به وصححه ووافقه الذهبي ✽ أبو سفيان طريف بن شهاب: ضعيف وللحديث شواهد عندالبزار وابن ماجه، ح: ٧٨٥ وابن أبي حاتم وغيرهم دون قوله: "فنزلت هذه الآية".

بلندی کا باعث بنتے ہیں۔

(٢) ـ٣٢٢٧ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ [التَّيْمِيِّ]، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَالنَّبِيُّ ﷺ جَالِسٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! أَتَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ؟» قَالَ: قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «فَإِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا: اطْلُعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ، فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا» قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: (ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا) قَالَ: وَذٰلِكَ فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللهِ.

[3227] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سورج غروب ہونے کے بعد میں مسجد (نبوی) میں داخل ہوا جبکہ نبی ﷺ تشریف فرما تھے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر! کیا جانتے ہو یہ (سورج) کہاں جاتا ہے؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ جاتا ہے اور (عرش کے نیچے) سجدے کی حالت میں (طلوع ہونے کی) اجازت طلب کرتا ہے اور اسے اجازت دے دی جاتی ہے۔ (عنقریب ایسا ہوگا کہ وہ اجازت مانگے گا، لیکن اسے اجازت نہیں دی جائے گی) گویا اسے کہا گیا ہے: جہاں سے آئے ہو وہیں سے طلوع ہو، تو وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔'' پھر آپ نے پڑھا: ''یہ اس کی گزرگاہ ہے یا مدار ہے۔'' یہ سیدنا عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی قراءت ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① ہماری متواتر قراءت میں ہے: وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ''سورج اپنے معین مدار پر گردش کر رہا ہے۔'' پوری کائنات عرش الٰہی کے نیچے ہے۔ سورج جہاں بھی غروب ہوگا وہ عرش الٰہی کے نیچے ہی غروب ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے نظام کا پابند ہے اس سے سرمو انحراف نہیں کرسکتا، اس لیے اس کی اجازت ہی سے طلوع و غروب ہوتا ہے۔ جب اس جہان کو ختم کرنے کا وقت آئے گا تو اسے مشرق سے طلوع ہونے کی اجازت دینے کی بجائے کہا جائے گا کہ مغرب ہی سے طلوع ہو جا تو وہ پھر مغرب سے طلوع ہوگا اور قیامت برپا ہو جائے گی۔ ② سورج کا سجدہ یہی ہے کہ وہ اپنی ڈیوٹی پوری مستعدی اور سرگرمی سے ادا کر رہا ہے اور کائنات کی ہر چیز اپنا فرض بلاکم وکاست ادا کر رہی ہے، سورۂ حج میں فرمایا: ''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہی کو سجدہ کر رہا ہے جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور لوگوں کی ایک کثیر تعداد۔'' (الحج 18:22) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (کتاب الفتن، حدیث: 2186)

(المعجم ٣) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ وَالصَّافَّاتِ (التحفة ٣٨)

باب: 37۔ تفسیر سورۂ صافات

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

٣٢٢٧ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب: ﴿وكان عرشه على الماء . . .﴾ إلخ: ٧٤٢٤ من حديث أبي معاوية الضرير به.

(۱) ـ۳۲۲۸ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ بِشْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ دَاعٍ دَعَا إِلَى شَيْءٍ إِلَّا كَانَ مَوْقُوفًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَازِمًا لَهُ لَا يُفَارِقُهُ، وَإِنْ دَعَا رَجُلٌ رَجُلًا، ثُمَّ قَرَأَ قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ﴾» [٢٣،٢٤].

[3228] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو دعوت دینے والا بھی کسی چیز کی طرف دعوت دیتا ہے، وہ قیامت کے دن اس کے ساتھ پابند کر کے کھڑا کیا جائے گا، اس سے الگ نہیں ہو سکے گا اگرچہ کسی آدمی نے دوسرے آدمی (کو کسی چیز) کی طرف ہی بلایا ہو، پھر آپ نے اللہ کا یہ فرمان پڑھا: ”اور انھیں ٹھہراؤ بلاشبہ ان سے پوچھا جائے گا۔ تمھیں کیا ہوا، تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم یہ صحیح ہے کہ قیامت کے دن داعی، مدعو (جس کو دعوت دی گئی ہے) اور دعوت (جس چیز کی طرف بلایا گیا ہے) تینوں کو یکجا کیا جائے گا پھر داعی اور مدعو سے سوال ہوگا، لیکن وہ وہاں ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکیں گے۔ ہر ایک پر نفسا نفسی کی حالت طاری ہوگی، اس لیے فرمایا جائے گا: کیا وجہ ہے آج تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے ہو؟ دنیا میں تو ایک دوسرے کے جھنڈے اٹھائے پھرتے تھے۔

(۲) ـ۳۲۲۹ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ﴾ [١٤٧] قَالَ: «عِشْرُونَ أَلْفًا».

[3229] سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ”اور ہم نے اسے ایک لاکھ بلکہ اس سے زیادہ کی طرف بھیجا“ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”(زائد) بیس ہزار تھے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس آیت میں أَوْ، بَلْ کے معنی میں ہے کہ بلکہ ایک لاکھ سے زائد تھے اور وہ زائد تعداد اس روایت کی رو سے (جو ضعیف ہے) بیس ہزار ہے۔ بعض موقوف روایات کی رو سے تعداد اس سے بھی زائد تھی۔ دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 70/9) ② اس آیت میں سیدنا یونس علیہ السلام کا تذکرہ ہے کہ انھیں ایک لاکھ سے زائد افراد کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔

(۳) ـ۳۲۳۰ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا

[3230] سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے، اللہ تعالیٰ کے اس

۳۲۲۸ـ [ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ٥٢٢ من حديث ليث بن أبي سليم به وهو ضعيف وبشر "مجهول" كما في التقريب وغيره.

۳۲۲۹ـ [ضعيف] أخرجه الطبري: ٢٣/ ٦٧ من حديث زهير بن محمد به وشيخه مجهول.

۳۲۳۰ـ [ضعيف] أخرجه أبو نعيم في أخبار أصبهان: ٢/ ٢٥٦ من حديث محمد بن خالد به ✽ سعيد بن بشير: ضعيف وشيخه عنعن.

مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ﴾ [٧٧] قَالَ: «حَامٌ وَسَامٌ وَيَافِثُ بِالثَّاءِ».

فرمان: ''اور ہم نے ان کی اولاد ہی کو باقی رہنے والی بنایا'' کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''حام، سام اور یافث (کی اولاد۔)''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] يُقَالُ: يَافِتُ وَيَافِثُ بِالتَّاءِ وَالثَّاءِ وَيُقَالُ: يَفِثُ [قَالَ: وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یافت اور یافث، تا اور ثاء دونوں کے ساتھ ہے اور یَفِثُ بھی کہتے ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس سعید بن بشیر کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

(٣) ـ٣٢٣١ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «سَامٌ أَبُو الْعَرَبِ، وَحَامٌ أَبُو الْحَبَشِ، وَيَافِثُ أَبُو الرُّومِ».

[3231] سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عرب سام کی اولاد ہیں۔ حبشی حام کی اولاد ہیں اور رومیوں کا باپ یافث ہے۔''

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے، اس لیے اس میں بیان کردہ تفصیل بھی صحیح نہیں۔

(المعجم ٣٨) [بَابٌ: وَّمِنْ] سُورَةِ ص (التحفة ٣٩)

باب: 38۔ سورۂ صٓ کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٢٣٢ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ - الْمَعْنٰى وَاحِدٌ - قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ يَحْيٰى - قَالَ عَبْدٌ: هُوَ ابْنُ عَبَّادٍ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرِضَ أَبُو طَالِبٍ فَجَاءَتْهُ قُرَيْشٌ وَجَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ، وَعِنْدَ أَبِي طَالِبٍ مَجْلِسُ رَجُلٍ فَقَامَ أَبُو جَهْلٍ كَيْ

[3232] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابوطالب بیمار پڑ گئے تو ان کے پاس قریشی آئے اور نبی ﷺ بھی آ گئے اور ابو طالب کے پاس ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ اس پر ابوجہل اٹھا (اور اس جگہ بیٹھ گیا) تا کہ (اس جگہ بیٹھنے سے) آپ کو روک سکے اور قریش نے ابوطالب سے آپ کی شکایت کی۔ ابوطالب نے کہا: اے بھتیجے! تو اپنی

٣٢٣١ـ [ضعيف] أخرجه الطبري في التاريخ: ١/ ٢٠٩ من حديث يزيد بن زريع، وأحمد: ٥/ ١٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به وتابعه شيبان * قتادة عنعن وله شاهدان ضعيفان عند الطبراني: ٧/ ٢٥٤، ح: ٧٠٣٣، ١٨/ ١٤٦، ح: ٣٠٩.
٣٢٣٢ـ [ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٤٣٦ من حديث سفيان الثوري به وصرح بالسماع وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦٦٥١ والحاكم: ٢/ ٤٣٢ ووافقه الذهبي * الأعمش عنعن ويحيى بن عباد أو عمارة مجهول.

يَمْنَعَهُ، قَالَ: وَشَكَوْهُ إِلَى أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي مَا تُرِيدُ مِنْ قَوْمِكَ؟ قَالَ: «إِنِّي أُرِيدُ مِنْهُمْ كَلِمَةً وَاحِدَةً تَدِينُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّي إِلَيْهِمُ الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ»، قَالَ: كَلِمَةً وَاحِدَةً! قَالَ: «كَلِمَةً وَاحِدَةً» فَقَالَ: «يَا عَمِّ قُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ» فَقَالُوا: ﴿إِلٰهًا وَاحِدًا﴾؟ ﴿مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ﴾ قَالَ: فَنَزَلَ فِيهِمُ الْقُرْآنُ: ﴿صٓ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ۝ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ﴾ [١-٧].

قوم سے کیا چاہتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں ان سے ایک ہی بول کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اس کے سبب عرب ان کے اطاعت گزار بن جائیں گے اور عجمی انھیں جزیہ ادا کریں گے۔'' انھوں نے کہا: ایک ہی بول! آپ نے فرمایا: ''ایک ہی بول۔'' آپ نے فرمایا: ''اے چچا! کہو: اللہ کے سوا کوئی سچا الٰہ (معبود) نہیں۔'' تو قریشیوں نے کہا: ''ایک الٰہ بنا دیا؟ ہم نے یہ بات آخری ملت (پچھلے دین) میں نہیں سنی۔ یہ تو محض ایک من گھڑت بات ہے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ان کے بارے میں قرآن اترا: ''صٓ۔ اس نصیحت والے قرآن کی قسم! (اس کی ہر بات حق ہے) بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا، وہ گھمنڈ اور مخالفت میں (پڑے ہوئے) ہیں ...... ہم نے یہ بات آخری ملت (پچھلے دین) میں نہیں سنی، یہ تو محض ایک من گھڑت بات ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ: يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام صاحب ایک دوسرے استاد کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ اس میں اعمش عن یحییٰ کی جگہ قال یحیی بن عمارۃ ہے۔

(٢) - ٣٢٣٣ - حَدَّثَنَا [سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَ]عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ [قَالَا]: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ - قَالَ: أَحْسِبُهُ قَالَ فِي الْمَنَامِ - فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ - أَوْ قَالَ: فِي نَحْرِي -

[3233] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات میرے پاس میرا رب انتہائی حسین شکل میں آیا۔'' میرے خیال میں آپ نے فرمایا: ''خواب میں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! کیا جانتے ہو مقرب فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''میں نے کہا: نہیں، تو اللہ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، حتیٰ کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتی کے درمیان'' یا آپ

٣٢٣٣ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ١/ ٣٦٨ عن عبدالرزاق به وهو في تفسيره: ٢٦١٢ * أبو قلابة رواه عن خالد بن اللجلاج عن ابن عباس به، انظر الحديث الآتي وللحديث شواهد، انظر: ٣٢٣٥.

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فِي الْكَفَّارَاتِ: وَالْكَفَّارَاتُ: الْمُكْثُ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ، وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِذَا صَلَّيْتَ فَقُلِ: اللّٰهُمَّ، إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ. قَالَ: وَالدَّرَجَاتُ: إِفْشَاءُ السَّلَامِ، وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ، وَالنَّاسُ نِيَامٌ».

نے فرمایا: ”اپنے سینے میں محسوس کی۔ تب میں نے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ تھا اسے جان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! کیا جانتے ہو مقرب فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، کفارات کے بارے میں اور کفارات یہ ہیں: نماز پڑھنے کے بعد مسجد میں ٹھہر جانا، جماعات میں شرکت کے لیے پیدل چل کر جانا، مشقت و تکلیف کے باوجود مکمل وضو کرنا، جس نے ایسے کیا وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہا اور بھلائی پر مرا اور اپنی خطاؤں سے ایسا پاک ہوا جیسا اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔“ اور فرمایا: ”اے محمد! جب نماز پڑھ لو تو کہو: اے میرے اللہ! میں تجھ سے نیک کام کرنے، برے کام چھوڑنے اور مسکینوں سے محبت کرنے کی توفیق کی درخواست کرتا ہوں اور جب تو اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے فتنے میں مبتلا کرنے سے پہلے ہی فوت کر لینا۔“ اور فرمایا: ”درجات و مراتب کا ذریعہ یہ ہیں: سلام کو عام کرنا، کھانا کھلانا اور جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھنا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ ذَكَرُوا بَيْنَ أَبِي قِلَابَةَ وَبَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ رَجُلًا. وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں راویوں نے ابو قلابہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک آدمی کا تذکرہ کیا ہے اور قتادہ نے اس کا نام خالد بن لجلاج لیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں خواب میں اللہ تعالیٰ کا بہترین اور انتہائی حسین شکل میں آنے کا تذکرہ ہے اور اسی طرح اپنا ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے جس کے نتیجے میں آپ ﷺ نے اپنے سینے میں ٹھنڈک محسوس کی اور آپ پر ہر چیز ظاہر ہو گئی، تاہم اس شکل و صورت اور ہاتھ کی کیفیت کو جاننا ہمارے لیے ممکن نہیں اور اس جہان فانی میں حالتِ بیداری میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن نہیں، اس لیے صحیح یہی ہے کہ یہ خواب کا واقعہ ہے اور نبی ﷺ کو خواب کے ذریعے ہی سے گناہوں کا کفارہ بننے والی اشیاء اور بلندیٔ درجات کا سبب بننے والے اعمال کی نشان دہی کی گئی اور نمازوں کے بعد ایک مخصوص دعا کرنے کی تلقین کی گئی۔ ہمیں بھی ان چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(٣) ـ٣٢٣٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

[3234] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٣٢٣٤ـ [حسن لغيره] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٤٦٩ من حديث معاذ بن هشام الدستوائي به * قتادة عنعن.

مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَتَانِي رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّي وَسَعْدَيْكَ، فَقَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ: [رَبِّ] لَا أَدْرِي، فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ:فِي الدَّرَجَاتِ، وَالْكَفَّارَاتِ، وَفِي نَقْلِ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ، وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، وَمَنْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”میرا رب میرے پاس انتہائی حسین شکل میں آیا اور فرمایا: اے محمد! میں نے کہا: میرے رب! میرے رب! حاضر ہوں، اطاعت کے لیے ہر وقت تیار ہوں، تو فرمایا: ملإِ اعلیٰ (مقرب فرشتے) کس چیز کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں؟ میں نے کہا: اے میرے رب! مجھے پتا نہیں، تو اس نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، حتیٰ کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتی کے درمیان (سینے میں) محسوس کی اور میں نے مشرق و مغرب کی درمیانی اشیاء کو جان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: اے محمد! میں نے کہا: اے میرے رب! حاضر ہوں اور تیری ہمیشہ اطاعت باعث سعادت ہے۔ فرمایا: ملإِ اعلیٰ (مقرب فرشتے) کس چیز کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں؟ میں نے کہا: درجات اور کفارات کے بارے میں اور جماعات کے لیے چل کر جانے کے بارے میں، مشقت کے باوجود مکمل وضو کرنے اور نماز کے بعد اگلی نماز کے انتظار کرنے کے بارے میں اور جو شخص ان چیزوں کا اہتمام اور نگہداشت کرے گا وہ خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر پر مرے گا اور اپنے گناہوں سے اسی طرح پاک ہو جائے گا جس طرح وہ اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِطُولِهِ وَقَالَ: «إِنِّي نَعَسْتُ فَاسْتَثْقَلْتُ نَوْمًا فَرَأَيْتُ رَبِّي فِي

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے اور اس مسئلے میں سیدنا معاذ بن جبل اور عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث موجود ہے۔ یہی روایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ مکمل طور پر نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں اور اس میں ہے، آپ نے فرمایا: ”میں اونگھ رہا

» وللحديث شواهد منها الحديث الآتي * وفي الباب عن معاذ بن جبل [يأتي: ٣٢٣٥]، وعبدالرحمن بن عائش [يأتي: ٣٢٣٥ والدارمي: ٢/ ١٢٦، ح: ٢١٥٥ وأبو نعيم في معرفة الصحابة: ٤/ ١٨٦٢، ح: ٤٦٨٧ * وليد بن مسلم صرح بالسماع المسلسل].

أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى».

تھا کہ مجھ پر گہری نیند طاری ہوگئی تو میں نے اپنے رب کو انتہائی حسین شکل میں دیکھا، اس نے فرمایا: ''مقرب فرشتے کس بات کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔''

(۴) ۳۲۳۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ: حَدَّثَنَا أَبُو هَانِئٍ الشُّكْرِيُّ: حَدَّثَنَا جَهْضَمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ الْحَضْرَمِيِّ: أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ يُخَامِرَ السَّكْسَكِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: احْتَبَسَ عَنَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ مِّنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى كِدْنَا نَتَرَاءٰى عَيْنَ الشَّمْسِ، فَخَرَجَ سَرِيعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ فَصَلّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَجَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهِ فَقَالَ لَنَا: «عَلٰى مَصَافِّكُمْ كَمَا أَنْتُمْ» ثُمَّ انْفَتَلَ إِلَيْنَا ثُمَّ قَالَ: «أَمَا إِنِّي سَأُحَدِّثُكُمْ مَّا حَبَسَنِي عَنْكُمُ الْغَدَاةَ: أَنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ، فَتَوَضَّأْتُ فَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِي، فَنَعَسْتُ فِي صَلَاتِي فَاسْتَثْقَلْتُ، فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ: رَبِّ لَبَّيْكَ، قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي رَبِّ، قَالَهَا ثَلَاثًا، قَالَ: فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ، قَدْ وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّ، قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ: فِي الْكَفَّارَاتِ، قَالَ: مَا هُنَّ؟ قُلْتُ: مَشْيُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَالْجُلُوسُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، وَإِسْبَاغُ

[3235] سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صبح رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے وقت ہمارے پاس آنے سے رک گئے حتیٰ کہ قریب تھا کہ ہم سورج کی ٹکیہ دیکھ لیں۔ تب آپ جلدی سے نکلے۔ نماز کے لیے تکبیر کہی گئی، رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور اپنی نماز میں تخفیف کی (ہلکی پھلکی نماز پڑھائی۔) جب آپ نے سلام پھیرا تو اپنی آواز بلند کی اور ہم سے فرمایا: ''اپنی حالت میں، اپنی صفوں میں ٹھہرے رہو۔'' پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''ابھی میں تمھیں بتاتا ہوں کہ صبح مجھے کس چیز نے تمھارے پاس آنے سے روکا۔ میں رات کو اٹھا، وضو کیا اور جس قدر اللہ کو منظور تھا، میں نے نماز پڑھی۔ مجھے میری نماز میں اونگھ آ گئی اور میری نیند گہری ہوگئی تو اچانک میں نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو انتہائی حسین صورت میں دیکھا۔ اس نے فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی: اے میرے رب! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: ملإ اعلیٰ (مقرب فرشتے) کس چیز کے بارے میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے تین دفعہ کہا: اے میرے رب! مجھے پتا نہیں ہے۔ پھر میں نے اسے دیکھا۔ اس نے اپنی ہتھیلی میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھی۔ میں نے اس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنی چھاتی کے درمیان محسوس کی تو میرے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے جان لیا۔ اس نے فرمایا: اے محمد! میں نے کہا: اے میرے رب! حاضر ہوں۔ فرمایا: مقرب فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے کہا: کفارات کے بارے میں۔

۳۲۳۵ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٤٣ من حديث جهضم بن عبدالله به.

الْوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ، قَالَ: ثُمَّ فِيمَ؟ قُلْتُ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَلِينُ الْكَلَامِ، وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ. قَالَ: سَلْ، قُلْتُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ، وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ إِلَى حُبِّكَ». قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوهَا، ثُمَّ تَعَلَّمُوهَا».

فرمایا: وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا: جماعات (نماز باجماعت) کے لیے پیدل چل کر جانا، (نماز کے انتظار میں) مساجد میں بیٹھنا، مشقت کے باوجود مکمل وضو کرنا۔ فرمایا: پھر کس میں؟ میں نے کہا: کھانا کھلانا، نرم گفتگو کرنا، رات کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ فرمایا: مانگ۔ میں نے کہا: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اچھے کام کرنے کا، برے کام چھوڑنے، مساکین کی محبت کا اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، اور جب تو کسی قوم کو آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے فتنے میں مبتلا کیے بغیر فوت کر لے اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری محبت کا اور ان لوگوں کی محبت کا جو تجھ سے محبت کرتے ہیں اور ایسے عمل کی محبت کا جو تیری محبت کے قریب کر دے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ حق اور سچ خواب ہے، لہٰذا ان چیزوں کو پڑھو اور ان (کے معانی ومطالب) کو سیکھ لو۔''

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ وَقَالَ: هٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ اللَّجْلَاجِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَائِشٍ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَهٰذَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ هٰكَذَا ذَكَرَ الْوَلِيدُ فِي حَدِيثِهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ. وَرَوٰى بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ هٰذَا الْحَدِيثَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَهٰذَا أَصَحُّ. وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَائِشٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ میں نے اس حدیث کے بارے میں محمد بن اسماعیل (امام بخاری رحمہ اللہ) سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: یہ حدیث (حسن) صحیح ہے اور یہ ولید بن مسلم کی سند سے سیدنا عبدالرحمٰن بن عائش حضرمی کی حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سے زیادہ صحیح ہے۔ اور یہ حضرمی والی روایت غیر محفوظ ہے۔ اور بشر بن بکر نے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر کی سند سے یہ حدیث عبدالرحمٰن بن عائش سے بیان کی ہے۔ اس میں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کی جگہ عن النبي ﷺ ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن عائش نے نبی ﷺ سے نہیں سنا ہے، (اس لیے عبدالرحمٰن بن عائش نے مالک بن عامر کے واسطے سے یہ روایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔)

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم کی حدیث سورۂ صٓ کی آیت: ﴿مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَى إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝﴾ ''مجھے عالم بالا کے متعلق کچھ علم نہ تھا جب وہ (آپس میں) جھگڑ رہے تھے۔'' (صٓ 69:38) کے سلسلے میں بیان کی ہیں، حالانکہ احادیث میں بیان کردہ جھگڑے کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ آیت میں مذکورہ بالا مستقبل کے پردوں میں چھپے احوال سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے آگاہ فرمایا ہے تاکہ میں تمھیں اس طرح ان سے ڈراؤں گویا کہ وہ میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ بقول امام ابن کثیر رحمہ اللہ، اس جھگڑے کا تعلق اگلی آیت سے ہے جس میں سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق اور فرشتوں کو اسے سجدہ کرنے کا حکم بیان کیا ہے اور ابلیس کا سجدے سے انکار کرنا اور اپنے رب سے جھگڑے کا تذکرہ ہے۔ (المصباح المنیر، ص: 1178)

(المعجم ٣٩) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الزُّمَرِ (التحفة ٤٠)

باب: 39۔ سورۂ زمر کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٢٣٦ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ﴾ [٣١] قَالَ الزُّبَيْرُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَتُكَرَّرُ عَلَيْنَا الْخُصُومَةُ بَعْدَ الَّذِي كَانَ بَيْنَنَا فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، فَقَالَ: إِنَّ الْأَمْرَ إِذَنْ لَشَدِيدٌ.

[3236] سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ''پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھگڑا کرو گے'' تو سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا دنیا میں جھگڑنے کے بعد ہمیں دوبارہ جھگڑنا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' تو سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ تب تو معاملہ بڑا سخت ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: توحید اور شرک کا قضیہ اور جھگڑا جو دنیا میں ہوا ہے ایک دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں بھی پیش ہوگا، پھر حقیقی اور آخری فیصلہ وہاں ہوگا کہ کون حق پر تھا اور کون ناحق۔ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہونا آسان کام نہیں۔ اگر دنیا کے ہر جھگڑے کی دوبارہ پیشی مراد ہو، تو اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اپنی حقانیت ثابت کرنا جبکہ وہ ہر چیز کے پس منظر اور اصل حقیقت سے آگاہ ہے، بڑا مشکل کام ہے۔

(٢) ـ٣٢٣٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَحَجَّاجُ بْنُ

[3237] سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیت پڑھتے سنا: ''کہہ دیجیے:

٣٢٣٦ـ أخرجه أحمد: ١/ ١٦٤ والحميدي، ح: ٦٠ عن سفيان بن عيينة به وصرح بالسماع وصححه الحاكم: ٢/ ٢٤٩، ٤٣٥، ٤/ ٥٧٢ ووافقه الذهبي.

٣٢٣٧ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٥٤ من حديث حماد بن سلمة به وقال الحاكم: (٢/ ٢٤٩): "غريب عال ... إلخ".

مِنْهَالٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ: (يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا وَّلَا يُبَالِي).

اے میرے بندو جنھوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ بلاشبہ اللہ بخش دیتا ہے تمام گناہ، اسے کوئی پروا نہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ. [قَالَ: وَشَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ يَرْوِي عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ وَأُمُّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةُ: هِيَ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے ثابت ہی شہر بن حوشب سے بیان کرتا ہے۔ شہر بن حوشب، ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے اور ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مراد اسماء بنت یزید ہیں۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے شریکوں اور سفارشیوں پر اعتماد کرنے والوں کو یہ پیغام دلوایا ہے کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر گناہ یا شرک وکفر کرکے زیادتی کی ہے! اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر تم دوسروں کا سہارا نہ پکڑو بلکہ اس کی مغفرت کے طالب بنو۔ اسے اس کی کوئی پروا نہیں کہ طالبِ مغفرت کتنا بڑا مجرم ہے، وہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اس کے لیے وسائل اور کسی قسم کے واسطوں کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ہر شخص کی بات سنتا ہے اور ہر شخص اس تک اپنی بات پہنچا سکتا ہے۔

(٣) ـ٣٢٣٨ـ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ [مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ]: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَّسُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جَاءَ يَهُودِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ، وَّالْجِبَالَ عَلٰى إِصْبَعٍ، وَّالْأَرَضِينَ عَلٰى إِصْبَعٍ، وَّالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ. قَالَ: فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ. قَالَ: «﴿وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾» [٦٧].

[3238] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: اے محمد! بلاشبہ اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر، پہاڑوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر اور مخلوقات کو ایک انگلی پر روک (پکڑ) کر فرمائے گا: میں ہوں بادشاہ۔ اس پر نبی ﷺ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کے نوکیلے دانت ظاہر ہو گئے۔ فرمایا: ''اور ان لوگوں نے اللہ کی صحیح قدر نہیں کی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٢٣٨ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿لما خلقت بيدي﴾، ح: ٧٤١٤ من حديث يحيى القطان ومسلم، ح: ٢٧٨٦ من حديث منصور به.

فائدہ: قیامت کے دن پوری زمین اور تمام آسمان اور تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی انگلیوں پر ہوں گے اور اس کی انگلیاں اس خالق کی ذات کے شایان شان ہیں۔ جس طرح اس کی ذات کی حقیقت اور کیفیت کو جاننا ممکن نہیں، اسی طرح اس کی انگلیوں کی حقیقت اور کیفیت ہمارے علم وفہم کی رسائی سے بلند و بالا ہے۔ ایسی عظیم ہستی کو اپنے محدود پیمانوں سے ناپنا، ذرے اور آفتاب اور قطرے اور سمندر کے درمیان امتیاز نہ کرنا ہے، اس لیے جو لوگ اپنے خود ساختہ شریکوں کو اس کے برابر لا بٹھاتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کی عظمت کو بالکل نہیں پہچانتے۔

٣٢٣٩- حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ] بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيقًا.

[3239] سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ (اس کی بات پر) تعجب اور تصدیق کرتے ہوئے ہنس پڑے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(٤) _٣٢٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ: حَدَّثَنَا أَبُو كُدَيْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ يَهُودِيٌّ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا يَهُودِيُّ! حَدِّثْنَا». فَقَالَ: كَيْفَ تَقُولُ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِذَا وَضَعَ اللهُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى ذِهْ، وَالْأَرَضِينَ عَلٰى ذِهْ، وَالْمَاءَ عَلٰى ذِهْ، وَالْجِبَالَ عَلٰى ذِهْ، وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى ذِهْ. وَأَشَارَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُو جَعْفَرٍ بِخِنْصَرِهِ أَوَّلًا ثُمَّ تَابَعَ حَتّٰى بَلَغَ الْإِبْهَامَ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾.

[3240] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نبی ﷺ کے پاس سے گزرا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے یہودی! ہمیں کچھ سناؤ۔'' اس نے کہا: اے ابوالقاسم! آپ کیا کہتے ہیں، جب اللہ آسمانوں کو اس انگلی پر، زمینوں کو اس پر، پانی کو اس پر، پہاڑوں کو اس پر اور باقی مخلوقات کو اس پر رکھے گا۔ ابوجعفر محمد بن صلت نے اپنی چھنگلی سے لے کر انگوٹھے تک تمام انگلیوں کی طرف اشارہ کیا، یعنی ان انگلیوں پر رکھے گا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری: ''اور ان لوگوں نے اللہ کی صحیح قدر نہیں کی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ [مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ] إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَأَبُو كُدَيْنَةَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ہمارے علم میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی سند سے آئی ہے۔ ابو کدینہ کا نام یحییٰ بن مہلب ہے۔ اور محمد بن

٣٢٣٩ـ أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب صفة القيامة والجنة والنار، ح: ٢٧٨٦ من حديث فضيل بن عياض به ورواه البخاري، ح: ٤٨١١ من حديث منصور به.

٣٢٤٠ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٥١ من حديث أبي كدينة يحيى بن المهلب به ✱ عطاء بن السائب اختلط، وأبو الضحى هو مسلم بن صبيح الهمداني.

[قَالَ:] وَرَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ شُجَاعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّلْتِ.

اسماعیل (امام بخاری رحمہ اللہ) نے یہ روایت حسن بن شجاع کے واسطے سے محمد بن صلت ہی سے بیان کی ہے۔

(۵) ـ۳۲۴۱ـ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَتَدْرِي مَا سَعَةُ جَهَنَّمَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: أَجَلْ وَاللهِ مَا تَدْرِي، حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ ﴿وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ﴾، قَالَتْ: قُلْتُ: فَأَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «عَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ».

[3241] مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا تم جہنم کی وسعت کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم! تم نہیں جانتے، مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا: ''زمین ساری قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔'' میں نے کہا: تو لوگ اس وقت کہاں ہوں گے، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''جہنم کے پل پر۔''

وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

اس حدیث میں ایک قصہ ہے (جو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزر چکا ہے۔) امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: جب تمام انسان جہنم کے پل پر آ جائیں گے تو اس کی اپنی وسعت کس قدر زیادہ ہوگی۔

(٦) ـ۳۲۴۲ـ [حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ. حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! ﴿وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ﴾ فَأَيْنَ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: «عَلَى الصِّرَاطِ يَا عَائِشَةُ».

[3242] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کا فرمان ہے: ''قیامت کے دن ساری زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے'' تو اس دن مومن کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''پل پر، اے عائشہ!''

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٢٤١ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٤٥٣ عن سويد بن نصر، وأحمد: ٦/ ١١٦ من حديث ابن المبارك به وهو في الزهد له (زوائد نعيم، ح: ٢٩٨) وصححه الحاكم: ٢/ ٤٣٦ ووافقه الذهبي.

٣٢٤٢ـ تقدم: ٣١٢١.

(٧) ـ ٣٢٤٣ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَيْفَ أَنْعَمُ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ الْقَرْنَ وَحَنَى جَبْهَتَهُ وَأَصْغَى سَمْعَهُ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْمَرَ أَنْ يَنْفُخَ فَيَنْفُخَ»، قَالَ الْمُسْلِمُونَ: فَكَيْفَ نَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «قُولُوا: حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ تَوَكَّلْنَا عَلَى اللهِ [رَبِّنَا]» وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: «عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا».

[3243] سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں شاداں وفرحاں کیسے رہوں جبکہ صور پھونکنے والا فرشتہ، صور کو لقمہ بنائے اور اپنی پیشانی جھکائے ہوئے اپنے کان لگا کر اس انتظار میں ہے کہ صور پھونکنے کا حکم دیا جائے تو وہ صور پھونکے۔'' مسلمانوں نے کہا: (اس پریشانی کے عالم میں) ہم کیا کہیں، اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''تم کہو: اللہ ہی ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ ہم نے اللہ پر توکل اور بھروسا کیا۔ (اے ہمارے رب!'') بسا اوقات سفیان نے توکلنا علی اللہ کی جگہ علی اللہ توکلنا کہا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [وَقَدْ رَوَاهُ الْأَعْمَشُ أَيْضًا عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اسے اعمش بھی عطیہ کی سند سے بیان کرتا ہے۔

فائدہ: مزید وضاحت أبواب صفة القيامة کے باب الصور، حدیث: 2430 میں دیکھیں جو گزر چکا ہے۔

(٨) ـ ٣٢٤٤ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَسْلَمَ الْعِجْلِيِّ، عَنْ بِشْرِ بْنِ شَغَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو [رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا] قَالَ: قَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا الصُّورُ؟ قَالَ: «قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ». [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ.

[3244] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! صور کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔'' امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ ہمارے علم میں بس سلیمان تیمی کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

(٩) ـ ٣٢٤٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ

[3245] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے مدینے کے بازار میں کہا: نہیں، اس ذات کی

٣٢٤٣ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٣/ ٧ والحميدي، ح: ٧٥٤ عن سفيان بن عيينة به وتقدم طرفه: ٢٤٣١ * عطية ضعيف وللحديث شواهد كثيرة عند ابن حبان، ح: ٨٢٠ والحاكم: ٤/ ٥٥٩ وغيرهما * حديث الأعمش عند أحمد: ٣/ ٧٣.

٣٢٤٤ـ أخرجه أبو داود، السنة، باب ذكر البعث والصور، ح: ٤٧٤٢ من حديث سليمان التيمي به وانظر، ح: ٢٤٣٠ وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٧٠ والحاكم: ٢/ ٥٠٦، ٤/ ٥٦٠ ووافقه الذهبي.

٣٢٤٥ـ أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ذكر البعث، ح: ٤٢٧٤ من حديث محمد بن عمرو الليثي به وصححه البوصيري وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٢٤١١ ومسلم، ح: ٢٣٧٣ وغيرهما.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ يَهُودِيٌّ فِي سُوقِ الْمَدِينَةِ: لَا وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسٰى عَلَى الْبَشَرِ، قَالَ: فَرَفَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَدَهُ فَصَكَّ بِهَا وَجْهَهُ، قَالَ: تَقُولُ هٰذَا وَفِينَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ﴾ [٦٨] فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا مُوسٰى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي أَرَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلِي أَمْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ. وَمَنْ قَالَ: أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُونُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ».

قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر برگزیدہ فرمایا! اس پر ایک انصاری آدمی نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کر دیا اور کہا: تو یہ بات کہتا ہے جبکہ ہم میں اللہ کے نبی ﷺ موجود ہیں؟ (جب مقدمہ آپ کے پاس آیا تو) رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''اور صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں، سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے، مگر جسے اللہ نے چاہا، پھر دوبارہ اس میں پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے (ہو کر) دیکھ رہے ہوں گے۔'' میں سب سے پہلے اپنا سر اٹھاؤں گا تو اچانک موسیٰ کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کے پایوں میں سے ایک پائے کو پکڑے ہوئے ہیں۔ اب میں نہیں جانتا آیا انھوں نے مجھ سے پہلے سر اٹھا لیا یا وہ ان لوگوں میں سے تھے جنھیں اللہ نے (بے ہوشی سے) مستثنیٰ کیا ہے اور جس نے یہ کہا: میں یونس بن متیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوں تو اس نے جھوٹ بولا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ مشرکین اپنے معبودوں کے بارے میں یہ فرض کیے ہوئے ہیں کہ انھیں اللہ تعالیٰ کا بڑا قرب حاصل ہے اور وہ اپنے پجاریوں کو جب اللہ ان پر ہاتھ ڈالے گا، اپنے زور واثر سے چھڑا لیں گے، حالانکہ قیامت کے دن ساری کائنات کا یہ حال ہوگا کہ جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے۔ صرف وہی لوگ اس سے محفوظ ہوں گے جنھیں اللہ تعالیٰ رکھنا چاہے گا۔ پھر دوسرا صور پھونکا جائے گا تو سب اٹھ کھڑے ہوں گے اور وہ حیرت سے دیکھتے ہوں گے۔ نبیٔ اکرم ﷺ جب ہوش میں آئیں گے تو موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا پایہ پکڑے ہوئے پائیں گے۔ اب اس کی دو ہی صورتیں ہیں: * آپ ﷺ سے پہلے ہوش میں آ گئے تو یہ بھی ایک فضیلت و امتیاز ہے۔ * ان لوگوں میں سے ہیں جو بے ہوش نہیں ہوں گے تو پھر بھی فضیلت و امتیاز حاصل ہوا۔ اس سے آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ انبیاء میں تنقیص و برتری اس انداز سے نہ کی جائے جس سے کسی نبی کی تنقیص و تحقیر لازم آتی ہو یا اس سے جھگڑا اور اختلاف پیدا ہوتا ہے جس طرح مسلمان کے یہودی کو تھپڑ مارنے سے پیدا ہو گیا۔ تمام انبیاء علیہم السلام نبوت کے اعتبار سے برابر ہیں۔ فرق و امتیاز درجات و مراتب کے اعتبار سے ہے، اس لیے نفس نبوت کے اعتبار سے آپ کو سیدنا یونس علیہ السلام پر برتری و فضیلت دینا درست نہیں۔ اگر أَنَا کی ضمیر سے مراد آپ ﷺ نہ ہوں بلکہ کوئی اور کہنے والا ہو تو پھر غیر نبی پر، ہر نبی کو فضیلت و برتری حاصل ہے تو کسی کا یہ کہنا جھوٹ ہے جو کفر کا باعث ہے۔ (تحفة الأحوذي: 85/9)

(١٠-١١) ـ٣٢٤٦ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ: أَنَّ الْأَغَرَّ أَبَا مُسْلِمٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُنَادِي مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾» [الزخرف:٧٢].

[3246] سیدنا ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایک آواز دینے والا پکارے گا: (اے اہل جنت!) بلاشبہ تم ہمیشہ زندہ رہو گے، کبھی مرو گے نہیں۔ تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہیں ہو گے۔ تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے کبھی حاجت مند نہیں ہو گے۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے: ''یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو، اپنے عملوں کے سبب۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَرَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ وَغَيْرُهُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الثَّوْرِيِّ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن مبارک وغیرہ نے یہ حدیث ثوری ہی سے بیان کی ہے اور اسے آپ کی طرف منسوب نہیں کیا۔

فائدہ: اس آیت کا تعلق اگرچہ سورۂ زخرف سے ہے لیکن جنت کی وراثت کا تذکرہ چونکہ سورۂ زمر میں بھی ہے، اس لیے جنت کی زندگی کا تذکرہ اس سورت میں کر دیا گیا۔ جنت اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت کے سبب حاصل ہوگی، لیکن عملوں کی توفیق اور ان کی قبولیت اور فانی زندگی کے اعمال کے سبب جنت جیسی عظیم و جلیل نعمت بخشنا اس کی رحمت اور احسان ہی ہے۔ بہرحال رحمت عملوں کے سبب ہوگی۔

(المعجم ٣٠) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الْمُؤْمِنِ (التحفة ٣١)

باب: 40۔ سورۂ مومن کی تفسیر (سورۂ غافر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٢٤٧ـ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ [مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ يُسَيْعٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ»، ثُمَّ قَالَ: « ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ

[3247] سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''دعا عبادت ہی ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''تمھارے رب نے فرمایا: مجھے پکارو! میں تمھاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں، وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں

٣٢٤٦ـ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب: في دوام نعيم أهل الجنة . . . إلخ، ح: ٢٨٣٧ من حديث عبدالرزاق به.
٣٢٤٧ـ تقدم: ٢٩٦٩.

ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ [٦٠]».

داخل ہوں گے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ مجھ سے مانگنے کے لیے کسی ذریعے اور وسیلے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس نے مانگنا ہو وہ مجھ ہی سے مانگے۔ میں اس کی درخواست قبول کروں گا۔ لیکن میری اس عام منادی کے باوجود جو مجھ سے نہیں مانگتے وہ محض اپنے غرور اور گھمنڈ کے سبب میری بندگی سے اعراض کر رہے ہیں تو وہ یاد رکھیں کہ عنقریب وہ اس غرور کی پاداش میں ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندگی جو احتیاج اور فقر کے اظہار کا نام ہے، اس کا سب سے زیادہ اظہار مانگنے اور درخواست کرنے کی صورت میں ہوتا ہے، اس لیے انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا اور اسی سے درخواست کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ہر صحیح دعا قبول فرماتا ہے۔ اس کی دعا رائگاں نہیں جاتی۔

(المعجم ٣١) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ حٰمٓ السَّجْدَةِ (التحفة ٣٢)

باب: 41۔ تفسیر سورۂ حم السجدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) _٣٢٤٨_ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: اخْتَصَمَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ - أَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ - قَلِيلٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ، كَثِيرٌ شَحْمُ بُطُونِهِمْ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: أَتَرَوْنَ [أَنَّ] اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ؟ فَقَالَ الْآخَرُ: يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا، وَقَالَ الْآخَرُ: إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَهُوَ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ﴾ [٢٢].

[3248] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بیت اللہ کے پاس تین افراد نے جھگڑا کیا: دو قریشی اور ایک ثقفی یا دو ثقفی اور ایک قریشی تھا۔ ان کے دلوں میں فہم کم اور پیٹوں میں چربی زیادہ تھی، یعنی کم عقل اور بھاری بھر کم تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا: تمھارا کیا خیال ہے، ہم جو کچھ کہتے ہیں اللہ سنتا ہے؟ تو دوسرے نے کہا: اگر ہم بلند آواز میں بولیں تو سنتا ہے اور اگر آہستہ آواز میں بولیں تو نہیں سنتا۔ تیسرے نے کہا: اگر وہ ہماری بلند آواز کو سنتا ہے تو پھر وہ جب ہم آہستہ بولیں تب بھی سنتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: "تم یہ اندیشہ نہیں رکھتے تھے کہ تمھارے خلاف تمھارے کان، تمھاری آنکھیں اور تمھارے چمڑے گواہی دیں گے۔"

٣٢٤٨_ أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب صفات المنافقين وأحكامهم، ح: ٢٧٧٥ عن محمد بن أبي عمر والبخاري، ح: ٤٨١٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(٢) ـ٣٢٤٩ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: كُنْتُ مُسْتَتِرًا بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَجَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ كَثِيرٌ شُحُومُ بُطُونِهِمْ، قَلِيلٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ، قُرَشِيٌّ وَخَتَنَاهُ ثَقَفِيَّانِ أَوْ ثَقَفِيٌّ وَخَتَنَاهُ قُرَشِيَّانِ، فَتَكَلَّمُوا بِكَلَامٍ لَمْ أَفْهَمْهُ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: أَتَرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ كَلَامَنَا هٰذَا؟ فَقَالَ الْآخَرُ: إِنَّا إِذَا رَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا سَمِعَهُ وَإِذَا لَمْ نَرْفَعْ أَصْوَاتَنَا لَمْ يَسْمَعْهُ، فَقَالَ الْآخَرُ: إِنْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا سَمِعَهُ كُلَّهُ. فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿فَأَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [٢٢،٢٣].

[3249] سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں کعبے کے پردوں میں چھپا ہوا تھا تو تین آدمی آئے جن کے پیٹوں میں چربی بہت تھی، دلوں میں سوجھ بوجھ کم تھی۔ ایک قریشی اور دو اس کے ثقفی داماد یا ایک ثقفی اور دو اس کے قریشی داماد تھے۔ انھوں نے ایسی گفتگو کی جو میں سمجھ نہ سکا۔ ان میں سے ایک نے کہا: تمھارا کیا خیال ہے، ہماری اس گفتگو کو اللہ سنتا ہے؟ دوسرے نے کہا: جب ہم اپنی آوازیں اونچی کرتے ہیں، انھیں سنتا ہے اور جب ہم اپنی آوازیں اونچی نہیں کرتے، انھیں نہیں سنتا۔ اس پر تیسرے نے کہا: اگر اس میں سے کچھ سنتا ہے تو ساری ہی سنتا ہے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے یہ گفتگو نبی ﷺ کو بتائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''اور تم یہ اندیشہ نہیں رکھتے تھے کہ تمھارے خلاف تمھارے کان، تمھاری آنکھیں اور تمھارے چمڑے گواہی دیں گے......تو تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو گئے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].
حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) ہے۔ امام صاحب ایک دوسرے استاد کی سند سے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: جب انسان کو یہ خطرہ نہ ہو کہ اس کے کان، آنکھ یا دوسرے اس کے خلاف گواہی دیں گے تو پھر وہ چھپ کر برا کام کرنے میں کوئی عار یا شرم و حیا محسوس نہیں کرتا۔ اعضاء و جوارح کا اندیشہ اور خطرہ تو درکنار، کافروں کی جہالت کا تو یہ عالم ہے کہ وہ اس گمان میں مبتلا ہیں کہ اللہ کو بھی ہمارے بہت سے اعمال کی خبر نہیں ہے۔

(٣) ـ٣٢٥٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ

[3250] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٣٢٤٩ـ أخرجه أحمد: ١/ ٣٨١ عن أبي معاوية الضرير به وصرح بالسماع والحديث السابق شاهد له.
٣٢٥٠ـ [ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٤٧٠ عن عمرو بن علي به * سهيل بن أبي حزم: ضعيف (تقريب) قوله: "ويروى في هذه الآية عن النبي ﷺ وأبي بكر وعمر . . . إلخ" انظر الدر المنثور: ٥/ ٣٦٣.

الْفَلَّاسُ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي حَزْمٍ الْقُطَعِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾ [٣٠] قَالَ: «قَدْ قَالَ النَّاسُ ثُمَّ كَفَرَ أَكْثَرُهُمْ فَمَنْ مَاتَ عَلَيْهَا فَهُوَ مِمَّنِ اسْتَقَامَ».

رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''بے شک جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر ثابت قدم رہے'' فرمایا: ''لوگوں نے یہ بات کہی، پھر ان میں سے اکثر نے انکار کیا، تو جو شخص اس پر (قائم) مرا تو وہ ان میں سے ہے جو ثابت قدم رہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ يَقُولُ: رَوَى عَفَّانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ حَدِيثًا. [وَيُرْوَى فِي هٰذِهِ الْآيَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: مَعْنَى اسْتَقَامُوا].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔ ہم اسے بس اسی سند سے جانتے ہیں۔ اور عمرو بن علی فلاس کے استاد عفان بن مسلم نے اپنے شاگرد عمرو سے ایک حدیث بیان کی ہے۔ (اس آیت کے لفظ ﴿ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾ کے معنی، نبی ﷺ اور سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیے جاتے ہیں۔)

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم یہ صحیح ہے کہ جن لوگوں نے رسول کی دعوت قبول کر لی اور پھر تمام مخالفتوں سے بے پروا ہو کر پوری یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ اس پر جم گئے، ان کے قدموں میں لغزش یا جنبش پیدا نہ ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوں گے۔ قیامت کے دن فیصلے سے پہلے ہی ان کی دل داری اور تسلی کے لیے ان کے پاس فرشتے آئیں گے۔ لیکن لوگوں کی اکثریت، اللہ تعالیٰ کو رب مان کر اس کی ربوبیت کے اقرار پر قائم نہیں رہتی، ایسے لوگ توحید کو خالص نہیں رکھتے، اس میں ملاوٹ کر دیتے ہیں، اس طرح استقامت اختیار نہیں کرتے، اس لیے وہ ناکام رہتے ہیں۔

(المعجم ٤٢) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الشُّورَى [حٰمٓ عٓسٓقٓ] (التحفة ٤٣)

باب:42۔ تفسیر سورۂ شوریٰ (حٰمٓ عٓسٓقٓ)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) - ٣٢٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ [بُنْدَارٌ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ طَاوُسًا قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

[3251] امام طاوس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں سوال ہوا: ''تم کہہ دو: میں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر رشتے داری کی وجہ سے (محبت)۔'' تو سعید بن جبیر رحمہ اللہ

٣٢٥١ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿إلا المودة في القربى﴾، ح: ٤٨١٨ عن بندار به.

أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ [٢٣] فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: قُرْبٰى آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَعَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِّنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ: إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِّنَ الْقَرَابَةِ.

نے کہا: قربیٰ سے مراد آل محمد ہے، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رشتے داری قریش کے تمام خاندانوں سے تھی، اس لیے آپ نے فرمایا: الا یہ کہ تم میرے اور تمھارے درمیان جو قرابت ہے، اس کا لحاظ رکھو۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کئی سندوں سے مروی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس آیت کے مختلف مفاہیم مراد لیے گئے ہیں: * سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ معنی لیے ہیں کہ تم اگر مسلمان نہیں ہوتے تو کم از کم اس بات کا لحاظ رکھو کہ میں تمھارا رشتے دار ہوں، اس لیے میری بات سنو تو سہی اور مجھے اپنی بات پہنچانے تو دو۔ مجھے تنگ نہ کرو اور میری تبلیغ کے درمیان حائل نہ ہو۔ * بعض مفسرین نے یہ معنی مراد لیے ہیں کہ میری مزدوری اور اجرت یہی ہے کہ تمھیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے، اس لیے تم اس کی اطاعت و فرماں برداری اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ کی قربت سے مودت و محبت رکھو۔ * میں اس پر تم سے کسی صلے کا طالب نہیں ہوں بس قرابت کی مودت کا حق ادا کر رہا ہوں۔تم میرے خاندان اور قوم کے لوگ ہو، اس لیے مجھ پر تمھارا یہ حق ہے کہ جو ہدایت اور تعلیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آیا ہوں، سب سے پہلے تمھیں ہی اس سے آگاہ کروں، کیونکہ انبیاء و رسل کی ہمیشہ سے یہی سنت رہی ہے کہ انھوں نے اپنی دعوت کا آغاز اپنے خاندان اور قبیلے کے لوگوں سے کیا اور جب تک ان سے مایوس نہیں ہو گئے اس وقت تک انھوں نے دوسروں کی طرف توجہ نہیں کی۔ * میں تمھیں جو صلہ رحمی، ادائے حقوق اور انفاق کی دعوت دیتا ہوں اس میں میری کوئی ذاتی غرض یا مفاد پوشیدہ نہیں بلکہ یہ تمھاری دنیا اور آخرت کی بہتری کے لیے ہے، یعنی میں جو تمھیں قرابت اور رشتے داری کی محبت و مودت کی تلقین کرتا ہوں، اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہے۔ ② اس آیت کے یہ معنی لینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ میں تم سے اس دعوت پر بس یہ اجرت مانگتا ہوں کہ میرے اقرباء اور رشتے داروں سے محبت کرو۔ یہ معنی قرآنی نصوص کے خلاف ہیں، کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا قرآن نے یہ اعلان نقل کیا ہے کہ میں تم سے کسی اجر اور صلے کا طالب نہیں ہوں، میرا اجر تو بس اللہ کے ذمے ہے، اور آپ نے بھی یہ اعلان فرمایا: ''کہہ دو کہ میں نے تم سے کوئی اجر مانگا ہے تو وہ تمھارے ہی لیے ہے، میرا اجر تو بس اللہ کے ذمے ہے۔'' (سبا 47:34) نیز یہ آیت مکی ہے، جبکہ آپ کے خاص اقرباء آپ کے جانی دشمن تھے، ان کے لیے محبت کی اپیل کرنے میں کیا تک ہے اور اگر اس سے مراد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے محبت ہے تو سیدنا علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کی شادی ہی مدینہ طیبہ جانے کے بعد ہوئی ہے، وہ اس کا مصداق کیونکر بن سکتے ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی دعوت پر کسی صلے یا اجرت و مزدوری کا سوال نہیں کیا اور نہ انبیاء علیہم السلام کی یہ سنت ہے۔ وہ اجر کے طالب صرف اللہ تعالیٰ سے ہوتے ہیں اور دعوت دین کے دشمن سے صلہ رحمی اور حسن معاشرت کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی، وہ تو بات سننے کے بھی روادار نہیں ہوتے۔ (تحفة الأحوذي: 9/90-91)

(۲) -۳۲۵۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْوَازِعِ قَالَ: حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِّنْ بَنِي مُرَّةَ قَالَ: قَدِمْتُ الْكُوفَةَ فَأُخْبِرْتُ عَنْ بِلَالِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ فَقُلْتُ: إِنَّ فِيهِ لَمُعْتَبَرًا فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ مَحْبُوسٌ فِي دَارِهِ الَّتِي قَدْ كَانَ بَنَى، قَالَ: وَإِذَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنْهُ قَدْ تَغَيَّرَ مِنَ الْعَذَابِ وَالضَّرْبِ وَإِذَا هُوَ فِي قُشَاشٍ، فَقُلْتُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ يَا بِلَالُ! لَقَدْ رَأَيْتُكَ وَأَنْتَ تَمُرُّ بِنَا وَتُمْسِكُ بِأَنْفِكَ مِنْ غَيْرِ غُبَارٍ، وَأَنْتَ فِي حَالِكَ هٰذِهِ الْيَوْمَ. فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: مِنْ بَنِي مُرَّةَ بْنِ عَبَّادٍ. فَقَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا عَسَى اللهُ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ؟ قُلْتُ: هَاتِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسٰى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُصِيبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا أَوْ دُونَهَا إِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُو اللهُ عَنْهُ أَكْثَرُ». قَالَ: وَقَرَأَ: ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾[۳۰].

[3252] بنو مرہ کا ایک بوڑھا شخص بیان کرتا ہے کہ میں کوفے آیا تو مجھے بلال بن ابی بردہ کے بارے میں بتایا گیا۔ میں نے کہا: ان کی حالت قابل عبرت ہے، سو میں ان کے پاس آیا۔ وہ اپنے اسی گھر میں محبوس تھے جو انھوں نے (بڑے شوق سے) بنوایا تھا۔ میں نے اچانک دیکھا کہ عذاب اور مار پیٹ سے ان کی ہر چیز (شکل وصورت) بدل چکی ہے اور وہ ایک بوسیدہ چیتھڑے میں ہیں۔ میں نے کہا: تعریف کا حق دار اللہ ہی ہے، اے بلال! میں نے تمھیں دیکھا، تم ہمارے پاس سے گردوغبار کے بغیر ہی ناک پر ہاتھ رکھ کر گزرتے تھے اور اب تم ان حالات میں ہو۔ انھوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں بنو مرہ بن عباد کا ایک فرد ہوں۔ انھوں نے کہا: کیا میں تمھیں ایک حدیث نہ سناؤں، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ تمھیں اس سے فائدہ دے؟ میں نے کہا: لائیے۔ انھوں نے کہا: مجھے میرے باپ ابو بردہ نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی بندے کو جو بھی چھوٹی یا بڑی مصیبت پہنچتی ہے کسی گناہ ہی کے سبب پہنچتی ہے اور جو گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرماتا ہے وہ بہت زیادہ ہیں۔'' اور آپ نے یہ آیت پڑھی: ''اور جو بھی تمھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تمھارے کرتوتوں ہی کی وجہ سے پہنچتی ہے اور تمھاری بہت سی باتوں (برائیوں) سے تو وہ درگزر فرماتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

لغوی تشریح: نَكْبَة: مصیبت، دکھ۔

فائدہ: بلال بن ابی بردہ بصرہ کے قاضی تھے اور بہت خوش حال اور ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی بسر کرتے تھے۔ حالات نے پلٹا

۳۲۵۲۔ [ضعيف] وهو في تفسير عبد بن حميد كما في الدر المنثور: ٦/ ٩ * عبيدالله بن الوازع وشيخه مجهولان ولأصل الحديث شواهد عند أحمد: ٦/ ١٨٥ وغيره.

کھایا تو انھیں گھر میں نظر بند کر دیا گیا، پھر جیل میں ڈال دیا گیا اور وہ اسی حالت میں فوت ہوئے۔ انھوں نے اپنے ان حالات کو اپنے گناہوں ہی کا نتیجہ سمجھا ایسی صورت میں مصیبتیں اور سختیاں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔

(المعجم ٤٣) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الزُّخْرُفِ (التحفة ٤٤)

باب: 43۔ تفسیر سورۂ زخرف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٢٥٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حَجَّاجِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ» ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾ [٥٨].

[3253] سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہدایت پانے کے بعد وہی لوگ گمراہ ہوتے ہیں جو جھگڑوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ”انھوں نے تمھارے لیے یہ (مثال) صرف جھگڑنے کے لیے بیان کی ہے بلکہ وہ ہیں ہی جھگڑالو لوگ۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ حَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ، وَحَجَّاجٌ ثِقَةٌ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ، وَأَبُو غَالِبٍ اسْمُهُ: حَزَوَّرٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہمارے علم میں یہ صرف حجاج بن دینار کی حدیث کی صورت میں آئی ہے اور حجاج ثقہ اور مقارب الحدیث ہے۔ (اس کی احادیث ثقہ راویوں کے قریب ہوتی ہیں۔) اور ابو غالب کا نام حزوّر ہے۔

فائدہ: جب انبیاء علیہم السلام کی دعوت کے سلسلے میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نام آتا تو قریش کہتے کہ یہ شخص ہمارے بتوں کو تو برا بھلا کہتا ہے لیکن عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کرتا ہے گویا ان کی الوہیت کا عقیدہ رکھتا ہے، اس سلسلے میں فرمایا کہ یہ لوگ ایسی بات محض بحث وجدال کے لیے کہتے ہیں ورنہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ قرآن مسیح علیہ السلام کا تذکرہ معبود کی حیثیت سے نہیں بلکہ اللہ کے ایک بندے اور ایک رسول کی حیثیت سے کرتا ہے۔

(المعجم ٤٤) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الدُّخَانِ (التحفة ٤٥)

باب: 44۔ تفسیر سورۂ دخان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

٣٢٥٣ـ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب اجتناب البدع والجدل، ح: ٤٨ من حديث محمد بن بشر العبدي به وصححه الحاكم: ٢/٤٤٨ ووافقه الذهبي.

(۱) ـ٣٢٥٤ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْجُدِّيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٍ: سَمِعَا أَبَا الضُّحٰى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللهِ فَقَالَ: إِنَّ قَاصًّا يَقُصُّ يَقُولُ: إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ الدُّخَانُ فَيَأْخُذُ بِمَسَامِعِ الْكُفَّارِ وَيَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ، قَالَ: فَغَضِبَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ: إِذَا سُئِلَ أَحَدُكُمْ عَمَّا يَعْلَمُ فَلْيَقُلْ بِهِ - قَالَ مَنْصُورٌ: فَلْيُخْبِرْ بِهِ - وَإِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ فَلْيَقُلِ: اللهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنْ عِلْمِ الرَّجُلِ إِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ أَنْ يَقُولَ: اللهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ [ص:٨٦] إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا رَأٰى قُرَيْشًا اسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ: «اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ» فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَأَحْصَتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ - وَقَالَ أَحَدُهُمَا: الْعِظَامَ - قَالَ: وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ، قَالَ: فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللهَ لَهُمْ، قَالَ: فَهٰذَا لِقَوْلِهِ: ﴿يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾» [١٠،١١] - قَالَ مَنْصُورٌ: هٰذَا لِقَوْلِهِ: ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾ [١٢] فَهَلْ يُكْشَفُ عَذَابُ الْآخِرَةِ؟ قَدْ مَضَى الْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَالدُّخَانُ، وَقَالَ أَحَدُهُمَا: الْقَمَرُ وَقَالَ الْآخَرُ: الرُّومُ.

[3254] مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا: ایک قصہ گو قصہ بیان کر رہا ہے: صورت حال یہ ہے کہ زمین سے دھواں نکلے گا جو کافروں کے کان بند کر دے گا اور مومنوں پر زکام کی سی کیفیت طاری ہو جائے گی۔ اس پر سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے، وہ ٹیک لگائے ہوئے تھے تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، پھر فرمایا: جب تم میں سے کسی سے ایسی بات کے بارے میں پوچھا جائے جو وہ جانتا ہے تو وہ کہہ دے، منصور کہتے ہیں: وہ بتا دے اور جب ایسی بات کے بارے میں پوچھا جائے جو وہ نہیں جانتا تو کہہ دے: اللہ ہی بہتر جانتا ہے، کیونکہ انسان کا یہ بھی علم اور جانتا ہی ہے کہ جب اس سے ایسی چیز کے بارے میں پوچھا جائے جسے وہ نہیں جانتا، وہ کہہ دے: اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فرمایا ہے: ''کہہ دو میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں سے ہوں۔'' (حقیقت یہ ہے) جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ قریش آپ کی دعوت کا انکار کرتے ہیں، آپ کی بات قبول نہیں کرتے تو آپ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! مجھے ان کے خلاف مدد دے ان پر یوسف علیہ السلام کے عہد کے سے سات خشک سال مسلط کر کے۔'' تو انھیں خشک سالی نے آلیا جس نے ہر چیز کو چاٹ لیا۔ (ہر چیز ختم ہو گئی) حتیٰ کہ لوگوں نے چمڑے اور مردار کھائے۔ اعمش اور منصور میں سے ایک نے کہا: ہڈیاں کھائیں۔ اور زمین سے دھوئیں کی شکل نکلنے کی صورت پیدا ہو گئی۔ اس صورت حال پر آپ کے پاس ابوسفیان آیا اور کہا: بلاشبہ آپ کی قوم

٣٢٥٤ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿ثم تولوا عنه وقالوا معلم مجنون﴾، ح: ٤٨٢٤ من حديث شعبة ومسلم، ح: ٢٧٩٨ من حديث الأعمش به.

ہلاک ہوا چاہتی ہے، لہٰذا ان کی خاطر اللہ سے دعا کیجیے۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے: ''(اس دن کا انتظار کرو) جس دن آسمان ظاہر دھواں لائے گا۔ وہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ درد ناک عذاب ہے۔'' منصور کہتے ہیں: اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے: ''اے ہمارے رب! ہم سے یہ عذاب دور کر دے، یقیناً ہم ایمان لانے والے ہیں۔'' تو کیا آخرت کا عذاب دور کر دیا جائے گا؟ یہ چیزیں گزر چکی ہیں: بطشہ، لزام اور دھواں۔ ایک راوی نے کہا: چاند کا دو ٹکڑے ہونا اور دوسرے راوی نے کہا: رومیوں کا غالب آنا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: [وَ]اللِّزَامُ [يَعْنِي] يَوْمَ بَدْرٍ. [قَالَ: وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لزام سے بدر کا دن مراد ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: بطشہ سے مراد بدر کی ذلت آمیز شکست ہے اور لِزام سے مراد بدر میں قیدیوں کی گرفتاری ہے اور دھویں سے مراد وہ دھواں ہے جو بھوک کی شدت کی بنا پر آسمانی فضا میں دکھائی دیتا تھا۔ قرآن مجید میں جس دھویں کا ذکر ہے وہ اور ہے اور قیامت کے قریب جو دھواں ظاہر ہوگا وہ اور ہے۔ دونوں الگ الگ ہیں۔ اگر واعظ اور قصہ گو نے سورۂ دخان کے دھویں کو قیامت والے دھویں کا مصداق بنایا تو پھر یہ بات درست نہیں کیونکہ وہ الگ دھواں ہے۔ صحیح مسلم میں قیامت کی جن بڑی نشانیوں کا تذکرہ ہے، ان میں ایک دھواں بھی ہے۔ (صحيح مسلم، الفتن، باب بقية أحاديث من فتنة الدجال، حديث: 7397 (2947)، وفتح الباري: 728/8)

(٢) ـ٣٢٥٥ـ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَلَهُ بَابَانِ: بَابٌ يَصْعَدُ مِنْهُ عَمَلُهُ وَبَابٌ يَنْزِلُ مِنْهُ رِزْقُهُ، فَإِذَا مَاتَ بَكَيَا عَلَيْهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ﴾[٢٩]».

[3255] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مومن کے لیے (آسمان پر) دو دروازے ہیں: ایک دروازے سے اس کے عمل اوپر چڑھتے ہیں اور دوسرے دروازے سے اس کا رزق نیچے اترتا ہے، پھر جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو دونوں اس پر روتے ہیں۔ اللہ عزوجل کے اس قول میں اسی طرف اشارہ ہے: ''پھر ان پر نہ آسمان و زمین روئے اور نہ وہ مہلت

٣٢٥٥ـ [ضعيف] أخرجه البغوي في معالم التنزيل: ٤/ ١٥٢ وأبو يعلى، ح: ٤١٣٢ من حديث موسى بن عبيدة به وهو ضعيف وشيخه يزيد بن أبان أيضًا ضعيف.

پانے والے ہوئے۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ وَيَزِيدُ بْنُ أَبَانَ الرَّقَاشِيُّ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں مرفوعاً صرف اسی سند سے آئی ہے۔ موسیٰ بن عبیدہ اور یزید بن ابان رقاشی دونوں حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیے جاتے ہیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی موت پر آسمان بھی رنجیدہ ہوتا ہے اور زمین بھی روتی اور فریاد کرتی ہے، لیکن ظالموں کی موت پر ہر ایک اطمینان کا سانس لیتا ہے کہ خس کم، جہاں پاک۔

(المعجم ٣٦) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الْأَحْقَافِ (التحفة ٣٦)

باب: 46۔ تفسیر سورۂ احقاف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) –٣٢٥٦– حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُحَيَّاةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أَخِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: لَمَّا أُرِيدَ عُثْمَانُ جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: جِئْتُ فِي نُصْرَتِكَ قَالَ: اخْرُجْ إِلَى النَّاسِ فَاطْرُدْهُمْ عَنِّي، فَإِنَّكَ خَارِجٌ خَيْرٌ لِّي مِنْكَ دَاخِلٌ، قَالَ: فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ كَانَ اسْمِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فُلَانٌ فَسَمَّانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَ اللّٰهِ، وَنَزَلَتْ فِيَّ آيَاتٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ، نَزَلَتْ فِيَّ: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ [١٠] وَنَزَلَتْ فِيَّ: ﴿قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾ [الرعد:٤٣]،

[3256] سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بھتیجے سے روایت ہے کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا گیا تو سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تم کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا: میں آپ کی مدد کے لیے آیا ہوں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں (بلوائیوں) کے پاس جاؤ اور انھیں مجھ سے دور کر دو، کیونکہ تمھارا باہر ہونا، میرے لیے، میرے پاس ہونے سے بہتر ہے، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس آئے اور کہا: اے لوگو! واقعہ یہ ہے کہ جاہلیت کے دور میں (جب میں مسلمان نہیں تھا) میرا نام فلاں (حصین) تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے میرا نام عبداللہ رکھا۔ میرے بارے میں کتاب اللہ کی کئی آیات اتریں۔ میرے بارے ہی میں یہ آیت اتری: ’’اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہی دینے والے

٣٢٥٦ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب تغيير الأسماء، ح: ٣٧٣٤ من حديث أبي محياة به مختصرًا * ابن أخي عبدالله بن سلام لم يوثقه غير الترمذي فيما أعلم فهو مستور * حديث عبدالملك بن عمير رواه الطبراني (مجمع الزوائد: ٩/ ٩٢، ٩٣) وانظر جامع المسانيد والسنن لابن كثير: ٨/ ٦٥.

إِنَّ لِلّٰهِ سَيْفًا مَغْمُودًا عَنكُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ جَاوَرَتْكُمْ فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا الَّذِي نَزَلَ فِيهِ نَبِيُّكُمْ، فَاللّٰهَ! اللّٰهَ! فِي هٰذَا الرَّجُلِ أَنْ تَقْتُلُوهُ فَوَاللّٰهِ! إِنْ قَتَلْتُمُوهُ لَتَطْرُدُنَّ جِيرَانَكُمُ الْمَلَائِكَةَ، وَلَتَسُلُّنَّ سَيْفَ اللّٰهِ الْمَغْمُودَ عَنكُمْ فَلَا يُغْمَدُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَقَالُوا: اقْتُلُوا الْيَهُودِيَّ وَاقْتُلُوا عُثْمَانَ.

نے اس جیسی (کتاب) پر گواہی دی، پھر وہ ایمان لے آیا اورتم اکڑ بیٹھے۔ بلاشبہ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' اور میرے بارے ہی میں اتری: ''کہہ دو: میرے اور تمھارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے اور وہ (بھی) جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔'' اور اللہ کی تلوار تم سے میان میں بند ہے اور فرشتے تمھارے اس شہر میں جس میں تمھارا نبی اترا تھا، تمھارے ہمسائے ہیں، اس لیے اس آدمی کو قتل کرنے سے اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔ اللہ کی قسم! اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو تم اپنے ہمسائے فرشتوں کو بھگا دو گے اور اللہ تعالیٰ کی میان میں بند تلوار کو سونت لو گے، پھر وہ تم سے قیامت تک میان میں بند نہیں ہو گی۔ اس پر لوگوں (بلوائیوں) نے کہا: اس یہودی کو اور عثمان کو قتل کر دو۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے اور اسے شعیب بن صفوان نے بھی ایک دوسری سند سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہی سے بیان کیا ہے۔

(٢) ـ٣٢٥٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ أَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا] قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَأَى مَخِيلَةً، أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ فَإِذَا مَطَرَتْ، سُرِّيَ عَنْهُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهُ: فَقَالَ: «وَمَا أَدْرِي لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾ [٢٤]».

[3257] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بادل دیکھتے تو (گھبراہٹ سے اندر، باہر) آتے اور جاتے۔ پھر جب بارش ہو جاتی تو آپ کی پریشانی کی یہ کیفیت ختم ہو جاتی۔ میں نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''مجھے کیا معلوم شاید یہ وہی صورت ہو جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ''پھر جب انھوں نے اس (عذاب) کو بادل کی شکل میں اپنی وادیوں کی طرف بڑھتے دیکھا تو بولے: یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسانے والا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

٣٢٥٧ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ما جاء في قوله: ﴿وهو الذي يرسل الرياح بشرًا بين يدي رحمته﴾، ح:٣٢٠٦ ومسلم، ح:٨٩٩ من حديث ابن جريج به.

فائدہ: نبیٔ اکرم ﷺ آسمان پر بادل دیکھ کر گھبرا جاتے کہ کہیں بادل کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا عذاب ہی نہ نازل ہو جائے، لیکن جب بارش شروع ہو جاتی اور خطرہ ٹل جاتا تو پھر آپ کی گھبراہٹ اور پریشانی بھی ختم ہو جاتی۔ یہ خوف اور ڈر ان علاقوں کے لیے ہوتا جہاں آپ موجود نہ تھے، کیونکہ آپ کی موجودگی میں عذاب نہیں ہو سکتا تھا۔

(٣) -٣٢٥٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: هَلْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ مِنْكُمْ أَحَدٌ؟ قَالَ: مَا صَحِبَهُ مِنَّا أَحَدٌ وَلٰكِنْ قَدِ افْتَقَدْنَاهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ بِمَكَّةَ، فَقُلْنَا: اغْتِيلَ [أَوِ] اسْتُطِيرَ مَا فُعِلَ بِهِ؟ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ حَتّٰى إِذَا أَصْبَحْنَا، أَوْ كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ إِذَا نَحْنُ بِهِ يَجِيءُ مِنْ قِبَلِ حِرَاءٍ قَالَ: فَذَكَرُوا لَهُ الَّذِي كَانُوا فِيهِ قَالَ: فَقَالَ: «أَتَانِي دَاعِي الْجِنِّ فَأَتَيْتُهُمْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمْ»، قَالَ: فَانْطَلَقَ فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ. قَالَ الشَّعْبِيُّ: وَسَأَلُوهُ الزَّادَ وَكَانُوا مِنْ جِنِّ الْجَزِيرَةِ فَقَالَ: «كُلُّ عَظْمٍ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا كَانَ لَحْمًا، وَكُلُّ بَعْرَةٍ أَوْ رَوْثَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ». فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ».

[3258] علقمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا لیلۃ الجن (جس رات جنوں سے آپ کی گفتگو ہوئی، اس رات) میں آپ میں سے کوئی نبی ﷺ کے ساتھ تھا؟ انھوں نے کہا: ہم میں سے کوئی بھی آپ کے ساتھ نہ تھا، لیکن بات یہ ہے کہ ہم نے آپ کو، جبکہ ابھی آپ مکے میں تھے ایک رات گم پایا، تو ہم نے خیال کیا شاید آپ کو پوشیدہ طور پر قتل کر دیا گیا ہے یا جن لے اڑے ہیں۔ (پتا نہیں) آپ کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ پس ہم نے ایک بدترین رات گزاری جو کسی قوم نے گزاری ہوگی۔ حتی کہ جب ہم نے صبح کی یا صبح کا آغاز ہوا تو ناگہاں ہم نے پایا کہ آپ غارِ حرا کی طرف سے آ رہے ہیں۔ صحابہ نے آپ سے اپنی کیفیت بیان کی (کہ ہم نے کس تکلیف میں رات گزاری) تو آپ نے فرمایا: ''میرے پاس جنوں کی طرف سے دعوت دینے والا آیا۔ اس پر میں ان کے پاس گیا اور انھیں قرآن سنایا۔'' سو آپ چلے اور ہمیں ان کے اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے۔ شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: جنوں نے آپ سے زادِ راہ کا سوال کیا کیونکہ وہ جزیرہ علاقے کے جن تھے، تو آپ نے فرمایا: ''ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا، وہ تمھارے ہاتھوں میں گوشت سے انتہائی بھرپور صورت میں آئے گی اور لیڈنا یا لید وہ تمھارے چوپاؤں کا چارہ ہوگا۔'' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لہٰذا تم ان دونوں چیزوں سے استنجا نہ کرنا کیونکہ یہ دونوں چیزیں تمھارے جن بھائیوں کا زادِ راہ ہیں۔''

٣٢٥٨ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الجهر بالقراءة في الصبح والقراءة على الجن، ح: ٤٥٠/ ١٥٠ عن علي بن حجر به.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جورات، لیلۃ الجن کے نام سے معروف ہے، اس میں کوئی صحابی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ آپ اکیلے ہی تھے اور آپ نے انھیں قرآن سنایا تھا۔ سورۂ احقاف میں جنوں کے، نبی ﷺ سے قرآن سننے کا ذکر موجود ہے، اس لیے امام صاحب یہ حدیث سورۂ احقاف کی تفسیر میں لائے ہیں۔ ② صحیح مسلم، الصلاۃ، حدیث: 1007 (450) کی روایت میں اللہ تعالیٰ کا نام لینے کا ذکر ہے اور ترمذی میں نام نہ لینے کا ذکر ہے۔ ان دونوں میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ جانور کے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا گیا اور کھاتے وقت اللہ کا نام نہ لیا گیا، اس لیے کھانے والا، اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے محروم رہا۔ جس کے سبب جنوں کے ہاتھ لگتے وقت ہڈی پر گوشت بھرپور صورت میں آیا۔ (تحفۃ الأحوذي: 109/9)

(المعجم ٤٧) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ مُحَمَّدٍ (التحفة ٤٧)

باب: 47۔ سورۂ محمد کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) -٣٢٥٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾[١٩]، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً».

[3259] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت: ”پس اپنی اور مومن مردوں اور عورتوں کی خطاؤں کی معافی مانگتے رہو“ کی تفسیر کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں دن میں ستر دفعہ اللہ سے معافی مانگتا ہوں۔“

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيُرْوٰى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [أَيْضًا] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ». رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ میں دن میں اللہ سے سو دفعہ بخشش طلب کرتا ہوں۔“ یہ روایت محمد بن عمرو نے ابوسلمہ کے واسطے سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس آیت میں نبیٔ اکرم ﷺ کو خطاب، امت کے وکیل اور شفیع (سفارشی) کی حیثیت سے ہے کہ اللہ کا رسول اپنے تمام ساتھیوں، مردوں یا عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا رہتا ہے اور آپ کو اس عمل کے جاری رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ② یہاں آپ کی طرف ذنب (خطا، لغزش) کی نسبت کی گئی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا ذنب خواہش پرستی کی صورت میں نہیں ہوتا اور نہ وہ عمداً اور شعوری طور پر اس کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ہاں، وہ اتباع حق کی خاطر بعض دفعہ اس کے لیے متعین

٣٢٥٩- أخرجه البخاري، الدعوات، باب استغفار النبي ﷺ في اليوم والليلة، ح: ٦٣٠٧ من حديث الزهري به وهو في تفسير عبدالرزاق، ح: ٢٨٨٢ * حديث محمد بن عمرو: رواه ابن ماجه، ح: ٣٨١٥ وسنده حسن وله شاهد عند النسائي في الكبرى، ح: ١٠٢٧١.

حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں اور وہ چونکہ حق و باطل کے درمیان ایک کسوٹی ہوتے ہیں، اس لیے اس پر بھی ان کا مؤاخذہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح فرما دیتا ہے۔ یا یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ رسول کی طرف گناہ کی نسبت کی گئی ہے اس سے مراد خلافِ اولیٰ کام ہے۔ وہ عمل اپنی ذات میں صحیح اور درست ہوتا ہے لیکن رسول کی بلند و بالا شان کے منافی ہوتا ہے۔

(۲) ـ۳۲۶۰ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا شَيْخٌ مِّنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: تَلَا رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰذِهِ الْآيَةَ يَوْمًا: ﴿وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ﴾ [۳۸] قَالُوا: وَمَنْ يُّسْتَبْدَلُ بِنَا؟ قَالَ: فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى مَنْكِبِ سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: «هٰذَا وَقَوْمُهُ، هٰذَا وَقَوْمُهُ».

[3260] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن یہ آیت پڑھی: ”اور اگر تم روگردانی کرو گے تو اللہ تمھاری جگہ دوسروں کو لے آئے گا، پھر وہ تمھاری طرح نہ ہوں گے۔“ حاضرین نے پوچھا: اور ہماری جگہ کن کو لایا جائے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ”یہ اور اس کی قوم۔ یہ اور اس کی قوم۔“

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ. وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ أَيْضًا هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اس کی سند پر جرح ہے۔ عبداللہ بن جعفر نے بھی یہ حدیث علاء بن عبدالرحمٰن ہی سے بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① آیت مبارکہ کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں۔ وہ دین پر احسان دھرنے والوں کی جگہ ایسے لوگوں کو لا سکتا ہے جو دین کی خدمت کریں اور اس پر اس کی رضا کے طالب ہوں۔ ② قرآن و سنت کی تفسیر و توضیح میں عجمیوں کا حصہ، عربوں سے زیادہ ہے کیونکہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ عجمی ہیں۔

(۳) ـ۳۲۶۱ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ ذَكَرَ اللهُ إِنْ تَوَلَّيْنَا اسْتُبْدِلُوا بِنَا ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَنَا؟ قَالَ:

[3261] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ ساتھیوں نے آپ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! یہ کن لوگوں کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے کہ اگر ہم روگردانی کریں تو ہماری جگہ یہ لے لیں گے، پھر وہ ہم جیسے نہیں ہوں گے؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔

۳۲۶۰ـ [حسن لغيره] ※ شيخ مجهول والحديث الآتي شاهد له وهو به حسن.

۳۲۶۱ـ [حسن لغيره] ورواه مسلم بن خالد الزنجي عن العلاء بن عبدالرحمن به (تفسير الطبري: ۲۶/ ۴۲) وصحيح ابن حبان (الإحسان): ۷۹۷۹) وتابعهما إسماعيل بن جعفر (دلائل النبوة للبيهقي: ۶/ ۳۳۴) ※ وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ۴۸۹۷، ۴۸۹۸ وغيره.

وَكَانَ سَلْمَانُ بِجَنْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخِذَ سَلْمَانَ وَقَالَ: «هٰذَا وَأَصْحَابُهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ مَنُوطًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ».

رسول اللہ ﷺ نے سلمان رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ”یہ اور اس کے ساتھی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ایمان ثریا سے باندھ دیا جائے تو فارس کے کچھ لوگ اسے حاصل کر لیں گے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ هُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ، فَقَدْ رَوٰى عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْكَثِيرَ، وَحَدَّثَنَا عَلِيٌّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ. [وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ، نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: مُعَلَّقٌ بِالثُّرَيَّا].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن جعفر بن نجیح، علی بن مدینی کا باپ ہے۔ علی بن حجر نے عبداللہ بن جعفر سے بہت سی روایات بیان کی ہیں۔ ایک راوی نے منوط کی جگہ معلق کا لفظ استعمال کیا ہے۔ مقصد ایک ہی ہے۔

فائدہ: دین کے سلسلے میں فارسیوں کے کردار پر بحث ان شاء اللہ سورۂ جمعہ کی تفسیر میں آئے گی۔

(المعجم ٤٨) [بَابٌ: وَّمِنْ] سُورَةِ الْفَتْحِ (التحفة ٤٨)

باب: 48۔ سورۂ فتح کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٢٦٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] يَقُولُ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَكَلَّمْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَكَتَ، ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَسَكَتَ، فَحَرَّكْتُ رَاحِلَتِي فَتَنَحَّيْتُ فَقُلْتُ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! نَزَرْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا يُكَلِّمُكَ، مَا أَخْلَقَكَ بِأَنْ يَنْزِلَ فِيكَ قُرْآنٌ، قَالَ: فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي قَالَ: فَجِئْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا

[3262] اسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے: ہم نبی ﷺ کے کسی سفر میں آپ کے ساتھ تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی تو آپ چپ رہے۔ میں نے پھر آپ سے گفتگو کی، آپ پھر خاموش رہے۔ میں نے اپنی سواری کو ایڑ لگائی اور آپ سے الگ ہو گیا۔ میں نے (دل میں) کہا: اے خطاب کے بیٹے! تیری ماں تجھے گم پائے! تو نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تین دفعہ اصرار کے ساتھ گفتگو کرنی چاہی، آپ نے ہر دفعہ تیرے ساتھ گفتگو نہیں کی۔ تو کس قدر لائق ہے کہ تیرے بارے میں قرآن اترے (تیری مذمت

٣٢٦٢ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿إنا فتحنا لك فتحًا مبينًا﴾، ح: ٤٨٣٣ من حديث مالك به وهو في الموطأ: ١/ ٢٠٣، ٢٠٤ مرسل.

ابْنَ الْخَطَّابِ! لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيَّ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾» [1].

میں۔) پھر تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ میں نے ایک آواز دینے والے کو سنا جو مجھے پکار رہا تھا، سو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”اے خطاب کے بیٹے! آج رات مجھ پر ایک ایسی سورت اتری ہے کہ میں نہیں چاہتا مجھے اس کے عوض، اس دنیا کی جس پر سورج طلوع ہوتا ہے، ہر چیز مل جائے: ”بلاشبہ ہم نے آپ کو ایک کھلی فتح عطا فرمائی۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ [وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَالِكٍ مُرْسَلًا].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ بعض راویوں نے اسے امام مالک رحمہ اللہ سے مرسلاً بیان کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ صلح حدیبیہ سے واپسی کے سفر کی ایک رات کا واقعہ ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کسی بات کے بارے میں تین دفعہ سوال کیا، لیکن آپ نے جواب دینا مناسب نہ سمجھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس اصرار کو اپنی غلطی سمجھا۔ ② سورۂ فتح کی آیات اتار کر صلح حدیبیہ کو ایک کھلی فتح قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ پہلا موقع ہے کہ قریش نے علانیہ بیت اللہ پر مسلمانوں کا حق تسلیم کیا۔ قریش نے اس معاہدے کی رو سے مسلمانوں کو اپنے برابر کی ایک حریف قوت تسلیم کر لیا اور علانیہ طور پر مسلمانوں کے لیے یہ حق تسلیم کر لیا کہ عرب کے جو قبائل ان کے حلیف بننا چاہیں، وہ انھیں اپنا حلیف بنا سکتے ہیں۔ ③ قریش نے مسلمانوں کی جنگی صلاحیت کو بھی مان لیا اور اصرار کر کے معاہدے میں دس سال کے لیے جنگ بندی کی شرط رکھوائی۔ ④ اگر جنگ ہوتی تو مکے میں بہت سے ظاہر اور مخفی مسلمان تھے، انھیں مسلمانوں کے ہاتھوں ہی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اس معاہدے کی رو سے وہ نقصان سے بچ گئے اور یہ صلح فتح مکہ کا پیش خیمہ بنی۔

(٢) ـ٣٢٦٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ] قَالَ: أُنْزِلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ [2] مَرْجِعَهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ آيَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عَلَى الْأَرْضِ» ثُمَّ قَرَأَهَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا: هَنِيئًا مَرِيئًا [يَا] رَسُولَ اللّٰهِ! لَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ

[3263] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ سے واپسی پر نبی ﷺ پر یہ آیت اتری: ”تاکہ اللہ تمھارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔“ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر ایک ایسی آیت اتری ہے جو مجھے زمین کی ہر چیز (ملنے) سے زیادہ محبوب ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے انھیں یہ آیت سنائی۔ صحابہ نے کہا: خوش گوار، زود ہضم، یعنی مبارک ہو، اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے یہ تو بیان فرما

٣٢٦٣ـ أخرجه مسلم، الجهاد، باب صلح الحديبية، ح:١٧٨٦ من حديث قتادة به المرفوع فقط * وفيه عن مجمع بن جارية [أبو داود، ح:٢٧٣٦، ٣٠١٥ وسنده حسن].

لَكَ مَاذَا يُفْعَلُ بِكَ فَمَاذَا يُفْعَلُ بِنَا، فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ: ﴿لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿فَوْزًا عَظِيمًا﴾ [٥].

دیا ہے کہ وہ آپ کے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہے لیکن وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک فرمائے گا؟ تو آپ پر یہ آیت اتری: ''تاکہ اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے باغات میں داخل کرے جن کے نیچے سے نہریں چلتی ہیں...... بہت بڑی کامیابی یہی ہے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِيهِ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی آئی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس فتح مبین کے نتیجے میں نبی ﷺ کو مندرجہ ذیل چیزوں سے سرفراز کرنے کا وعدہ فرمایا گیا: ○ اب وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ آپ اپنے مشن کی تکمیل سے فارغ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ آپ کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر کے اپنی رحمت سے نوازے۔ گناہ سے مراد کیا ہے؟ اس کی وضاحت ہم سورۂ محمد کے شروع میں کر چکے ہیں۔ ○ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی نعمت پوری کرنے والا ہے۔ یہ نعمت دین کے اتمام اور اس کی تکمیل کی بشارت ہے جس کا اعلان آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفے کے دن، جمعے کے موقع پر کیا۔ ○ ہدایت کی صحیح راہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کھول دے گا۔ یہ تکمیل دین کی نعمت کا ثمرہ اور نتیجہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا تعمیر کردہ منارۂ توحید کفر کے نرغے سے نکل کر اپنے اصل ابراہیمی جمال کے ساتھ جلوہ گر ہوگا اور لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی اصل راہ واضح ہوگی۔ ○ اللہ تعالیٰ تمھیں ایسا غلبہ عطا فرمائے گا جسے چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔ ② آپ کو کفر اور شرک کے مقابلے میں ایسی فتح و نصرت حاصل ہوئی کہ قریش کا زور ٹوٹ گیا اور بیت اللہ مسلمانوں کی تحویل میں آ گیا اور کوئی آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہونے کے قابل نہ رہا۔ اس معاہدے کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دلوں کو اطمینان و سکون بخشا تاکہ ان کے ایمان میں مزید ایمان کا اضافہ ہو اور اس ایمانی قوت کے نتیجے میں وہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے باغوں میں داخل کرے جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے سارے گناہ دور فرما چکا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصلی اور سب سے بڑی کامیابی یہی ہے کہ انسان جنت میں داخل ہو جائے۔

(٢) - ٣٢٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: [حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ]: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ ثَمَانِينَ هَبَطُوا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيمِ عِنْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَهُمْ يُرِيدُونَ أَنْ

[3264] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صبح کی نماز کے وقت، اسی آدمی (کافر) جبل تنعیم سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے پاس اترے۔ ان کی خواہش یہ تھی کہ وہ آپ کو شہید کر دیں، تو انھیں پوری طرح قابو کر لیا گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے انھیں آزاد فرما دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے

يَقْتُلُوهُ، فَأُخِذُوا أَخْذًا فَأَعْتَقَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ﴾[۲۴] الْآيَةَ.

یہ آیت اتاری: ''اور وہی ہے جس نے روک دیے ان کے ہاتھ تم سے اور تمھارے ہاتھ ان سے......''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس موقع پر اگر جنگ کی نوبت نہیں آئی تو یہ تدبیر الٰہی کا کرشمہ ہے، ورنہ اگر جبل تنعیم سے اترنے والے اسی آدمی، مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے یا جب مسلمانوں نے ان سب کو قیدی بنا لیا تھا، یہ انھیں نہ چھوڑتے تو لازمی طور پر جنگ ہوتی اور جنگ ہوتی تو قریش کو منہ کی کھانی پڑتی، لیکن حکمت الٰہی کا تقاضا تھا کہ ابھی جنگ نہ ہو، اسی وجہ سے اس نے دونوں فریقوں کے ہاتھ روک دیے۔

(۴) ـ۳۲۶۵ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ ثُوَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «﴿وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى﴾[۲۶] قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

[3265] سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس آیت: ''اور اس نے ان پر تقویٰ کی بات لازم کر دی۔'' کے بارے میں نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اس میں ''تقویٰ کی بات'' سے مراد لا إله إلّا الله ہے۔''

قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ قَزَعَةَ. قَالَ: وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے مرفوعاً صرف حسن بن قزعہ بیان کرتا ہے۔ میں نے ابوزرعہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو ان کے علم میں بھی مرفوعاً بس اسی سند سے بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: کلمۂ تقویٰ سے مراد مسلمانوں کا اللہ اور اس کے رسول پر پختہ ایمان ہے جسے رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی کلمے کے سبب مسلمانوں کے سامنے جب کبھی ایسے حالات پیش آتے کہ انھیں رسول اللہ ﷺ کی بات خلاف مصلحت محسوس ہوتی تو اس کلمۂ عظیم کے باعث رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر راضی ہو جاتے اگرچہ ان کے جذبات اور ان کی خواہشات اور امنگوں کا مطالبہ کچھ اور ہی ہوتا جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوا۔

(المعجم ۴۹) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الْحُجُرَاتِ (التحفة ۴۹)

باب: 49۔ تفسیر سورۂ حجرات

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

۳۲۶۵ـ [حسن لغيره] أخرجه عبدالله بن أحمد في زيادات المسند: ۵/ ۱۳۸، ح: ۲۱۵۷۵ عن الحسن بن قزعة به * ثوير ضعيف كما تقدم مرارًا وللحديث شاهد صحيح عند ابن حبان (الإحسان: ۲۱۸).

(١)-٣٢٦٦-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ بْنِ جَمِيلٍ الْجُمَحِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ - قَالَ - فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ! اسْتَعْمِلْهُ عَلٰى قَوْمِهِ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا تَسْتَعْمِلْهُ يَا رَسُولَ اللهِ، فَتَكَلَّمَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ: مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي، فَقَالَ [عُمَرُ]: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ. قَالَ: فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ [٢] قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ إِذَا تَكَلَّمَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يُسْمِعْ كَلَامُهُ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهُ قَالَ: وَمَا ذَكَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ جَدَّهُ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ.

[3266] سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اقرع بن حابس نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسے اپنی قوم کا عامل (گورنر، امیر) مقرر فرما دیجیے۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے عامل نہ بنائیے، اے اللہ کے رسول! تو ان دونوں ساتھیوں میں نبی ﷺ کے پاس تکرار ہو گئی، حتیٰ کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم نے یہ بات محض میری مخالفت کی خاطر کہی ہے۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا مقصد تمھاری مخالفت نہیں ہے۔ اسی سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی: ''اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کی آواز کے اوپر بلند نہ کرو۔'' اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے سامنے بات کرتے تو ان کی بات (پوری طرح) سنائی نہ دیتی حتیٰ کہ آپ ان سے سمجھتے (وضاحت طلب فرماتے) اور سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے یہ بات اپنے نانا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان نہیں کی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب حسن ہے اور بعض راویوں نے اسے ابن ابی ملیکہ سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا نام لیے بغیر مرسلاً بیان کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① 9 ہجری میں بنوتمیم کا ایک وفد نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے آپ سے درخواست کی کہ آپ کسی کو ان کا سردار مقرر فرمائیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اقرع بن حابس کو سردار مقرر کرنے کا مشورہ دیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کے لیے مناسب شخص قعقاع بن معبد تھے، اس لیے انھوں نے اس کا مشورہ دیا۔ اس معاملے میں دونوں کے درمیان تکرار ہوئی اور ان کی آوازیں بلند ہو گئیں، تو قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے گفتگو کے آداب بیان فرمائے گئے: پہلا ادب یہ بتایا گیا کہ اللہ کا رسول، اللہ کا سفیر اور نمایندہ ہے، اسے بن پوچھے مشورہ دینا، اللہ تعالیٰ کو مشورہ دینا ہے۔ اس کی بات پر اپنی بات کو مقدم کرنا، اللہ تعالیٰ کی بات پر اپنی بات کو مقدم کرنا اور اپنے آپ کو اللہ حکیم و علیم سے بڑھ کر مدبر و حکیم سمجھنا ہے۔ ② دوسرا ادب یہ سمجھایا گیا ہے کہ رسول کے سامنے انسان کا طرز خطاب اور انداز کلام متواضعانہ اور نیاز مندانہ ہونا چاہیے، ایسا انداز نہیں ہونا

٣٢٦٦ـ أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من التعمق والتنازع في العلم، والغلو في الدين والبدع، ح: ٧٣٠٢ من حديث نافع بن عمر به.

چاہیے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ اللہ کے رسول سے کچھ سیکھنے نہیں بلکہ اسے کچھ سکھانے اور بتانے آیا ہے۔ ③ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اور بعض روایات کی رو سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس قدر اہتمام کیا کہ وہ آپ سے سرگوشی اور راز دارانہ انداز میں گفتگو کرنے لگے جس سے بعض دفعہ بات پوری طرح سمجھ میں نہ آتی اور دوبارہ پوچھنا پڑتا۔ (فتح الباري: 752/8)

(۲) -۳۲۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾ [۴] قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ حَمْدِي زَيْنٌ وَإِنَّ ذَمِّي شَيْنٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَذَاكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

[3267] سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ”بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے آوازیں دیتے ہیں، ان میں سے اکثر سمجھ دار نہیں ہیں“ کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرا تعریف کرنا عزت و توقیر کا باعث اور میرا مذمت کرنا، عیب و رسوائی کا سبب ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ مقام صرف اللہ عزوجل کا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: بعض لوگ اپنے آپ کو اسلام کا محسن سمجھتے تھے کیونکہ انھوں نے لڑے بھڑے بغیر اسلام قبول کر لیا تھا، اس لیے جب وہ مدینہ طیبہ آتے اور آپ مجلس میں تشریف فرما نہ ہوتے تو وہ انتظار کی زحمت گوارا نہ کر سکتے بلکہ فوراً ازواج مطہرات کے حجروں کا چکر لگانا شروع کر دیتے اور چیخ کر آپ کو پکارتے۔ ان میں سے چودھری قسم کے لوگ، قبیلے میں اپنی سیادت اور اپنی بات کی مقبولیت و اطاعت کی بنا پر اس زعم میں مبتلا ہوتے کہ ان کا کسی کی تعریف میں دو لفظ بولنا اس کی عزت افزائی اور تعظیم و توقیر کا باعث ہوتا ہے اور کسی کی مذمت کر دینا، اس کی ذلت و رسوائی کا سبب بنتا ہے۔ اگر آپ کو حجروں کے باہر سے پکارنا درست نہیں تو ہزاروں میل دور سے پکارنے کا کیا حکم ہوگا؟

(۳) -۳۲۶۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ صَاحِبُ الْهَرَوِيِّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي جَبِيرَةَ بْنِ الضَّحَّاكِ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا يَكُونُ لَهُ الْإِسْمَانِ وَالثَّلَاثَةُ فَيُدْعَى بِبَعْضِهَا فَعَسَى أَنْ يَكْرَهَ، قَالَ: فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ:

[3268] ابوجبیرہ بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم میں سے کسی کے دو تین نام ہوتے تو اسے ایسے نام سے بلایا جاتا جو اسے ناپسند ہوتا۔ تو اس کے بارے میں یہ آیت اتری: ”اور ایک دوسرے کو برے ناموں سے نہ پکارو۔“

۳۲۶۷۔ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۱۵۱۵ من حديث الحسين بن واقد به وله شواهد عند أحمد: ۳/ ٤٨٨، ٦/ ٣٩٣، ٣٩٤ والطبري وغيرهما.

۳۲۶۸۔ أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في الألقاب، ح: ٤٩٦٢ وابن ماجه، ح: ۳۷٤١ من حديث داود به وصححه ابن حبان، ح: ١٧٦١ والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٦٣، ٤/ ١٨١، ١٨٢.

﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾[١١].

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [وَأَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ صَاحِبُ الْهَرَوِيِّ بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ]. حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي جَبِيرَةَ بْنِ الضَّحَّاكِ، نَحْوَهُ. وَأَبُو جَبِيرَةَ بْنُ الضَّحَّاكِ: هُوَ أَخُو ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ بْنِ خَلِيفَةَ الْأَنْصَارِيِّ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوزید سعید بن ربیع ہروی کا شاگرد بصری ہے اور ثقہ ہے۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے ابوجبیرہ بن ضحاک سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ اور ابوجبیرہ بن ضحاک، ثابت بن ضحاک بن خلیفہ انصاری کا بھائی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اچھے ناموں سے پکارنا عزت افزائی ہے اور کسی پر برے نام چسپاں کرنا اس کی انتہائی توہین وتذلیل ہے۔ برے نام لوگوں کی زبانوں پر آسانی سے چڑھ جاتے ہیں اور ان کا اثر نہایت دوررس ہوتا ہے۔ ان کی پیدا کی ہوئی تلخیاں تادیر باقی رہتی ہیں اور باہمی وحدت و یگانگت اور محبت و الفت کو پارہ پارہ کر دیتی ہیں، اس لیے قرآنِ کریم نے اس قبیح حرکت سے منع فرما دیا ہے۔

(٣) ـ٣٢٦٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْمُسْتَمِرِّ بْنِ الرَّيَّانِ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: قَرَأَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ﴾[٧] قَالَ: هٰذَا نَبِيُّكُمْ ﷺ يُوحٰى إِلَيْهِ وَخِيَارُ أَئِمَّتِكُمْ، لَوْ أَطَاعَهُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُوا فَكَيْفَ بِكُمُ الْيَوْمَ؟

[3269] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ''اور تم جان لو کہ بے شک تمھارے اندر اللہ کا رسول موجود ہے، اگر بہت سے معاملات میں وہ تمھاری بات مان لیا کرے تو یقیناً تم مشکل میں پڑ جاؤ۔'' اور کہا: یہ تمھارا نبی ہے ﷺ، جس کی طرف وحی نازل کی جاتی ہے۔ صحابۂ کرام تمھارے بہترین امام ہیں۔ نبی ﷺ اگر بہت سارے معاملات میں ان کی بات مان لیتے تو وہ مشقت میں پڑ جاتے، پھر آج اگر تمھاری بات مان لی جائے تو تمھاری کیا حالت ہوگی؟

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ عَنِ الْمُسْتَمِرِّ بْنِ الرَّيَّانِ فَقَالَ: ثِقَةٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب حسن صحیح ہے۔ یحییٰ بن سعید القطان سے علی بن مدینی نے مستمر بن ریان کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا: وہ ثقہ ہے۔

٣٢٦٩ـ أخرجه عبد بن حميد كما في الدر المنثور للسيوطي: ٧/ ٥٥٩.

فائدہ: اللہ کا رسول جو بھی قدم اٹھاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں اٹھاتا ہے، اس لیے امت کی بھلائی اسی میں ہے کہ اس کی پیروی کرے، اپنے جذبات کی پیروی نہ کرے، پھر انسانوں کی بہت سی آراء ناقص ہوتی ہیں۔ اگر ان سب کو مان لیا جائے تو لوگ مصیبت اور مشقت میں پڑ جائیں۔ جب یہ صورت حال صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی آراء کی ہو جو امت کا بہترین طبقہ تھے، تو بعد والے لوگوں کی آراء کی صورت کیا ہوگی، اس لیے ان پر لازم ہے کہ وہ اپنی آراء پیش کرنے یا ان پر عمل کرنے کی بجائے کتاب وسنت کی پابندی کریں، ورنہ کتاب وسنت کو نظر انداز کر کے مصیبت میں گرفتار ہوں گے، کیونکہ آج مشورہ لینے اور دینے کا وہ مقام نہیں جو نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔

(٥) ـ٣٢٧٠ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَاظُمَهَا بِآبَائِهَا، فَالنَّاسُ رَجُلَانِ: رَجُلٌ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيمٌ عَلَى اللهِ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللهِ، وَالنَّاسُ بَنُو آدَمَ وَخَلَقَ اللهُ آدَمَ مِنَ التُّرَابِ قَالَ اللهُ: ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ [١٣]».

[3270] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر لوگوں کو خطاب فرمایا: ''اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے کبر ونخوت اور اپنے آباء واجداد پر فخر کو ختم کر دیا ہے۔ اب لوگ دو ہی قسم کے ہیں: ایک وہ آدمی جو اطاعت گزار، حدود کا پابند اور اللہ کے ہاں معزز ہے۔ دوسرا وہ جو بدکار، بدبخت اور اللہ کے ہاں حقیر وذلیل ہے۔ تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا۔ اللہ کا فرمان ہے: ''اے لوگو! بلاشبہ ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تمھارے خاندان اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ بلاشبہ اللہ کے ہاں تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، خوب خبردار ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ يُضَعَّفُ، ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ وَ[عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ] هُوَ وَالِدُ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی سند ہی سے آئی ہے اور عبداللہ بن جعفر کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ اسے یحییٰ بن معین وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے اور وہ امام علی بن مدینی

٣٢٧٠ـ [صحيح لغيره] أخرجه عبد بن حميد، ح: ٧٩٥ وابن خزيمة، ح: ٢٧٨١ من حديث عبدالله بن دينار به وانظر الحديث الآتي: ٣٩٥٦ * وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ٣٩٥٦، ٣٩٥٥]، وعبدالله بن عباس [لعله يشير الى حديث الطيالسي، ح: ٢٦٨٢ ومن طريقه أخرجه أحمد: ١/ ٣٠١].

عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ.

کا باب ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

لغوی تشریح: شُعُوب: شَعْب کی جمع ہے جو قبیلے کی بنیاد اور اساس ہے۔ قبیلہ اس کی شاخ ہے۔ عُبِّيَّة: نخوت وتکبر۔ تَعَاظُم: تفاخر اور بڑائی کا احساس۔

فائدہ: تمام بنی نوع انسان کا آغاز آدم اور حوا علیہما السلام ہی سے ہوا ہے، اس وجہ سے خلقت و پیدائش کے اعتبار سے کسی کو کسی پر کوئی شرف وتفوق اور برتری حاصل نہیں ہے۔ خاندانوں اور قبائل کی تقسیم محض تعارف اور شناخت کے لیے ہے۔ کسی خاندان یا قبیلے میں پیدا ہونا وجہ امتیاز نہیں ہے کہ جو فلاں خاندان میں پیدا ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز بن جائے اور دوسروں کے مقابلے میں وہ اپنے آپ کو اشرف خیال کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت کی بنیاد تقویٰ، یعنی حدود الٰہی کی پابندی کا اہتمام ہے۔ اس کے نزدیک سب سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا اور اس کی حدود کی سب سے بڑھ کر پابندی کا اہتمام کرنے والا ہے۔ اسلام نے نسبی، خاندانی اور قبائلی فخر وغرور کو یک قلم ختم کر دیا ہے کیونکہ اس میں انسان کے کسب وعمل کو دخل نہیں ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کا عمل وخلق ہے۔

(٢) ـ ٣٢٧١ـ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْبَغْدَادِيُّ الْأَعْرَجُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْحَسَبُ: الْمَالُ، وَالْكَرَمُ: التَّقْوٰى».

[3271] سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''حسب، مال کا نام ہے اور عزت وشرف تقویٰ سے حاصل ہوتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِّنْ حَدِيثِ سَمُرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ہمارے علم میں سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے صرف سلام بن ابی مطیع کی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: لوگوں کے ہاں حسب، یعنی خاندانی عزت وجاہ، مال کے سبب سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت وشرف تقویٰ سے ہے۔

(المعجم ٥٠) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ قٓ (التحفة ٥٠)

باب: 50۔ تفسیر سورۂ قٓ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

٣٢٧١ـ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الورع والتقوى، ح: ٤٢١٩ من حديث يونس به وسنده ضعيف وصححه الحاكم على شرط البخاري: ٢/ ١٦٣ ووافقه الذهبي وحسنه البغوي وللحديث شواهد عند النسائي: ٦/ ٦٤، ح: ٣٢٢٧ والقضاعي في مسند الشهاب: ١/ ٤٦، ح: ٢٠ وغيرهما.

(۱) ـ۳۲۷۲ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُولُ: هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ حَتّٰى يَضَعَ فِيهَا رَبُّ الْعِزَّةِ قَدَمَهُ، فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ! وَيُزْوٰى بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ».

[3272] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جہنم مسلسل یہ بات کہتی رہے گی: کیا کچھ اور بھی ہے، حتیٰ کہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھ دے گا۔ اس وقت وہ کہے گی: بس، بس، تیری عزت کی قسم! اور وہ باہم سکڑ جائے گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس سند سے غریب ہے۔ اس سلسلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث بھی آئی ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے قدم اور اسے جہنم میں رکھنے کی کیفیت کو جاننا ہماری عقل کی دسترس سے باہر ہے، اس لیے اس کی کیفیت کو جاننا ہمارے بس میں نہیں، البتہ اس کے وقوع پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

(المعجم ۵۱) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الذَّارِيَاتِ
(التحفة ۵۱)

باب: 51۔ تفسیر سورۂ ذاریات

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(۱) ـ۳۲۷۳ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ [ابْنُ عُيَيْنَةَ] عَنْ سَلَّامٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ رَبِيعَةَ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ عِنْدَهُ وَافِدَ عَادٍ، فَقُلْتُ: أَعُوذُ بِاللهِ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ وَافِدِ عَادٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَمَا وَافِدُ عَادٍ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: عَلَى الْخَبِيرِ بِهَا سَقَطْتَ، إِنَّ عَادًا لَّمَّا أُقْحِطَتْ بَعَثَتْ قَيْلًا فَنَزَلَ عَلٰى بَكْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَسَقَاهُ الْخَمْرَ

[3273] ربیعہ قبیلے کا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ میں مدینے آیا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر میرے سامنے قوم عاد کے وفد (قاصد) کا ذکر کیا گیا تو میں نے کہا: میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں قوم عاد کے قاصد جیسا ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''قوم عاد کے وفد سے کیا مراد ہے؟'' تو میں نے کہا: آپ نے واقف اور آگاہ ہی سے پوچھا ہے۔ جب قوم عاد کے لوگ قحط میں مبتلا کیے گئے تو انھوں نے قَیل نامی شخص کو بھیجا۔ وہ بکر بن

۳۲۷۲ـ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب النار يدخلها الجبارون، والجنة يدخلها الضعفاء، ح:۲۸٤۸ عن عبد بن حميد والبخاري، ح: ٦٦٦١ من حديث شيبان به * وفيه عن أبي هريرة [البخاري، ح: ٤٨٥٠ ومسلم، ح:۲۸٤٦ وانظر الحديث المتقدم: ۲۵۵۷].

۳۲۷۳ـ أخرجه الطبراني في الكبير : ۳/ ۲۵۵، ح:۳۳۲٦ من حديث سفيان بن عيينة به مختصرًا وانظر الحديث الآتي.

وَغَنَّتْهُ الْجَرَادَتَانِ، ثُمَّ خَرَجَ يُرِيدُ جِبَالَ مَهْرَةَ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي لَمْ آتِكَ لِمَرِيضٍ فَأُدَاوِيَهُ، وَلَا لِأَسِيرٍ فَأُفَادِيَهُ، فَاسْقِ عَبْدَكَ مَا كُنْتَ مُسْقِيَهُ وَاسْقِ مَعَهُ بَكْرَ بْنَ مُعَاوِيَةَ - يَشْكُرُ لَهُ الْخَمْرَ الَّذِي سَقَاهُ - فَرُفِعَ لَهُ سَحَابَاتٌ فَقِيلَ لَهُ: اخْتَرْ إِحْدَاهُنَّ فَاخْتَارَ السَّوْدَاءَ مِنْهُنَّ فَقِيلَ لَهُ: خُذْهَا رَمَادًا رِمْدِدًا، لَا تَذَرْ مِنْ عَادٍ أَحَدًا. وَذُكِرَ أَنَّهُ لَمْ يُرْسَلْ عَلَيْهِمْ مِنَ الرِّيحِ إِلَّا قَدْرَ هٰذِهِ الْحَلْقَةِ - يَعْنِي حَلْقَةَ الْخَاتَمِ - ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ﴾ [٤١، ٤٢] الْآيَةَ.

معاویہ کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ اس نے اسے شراب پلائی اور دو لونڈیوں نے اسے گانے سنائے۔ پھر وہ مہرہ کے پہاڑوں کے ارادے سے نکلا اور دعا کی: اے اللہ! میں تیرے پاس کسی بیمار کی خاطر نہیں آیا کہ میں اس کا علاج کروں اور نہ کسی قیدی کی خاطر ہی آیا ہوں کہ میں اس کا فدیہ (تاوان) ادا کروں، لہٰذا تو اپنے بندے کو (مجھے) وہ چیز (بارش) پلا جو تو اسے پلایا کرتا تھا اور اس کے ساتھ بکر بن معاویہ کو بھی بارش سے سیراب کر دے۔ وہ اس کا شراب پلانے پر شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا۔ تب اس کے سامنے بادل اٹھے۔ اسے کہا گیا: ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لے، تو اس نے ان میں سے ایک سیاہ بادل کا انتخاب کیا۔ اسے کہا گیا: اسے لیجیے، جلی ہوئی راکھ کی صورت میں جو عاد میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے۔ اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ان پر ہوا صرف ایک انگوٹھی کے حلقے کے برابر چھوڑی گئی تھی، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''جب ہم نے ان پر بے برکت ہوا بھیجی۔ وہ جس چیز سے بھی گزرتی، اسے بوسیدہ ہڈی کی طرح کر دیتی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَلَّامٍ أَبِي الْمُنْذِرِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَسَّانَ وَيُقَالُ [لَهُ]: الْحَارِثُ بْنُ يَزِيدَ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث سلّام ابو منذر سے کئی راویوں نے بیان کی ہے۔ وہ ربیعہ قوم کے فرد کا نام حارث بن حسان لیتے ہیں جسے حارث بن یزید بھی کہا جاتا ہے۔

لغوی تشریح: عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ: یہ ایک عربی محاورہ ہے جس کے معنی ہیں: اسی سے پوچھا ہے جو جانتا ہے۔ جَرَادَتَان: یہ بکر بن معاویہ کی دو انتہائی شیریں اور خوش الحان لونڈیاں تھیں۔ رَمَادًا رِمْدِدًا: انتہائی جلی ہوئی راکھ کو بطور مبالغہ یہ نام دیتے ہیں جس طرح تاریک رات کو لَيْلٌ الَيْل کہتے ہیں۔ عقیم: وہ ہوا جو بالکل بے فیض اور خیر و برکت سے خالی ہو، جو نہ بارش لائے نہ کوئی اور فائدہ پہنچائے۔ جس طرح بارش لانے والی ہوا کو [لواقح] بارآور کہتے ہیں، یعنی خشک اور ٹھنڈی ہوا جو تند و تیز ہو تو فصلوں کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہے، اس لیے اسے [رمیم] کا نام دیا جو لکڑی، رسی اور ہڈی وغیرہ کے بوسیدہ ٹکڑوں اور ریزوں کو کہتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① قوم عاد نے اپنی قوت وطاقت کے نشے سے مخمور ہو کر فسق و فجور کی انتہا کر دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سیدنا ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا لیکن انھوں نے طاقت کے نشے میں چور ہو کر کہا: مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ''کون ہم سے زیادہ طاقتور ہے؟'' اور ان کی بات نہ مانی بلکہ انھیں جھٹلا دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر تین سالہ قحط مسلط کر دیا جس سے وہ انتہائی مشقت ومصیبت سے دوچار ہو گئے تو انھوں نے اپنے دستور اور رواج کے مطابق اس مصیبت سے نجات کے لیے ایک وفد بیت اللہ کی طرف دعا کے لیے بھیجا تا کہ مکے کے لوگوں سے مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے۔ یہ لوگ بکر بن معاویہ کے ہاں مہمان ٹھہرے جو حرم سے باہر، ایک جگہ میں رہتا تھا اور قوم عاد کا بھانجا اور داماد تھا۔ ایک ماہ تک یہ لوگ دادِعیش دیتے رہے اور اس کی مغنیہ (گلوکارہ) کے ذریعے سے یاد دلانے سے انھیں یاد آیا کہ قوم نے ہمیں کس مقصد کے لیے بھیجا تھا۔ تب وفد کے لیڈر قیل نے مکے جا کر دعا کی۔ تین بادل ظاہر ہوئے: سفید، سرخ اور سیاہ۔ قیل نے سیاہ بادل کا انتخاب کیا۔ وہ عذاب کی صورت میں قوم عاد کے سامنے آیا۔ انھوں نے اسے بارش برسانے والا سمجھا، جیسا کہ سورۂ احقاف میں بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے کہا: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ''یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔'' لیکن وہ تو عذاب تھا جو ان پر سات رات اور آٹھ دن مسلط رہا۔ (الحاقۃ 7:69) اسی سے عربوں میں یہ ضرب المثل بن گئی: لَا تَكُنْ كَوَافِدِ عَادٍ عاد کے قاصد جیسا نہ بننا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تفسیر خازن) ② جبال مَهره بیت اللہ کی جگہ کے قریب تھے اور بیت اللہ کی جگہ ابھی تک ٹیلے تھے، کیونکہ ابھی تک طوفان نوح کے بعد بیت اللہ تعمیر نہیں ہوا تھا۔ ان ٹیلوں کے قریب لوگ دعا کرتے تھے جو قبول ہوتی تھی۔ ③ اگر یہ لوگ ہود علیہ السلام پر ایمان لے آتے تو عذاب والا بادل ہی رحمت والا بادل بن جاتا۔ لیکن یہ لوگ پیغمبر کی تکذیب کی پاداش میں تباہ و برباد کر دیے گئے، حالانکہ ان پر انگوٹھی کے حلقے کے بقدر ہی ہوا چھوڑی گئی تھی۔ نوٹ: اہل تفسیر نے قوم عاد کے وفد کی مہمان نوازی کرنے والے کا نام معاویہ بن بکر بیان کیا ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے نام بکر بن معاویہ بیان کیا ہے۔

(۲) -۳۲۷۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ حُبَابٍ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمَانَ النَّحْوِيُّ أَبُو الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ أَبِي النَّجُودِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَزِيدَ الْبَكْرِيِّ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ غَاصٌّ بِالنَّاسِ وَإِذَا رَايَاتٌ سُودٌ تَخْفِقُ، وَإِذَا بِلَالٌ مُتَقَلِّدٌ السَّيْفَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قُلْتُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ؟ قَالُوا: يُرِيدُ أَنْ يَبْعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَجْهًا، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ نَحْوًا مِّنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ بِمَعْنَاهُ.

[3274] سیدنا حارث بن یزید بکری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینے آیا تو مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ ناگہاں وہ لوگوں سے بھری ہوئی تھی اور سیاہ جھنڈے لہرائے جا رہے ہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تلوار سونت کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا: لوگوں کی یہ حالت کیوں ہے؟ حاضرین نے جواب دیا: آپ ﷺ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ایک طرف بھیجنا چاہتے ہیں۔ پھر مذکورہ بالا حدیث سفیان بن عیینہ کے طریق سے اس کے ہم معنی مکمل طور پر بیان کی۔ اس مدینے آنے والے کو حارث بن حسان

۳۲۷۴- أخرجه النسائي في الكبرى (تحفة الأشراف: ٣/ ٥، ح: ٣٢٧٧) والطبراني: ٣/ ٢٥٤، ٢٥٥، ح: ٣٣٢٥ من حديث سلام به وصححه البوصيري ورواه ابن ماجه، ح: ٢٨١٦.

قَالَ: وَيُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ حَسَّانَ [أَيْضًا].

بھی کہتے ہیں۔

(المعجم ٥٢) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الطُّورِ (التحفة ٥٢)

باب: 52۔ تفسیر سورۂ طور

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٢٧٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ: حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ] بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «﴿وَإِدْبَارَ النُّجُومِ﴾ [٤٩]: الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ ﴿وَأَدْبَارَ السُّجُودِ﴾ [ق:٤٠]: الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ. [وَ]سَأَلْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَرِشْدِينَ ابْنَيْ كُرَيْبٍ أَيُّهُمَا أَوْثَقُ؟ قَالَ: مَا أَقْرَبَهُمَا! وَمُحَمَّدٌ [عِنْدِي] أَرْجَحُ. قَالَ: وَسَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هٰذَا فَقَالَ: مَا أَقْرَبَهُمَا وَرِشْدِينُ بْنُ كُرَيْبٍ أَرْجَحُهُمَا عِنْدِي. قَالَ: وَالْقَوْلُ عِنْدِي مَا قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ، وَرِشْدِينُ أَرْجَحُ مِنْ مُحَمَّدٍ وَأَقْدَمُهُ، وَقَدْ أَدْرَكَ رِشْدِينُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَرَآهُ.

[3275] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے آیت مبارکہ: ''ستاروں کے غروب ہونے کے بعد'' (کی تسبیح) کی تفسیر فجر سے پہلے کی دو رکعتیں بیان کرتے ہیں اور آیت: ''سجدوں کے بعد'' (کی تسبیح) کی تفسیر مغرب کے بعد کی دو رکعتیں بیان کرتے ہیں۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور ہمارے علم میں مرفوع طور پر صرف اسی سند سے آئی ہے۔ اور میں نے امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) سے کریب کے دو بیٹوں محمد اور رشدین کے بارے میں پوچھا، ان دونوں میں سے زیادہ ثقہ کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا: وہ تقریباً ایک جیسے ہیں اور میرے نزدیک محمد راجح ہے۔ اور میں نے ان دونوں کے بارے میں امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن (دارمی) سے پوچھا تو انھوں نے کہا: دونوں تقریباً ایک جیسے ہیں اور میرے نزدیک دونوں میں سے رشدین راجح ہے۔ اور میرے نزدیک ابو محمد (دارمی) کی بات درست ہے۔ رشدین اپنے (بھائی) محمد سے زیادہ معتبر اور قدیم تر (بڑی عمر کا) ہے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے اور ان سے ملاقات کی ہے۔

(المعجم ٥٣) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ وَالنَّجْمِ (التحفة ٥٣)

باب: 53۔ سورۂ والنجم کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

٣٢٧٥ـ [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٣/ ١٠٠٨ من حديث محمد بن فضيل به.

(۱) ـ۳۲۷۶ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ مُرَّةَ، عَنْ [عَبْدِ اللهِ] بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى قَالَ: انْتَهٰى إِلَيْهَا مَا يَعْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ وَمَا يَنْزِلُ مِنْ فَوْقٍ، فَأَعْطَاهُ اللهُ عِنْدَهَا ثَلَاثًا لَمْ يُعْطِهِنَّ نَبِيًّا كَانَ قَبْلَهُ: فُرِضَتْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ خَمْسًا وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، وَغُفِرَ لِأُمَّتِهِ الْمُقْحِمَاتِ مَا لَمْ يُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا. قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: ﴿إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى﴾ [۱۶] قَالَ: السِّدْرَةُ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ. قَالَ سُفْيَانُ: فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ وَأَشَارَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ فَأَرْعَدَهَا. وَقَالَ غَيْرُ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ: إِلَيْهَا يَنْتَهِي عِلْمُ الْخَلْقِ لَا عِلْمَ لَهُمْ بِمَا فَوْقَ ذٰلِكَ.

[3276] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سدرۃ المنتہٰی کے پاس پہنچے، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ یہاں زمین سے چڑھنے والی اشیاء (اعمال، ارواح) رک جاتی ہیں اور اوپر سے اترنے والی چیزیں (وحی و احکام) بھی وہیں رکتے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس تین چیزیں عنایت فرمائیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں: ① آپ پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ ② آپ کو سورۂ بقرہ کی آخری (دو) آیات دی گئیں۔ ③ اور آپ کی امت کے بڑے بڑے گناہ معاف فرمائے گئے بشرطیکہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جب ڈھانپ رہا تھا اس بیری کو جو کچھ ڈھانپ رہا تھا'' فرمایا: یہ سدرہ (بیری) چھٹے آسمان میں ہے۔ سفیان نے کہا: (اسے ڈھانپنے والے) سونے کے پروانے تھے۔ سفیان نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اسے حرکت دی۔ مالک بن مغول کے علاوہ راویوں نے کہا: مخلوق کا علم اس تک ختم ہو جاتا ہے، انھیں اس سے اوپر کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: مُقْحِمَات: آگ میں لے جانے والے تباہ کن گناہ، کبیرہ اور بڑے بڑے گناہ۔ فَأَرْعَدَهَا: یعنی وہ سونے کے پروانے وہاں جگمگ اور جھلمل جھلمل کر رہے تھے۔ مقصود انوار و تجلیات ہیں جنھیں لفظوں میں ادا کرنا ممکن نہیں۔

فوائد و مسائل: ① سدرہ، بیری کو کہتے ہیں۔ سدرۃ المنتہٰی کا مطلب یہ ہے کہ جہاں یہ درخت ہے وہ نیچے سے جانے والوں کی آخری حد ہے۔ یہ درخت چھٹے آسمان میں ہے یا ساتویں میں؟ اس بارے میں دو رائے ہیں: یہ درخت ساتویں آسمان پر ہے جیسا کہ اکثر روایات میں ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہ چھٹے آسمان سے شروع ہوتا ہے اور ساتویں آسمان کے اوپر تک جاتا ہے۔ پہلی رائے زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ (تحفة الأحوذي: 117/9) ② معراج کی رات، اس پر اللہ تعالیٰ کی انوار و تجلیات چھا رہے تھے۔ فرشتوں کا ہجوم تھا اور سنہری پروانے بھی تھے۔ (المصباح المنير، ص: 1329) اس موقع پر نبی ﷺ کو تین چیزیں

۳۲۷۶ـ رواه مسلم، الإيمان، باب: في ذكر سدرة المنتهى، ح: ۱۷۳ من حديث مالك بن مغول عن الزبير بن عدي عن طلحة به.

عنایت کی گئیں۔ ③ بڑے گناہوں کی معافی کا مقصد یہ ہے کہ وہ توبہ سے، اللہ تعالیٰ کی رحمت یا پھر عذاب بھگتنے سے معاف ہو جائیں گے اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا۔

٣٢٧٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ﴾ [٩] فَقَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى جِبْرَئِيلَ وَلَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

[3277] شیبانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے زر بن حُبیش سے آیت: ''تو وہ دو کمانوں کے فاصلے پر ہو گیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب۔'' کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: مجھے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی ﷺ نے سیدنا جبریل علیہ السلام کو دیکھا، اس کے چھ سو پر تھے۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: سورۂ نجم کے سیاق وسباق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے اپنی حقیقی شکل میں اس قدر قریب ہو گئے کہ بس دو کمانوں کے بقدر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ یہ ابتدائے نبوت کا واقعہ ہے، پھر دوبارہ اصل شکل میں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔

(٢) ـ٣٢٧٨۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتّٰى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّا بَنُو هَاشِمٍ، فَقَالَ كَعْبٌ: إِنَّ اللهَ قَسَمَ رُؤْيَتَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسٰى، فَكَلَّمَ مُوسٰى مَرَّتَيْنِ وَرَآهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ مَسْرُوقٌ: فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ تَكَلَّمْتَ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهُ شَعْرِي، قُلْتُ: رُوَيْدًا، ثُمَّ قَرَأْتُ: ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ﴾ [١٨] فَقَالَتْ: أَيْنَ يَذْهَبُ بِكَ؟ إِنَّمَا هُوَ جِبْرَئِيلُ، مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ، أَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُمِرَ

[3278] امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا کعب احبار کو عرفات میں ملے اور ان سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے (حیرت وتعجب سے) اللہ اکبر کہا، حتیٰ کہ ان کی آواز پہاڑوں میں گونجی۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم ہاشم کی اولاد ہیں (علم ومعرفت رکھتے ہیں اور غلط بات نہیں پوچھتے) تو کعب احبار نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار اور کلام کو محمد ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کر دیا ہے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام سے دو دفعہ کلام کیا اور محمد ﷺ نے دو دفعہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: کیا محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟

٣٢٧٧۔ أخرجه مسلم، الإيمان، باب معنى قول الله عز وجل: ﴿ولقد رءاه نزلةً أخرى . . .﴾ إلخ، ح: ١٧٤ من حديث عباد والبخاري، ح: ٣٢٣٢ من حديث الشيباني به.

٣٢٧٨۔ [ضعيف بهذا السياق] * مجالد ضعيف ورواه البخاري، ح: ٤٨٥٥ من حديث الشعبي به مختصرًا دون قصة ابن عباس مع كعب وحديث داود بن أبي هند: رواه مسلم، ح: ١٧٧.

بِهِ، أَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِي قَالَ اللهُ [تَعَالَى]: ﴿إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ [لقمان:٣٤]، فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ وَلٰكِنَّهُ رَأٰى جِبْرَئِيلَ، لَمْ يَرَهُ فِي صُورَتِهِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ، مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَمَرَّةً فِي جِيَادٍ، لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ.

تو انھوں نے جواب دیا: تو نے ایسی بات کہی ہے جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا: کچھ ٹھہریے، پھر میں نے یہ آیت پڑھی: ''بلاشبہ یقیناً اس نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔'' تو انھوں نے فرمایا: تیری عقل کہاں گئی؟ وہ تو بس جبریل علیہ السلام ہیں۔ جس نے تمھیں یہ بتایا کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا جس چیز کے پہنچانے کا حکم دیا گیا، اسے چھپایا ہے یا ان پانچ چیزوں کو آپ جانتے ہیں جن کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے: ''بلاشبہ قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ وہی بارش برساتا ہے (اور وہی (یقینی طور پر) جانتا ہے جو کچھ رحموں (ماؤں کے پیٹوں) میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا'') تو اس نے بہت بڑا جھوٹ بولا، لیکن آپ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ ان کی اصل شکل میں صرف دو بار دیکھا ہے۔ ایک دفعہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک دفعہ مقام جیاد (مکے کا ایک محلہ ہے) کے پاس۔ اس کے چھ سو پر تھے اور اس نے آسمان کے کناروں کو بھر دیا تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رَوٰى دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ، وَحَدِيثُ دَاوُدَ أَقْصَرُ مِنْ حَدِيثِ مُجَالِدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: داود بن ابی ہند نے بھی شعبی کی سند سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے اور داود کی حدیث مجالد کی مذکورہ بالا روایت سے چھوٹی ہے (مختصر ہے۔)

فائدہ: سیدہ عائشہ اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما نبیٔ اکرم ﷺ کے دیدار الٰہی کے قائل نہیں ہیں۔ دلائل کی رُو سے یہی بات صحیح اور راجح ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، حافظ صلاح الدین یوسف صاحب رحمہ اللہ کی تالیف ''واقعۂ معراج اور اس کے مشاہدات۔ ایک تحقیقی جائزہ''

(٢) ـ٣٢٧٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نَبْهَانَ

[3279] عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عباس

٣٢٧٩ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٥٣٧ من حديث الحكم بن أبان به مختصرًا وانظر الحديث الآتي: ٣٢٨١.

ابْنِ صَفْوَانَ [الْبَصْرِيُّ] الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيُّ [أَبُو غَسَّانَ]: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ قُلْتُ: أَلَيْسَ اللهُ يَقُولُ: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾ [الأنعام:١٠٣] قَالَ: وَيْحَكَ ذَاكَ إِذَا تَجَلَّى بِنُورِهِ الَّذِي هُوَ نُورُهُ، وَقَدْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ.

ؓ نے فرمایا: محمد ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔ میں نے کہا: کیا اللہ کا فرمان نہیں ہے: ''آنکھیں اسے نہیں پا سکتیں اور وہ سب آنکھوں کو پا لیتا ہے۔'' انھوں نے فرمایا: تجھ پر افسوس! یہ تب ہے جب وہ اپنے اصلی نور کے ساتھ تجلی فرمائے اور محمد ﷺ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ [مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (اس سند سے) غریب ہے۔

(۴) ـ ۳۲۸۰ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللهِ ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى﴾ [١٣،١٤] ﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾ [١٠] ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى﴾ [٩]. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَدْ رَآهُ النَّبِيُّ ﷺ.

[3280] سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''اور بلاشبہ یقیناً اس نے اسے ایک اور بار بھی اترتے ہوئے دیکھا ہے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔'' ''پھر اس نے وحی پہنچائی اس (اللہ) کے بندے کی طرف جو وحی پہنچائی۔'' ''پھر وہ دو کمانوں کے بقدر بلکہ اس سے بھی کم فاصلے پر ہو گیا۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے اسے دیکھا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کو۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ میں أَوْحٰى کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو تو معنی صاف ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنی تھی وہ کی اور اگر فاعل جبریل علیہ السلام ہو تو پھر عبدہ کے مضاف الیہ کا مرجع اللہ تعالیٰ ہو گا، یعنی جبریل علیہ السلام نے اس (اللہ) کے بندے کی طرف جو وحی پہنچانی تھی وہ پہنچائی۔

۳۲۸۱ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ أَبِي رِزْمَةَ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى﴾ [١١] قَالَ: رَآهُ بِقَلْبِهِ.

[3281] سیدنا ابن عباس ؓ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''دل نے جھوٹ نہیں بولا جو کچھ اس نے دیکھا۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل (کی آنکھ) سے دیکھا ہے۔

۳۲۸۰ـ أخرجه الطبري في تفسيره: ٢٧/ ٣١ عن سعيد بن يحيى به وصححه ابن حبان، ح: ٣٨.

۳۲۸۱ـ [صحيح لغيره] أخرجه الطبري: ٢٧/ ٣١ من حديث سماك به ورواه مسلم، ح: ١٧٦ من حديث ابن عباس به وللحديث شواهد.

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فوائد و مسائل: ① آیت کے معنی دو طرح کیے گئے: * یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ﷺ کے مشاہدے کی تصدیق ہے کہ کوئی اس مشاہدے کو دل کی خیال آرائی اور نفس کے فریب پر محمول نہ کرے۔ یہ فریب نفس اور دھوکا نہیں بلکہ واقعی نبی ﷺ کو یہ مشاہدہ ہوا ہے۔ * آپ نے جو مشاہدہ کیا اس پر آپ کو دلی اطمینان اور یقین تھا۔ آپ کو قطعاً یہ گمان نہ تھا کہ یہ خواب یا نظر کا دھوکا ہے یا کسی جن بھوت کا کرتب ہے، گویا اندر سے دل نے کہا: اس وقت آنکھ ٹھیک دیکھ رہی ہے، کوئی غلطی نہیں کر رہی کہ کچھ کا کچھ نظر آتا ہو۔ دونوں مفہوم تقریباً ہم معنی ہیں۔ ② حدیث: 3279 میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ رائے بیان ہوئی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے رب کو دو دفعہ دیکھا ہے۔ اور حدیث: 3280 میں بھی رب کے دیکھنے کا ذکر ہے۔ یہ رائے دیگر صحابہ کی رائے سے مختلف ہے تو اس صورت میں اس دیکھنے سے مراد آنکھوں سے دیکھنا نہیں بلکہ دل سے دیکھنا ہے۔ اس مفہوم کی تائید حدیث: 3281 سے ہو رہی ہے۔ اور اس اعتبار سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی دونوں قولوں میں تضاد بھی ختم ہو جاتا ہے اور ان کا موقف بھی دوسرے صحابہ کے موافق قرار پاتا ہے۔

(٥) -٣٢٨٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَّيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ: لَوْ أَدْرَكْتُ النَّبِيَّ ﷺ لَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: عَمَّا كُنْتَ تَسْأَلُهُ؟ قُلْتُ: [كُنْتُ] أَسْأَلُهُ هَلْ رَأٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ؟ فَقَالَ: قَدْ سَأَلْتُهُ فَقَالَ: «نُورٌ أَنّٰى أَرَاهُ؟!».

[3282] عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر میں نبی ﷺ کو پا لیتا تو آپ سے پوچھتا۔ انھوں نے فرمایا: تو آپ سے کس چیز کے بارے میں سوال کرتا؟ میں نے کہا: میں آپ سے پوچھتا: کیا محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: میں نے آپ سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا: ''وہ نور ہے۔ میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ کے فرمان کو دو طرح پڑھا گیا ہے: [نُورٌ أَنّٰى أَرَاهُ] ''نور ہے میں اسے کہاں دیکھ سکتا ہوں؟'' [نُورَانِيٌّ أَرَاهُ] میں نے اسے نورانی دیکھا ہے۔ بعض نے اس کے یہ معنی کیے ہیں: وہ نور کا خالق ہے جو اس کے دیکھنے میں حائل ہے۔ اس طرح دونوں فقروں کا ایک ہی معنی ہوگا۔ تاہم پہلے معنی صحیح ہیں کہ وہ نور ہے، اسے کس طرح دیکھا جا سکتا ہے؟

(٦) -٣٢٨٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى وَابْنُ أَبِي رِزْمَةَ عَنْ إِسْرَائِيلَ،

[3283] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ نے فرمان الٰہی: ''دل نے جھوٹ نہیں بولا جو کچھ اس نے دیکھا۔'' کے

٣٢٨٢- أخرجه مسلم، الإيمان، باب: في قوله عليه السلام: "نور أنى أراه" وفي قوله: "رأيت نورًا"، ح:١٧٨ من حديث وكيع به.

٣٢٨٣- أخرجه النسائي في الكبرى، ح:١١٥٤١ من حديث أبي إسحاق به وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٤٦٨ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد عند أحمد: ١/ ٣٩٥، ٤١٢، ٤٦٠ وغيره.

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِاللهِ ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى﴾ [١١] قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ جِبْرَئِيلَ فِي حُلَّةٍ مِّنْ رَّفْرَفٍ قَدْ مَلَأَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

بارے میں کہا: رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ایک ریشمی جوڑا پہنے ہوئے دیکھا جس نے آسمان وزمین کے درمیان کو بھر رکھا تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: رَفْرَف: عمدہ اور باریک ریشم۔

فائدہ: یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب پہلی وحی کے بعد کچھ عرصہ وحی کا سلسلہ منقطع رہا۔ اس دور میں آپ ﷺ سخت پریشان رہے۔ ان ایام میں جبریل علیہ السلام آپ کو تسلی دینے کے لیے تشریف لائے۔ نبی ﷺ نے اس وقت جبریل کو اپنی اصل شکل میں دیکھا۔ دوسری مرتبہ اصلی شکل میں معراج کے موقع پر دیکھا جب جبریل علیہ السلام آپ کے دو کمانوں کے بقدر قریب ہوئے۔

(٧) _٣٢٨٤_ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو عُثْمَانَ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ﴾ [٣٢] . قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنْ تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا...... وَأَيُّ عَبْدٍ لَّكَ لَا أَلَمَّا»

[3284] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمان باری تعالیٰ: ”جو لوگ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں سوائے چھوٹے گناہوں کے“ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! اگر تو بخشے تو بڑے گناہ بخش دے، تیرا کون سا بندہ ہے جو گناہوں کی وادی میں نہ اترا ہو۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف زکریا بن اسحاق کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

لغوی تشریح: إِثم: وہ گناہ ہیں جن کا تعلق غصبِ حقوق اور ظلم وزیادتی سے ہے۔ فحشاء: سے مراد کھلی بے حیائیاں اور بدکاریاں ہیں۔ لَمَم: کے معنی ہیں: کسی جگہ کچھ دیر کے لیے اترنا، یعنی آدمی گناہ میں آلودہ تو ہو جائے، لیکن پھر اس سے کنارہ کش ہو جائے۔ جَمّ: کثیر، بڑی تعداد کو کہتے ہیں، مراد بڑے گناہ ہیں۔

فائدہ: انسان سے یہ مطالبہ ہی نہیں ہے کہ وہ معصوم بن کر زندگی گزارے، جذبات اور خواہشات سے مغلوب ہو کر گناہ کا مرتکب نہ ہو، بلکہ یہ مطالبہ ہے کہ اس کی حس ایمانی اتنی بیدار رہے کہ کوئی گناہ اس کی زندگی کا اس طرح احاطہ نہ کر لے کہ وہ اس سے کنارہ کش ہی نہ ہو سکے۔ یاد رہے کہ جو لوگ بڑے گناہوں سے بچتے ہیں، ان کی حس ایمانی اتنی قوی اور مضبوط ہو جاتی ہے کہ

٣٢٨٤_ أخرجه الحاكم: ٢/ ٤٦٩، ٤٧٠ من حديث زكريا بن إسحاق به وصححه على شرط الشيخين ووافقه الذهبي * عطاء هو ابن يسار، وأبو عاصم هو الضحاك بن مخلد.

وہ جانتے بوجھتے چھوٹے گناہوں کا ارتکاب بھی نہیں کرتے۔

(المعجم ٥٤) [بَابٌ وَمِنْ] سُورَةِ الْقَمَرِ (التحفة ٥٤)

باب: 54۔ سورۂ قمر کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٢٨٥ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِنًى فَانْشَقَّ الْقَمَرُ فِلْقَتَيْنِ: فِلْقَةٌ مِّنْ وَّرَاءِ الْجَبَلِ وَفِلْقَةٌ دُونَهُ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ «اشْهَدُوا» . - يَعْنِي - ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾[1].

[3285] سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منٰی میں تھے تو چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا: ایک ٹکڑا پہاڑ کی پچھلی جانب تھا اور ایک اگلی جانب۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''گواہ ہو جاؤ۔'' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: آج کل ہماری زمین اور دوسرے کروں میں اس طرح کی شکست وریخت کے واقعات اگر پیش آتے ہیں تو اس کی تحقیق کے لیے فوراً ساری دنیا کے تحقیقاتی ادارے بھاگ دوڑ شروع کر دیتے ہیں اور برق رفتاری سے اس کی اطلاع دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ جاتی ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ کے دور میں تحقیق واطلاع کے یہ وسائل اور ذرائع موجود نہ تھے، اس لیے خبر ایک خاص دائرے کے اندر ہی محدود رہتی تھی۔ لوگ عام طور پر رات کو گھروں کے اندر ہوتے تھے، ان کی نظر آسمان پر نہیں ہوتی تھی، آج کل بھی چاند گرہن لگتا ہے، لیکن اکثر لوگوں کو اس کی خبر ہی نہیں ہوتی، اس لیے اس بنیاد پر اس واقعے کا انکار نہیں ہو سکتا کہ دوسرے ملکوں کی تاریخوں میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ اس کے باوجود ''تاریخ فرشتہ'' میں اس کا ذکر موجود ہے اور مہاراجہ ''مالابار'' کے اسلام کا سبب یہی واقعہ بتایا جاتا ہے۔

(٢) ـ٣٢٨٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ النَّبِيَّ ﷺ آيَةً فَانْشَقَّ الْقَمَرُ بِمَكَّةَ مَرَّتَيْنِ، فَنَزَلَتْ ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ﴾[1،2] يَقُولُ: ذَاهِبٌ.

[3286] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مکے والوں نے نبی ﷺ سے کسی معجزے کا مطالبہ کیا تو مکے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور یہ آیت اتری: ''قیامت قریب آ گئی اور چاند شق ہو گیا...... جادو ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے۔'' مُسْتَمِرٌّ کے معنی ہیں: بے اثر اور جانے والا۔

٣٢٨٥ـ أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب انشقاق القمر، ح: ٢٨٠٠ من حديث علي بن مسهر والبخاري، ح: ٤٨٦٤ من حديث الأعمش به.

٣٢٨٦ـ أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢٨٠٢ من حديث عبدالرزاق والبخاري، ح: ٣٦٣٧ من حديث قتادة به.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: مُسْتَمِرٌ: پہلے سے چلا آ رہا ہے، یعنی جس طرح پچھلے جادوگروں نے جادو دکھائے اور سکھائے اسی قسم کا یہ جادو ہے، ختم ہو جائے گا۔

فوائد و مسائل: ① مقصد یہ ہے کہ لوگ ہٹ دھرم ہیں۔ جزا وسزا کو ماننا نہیں چاہتے۔ اس وجہ سے کسی بڑی سے بڑی نشانی سے بھی سبق نہیں لیتے۔ اگر پیغمبر انھیں شق قمر سے بھی بڑی نشانی دکھا دے تو اس کو بھی جادو کا کرشمہ قرار دے کر نظر انداز کر دیں گے۔ ② اس حدیث میں مَرَّتَین (دو مرتبہ) لفظ آیا ہے جس کا ترجمہ دوسری احادیث کی روشنی میں اثنتین (دو ٹکڑے) کیا گیا ہے۔ امام ابوالفضل نے اس واقعے کو نظم میں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں: فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ عَلَتْ وَفِرْقَةٌ لِّلطَّوْدِ مِنْهُ نَزَلَتْ وَذَاكَ مَرَّتَيْنِ بِالْإِجْمَاعِ "چاند دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور دوسرا پہاڑ کے نیچے، یعنی سامنے تھا۔ یہ دو دفعہ ہوا۔ اسی پر اتفاق ہے۔" اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی یہی معنی مراد لیے ہیں۔ (الكوكب الدري: 287/4، تحفة الأحوذي: 124/9، ومنة المنعم: 305/4)

(٣) ـ ٣٢٨٧ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: «اشْهَدُوا».

[3287] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں چاند شق ہو گیا تو نبی ﷺ نے ہم سے فرمایا: "گواہ رہو۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(٤) ـ ٣٢٨٨ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: انْفَلَقَ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اشْهَدُوا».

[3288] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں چاند پھٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گواہ رہو۔"

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(٥) ـ ٣٢٨٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ

[3289] سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا حتیٰ

٣٢٨٧ـ وانظر الحديث السابق: ٣٢٨٥.

٣٢٨٨ـ أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب انشقاق القمر، ح: ٢٨٠١ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٨٩١.

٣٢٨٩ـ أخرجه أحمد: ٤/ ٨١، ٨٢ عن محمد بن كثير به وسنده حسن وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦٤٦٣ وللحديث شواهد
※ قوله: "وقد روى بعضهم هذا الحديث"، هو أبو جعفر الرازي ومن طريقه أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/ ١٣٢، ح: ٢٥٦٠.

حُصَيْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى صَارَ فِرْقَتَيْنِ عَلَى هٰذَا الْجَبَلِ وَعَلَى هٰذَا الْجَبَلِ فَقَالُوا: سَحَرَنَا مُحَمَّدٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَئِنْ كَانَ سَحَرَنَا فَمَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْحَرَ النَّاسَ كُلَّهُمْ.

کہ ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور ایک اس دوسرے پہاڑ پر، تو مشرکوں نے کہا: محمد نے ہم پر جادو کر دیا ہے، تو ان میں سے بعض نے کہا: اگر اس نے ہم پر جادو کر دیا ہے تو وہ سب لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ نَحْوَهُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض راویوں نے اس حدیث میں ایک راوی جبیر بن محمد بن جبیر بن مطعم کا اضافہ کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① بعض کا مقصد یہ تھا کہ اگر چاند کا شق صرف اہل مکہ نے دیکھا ہو تو پھر تو جادو ہو سکتا ہے لیکن اگر باہر والے بھی یہی بتائیں تو پھر یہ جادو نہیں ہو سکتا۔ جب مختلف علاقوں سے آنے والوں سے پوچھا گیا تو انھوں نے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی تصدیق کی۔ (تحفة الأحوذي: 125/9) ② مذکورہ تمام روایات سے واضح ہوتا ہے کہ چاند اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو ٹکڑے ہوا، بعض روایات میں یہ ضرور ہے کہ اہل مکہ نے آپ سے کسی معجزے (نشانی) کا مطالبہ کیا جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شق قمر کی نشانی دکھائی گئی۔ لیکن کسی روایت میں بھی یہ نہیں ہے کہ اہل مکہ نے چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھانے کا مطالبہ کیا، نہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا اور اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

(٦) -٣٢٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَبُو بَكْرٍ بُنْدَارٌ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ مُشْرِكُو قُرَيْشٍ يُخَاصِمُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي الْقَدَرِ فَنَزَلَتْ ﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ۝ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ [٤٨، ٤٩].

[3290] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین قریش رسول اللہ ﷺ سے تقدیر کے بارے میں جھگڑا کرنے کے لیے آئے تو اس پر یہ آیات اتریں: ”جس دن وہ آگ میں اپنے چہروں کے بل گھسیٹے جائیں گے، (کہا جائے گا:) چکھو مزا دوزخ (کے عذاب) کا۔ ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز ایک خاص اندازے کے ساتھ پیدا کی ہے اور اس نے ہر چیز کے لیے ایک معین مدت ٹھہرائی ہے جس میں وہ اسے مہلت دیتا ہے تاکہ وہ اپنی انتہا کو پہنچ جائے۔ قوموں کے ساتھ بھی اس کا معاملہ اسی اصول پر ہے۔ اگر کوئی

٣٢٩٠_ أخرجه مسلم، القدر، باب كل شيء بقدر، ح: ٢٦٥٦ عن أبي كريب به.

قوم سرکشی کی راہ اختیار کرتی ہے تو وہ اسے فوراً نہیں پکڑتا بلکہ اس کو اتنی مہلت دیتا ہے کہ وہ اپنی خیر وشر کی تمام صلاحیتیں بروئے کار لا سکے اور اس پر حجت قائم ہو جائے۔ قریش کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا گیا، انھیں بھی اصلاح کا موقع دیا گیا۔ جب انھوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو انھیں تباہ و برباد کر دیا گیا۔ یہ حدیث ابواب القدر کے آخر میں بھی گزر چکی ہے، وہاں کا حاشیہ بھی دیکھ لیا جائے۔

(المعجم ٥٥) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الرَّحْمٰنِ (التحفة ٥٥)

باب: 55۔ سورۂ رحمٰن کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٢٩١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ وَاقِدٍ أَبُو مُسْلِمٍ السَّعْدِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُورَةَ الرَّحْمٰنِ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا فَسَكَتُوا، فَقَالَ: «لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوا أَحْسَنَ مَرْدُودًا مِّنْكُمْ، كُنْتُ كُلَّمَا أَتَيْتُ عَلَى قَوْلِهِ ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ [١٣] قَالُوا: لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ».

[3291] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے پاس تشریف لائے اور ان کے سامنے سورۂ رحمٰن کی ابتدا سے لے کر انتہا تک تلاوت فرمائی تو وہ خاموش رہے، تب آپ نے فرمایا: ”میں نے یہ سورت لیلۃ الجن (جنوں سے ملاقات کی رات) کے موقع پر جنوں کو سنائی تو انھوں نے تم سے بہتر جواب دیا۔ میں جب بھی یہ آیت: ”تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے“ پڑھتا، وہ جواب دیتے: [لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ] ”اے ہمارے آقا! ہم تیری نعمتوں میں سے کسی کو بھی نہیں جھٹلاتے تو ہی تعریف و شکر کا حق دار ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: كَأَنَّ زُهَيْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ الَّذِي وَقَعَ بِالشَّامِ لَيْسَ هُوَ الَّذِي يُرْوٰى عَنْهُ بِالْعِرَاقِ، كَأَنَّهُ رَجُلٌ آخَرُ قَلَبُوا اسْمَهُ، يَعْنِي لِمَا يَرْوُونَ عَنْهُ مِنَ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف ولید بن مسلم زہیر بن محمد سے بیان کرتا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لگتا ہے کہ وہ زہیر بن محمد جو شام میں روایت بیان کرتا ہے وہ نہیں ہے جس سے عراق میں روایت بیان کی جاتی ہے، گویا کہ وہ دوسرا

٣٢٩١ـ [حسن لغيره] أخرجه الحاكم: ٢/ ٤٧٣ من حديث عبدالرحمن بن واقد به وتابعه هشام بن عمار. والوليد بن مسلم صرح بالسماع، وصححه الحاكم على شرط الشيخين ووافقه الذهبي وللحديث شواهد عند البزار (كشف الأستار): ٣/ ٧٤، ح: ٢٢٦٩ والطبري: ٢٧/ ٧٢ وغيرهما.

الْمَنَاكِيرِ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ [الْبُخَارِيَّ] يَقُولُ: أَهْلُ الشَّامِ يَرْوُونَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ مَنَاكِيرَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ يَرْوُونَ عَنْهُ أَحَادِيثَ مُقَارِبَةً.

آدمی ہے جس کا لوگوں نے نام بدل دیا ہے، کیونکہ وہ اس سے منکر روایات بیان کرتے ہیں۔ میں نے امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) کو فرماتے ہوئے سنا: اہل شام زہیر بن محمد سے منکر روایات بیان کرتے ہیں اور اہل عراق اس سے صحت کے قریب روایات بیان کرتے ہیں۔

لغوی تشریح: آلاء: إِلًى کی جمع ہے جو اصل میں إِلْيٌ ہے۔ اس کے معنی نعمت، قدرت، شان، نشانی، کرشمہ، کارنامہ، اعجوبہ وغیرہ ہیں، یعنی یہ لفظ وسیع معانی کے لیے آتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: مولانا حمید الدین فراہی کا رسالہ مفردات القرآن۔

فائدہ: نعمت کے ساتھ مُنعِم کی شکر گزاری اور ربوبیت کے اقرار کے ساتھ مسئولیت کا احساس وشعور انسانی فطرت کا ایک واضح اور صریح تقاضا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے لیکن وہ یہ تسلیم نہیں کرتا کہ ان کے سبب اس کے اوپر، ان نعمتوں کے عنایت کرنے والے کا بھی کوئی حق ہے اور ان کے بارے میں اس سے پوچھ گچھ ہوگی تو گویا وہ ان نعمتوں کو جھٹلا رہا ہے، اس لیے جنوں اور انسانوں کو یاددہانی کرائی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا عنایات اور نعمتیں تمھیں روز باز پرس کا احساس دلا رہی ہیں، لیکن تم اس کا انکار ہی کیے جا رہے ہو۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ مسلمان جنوں نے اس آیت کا، جو بار بار آ رہی ہے، جو جواب دیا کہ ہم اللہ کی کسی نعمت کا انکار نہیں کرتے اور اسے نہیں جھٹلاتے، تم انسان بھی یہ جواب دیتے۔ لیکن اگر امام اس پر نہ رکے تو پھر سننا چاہیے، کیونکہ جب امام کے ساتھ فاتحہ کے سوا، قراءت نہیں ہوسکتی تو اور کوئی دعائیہ کلمہ کیسے کہا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٥٦) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الْوَاقِعَةِ (التحفة ٥٦)

باب: 56۔ سورۂ واقعہ کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ ٣٢٩٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقُولُ اللهُ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [السجدة:١٧] وَفِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ يَسِيرُ

[3292] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال اور تصور آیا ہے، چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ''کوئی نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کی کیا چیزیں چھپا رکھی گئی ہیں، ان کے عملوں کا بدلہ دینے کے لیے۔'' اور جنت میں ایک درخت ہے سوار اس کے سائے

٣٢٩٢ـ تقدم: ٣٠١٣ مختصرًا وأخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٠٨٥ وابن ماجه، ح: ٤٣٣٥ من حديث محمد بن عمرو به مختصرًا وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَّا يَقْطَعُهَا، وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ﴾ [٣٠] وَمَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾ [آل عمران:١٨٥].

میں سو برس تک چلتا رہے گا اور اسے طے نہیں کر سکے گا، چاہو تو پڑھ لو: ''خوب پھیلے ہوئے سائے میں۔'' اور جنت میں ایک کوڑے کے بقدر جگہ دنیا و مافیھا (دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہے، چاہو تو پڑھ لو: ''پھر جسے آگ سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو یقیناً وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جنت ایک سدابہار لازوال نعمتوں کا محل ہے جسے آج تک (پیغمبر کے سوا) کوئی انسان دیکھ نہیں سکا، اس لیے وہاں کی نعمتوں کی اصل حقیقت اور واقعیت کسی طرح بھی انسان کے ذہن کی گرفت میں نہیں آ سکتی۔ جب ان کی اصلیت ذہن کی رسائی اور پہنچ سے باہر ہے تو آنکھ، کان اور دل کی گرفت میں کیسے آ سکتی ہے۔ ان چیزوں کی تفصیل پیچھے، اپنے اپنے موقع پر گزر چکی ہے۔

(٢) ـ ٣٢٩٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَّا يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ﴾ [٣٠، ٣١]».

[3293] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ جنت میں ایک درخت ہے سوار اس کے سائے میں سو برس تک چلے گا، اسے طے نہ کر سکے گا، چاہو تو پڑھ لو: ''خوب پھیلے ہوئے سائے میں اور بہتے پانی (آبشاروں) میں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔

(٣) ـ ٣٢٩٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ﴾ [٣٤] قَالَ: «ارْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَمَسِيرَةُ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسُمِائَةِ عَامٍ».

[3294] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اور اونچے بستروں میں۔'' کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ان کی بلندی اتنی ہے جتنا آسمان اور زمین کا درمیانی فاصلہ، ان دونوں کے درمیان مسافت پانچ سو سال ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب

٣٢٩٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٣٥ من حديث عبدالرزاق والبخاري، ح: ٣٢٥١ من حديث قتادة به وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٢٠٨٧٦ * وفي الباب عن أبي سعيد [تقدم: ٢٥٢٤].

٣٢٩٤ـ [ضعيف] تقدم: ٢٥٤٠.

لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ، وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: مَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ: وَارْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ: ارْتِفَاعُ الْفُرُشِ الْمَرْفُوعَةِ فِي الدَّرَجَاتِ، وَالدَّرَجَاتُ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

ہے۔ ہمارے علم میں بس رشدین کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک (بصورت صحت) اس حدیث: ''ان کی بلندی، آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت کے بقدر ہے'' کے معنی یہ ہیں کہ درجات کے اعتبار سے ان بلند بستروں کی بلندی اتنی ہے اور درجات کی صورت یہ ہے کہ دو درجوں کا درمیانی فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے کے بقدر ہے۔

(۴) ـ۳۲۹۵ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ﴿وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ﴾ [۸۲] قَالَ: «شُكْرَكُمْ تَقُولُونَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، وَبِنَجْمِ كَذَا وَكَذَا».

[3295] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت: ''اور تم اپنا حصہ یہ بناتے ہو کہ تم جھٹلاتے ہو'' کے بارے میں فرمایا: ''تمھاری شکر گزاری یہ ہے کہ تم کہتے ہو: ہم پر بارش فلاں نچھتر کی وجہ سے برسی، اور فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ [صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ. وَ]رَوٰى سُفْيَانُ [الثَّوْرِيُّ] عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى [عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ] هٰذَا الْحَدِيثَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب (صحیح) ہے۔ ہمارے علم میں مرفوعاً صرف اسرائیل بیان کرتا ہے۔ سفیان ثوری نے بھی اسے عبدالاعلیٰ ہی کی سند سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور اسے مرفوع قرار نہیں دیا۔

(۵) ـ۳۲۹۶ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانٍ، عَنْ أَنَسٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً﴾ [۳۵] قَالَ: «إِنَّ مِنَ الْمُنْشَآتِ اللَّائِي كُنَّ فِي الدُّنْيَا عَجَائِزَ عُمْشًا رُمْصًا».

[3296] سیدنا انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''ہم انھیں ایک خاص اٹھان سے اٹھائیں گے'' کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ان اٹھان والی عورتوں میں سے وہ بھی ہوں گی جو دنیا میں بڑھیا، کمزور نظر، چندھیا، آنکھ سے کیچڑ بہنے والی ہوں گی۔''

۳۲۹۵ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۱۰۸ عن الحسين بن محمد به، عبد الأعلى الثعلبي ضعيف وحديث مسلم (۱۲۸/ ۷۳) يغني عنه.

۳۲۹۶ـ [ضعيف] وانظر، ح: ۳۲۵۵ لعلته وأخرجه هناد بن السري في الزهد، ح: ۲۱ عن وكيع بن الجراح به.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ وَيَزِيدُ بْنُ أَبَانٍ الرَّقَاشِيُّ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے مرفوعاً صرف موسیٰ بن عبیدہ بیان کرتا ہے۔ موسیٰ بن عبیدہ اور یزید بن ابان رقاشی دونوں ہی حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیے گئے ہیں۔

لغوی تشریح: عُمْشًا: اَعمش کی مؤنث ہے، کمزور نظر ہونا، چندھیا۔ رُمْصًا: رَمْصَاء کی جمع ہے، کیچڑ آنکھ والی ہونا۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم یہ بات صحیح ہے کہ جنت کی عورتوں کو ایک خاص اٹھان سے اٹھایا جائے گا، جس کے سبب وہ ہمیشہ کنواریاں، دل ربا اور ہم عمر رہیں گی۔ (الواقعة 56:35-37)

(٦) -٣٢٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ هِشَامٍ عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]: يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ شِبْتَ. قَالَ: «شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ﴾ وَ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾».

[3297] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے سورۂ ہود، واقعہ، مرسلات، عم يتساءلون اور إذا الشمس كورت نے بوڑھا کر دیا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَرَوٰى عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ نَحْوَ هٰذَا. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ شَيْءٌ مِّنْ هٰذَا مُرْسَلٌ. [وَرَوٰى أَبُو بَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ هَاشِمُ بْنُ الْوَلِيدِ الْهَرَوِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صرف اسی سند سے مروی ہے۔ علی بن صالح یہ حدیث ابواسحاق سے ایک اور سند سے، اس کے ہم معنی بیان کرتا ہے۔ ابواسحاق ابومیسرہ سے اس کا کچھ حصہ مرسلاً بیان کرتا ہے اور ابوبکر بن عیاش، ابواسحاق سے، اسے عکرمہ سے مرسلاً بیان کرتا ہے۔ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کرتا۔ ہمیں اس طرح ہاشم بن ولید ہروی نے بیان کیا، اسے ابوبکر بن عیاش نے۔

فائدہ: ان سورتوں میں قیامت کی ہولناکیاں اور حالات بیان کیے گئے ہیں یا سابقہ امتوں کے حالات و واقعات اور سزاؤں کا تذکرہ ہے۔ قیامت کی ہولناکیوں اور دوزخیوں کی سزاؤں سے اپنی ذات کے بارے میں غم و فکر پیدا ہوتا ہے جو

٣٢٩٧- أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٤٣ من حديث أبي كريب به وصححه على شرط البخاري ووافقه الذهبي، وأورده الضياء في المختارة: ١٢/ ٢٠١، ٢٠٢، ح: ٢١٩ وللحديث شواهد كثيرة عند ابن سعد: ١/ ٤٣٥ والطبراني: ١٧/ ٢٨٦، ٢٨٧ وغيرهما * حديث علي بن صالح: أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ٤٢.

انسان کو بوڑھا کر دیتا ہے۔

(المعجم ٥٨) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الْحَدِيدِ

(التحفة ٥٥)

باب: 57۔ سورۂ حدید کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٢٩٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ ـ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ ـ قَالُوا: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ جَالِسٌ وَأَصْحَابُهُ إِذْ أَتٰى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «هَلْ تَدْرُونَ مَا هٰذَا؟» فَقَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «هٰذَا الْعَنَانُ، هٰذِهِ رَوَايَا الْأَرْضِ يَسُوقُهُ اللهُ [تَبَارَكَ وَتَعَالٰى] إِلٰى قَوْمٍ لَّا يَشْكُرُونَهُ وَلَا يَدْعُونَهُ»، ثُمَّ قَالَ: «هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَكُمْ؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «فَإِنَّهَا الرَّقِيعُ سَقْفٌ مَّحْفُوظٌ وَمَوْجٌ مَّكْفُوفٌ». ثُمَّ قَالَ: «هَلْ تَدْرُونَ كَمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا [مَسِيرَةُ] خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ». ثُمَّ قَالَ: «هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ سَمَائَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ» حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ «مَا بَيْنَ كُلِّ سَمَائَيْنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ»، ثُمَّ قَالَ: «هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ الْعَرْشَ وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ بُعْدُ [مِثْلِ] مَا بَيْنَ سَمَائَيْنِ» ثُمَّ قَالَ: «هَلْ

[3298] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ ناگہاں آپ پر ایک بادل آیا تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟'' حاضرین نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ بادل ہیں۔ یہ زمین کو سیراب کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ایسے لوگوں کی طرف ہانک لے جاتا ہے جو اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور نہ اسے پکارتے ہیں۔'' پھر فرمایا: ''کیا جانتے ہو تمھارے اوپر کیا ہے؟'' حاضرین نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ نچلا آسمان ہے۔ محفوظ چھت ہے اور بند موج ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا جانتے ہو تمھارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟'' حاضرین نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تمھارے اور اس کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا جانتے ہو اس کے اوپر کیا ہے؟ حاضرین بولے: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا: ''اس کے اوپر دو اور آسمان ہیں۔ ان کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے'' حتیٰ کہ آپ نے سات آسمان شمار کیے۔ ہر دو آسمان کا درمیانی فاصلہ، آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے

٣٢٩٨ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٧٠ من حديث قتادة به وهو مدلس والحسن لم يسمع من أبي هريرة ﷺ ويروي عن أيوب (المراسيل، ص: ٣٥) ويونس بن عبيد (المراسيل لابن أبي حاتم، ص: ٣٤) وعلي بن زيد (المراسيل، ص: ٣٥).

تَدْرُونَ مَا الَّذِي تَحْتَكُمْ؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّهَا الْأَرْضُ». ثُمَّ قَالَ: «هَلْ تَدْرُونَ مَا الَّذِي تَحْتَ ذٰلِكَ؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّ تَحْتَهَا أَرْضًا أُخْرٰى بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ» حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ أَرَضِينَ «بَيْنَ كُلِّ أَرْضَيْنِ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ» ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ [رَجُلًا] بِحَبْلٍ إِلَى الْأَرْضِ السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللهِ». ثُمَّ قَرَأَ ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [٣].

کے برابر ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا جانتے ہو ان آسمانوں کے اوپر کیا ہے؟'' حاضرین نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ان کے اوپر عرش ہے۔ اس کے اور ساتویں آسمان کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے جتنی دو آسمانوں کے درمیان ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا جانتے ہو کہ تمھارے نیچے کیا ہے؟'' حاضرین نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا: ''بلاشبہ وہ زمین ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا جانتے ہو اس (زمین) کے نیچے کیا ہے؟'' لوگوں نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کے نیچے ایک اور زمین ہے۔ دونوں کا درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کے برابر ہے'' حتیٰ کہ آپ نے سات زمینیں شمار فرمائیں۔ ''ہر دو زمینوں کی درمیانی مسافت پانچ سو سال کی مسافت ہے۔'' پھر فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر تم کسی آدمی کو رسی کے ساتھ سب سے نچلی زمین کی طرف لٹکاؤ تو وہ اللہ پر (اس کے ملک و سلطنت پر) گرے گی۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''وہی ہے اول بھی اور آخر بھی، ظاہر بھی اور باطن بھی۔ وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. [قَالَ:] وَيُرْوٰى عَنْ أَيُّوبَ وَيُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَعَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ قَالُوا: لَمْ يَسْمَعِ الْحَسَنُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَفَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالُوا: إِنَّمَا هَبَطَ عَلٰى عِلْمِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ، وَعِلْمُ اللهِ وَقُدْرَتُهُ وَسُلْطَانُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ وَهُوَ عَلَى الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ فِي كِتَابِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ ایوب، یونس بن عبید اور علی بن زید سے بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے کہا: حسن نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ بعض اہل علم نے اس حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ہے: وہ آدمی اللہ تعالیٰ کے علم، اس کی قدرت اور اس کے ملک و اقتدار پر گرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا علم، اس کی قدرت اور اس کا اقتدار ہر جگہ موجود ہے لیکن اس کی ذات عرش پر ہے جیسا کہ اس نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم دیگر دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ عرش سے لے کر فرش (ساتویں زمین) تک اور ذرے سے آفتاب تک ہر چیز کا خالق و مالک اور مدبر و منتظم اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہی اول ہے، جب کچھ نہ تھا وہ تھا۔ وہی آخر ہے، جب کچھ نہیں ہوگا۔ تب بھی وہ ہوگا۔ ہر چیز کا وجود، اس کے وجود کی دلیل ہے، اس لیے وہ اس اعتبار سے ظاہر ہے، لیکن اس کی ذات وصفات کی حقیقت وکنہ کا ادراک وشعور ممکن نہیں، اس لیے وہ پوشیدہ اور باطن ہے یا اللہ تعالیٰ کا علم اندر و باہر ہر چیز کو محیط ہے۔ وہ کھلے اور چھپے ہر قسم کے حالات سے آگاہ ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہی اول ہے۔ تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا۔ تو ہی آخر ہے۔ تیرے بعد کچھ نہیں۔ تو ہی ظاہر ہے۔ تجھ سے اوپر کچھ نہیں۔ تو ہی باطن ہے۔ تجھ سے پوشیدہ کوئی نہیں۔'' دیکھیے: (صحیح مسلم، الذکر والدعاء، حدیث: 6889 (2713)، المصباح المنیر، ص: 1362)

(المعجم ٥٨) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الْمُجَادَلَةِ

(التحفة ٥٨)

باب: 58۔ تفسیر سورۂ مجادلہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

٣٢٩٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ - الْمَعْنٰى وَاحِدٌ - قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ صَخْرٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا قَدْ أُوتِيتُ مِنْ جِمَاعِ النِّسَاءِ مَا لَمْ يُؤْتَ غَيْرِي، فَلَمَّا دَخَلَ رَمَضَانُ تَظَاهَرْتُ مِنِ امْرَأَتِي حَتّٰى يَنْسَلِخَ رَمَضَانُ فَرَقًا مِّنْ أَنْ أُصِيبَ مِنْهَا فِي لَيْلِي فَأَتَتَابَعَ فِي ذٰلِكَ إِلٰى أَنْ يُدْرِكَنِي النَّهَارُ وَأَنَا لَا أَقْدِرُ أَنْ أَنْزِعَ، فَبَيْنَمَا هِيَ تَخْدِمُنِي ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ تَكَشَّفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ فَوَثَبْتُ عَلَيْهَا، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلٰى قَوْمِي فَأَخْبَرْتُهُمْ خَبَرِي فَقُلْتُ: انْطَلِقُوا مَعِي إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأُخْبِرَهُ بِأَمْرِي، فَقَالُوا: لَا وَاللهِ! لَا تَفْعَلْ، نَتَخَوَّفُ أَنْ يَنْزِلَ فِينَا قُرْآنٌ أَوْ يَقُولَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مَقَالَةً يَبْقٰى عَلَيْنَا

[3299] سیدنا سلمہ بن صخر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایسا جواں مرد تھا جسے عورتوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کی اس قدر قوت بخشی گئی تھی جو کسی اور کو نہیں ملی۔ جب رمضان کا مہینہ آیا تو میں نے رمضان گزرنے تک اپنی بیوی سے ظہار کر لیا۔ اس خطرے سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں رات کو اس سے تعلق قائم کروں اور صبح تک اسی کام میں مسلسل مشغول رہوں اور میں اس سے الگ نہ ہو سکوں۔ پھر جب ایک رات وہ میری خدمت کر رہی تھی تو اچانک میرے سامنے اس کے جسم کا کوئی حصہ کھل گیا۔ اس وقت میں (بے قابو ہو کر) اس سے ہم بستر ہو گیا۔ پھر جب صبح ہوئی، میں اپنی قوم کے پاس گیا اور انھیں اپنے اس واقعے کی اطلاع دی اور میں نے ان سے کہا: میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو تاکہ میں آپ ﷺ کو اپنے معاملے سے آگاہ کروں۔ (میری قوم کے) لوگوں نے کہا: نہیں،

٣٢٩٩- [صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، الطلاق، باب: في الظهار، ح: ٢٢١٣ وابن ماجه، ح: ٢٠٦٢ من حديث ابن إسحاق به وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٢٠٣ ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

عَارُهَا، وَلٰكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ فَاصْنَعْ مَا بَدَا لَكَ، قَالَ: فَخَرَجْتُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِي فَقَالَ: «أَنْتَ بِذَاكَ؟» قُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ، قَالَ: «أَنْتَ بِذَاكَ؟» قُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ، قَالَ: «أَنْتَ بِذَاكَ؟» قُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ وَهَا أَنَا ذَا فَأَمْضِ فِيَّ حُكْمَ اللهِ فَإِنِّي صَابِرٌ لِذٰلِكَ، قَالَ: «أَعْتِقْ رَقَبَةً». قَالَ: فَضَرَبْتُ صَفْحَةَ عُنُقِي بِيَدَيَّ، فَقُلْتُ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا أَصْبَحْتُ أَمْلِكُ غَيْرَهَا، قَالَ: «فَصُمْ شَهْرَيْنِ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَهَلْ أَصَابَنِي مَا أَصَابَنِي إِلَّا فِي الصِّيَامِ، قَالَ: «فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا»، قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا لَيْلَتَنَا هٰذِهِ وَحْشٰى مَا لَنَا عَشَاءٌ. قَالَ: «اذْهَبْ إِلٰى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَقُلْ لَهُ: فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ، فَأَطْعِمْ عَنْكَ مِنْهَا وَسْقًا سِتِّينَ مِسْكِينًا، ثُمَّ اسْتَعِنْ بِسَائِرِهِ عَلَيْكَ وَعَلٰى عِيَالِكَ»، قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلٰى قَوْمِي فَقُلْتُ: وَجَدْتُ عِنْدَكُمُ الضِّيقَ وَسُوءَ الرَّأْيِ وَوَجَدْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ السَّعَةَ وَالْبَرَكَةَ، أَمَرَ لِي بِصَدَقَتِكُمْ فَادْفَعُوهَا إِلَيَّ، فَدَفَعُوهَا إِلَيَّ.

اللہ کی قسم! یہ کام نہ کر۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں ہمارے بارے میں قرآن نہ اتر آئے یا ہمارے بارے میں رسول اللہ ﷺ ایسی بات نہ فرما دیں جس کی عار ہم پر ہمیشہ رہے۔ تو خود جا اور جو چاہے کر۔ کہتے ہیں کہ میں (وہاں سے) نکلا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اپنے معاملے سے آگاہ کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''تو نے اس کا ارتکاب کیا ہے؟'' میں نے کہا: اس کا مرتکب میں ہی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے یہ حرکت کی ہے؟'' میں نے کہا: یہ حرکت کرنے والا میں ہی ہوں۔ آپ نے کہا: ''تو نے یہ کام کیا ہے؟'' میں نے کہا: یہ کام میں نے ہی کیا۔ اور ہاں، میں حاضر ہوں۔ مجھ پر اللہ کا حکم لاگو فرمائیے، میں اسے برداشت کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ''ایک گردن آزاد کر'' میں نے اپنی گردن کے پہلو پر اپنے دونوں ہاتھ مارے اور عرض کی: نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میں اس گردن کے سوا کسی گردن کا مالک نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تو دو ماہ کے روزے رکھ۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جس مصیبت سے میں دوچار ہوں وہ روزوں ہی کا تو نتیجہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔'' میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! ہم نے یہ رات بھوکے رہ کر گزاری ہے۔ ہمارے پاس شام کا کھانا نہ تھا۔ آپ نے فرمایا: ''بنو زریق سے صدقہ وصول کرنے والے کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ وہ صدقہ تیرے حوالے کر دے، پھر اس میں سے اپنی طرف سے ایک وسق (ساٹھ صاع) ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے، باقی سے اپنے اور اپنے گھر والوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے مدد لے۔'' چنانچہ میں اپنی قوم کے پاس واپس آیا اور کہا: میں نے

تمھارے پاس تنگی اور بری رائے پائی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس میں نے وسعت اور برکت پائی۔ آپ ﷺ نے تمھارا صدقہ لینے کا حکم دیا ہے، لہٰذا وہ میرے حوالے کرو تو انھوں نے مجھے دے دیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. قَالَ مُحَمَّدٌ: سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ لَمْ يَسْمَعْ عِنْدِي مِنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ. قَالَ: وَيُقَالُ: سَلَمَةُ بْنُ صَخْرٍ وَيُقَالُ: سَلْمَانُ بْنُ صَخْرٍ. وَفِي الْبَابِ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ وَهِيَ امْرَأَةُ أَوْسِ بْنِ الصَّامِتِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ امام محمد (بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: میرے نزدیک سلیمان بن یسار نے سلمہ بن صخر سے نہیں سنا اور سلمہ بن صخر کو سلمان بن صخر بھی کہا جاتا ہے۔ اس مسئلے کے بارے میں سیدہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا جو اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں، سے بھی روایت آئی ہے۔

لغوی تشریح: تَظَاهَرْتُ: میں نے ظہار کیا۔ وَخُشِي: بھوکے۔

فائدہ: ظہار کے معنی ہیں: بیوی کو کہنا: أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي ''تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔'' کسی بھی محرم عورت، جس سے نکاح نہیں ہوسکتا، کے کسی عضو سے تشبیہ دینے کا بھی یہی حکم ہوگا۔ جاہلیت کے دور میں یہ الفاظ کہنے سے عورت ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی تھی، لیکن اسلامی شریعت کی رو سے اس کا کفارہ ہے کیونکہ یہ ایک انتہائی قبیح اور بری حرکت ہے۔ اس کا کفارہ ایک گردن، یعنی غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے۔ یہ ممکن نہ ہو تو پھر دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ہے۔ یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے جو احناف کے نزدیک گندم کا نصف صاع اور باقی اجناس سے پورا صاع ہے اور باقی ائمہ کے نزدیک ایک مد ہے۔ پوری تفصیل ظہار کے مسئلے کے تحت گزر چکی ہے۔

(۲) ۔۳۳۰۰۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلْقَمَةَ الْأَنْمَارِيِّ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً﴾ [۱۲] قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا تَرَى؟ دِينَارٌ؟»

[3300] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری: ''اے ایمان والو! جب تم رسول اللہ سے سرگوشی کرو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ پیش کرو'' تو نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تیرا کیا خیال ہے؟ ایک دینار؟'' میں نے کہا: یہ ان کے بس میں نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''آدھا دینار؟'' میں نے کہا: اس کی بھی ان میں طاقت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر کتنا ہو؟'' میں نے

۳۳۰۰۔[ضعیف] أخرجه ابن حبان من حديث يحيى بن آدم به وصححه، ح: ۱۷٦٤، ۱۷٦٥، ۲۲۰۸ وسنده ضعيف، الثوري عنعن وفي سماع علي بن علقمة من علي نظر، وللحديث شاهد ضعيف عند أحمد: ۱/ ۱۸۵ والطبراني: ۱/ ۱٤۷، ح: ۳۳۱ وغيرهما.

قُلْتُ: لَا يُطِيقُونَهُ، قَالَ: «فَنِصْفُ دِينَارٍ؟» قُلْتُ: لَا يُطِيقُونَهُ، قَالَ: «فَكَمْ؟» قُلْتُ: شَعِيرَةٌ، قَالَ: «إِنَّكَ لَزَهِيدٌ»، قَالَ: فَنَزَلَتْ ﴿أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ﴾ الْآيَةَ [۱۳]. قَالَ: فَبِي خَفَّفَ اللهُ عَنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ.

کہا: ایک جو (سونا) آپ نے فرمایا: ''تم بہت کم مال رکھتے ہو۔'' اس پر یہ آیت اتری: ''کیا تم اس سے ڈر گئے ہو کہ اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقے پیش کرو......'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے اس امت پر تخفیف فرما دی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَمَعْنٰى قَوْلِهِ: شَعِيرَةٌ - يَعْنِي - وَزْنَ شَعِيرَةٍ مِّنْ ذَهَبٍ [وَأَبُو الْجَعْدِ اسْمُهُ: رَافِعٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔ [شعیرۃٌ] (جو) کا مقصد جو کے برابر سونا ہے۔ (ابوجعد کا نام رافع ہے۔)

لغوی تشریح: زَهِيد: قلیل المال۔ اس لیے صدقے کی مقدار اپنی حیثیت کے مطابق بہت کم رکھتے ہو۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے ان لوگوں کی بات صحیح معلوم ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ پہلے حکم پر عمل کرنے کی نوبت آنے سے قبل ہی فوراً دوسرا حکم نازل فرما دیا گیا جس میں پہلے حکم کو منسوخ کر دیا گیا۔ علاوہ ازیں پہلا حکم بھی استحباب کے طور پر ہی تھا نہ کہ وجوبی، تاہم دوسرے حکم سے استحباب بھی ختم ہو گیا۔

(۳) -۳۳۰۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا أَتٰى عَلٰى نَبِيِّ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكُمْ، فَرَدَّ عَلَيْهِ الْقَوْمُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «هَلْ تَدْرُونَ مَا قَالَ هٰذَا؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، سَلَّمَ يَا نَبِيَّ اللهِ. قَالَ: «لَا، وَلٰكِنَّهُ قَالَ: كَذَا وَكَذَا، رُدُّوهُ عَلَيَّ»، فَرَدُّوهُ فَقَالَ: «قُلْتَ: السَّامُ عَلَيْكُمْ»؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقُولُوا: عَلَيْكَ» - قَالَ: عَلَيْكَ مَا قُلْتَ - قَالَ: ﴿وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللهُ﴾ [۸].

[3301] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی اللہ کے نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا: السام علیکم ''تم پر موت ہو۔'' لوگوں نے اس کا جواب دیا تو اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو اس نے کیا کہا؟'' حاضرین بولے: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں (ہمارے خیال میں تو) اے اللہ کے نبی! اس نے سلام کہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ اس نے یہ یہ کہا ہے۔ اسے میرے پاس واپس لاؤ۔'' سو وہ اسے واپس لائے تو آپ نے فرمایا: ''تو نے السام علیکم کہا ہے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ اس پر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب اہل کتاب میں سے کوئی تمھیں سلام کہے تو اسے کہو: جو تو نے کہا ہے تجھی پر ہو۔'' (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) ''اور جب وہ تمھارے پاس آتے ہیں تو تمھیں ایسے الفاظ کے ساتھ سلام

۳۳۰۱ـ أخرجه مسلم، السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام، وكيف يرد عليهم، ح: ۲۱۶۳ من حديث قتادة والبخاري، ح: ۶۹۲۶ من حديث أنس به.

کہتے ہیں جن کے ساتھ اللہ نے تمھیں سلام نہیں کہا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: اَلسَّامُ: موت۔

فائدہ: یہودی جب نبی ﷺ کے پاس آتے یا مسلمانوں کو سلام کہتے تو وہ السلام علیکم کی جگہ زبان کے ہیر پھیر سے اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ (تم پر موت آئے) کہتے، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: "تم ان کے جواب میں علیکم السلام نہ کہو، بلکہ صرف علیکم یا وعلیکم اور تم پر وہ ہو جس کے تم مستحق ہو، کہو۔

(المعجم ٥٩) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الْحَشْرِ (التحفة ٥٩)

باب: 59۔ تفسیر سورۂ حشر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) -٣٣٠٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا] قَالَ: حَرَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلٰى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ﴾ [٥].

[3302] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کی کھجوریں جلوا اور کٹوا دیں، یہ بویرہ نامی جگہ میں تھیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "کھجور کا جو درخت تم نے کاٹا یا اسے اس کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا تو (یہ سب) اللہ کے حکم سے تھا اور تاکہ وہ نافرمانوں کو رسوا کرے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: لِينَة: کھجور کا پھل دار درخت۔

فوائد و مسائل: ① جب مسلمانوں نے بنو نضیر پر فوج کشی کی تو جنگی ضرورت و مصلحت کے تحت ان کے کچھ درخت کاٹ کر جلا دیے، اس پر انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ یہ لوگ اصلاح کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن صورت حال یہ ہے کہ انھوں نے ہمارے عمدہ، پھل دار درخت کاٹ ڈالے ہیں، بھلا یہ بھی کوئی اصلاح ہے، تو مسلمانوں کو مطمئن کرنے کے لیے یہ آیت اتری کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم، حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔ اور اس کا مقصد ان بدعہد اور غدار لوگوں کو ذلیل و رسوا کرنا بھی ہے کہ انھوں نے جو درخت بڑے ارمانوں سے لگائے تھے وہ ان کے سامنے کاٹے جا رہے ہیں، لیکن وہ اتنے بے بس ہیں کہ ان کا تحفظ بھی نہیں کر سکتے۔ ② اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی ﷺ پر قرآن کے علاوہ بھی وحی آتی تھی ورنہ قرآن میں تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کا کوئی ذکر ہی نہیں جس کا حوالہ اس آیت میں دیا گیا ہے جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ احادیث بھی وحی الٰہی ہی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ قرآن وحی جلی ہے اور حدیث وحی خفی یا

٣٣٠٢ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿ما قطعتم من لينة﴾، ح: ٤٨٨٤ ومسلم، ح: ١٧٤٦ عن قتيبة به.

قرآن وحیٔ متلو ہے اور حدیث وحیٔ غیر متلو۔ دونوں پر ایمان لائے بغیر ایمان مکمل نہیں۔

(٢) ـ٣٣٠٣ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ [بْنُ مُسْلِمٍ]: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا﴾ قَالَ: اللِّينَةُ: النَّخْلَةُ ﴿وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ﴾ قَالَ: اسْتَنْزَلُوهُمْ مِّنْ حُصُونِهِمْ قَالَ: وَأُمِرُوا بِقَطْعِ النَّخْلِ فَحَكَّ فِي صُدُورِهِمْ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: قَدْ قَطَعْنَا بَعْضًا وَتَرَكْنَا بَعْضًا فَلَنَسْأَلَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ هَلْ لَنَا فِيمَا قَطَعْنَا مِنْ أَجْرٍ، وَهَلْ عَلَيْنَا فِيمَا تَرَكْنَا مِنْ وِزْرٍ؟ فَأَنْزَلَ اللهُ [تَعَالَىٰ] ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا﴾ الْآيَةَ.[٥]

[3303] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''کھجور کا جو درخت تم نے کاٹا یا اسے اس کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا'' کے بارے میں فرماتے ہیں: لینة سے مراد ہے: کھجور کا درخت۔ ''اور تاکہ وہ نافرمانوں کو ذلیل و رسوا کرے'' (کے بارے میں) فرمایا: مسلمانوں نے انھیں ان کے قلعوں سے اتارا (جس میں ان کی رسوائی تھی، نیز) فرمایا: اور (ان کے سامنے) کھجوریں کاٹنے کا حکم دیا گیا تو مسلمانوں کے دلوں میں کھٹکا پیدا ہوا۔ اس پر مسلمانوں نے کہا: بعض کو تو ہم نے کاٹ دیا ہے اور بعض کو چھوڑ دیا ہے، اب رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں، کیا جو کھجوریں ہم نے کاٹ ڈالی ہیں، ان پر ہمیں ثواب ملے گا اور جو ہم نے چھوڑ دی ہیں، ہمیں ان پر گناہ ہوگا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''کھجور کا جو درخت تم نے کاٹا یا اسے اس کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا ہے، تو یہ اللہ کے حکم سے ہوا اور تاکہ وہ نافرمانوں کو ذلیل و رسوا کرے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَىٰ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَىٰ بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ مُّرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا. [قَالَ أَبُو عِيسَىٰ:] سَمِعَ مِنِّي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ هٰذَا الْحَدِيثَ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض راویوں نے یہ حدیث حفص بن غیاث ہی کی سند سے سیدنا سعید بن جبیر سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے کے بغیر مرسلاً بیان کی ہے۔ امام صاحب، مرسل روایت کی سند بیان کرتے ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) نے یہ حدیث مجھ سے سنی ہے۔

٣٣٠٣ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٥٧٤ عن الحسن بن محمد به.

فائدہ: جنگی ضرورت کے تحت جن درختوں کے کاٹنے کی ضرورت و مصلحت تھی انھیں کاٹ دیا گیا اور جنھیں کاٹنے کی ضرورت نہ تھی انھیں چھوڑ دیا گیا۔ چونکہ کسی باغ کو اجاڑنا یا کسی عمارت کو مسمار کرنا جنگی ضرورت پر موقوف ہے، لہٰذا اگر جنگی ضرورت نہ ہو تو دشمن کی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بھی تباہ و برباد کرنا درست نہیں۔

(٣) ـ٣٣٠٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ بَاتَ بِهِ ضَيْفٌ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا قُوتُهُ وَقُوتُ صِبْيَانِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: نَوِّمِي الصِّبْيَةَ، وَأَطْفِئِي السِّرَاجَ، وَقَرِّبِي لِلضَّيْفِ مَا عِنْدَكِ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾[٩].

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[3304] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی کے ہاں ایک مہمان نے رات گزاری جبکہ اس کے پاس صرف اپنا اور اپنے بچوں کا کھانا ہی تھا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا: بچوں کو سلا دے، چراغ بجھا دے اور جو کچھ تیرے پاس ہے مہمان کو پیش کر دے، تو اس پر یہ آیت اتری: ''وہ اپنے آپ پر (دوسروں کو) ترجیح دیتے ہیں، اگر چہ خود انھیں سخت ضرورت ہو۔''

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سورۂ حشر کی آیت نمبر: 9 میں انصار کی سیر چشمی اور فراخ دلی کی تعریف کی گئی ہے کہ وہ بڑی فراخ دلی سے مہاجرین کا خیر مقدم کر رہے ہیں اور ان کی جو مدد کی جا رہی ہے اس سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی یا حسد وغیرہ محسوس نہیں کرتے بلکہ انھیں اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگر چہ خود انھیں ضرورت لاحق ہو۔ مہمان نوازی کا یہ واقعہ بھی اسی قربانی اور ایثار کا حصہ ہے۔ (تحفة الأحوذي: 140/9)

(المعجم ٦٠) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الْمُمْتَحِنَةِ (التحفة ٦٠)

باب: 60۔ سورۂ ممتحنہ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٣٠٥ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ - هُوَ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ - عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ:

[3305] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں: مجھے، زبیر اور مقداد بن اسود کو بھیجا اور فرمایا: ''تم روضۂ خاخ نامی جگہ پر پہنچو کیونکہ وہاں ایک

٣٣٠٤ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب إكرام الضيف وفضل إيثاره، ح: ٢٠٥٤ عن أبي كريب والبخاري، ح: ٣٧٩٨ من حديث فضيل به.

٣٣٠٥ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل حاطب بن أبي بلتعة وأهل بدر رضي الله عنهم، ح: ٢٤٩٤ عن ابن أبي عمر والبخاري، ح: ٣٠٠٧ من حديث سفيان بن عيينة به ٭ وفيه عن عمر [الحاكم: ٤/ ٢٧٧]، وجابر بن عبدالله [أحمد: ٣/ ٣٤٩، ٣٥٠]، وأبي عبدالرحمن السلمي عن علي [البخاري، ح: ٣٠٨١ ومسلم، ح: ٢٤٩٤].

سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَقَالَ: «انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا، فَأْتُونِي بِهِ» فَخَرَجْنَا تَتَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ، فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ: مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ، فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ، قَالَ: فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، قَالَ: فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلٰى أُنَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «مَا هٰذَا يَا حَاطِبُ؟» قَالَ: لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ امْرَءًا مُّلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَّلَمْ أَكُنْ مِّنْ أَنْفُسِهَا، وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنْ نَّسَبٍ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي، وَمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَّ[لَا] ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ [بَعْدَ الْإِسْلَامِ]، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَدَقَ»، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ! أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا فَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ» . قَالَ: وَفِيهِ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّورَةُ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ﴾ [1] السُّورَةَ. قَالَ عَمْرٌو: وَقَدْ رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي رَافِعٍ وَكَانَ كَاتِبًا لِّعَلِيٍّ [بْنِ أَبِي طَالِبٍ].

عورت ہے جس کے پاس خط ہے، وہ اس سے لے کر میرے پاس لاؤ۔'' ہم گھوڑے سرپٹ دوڑاتے ہوئے نکلے حتیٰ کہ روضۂ خاخ نامی جگہ پر پہنچ گئے تو ہمیں عورت مل گئی۔ ہم نے کہا: خط نکال دے۔ اس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا: تو خط پیش کر دے ورنہ تجھے کپڑے اتارنے ہوں گے، تو اس نے اپنی مینڈھیوں سے خط نکال دیا اور وہ لے کر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ وہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مکے کے کچھ مشرک لوگوں کی طرف تھا۔ وہ انھیں نبی ﷺ کے کچھ معاملات سے آگاہ کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے حاطب! یہ کیا معاملہ ہے؟'' انھوں نے عرض کی: میرے بارے میں فیصلہ کرنے میں جلدی نہ فرمائیں، اے اللہ کے رسول! (بات یہ ہے کہ) میں قریش کا حلیف ہوں، نسب اور برادری کے اعتبار سے میں ان میں سے نہیں ہوں اور آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں، مکے میں ان کی رشتے داریاں ہیں جن کے ذریعے سے وہ اپنے اہل و مال کا تحفظ کرتے ہیں۔ اب میں نے چاہا، جب میرا ان سے کسی قسم کا خاندانی رشتہ نہیں ہے تو میں ان پر کوئی احسان کروں جس کے باعث وہ میرے عزیز و اقارب کی حفاظت کریں۔ اور میں نے یہ کام کفر یا اپنے دین سے ارتداد اختیار کرتے ہوئے نہیں کیا اور نہ اسلام لانے کے بعد کفر کو پسند کیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس نے سچ بولا ہے۔'' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بولے: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''صورت واقعہ یہ ہے کہ یہ بدر کی لڑائی میں شرکت کر چکا ہے۔ تمھیں کیا معلوم شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جھانک کر فرمایا ہے: جو چاہو عمل کرو، میں تمھیں بخش

چکا ہوں۔'' اس سلسلے میں سورۂ ممتحنہ اتری جس کا آغاز اس آیت سے ہو رہا ہے: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم ان سے محبت کی پینگیں بڑھاتے ہو......'' عمرو (راوی) کہتے ہیں: میں نے ابن ابی رافع کو دیکھا ہے وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَفِيهِ عَنْ عُمَرَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ نَحْوَ هٰذَا. وَذَكَرُوا هٰذَا الْحَرْفَ فَقَالُوا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ. وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [بْنِ يَحْيَى] السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ نَحْوُ هٰذَا الْحَدِيثِ، وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ فِيهِ [فَقَالَ]: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کے بارے میں سیدنا عمر اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت آئی ہے۔ بہت سے راویوں نے یہ حدیث سفیان بن عیینہ سے اسی طرح بیان کی ہے اور اس میں یہ ٹکڑا بیان کیا ہے: ''تو انھوں نے کہا: تو خط پیش کر دے یا تجھے کپڑے اتارنے ہوں گے۔'' نیز یہ روایت عبدالرحمٰن (بن یحییٰ) سُلَمی کے واسطے سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی بیان کی گئی ہے اور بعض راویوں نے اس میں بیان کیا ہے: ''تو خط پیش کر دے ورنہ ہم تجھے ننگا کر دیں گے۔''

فائدہ: آیت کا مقصد یہ ہے کہ اگر تم میری راہ میں جہاد اور میری رضا طلبی کے لیے اس حال میں نکلے ہو کہ تم اپنے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت و مودت کی خواہش چھپائے ہوئے ہو، تو یاد رکھو یہ رویہ راہ راست سے بھٹکنے پر دلالت کرتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے کسی مصلحت کے تحت بھی نامہ و پیام درست نہیں۔ لیکن چونکہ یہ کام سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ نے نیک نیتی سے کیا تھا، وہ سمجھتے تھے کہ اللہ کا رسول غالب آ کر رہے گا۔ میں مفت میں ان پر احسان کر لوں گا۔ شرکائے بدر میں سے جن کی نیک نیتی اور نیک کرداری کی اللہ تعالیٰ توثیق فرما چکا ہے کہ میں شرکائے بدر کو گناہوں سے بچاؤں گا، اگر غیر شعوری طور پر یا کسی غلط فہمی سے قصور سرزد ہو جائے تو میں اسے توبہ کی توفیق دوں گا، اس لیے ان کی غلطی کو معاف کر دیا گیا ورنہ یہ عمل تو نفاق والوں ہی سے سرزد ہو سکتا تھا، اسی وجہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں منافق قرار دیا۔

(٢) ـ٣٣٠٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْتَحِنُ إِلَّا

[3306] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صرف اسی آیت کے ذریعے سے امتحان لیتے جس میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جب تمھارے پاس مومنہ عورتیں

٣٣٠٦ـ أخرجه البخاري، الأحكام، باب بيعة النساء، ح: ٧٢١٤ من حديث عبدالرزاق ومسلم، ح: ١٨٦٦ من حديث الزهري به.

بِالْآيَةِ الَّتِي قَالَ اللهُ: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ الْآيَةَ [١٢]. قَالَ مَعْمَرٌ: فَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ إِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا.

بیعت کے لیے آئیں......" امام طاؤس بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ اپنی مملوکہ عورت کے سوا کسی کو نہیں لگا۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جب مردوں کی طرح عورتوں کے ہجوم بھی نبی ﷺ کے پاس بیعت کے لیے آنے لگے اور ان میں بہت سی عورتیں ان طبقات سے تعلق رکھتی تھیں جن کا اخلاقی معیار پست تھا تو ان سے بیعت لیتے وقت ان برائیوں سے بچنے کی تاکید کی گئی جن کا ارتکاب اسلامی معاشرے کے کسی فرد کے لیے جائز نہیں۔ شرک، چوری، زنا اور قتل اولاد کے ساتھ ساتھ ہر ایسے بہتان باندھنے سے منع کیا گیا ہے جس کا تعلق جنسی امور سے ہو، یعنی کسی پر زنا، بوس و کنار یا ہاتھ لگانے کا الزام لگانا۔ آخر میں معروف کی تعمیل کا حکم دیا گیا۔ اس طرح برائی سے منع کرنے کے ساتھ نیکی کے حکم کو جمع کر دیا گیا، لیکن بیعت لیتے وقت نبی ﷺ نے ان کے ہاتھ کبھی اپنے ہاتھ میں نہیں لیے۔ آج ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے حکمران اجنبی عورتوں سے مصافحہ کرتے ہیں۔

(٣) ـ٣٣٠٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ شَهْرَ بْنَ حَوْشَبٍ: قَالَ: حَدَّثَتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةُ قَالَتْ: قَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ النِّسْوَةِ: مَا هٰذَا الْمَعْرُوفُ الَّذِي لَا يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَعْصِيَكَ فِيهِ؟ قَالَ: [لَا تَنُحْنَ] . قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ بَنِي فُلَانٍ قَدْ أَسْعَدُونِي عَلَى عَمِّي وَلَا بُدَّ لِي مِنْ قَضَائِهِنَّ، فَأَبَى عَلَيَّ فَعَاتَبْتُهُ مِرَارًا فَأَذِنَ لِي فِي قَضَائِهِنَّ فَلَمْ أَنُحْ بَعْدَ قَضَائِهِنَّ وَلَا [عَلَى] غَيْرِهِ حَتَّى السَّاعَةِ، وَلَمْ يَبْقَ مِنَ النِّسْوَةِ امْرَأَةٌ إِلَّا وَقَدْ نَاحَتْ غَيْرِي.

[3307] سیدہ ام سلمہ انصاریہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ عورتوں میں سے ایک عورت نے پوچھا: وہ معروف کون سا ہے جس کی ہمارے لیے آپ کی نافرمانی کرنا جائز نہیں؟ آپ نے فرمایا: "نوحہ نہ کرنا۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بنوفلاں نے میرے چچا کی موت پر، میرے ساتھ کھڑے ہو کر نوحہ کیا تھا اور میرے لیے ان کا بدلہ چکانا ضروری ہے۔ آپ نے انکار فرمایا۔ میرے بار بار پوچھنے پر آپ نے مجھے ان کا بدلہ چکانے کی اجازت دے دی۔ پھر میں نے ان کا بدلہ چکانے کے بعد آج تک کسی پر نوحہ نہیں کیا۔ میرے علاوہ کوئی عورت نہیں جس نے نوحہ نہ کیا ہو۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَفِيهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا]. قَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أُمُّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةُ-هِيَ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ ابْنِ السَّكَنِ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس مسئلے میں سیدہ ام عطیہ ؓ کی روایت بھی آئی ہے۔ عبد بن حمید کہتے ہیں: ام سلمہ انصاریہ سے مراد اسماء بنت یزید بن سکن ہے۔

٣٣٠٧ـ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ما جاء في النهي عن النياحة، ح: ١٥٧٩ من حديث يزيد بن عبدالله به ☆ وفيه عن أم عطية [مسلم، ح: ٩٣٧].

فائدہ: نوحہ کرنا اور مرنے والے پر چیخنا چلانا ایک ایسی رسم بد ہے جو جاہلیت کے دور سے عورتوں میں رچ بس چکی ہے، اس لیے اسلام میں اسے تدریجاً ختم کرنے کا حکم دیا گیا۔ پہلے اسے ایک ناپسندیدہ کام قرار دیا گیا، لیکن حرام قرار نہیں دیا گیا، پھر آہستہ آہستہ اسے حرام قرار دے دیا گیا۔ آغاز میں چونکہ کراہت تنزیہی تھی کراہت تحریمی یا حرمت کا حکم نہیں تھا، اس لیے بعض عورتوں کے بار بار اصرار پر انھیں ایک دفعہ اس ناز یبا حرکت کی اجازت دے دی گئی، لیکن اب یہ قطعی ممنوع ہے، لیکن اس کے بعد مسلمان عورتوں میں یہ رسم بد ختم نہیں ہو سکی، کسی نہ کسی شکل میں یہ ناجائز کام ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو اس سے بچنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (تحفة الأحوذي: 146/9)

(٤) ـ٣٣٠٨ـ [حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنِ الْأَغَرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي نَصْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ﴾ [١٠] قَالَ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ لِتُسْلِمَ حَلَّفَهَا بِاللهِ مَا خَرَجْتُ مِنْ بُغْضِ زَوْجِي، مَا خَرَجْتُ إِلَّا حُبًّا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ].

[3308] سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”جب تمھارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لو (تحقیق کر لو)“ کے بارے میں فرماتے ہیں: جب کوئی عورت نبی ﷺ کے پاس مسلمان ہونے کے لیے آتی، آپ اس سے اللہ کی قسم لیتے: ”میں خاوند سے بیزار ہو کر نہیں نکلی۔ میں تو صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں نکلی ہوں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

(المعجم ٦١) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الصَّفِّ (التحفة ٦١)

باب: 61۔ سورۂ صف کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٣٠٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: قَعَدْنَا نَفَرًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَتَذَاكَرْنَا

[3309] سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے چند ساتھی بیٹھے اور باہم گفتگو کی۔ ہم نے کہا: اگر ہمیں پتا چل جائے کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے تو ہم اس پر عمل کریں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے

٣٣٠٨ـ [ضعيف] أخرجه الطبري في تفسيره: ٢٨/ ٤٤ من حديث قيس بن الربيع به وهو ضعيف وأبو نصر الأسدي: "مجهول" (تقريب) وهذا الحديث لم يذكره المزي في تحفة الأشراف.

٣٣٠٩ـ أخرجه الحاكم: ٢/ ٦٩، ٢٢٨، ٢٢٩ من حديث محمد بن كثير به وصححه على شرط البخاري ومسلم ووافقه الذهبي، ورواه أحمد: ٥/ ٤٥٢ من حديث الأوزاعي به وصححه ابن حبان، ح: ١٥٨٩ * يحيى بن أبي كثير صرح بالسماع من أبي سلمة بن عبدالرحمن عند الحاكم وغيره، وحديث ابن المبارك عند أحمد: ٥/ ٤٥٢.

فَقُلْنَا: لَوْ نَعْلَمُ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ لَعَمِلْنَاهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ o يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ [١،٢] قَالَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ: فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا ابْنُ سَلَامٍ. قَالَ يَحْيٰى: فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا أَبُو سَلَمَةَ. قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ: فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا الْأَوْزَاعِيُّ. قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا ابْنُ كَثِيرٍ.

یہ آیت اتاری: ''اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! تم وہ کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔'' عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ آیات سنائیں۔ ابوسلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمیں یہ آیات ابن سلام رضی اللہ عنہ نے سنائیں۔ یحییٰ کہتے ہیں: ہمیں یہ آیات ابوسلمہ نے سنائیں۔ ابن کثیر کہتے ہیں: ہمیں یہ آیات اوزاعی نے سنائیں۔ عبداللہ کہتے ہیں: ہمیں یہ آیات ابن کثیر نے سنائیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ خُولِفَ مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ فِي إِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِيثِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ فَرَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ - أَوْ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَلَامٍ - وَرَوَى الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ نَحْوَ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند میں محمد بن کثیر کی مخالفت کی گئی ہے۔ وہ اور طرح بیان کرتا ہے اور ابن مبارک اور طرح۔ ولید بن مسلم نے یہ روایت اوزاعی سے محمد بن کثیر کی طرح بیان کی ہے۔

فائدہ: ان آیات میں پہلے تو یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جس اللہ کی تسبیح و بندگی میں اس کائنات کا ذرہ ذرہ سرگرم ہے، جو ہر چیز پر غالب اور جس کے ہر کام میں حکمت ہے، اس کی راہ میں جہاد سے اگر کوئی جان چرائے تو اس پر افسوس ہے یا جس اللہ کی اس کائنات کی ہر چیز تسبیح کر رہی ہے اور جو غالب و حکیم ہے تو اسے اس بات کی کیا پروا ہوسکتی ہے اگر کچھ بزدل اس کی راہ میں جہاد سے جی چراتے ہیں۔ پھر فرمایا: تم اس بات کا دعویٰ ہی کیوں کرتے ہو جو پورا کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتے ہو۔ جو لوگ نبی کی دعوت قبول نہیں کرتے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہیں، لیکن ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق وہ لوگ ہیں جو اس کی ہر بات ماننے کا اقرار کریں، لیکن عمل کسی بات پر بھی نہ کریں یا صرف ان باتوں پر عمل کریں جو ان کی نفسانی خواہشات کے مطابق ہوں۔ آدمی کے قول و قرار کی ساری قدر و قیمت اس کی وفاداری اور راست بازی میں ہے، لہٰذا انسان جو بات کہے یا وعدہ کرے، اسے پورا کرے۔

(المعجم ٦٢) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٦٢)

باب: 62۔ سورۂ جمعہ کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(۱) ـ۳۳۱۰ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ أُنْزِلَتْ سُورَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَاهَا فَلَمَّا بَلَغَ ﴿وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾[۲] قَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِنَا فَلَمْ يُكَلِّمْهُ، قَالَ: وَسَلْمَانُ [الْفَارِسِيُّ] فِينَا، قَالَ: فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ عَلٰى سَلْمَانَ فَقَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ».

[3310] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سورۂ جمعہ نازل ہوئی تو ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے اس کی تلاوت فرمائی۔ جب اس آیت پر پہنچے: ''اور ان میں سے کچھ اور لوگوں میں بھی (آپ کو بھیجا) جو ابھی تک ان کے ساتھ نہیں ملے.....'' تو آپ سے ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں جو ابھی تک ہمارے ساتھ نہیں ملے؟ آپ نے اس سے کلام نہ کیا۔ اور ہم میں سلمان (فارسی) رضی اللہ عنہ موجود تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھا اور فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ایمان ثریا پر بھی پہنچ جائے تو ان کے کچھ لوگ اس کو پکڑ لیں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَعَبْدُ اللهِ ابْنُ جَعْفَرٍ هُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ، وَأَبُو الْغَيْثِ - اسْمُهُ سَالِمٌ مَّوْلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ مُطِيعٍ [مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ] -. وَثَوْرُ ابْنُ زَيْدٍ - مَدَنِيٌّ - وَثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ - شَامِيٌّ -.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور عبداللہ بن جعفر جو علی بن مدینی کا باپ ہے، اسے یحییٰ بن معین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور سند سے بھی آئی ہے۔ ابوغیث کا نام سالم ہے۔ یہ عبداللہ بن مطیع کا آزاد کردہ غلام ہے۔ مدنی اور قابل اعتماد ہے۔ ثور بن زید مدنی ہے اور ثور بن یزید شامی ہے۔

فائدہ: یعنی نبی ﷺ کی بعثت صرف انھی امیوں کی طرف نہیں ہوئی بلکہ ان کی طرف بھی ہوئی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے، وہ بعد میں مسلمان ہوں گے۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ ان دوسروں میں صرف عرب ہی نہیں عجمی لوگ بھی شامل ہوں گے۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر ہاتھ رکھنے کا مطلب غیر عربوں کی طرف اشارہ تھا کہ ان لوگوں کا کردار دینی خدمات کے اعتبار سے بڑا روشن اور قابل قدر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم دیکھتے ہیں بڑے بڑے علماء جن سے دین کو ترقی اور اسلامی علوم کو فروغ حاصل ہوا وہ اکثر عجمی تھے۔

۳۳۱۰ـ [صحيح لغيره] أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿وآخرين منهم لما يلحقوا بهم﴾، ح: ٤٨٩٧ ومسلم، ح: ٢٥٤٦ من حديث ثور بن زيد به.

(٢) -٣٣١١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا إِذْ قَدِمَتْ عِيرُ الْمَدِينَةِ فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا﴾ [١١].

[3311] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر جمعے کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ اسی دوران میں غلہ لانے والا ایک قافلہ مدینہ طیبہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی (غلہ خریدنے کے لیے) اس کی طرف لپکے، حتیٰ کہ آپ کے ساتھ ان میں سے صرف بارہ آدمی رہ گئے جن میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ اسی پر یہ آیت اتری: ''اور جب انھوں نے کوئی (سامانِ) تجارت یا کوئی تماشا دیکھا تو اس کی طرف دوڑ پڑے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: عین خطبۂ جمعہ کے وقت تجارتی قافلہ آیا۔ اس نے اعلان وتشہیر کے لیے اپنے ڈھول پیٹے اور دف بجائے تو بہت سے لوگ جو خطبۂ جمعہ کی اہمیت سے آگاہ نہیں تھے، وہ نبی ﷺ کو خطبۂ جمعہ دیتے چھوڑ کر قافلے کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے، کیونکہ وہ سمجھتے تھے اگر یہ پیچھے رہ گئے تو اپنی ضرورت کی چیزیں حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اس پر یہ آیت اتری کہ مخلص اہل ایمان کے لیے جو اجر عظیم ہے اس کے طالب بنو۔ وہ اس دنیا کے لہو ولعب اور اس کی خرید وفروخت سے کہیں بہتر ہے۔ اگر اس دنیا کا بڑے سے بڑا نقصان کر کے بھی اللہ اور اس کے رسول کی رضا حاصل کر لو تو وہ تمھارے لیے بہت بہتر ہے، اس لیے دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ دنیا کے پیچھے مت بھاگو بلکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اس کے طالب بنو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہترین روزی دینے والا ہے۔ وہ وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا اور ایسا رزق دیتا ہے جو ہر اعتبار سے رزق کریم ہوتا ہے۔

(المعجم ٦٣) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ الْمُنَافِقِينَ (التحفة ٦٣)

باب: 63۔ سورۃ المنافقون کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

٣٣١١- أخرجه مسلم، الجمعة، باب في قوله تعالى: ﴿وإذا رأوا تجارة أو لهوًا انفضوا إليها وتركوك قائمًا﴾، ح: ٨٦٣ من حديث هشيم به ورواه البخاري، ح: ٩٣٦ من حديث حصين عن سالم به.

(۱) -۳۳۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ أُبَيِّ ابْنَ سَلُولَ يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ: ﴿لَا تُنْفِقُوا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوا﴾ [۷] ﴿لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ﴾ [۸] فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ ذٰلِكَ عَمِّي لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى عَبْدِاللهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا، فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَدَّقَهُ، فَأَصَابَنِي شَيْءٌ لَمْ يُصِبْنِي شَيْءٌ قَطُّ مِثْلُهُ، فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ عَمِّي: مَا أَرَدْتَ إِلَّا أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَقَتَكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ [تَعَالٰى] ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ فَبَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَرَأَهَا ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ».

[3312] سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا تو میں نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو اپنے ساتھیوں کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو اللہ کے رسول کے پاس ہیں، یہاں تک کہ وہ منتشر ہو جائیں'' ''اگر ہم مدینے واپس گئے تو جو زیادہ عزت والا ہے وہ اس (مدینے) سے ذلیل تر کو ضرور ہی نکال دے گا۔'' میں نے اس کا ذکر اپنے چچا سے کر دیا اور میرے چچا نے اس کا نبی ﷺ سے تذکرہ کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کی طرف پیغام بھیجا (آ کر) انھوں نے قسمیں اٹھائیں کہ انھوں نے یہ باتیں نہیں کیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھوٹا قرار دیا اور ان کی تصدیق کی۔ اس پر مجھے اس قدر غم پہنچا کہ اتنا غم مجھے کبھی نہیں پہنچا تھا۔ میں گھر بیٹھ رہا۔ میرے چچا نے کہا: تجھے (یہ بات کرنے کی) کیا ضرورت تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے جھوٹا قرار دیا اور تجھ سے ناراض ہو گئے۔ اس پر اللہ نے سورۂ منافقون اتاری۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے طلب کیا اور مجھے یہ سورت سنائی اور فرمایا: ''بلاشبہ یقیناً اللہ نے تجھے سچا قرار دیا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: 6 ہجری میں غزوۂ بنی مصطلق (جنگ مریسیع) کے موقع پر نبیٔ اکرم ﷺ نے ایک چشمے پر پڑاؤ ڈالا۔ وہاں ایک مہاجر اور ایک انصاری کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ مہاجر نے انصاری کو تھپڑ مار دیا جس پر انصاری نے انصار کی دہائی دی اور مہاجر نے مہاجرین کی۔ دونوں طرف لوگ لڑائی کے لیے تیار ہو گئے، لیکن آپ ﷺ کے درمیان میں آنے سے معاملہ رفع دفع ہو گیا، لیکن عبداللہ بن ابی نے جو ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہتا تھا، اس موقع سے فائدہ اٹھا کر مہاجرین کے خلاف انصار کے جذبات بھڑکانے کے لیے انتہائی زہریلے فقرے کسے۔ اس نے ان میں یہ بھی کہا: ''یہ ہمارے گھروں میں پناہ پا کر اب ہم پر ہی غرانے لگے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے: کتے کو موٹا کرو بالآخر تمھیں ہی کاٹے گا۔ اللہ کی قسم! اب ہم پلٹے تو جو باعزت ہیں وہ رذیلوں کو

۳۳۱۲- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿وإذا قيل لهم تعالوا يستغفر لكم رسول الله لووا رءوسهم . . .﴾ إلخ، ح: ٤٩٠٤ عن عبيدالله بن موسى ومسلم، ح: ٢٧٧٢ من حديث أبي إسحاق به صرح بالسماع.

وہاں سے نکال دیں گے۔" (المصباح المنیر، ص: 1457) اس نے اس قسم کی باتیں اپنے مخصوص ٹولے میں کہی تھیں، لیکن سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے سن لیں اور اپنے چچا کے ذریعے سے نبی ﷺ تک پہنچا دیں۔ وہ لوگ ان سے صاف طور پر مکر گئے۔ آپ نے ان کی چکنی چپڑی باتوں کے سبب ان کی بات مان لی۔ اس طرح سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ جھوٹے قرار پائے، چنانچہ وہ اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے بچانے کے لیے غم وحزن کی بنا پر گھر بیٹھ رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے منافقوں کا پول کھول دیا اور سورۂ منافقون میں ان کی تصویر کھینچ دی جس سے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سرخ رو ہو گئے اور ان کی تصدیق ہو گئی اور منافق ذلیل وخوار ہو گئے۔

(٢) -٣٣١٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْأَزْدِيِّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَكَانَ مَعَنَا أُنَاسٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ فَكُنَّا نَبْتَدِرُ الْمَاءَ، وَكَانَ الْأَعْرَابُ يَسْبِقُونَا إِلَيْهِ، فَسَبَقَ أَعْرَابِيٌّ أَصْحَابَهُ فَيَسْبِقُ الْأَعْرَابِيُّ فَيَمْلَأُ الْحَوْضَ وَيَجْعَلُ حَوْلَهُ حِجَارَةً وَّيَجْعَلُ النِّطَعَ عَلَيْهِ حَتّٰى يَجِيءَ أَصْحَابُهُ، قَالَ: فَأَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ أَعْرَابِيًّا فَأَرْخٰى زِمَامَ نَاقَتِهِ لِتَشْرَبَ فَأَبٰى أَنْ يَدَعَهُ، فَانْتَزَعَ قِبَاضَ الْمَاءِ فَرَفَعَ الْأَعْرَابِيُّ خَشَبَةً فَضَرَبَ بِهَا رَأْسَ الْأَنْصَارِيِّ فَشَجَّهُ. فَأَتٰى عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ رَأْسَ الْمُنَافِقِينَ فَأَخْبَرَهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَغَضِبَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ثُمَّ قَالَ: لَا تُنْفِقُوا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ يَعْنِي الْأَعْرَابَ. وَكَانُوا يَحْضُرُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عِنْدَ الطَّعَامِ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: إِذَا انْفَضُّوا مِنْ عِنْدِ مُحَمَّدٍ فَأْتُوا مُحَمَّدًا بِالطَّعَامِ فَلْيَأْكُلْ هُوَ وَمَنْ عِنْدَهُ، ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيُخْرِجِ الْأَعَزُّ مِنْكُمُ الْأَذَلَّ. قَالَ زَيْدٌ: وَأَنَا رِدْفُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَمِعْتُ

[3313] سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوے کے لیے نکلے اور ہمارے ساتھ کچھ بدوی لوگ بھی تھے۔ ہم پانی کی طرف لپکتے اور اعرابی (بدوی) اس تک ہم سے پہلے پہنچ جاتے۔ ایک بدوی اپنے ساتھیوں سے پہلے پہنچ جاتا اور حوض (پانی سے) بھر لیتا اور اس کے اردگرد پتھر ڈال دیتا اور اس کے اوپر چمڑے کا بچھونا رکھ دیتا تاکہ اس کے ساتھی پہنچ جائیں۔ ایک انصاری آدمی بدوی کے پاس آیا اور اپنی اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ دی تاکہ وہ پانی پی لے۔ اس نے اسے پانی پلانے کی اجازت نہ دینے پر اصرار کیا تو اس (انصاری) نے پانی روکنے والا پتھر اٹھا دیا۔ اس پر بدوی نے ایک لکڑی اٹھا کر انصاری کے سر پر دے ماری اور اسے زخمی کر دیا۔ یہ انصاری منافقوں کے سرغنے کے پاس آ گیا اور اسے واقعے سے آگاہ کیا، کیونکہ یہ اس کے ساتھیوں میں سے تھا، اس لیے عبداللہ بن ابی غصے میں آ گیا، پھر کہا: رسول اللہ کے ساتھیوں پر خرچ نہ کرو تاکہ وہ اس کے پاس سے بکھر جائیں، یعنی بدوی بکھر جائیں۔ یہ لوگ کھانے کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس آ جاتے تھے۔ عبداللہ نے کہا: جب یہ لوگ محمد (ﷺ) کے پاس سے منتشر ہو جائیں تو

٣٣١٣- أخرجه الطبراني: ٥/ ١٨٧، ح: ٥٠٤١ من حديث عبيدالله بن موسى به وصححه الحاكم: ٢/ ٤٨٨، ٤٨٩ ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد منها الحديث السابق * السدي هو إسماعيل بن عبدالرحمن، وأبو سعيد الأزدي ويقال: أبو سعد: وثقه الترمذي وابن حبان فالسند حسن.

عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ فَأَخْبَرْتُ عَمِّي فَانْطَلَقَ فَأَخْبَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَحَلَفَ وَجَحَدَ. قَالَ: فَصَدَّقَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَذَّبَنِي، قَالَ: فَجَاءَ عَمِّي إِلَيَّ، فَقَالَ: مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ مَقَتَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَذَّبَكَ وَالْمُسْلِمُونَ، قَالَ: فَوَقَعَ عَلَيَّ مِنَ الْهَمِّ مَا لَمْ يَقَعْ عَلَى أَحَدٍ، قَالَ: فَبَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ قَدْ خَفَقْتُ بِرَأْسِي مِنَ الْهَمِّ إِذْ أَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَعَرَكَ أُذُنِي وَضَحِكَ فِي وَجْهِي، فَمَا كَانَ يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الْخُلْدَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَحِقَنِي فَقَالَ: مَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قُلْتُ: مَا قَالَ لِي شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُ عَرَكَ أُذُنِي وَضَحِكَ فِي وَجْهِي. فَقَالَ: أَبْشِرْ، ثُمَّ لَحِقَنِي عُمَرُ فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِي لِأَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سُورَةَ الْمُنَافِقِينَ.

محمد کے پاس کھانا لانا تاکہ وہ اور اس کے ساتھی کھا لیں۔ پھر اپنے ساتھیوں کو کہا: اگر ہم مدینے واپس گئے تو ہم میں سے جو زیادہ عزت والا ہے وہ ذلیل تر کو نکال دے گا۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اور میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ میں نے عبداللہ بن ابی کی بات سن لی اور اپنے چچا کو بتائی۔ انھوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو بتا دی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا بھیجا اس نے قسم اٹھا کر انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سچا قرار دیا اور مجھے جھٹلایا۔ میرا چچا میرے پاس آیا اور کہا: تو نے ایسی حرکت کیوں کی جس سے رسول اللہ ﷺ تجھ سے ناراض ہو گئے اور تجھے آپ نے اور مسلمانوں نے جھوٹا سمجھا۔ اس سے مجھے اس قدر غم پہنچا جو کسی کو نہ پہنچا تھا۔ اسی دوران میں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور میں نے غم کے باعث سر جھکایا ہوا تھا کہ اچانک رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرا کان مروڑا اور میرے سامنے مسکرائے۔ اس کے عوض دنیا کی ہمیشہ کی زندگی بھی مجھے پسند نہ تھی۔ پھر مجھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے تجھ سے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا: آپ نے مجھے اس کے سوا کچھ نہیں کہا کہ آپ نے میرا کان مروڑا ہے اور میرے سامنے ہنسے ہیں۔ انھوں نے کہا: خوش ہو جاؤ۔ پھر مجھ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آ ملے تو میں نے انھیں بھی وہی بات کہی جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہی تھی۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سورۂ منافقون سنائی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھگڑے کا آغاز پانی سے ہوا۔ اگلی روایت (3315) سے معلوم ہوتا ہے کہ جھگڑے کا سبب مہاجر کا انصاری کی دبر پر مکا مارنا تھا۔ معلوم ہوتا ہے پہلے مکا مارا، پھر سر پر لکڑی ماری اور پھر ہر ایک نے اپنے اپنے گروہ کو آواز دی۔ نبیٔ اکرم ﷺ کا سیدنا زید رضی اللہ عنہ کا کان مروڑ کر ہنسنا اس بات کی علامت تھا کہ آپ ﷺ کی ناراضی دور ہو چکی ہے اور آپ اس سے راضی وخوش ہیں، اسی لیے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو بشارت دی۔

(٣) -٣٣١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ: ﴿لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ﴾ [٨]. قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَحَلَفَ، مَا قَالَهُ، فَلَامَنِي قَوْمِي فَقَالُوا: مَا أَرَدْتَ إِلٰى هٰذِهِ، فَأَتَيْتُ الْبَيْتَ وَنِمْتُ كَئِيبًا حَزِينًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ ﷺ أَوْ أَتَيْتُهُ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ». قَالَ: فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا﴾ [٧].

[3314] سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن اُبَی نے غزوۂ تبوک کے موقع پر کہا: ''اگر ہم مدینے واپس گئے تو جو زیادہ عزت والا ہے وہ اس (مدینے) سے ذلیل تر کو ضرور ہی نکال دے گا۔'' میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس واقعے کی خبر دی۔ عبداللہ نے قسم اٹھائی کہ اس نے یہ بات نہیں کہی۔ اس پر میری قوم نے مجھے ملامت کی اور کہا: تو نے یہ بات کس ارادے سے کہی۔ میں گھر آ کر افسردہ و رنجیدہ سو گیا۔ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے یا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ نے تجھے سچا قرار دیا ہے۔'' اسی سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی: ''یہی ہیں جو کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر جو اللہ کے رسول کے ساتھ ہیں، تم اپنا مال خرچ نہ کرو تا کہ وہ منتشر ہو جائیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے واقعے سے اپنے چچا کو آگاہ کیا اور انھوں نے نبی ﷺ کو بتایا۔ آپ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو بلایا تو سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے آپ کو بھی بتایا۔ ② یہ غزوۂ بنو مصطلق کا واقعہ ہے، اسے غزوۂ تبوک قرار دینا راوی کا وہم ہے۔ (تحفة الأحوذي: 153/9) ③ گھر سے مراد حالت سفر کا گھر، یعنی خیمہ مراد ہے۔

(٤) -٣٣١٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: كُنَّا فِي غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ: يَرَوْنَ أَنَّهَا غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ! وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ! فَسَمِعَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ:

[3315] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے میں تھے۔ سفیان (راوی) کہتے ہیں: لوگوں کا خیال ہے کہ وہ غزوۂ بنو مصطلق ہے۔ مہاجرین میں سے ایک آدمی نے ایک انصاری کی دبر پر تھپڑ مارا (تنازع بڑھ گیا تو) مہاجر نے مدد کے لیے مہاجروں کو آواز دی اور انصاری نے مدد کے لیے انصار کو پکارا۔ اس پکار کو نبی ﷺ

٣٣١٤ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿ذلك بأنهم آمنوا ثم كفروا فطبع على قلوبهم فهم لا يفقهون﴾، ح: ٤٩٠٢ من حديث شعبة به.

٣٣١٥ـ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب: نصر الأخ ظالمًا أو مظلومًا، ح: ٢٥٨٤ عن ابن أبي عمر والبخاري، ح: ٤٩٠٥ من حديث سفيان بن عيينة به.

«مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ؟» قَالُوا: رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ كَسَعَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ». فَسَمِعَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُولَ، فَقَالَ: أَوَ قَدْ فَعَلُوهَا؟ وَاللهِ ﴿لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ﴾ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ! دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «دَعْهُ. لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ». وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو: فَقَالَ لَهُ ابْنُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِاللهِ: وَاللهِ لَا تَنْقَلِبُ حَتّٰى تُقِرَّ أَنَّكَ الذَّلِيلُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ الْعَزِيزُ فَفَعَلَ.

نے سن لیا تو فرمایا: ”جاہلیت کی پکار کیوں؟“ لوگوں نے بتایا کہ مہاجرین میں سے ایک آدمی نے ایک انصاری کی دبر پر تھپیڑ مارا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جاہلیت کی پکار کو چھوڑ دو کیونکہ یہ بدبودار ہے۔“ اس واقعے کے بارے میں عبداللہ بن ابی ابن سلول نے سن لیا تو اس نے کہا: کیا مہاجرین نے یہ حرکت کی ہے؟ اللہ کی قسم! اگر ہم مدینے واپس گئے تو زیادہ عزت والا، اس مدینے سے ذلیل تر کو ضرور ہی نکال دے گا۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے، میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے چھوڑو، لوگ باتیں نہ کریں کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو قتل کروا دیتا ہے۔“ عمرو کے علاوہ اور راوی بیان کرتا ہے: تو اسے اس کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! تو (مدینے) واپس نہیں جا سکتا، حتیٰ کہ تو مان لے کہ تو ذلیل ہے اور اللہ کے رسول ﷺ عزت والے ہیں، تو اس نے اقرار کر لیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① ہر فریق کا حق و باطل، صحیح اور غلط میں امتیاز کیے بغیر اپنے گروہ اور فریق کو آواز دینا، جاہلیت کا دستور اور طرزِ عمل ہے۔ مسلمانوں کا کام حق کا ساتھ دینا ہے۔ وہ اپنے حق میں ہو یا اپنے مخالف کے، اس لیے آپ نے اس آواز کو بدبودار قرار دیا۔ ② آپس میں جھگڑنے والے جہجاہ بن سعید غفاری تھے جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نوکر تھے اور دوسرے سنان بن دبرہ جہنی تھے جو انصار کے حلیف تھے۔ ③ عبداللہ بن ابی چونکہ زبان سے ایمان و اسلام کا اظہار کرتا تھا اور غزوے میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ شریک تھا، اس لیے اس کا قتل مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈے کا باعث بن سکتا تھا۔ اس کے بیٹے عبداللہ کے لیے بھی پریشانی کا باعث بنتا، لیکن چونکہ وہ پختہ اور صحیح مومن تھا، اس لیے اس نے خود ہی اپنے باپ کا شدید محاسبہ کیا اور یہ فتنہ ختم ہو گیا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: 828/8)

(٥) ـ٣٣١٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا

[3316] سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جس

٣٣١٦ـ[ضعيف] أخرجه الطبري في تفسيره: ٢٨/ ٧٦ من حديث أبي جناب به مختصرًا وهو في مسند عبد بن حميد، ح: ٦٩٢ عن عبدالرزاق عن الثوري به * أبو جناب عنعن والضحاك بن مزاحم عن ابن عباس: منقطع.

جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو جَنَابٍ الْكَلْبِيُّ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا] قَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يُبَلِّغُهُ حَجَّ بَيْتِ رَبِّهِ أَوْ يَجِبُ عَلَيْهِ فِيهِ زَكَاةٌ فَلَمْ يَفْعَلْ يَسْأَلِ الرَّجْعَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! اتَّقِ اللهَ فَإِنَّمَا يَسْأَلُ الرَّجْعَةَ الْكُفَّارُ، فَقَالَ: سَأَتْلُو عَلَيْكَ بِذٰلِكَ قُرْآنًا ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ٥ وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلٰى أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿وَاللهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ [٩-١١] قَالَ: فَمَا يُوجِبُ الزَّكَاةَ؟ قَالَ: إِذَا بَلَغَ الْمَالُ مِائَتَيْنِ فَصَاعِدًا، قَالَ: فَمَا يُوجِبُ الْحَجَّ؟ قَالَ: الزَّادُ وَالْبَعِيرُ.

کے پاس اس قدر مال ہے جو اسے اپنے رب کے گھر کی زیارت کے لیے پہنچاتا ہے یا اس میں اس پر زکاۃ فرض ہوتی ہے اور وہ یہ کام نہیں کرتا، وہ موت کے وقت (دنیا میں) واپسی کی درخواست کرے گا۔ ایک آدمی نے کہا: اے ابن عباس! اللہ سے ڈرو کیونکہ واپسی کا سوال تو صرف کافر کریں گے۔ انھوں نے جواب دیا: میں بطور دلیل ابھی تمھیں قرآن سناتا ہوں: ''اے ایمان والو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کردیں، چنانچہ جو ایسا کرے تو وہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔ اور ہم نے جو کچھ تمھیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے پھر وہ (حسرت سے) کہے: اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت تک (کچھ اور) مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ کرتا ...... اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب آگاہ ہے۔'' تو اس آدمی نے پوچھا: زکاۃ کتنے مال پر واجب ہوتی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: جب مال دوسو درہم اور اس سے اوپر ہو۔ اس نے پوچھا: حج کس طرح فرض ہوتا ہے؟ فرمایا: جب زادراہ اور سواری ہو۔

(٦) - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي حَيَّةَ، عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ. وَقَالَ: هٰكَذَا رَوٰى [سُفْيَانُ] بْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي جَنَابٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ. وَأَبُو جَنَابٍ: الْقَصَّابُ - اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي حَيَّةَ - وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ اور بہت سے راویوں نے یہ حدیث ابوجناب کی سند سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے قول کی حیثیت سے بیان کی ہے، اسے مرفوعاً بیان نہیں کیا اور یہ روایت عبدالرزاق کی مرفوع روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ ابوجناب قصاب کا نام یحییٰ بن ابی حیہ ہے اور وہ حدیث کے سلسلے میں قوی نہیں ہے۔

(المعجم ٦٣) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ التَّغَابُنِ (التحفة ٦٤)

باب: 64۔ سورۂ تغابن کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٣١٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ ابْنُ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ﴾ [١٤] قَالَ: هٰؤُلَاءِ رِجَالٌ أَسْلَمُوا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ وَأَرَادُوا أَنْ يَأْتُوا النَّبِيَّ ﷺ فَأَبَى أَزْوَاجُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ أَنْ يَدَعُوهُمْ أَنْ يَأْتُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَوُا النَّاسَ قَدْ فَقُهُوا فِي الدِّينِ، هَمُّوا أَنْ يُعَاقِبُوهُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ﴾ الْآيَةَ.

[3317] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ''اے ایمان والو! تمھاری بیویوں اور تمھاری اولاد میں سے بعض تمھارے دشمن ہیں، لہٰذا تم ان سے ہوشیار رہو'' تو انھوں نے جواب دیا: اس سے مراد مکے کے وہ مرد ہیں جو مسلمان ہو گئے اور انھوں نے (ہجرت کر کے) نبی ﷺ کے پاس آنے کا ارادہ کیا تو ان کی بیویوں اور ان کی اولاد نے انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ (پہلے آنے والے) لوگ دین کی سوجھ بوجھ حاصل کر چکے ہیں۔ اس پر انھوں نے ان (بیوی بچوں) کو سزا دینے کا ارادہ کیا۔ اس پر یہ آیت اتری: ''اے ایمان والو! تمھاری بیویوں اور تمھاری اولاد میں سے بعض تمھارے دشمن ہیں، لہٰذا تم ان سے ہوشیار رہو (اور اگر تم معاف کرو گے، درگزر کرو گے اور بخشو گے تو اللہ غفور ورحیم ہے۔)''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے یہ واقعہ آیت کی شان نزول نہیں۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ انسان کے اہل وعیال میں سے بعض اس کے دشمن ہوتے ہیں جو اسے اللہ تعالیٰ کے حقوق وفرائض کی ادائیگی سے روکتے ہیں۔ وہ یہ کام اگرچہ خیر خواہانہ انداز میں کرتے ہیں، لیکن یہ چیز نتیجے کے اعتبار سے، انسان کی ہلاکت وتباہی کا باعث بنتی ہے۔ اسی وجہ سے وہ گویا دراصل اس کے دشمن کا کردار ادا کرتے ہیں، اس لیے بڑی توجہ اور احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کہ انسان ان کے بہکاوے میں نہ آئے، لیکن ساتھ ہی یہ لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ ان کا یہ طرز عمل قطع تعلق اور مفارقت کا باعث نہ بنے جہاں تک گنجائش ہو، عفو ودرگزر اور چشم پوشی سے کام لیا جائے اور ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔

٣٣١٧ـ [ضعيف] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ١٨٩٠٤ من حديث محمد بن يوسف الفريابي به وصححه الحاكم: ٢/ ٤٩٠ ووافقه الذهبي * سلسلة سماك عن عكرمة ضعيفة وله شاهد ضعيف.

(المعجم ٦٦) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ التَّحْرِيمِ

(التحفة ٦٥)

باب: 66۔ سورۂ تحریم کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٣١٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا] يَقُولُ: لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ]: ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ [٤] حَتّٰى حَجَّ عُمَرُ وَحَجَجْتُ مَعَهُ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللهُ: ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾؟ فَقَالَ لِي: وَا عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ. قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَرِهَ وَاللهِ مَا سَأَلَهُ عَنْهُ وَلَمْ يَكْتُمْهُ. فَقَالَ لِي: هِيَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ، قَالَ: ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنِي الْحَدِيثَ فَقَالَ: كُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ، فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ فَتَغَضَّبْتُ يَوْمًا عَلَى امْرَأَتِي فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَقَالَتْ: مَا تُنْكِرُ مِنْ ذٰلِكَ فَوَاللهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ، قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي قَدْ خَابَتْ مَنْ فَعَلَتْ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ وَخَسِرَتْ قَالَ، وَكَانَ مَنْزِلِي بِالْعَوَالِي فِي بَنِي أُمَيَّةَ، وَكَانَ لِي جَارٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ إِلَى

[3318] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس بات کا خواہش مند رہا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی ان دو بیویوں کے متعلق سوال کروں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اگر تم دونوں اللہ کی طرف توبہ کرو (تو بہتر ہے) کیونکہ یقیناً تمھارے دل (حق سے) ہٹ گئے ہیں۔'' حتیٰ کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور میں نے بھی ان کے ساتھ حج کیا۔ میں نے ان کے لیے برتن سے پانی ڈالا اور انھوں نے وضو کیا تو میں نے کہا: اے امیر المومنین! نبی ﷺ کی بیویوں میں سے وہ کون سی دو عورتیں ہیں جن کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے: ''اگر تم اللہ کی طرف توبہ کرو (تو بہتر ہے) کیونکہ یقیناً تمھارے دل (حق سے) ہٹ گئے ہیں'' انھوں نے مجھ سے فرمایا: اے ابن عباس! تم پر تعجب ہے۔ امام زہری کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ابن عباس نے جو کچھ کہا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ناپسند کیا لیکن چھپایا نہیں۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا: وہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ پھر انھوں نے مجھے پورا واقعہ سنایا کہ ہم قریشی لوگ اپنی عورتوں پر غالب تھے۔ جب ہم مدینہ آئے تو ہم نے ایسے لوگوں کو پایا جن پر ان کی عورتیں غالب تھیں اور ہماری عورتیں بھی ان کی عورتوں سے (یہ چیز) سیکھنے لگیں، چنانچہ ایک دن میں اپنی بیوی سے ناراض ہوا تو وہ میرے ساتھ تکرار کرنے لگی (اور میرے اعتراض پر)

٣٣١٨ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب: في الإيلاء واعتزال النساء وتخييرهن ... [إلخ، ح:١٤٧٩/ ٣٤ من حديث عبدالرزاق والبخاري، ح:٢٤٦٨ من حديث الزهري به وتقدم طرفه: ٢٤٦١.

رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَّيَأْتِينِي بِخَبَرِ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ. وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَآتِيهِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ، قَالَ: فَكُنَّا نُحَدِّثُ أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِتَغْزُونَا، قَالَ: فَجَاءَنِي يَوْمًا عِشَاءً فَضَرَبَ عَلَيَّ الْبَابَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ، قُلْتُ: أَجَاءَتْ غَسَّانُ؟ قَالَ: أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ طَلَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نِسَاءَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هٰذَا كَائِنًا، قَالَ: فَلَمَّا صَلَّيْتُ الصُّبْحَ شَدَدْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ: أَطَلَّقَكُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: لَا أَدْرِي، هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِي هٰذِهِ الْمَشْرُبَةِ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فَأَتَيْتُ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ، قَالَ: فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ قَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ. فَإِذَا حَوْلَ الْمِنْبَرِ نَفَرٌ يَبْكُونَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَأَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ. فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ أَيْضًا فَجَلَسْتُ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَأَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ. فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ [فَـ]قَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. قَالَ: فَوَلَّيْتُ مُنْطَلِقًا فَإِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي. فَقَالَ: ادْخُلْ فَقَدْ أَذِنَ لَكَ قَالَ: فَدَخَلْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ مُتَّكِئٌ عَلٰى رَمْلِ حَصِيرٍ فَرَأَيْتُ أَثَرَهُ فِي جَنْبَيْهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ. لَوْ رَأَيْتَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! وَنَحْنُ مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ

کہنے لگی: تم اس پر اعتراض کیوں کرتے ہو؟ اللہ کی قسم! نبی ﷺ کی بیویاں بھی آپ سے تکرار کر لیتی ہیں اور ان میں سے بعض پورا دن رات آپ سے علیحدہ ہو جاتی ہیں۔ میں نے دل میں کہا: ان میں سے جس نے یہ حرکت کی، وہ نامراد ہوگئی اور خسارے میں پڑ گئی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرا گھر بالائی علاقے بنوامیہ میں تھا اور ایک انصاری میرا پڑوسی تھا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس باری باری آتے۔ فرمایا: ایک دن وہ آتا اور میرے پاس وحی وغیرہ کی خبر لے کر آتا اور ایک دن میں ٹھہرتا اور اسی قسم کا عمل کرتا۔ تب ہمیں بتایا جاتا تھا کہ غسانی لوگ ہم سے جنگ کے لیے گھوڑوں کو نعل لگوا رہے ہیں، تو ایک دن میرا ساتھی عشاء کے وقت میرے ہاں آیا اور میرے دروازے پر دستک دی۔ میں گھر سے باہر آیا تو اس نے کہا: انتہائی ناگوار حادثہ پیش آ گیا ہے، میں نے کہا: کیا غسانی آ گئے ہیں؟ اس نے کہا: ان کے آنے سے بھی بڑھ کر خطرناک! رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے دل میں کہا: حفصہ ناکام ہوگئی اور گھاٹے میں پڑ گئی۔ مجھے خیال تھا کہ یہ کام ہو کر رہے گا۔ جب میں نے صبح کی نماز پڑھ لی، اپنا لباس پہنا، پھر چل پڑا حتیٰ کہ حفصہ کے ہاں پہنچ گیا۔ دیکھا تو وہ رو رہی ہے۔ میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے تمھیں طلاق دے دی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: مجھے پتہ نہیں ہے۔ آپ ادھر اپنے بالا خانے میں ہیں۔ میں چلا اور حبشی غلام کے پاس آ گیا اور میں نے کہا: عمر کے لیے اجازت طلب کرو۔ وہ آپ کے پاس اندر گیا اور پھر نکل کر میرے پاس آ گیا اور کہا: میں نے آپ ﷺ سے تمھارا ذکر کیا ہے مگر آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں مسجد کی طرف چل پڑا تو وہاں دیکھا کہ منبر کے پاس کچھ لوگ جمع ہیں اور

فَتَغَضَّبْتُ يَوْمًا عَلَى امْرَأَتِي فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَأَنْكَرْتُ ذٰلِكَ فَقَالَتْ: مَا تُنْكِرُ فَوَاللهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ، قَالَ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: أَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: نَعَمْ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَانَا الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ، قَالَ: فَقُلْتُ: قَدْ خَابَتْ مَنْ فَعَلَتْ ذٰلِكَ مِنْكُنَّ وَخَسِرَتْ، أَتَأْمَنُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ يَغْضَبَ اللهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَإِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ؟ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: لَا تُرَاجِعِي رَسُولَ اللهِ ﷺ وَلَا تَسْأَلِيهِ شَيْئًا وَسَلِينِي مَا بَدَا لَكِ، وَلَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ صَاحِبَتُكِ أَوْسَمَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَ: فَتَبَسَّمَ أُخْرٰى، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَسْتَأْنِسُ؟ قَالَ: «نَعَمْ». قَالَ: فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَمَا رَأَيْتُ فِي الْبَيْتِ إِلَّا أُهُبَةً ثَلَاثَةً، [قَالَ:] فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! ادْعُ اللهَ أَنْ يُوَسِّعَ عَلٰى أُمَّتِكَ فَقَدْ وَسَّعَ عَلٰى فَارِسَ وَالرُّومِ وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَهُ، فَاسْتَوٰى جَالِسًا فَقَالَ: «أَ[وَ] فِي شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا». قَالَ: وَكَانَ أَقْسَمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلٰى نِسَائِهِ شَهْرًا فَعَاتَبَهُ اللهُ فِي ذٰلِكَ فَجَعَلَ لَهُ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ بَدَأَ بِي فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ شَيْئًا فَلَا تَعْجَلِي حَتّٰى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ»، قَالَتْ: ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ﴾ الْآيَةَ [الأحزاب: ٢٨]. قَالَتْ: عَلِمَ وَاللهِ! أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَفِي هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟ فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ. قَالَ مَعْمَرٌ:

رو رہے ہیں۔ میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر میں جو دکھ پاتا تھا، مجھ پر غالب آ گیا، لہٰذا میں غلام کے پاس آیا اور کہا: عمر کے لیے اجازت طلب کرو۔ وہ اندر داخل ہوا، پھر باہر میرے پاس آ گیا اور کہا: میں نے آپ ﷺ سے تمھارا ذکر کیا ہے، مگر آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں پھر مسجد کی طرف چل پڑا اور وہاں بیٹھ گیا۔ پھر میں جو کچھ محسوس کرتا تھا وہ مجھ پر غالب آ گیا تو میں غلام کے پاس آیا اور میں نے کہا: عمر کے لیے اجازت طلب کرو۔ وہ اندر گیا، پھر میرے پاس آ گیا اور کہا: میں نے آپ سے تمھارا ذکر کیا ہے، لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں پیٹھ پھیر کر چل پڑا تو غلام مجھے آواز دینے لگا اور کہا: اندر چلے جاؤ۔ تمھیں اجازت مل گئی ہے۔ میں اندر داخل ہوا تو نبی ﷺ کھجور کے بان پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے اس کے نشانات آپ کے پہلوؤں پر دیکھے اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، (اللہ اکبر کہا۔) اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ ہم قریش کا گروہ اپنی عورتوں پر غالب تھے۔ پھر جب ہم مدینے آئے تو ہم نے ایسے لوگوں کو پایا کہ ان پر ان کی عورتیں غالب ہیں۔ ہماری عورتیں بھی ان سے سیکھنے لگیں۔ میں ایک دن اپنی بیوی سے ناراض ہوا تو وہ مجھ سے تکرار کرنے لگی۔ میں نے اسے برا خیال کیا تو اس نے کہا: تم کیوں برا سمجھتے ہو، اللہ کی قسم! نبی ﷺ کی بیویاں بھی آپ سے تکرار کرتی ہیں اور ان میں سے بعض دن بھر رات آپ سے الگ رہتی ہیں۔ میں نے حفصہ سے پوچھا: کیا تو رسول اللہ ﷺ سے تکرار کرتی ہے؟ اس نے کہا: ہاں اور ہم میں سے کوئی پورا دن رات آپ سے جدا رہتی ہے۔ میں نے کہا: تم میں سے

فَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَا تُخْبِرْ أَزْوَاجَكَ أَنِّي اخْتَرْتُكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّمَا بَعَثَنِيَ اللهُ مُبَلِّغًا وَلَمْ يَبْعَثْنِي مُتَعَنِّتًا».

جس نے یہ کام کیا، وہ ناکام ہوگئی اور گھاٹے میں پڑ گئی۔ کیا تم میں سے کوئی ایک اس سے بے خوف ہوسکتی ہے کہ اس پر رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کے سبب اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے، تو وہ ہلاک ہو جائے؟ اس پر نبی ﷺ نے تبسم فرمایا۔ میں نے حفصہ سے کہا: تو رسول اللہ ﷺ سے تکرار نہ کرنا اور نہ آپ سے کچھ مانگنا اور جو ضرورت ہو مجھ سے مانگ لینا۔ تجھے یہ چیز دھوکے میں مبتلا نہ کرے کہ تیری سوکن تجھ سے زیادہ خوبصورت اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ پیاری ہے (اس لیے اس کی بات برداشت ہو جاتی ہے۔) اس پر رسول اللہ ﷺ دوبارہ مسکرائے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اور باتیں کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو مجھے گھر میں صرف تین چمڑے نظر آئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا فرمائیں، اللہ آپ کی امت کے لیے فراوانی فرمائے۔ بلاشبہ اس نے فارس اور رومیوں پر وسعت فرمائی ہے، حالانکہ وہ اس کی بندگی نہیں کرتے، تو آپ سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''اے خطاب کے بیٹے! کیا تم شک میں ہو؟ وہ ایسے لوگ ہیں کہ انھیں جلدی، دنیا میں ان کی عمدہ چیزیں دے دی گئی ہیں۔'' آپ نے قسم اٹھائی تھی کہ اپنی بیویوں کے پاس مہینہ بھر نہیں جائیں گے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے ناراضی کا اظہار فرمایا اور آپ کے لیے قسم کا کفارہ مقرر کیا۔ زہری بیان کرتے ہیں: مجھے عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا: جب انتیس دن گزر گئے تو نبی ﷺ سب سے پہلے میرے پاس آئے اور فرمایا: ''اے عائشہ! میں تجھے ایک چیز بتانے لگا ہوں تو اس کے بارے میں جلدی نہ کرنا، حتیٰ کہ اپنے والدین سے مشورہ کر لے۔'' پھر آپ نے یہ آیت سنائی: ''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ

دیجیے......'' وہ بیان فرماتی ہیں: آپ کو علم تھا، اللہ کی قسم! میرے والدین مجھے آپ سے جدائی کا مشورہ نہیں دے سکتے، سو میں نے کہا: کیا میں اس سلسلے میں اپنے والدین سے مشورہ لوں؟ میں تو اللہ، اس کا رسول اور آخرت کا گھر پسند کرتی ہوں۔ معمر کہتے ہیں: مجھے ایوب نے بتایا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! اپنی بیویوں کو نہ بتانا کہ میں نے آپ کو پسند کیا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے مجھے بات پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ مجھے تکلیف و پریشانی میں ڈالنے والا بنا کر نہیں بھیجا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کئی سندوں سے مروی ہے۔

فوائد و مسائل: ① امام زہری رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بات ناپسند کی، یہ بات صحیح بخاری کی روایت کی روشنی میں درست نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو تعجب اس پر ہوا تھا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پر یہ بات مخفی کیسے رہ گئی۔ (صحیح البخاري، التفسیر، حدیث: 4913) ② سیدنا اوس بن خولی بن حارث انصاری اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بنو امیہ کے محلے میں پڑوسی تھے جو مدینے کے بالائی علاقے میں واقع تھا۔ حصول تعلیم کے لیے انھوں نے باری مقرر کی ہوئی تھی۔ ③ نبی اکرم ﷺ نے بعض اسباب کے تحت، اپنی بیویوں سے ایک ماہ کے لیے علیحدگی اختیار کر لی، وہ اسباب چار تھے: ○ شہد کا واقعہ کہ آپ ایک بیوی کے ہاں شہد پیتے تھے اور دوسری بیویوں کے یہ کہنے پر کہ اس سے بدبو آتی ہے، آپ نے اسے چھوڑ دیا اور قسم اٹھائی کہ آئندہ نہیں پیوں گا، لیکن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: دوسری ازواج کو اس سے آگاہ نہ کرنا، لیکن انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا دیا۔ ○ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی، لیکن آپ نے اپنی لونڈی ماریہ قبطیہ سے تعلقات قائم کر لیے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس پر ناراضی کا اظہار کیا تو آپ نے لونڈی کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھالی اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہا: کسی کو بتانا نہیں لیکن انھوں نے سیدہ عائشہ کو بتا دیا۔ ان دونوں واقعات میں قسم اٹھائی گئی ہے جسے توڑنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ناراضی کا اظہار فرمایا اور قسم کا کفارہ ڈالا۔ ○ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ ﷺ سے فتوحات کے سبب نان و نفقے میں اضافے کا مطالبہ کیا، اسی سلسلے میں سورۂ احزاب کی آیت تخییر نازل ہوئی۔ ○ آپ نے سیدہ حفصہ کو بتایا کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے۔ اس کے بعد عمر خلیفہ ہوں گے، لیکن سیدہ عائشہ کو نہ بتانا۔ انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا دیا۔ ماریہ قبطیہ کا واقعہ اور یہ واقعہ راز تھے جن کے افشاء سے روکا گیا تھا۔ (تحفة الأحوذي: 162/9) لیکن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے انھیں افشاء کر دیا۔ آپ ﷺ کی ناراضی کے سبب دونوں نے اپنی غلطی محسوس کر لی اور اس پر ندامت محسوس کی۔

(المعجم ٦٨) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ نٓ وَالْقَلَمِ

(التحفة ٦٦)

باب: 68۔ سورۂ نون والقلم کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٣١٩ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! إِنَّ أُنَاسًا عِنْدَنَا يَقُولُونَ فِي الْقَدَرِ، فَقَالَ عَطَاءٌ: لَقِيتُ الْوَلِيدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ: اكْتُبْ فَجَرَى بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الْأَبَدِ».

[3319] عبدالواحد بن سلیم بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ آیا تو سیدنا عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کو ملا۔ میں نے کہا: اے ابومحمد! ہمارے ہاں کچھ لوگ ہیں جو تقدیر کے بارے میں باتیں کرتے ہیں تو امام عطاء رحمہ اللہ نے کہا: میں ولید بن عبادہ بن صامت کو ملا تو اس نے اپنے باپ سے حدیث بیان کی، انھوں نے بتایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا، پھر اس سے کہا: لکھ، تو اس کی نوک پر ہمیشہ تک جو ہونے والا ہے، جاری ہو گیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ. [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَفِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں ایک قصہ ہے اور یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث آئی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث قصے سمیت ابواب القدر کے آخر میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٦٩) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْحَاقَّةِ (التحفة ٦٧)

باب: 69۔ سورۃ الحاقۃ کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٣٢٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَيْرَةَ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ

[3320] سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ وہ ایک جماعت میں وادی بطحا (مکہ) میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے کہ اوپر سے

٣٣١٩ـ [حسن لغيره] تقدم: ٢١٥٥ * وفيه عن ابن عباس [أبو يعلى: ٤/ ٢١٧، ح: ٢٣٢٩ والبيهقي: ٩/ ٣].

٣٣٢٠ـ [ضعيف] أخرجه أبو داود، السنة، باب: في الجهمية، ح: ٤٧٢٤ من حديث عبدالرحمن بن سعد به * سماك اختلط، وعبدالله بن عميرة لا يعرف له سماع من الأحنف كما قاله البخاري * حديث وليد بن أبي ثور: رواه أبو داود، ح: ٤٧٢٣ وحديث شريك: رواه الحاكم: ٢/ ٥٠٠، ٥٠١ وصححه على شرط مسلم ووافقه الذهبي.

قَيْسٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ [قَالَ]: زَعَمَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي الْبَطْحَاءِ فِي عِصَابَةٍ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فِيهِمْ إِذْ مَرَّتْ عَلَيْهِمْ سَحَابَةٌ فَنَظَرُوا إِلَيْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ تَدْرُونَ مَا اسْمُ هٰذِهِ؟» قَالُوا: نَعَمْ هٰذَا السَّحَابُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالْمُزْنُ؟» قَالُوا: وَالْمُزْنُ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالْعَنَانُ؟» قَالُوا: وَالْعَنَانُ. ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ تَدْرُونَ كَمْ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ؟» فَقَالُوا: لَا وَاللهِ مَا نَدْرِي، قَالَ: «فَإِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا إِمَّا وَاحِدَةٌ وَإِمَّا اثْنَتَانِ أَوْ ثَلَاثٌ وَسَبْعُونَ سَنَةً وَالسَّمَاءُ الَّتِي فَوْقَهَا كَذٰلِكَ» حَتّٰى عَدَّدَهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ كَذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ: «فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ أَعْلَاهُ وَأَسْفَلِهِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى السَّمَاءِ، وَفَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ أَوْعَالٍ بَيْنَ أَظْلَافِهِنَّ وَرُكَبِهِنَّ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ظُهُورِهِنَّ الْعَرْشُ بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ مِثْلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى السَّمَاءِ وَاللهُ فَوْقَ ذٰلِكَ». قَالَ عَبْدُ ابْنُ حُمَيْدٍ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ: أَلَا يُرِيدُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ أَنْ يَحُجَّ حَتّٰى يُسْمَعَ مِنْهُ هٰذَا الْحَدِيثُ.

ایک بدلی گزری۔ لوگوں نے اس کی طرف دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا جانتے ہو، اس کا نام کیا ہے؟'' حاضرین نے کہا: ہاں، یہ سحاب، یعنی بادل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور مُزن (سفید بادل)؟'' انھوں نے کہا: اور مزن بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عَنان؟'' انھوں نے کہا: اور عنان بھی۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا: ''کیا جانتے ہو آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟'' انھوں کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا: ''ان دونوں کے درمیان کا فاصلہ اکہتر یا بہتر یا تہتر سال کی مسافت کے بقدر ہے اور اس سے اوپر والے آسمان کا فاصلہ بھی اتنا ہی ہے۔'' حتیٰ کہ آپ نے اس طرح سات آسمان گنے، پھر فرمایا: ''ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے جس کی گہرائی دو آسمانوں کے درمیانی فاصلے کے بقدر ہے۔ اور اس (سمندر) کے اوپر آٹھ پہاڑی بکرے ہیں جن کے کھروں اور گھٹنوں کا درمیانی فاصلہ دو آسمانوں کی درمیانی مسافت کے برابر ہے، پھر ان کی پشت پر عرش ہے۔ جس کی گہرائی نچلے حصے سے اوپر والے حصے تک، دونوں آسمانوں کی درمیانی مسافت کے برابر ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے اوپر ہے۔'' امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن بن سعد، حج کا ارادہ کیوں نہیں کرتے کہ ان سے یہ حدیث (موسمِ حج) میں سنی جائے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَرَوَى الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ سِمَاكٍ نَحْوَهُ وَرَفَعَهُ. وَرَوٰى شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكٍ بَعْضَ هٰذَا الْحَدِيثِ، وَأَوْقَفَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَعْدٍ الرَّازِيُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض راویوں نے اسے موقوفاً بیان کیا ہے اور بعض نے مرفوعاً۔ اور عبدالرحمٰن سے مراد ابن عبداللہ بن سعد رازی ہے۔

(٢) ـ ٣٣٢١ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ سَعْدٍ الرَّازِيُّ [وَهُوَ الدَّشْتَكِيُّ] أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَاهُ - رَحِمَهُ اللهُ - أَخْبَرَهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا بِبُخَارَى عَلَى بَغْلَةٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ [وَ] يَقُولُ كَسَانِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

[3321] عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سعد رازی (جو دشتکی ہے) کا دادا سعد رازی بیان کرتا ہے کہ میں نے بخارا میں ایک آدمی خچر پر سوار دیکھا جو سیاہ پگڑی باندھے ہوئے تھا اور وہ کہتا تھا: یہ پگڑی مجھے رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمائی ہے۔

فائدہ: یہ سند بیان کرنے سے امام صاحب کا مقصد یہ بتانا ہے کہ عبدالرحمن کا دادا تابعی تھا۔ یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

(المعجم ٠٠) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ سَأَلَ سَائِلٌ (التحفة ٦٨)

باب: 70۔ سورۃ المعارج کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ ٣٣٢٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿كَالْمُهْلِ﴾ [٨] قَالَ: «كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَإِذَا قَرَّبَهُ إِلَى وَجْهِهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهِ فِيهِ».

[3322] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''﴿كَالْمُهْلِ﴾ تیل یا تیل کی تلچھٹ کے مانند ہو گا'' کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تیل کی تلچھٹ کی مانند ہو گا۔ جب انسان اسے اپنے چہرے کے قریب کرے گا تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس رشدین کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

(المعجم ٧٢) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْجِنِّ (التحفة ٦٩)

باب: 72۔ سورۂ جن کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ ٣٣٢٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنِي أَبُو

[3323] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (آغاز

٣٣٢١ـ [ضعيف] أخرجه أبو داود، اللباس، باب ما جاء في الخز، ح: ٤٠٣٨ من حديث عبدالرحمن بن عبدالله بن سعد به * سعد بن عثمان الدشتكي لم يوثقه غير ابن حبان وصح عن رسول الله ﷺ أنه اعتم بعمامة سوداء.

٣٣٢٢ـ [ضعيف] تقدم: ٢٥٨١.

٣٣٢٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الجهر بقراءة صلاة الصبح، ح: ٧٧٣ ومسلم، ح: ٤٤٩ من حديث أبي عوانة الوضاح به.

الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا] قَالَ: مَا قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْجِنِّ وَلَا رَآهُمْ، انْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ، فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ إِلَى قَوْمِهِمْ، فَقَالُوا: مَا لَكُمْ؟ قَالُوا: حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ، فَقَالُوا: مَا حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هٰذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، قَالَ: فَانْطَلَقُوا يَضْرِبُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَبْتَغُونَ مَا هٰذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، فَانْصَرَفَ أُولٰئِكَ النَّفَرُ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا [إِلَى] نَحْوِ تِهَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَهُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدًا إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوا لَهُ فَقَالُوا: هٰذَا وَاللهِ الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، قَالَ: فَهُنَالِكَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا: يَا قَوْمَنَا ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا﴾ [١١٠٢] فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ وَإِنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ [قَالَ:] وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَوْلُ الْجِنِّ لِقَوْمِهِمْ ﴿لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾ قَالَ: لَمَّا رَأَوْهُ يُصَلِّي وَأَصْحَابُهُ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ وَيَسْجُدُونَ بِسُجُودِهِ قَالَ: تَعَجَّبُوا مِنْ طَوَاعِيَةِ أَصْحَابِهِ لَهُ قَالُوا

میں) رسول اللہ ﷺ نے جنوں کو نہ قرآن سنایا اور نہ انھیں دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ عکاظ کے بازار کے ارادے سے چلے جبکہ شیطانوں اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو چکی تھی اور ان پر ٹوٹنے والے ستارے پھینکے جاتے تھے۔ شیطان اپنی قوم کے پاس واپس آئے، قوم نے کہا: تمھیں کیا ہوا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہمارے اور آسمانی خبر کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو چکی ہے اور ہم پر ٹوٹنے والے ستارے پھینکے جاتے ہیں۔ قوم نے کہا: تمھارے اور آسمانی خبر کے درمیان رکاوٹ کسی نئے واقعے کے ظہور کے سبب ہے، لہٰذا زمین کا مشرق اور مغرب چھان مارو اور دیکھو، تمھارے اور آسمانی خبر کے درمیان حائل ہونے والی چیز کیا ہے، چنانچہ وہ زمین کے مشرق اور اس کے مغرب میں پھیل گئے۔ وہ اس چیز کے متلاشی تھے جو ان کے اور آسمانی خبر کے درمیان حائل ہو رہی تھی۔ وہ گروہ جس کا رخ تہامہ کی طرف تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف پلٹ آیا جبکہ آپ نخلہ میں تھے اور آپ کا رخ بازارِ عکاظ کی طرف تھا اور آپ اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انھوں نے قرآن سنا تو اس پر کان لگا دیے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! یہی ہے وہ چیز جو تمھارے اور آسمانی خبر کے درمیان حائل ہو رہی ہے۔ وہاں سے وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے اور کہنے لگے: اے ہماری قوم! ''بلاشبہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی راہ بتاتا ہے، تو ہم اس پر ایمان لے آئے اور اب ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔'' اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیات اتاریں: ''(اے رسول!) کہہ دو میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بلاشبہ جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر (غور سے) قرآن

لِقَوْمِهِمْ: ﴿لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾[١٩].

سنا۔'' اور آپ کی طرف جنوں کا قول بھی وحی کیا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی سند سے، جنوں کا اپنی قوم سے یہ قول بھی نقل کیا گیا ہے: ''جب اللہ کا بندہ اسے پکارنے کھڑا ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے یہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑیں گے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب انھوں نے آپ کو نماز پڑھتے دیکھا اور آپ کی اقتدا میں آپ کے ساتھی بھی نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سجدے کے ساتھ سجدہ کرتے تھے تو آپ کے ساتھیوں کی آپ کی اطاعت پر حیرت و تعجب سے اپنی قوم کو کہنے لگے: ''جب اللہ کا بندہ صرف اللہ کو پکارنے کھڑا ہوتا ہے، تو معلوم ہوتا ہے یہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑیں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: لِبَدٌ: لِبْدَةٌ کی جمع ہے جس کے معنی تہ بہ تہ اور گتھم گتھا شے کے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں جنوں کے قرآن سننے کا پہلا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ کس طرح وہ قرآن کی دل پذیری، اثر انگیزی اور حکمت آفرینی سے متاثر ہوئے اور انھوں نے اس کی قدر دانی کی۔ خود بھی اس کو تسلیم کیا اور اپنی قوم کو بھی اس کی دعوت دی۔ سورۂ احقاف میں بھی اس واقعے کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اس موقع پر نبی ﷺ نے خود جنوں کو قرآن نہیں سنایا اور نہ جنوں کو دیکھا۔ لیکن اس موقع کے بعد جنوں کی دعوت پر آپ نے انھیں قرآن سنایا بھی ہے اور انھیں دیکھا بھی ہے۔

(٢) -٣٣٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الْجِنُّ يَصْعَدُونَ إِلَى السَّمَاءِ يَسْتَمِعُونَ الْوَحْيَ فَإِذَا سَمِعُوا الْكَلِمَةَ زَادُوا فِيهَا تِسْعًا، فَأَمَّا الْكَلِمَةُ فَتَكُونُ حَقًّا وَأَمَّا مَا زَادَ فَيَكُونُ بَاطِلًا، فَلَمَّا بُعِثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُنِعُوا مَقَاعِدَهُمْ، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِإِبْلِيسَ وَلَمْ تَكُنِ النُّجُومُ يُرْمٰى بِهَا قَبْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَ

[3324] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جن آسمان کی طرف چڑھتے اور وحی سننے کی کوشش کرتے تھے۔ پھر جب وہ کوئی کلمہ سن لیتے تو اس میں نو کلمات کا اضافہ کر دیتے۔ (سنا ہوا) کلمہ تو حق ہوتا اور ان کا اضافہ باطل ہوتا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو انھیں ان کی گھاتوں سے روک دیا گیا (جہاں وہ بیٹھ کر سنتے تھے۔) انھوں نے ابلیس سے اس کا ذکر کیا۔ اس سے پہلے ان پر ستارے نہیں پھینکے جاتے تھے، تو ابلیس نے ان سے کہا: یہ ضرور کسی ایسے

٣٣٢٤۔ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٦٢٩ من حديث إسرائيل به ورواه سماك عن سعيد بن جبير به (أحمد: ١/ ٣٢٣) وللحديث شواهد.

لَهُمْ إِبْلِيسُ: مَا هٰذَا إِلَّا مِنْ أَمْرٍ قَدْ حَدَثَ فِي الْأَرْضِ، فَبَعَثَ جُنُودَهُ فَوَجَدُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ قَائِمًا يُصَلِّي بَيْنَ جَبَلَيْنِ - أُرَاهُ قَالَ بِمَكَّةَ - فَلَقَوْهُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ: هٰذَا الْحَدَثُ الَّذِي حَدَثَ فِي الْأَرْضِ.

معاملے کے سبب ہے جو زمین میں رونما ہو چکا ہے۔ اس نے اپنے لشکر پھیلا دیے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دو پہاڑوں کے درمیان نماز پڑھتے پایا۔ راوی کے خیال میں یہ واقعہ مکے کا ہے۔ وہ ابلیس کو ملے اور اسے خبر دی تو اس نے کہا کہ یہی واقعہ ہے جو زمین میں رونما ہوا ہے۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے جن، آسمانی باتیں سننے کی کوشش کرتے اور کچھ نہ کچھ سن بھی لیتے تھے لیکن آپ کی بعثت کے بعد آپ کی طرف آنے والی وحی کو سننے کا سلسلہ کلی طور پر بند کر دیا گیا، اس لیے انھیں محسوس ہوا کہ کوئی نیا واقعہ پیش آ گیا ہے۔ ② دو پہاڑوں کے درمیان سے مراد نخلہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ ہے۔

(المعجم ٧٣) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْمُدَّثِّرِ (التحفة ٧٠)

باب: 74۔ سورۂ مدثر کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) -٣٣٢٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا] قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ - وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ - فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: «بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي، فَدَثَّرُونِي»، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنْذِرْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ [١-٥] قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ.

[3325] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، جبکہ آپ وحی کی بندش کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنی گفتگو میں فرمایا: ”اسی دوران میں کہ میں چل رہا تھا، میں نے اوپر سے آواز سنی تو میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا۔ ناگہاں وہی فرشتہ جو غارِ حراء میں میرے پاس آیا تھا، وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر تشریف فرما تھا۔ میں اس کے رعب سے خوفزدہ ہو گیا اور واپس آ گیا اور کہا: مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ مجھ پر کپڑا (چادر، کمبل) ڈال دو، تو انھوں نے مجھ پر چادر ڈال دی۔“ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتاریں: ”اے لحاف میں لپٹنے والے! اٹھ اور (لوگوں کو) ڈرا...... اور پلیدی کو چھوڑ دو۔“ یہ نماز کی فرضیت سے پہلے کی بات ہے۔

٣٣٢٥۔ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿وثيابك فطهر﴾، ح: ٤٩٢٥ ومسلم، ح: ١٦١ من حديث عبدالرزاق به.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَيْضًا [عَنْ جَابِرٍ أَبُو سَلَمَةَ، اسْمُهُ عَبْدُاللهِ].

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ روایت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بھی بیان کی ہے۔(ابوسلمہ کا نام عبداللہ ہے۔)

فوائد و مسائل: ① یہ وحی کی بندش کے بعد پہلی وحی ہے جس میں آپ ﷺ کو کمرکس کر ہر قسم کی مخالفت و مزاحمت کا مقابلہ کرتے ہوئے حالات سے بے پروا ہو کر اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور یکتائی کے اعلان کا حکم دیا گیا ہے۔ ② اس میں دعوت توحید ہی کو بنیاد بنایا گیا ہے اور اس کے لیے اپنے دامن کو ہر قسم کی نجاست اور پلیدی سے پاک رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔
③ یہاں ثیاب سے مراد، دامن دل ہے، امراء القیس کا شعر ہے:

وَإِنْ تَكُ قَدْ سَاءَ تْك مِنِّي خَلِيقَةٌ فَسُلِّي ثِيَابِي مِنْ ثِيَابِكِ تَنْسُلِ

''اگر میری کوئی حرکت و عادت تجھے بری لگی ہے تو میرے دامن دل کو اپنے دامن دل سے جدا کر دے، تو جدا ہو جائے گی۔'' اسی کا مصرعہ ہے: ثِيَابُ بَنِي عَوْفٍ طَهَارَى نَقِيَّةٌ ''بنوعوف کا دامن بالکل پاک صاف ہے۔''
رِجز سے ہر قسم کی آلودگی اور گندگی مراد ہو سکتی ہے، لیکن اصل مطلوب و مقصود شرک کی گندگی سے پاکیزگی ہے، یعنی شرک کے مسئلے میں کوئی مداہنت نہیں ہو سکتی۔

(٢) ـ٣٣٢٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «الصَّعُودُ جَبَلٌ مِّنْ نَّارٍ يَتَصَعَّدُ فِيهِ [الْكَافِرُ] سَبْعِينَ خَرِيفًا ثُمَّ يَهْوِي بِهِ كَذٰلِكَ [فِيهِ] أَبَدًا».

[3326] سیدنا ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صعود، آگ کا ایک پہاڑ ہے جس پر کافر ستر سال چڑھتا رہے گا، پھر اتنا عرصہ اس سے گرتا رہے گا۔ ہمیشہ یہی ہوتا رہے گا۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ. وَقَدْ رُوِيَ شَيْءٌ مِّنْ هٰذَا عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ [قَوْلَهُ]: مَوْقُوفٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور ہمارے علم میں مرفوعاً صرف ابن لہیعہ بیان کرتا ہے اور اس کا کچھ حصہ ابوسعید ؓ کے قول کی حیثیت سے عطیہ راوی سے موقوفاً بیان کیا گیا ہے۔

فائدہ: صعود کا لفظ سورۂ مدثر کی آیت:17 میں آیا ہے: ''میں اسے عنقریب ایک سخت چڑھائی چڑھاؤں گا'' اور صعود ایسی چوٹی یا گھاٹی کو کہتے ہیں جسے عبور کرنا نہایت دشوار ہو۔ سیدنا ابوسعید ؓ نے اس چوٹی کی تفسیر بیان کی ہے، تاہم یہ روایت ضعیف ہے۔

٣٣٢٦ـ [ضعيف] تقدم: ٢٥٧٦ وحديث عطية العوفي: رواه الطبري: ١٤/ ١٥٥ جزء: ٢٩ وابن أبي حاتم: ١٠/ ٣٣٨٣، ح: ١٩٠٣٤ وسنده ضعيف.

(٣) ـ٣٣٢٧ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ [بْنِ عَبْدِ اللهِ] قَالَ: قَالَ نَاسٌ مِّنَ الْيَهُودِ لِأُنَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: هَلْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ؟ قَالُوا: لَا نَدْرِي حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! غُلِبَ أَصْحَابُكَ الْيَوْمَ، قَالَ: «وَبِمَ غُلِبُوا؟» قَالَ: سَأَلَهُمْ يَهُودُ هَلْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ، قَالَ: «فَمَا قَالُوا»؟ قَالَ: قَالُوا: لَا نَدْرِي حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا، قَالَ: «أَفَغُلِبَ قَوْمٌ سُئِلُوا عَمَّا لَا يَعْلَمُونَ فَقَالُوا: لَا نَعْلَمُ حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا، لٰكِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوا نَبِيَّهُمْ فَقَالُوا: أَرِنَا اللهَ جَهْرَةً، عَلَيَّ بِأَعْدَاءِ اللهِ إِنِّي سَائِلُهُمْ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ وَهِيَ الدَّرْمَكُ»، فَلَمَّا جَاءُوا قَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ؟ قَالَ: «هٰكَذَا، وَهٰكَذَا» فِي مَرَّةٍ عَشَرَةٌ وَفِي مَرَّةٍ تِسْعٌ، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا تُرْبَةُ الْجَنَّةِ؟» قَالَ: فَسَكَتُوا هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالُوا: خُبْزَةٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْخُبْزُ مِنَ الدَّرْمَكِ».

[3327] سیدنا جابر (بن عبداللہ) رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچھ یہودیوں نے نبی ﷺ کے بعض ساتھیوں سے پوچھا: کیا تمھارا نبی جانتا ہے کہ جہنم کے داروغوں کی تعداد کتنی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہم اپنے نبی سے پوچھے بغیر نہیں بتا سکتے۔ پھر ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے محمد! آج آپ کے ساتھی مغلوب ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: ''کس طرح مغلوب ہو گئے؟'' اس نے کہا: ان سے یہودیوں نے پوچھا: کیا تمھارا نبی جانتا ہے کہ جہنم کے داروغوں کی تعداد کتنی ہے؟ آپ نے پوچھا: ''تو انھوں نے کیا کہا؟'' اس نے کہا: انھوں نے کہا: ہمیں پتہ نہیں ہے، حتیٰ کہ ہم اپنے رسول سے پوچھ لیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا وہ لوگ مغلوب ہو گئے جن سے ایسی چیز کے بارے میں پوچھا گیا جو وہ نہیں جانتے تھے تو انھوں نے کہہ دیا: ہم نہیں جانتے حتیٰ کہ اپنے نبی سے پوچھ لیں، لیکن یہودیوں نے تو اپنے نبی سے سوال کیا تھا اور کہا تھا: ہمیں اللہ کو روبرو دکھاؤ۔ اللہ کے دشمنوں کو میرے پاس لاؤ، میں ان سے جنت کی مٹی کے بارے میں سوال کروں جو درمک (ملائم ونرم میدے جیسی) ہے۔'' جب یہودی آئے تو انھوں نے کہا: اے ابوالقاسم! جہنم کے داروغوں کی تعداد کتنی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اتنی اتنی۔'' آپ نے ایک دفعہ دس کا اشارہ کیا اور دوسری دفعہ نو کا، یعنی انیس۔ انھوں نے کہا: ہاں۔ نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: ''جنت کی مٹی کیسی ہے؟'' تو وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر بولے: اے ابوالقاسم! کیا روٹی ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''درمک کی روٹی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُجَالِدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

٣٣٢٧ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٦١ من حديث سفيان بن عيينة به * مجالد ضعيف مشهور.

(۴) ـ۳۳۲۸ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ: أَخْبَرَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْقُطَعِيُّ - وَهُوَ أَخُو حَزْمِ بْنِ أَبِي حَزْمٍ الْقُطَعِيِّ - عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿هُوَ أَهْلُ التَّقْوٰى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ [٥٦] قَالَ: «قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: أَنَا أَهْلٌ أَنْ أُتَّقٰى فَمَنِ اتَّقَانِي فَلَمْ يَجْعَلْ مَعِيَ إِلٰهًا، فَأَنَا أَهْلٌ أَنْ أَغْفِرَ لَهُ».

[3328] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اللہ کے اس فرمان: ''وہی اہل تقویٰ اور وہی سزاوارِ مغفرت ہے'' کے بارے میں فرمایا: ''اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: میں ہی اس بات کا حق دار ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے، لہٰذا جو مجھ سے ڈرا اور اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا تو میں ہی اہل ہوں کہ اسے معاف کر دوں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَسُهَيْلٌ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ، وَقَدْ تَفَرَّدَ سُهَيْلٌ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ ثَابِتٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور سہیل حدیث کے معاملے میں قوی (قابل اعتماد) نہیں، اور وہ اس حدیث کے بیان کرنے میں منفرد ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم آیت کا مفہوم واضح ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تقویٰ کا مستحق ہے کہ اس کی حدود کی پابندی کی جائے اور وہی مغفرت کا اہل ہے کہ لوگوں کی لغزشیں اور غلطیاں معاف فرما دے۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ قرآن سے وہی لوگ یاددہانی حاصل کریں گے اور اس کے نتیجے میں اللہ کی مغفرت کے حق دار ہوں گے جن کے اندر اللہ کا خوف ہوگا۔ جن کے سینے اللہ تعالیٰ کے خوف سے خالی ہیں وہ قرآن سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے، اس لیے وہ مغفرت الٰہی سے بھی محروم رہیں گے۔ اس طرح ھو کی ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی بجائے فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ میں آنے والا مَنْ ہے جو اگرچہ لفظاً مفرد ہے لیکن معناً جمع کے لیے بھی آتا ہے۔

(المعجم ٥) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْقِيَامَةِ (التحفة ١)

باب: 75۔ سورۂ قیامہ کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ۳۳۲۹ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ [ابْنُ عُيَيْنَةَ] عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا

[3329] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر جب قرآن مجید نازل ہوتا، تو آپ اسے یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت دیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ

۳۳۲۸ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ما يرجى من رحمة الله يوم القيامة، ح: ٤٢٩٩ من حديث زيد بن حباب به * سهيل بن عبدالله: ضعيف تقدم.

۳۳۲۹ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿لا تحرك به لسانك لتعجل به﴾، ح: ٤٩٢٧ من حديث سفيان بن عيينة ومسلم، ح: ٤٤٨ من حديث موسى بن أبي عائشة به.

نَزَلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ [١٦] قَالَ: فَكَانَ يُحَرِّكُ بِهِ شَفَتَيْهِ وَحَرَّكَ سُفْيَانُ شَفَتَيْهِ.

نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اسے جلدی سیکھ لینے کے لیے، اس کے پڑھنے پر اپنی زبان کو جلدی سے حرکت نہ دو۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آپ اسے سیکھنے کے لیے اپنے دونوں ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے۔ اور سفیان نے ہونٹ ہلا کر دکھائے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يُحْسِنُ الثَّنَاءَ عَلَى مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ خَيْرًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں: سفیان ثوری موسیٰ بن ابی عائشہ کی بہت خوب تعریف کرتے تھے۔

فائدہ: اس آیت میں نبی ﷺ کو جلد بازی اور بے قراری سے روکا گیا ہے جو آپ پر اس وقت طاری ہوتی جب وحی آتی اور آپ اسے لینے کے لیے جلدی کرتے۔

(٢) - ٣٣٣٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شَبَابَةُ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ ثُوَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ يَنْظُرُ إِلَى جِنَانِهِ، وَأَزْوَاجِهِ، وَخَدَمِهِ، وَسُرُرِهِ مَسِيرَةَ أَلْفِ سَنَةٍ وَأَكْرَمُهُمْ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ يَنْظُرُ إِلَى وَجْهِهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً»، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ۝ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ [٢٢،٢٣].

[3330] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے کم مرتبہ جنتی وہ ہوگا جو اپنے باغات، بیویوں، نوکروں چاکروں اور مسہریوں کو ایک ہزار سال کی مسافت میں پھیلے ہوئے دیکھے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز وہ ہوگا جسے صبح وشام اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''کتنے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ مِثْلَ هٰذَا مَرْفُوعًا، وَرَوَى عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبْجَرَ عَنْ ثُوَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَرَوَى الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ ثُوَيْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَمَا نَعْلَمُ أَحَدًا ذَكَرَ فِيهِ عَنْ مُجَاهِدٍ غَيْرَ الثَّوْرِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور کئی راویوں نے اسی طرح اسرائیل سے مرفوعاً نقل کی ہے اور کئی راویوں نے اسے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول قرار دیا ہے، مرفوعاً بیان نہیں کیا۔ ثویر کی کنیت ابوالجہم اور ابوفاختہ کا نام سعید بن علاقہ ہے۔

٣٣٣٠ـ [ضعيف] تقدم: ٢٥٥٣.

[حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ. ثُوَيْرٌ يُكْنٰى أَبَا جَهْمٍ، وَأَبُو فَاخِتَةَ اسْمُهُ: سَعِيدُ بْنُ عَلَاقَةَ].

(المعجم ٨٠) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ عَبَسَ (التحفة ٤٢)

باب: 80۔ سورۂ عبس کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٣٣١ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: هٰذَا مَا عَرَضْنَا عَلٰى هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُنْزِلَ ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰى﴾ [١] فِي ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمٰى، أَتٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَجَعَلَ يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرْشِدْنِي، وَعِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ مِّنْ عُظَمَاءِ الْمُشْرِكِينَ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعْرِضُ عَنْهُ وَيُقْبِلُ عَلَى الْآخَرِ وَيَقُولُ: «أَتَرٰى بِمَا أَقُولُ بَأْسًا؟» فَيَقُولُ: لَا، فَفِي هٰذَا أُنْزِلَ.

[3331] سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت: ''انھوں نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا'' نابینے صحابی سیدنا ابن ام مکتوم ؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میری رہنمائی فرمائیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مشرک سرغنہ بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ ابن ام مکتوم ؓ سے منہ پھیرتے ہوئے اس دوسرے آدمی کی طرف متوجہ رہے اور اسے فرماتے: ''تیرا کیا خیال ہے، میں جو کچھ کہتا ہوں، اس میں کوئی حرج ہے؟'' تو وہ کہتا: نہیں۔ اس سلسلے میں یہ آیت اتری۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أُنْزِلَ ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰى﴾ فِي ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض راویوں نے یہ حدیث کہ ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰى﴾ ابن ام مکتوم ؓ کے بارے میں نازل ہوئی، عروہ ؒ سے بیان کی ہے، سیدہ عائشہ ؓ کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ واعظ و مبلغ کو اپنی توجہ کا اصل مرکز ان لوگوں کو بنانا چاہیے جو اپنی اصلاح و تربیت کے طلب گار ہوں اور ذوق شوق سے مجلس وعظ میں حاضر ہوتے ہوں، ان لوگوں کے زیادہ درپے نہیں ہونا چاہیے جو بے نیاز ہوں اور ناز و نخرہ دکھاتے ہوں۔

(٢) ـ٣٣٣٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا

[3332] سیدنا ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ

٣٣٣١ـ أخرجه الحاكم: ٢/ ٥١٤ من حديث سعيد بن يحيى به وصححه على شرط الشيخين وقال: "أرسله جماعة عن هشام ابن عروة" فقال الذهبي: "هو الصواب" وهذه ليست بعلة قادحة وللحديث شواهد.

٣٣٣٢ـ رواه النسائي في الكبرى، ح: ١١٦٤٧ من حديث ابن عباس به وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٥١، ٢٥٢ ◄◄

مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ هِلَالِ ابْنِ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا». فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: أَيُبْصِرُ أَوْ يَرَى بَعْضُنَا عَوْرَةَ بَعْضٍ؟ قَالَ: «يَا فُلَانَةُ ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ﴾» [٣٧].

نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور ختنے کے بغیر اٹھائے جاؤ گے'' تو ایک عورت نے کہا: کیا ہم ایک دوسرے کی شرم گاہ پر نظر ڈالیں گے یا دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''اے فلانی! اس دن ہر انسان کی حالت اسے دوسروں سے بے نیاز کر دے گی۔ (اس دن ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔)''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ [رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَيْضًا، وَفِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کئی سندوں سے مروی ہے۔ (یہ حدیث سعید بن جبیر بھی بیان کرتے ہیں اور اس مسئلے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت آئی ہے۔)

فائدہ: قیامت کے دن لوگ اسی حالت میں اٹھیں گے جس حالت میں پیدا ہوئے تھے، لیکن اس دن اس قدر آپا دھاپی ہوگی کہ کوئی کسی کی طرف نظر نہیں اٹھائے گا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ستا رہی ہوگی۔

(المعجم ٨١) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ (التحفة ٣)

باب: 81۔ سورۂ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٣٣٣ـ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَحِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الصَّنْعَانِيُّ - قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ: ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ وَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ وَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾».

[3333] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ قیامت کے دن کو اس طرح دیکھے گویا کہ وہ اس کا مشاہدہ کر رہا ہے تو وہ سورۂ ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ اور ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ اور ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ کی تلاوت کرے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب

« ووافقه الذهبي، ورواه عبدالرحمن بن سليمان عن عكرمة به ☼ وفيه عن عائشة [والنسائي: ٤/ ١١٤، ح: ٢٠٨٥، والحاكم: ٤/ ٥٦٤].

٣٣٣٣ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٢٧ عن عبدالرزاق به وصححه الحاكم: ٢/ ٥١٥، ٤/ ٥٧٦ ووافقه الذهبي.

وَرَوٰى هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ وَغَيْرُهُ هٰذَا الْحَدِيثَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ: ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾» وَلَمْ يَذْكُرْ وَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ وَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾.

ہے۔ ہشام بن یوسف وغیرہ نے یہ حدیث اس سند سے اس طرح بیان کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ وہ قیامت کے دن کو اس طرح دیکھے گویا وہ اس کی آنکھوں کو دکھائی دے رہا ہے تو وہ ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝﴾ کی تلاوت کرے۔“ باقی دونوں سورتوں: ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝﴾ اور ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝﴾ کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: ان تین سورتوں میں، بالخصوص سورۂ تکویر میں، قیامت کے دن کے حالات اور ہولناکیوں کی پوری تصویر ہے۔ آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں، پھر انسان کی زندگی کے ظاہر و باطن کے ہر گوشے میں قیامت کی ہلچل کے جو اثرات مرتب ہوں گے وہ اس طرح نگاہوں کے سامنے کر دیے گئے ہیں گویا کہ وہ اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا ہے۔

(المعجم ٨٣) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ (التحفة ٧٣)

باب: 83۔ سورۂ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ ٣٣٣٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهُ، وَهُوَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللهُ ﴿كَلَّا بَلْ سكتة رَانَ عَلٰى قُلُوبِهِمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾» [١٣].

[3334] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندہ جب کوئی غلطی کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نکتہ ڈال دیا جاتا ہے۔ پھر جب وہ اس سے باز آ جاتا ہے، بخشش طلب کرتا اور توبہ کرتا ہے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ دوبارہ گناہ کرتا ہے تو سیاہی کو بڑھا دیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کے دل پر چھا جاتی ہے۔ یہی وہ ران (زنگ) ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے: ”ہرگز نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جب انسان اپنی فطری صلاحیت اور عقل و دل کی لیاقت سے فائدہ نہیں اٹھاتا بلکہ اپنے نفس کی خواہشات پر عمل

٣٣٣٤ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٦٥٨ عن قتيبة، وابن ماجه، ح: ٤٢٤٤ من حديث ابن عجلان به وصححه البوصيري وابن حبان، ح: ١٧٧١، ٢٤٤٨ والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٥١٧ ووافقه الذهبي ۞ وللحديث شواهد.

پیرا ہو کر گناہوں کا عادی ہو جاتا ہے تو آہستہ آہستہ اس کی بدعملیوں کا زنگ دل پر چڑھتا رہتا ہے اور اس طرح دل کا احاطہ کر لیتا ہے کہ اس کے اندر کسی صحیح چیز کے داخل ہونے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ فطرت مسخ ہو جاتی ہے، دل و دماغ ماؤف ہو جاتے ہیں اور بندہ گناہوں کا اسیر بن جاتا ہے، وہی اسے اچھے لگتے ہیں۔

٣٣٣٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ - قَالَ حَمَّادٌ: هُوَ عِنْدَنَا مَرْفُوعٌ - ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [٦] قَالَ: يَقُومُونَ فِي الرَّشْحِ إِلَى أَنْصَافِ آذَانِهِمْ.

[3335] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور بقول حماد رحمہ اللہ یہ مرفوع کے حکم میں ہے: ''جس دن لوگ اللہ کے سامنے (پیشی کے لیے) کھڑے ہوں گے۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لوگ اپنے نصف کانوں تک پسینے میں شرابور کھڑے ہوں گے۔

(٢) -٣٣٣٦- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ قَالَ: «يَقُومُ أَحَدُهُمْ فِي الرَّشْحِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ».

[3336] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں: ''جس دن لوگ اللہ کے سامنے (پیشی کے لیے) کھڑے ہوں گے۔'' آپ نے فرمایا: ''ان کا ایک، پسینے میں اپنے آدھے کانوں تک ڈوبا ہوگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ، وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) صحیح ہے اور اس مسئلے میں ابوہریرہ سے بھی حدیث مروی ہے۔

(المعجم ٨٣) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ (التحفة ٧٥)

باب: 84۔ سورۂ إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) -٣٣٣٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ!

[3337] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس سے محاسبے میں پوچھ گچھ ہو گئی، وہ ہلاک ہو گیا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تو جسے اس کا

٣٣٣٥- أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب: في صفة يوم القيامة أعاننا الله على أهواله، ح: ٢٨٦٢ من حديث حماد بن زيد والبخاري، ح: ٤٩٣٨ من حديث نافع به.

٣٣٣٦- أخرجه البخاري، الرقاق، باب قول الله تعالى: ﴿ألا يظن أولئك أنهم مبعوثون ○ ليوم عظيم . . .﴾ إلخ، ح: ٦٥٣١ ومسلم، ح: ٢٨٦٢ من حديث عيسى بن يونس به * وفيه عن أبي هريرة، البخاري، ح: ٦٥٣٣ ومسلم، ح: ٢٨٦٣.

٣٣٣٧- أخرجه البخاري، الرقاق، باب من نوقش الحساب عذب، ح: ٦٥٣٦ عن عبيدالله بن موسى ومسلم، ح: ٢٨٧٦ من حديث عثمان بن الأسود به.

إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿يَسِيرًا﴾ [٤٠٨] قَالَ: «ذٰلِكَ الْعَرْضُ».

اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا (اس کا حساب) نہایت آسان لیا جائے گا۔" آپ نے فرمایا: "اس سے مراد پیشی ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ]. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام صاحب اپنے استاد سوید بن نصر کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام صاحب اپنے کئی اور اساتذہ کی سند سے بھی اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: مناقشہ سے مراد اعمال کے بارے میں پوچھ گچھ اور تفتیش ہے کہ یہ کام کیوں کیا۔ اس کا انسان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا، اس لیے وہ ہلاک ہو جائے گا، یعنی عذاب سے دوچار ہوگا۔ لیکن اعمال نامے کی پیشی ہوئی اور گرفت نہ ہوئی کہ یہ کام کیوں کیا، تو وہ آسانی سے چھوٹ جائے گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مناقشے اور پیشی کا ایک ہی مفہوم لیا، اس لیے ان کے ذہن میں اشتباہ پیدا ہوا جو نبی کریم ﷺ کی وضاحت سے دور ہو گیا۔

(٢) ـ٣٣٣٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ». [قَالَ: وَ]هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[3338] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس کا محاسبہ ہوا، اسے عذاب ہوگا۔" یہ حدیث قتادہ رحمہ اللہ کی سند سے غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔

(المعجم ٨٥) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْبُرُوجِ (التحفة ٧٦)

باب: 85۔ سورۃ البروج کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٣٣٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ ابْنُ عُبَادَةَ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ مُوسَى بْنِ

[3339] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلْيَوْمُ الْمَوْعُودُ" "وعدہ کیا گیا دن"

٣٣٣٨ـ أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٨٢٨ من حديث محمد بن عبيد به والحديث السابق شاهد له * علي بن أبي بكر هو الرازي.

٣٣٣٩ـ [حسن لغيره] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٧٠ من حديث روح بن عبادة به وسنده ضعيف وله شاهد موقوف عند الحاكم: ٢/ ٥١٩ وصححه على شرط الشيخين ووافقه الذهبي وللحديث شواهد.

عُبَيْدَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْيَوْمُ الْمَوْعُودُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، وَالْيَوْمُ الْمَشْهُودُ يَوْمُ عَرَفَةَ، وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ». قَالَ: «وَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى يَوْمٍ أَفْضَلَ مِنْهُ، فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يَدْعُو اللهَ بِخَيْرٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللهُ لَهُ، وَلَا يَسْتَعِيذُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا أَعَاذَهُ اللهُ مِنْهُ».

سے مراد قیامت کا دن ہے اور يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ”جس میں حاضری دی جاتی ہے“ سے مراد عرفے کا دن ہے اور شَاهِدٌ ”دیکھنے والا“ سے مراد جمعے کا دن ہے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے بہتر دن میں نہ سورج طلوع ہوا ہے اور نہ غروب۔ اس میں ایک گھڑی ایسی ہے جسے کوئی مومن بندہ دعا کرتے ہوئے نہیں پاتا مگر اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور جس چیز سے پناہ طلب کرتا ہے، اس سے اس کو پناہ دیتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ] لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ. وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ، ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا قُرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ الرَّبَذِيُّ يُكْنَى أَبَا عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف موسیٰ بن عبیدہ بیان کرتا ہے جسے حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ اسے یحییٰ بن سعید وغیرہ نے اس کے (کمزور) حافظے کے سبب ضعیف قرار دیا ہے۔ شعبہ، سفیان ثوری اور بہت سے ائمہ نے موسیٰ بن عبیدہ سے روایت کی ہے۔ امام صاحب نے ایک اور استاد کی سند سے موسیٰ بن عبیدہ کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔ موسیٰ بن عبیدہ رَبَذی کی کنیت ابوعبدالعزیز ہے۔ یحییٰ بن سعید قطان وغیرہ نے اس کے (کمزور) حافظے کے سبب اس پر جرح کی ہے۔

فائدہ: قیامت کے دن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ عرفے کے دن لوگ (حاجی) وہاں حاضر ہوتے ہیں اور جمعے کا دن نمازیوں کے بارے میں شاہد (گواہ) بنے گا۔ اور یہ ہفتے کے تمام دنوں سے افضل اور بہتر ہے۔ قبولیت کی گھڑی کے بارے میں گفتگو ابواب الجمعہ میں ہو چکی ہے۔ دیکھیے: (حدیث:489)

(۲) ـ ۳۳۴۰ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ - اَلْمَعْنَى وَاحِدٌ - قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا

[3340] سیدنا صہیب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز عصر پڑھ لیتے تو آہستہ سے گفتگو فرماتے اور بقول بعض ہمس کے معنی اپنے ہونٹ ہلانا ہیں، گویا کہ وہ گفتگو کر رہا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول!

۳۳۴۰ـ أخرجه مسلم، الزهد، باب: قصة أصحاب الأخدود والساحر والراهب والغلام، ح: ۳۰۰۵ من حديث ثابت البناني به وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۹۷۵۱.

صَلَّى الْعَصْرَ هَمَسَ - وَالْهَمْسُ فِي قَوْلِ بَعْضِهِمْ تَحَرُّكُ شَفَتَيْهِ كَأَنَّهُ يَتَكَلَّمُ - فَقِيلَ لَهُ: إِنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ! إِذَا صَلَّيْتَ الْعَصْرَ هَمَسْتَ، قَالَ: «إِنَّ نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ كَانَ أُعْجِبَ بِأُمَّتِهِ فَقَالَ: مَنْ يَقُومُ لِهٰؤُلَاءِ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ أَنْ خَيِّرْهُمْ بَيْنَ أَنْ أَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَبَيْنَ أَنْ أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ فَاخْتَارُوا النِّقْمَةَ، فَسَلَّطَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ فَمَاتَ مِنْهُمْ فِي يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفًا» قَالَ: وَكَانَ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ الْآخَرِ قَالَ: «كَانَ مَلِكٌ مِّنَ الْمُلُوكِ وَكَانَ لِذٰلِكَ الْمَلِكِ كَاهِنٌ يَكْهَنُ لَهُ، فَقَالَ الْكَاهِنُ: انْظُرُوا لِي غُلَامًا فَهِمًا - أَوْ قَالَ: فَطِنًا - لَقِنًا فَأُعَلِّمَهُ عِلْمِي هٰذَا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ أَمُوتَ فَيَنْقَطِعَ مِنْكُمْ هٰذَا الْعِلْمُ وَلَا يَكُونُ فِيكُمْ مَّنْ يَعْلَمُهُ. قَالَ: فَنَظَرُوا لَهُ عَلٰى مَا وَصَفَ، فَأَمَرُوهُ أَنْ يَحْضُرَ ذٰلِكَ الْكَاهِنَ وَأَنْ يَخْتَلِفَ إِلَيْهِ. فَجَعَلَ يَخْتَلِفُ إِلَيْهِ وَكَانَ عَلٰى طَرِيقِ الْغُلَامِ رَاهِبٌ فِي صَوْمَعَةٍ» - قَالَ مَعْمَرٌ: أَحْسِبُ أَنَّ أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ كَانُوا يَوْمَئِذٍ مُسْلِمِينَ - قَالَ: «فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَسْأَلُ ذٰلِكَ الرَّاهِبَ كُلَّمَا مَرَّ بِهِ، فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى أَخْبَرَهُ فَقَالَ: إِنَّمَا أَعْبُدُ اللهَ، قَالَ: فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَمْكُثُ عِنْدَ الرَّاهِبِ وَيُبْطِئُ عَلَى الْكَاهِنِ، فَأَرْسَلَ الْكَاهِنُ إِلٰى أَهْلِ الْغُلَامِ إِنَّهُ لَا يَكَادُ يَحْضُرُنِي، فَأَخْبَرَ الْغُلَامُ الرَّاهِبَ بِذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ: إِذَا قَالَ لَكَ الْكَاهِنُ أَيْنَ كُنْتَ؟ فَقُلْ: عِنْدَ أَهْلِي، وَإِذَا قَالَ لَكَ أَهْلُكَ أَيْنَ كُنْتَ؟ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّكَ كُنْتَ عِنْدَ الْكَاهِنِ، قَالَ: فَبَيْنَمَا الْغُلَامُ عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ مَرَّ بِجَمَاعَةٍ مِّنَ النَّاسِ كَثِيرٍ قَدْ حَبَسَتْهُمْ دَابَّةٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ تِلْكَ الدَّابَّةَ كَانَتْ أَسَدًا، قَالَ: فَأَخَذَ الْغُلَامُ حَجَرًا

آپ جب عصر کی نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو آہستہ سے کلام کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''انبیاء میں سے ایک نبی اپنی امت (کی کثرت) پر بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا: ان کے مقابلے میں کون آ سکتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی کہ انھیں اختیار دیجیے کہ میں ان سے انتقام لوں یا میں ان پر ان کے دشمن کو غلبہ دے دوں۔ انھوں نے سزا کو پسند کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر موت مسلط فرما دی، چنانچہ ان میں سے ستر ہزار ایک ہی دن مر گئے۔'' اور سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ اس حدیث کے ساتھ ایک دوسری حدیث بھی بیان کرتے کہ آپ نے فرمایا: ''بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا اور اس بادشاہ کا ایک کاہن تھا جو اسے مستقبل کی غیبی خبریں دیتا۔ اس کاہن نے کہا: میرے لیے ایک سمجھ دار، یا کہا: ذہین، بات یاد رکھنے والا، لڑکا تلاش کر دو تاکہ میں اسے اپنا یہ علم سکھا دوں کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ میں مر جاؤں گا اور تم سے یہ علم ختم ہو جائے گا اور تم میں کوئی اس کے جاننے والا نہیں ہو گا۔ انھوں نے اس کے بیان کردہ اوصاف کے مطابق لڑکا تلاش کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کاہن کی خدمت میں حاضر ہو اور اس کے پاس آتا جاتا رہے۔ وہ اس کے پاس آنے جانے لگا۔ اس لڑکے کے راستے پر اپنی جھونپڑی میں ایک راہب (نیک آدمی) رہتا تھا۔'' معمر رحمہ اللہ کہتے ہیں: میرے خیال میں اس وقت جھونپڑیوں میں رہنے والے مسلمان، یعنی اہل توحید تھے۔ ''وہ لڑکا جب اس راہب کے پاس سے گزرتا، اس سے کچھ نہ کچھ پوچھ لیتا۔ اس کی یہی حالت رہی حتیٰ کہ راہب نے اسے بتا دیا کہ وہ تو صرف اللہ کی بندگی کرتا ہے۔ لڑکا راہب کے پاس رکنے لگا اور کاہن کے پاس دیر سے پہنچتا۔ کاہن نے لڑکے کے گھر والوں کو پیغام بھیجا کہ وہ میرے پاس

فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مَا يَقُولُ الرَّاهِبُ حَقًّا فَأَسْأَلُكَ أَنْ أَقْتُلَهُ، [قَالَ:] ثُمَّ رَمٰى فَقَتَلَ الدَّابَّةَ، فَقَالَ النَّاسُ: مَنْ قَتَلَهَا؟ قَالُوا: الْغُلَامُ، فَفَزِعَ النَّاسُ فَقَالُوا: قَدْ عَلِمَ هٰذَا الْغُلَامُ عِلْمًا لَمْ يَعْلَمْهُ أَحَدٌ، قَالَ: فَسَمِعَ بِهِ أَعْمٰى فَقَالَ لَهُ: إِنْ أَنْتَ رَدَدْتَ بَصَرِي فَلَكَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ [لَهُ]: لَا أُرِيدُ مِنْكَ هٰذَا وَلٰكِنْ أَرَأَيْتَ إِنْ رَجَعَ إِلَيْكَ بَصَرُكَ أَتُؤْمِنُ بِالَّذِي رَدَّهُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَدَعَا اللهَ فَرَدَّ عَلَيْهِ بَصَرَهُ فَآمَنَ الْأَعْمٰى، فَبَلَغَ الْمَلِكَ أَمْرُهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَالَ: لَأَقْتُلَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ قِتْلَةً لَا أَقْتُلُ بِهَا صَاحِبَهُ، فَأَمَرَ بِالرَّاهِبِ وَالرَّجُلِ الَّذِي كَانَ أَعْمٰى، فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ عَلٰى مَفْرَقِ أَحَدِهِمَا فَقَتَلَهُ وَقَتَلَ الْآخَرَ بِقِتْلَةٍ أُخْرٰى، ثُمَّ أَمَرَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ: انْطَلِقُوا بِهِ إِلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَأَلْقُوهُ مِنْ رَأْسِهِ، فَانْطَلَقُوا بِهِ إِلٰى ذٰلِكَ الْجَبَلِ فَلَمَّا انْتَهَوْا بِهِ إِلٰى ذٰلِكَ الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادُوا أَنْ يُلْقُوهُ مِنْهُ جَعَلُوا يَتَهَافَتُونَ مِنْ ذٰلِكَ الْجَبَلِ، وَيَتَرَدَّوْنَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا الْغُلَامُ. قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ فَأَمَرَ بِهِ الْمَلِكُ أَنْ يَنْطَلِقُوا بِهِ إِلَى الْبَحْرِ فَيُلْقُونَهُ فِيهِ فَانْطُلِقَ بِهِ إِلَى الْبَحْرِ فَغَرَّقَ اللهُ الَّذِينَ كَانُوا مَعَهُ وَأَنْجَاهُ، فَقَالَ الْغُلَامُ لِلْمَلِكِ: إِنَّكَ لَا تَقْتُلُنِي حَتّٰى تَصْلُبَنِي وَتَرْمِيَنِي وَتَقُولَ إِذَا رَمَيْتَنِي: بِسْمِ اللهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ، قَالَ: فَأَمَرَ بِهِ فَصُلِبَ ثُمَّ رَمَاهُ فَقَالَ: بِسْمِ اللهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ. قَالَ: فَوَضَعَ الْغُلَامُ يَدَهُ عَلٰى صُدْغِهِ حِينَ رُمِيَ ثُمَّ مَاتَ، فَقَالَ النَّاسُ: لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا الْغُلَامُ عِلْمًا مَا عَلِمَهُ أَحَدٌ، فَإِنَّا نُؤْمِنُ بِرَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ، قَالَ: فَقِيلَ لِلْمَلِكِ: أَجَزِعْتَ أَنْ خَالَفَكَ ثَلَاثَةٌ فَهٰذَا الْعَالَمُ كُلُّهُمْ قَدْ خَالَفُوكَ، قَالَ: فَخَدَّ أُخْدُودًا،

بہت کم وقت آتا ہے۔ لڑکے نے راہب کو اس پیغام سے آگاہ کیا تو راہب نے اس سے کہا: جب کاہن تجھے کہے: تو کہاں تھا تو کہہ دیا کر: گھر والوں کے پاس تھا اور جب تجھ سے گھر والے پوچھیں: تو کہاں تھا، تو انھیں کہہ دیا کر: کاہن کے پاس تھا۔ انھی حالات میں لڑکا لوگوں کی ایک بڑی جماعت کے پاس سے گزرا جنھیں ایک جانور نے روک رکھا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ جانور شیر تھا۔ لڑکے نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا: اے اللہ! راہب جو کچھ کہتا ہے اگر وہ حق ہے تو میں تجھ سے اس جانور کے قتل کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔ پھر اس نے پتھر پھینکا اور جانور کو قتل کر ڈالا۔ لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھا: اسے کس نے قتل کیا ہے؟ دیکھنے والوں نے کہا: اس لڑکے نے، چنانچہ لوگ گھبرا گئے اور کہنے لگے: اس لڑکے نے ایسا علم جان لیا ہے جسے کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس کے بارے میں ایک اندھے نے سنا تو اس سے کہا: اگر تو میری نظر لوٹا دے تو تجھے یہ یہ انعام دوں گا۔ لڑکے نے اس سے کہا: میں تجھ سے یہ انعام نہیں چاہتا، لیکن یہ بتا اگر تیری نظر لوٹ آئے تو کیا جس نے تیری نظر لوٹائی اس پر ایمان لے آئے گا؟ اس نے کہا: ہاں۔ تب اس لڑکے نے اللہ سے دعا کی تو اس نے اس کی نظر لوٹا دی، چنانچہ وہ اندھا ایمان لے آیا۔ ان کا معاملہ بادشاہ تک پہنچا۔ اس نے ان کو بلوایا۔ انھیں حاضر کیا گیا تو اس نے کہا: میں تم میں سے ہر ایک کو اس انداز سے قتل کروں گا کہ اس انداز سے اس کے ساتھی کو قتل نہیں کروں گا۔ پھر اس نے راہب اور اندھے آدمی کے بارے میں حکم دیا، تو ان میں سے ایک کی مانگ پر آرا رکھا گیا اور اسے قتل کر ڈالا، اور دوسرے کو دوسرے انداز سے قتل کیا گیا۔ پھر لڑکے کے بارے میں حکم دیا کہ اسے فلاں فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور

ثُمَّ أَلْقَى فِيهَا الْحَطَبَ وَالنَّارَ، ثُمَّ جَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ: مَنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ تَرَكْنَاهُ وَمَنْ لَمْ يَرْجِعْ أَلْقَيْنَاهُ فِي هٰذِهِ النَّارِ، فَجَعَلَ يُلْقِيهِمْ فِي تِلْكَ الْأُخْدُودِ، قَالَ: يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيهِ: ﴿قُتِلَ أَصْحٰبُ الْأُخْدُودِ○ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ﴾ [۴-۸]. قَالَ: فَأَمَّا الْغُلَامُ فَإِنَّهُ دُفِنَ، قَالَ: فَيُذْكَرُ أَنَّهُ أُخْرِجَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَإِصْبَعُهُ عَلٰى صُدْغِهِ كَمَا وَضَعَهَا حِينَ قُتِلَ.

اسے اس کی چوٹی سے گرا دو۔ اس کے کارندے اسے اس پہاڑ کی طرف لے گئے۔ جب وہ اسے لے کر اس جگہ پر پہنچے جہاں سے وہ اسے گرانا چاہتے تھے تو وہ اس پہاڑ سے گرنے لگے۔ وہ گرتے رہے حتیٰ کہ لڑکے کے سوا ان میں سے کوئی نہ بچا۔ پھر وہ لڑکا واپس آ گیا تو بادشاہ نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ اسے سمندر کے پاس لے جاؤ اور اس میں ڈال دو، چنانچہ اسے سمندر کے پاس لے جایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ جانے والوں کو غرق کر دیا اور اسے بچا لیا۔ لڑکے نے (واپس آ کر) بادشاہ سے کہا: بلاشبہ تو مجھے قتل نہیں کر سکتا حتیٰ کہ تو مجھے سولی پر لٹکائے اور مجھ پر تیر پھینکے اور تیر پھینکتے وقت یہ کہے: اس لڑکے کے رب، اللہ کے نام سے۔ اس نے اس کا حکم دیا: اسے سولی پر لٹکایا گیا، پھر اسے یہ کہہ کر تیر مارا: اس لڑکے کے رب، اللہ کے نام سے۔ جب لڑکے پر تیر پھینکا گیا تو اس نے اپنا ہاتھ اپنی کنپٹی پر رکھ لیا، پھر فوت ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: اس لڑکے نے وہ علم جان لیا ہے جس کا پتہ کسی کو نہیں ہے، اس لیے ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لاتے ہیں۔ بادشاہ سے کہا گیا: کیا تو تین آدمیوں کی مخالفت سے پریشان ہو گیا تھا، اب یہ سارے لوگ تیرے مخالف ہو چکے ہیں، تو اس نے ایک کھائی کھدوائی، پھر اس میں لکڑیاں ڈال کر آگ لگا دی، پھر لوگوں کو جمع کیا اور کہا: جو اپنے (نئے) دین سے باز آ جائے گا ہم اسے چھوڑ دیں گے اور جو واپس نہیں آئے گا، ہم اسے اس آگ میں ڈال دیں گے۔ اور انھیں اس کھائی میں ڈالنے لگا۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''ہلاک ہوئے ایندھن بھری آگ کی کھائی والے...... اللہ غالب، قابل ستائش (پر ایمان لائے۔)'' سو لڑکے کو دفن کر دیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ لڑکا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں

نکالا گیا اور اس کی انگلی اس کی کنپٹی پر تھی جیسا کہ اس نے قتل کے وقت رکھی تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ وکاملہ کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ کس طرح عجیب وغریب اور انسانی طاقت سے باہر اپنے انداز سے اپنے بندوں کی مدد فرماتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں ایمان پیدا کرتا، اس سلسلے میں ہر قسم کے مصائب و تکالیف برداشت کرنے کی توفیق دیتا اور انھیں استقامت بخشتا ہے اور بظاہر ناقابل یقین واقعات کا اظہار فرماتا ہے جن کے بارے میں جدید دور کے تجدد پسند مفسرین کہتے ہیں کہ یہ کسی طرح بھی قابل اعتبار نہیں ہیں، حالانکہ یہ روایت صحیح مسلم میں اس سے بھی زیادہ مفصل انداز میں موجود ہے، دیکھیے: (صحيح مسلم، الزهد، حديث: 7511 (3005))

(المعجم ٨٨) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْغَاشِيَةِ (التحفة ٨٤)

باب: 88۔ سورۂ غاشیہ کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ۔ ٣٣٤١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ» ثُمَّ قَرَأَ: « ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ٥ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾ » [٢٢،٢١].

[3341] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے لوگوں (مشرکوں) سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے، حتیٰ کہ وہ کہہ دیں: اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ جب وہ یہ کہہ دیں گے تو مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کرلیں گے الا یہ کہ اسی کلمے کا تقاضا ہو اور ان کا محاسبہ کرنا، اللہ کا کام ہے۔“ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ”بس، تم تو یاددہانی کرانے والے ہو، تم ان پر مسلط کیے ہوئے نہیں ہو۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: رسول اکرم ﷺ اور آپ کے بعد علماء کا کام صرف تبلیغ و تذکیر اور وعظ ونصیحت کرنا ہے، لوگوں کے دلوں میں ایمان ویقین اتارنا ان کی ذمے داری نہیں۔ وہ لوگوں کے ایمان کے ذمے دار نہیں کہ اگر لوگ ایمان نہ لائیں تو باز پرس ان سے ہوگی۔

(المعجم ٨٩) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْفَجْرِ (التحفة ٨٥)

باب: 89۔ سورۃ الفجر کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

٣٣٤١۔ أخرجه مسلم، الإيمان، حديث: ١٢٨ (٢١) من حديث جابر به.

(۱) ـ۳۳۴۲ـ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَ أَبُو دَاوُدَ قَالَا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ عِصَامٍ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الشَّفْعِ [فَـ]ـقَالَ: «هِيَ الصَّلَاةُ بَعْضُهَا شَفْعٌ وَبَعْضُهَا وَتْرٌ».

[3342] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے شَفع کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: ''اس سے مراد نماز ہے، بعض نمازیں جفت ہیں اور بعض طاق۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ. وَقَدْ رَوَاهُ خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ [الْحُدَّانِيُّ] أَيْضًا عَنْ قَتَادَةَ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف قتادہ بیان کرتا ہے۔ اسے خالد بن قیس حدانی نے بھی قتادہ سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے یہ تفسیر مستند نہیں۔ مفسرین نے کہا ہے کہ شَفع سے مراد جفت عدد اور وتر سے طاق عدد مراد ہے یا وہ معدودات ہیں جو جفت اور طاق ہوتے ہیں جیسے مخلوق ہے وہ جفت (جوڑا) یا طاق (فرد) ہے۔ (احسن البیان)

(المعجم ۹۱) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ (التحفة ۹۰)

باب: 91۔ سورۃ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(۱) ـ۳۳۴۳ـ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمًا يَذْكُرُ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَهَا فَقَالَ: ﴿إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا﴾ [۱۲] «انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَارِمٌ عَزِيزٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ». ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ النِّسَاءَ فَقَالَ: «إِلَى مَا يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ وَلَعَلَّهُ أَنْ يُضَاجِعَهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ». قَالَ: ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ:

[3343] سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن نبی ﷺ سے اونٹنی اور اس کی کونچیں کاٹنے والے کا تذکرہ سنا تو آپ نے فرمایا: ''جب کھڑا ہوا اس (قوم) کا سب سے بڑا بدبخت۔'' ''کھڑا ہوا اس کے لیے بدخو، بڑا طاقتور اور خاندان کا انتہائی محفوظ آدمی جس طرح ابو زمعہ ہے۔'' پھر میں نے آپ کو عورتوں کا تذکرہ کرتے سنا، آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی کس چیز کا قصد کرتا ہے کہ (پہلے) وہ اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے مارتا ہے اور (پھر) ہوسکتا ہے کہ دن کے آخر میں اس سے ہمبستری کر رہا

۳۳۴۲ـ [ضعیف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٣٧ عن أبي داود الطيالسي به وله لون آخر عند الحاكم: ٢/ ٥٢٢ ✽ قتادة عنعن.

۳۳۴۳ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وإلى ثمود أخاهم صالحًا﴾، ح: ٣٣٧٧ ومسلم، ح: ٢٨٥٥ من حديث هشام بن عروة به.

«إِلَى مَا يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِّمَّا يَفْعَلُ».

ہو۔'' پھر آپ نے انھیں گوز مارنے کے سلسلے میں ہنسنے کے بارے میں نصیحت کی، آپ نے فرمایا: ''تمھارا ایک اس فعل وحرکت سے کیوں ہنستا ہے جو وہ خود بھی کرتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد ومسائل: ① اونٹنی کی کوچیں کاٹنے کا جرم ایک نڈر آدمی نے انجام دیا جسے اپنی قوم کی پشت پناہی حاصل تھی۔ پہلی امتوں کا یہ سب سے بڑا بدبخت شخص تھا۔ ② آدمی کی بیوی اس کی رفیق حیات ہے جس سے وہ بہت سے فوائد حاصل کرتا ہے، اس لیے اسے بے دردی کے ساتھ مارنا منع ہے کیونکہ یہ حرکت باہمی ربط وتعلق کے منافی ہے۔ ③ ہوا خارج ہونے پر ہنسنا اسلامی تہذیب کے منافی حرکت ہے لیکن یہ کام مجلس میں نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کسی سے غیر شعوری طور پر یہ کام ہو جائے تو اس پر ہنسنا نہیں چاہیے۔

(المعجم ٩٢) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ (التحفة ٨٠)

باب: 92۔ سورۂ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) - ٣٣٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي الْبَقِيعِ فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ، وَمَعَهُ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ فِي الْأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: «مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَدْخَلُهَا» فَقَالَ الْقَوْمُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَهُوَ يَعْمَلُ لِلسَّعَادَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلشَّقَاءِ؟ قَالَ: «بَلِ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ، أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَإِنَّهُ مُيَسَّرٌ لِّعَمَلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا

[3344] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بقیع (مدینے کا قبرستان) میں ایک جنازے میں تھے کہ نبی ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی جس سے آپ زمین کرید رہے تھے۔ آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا: ''جو بھی جاندار جان ہے اس کا ٹھکانا لکھ دیا گیا ہے۔'' اس پر حاضرین نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پر اعتماد نہ کر لیں، کیونکہ جو خوش بخت لوگوں میں سے ہے، وہ سعادت کے لیے عمل کرے گا اور جو سیاہ بخت لوگوں میں سے ہے، وہ بدبختی کے لیے عمل کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ''بلکہ تم عمل کرو، کیونکہ ہر ایک کے لیے آسانی پیدا کی جائے گی، پھر جو خوش بختوں میں

٣٣٤٤- أخرجه البخاري، الجنائز، باب موعظة المحدث عند القبر وقعود أصحابه حوله، ح: ١٣٦٢ ومسلم، ح: ٢٦٤٧ من حديث منصور به.

مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَإِنَّهُ مُيَسَّرٌ لِعَمَلِ الشَّقَاءِ». ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ٥ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ٥ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى ٥ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى ٥ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى ٥ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى ٥﴾ [٥-١٠].

سے ہوگا، اسے خوش بختی والے عمل کی توفیق ملے گی اور جو بدبختوں میں سے ہوگا، اس کے لیے بدبختی والے عمل کرنا آسان ہوں گے۔'' پھر آپ نے یہ آیات پڑھیں: ''سو جس نے خرچ کیا، اور پرہیزگاری اختیار کی اور اچھے انجام کو سچ جانا، اسے تو ہم اہل بنائیں گے راحت کی منزل کا اور جس نے بخل سے کام لیا اور بے پروا ہوا اور اچھے انجام کو جھٹلایا، اسے ہم ڈھیل دیں گے کٹھن منزل کے لیے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ہر انسان کا جنت یا دوزخ میں ٹھکانا لکھ دیا گیا ہے اور اس لکھے ہوئے کا دارومدار انسانی اعمال پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم چونکہ ازلی اور ابدی ہے اور کسی چیز کے واقع ہونے سے پہلے ہی اسے علم ہے کہ وہ کس طرح واقع ہوگی۔ اس طرح وہ ہر انسان کے اعمال سے، اس کی پیدائش سے پہلے ہی آگاہ ہے کہ وہ کیا عمل کرے گا۔ سعادت مندوں والے عمل کرے گا یا بدبختوں والے اعمال کا مرتکب ہوگا۔ اس کی بنیاد پر اس کا ٹھکانا لکھا جا چکا ہے اور اپنے اپنے ٹھکانے والے اعمال ہی انسان کرے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم خلاف واقعہ نہیں ہوسکتا۔ اس کا علم جو کچھ ہونا ہے، کب اور کیسے ہونا ہے اس کے بالکل مطابق ہے، اس لیے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور اپنے رب سے ڈر کر اس کی حدود کی پابندی کرتا اور جانتا ہے کہ اچھے کاموں کا انجام، اچھا ہی ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کی مشکلات آسان فرما دیتا ہے اور اسے کامیابی کی منزل تک پہنچنے کی توفیق دیتا ہے۔ اس کے برعکس جو اسی دنیا کی زندگی کو حاصل زندگی سمجھتا ہے اور آخرت سے بالکل بے خبر ہے جو نہ کسی جزاوسزا کا قائل ہے اور نہ اچھے انجام کے لیے، اچھے کام کرنے کا حوصلہ رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اس راہ پر چلنے کی ڈھیل دیتا ہے جو اسے نہایت کٹھن منزل تک لے جائے گی۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ انسان کا جو ٹھکانا ہے اس سے اعمال بھی اس کے مطابق سرزد ہوں گے، اس لیے اعمال سے صرف نظر ممکن نہیں۔ اعمال کے بغیر اپنے ٹھکانے پر پہنچنا ممکن نہیں، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: عمل کرو۔ انسان سے عمل اس کے انجام کے مطابق ہی سرزد ہو کر رہیں گے۔

(المعجم ٩٣) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ ﴿وَالضُّحٰى﴾ (التحفة ٨١)

باب: 93۔ سورۂ والضحیٰ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٣٤٥ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

[3345] سیدنا جندب بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

٣٣٤٥ـ أخرجه مسلم، الجهاد، باب ما لقي النبي ﷺ من أذى المشركين والمنافقين، ح:١٧٩٦، ١٧٩٧ من حديث سفيان بن عيينة به وتابعه شعبة (البخاري، ح: ٤٩٥١ ومسلم) وسفيان الثوري (البخاري، ح: ١١٢٤، ١١٢٥، ٤٩٨٣ ومسلم).

ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدُبٍ الْبَجَلِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَارٍ فَدَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ مَا لَقِيتِ» قَالَ: وَأَبْطَأَ عَلَيْهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: قَدْ وُدِّعَ مُحَمَّدٌ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾[٣].

ایک غار میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ کی انگلی خون آلود ہو گئی۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو بس ایک انگلی ہی تو ہے جو خون آلود ہو گئی ہے، تجھے یہ تکلیف اللہ کی راہ میں پہنچی ہے۔'' اور وہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے آپ کے پاس آنے میں تاخیر کی تو مشرکوں نے کہا: محمد کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ تب اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے شعبہ اور ثوری نے بھی اسود بن قیس سے روایت کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① مقصد یہ ہے کہ اگر جبریل علیہ السلام کی آمد میں تاخیر ہوتی ہے تو اس کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ اب تمھارے رب نے تمھیں چھوڑ دیا ہے یا تم سے ناراض و بیزار ہو گیا ہے بلکہ اس کا انحصار حکمت الٰہی پر ہے۔ ② کسی جنگ کے سلسلے میں نبی ﷺ ایک غار میں تھے اور اس سے نکلتے وقت آپ کی انگلی پتھر لگنے سے زخمی ہو گئی۔ اس پر آپ ﷺ نے انگلی کو مخاطب بنایا اور یہ کلمات فرمائے جو حدیث میں بیان کیے گئے ہیں۔

(المعجم ٩٣) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ﴾ (التحفة ٨٢)

باب: 94۔ سورۂ الم نشرح کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٣٤٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ [بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ] عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ - رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهِ - أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ إِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ: أَحَدٌ بَيْنَ الثَّلَاثَةِ. فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ فِيهَا مَاءُ زَمْزَمَ فَشُرِحَ صَدْرِي إِلَى كَذَا وَكَذَا». قَالَ قَتَادَةُ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: مَا يَعْنِي؟ قَالَ: «إِلَى

[3346] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے ایک آدمی سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں بیت اللہ کے پاس کچھ سونے کچھ جاگنے کی حالت میں تھا کہ میں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے سنا: تین میں سے ایک ہے۔ پھر میرے پاس سونے کا تھال لایا گیا جس میں زمزم کا پانی تھا، پھر یہاں سے لے کر یہاں تک میرے سینے کا اپریشن کیا گیا۔'' قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کہاں سے کہاں تک مراد

٣٣٤٦ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ إلى السموات وفرض الصلوات، ح: ١٦٤ من حديث محمد بن أبي عدي والبخاري، ح: ٣٢٠٧ من حديث سعيد بن أبي عروبة به * وفيه عن أبي ذر [البخاري، ح: ٣٤٩ ومسلم، ح: ١٦٣ مطولاً].

أَسْفَلِ بَطْنِي»، قَالَ: «فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِي فَغُسِلَ قَلْبِي بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ أُعِيدَ مَكَانَهُ، ثُمَّ حُشِيَ إِيمَانًا وَحِكْمَةً» وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ.

ہے؟ انھوں نے جواب دیا، آپ نے فرمایا: ''میرے پیٹ کے نچلے حصے تک۔'' آپ نے فرمایا: ''چنانچہ میرا دل نکالا گیا اور میرے دل کو زمزم سے دھو کر پھر اسے دوبارہ اس کی جگہ پر لوٹا دیا گیا اور اسے ایمان وحکمت سے بھر دیا گیا۔'' اس حدیث میں ایک لمبا واقعہ ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، وَفِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے ہشام دستوائی اور ہمام نے بھی قتادہ سے بیان کیا ہے اور اس سلسلے میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ کا شقِ صدر (سینے کا چاک ہونا) کتنی مرتبہ ہوا، اس میں اختلاف ہے۔ بعض علماء دو مرتبہ کے اور بعض چار مرتبہ کے قائل ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ چار مرتبہ مانتے ہیں۔ اس حدیث میں بھی آپ کے شق صدر کا ذکر ہے جو غالباً معراج کے موقع پر کیا گیا تھا۔ اس کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ شب معراج کو آپ ﷺ جن انوار وتجلیات سے بہرہ ور ہونے والے تھے، آپ کا قلب اطہر ان کا آسانی سے متحمل ہو سکے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ''واقعۂ معراج اور اس کے مشاہدات۔ ایک تحقیقی جائزہ'' تالیف: حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ، ص: 51)

(المعجم ٩٥) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ ﴿وَالتِّينِ﴾ (التحفة ٨٣)

باب: 95۔ سورۂ والتین کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٣٤٧ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا بَدَوِيًّا أَعْرَابِيًّا يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَرْوِيهِ يَقُولُ: مَنْ قَرَأَ سُورَةَ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ [١] فَقَرَأَ ﴿أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾ [٨] فَلْيَقُلْ: بَلٰى وَأَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ.

[3347] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ سے بیان کرتے ہیں کہ جس نے سورۂ والتین والزیتون کی قراءت کی اور آخری آیت: ''کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں'' پڑھی تو وہ کہے: بَلٰى وَأَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ کیوں نہیں، میں بھی اس کی شہادت دیتا ہوں، اس کا اعتراف کرتا ہوں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا يُرْوٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ هٰذَا الْأَعْرَابِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَا يُسَمّٰى.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث بس اس سند سے یہ اعرابی ہی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے۔ اور

٣٣٤٧ـ [ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب مقدار الركوع والسجود، ح: ٨٨٧ من حديث سفيان بن عيينة به * رجل بدوي: مجهول (المجموع شرح المهذب: ٤/ ٦٧ وغيره) وللحديث طرق كلها معلولة وروي موقوفًا بإسناد ضعيف.

اس (اعرابی) کا نام نہیں لیا جاتا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا احکم الحاکمین ہونا، اس کا ایسا وصف ہے جس کے انکار کی گنجائش نہیں ہے، اس لیے اس کے اقرار و اعتراف کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ تاہم یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے یہ جواب دینا ثابت نہیں، نہ تلاوت کرنے والے کے لیے اور نہ سننے والے کے لیے۔

(المعجم ٩٦) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ (التحفة ٨٣)

باب: 96۔ سورۂ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ۔٣٣٤٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا] ﴿سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ﴾ [١٨]. قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي لَأَطَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ فَعَلَ لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عِيَانًا».

[3348] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت: ''ہم بھی عذاب کے فرشتوں کو بلائیں گے'' کے بارے میں فرماتے ہیں: ابوجہل نے کہا: اگر میں نے محمد (ﷺ) کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو میں اس کی گردن روند ڈالوں گا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ ایسے کرتا تو فرشتے اسے سب کے سامنے پکڑ لیتے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

لغوی تشریح: زَبَانِیَه: زابن یا زِبْنِیة کی جمع ہے۔ باڈی گارڈ اور محافظ کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد عذاب کے فرشتے ہیں۔

(٢) ۔٣٣٤٩۔ حَدَّثَنَا [أَبُو سَعِيدٍ] الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فَجَاءَ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ: أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هٰذَا؟ أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هٰذَا؟ أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هٰذَا؟ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَزَبَرَهُ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا بِهَا نَادٍ أَكْثَرَ مِنِّي، فَأَنْزَلَ اللهُ

[3349] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل آ کر کہنے لگا: کیا میں نے تجھے اس سے روکا نہیں تھا؟ کیا میں نے تجھے اس سے باز نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا؟ نبی ﷺ نے سلام پھیر کر اسے ڈانٹا تو ابوجہل نے کہا: تو یقیناً جانتا ہے کہ اس سرزمین میں مجھ سے بڑی پارٹی کسی کی نہیں۔ اس پر اللہ

٣٣٤٨۔ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله تعالى: ﴿كلا لئن لم ينته لنسفعًا بالناصية ٥ ناصية كاذبة خاطئة﴾، ح: ٤٩٥٨ من حديث عبدالرزاق به.

٣٣٤٩۔ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٦٨٤ عن أبي سعيد الأشج به ورواه وهيب (أحمد: ١/ ٣٢٩ مختصرًا) وعلي بن مسهر (تفسير الطبري: ٣٠/ ١٦٤) * وفيه عن أبي هريرة [مسلم، ح: ٢٢٩٧].

تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ٥ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ﴾ [۱۸،۱۷]. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَوَاللّٰهِ لَوْ دَعَا نَادِيَهُ لَأَخَذَتْهُ زَبَانِيَةُ اللّٰهِ.

تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''وہ اپنی پارٹی کو بلا لے۔ ہم بھی عذاب کے فرشتوں کو بلا لیں گے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر وہ اپنے حمایتیوں کو بلاتا تو اسے اللہ تعالیٰ کا خصوصی دستہ پکڑ لیتا۔

قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ، وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ].

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی سر پھرا تمھیں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرنے سے روکتا ہے اور اس کے لیے اپنی پارٹی کی کثرت کی دھمکی دیتا ہے تو تم اس کی اس دھمکی کو خاطر میں نہ لاؤ۔ یہ کسی کی مجال نہیں کہ وہ تمھیں اس کام سے روکے۔ اگر کوئی ایسی جسارت کرتا ہے تو تم اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہو۔

(المعجم ۹۰) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (التحفة ۸۵)

باب: 97۔ سورۂ لیلۃ القدر کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(۱) ـ ۳۳۵۰ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ عَنْ يُوسُفَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا بَايَعَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: سَوَّدْتَ وُجُوهَ الْمُؤْمِنِينَ - أَوْ يَا مُسَوِّدَ وُجُوهِ الْمُؤْمِنِينَ - فَقَالَ: لَا تُؤَنِّبْنِي رَحِمَكَ اللّٰهُ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُرِيَ بَنِي أُمَيَّةَ عَلٰى مِنْبَرِهِ فَسَاءَهُ ذٰلِكَ، فَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ (يَا مُحَمَّدُ)، يَعْنِي نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ، وَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ٥ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ٥ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ٥﴾ [۱-۳] يَمْلِكُهَا بَعْدَكَ بَنُو أُمَيَّةَ يَا مُحَمَّدُ.

[3350] یوسف بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تو ان کے سامنے کھڑا ہو کر ایک آدمی کہنے لگا: آپ نے مومنوں کے چہرے سیاہ کر ڈالے، یا کہا: اے مومنوں کے چہرے سیاہ کرنے والے! تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تجھ پر رحم کرے! مجھے ڈانٹ اور سرزنش نہ کر، کیونکہ نبی ﷺ کو خواب میں اپنے منبر پر بنو امیہ دکھائے گئے تو اس چیز نے آپ کو غمزدہ کر دیا۔ تب یہ سورت اتری: ''ہم نے آپ کو کوثر بخشی (اے محمد!)'' یعنی جنت کی ایک بڑی نہر۔ اور یہ سورت اتری: ''ہم نے اسے شب قدر میں اتارا، تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے'' جس کے آپ کے بعد بنو امیہ مالک ہوں گے، اے محمد!

۳۳۵۰ـ [ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۳/ ۹۰، ح: ۲۷۵٤ من حديث الطيالسي به وصححه الحاكم: ۳/ ۱۷۰، ۱۷۱ ولم يوافقه الذهبي وضعفه المزي وابن كثير وغيرهما وفي سماع يوسف بن سعد من الحسن بن علي نظر.

قَالَ الْقَاسِمُ: فَعَدَدْنَاهَا فَإِذَا هِيَ أَلْفُ شَهْرٍ لَّا تَزِيدُ يَوْمًا وَّلَا تَنْقُصُ.

قاسم کہتے ہیں: ہم نے بنوامیہ کی حکومت کے دن شمار کیے تو وہ پورے ایک ہزار ماہ تھے، نہ ایک دن زائد اور نہ ایک دن کم۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ. وَقَدْ قِيلَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَازِنٍ. وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ هُوَ ثِقَةٌ وَّثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَّيُوسُفُ ابْنُ سَعْدٍ رَّجُلٌ مَّجْهُولٌ، وَّلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَلٰى هٰذَا اللَّفْظِ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے قاسم بن فضل کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ قاسم بن فضل حُدّانی ثقہ ہے۔ یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے اس کی توثیق کی ہے۔ اور یوسف بن سعد مجہول آدمی ہے۔ ہمارے علم میں یہ حدیث ان الفاظ میں بس اسی سند سے آئی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث کا مضمون ہی اس کے موضوع (من گھڑت) ہونے کی دلیل ہے۔ اگر بنوامیہ اس قدر برے ہوتے تو نبی ﷺ ان کے ہاں شادی نہ کرتے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو وحی کی کتابت کا کام سپرد نہ فرماتے اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنے پر تعریف نہ فرماتے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت انتہائی امن و امان کا حامل اور فتوحات اسلامیہ کا باعث نہ بنتا۔ ② لیلۃ القدر کی فضیلت کا بنوامیہ کی خلافت کے ایام سے کیا مناسبت و تعلق؟ اگر کسی چیز کی فضیلت و برتری بیان کرنی ہو تو اسے اچھی چیز پر ترجیح دی جاتی ہے نہ کہ بری پر۔ کیا بادشاہ کو یہ کہنا کہ تو بھنگی اور چپڑاسی سے بہتر ہے، یہ اس کی تعریف ہے؟ کیا تلوار کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ ڈنڈے سے زیادہ تیز ہے، اس کی توصیف ہے؟ ③ اسی طرح سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا دورِ خلافت کس قدر خیرات و برکات کا حامل تھا، نیز اگر یہ برے لوگ تھے تو سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہمیشہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مراعات کیوں حاصل کرتے تھے۔ ④ اس کے موضوع ہونے کی یہ بھی دلیل ہے کہ بنوامیہ کا دورِ خلافت چالیس ہجری سے لے کر 132 ہجری تک ہے۔ اس طرح یہ عرصہ 92 سال بنتا ہے جو حدیث میں مذکور ہزار مہینوں سے زیادہ ہے، نیز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جو تیسرے خلیفۂ راشد ہیں وہ بھی بنوامیہ کے فرد ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے داماد ہونے کا شرف بھی انھیں حاصل ہے۔ کچھ عرصہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کچھ علاقوں پر حکمران رہے، لیکن ان دنوں میں بھی بنوامیہ کی حکومت ختم نہیں ہوئی، وہ حکمران ہی رہے۔ پھر یہ سورت مکی ہے اور ابھی تک منبر کا وجود ہی نہیں تھا۔ منبر پر کھڑے ہو کر تو آپ ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے اس کردار کی تعریف کی تھی کہ وہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کی اصلاح کا باعث ہوگا۔ جس واقعۂ صلح کو یہ بدبخت مومنوں کے چہرے کو سیاہ کر دینے سے تعبیر کر رہا ہے، پھر کیا واقعی شیعان علی و حسن مومن تھے، جنھوں نے ہمیشہ انھیں رنج والم ہی میں مبتلا رکھا اور جن سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ جان چھڑانا چاہتے تھے۔ پھر وہ آخر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی المناک شہادت کا باعث بنے۔ اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ جب وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام سے جنگ کرنے کے لیے مدائن سے آگے نکلے تو کسی نے بلند آواز سے کہہ دیا کہ قیس بن سعد بن عبادہ قتل ہو گئے تو ان لوگوں نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا خیمہ اکھاڑ لیا۔ جس فرش پر وہ

بیٹھے تھے اسے بھی کھینچ کر اٹھانے لگے اور اس حال میں ایک دوسرے کو زخمی کرنے لگے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بھی زخمی کر ڈالا۔ (البداية والنهاية: 14/8) اور جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کی فوج میں اختلاف اور انتشار ہے تو آپ ان سے بیزار اور مایوس ہوئے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں ان سے صلح کی تجویز رکھی۔ (المرتضیٰ رمولانا سید ابوالحسن علی ندوی، ص: 353، البداية والنهاية: 16/8)

(٢) ـ ٣٣٥١ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ وَعَاصِمٍ [هُوَ ابْنُ بَهْدَلَةَ] سَمِعَا زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ [وَ زِرُّ بْنُ حُبَيْشٍ يُكْنٰى أَبَا مَرْيَمَ] يَقُولُ: قُلْتُ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: إِنَّ أَخَاكَ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، فَقَالَ: يَغْفِرُ اللهُ لِأَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ لَقَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَلٰكِنَّهُ أَرَادَ أَنْ لَّا يَتَّكِلَ النَّاسُ، ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِي أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ. قَالَ: قُلْتُ لَهُ: بِأَيِّ شَيْءٍ تَقُولُ ذٰلِكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ؟ قَالَ: بِالْآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَوْ بِالْعَلَامَةِ: «أَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا».

[3351] زر بن حبیش بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں: جو سال بھر قیام اللیل کرے گا، لیلۃ القدر پا لے گا۔ تو انھوں نے جواب دیا: اللہ ابوعبدالرحمٰن کو معاف فرمائے! انھیں خوب علم ہے کہ وہ رمضان کے آخری عشرے میں ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے، لیکن ان کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اسی پر اعتماد نہ کر لیں (اور باقی سال قیام نہ کریں۔) پھر انھوں نے ان شاء اللہ کہے بغیر قسم اٹھائی کہ وہ ستائیسویں رات ہے۔ میں نے ان سے پوچھا: اے ابومنذر! آپ یہ بات کس بنیاد پر کہتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: اس نشانی یا علامت کی رو سے جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتائی تھی کہ ''اس دن سورج اس حالت میں طلوع ہوتا ہے کہ اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: لیلۃ القدر کے بارے میں صحیح احادیث کا تقاضا یہی ہے کہ کسی رات کی حتمی اور یقینی تعیین نہ کی جائے۔ ہاں اتنی بات طے ہے کہ وہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی رات ہوتی ہے اور ان راتوں میں منتقل ہوتی، یعنی بدلتی رہتی ہے، ہمیشہ ایک رات نہیں ہوتی۔ ائمۂ حجاز، مالک، شافعی اور احمد وغیرہ کا یہی موقف ہے۔ (المصباح المنير في تهذيب ابن كثير، مكتبه دارالسلام، ص: 1522)

(المعجم ٩٨) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ لَمْ يَكُنْ (التحفة ٨٦)

باب: 98۔ سورۂ لَمْ يَكُنْ کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

٣٣٥١ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الندب الأكيد إلى قيام ليلة القدر . . . إلخ، ح: ٧٦٢ من حديث عبدة بن أبي لبابة به .

(١) -٣٣٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ ﷺ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ، قَالَ: «ذَاكَ إِبْرَاهِيمُ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[3352] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے کہا: اے بہترین خلائق! آپ نے فرمایا: ''وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ نے اپنے جدِ اعلیٰ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کے لیے تواضع اور انکساری اختیار فرماتے ہوئے یہ بات فرمائی ہے ورنہ آپ ﷺ آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار ہیں اور آپ ہی خیر البریۃ ہیں، کیونکہ ایمان اور عمل صالح میں آپ کا درجہ سب پر فائق ہے اور قرآن مجید نے خیر البریۃ ''بہترین خلائق'' انھیں ہی قرار دیا ہے جو ایمان اور عمل صالح سے متصف ہیں۔

(المعجم ٩٩) [بَابٌ: وَمِنْ] سُورَةِ ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ﴾ (التحفة ٨٧)

باب: 99۔ سورۂ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) -٣٣٥٣- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ [٤] قَالَ: «أَتَدْرُونَ مَا أَخْبَارُهَا؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «فَإِنَّ أَخْبَارَهَا أَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا، تَقُولُ: عَمِلَ يَوْمَ كَذَا، كَذَا وَكَذَا فَهٰذِهِ أَخْبَارُهَا».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

[3353] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''اس دن وہ اپنی داستان کہہ سنائے گی۔'' آپ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو، اس کی داستان کیا ہے؟'' صحابہ نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کی داستان یہ ہے کہ وہ ہر مرد اور عورت کے بارے میں ان اعمال کی شہادت دے گی جو انھوں نے اس کی پشت پر کیے ہیں۔ بتائے گی: اس نے فلاں دن، فلاں فلاں عمل کیا، تو یہ اس کی داستان ہے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

٣٣٥٢۔ أخرجه مسلم، الفضائل، باب: من فضائل إبراهيم الخليل ﷺ، ح: ٢٣٦٩ من حديث ابن مهدي به.

٣٣٥٣۔ [ضعيف] تقدم: ٢٤٢٩ وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٨٦ والحاكم: ٢/ ٥٣٢ فتعقبه الذهبي بقوله: "يحيى هذا منكر الحديث قاله البخاري".

(المعجم ۱۰۲) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ (التحفة ۸۸)

باب: 102۔ سورۂ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُر کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(۱) ـ۳۳۵۴ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ انْتَهٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَقْرَأُ: ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ قَالَ: «يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي مَالِي، وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ، أَوْ أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ، أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[3354] سیدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس پہنچا جبکہ آپ پڑھ رہے تھے: ''تمھیں ایک دوسرے سے زیادہ مال حاصل کرنے کی حرص نے غفلت میں ڈالے رکھا۔'' آپ نے فرمایا: ''آدم کا بیٹا (انسان) کہتا ہے: میرا مال، میرا مال۔ تیرے لیے تیرے مال سے اس کے سوا کچھ نہیں ہے جو تو نے صدقہ کر کے آگے بھیج دیا یا کھا کر فنا کر ڈالا یا پہن کر بوسیدہ کر دیا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: انسان کا مال درحقیقت وہی ہے جو اس نے استعمال کر لیا۔ جو مال اس نے جمع کر کے اپنے ورثاء کے لیے چھوڑا، وہ تو اس کا ہے ہی نہیں۔ استعمال شدہ مال میں سے بھی اس کے لیے زیادہ فائدہ مند اور نفع بخش وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ و خیرات کی صورت میں خرچ کر ڈالا اور اسے آخرت کے لیے محفوظ کر لیا۔

(۲) ـ۳۳۵۵ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ الرَّازِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قَيْسٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَلِيٍّ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: مَا زِلْنَا نَشُكُّ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ حَتّٰى نَزَلَتْ: ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾. قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ - مَرَّةً -: عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قَيْسٍ [هُوَ رَازِيٌّ وَعَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ كُوفِيٌّ] عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْمِنْهَالِ [ابْنِ عَمْرٍو].

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

[3355] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عذاب قبر کے بارے میں سورۂ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُر کے نزول تک شک رہا۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۳۳۵٤ـ أخرجه مسلم، الزهد والرقائق، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ۲۹۵۸ من حديث شعبة به.

۳۳۵۵ـ [ضعيف] أخرجه ابن أبي حاتم والطبري: ۳۰/ ۱۸٤ من حديث حكام به ✱ حجاج بن أرطاة ضعيف مدلس وابن أبي ليلى ضعيف أيضًا.

(٣) - ٣٣٥٦- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ [ابْنُ عُيَيْنَةَ] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ [٨] قَالَ الزُّبَيْرُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَأَيُّ النَّعِيمِ نُسْأَلُ عَنْهُ وَإِنَّمَا هُمَا الْأَسْوَدَانِ: التَّمْرُ وَالْمَاءُ؟ قَالَ: «أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ».

[3356] سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ''پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا'' تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی نعمتیں ہیں جن کے بارے میں سوال ہوگا، بس دو ہی سیاہ چیزیں: کھجور اور پانی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں بلاشبہ یہ عنقریب میسر آئیں گی (یا یقینا یہ سوال ہوگا۔)''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: مدینہ طیبہ کی کھجوریں عموماً سیاہ ہیں۔ ان کو غلبہ دیتے ہوئے پانی کو بھی سیاہ کہا، جس طرح سورج اور چاند کو قمرین اور سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو عمرین کہہ دیتے ہیں۔ یہ دو چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، اس لیے ان کے بارے میں بھی سوال ہوگا۔ اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جن چیزوں کو تم نعمتیں خیال کرتے ہو، وہ بھی یقینا تمھیں ملیں گی اور ان کے بارے میں سوال بھی ہوگا جیسا کہ فتوحات سے ہر قسم کی خوشحالی میسر آئی۔

(٤) - ٣٣٥٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ قَالَ النَّاسُ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَنْ أَيِّ النَّعِيمِ نُسْأَلُ؟ فَإِنَّمَا هُمَا الْأَسْوَدَانِ وَالْعَدُوُّ حَاضِرٌ وَسُيُوفُنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا؟ قَالَ: «إِنَّ ذٰلِكَ سَيَكُونُ».

[3357] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی نعمتوں کے بارے میں ہم سے پوچھ گچھ ہوگی؟ بس دو ہی سیاہ چیزیں ہمیں حاصل ہیں جبکہ دشمن سامنے ہے اور ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ سوال ہوگا یا یقینا یہ نعمتیں میسر آئیں گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَحَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ هٰذَا. سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَحْفَظُ وَأَصَحُّ حَدِيثًا مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عیینہ کی مذکورہ بالا حدیث میرے نزدیک اس کے مقابلے میں زیادہ صحیح ہے کیونکہ سفیان بن عیینہ زیادہ یاد رکھنے والا بھی ہے اور ابوبکر بن عیاش کے مقابلے میں اس کی حدیثیں زیادہ صحیح بھی ہیں۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ ہم ہر وقت خوف و خطرے میں مبتلا رہتے ہیں اور دشمن سے ڈرتے ہوئے ہر وقت مسلح ہوتے ہیں،

٣٣٥٦ـ أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب معيشة أصحاب النبي ﷺ، ح: ٤١٥٨ عن محمد بن أبي عمر به، و هو مخرج في مسند الحميدي، ح: ٦١.

٣٣٥٧ـ انظر الحديث السابق.

ان حالات میں یہ دو چیزیں کون سی ایسی بڑی نعمتیں ہیں جن کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ جواب دیا جس کی وضاحت اوپر ہو چکی ہے۔

(٥) ـ٣٣٥٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَلَاءِ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَمٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - يَعْنِي الْعَبْدَ مِنَ النَّعِيمِ - أَنْ يُقَالَ [لَهُ]: أَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ، وَنُرْوِيكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ».

[3358] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جس نعمت کے بارے میں سوال ہوگا وہ یہ ہے کہ اسے کہا جائے گا: کیا ہم نے تیرے لیے، تیرے جسم کو صحت نہیں بخشی تھی اور تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کرتے تھے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَالضَّحَّاكُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَبٍ وَيُقَالُ: ابْنُ عَرْزَمٍ وَابْنُ عَرْزَمٍ أَصَحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور ضحاک سے مراد عبدالرحمٰن بن عرزب کا بیٹا ہے، جسے ابن عرزم بھی کہا جاتا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: صحت وتندرستی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ کہتے ہیں تندرستی ہزار نعمت ہے، کیونکہ اگر تندرستی نہ ہو تو انسان ہر وقت بیماری کا شکار رہے۔ اس حالت میں اسے دنیا کی کوئی نعمت بھی اچھی نہیں لگتی اور انسان زندگی ہی سے اکتا جاتا ہے۔ اسی طرح ٹھنڈا پانی گرمیوں میں بہت بڑی نعمت ہے جسے انسان گرمی میں بار بار پیتا ہے اور پانی اگر ٹھنڈا نہ ہو تو پینے کو جی نہیں چاہتا، جبکہ اس کے بغیر سکون وآرام اور زندہ رہنا ممکن نہیں۔

(المعجم ١٠٨) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْكَوْثَرِ (التحفة ٨٩)

باب: 108۔ سورۃ الکوثر کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٣٥٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ [فِي قَوْلِهِ تَعَالَى]: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «هُوَ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ» قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «رَأَيْتُ نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ حَافَتَيْهِ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ، قُلْتُ: مَا هٰذَا يَا

[3359] سیدنا انس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''بلاشبہ ہم نے آپ کو کوثر عطا کی'' کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ جنت میں ایک نہر ہے۔'' اور نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنت میں ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کنارے موتیوں کے خیمے کے ہیں۔ میں نے

٣٣٥٨ـ أخرجه الطبري: ٣٠/١٨٦ من حديث شبابة بن سوار به وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٨٥ والحاكم: ١٣٨/٤ ووافقه الذهبي.

٣٣٥٩ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٥٣٣ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، ح: ٤٩٦٤ من حديث قتادة به.

جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَهُ اللهُ».

پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: یہ وہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: کوثر: کُثر سے مبالغے کا صیغہ ہے اور کثر کے معنی ہیں: دولت وثروت، لہٰذا کوثر کے معنی ہوں گے بہت زیادہ کثرت اور بڑی برکت وثروت والا یا خیر کثیر۔ جنت کی نہر اور محشر کا حوض جس میں جنت کی نہر سے پانی آئے گا یہ اس خیر کثیر کا خصوصی حصہ ہے جو نبی ﷺ کو ملی ہے، اس لیے آپ نے کوثر کی تفسیر جنت کی نہر سے فرمائی ہے۔

(٢) ـ٣٣٦٠ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَيْنَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذْ عُرِضَ لِي نَهْرٌ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ، قُلْتُ لِلْمَلَكِ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَهُ اللهُ، قَالَ: ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلٰى طِينَةٍ فَاسْتَخْرَجَ مِسْكًا، ثُمَّ رُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَرَأَيْتُ عِنْدَهَا نُورًا عَظِيمًا».

[3360] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں چل رہا تھا کہ اس دوران میں میرے سامنے ایک نہر آئی جس کے دونوں کنارے موتیوں کے خیموں کے تھے۔ میں نے فرشتے سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ وہ کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اس نے اپنا ہاتھ مٹی پر مارا اور کستوری نکالی۔ پھر میرے سامنے سدرۃ المنتہیٰ لائی گئی تو میں نے اس کے پاس بہت بڑا نور دیکھا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مروی ہے۔

فائدہ: نہر کے کنارے موتیوں کے خیموں سے بنائے گئے ہیں اور اس کے نیچے کی مٹی جس پر پانی بہتا ہے وہ کستوری ہے تاکہ اس کی کشش اور دلفریبی میں اضافہ ہو۔

(٣) ـ٣٣٦١ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْكَوْثَرُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَجْرَاهُ عَلَى الدُّرِّ وَالْيَاقُوتِ، تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ، وَمَاؤُهُ أَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ، وَأَبْيَضُ مِنَ

[3361] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوثر، جنت کی ایک نہر ہے جس کے کنارے سونے کے ہیں۔ اس کا بہاؤ موتیوں اور یاقوت پر ہے۔ اس کی مٹی کستوری سے بہتر ہے۔ اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔''

٣٣٦٠ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب: في الحوض، ح: ٦٥٨١ من حديث قتادة به.

٣٣٦١ـ أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب صفة الجنة، ح: ٤٣٣٤ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به ☆ عطاء اختلط وله شواهد كثيرة.

الثَّلْجِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: نہرِ کوثر کے کنارے سونے کے ہوں گے اور اوپر موتیوں کے خیمے ہوں گے۔ اس کا پانی موتیوں اور یاقوت پر بہے گا جن پر مٹی کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار ہوگی، اس لیے اس کو بعض احادیث میں کستوری سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔

(المعجم ١١٠)[بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ(التحفة ٩٠)

باب: 110۔ سورۃ الفتح، یعنی سورۂ نصر کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) ـ٣٣٦٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَسْأَلُنِي مَعَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: أَتَسْأَلُهُ وَلَنَا بَنُونَ مِثْلُهُ؟ قَالَ: فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ، فَسَأَلَهُ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقُلْتُ: إِنَّمَا هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ وَقَرَأَ السُّورَةَ إِلٰى آخِرِهَا، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: وَاللهِ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

[3362] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھیوں کے ساتھ مجھ سے بھی پوچھا کرتے تھے (مشورہ لیتے تھے۔) سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ اس سے مشورہ لیتے ہیں، جبکہ اس جیسے ہی ہمارے بچے ہیں؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا جو مقام ہے، وہ آپ جانتے ہیں، چنانچہ انھوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: ''جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے جواب دیا: یہ تو بس رسول اللہ ﷺ کی عمر کی انتہا ہے، اس سے آپ کو آگاہ کیا گیا ہے اور پوری سورت کی تلاوت کی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! میں بھی اس سورت کا یہی مفہوم سمجھتا ہوں جو تم نے سمجھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: أَتَسْأَلُهُ وَلَنَا ابْنٌ مِثْلُهُ؟ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب ایک اور استاد سے اس کے ہم معنی روایت صرف اس فرق کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ اس میں بنون (بیٹوں) کی جگہ ابن (بیٹا) کا لفظ ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① چونکہ اس سورت میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے آپ ﷺ کو اپنے

٣٣٦٢ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦٢٧ من حديث شعبة به.

دشمنوں پر غلبہ اور فتح حاصل ہو گئی ہے اور کفر نے اسلام کے سامنے اس طرح گھٹنے ٹیک دیے ہیں کہ اب اس کے لیے پھر سر اٹھانے کا کوئی امکان باقی نہیں رہا۔ اس سے آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد پورا ہو گیا اور آپ اپنے فرض منصبی سے سبک دوش ہو گئے ہیں، اس لیے اب اپنے رب کی تسبیح وحمد بیان کریں اور اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگیں اور آخرت کی تیاری کریں۔ چنانچہ اس کے بعد، یعنی دورِ حیات کے آخر میں آپ ﷺ کا انہماک عبادت الٰہی میں بہت بڑھ گیا تھا۔ ② سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے علم حاصل کرنے والوں میں داخل تھے۔ (صحيح البخاري، الحدود، حديث: 6830) اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تم ابن عباس کے مرتبے سے آگاہ ہو اور اس کے اس مقام و مرتبہ کے پیش نظر میں اسے اہمیت دیتا ہوں اور اس سے مشورہ لیتا ہوں۔

(المعجم ١١١) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ تَبَّتْ [يَدَا]

(التحفة ٩١)

باب: 111۔ سورۂ تَبَّتْ يَدَا کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) - ٣٣٦٣ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَعِدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الصَّفَا فَنَادٰى: «يَا صَبَاحَاهُ» ، فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ، فَقَالَ: «إِنِّي نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ، أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنِّي أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُمَسِّيكُمْ أَوْ مُصَبِّحُكُمْ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي؟» فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ: أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَّكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾.

[3363] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے کوہِ صفا پر چڑھ کر آواز دی: ''اے صبح کا حملہ تیار ہو جاؤ۔'' اس پر قریش آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: ''میں تمھیں شدید عذاب کی آمد سے پہلے ڈرا رہا ہوں۔ بتاؤ اگر میں تمھیں خبر دوں کہ دشمن تم پر شام یا صبح کو حملہ کرنے والا ہے، کیا تم میری تصدیق کرو گے؟'' ابولہب نے کہا: کیا تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا، تیرے لیے ہلاکت ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی: ''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ناکام و نامراد ہو گیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس سورت میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ ابولہب جو پورے زور شور سے نبی ﷺ کی مخالفت کر رہا ہے، اس میں ناکام و نامراد ہو گا۔ اس کے حمایتی اور معاون بھی تباہ و برباد ہوں گے اور وہ خود بھی تباہی سے دوچار ہو گا۔ غزوۂ بدر میں قریش کے بڑے بڑے سردار قتل ہوئے اور یہ اپنی بزدلی کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہوا۔ لیکن غزوۂ بدر کے کچھ ہی دنوں بعد چیچک

٣٣٦٣- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿وتب ۝ ما أغنى عنه ماله وما كسب﴾، ح: ٤٩٧٢ ومسلم، ح: ٢٠٨ من حديث أبي معاوية الضرير به.

کی بیماری میں مبتلا ہو کر مرا اور اس کی جان اس حال میں نکلی کہ اس کے خاندان اور بیٹوں نے اس کی خبر گیری تک نہ کی حتی کہ اس کی لاش کئی دن تک پڑی سڑتی رہی۔ بالآخر لوگوں کے طعنوں سے تنگ آ کر اس کے بیٹوں نے کرائے کے حبشیوں کے ذریعے سے اس کی لاش مکے سے باہر پھینکوائی اور دور دور ہی سے اس پر پتھر ڈال کر چھپا دی۔

(المعجم ۱۱۲) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْإِخْلَاصِ (التحفة ۹۲)

باب: 112۔ سورۃ الاخلاص کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(۱) ـ ۳۳۶۴ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعْدٍ - هُوَ الصَّنْعَانِيُّ - عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: أَنَّ الْمُشْرِكِينَ قَالُوا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: انْسُبْ لَنَا رَبَّكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ ○ اَللهُ الصَّمَدُ﴾ فَالصَّمَدُ الَّذِي ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ لِأَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُولَدُ إِلَّا سَيَمُوتُ، وَلَيْسَ شَيْءٌ يَمُوتُ إِلَّا سَيُورَثُ، وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَمُوتُ وَلَا يُورَثُ. ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ قَالَ: «لَمْ يَكُنْ لَهُ شَبِيهٌ، وَلَا عِدْلٌ، وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ».

[3364] سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ہمارے سامنے اپنے رب کا نسب بیان کرو، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری: ''کہہ دیجیے، وہ اللہ یکتا ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔'' ایسا بے نیاز ''جو کسی کا باپ اور بیٹا نہیں'' کیونکہ جس کی اولاد ہوتی ہے، ایسی چیز مرتی ہے اور جو چیز مرتی ہے اس کا کوئی وارث ہوتا ہے۔ بلاشبہ، اللہ عزوجل نہ فوت ہوگا اور نہ اس کا کوئی وارث ہوگا۔'' اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔'' ''اس کا کوئی نظیر و مشابہ اور مدمقابل نہیں ہے، اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔''

لغوی تشریح: ﴿أَحَدٌ ○﴾ جس کی ذات میں کوئی شریک نہ ہو۔ یکتا و یگانہ، ہر رشتے اور قرابت سے پاک و برتر۔ ﴿الصَّمَدُ ○﴾ اس بڑی چٹان کو کہتے ہیں جس کی دشمن کے حملے کے وقت پناہ لیتے ہیں اور قوم کے اس سردار کو بھی کہتے ہیں جو قوم کا پشت پناہ اور سب کا مرجع ہوتا ہے، یعنی اگرچہ اَحد یکتا ہے مگر وہ سب کی خبر گیری اور دست گیری فرماتا ہے۔ سب کے لیے پناہ کی چٹان اور سب کا ماویٰ و مرجع ہے۔ چونکہ وہ اَحد ہے، اس لیے نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی نے اسے جنا۔ ﴿كُفُوًا﴾ ہم سر، برابر کی چوٹ کا، مدمقابل۔

فائدہ: اس سورت کے ذریعے سے بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ جب کچھ نہ تھا تو وہ تھا اور جب کچھ نہ ہوگا، تب بھی وہ ہوگا۔ وہ اپنی ذات میں کامل اور بے نیاز ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں لیکن ہر چیز اس کی محتاج ہے۔ وہ سب کے لیے

۳۳٦٤ـ [ضعيف بهذا التمام] أخرجه أحمد: ٥/ ١٣٣ عن أبي سعد محمد بن ميسر به وهو ضعيف ورمي بالإرجاء (تقريب) وصححه الحاكم: ٢/ ٥٤٠ ووافقه الذهبي وحديث أبي جعفر عن الربيع بن أنس ضعيف وللحديث شاهد ضعيف عند أبي يعلى (٢٠٤٤) وغيره.

سہارا اور پناہ ہے۔ وہ کسی کا باپ نہیں اور نہ کوئی اس کا باپ ہے۔ کوئی اس کا ہم سر یا اس کے برابر کا نہیں ہے بلکہ سب اس کے بندے اور محکوم ہیں۔

(٢) -٣٣٦٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ، عَنِ الرَّبِيعِ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ آلِهَتَهُمْ فَقَالُوا: انْسُبْ لَنَا رَبَّكَ، قَالَ: فَأَتَاهُ جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهٰذِهِ السُّورَةِ: ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾. فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعْدٍ، وَأَبُو سَعْدٍ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُيَسَّرٍ.

[3365] ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مشرکوں کے باطل معبودوں کا تذکرہ کیا تو انھوں نے کہا: اپنے رب کا ہمارے سامنے نسب بیان کرو، تو سیدنا جبریل علیہ السلام یہ سورت لے کر آئے: ''کہہ دیجیے، وہ اللہ یکتا ہے'' اور مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کی اور اس میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور یہ ابوسعد کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ اور ابوسعد کا نام محمد بن میسر ہے۔

[وَأَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ اسْمُهُ عِيسٰى، وَأَبُو الْعَالِيَةِ اسْمُهُ رُفَيْعٌ وَكَانَ عَبْدًا اعْتَقَتْهُ امْرَأَةٌ سَابِيَةٌ].

ابو جعفر رازی کا نام عیسیٰ ہے۔ ابو العالیہ کا نام رُفیع ہے۔ وہ غلام تھا۔ اسے ایک سابیہ عورت نے آزاد کیا تھا۔

فائدہ: ان روایات سے اس سورت کی شان نزول معلوم ہوتی ہے۔

(المعجم ١١٣، ١١٤) [بَابٌ:] وَمِنْ سُورَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ (التحفة ٩٢)

باب: 113، 114 ۔سورۃ المعوذتین کی تفسیر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) -٣٣٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو [الْعَقَدِيُّ] عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! اسْتَعِيذِي بِاللهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا؛ فَإِنَّ هٰذَا هُوَ الْغَاسِقُ إِذَا وَقَبَ».

[3366] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چاند کو دیکھ کر فرمایا: ''اے عائشہ! اللہ سے، اس کے شر سے پناہ طلب کرو، بلاشبہ یہی غاسق ہے جب چھپ جاتا ہے۔''

٣٣٦٥- [ضعيف] أخرجه الطبري في تفسيره: ٣٠/ ٢٢١ من حديث أبي جعفر الرازي به، وانظر الحديث السابق.

٣٣٦٦- أخرجه أحمد: ٦/ ٢١٥ عن عبدالملك بن عمرو به ورواه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٣٠٥ والكبرى، ح: ١٠١٣٧ من حديث عبدالملك بن عمرو أبي عامر وصححه الحاكم: ٢/ ٥٤٠، ٥٤١ ووافقه الذهبي.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: غاسق: چاند کو کہتے ہیں۔ وہ چھپ جاتا ہے تو ظلمت اور تاریکی پھیل جاتی ہے اور جب رات کی تاریکی بڑھتی ہے تو اس میں آفتیں بھی سر اٹھا لیتی ہیں۔

(۲) -۳۳۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ - عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «قَدْ أَنْزَلَ اللهُ عَلَيَّ آيَاتٍ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾» إِلٰى آخِرِ السُّورَةِ «﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾» إِلٰى آخِرِ السُّورَةِ.

[3367] سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسی آیات اتاری ہیں جن کی مثل آیات نہیں دیکھی گئیں: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○﴾ آخر تک۔ دونوں سورتیں مکمل نازل ہوئیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ان دونوں سورتوں میں ان تمام آفتوں سے بندوں کو اپنے رب کی پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی گئی ہے جو دین کی اساس و بنیاد توحید کے لیے باعثِ نقصان ہو سکتی ہیں۔ سورۂ اخلاص میں توحید کو بیان کیا گیا اور معوذتین کو اسی خزانۂ توحید کے پاسبان اور محافظ کی حیثیت سے، اس کے بعد لایا گیا ہے۔ آفتوں سے پناہ کے اعتبار سے یہ لاجواب اور بے مثل آیات ہیں۔

(المعجم ....) بَابٌ: [فِي قِصَّةِ خَلْقِ آدَمَ وَبَدْءِ التَّسْلِيمِ، وَالتَّشْمِيتِ، وَجَحْدِهِ وَجَحْدِ ذُرِّيَّتِهِ] (التحفة ٩٣)

باب: -آدم علیہ السلام کی تخلیق، سلام کا آغاز، چھینک آنے پر دعا دینا، آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد میں صفت انکار کا پایا جانا

-۳۳٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ ابْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَمَّا خَلَقَ اللهُ آدَمَ وَنَفَخَ فِيهِ الرُّوحَ عَطَسَ فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ، فَحَمِدَ اللهَ بِإِذْنِهِ، فَقَالَ لَهُ رَبُّهُ: يَرْحَمُكَ اللهُ يَا آدَمُ، اذْهَبْ

[3368] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں روح پھونکی، تو انھیں چھینک آئی۔ انھوں نے الحمد للہ کہا اور اللہ کی حمد اس کی توفیق سے کی، اس پر ان کے رب نے فرمایا: اے آدم! [يَرْحَمُكَ اللهُ] اللہ تم پر رحم فرمائے۔ ان فرشتوں کے پاس جاؤ، ان کی ایک

-۳۳٦٧- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل قراءة المعوذتين، ح: ٨١٤ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

-۳۳٦٨- أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٢١٨ والكبرى، ح: ١٠٠٤٦ من حديث صفوان به مختصرًا، وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦١٣٤ والحاكم: ٤/ ٢٦٣ ووافقه الذهبي * رواية زيد بن أسلم: تقدمت: ٣٠٧٦.

إِلَى أُولَئِكَ الْمَلَائِكَةِ - إِلَى مَلَإٍ مِّنْهُمْ جُلُوسٍ - فَقُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، قَالُوا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ بَنِيكَ بَيْنَهُمْ فَقَالَ اللهُ لَهُ: - وَيَدَاهُ مَقْبُوضَتَانِ - اخْتَرْ أَيَّهُمَا شِئْتَ، قَالَ: اخْتَرْتُ يَمِينَ رَبِّي وَكِلْتَا يَدَيْ رَبِّي يَمِينٌ مُّبَارَكَةٌ، ثُمَّ بَسَطَهَا فَإِذَا فِيهَا آدَمُ وَذُرِّيَّتُهُ، فَقَالَ: أَيْ رَبِّ! مَا هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ، فَإِذَا كُلُّ إِنْسَانٍ مَكْتُوبٌ عُمْرُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَإِذَا فِيهِمْ رَجُلٌ أَضْوَأُهُمْ - أَوْ مِنْ أَضْوَئِهِمْ -. قَالَ: يَا رَبِّ! مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا ابْنُكَ دَاوُدُ وَقَدْ كَتَبْتُ لَهُ عُمُرَ أَرْبَعِينَ سَنَةً، قَالَ: يَا رَبِّ! زِدْهُ فِي عُمْرِهِ، قَالَ: ذَاكَ الَّذِي كُتِبَ لَهُ. قَالَ: أَيْ رَبِّ! فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُ لَهُ مِنْ عُمْرِي سِتِّينَ سَنَةً، قَالَ: أَنْتَ وَذَاكَ، قَالَ: ثُمَّ أُسْكِنَ الْجَنَّةَ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ أُهْبِطَ مِنْهَا، فَكَانَ آدَمُ يَعُدُّ لِنَفْسِهِ، قَالَ: فَأَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُ آدَمُ: قَدْ عَجِلْتَ، قَدْ كُتِبَ لِي أَلْفُ سَنَةٍ. قَالَ: بَلٰى! وَلٰكِنَّكَ جَعَلْتَ لِابْنِكَ دَاوُدَ سِتِّينَ سَنَةً فَجَحَدَ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَنَسِيَ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ. قَالَ: فَمِنْ يَوْمَئِذٍ أُمِرَ بِالْكِتَابِ وَالشُّهُودِ».

جماعت بیٹھی ہوئی تھی، انھیں السلام علیکم ”تم پر سلامتی ہو“ کہو۔ انھوں نے جواب میں کہا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ تم پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔ پھر آدم علیہ السلام اپنے رب کی طرف لوٹ آئے تو اللہ نے فرمایا: یہ تمھارا اور تمھاری اولاد کا آپس میں سلام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: - اس حال میں کہ اس کے دونوں ہاتھ بند تھے - ان میں سے جس کا چاہو انتخاب کر لو۔ آدم نے عرض کی: میں نے اپنے رب کا دایاں اختیار کیا اور میرے رب کے دونوں ہاتھ خیر و برکت والے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دایاں ہاتھ کھولا، اس میں آدم اور اس کی اولاد تھی۔ پوچھا: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ تمھاری اولاد ہے۔ دیکھا تو ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے درمیان اس کی عمر لکھی ہوئی ہے، ناگہاں ان میں ایک آدمی سب سے روشن دیکھا، پوچھا: اے میرے آقا! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تمھارا بیٹا داود ہے اور میں نے اسے چالیس سال عمر دی ہے۔ عرض کی: اے میرے رب! اس کی عمر میں اضافہ فرما دے۔ فرمایا: وہی ہے جو اس کے لیے لکھی گئی ہے۔ عرض کی: تو میں نے اسے اپنی عمر سے ساٹھ سال دے دیے۔ فرمایا: تم جانو اور تمھارا معاملہ جانے۔ پھر انھیں جب تک اللہ کو منظور تھا جنت میں آباد رکھا گیا، پھر اس سے (زمین پر) نیچے اتارا گیا۔ آدم علیہ السلام اپنی عمر گنتے رہے۔ پھر ان کے پاس موت کا فرشتہ آ گیا، اس پر آدم علیہ السلام نے اس سے کہا: تو نے جلدی کی ہے۔ میرے لیے ہزار سال عمر رکھی گئی ہے۔ فرشتے نے کہا: واقعی، لیکن آپ نے ساٹھ سال اپنے بیٹے داود کو دے دیے تھے۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ یہ خصلتِ انکار ان کی اولاد میں بھی آ گئی۔ وہ بھول گئے تو ان کی اولاد بھی بھولے گی۔ اس وقت سے تحریر اور گواہوں کا حکم

دیا گیا۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [مِنْ رِّوَايَةِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اس سند سے غریب ہے۔ یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کئی سندوں سے روایت کی گئی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کی کیفیت اور شکل وصورت کو جاننا ممکن ہی نہیں۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولاد آدم میں باہمی سلام کا حکم، سیدنا آدم علیہ السلام کو اس کی تعلیم دینے سے ہوا اور چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا اور دوسرے کا جواب میں دعا دینے کی تعلیم بھی اسی وقت دے دی گئی تھی۔ اور ایک بات کر کے بھول جانا اور اس کا انکار کرنا، انسان کی سرشت میں داخل ہے اور اس سے محفوظ رہنے کے لیے تحریر اور گواہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ③ آدم علیہ السلام نے پہلے داود علیہ السلام کو بیس سال دیے، پھر سو کو پورا کرنے کے لیے چالیس سال اور دے دیے یا اس کے برعکس پہلے چالیس دیے اور پھر بیس کا اضافہ کیا، اس لیے بعض روایات میں صرف چالیس سال کا ذکر ہے جو پہلے دیے تھے اور اس میں اضافے کو ملا کر ساٹھ سال کا ذکر ہے۔ (دیکھیے تفسیر سورۂ اعراف، حدیث:3076)

(المعجم ...) بَابٌ: [فِي حِكْمَةِ خَلْقِ الْجِبَالِ فِي الْأَرْضِ لِتَقِرَّ بَعْدَ مَيْدِهَا] (التحفة ٩٥)

باب: - پہاڑ پیدا کرنے کی حکمت زمین کو ہچکولے کھانے سے بچانا ہے

٣٣٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْأَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيدُ، فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَقَالَ بِهَا عَلَيْهَا، فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ شِدَّةِ الْجِبَالِ فَقَالُوا: يَا رَبِّ! هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَلْحَدِيدُ. فَقَالُوا: يَا رَبِّ! فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْحَدِيدِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَلنَّارُ. [فَـ]ـقَالُوا: يَا رَبِّ! فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَلْمَاءُ. قَالُوا: يَا رَبِّ! فَهَلْ

[3369] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جب اللہ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ڈولنے لگی، چنانچہ اللہ نے پہاڑ پیدا کر کے اس پر ٹکا دیے جس سے وہ ٹھہر گئی۔ فرشتوں کو پہاڑوں کی شدت پر تعجب ہوا۔ انھوں نے عرض کی: اے آقا! کیا تیری مخلوق میں پہاڑوں سے بھی زیادہ زور آور مخلوق ہے؟ فرمایا: ہاں، لوہا۔ انھوں نے عرض کی: اے آقا! کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز لوہے سے بھی زیادہ زور آور ہے؟ فرمایا: ہاں، آگ۔ انھوں نے عرض کی: اے آقا! کیا تیری مخلوق میں آگ سے بھی زیادہ طاقت ور کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں، پانی۔

٣٣٦٩ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ١٢٤ عن يزيد بن هارون به وأورده الضياء المقدسي في المختارة: ٦/ ١٥٢ـ١٥٤، ح: ٢١٤٨ـ٢١٥٠ ✽ سليمان بن أبي سليمان مجهول.

فِي خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَلرِّيحُ. قَالُوا: يا رَبِّ! فَهَلْ فِي خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الرِّيحِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اِبْنُ آدَمَ، تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ بِيَمِينِهِ يُخْفِيهَا مِنْ شِمَالِهِ».

انھوں نے عرض کی: اے رب! کیا تیری مخلوق میں پانی سے بھی زور آور کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں، ہوا۔ عرض کی: اے رب! تو کیا تیری مخلوق میں ہوا سے بھی زیادہ شدید کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں، ابن آدم کا وہ صدقہ جو اپنے دائیں ہاتھ سے کرتا ہے اور اسے اپنے بائیں ہاتھ سے چھپاتا ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. آخِرُ التَّفْسِيرِ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور ہمارے علم میں مرفوعا بس اسی سند سے آئی ہے۔

کتاب التفسیر اختتام کو پہنچی۔

وہ دعائیں جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں

دعا کا اصل مقصد، بڑے راز و نیاز اور دل کے سوز و ساز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے فقر و احتیاج، عجز و درماندگی، بے چارگی و بے بسی، بے مائیگی اور بے بضاعتی کا اظہار و اعتراف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفت جود، قدرت کاملہ، علم محیط اور اپنی مخلوق سے اس کی شفقت و رحمت، فیض رسانی اور فریاد رسی کا اقرار و اعتراف ہے، جس سے بندے کا اپنے معبود اور اپنے رب سے رشتہ و تعلق استحکام و دوام پاتا ہے، اس لیے نبی ﷺ نے اپنی امت کو دعاؤں کی خصوصی تعلیم دی اور آپ نے اپنے رب سے ان الفاظ میں دعا کرنی سکھائی جن سے زیادہ مؤثر و بلیغ اور موزوں و مناسب الفاظ انسان کے بس میں نہیں، اس لیے جہاں تک ممکن ہو انھی الفاظ میں دعا کرنی چاہیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٤٥) كِتَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ (التحفة ٤١)

وہ دعائیں جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الدُّعَاءِ (التحفة ١)

باب:1۔ دعا کی فضیلت کا بیان

٣٣٧٠- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ [وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا]: أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ [تَعَالَى] مِنَ الدُّعَاءِ».

[3370] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے زیادہ کوئی چیز بہتر اور عزیز نہیں ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ، وَعِمْرَانُ الْقَطَّانُ هُوَ ابْنُ دَاوَرَ وَيُكْنٰى أَبَا الْعَوَّامِ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ [بِهٰذَا الْإِسْنَادِ] بِنَحْوِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے مرفوعاً صرف عمران القطان بیان کرتا ہے جو ابن داور ہے اور اس کی کنیت ابوعوام ہے۔ امام صاحب ایک دوسرے استاد کی سند سے عمران القطان ہی سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: بندوں کے مقامات میں سے سب سے بلند مقام، بندے کی عبدیت ہے اور دعا عبدیت کا جوہر اور مظہر ہے۔ اگر بندہ دل کی گہرائی سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا یقین کامل رکھتے ہوئے دعا کرے تو اس کا ظاہر و باطن عبدیت میں ڈوب جاتا ہے کیونکہ اپنے فقر و احتیاج اور عجز و فروتنی کے احساس کے ساتھ اللہ کی قدرت اور قوت پر یقین ہوتا ہے، اس لیے دعا اللہ تعالیٰ کو بہت ہی عزیز ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی سب سے زیادہ طاقت رکھتی ہے۔

٣٣٧٠ـ أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب فضل الدعاء، ح: ٣٨٢٩ من حديث أبي داود الطيالسي به وهو في مسنده، ح: ٢٥٨٢ وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٩٧ والحاكم: ١/ ٤٩٠ ووافقه الذهبي.

(المعجم...) بَابٌ: مِّنْهُ [«الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ»]

(التحفۃ٢)

باب:۔ دعا عبادت کا مغز اور جوہر ہے

٣٣٧١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ».

[3371] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دعا عبادت کا مغز اور جوہر ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور ہمارے علم میں صرف ابن لہیعہ کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

٣٣٧٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ يُسَيْعٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ». ثُمَّ قَرَأَ: «﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾» [غافر:٦٠].

[3372] سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دعا عین عبادت ہے'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''تمھارے رب کا ارشاد ہے: تم مجھ سے دعا کرو (مانگو) میں تمھاری دعا قبول کروں گا۔ بلاشبہ جو لوگ میری عبادت سے متکبرانہ روگردانی کریں گے، وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رَوَاهُ مَنْصُورٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ ذَرٍّ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ذَرٍّ [هُوَ ذَرُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَمْدَانِيُّ ثِقَةٌ وَالِدُ عُمَرَ بْنِ ذَرٍّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے منصور اور اعمش نے ذر سے بیان کیا ہے اور ہمارے علم میں ذر ہی کی حدیث ہے۔ (ذر بن عبداللہ ہمدانی ثقہ ہے اور عمر بن ذر کا باپ ہے۔)

فائدہ: ''دعا عین عبادت ہے'' اس کی دلیل کے طور پر آپ ﷺ نے سورۃ المؤمن کی آیت: 60 کی تلاوت فرمائی جس میں دعا نہ کرنے کو عبادت سے متکبرانہ روگردانی قرار دیا گیا ہے۔ اس سے دعا کے عبادت ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اگر اللہ کے سوا کسی اور سے مافوق الاسباب طریقے سے مانگا جائے، اسے مدد کے لیے پکارا جائے اور اس سے حاجت پوری کرنے کے لیے دعا کی جائے تو یہ اس کی عبادت ہوگی جو شرک ہے۔

٣٣٧١- [ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط، ح: ٣٢٢٠ من حديث ابن لهيعة به وقال: تفرد به * عبدالله بن لهيعة مدلس وعنعن.

٣٣٧٢- تقدم: ٢٩٦٩ وحديث منصور والأعمش تقدم: ٣٢٤٧.

(المعجم ٢) بَابٌ: مِنْهُ [«مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ»] (التحفة ٢)

باب: 2۔ جو اللہ سے نہیں مانگتا، اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے

٣٣٧٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهُ مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ».

[3373] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واقعہ یہ ہے، جو اللہ سے نہیں مانگتا، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رَوٰى وَكِيعٌ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ هٰذَا الْحَدِيثَ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. [وَأَبُو الْمَلِيحِ اسْمُهُ صَبِيحٌ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُهُ، وَقَالَ: يُقَالُ لَهُ الْفَارِسِيُّ]. حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وکیع نے یہ روایت کئی راویوں سے ابوملیح سے بیان کی ہے اور ہمارے علم میں یہ اسی سند سے مروی ہے۔ (ابوملیح کا نام صبیح ہے، میں نے امام محمد (بخاری رحمہ اللہ سے ایسے ہی سنا ہے) اور بقول امام بخاری رحمہ اللہ اسے فارسی بھی کہا جاتا ہے۔) امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بندے کا سب سے عزیز اور قیمتی عمل دعا اور سوال ہے، اس لیے جو بندہ اس سے نہ مانگے وہ اس سے ناراض ہوتا ہے اور مانگنے پر خوش ہوتا ہے۔

(المعجم ٢) بَابٌ: مِنْهُ [كَوْنُ الذِّكْرِ خَيْرُ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ] (التحفة ٦)

باب: 3۔ ذکر، اللہ کے ہاں سب سے بہتر اور سب سے زیادہ پاکیزہ عمل ہے

٣٣٧٤- [حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مَرْحُومُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنَا أَبُو نَعَامَةَ السَّعْدِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا

[3374] سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ جب ہم لوٹے اور مدینہ طیبہ ہمیں نظر آنے لگا تو لوگوں نے اپنی بلند آوازوں کے ساتھ، زوردار تکبیر کہی، اس پر رسول

٣٣٧٣- [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب فضل الدعاء، ح:٣٨٢٨ من حديث أبي المليح به وصححه الحاكم: ١/ ٤٩١ وذكر كلامًا متناقضًا لتصحيحه وللحديث شواهد، انظر التفصيل في الصحيحة للألباني، ح: ٢٦٥٤.

٣٣٧٤- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح:٤٢٠٢ ومسلم، ح: ٢٧٠٤ من حديث أبي عثمان به ورواه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٣٥٦ والكبرى، ح: ١٠١٨٨ من حديث مرحوم بن عبدالعزيز به.

أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ، فَكَبَّرَ النَّاسُ تَكْبِيرَةً وَرَفَعُوا بِهَا أَصْوَاتَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَصَمَّ وَلَا غَائِبٍ هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُوسِ رِحَالِكُمْ»، ثُمَّ قَالَ: «يَاعَبْدَاللهِ بْنَ قَيْسٍ! أَلَا أُعَلِّمُكَ كَنْزًا مِّنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ».

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُلٍّ وَأَبُو نَعَامَةَ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عِيسٰى. وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ: «هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُوسِ رَوَاحِلِكُمْ» إِنَّمَا يَعْنِي عِلْمَهُ وَقُدْرَتَهُ.

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تمھارا رب بہرا نہیں اور نہ غائب ہے۔ وہ تمھارے اور تمھارے پالانوں کے سروں کے درمیان ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تمھیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی تعلیم نہ دوں؟ [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ]۔''

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوعثمان النہدی کا نام عبدالرحمٰن بن مُل اور ابونعامہ کا نام عمرو بن عیسیٰ ہے۔ اور آپ ﷺ کے اس فرمان: ''وہ تمھارے اور تمھارے پالانوں کے سروں کے درمیان ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے علم و قدرت کے ساتھ تمھارے اتنا قریب ہے (ورنہ وہ خود عرش پر مستوی ہے۔)

فائدہ: یہ عنوان حدیث: 2377 پر قائم کرنا چاہیے تھا کیونکہ اس حدیث میں تو [لا حول و لا قوۃ] کی فضیلت بیان کی گئی ہے جس کے معنی ہیں کہ کسی کام کے لیے سعی و حرکت اور اس کام کے کرنے کی ہمت و طاقت بس اللہ تعالیٰ ہی سے مل سکتی ہے اور گناہ سے باز رہنا اور اطاعت بجالانا اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد کے بغیر ممکن نہیں، اس لیے یہ کلمہ اخلاص کے ساتھ کہنا بے انتہا اجر و ثواب کا خزانہ ہے، اس لیے جنت کے درجات و مراتب کے حصول کا باعث ہوگا۔

(المعجم ٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الذِّكْرِ (التحفة ٤)

باب: 4۔ ذکر کی فضیلت

٣٣٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُسْرٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ، قَالَ: «لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللهِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[3375] سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اللہ کے احکام مجھ پر بہت ہیں، مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جسے میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپ نے فرمایا: ''تیری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

٣٣٧٥- تقدم طرفه وأخرجه ابن ماجه، الأدب، باب فضل ذكر الله، ح: ٣٧٩٣ من حديث زيد بن حباب به وصححه ابن حبان، ح: ٢٣١٧ والحاكم: ١/ ٤٩٥ ووافقه الذهبي وله شاهد عند ابن حبان، ح: ٢٣١٨ وغيره.

فائدہ: نفلی عبادات کا اہتمام اور پابندی ہر انسان کے لیے ممکن نہیں، اسی لیے اس نے کہا کہ مجھے کوئی آسان سا عمل بتائیں جو ثواب کثیر کا باعث ہو تو آپ نے فرمایا: ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ اور زبان سے اس کا ذکر کرتا رہ کیونکہ یہ کام چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ہر حالت میں اور ہر عمل میں ہو سکتا ہے۔ شرائع کی تفسیر سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ابواب الخیر "نیکی کے دروازوں اور کام" سے کی گئی ہے کہ ان سب کا بجالانا میرے لیے مشکل ہے۔

(المعجم ٥) بَابٌ: مِنْهُ [فِي أَنَّ الذَّاكِرِينَ اللهَ كَثِيرًا أَفْضَلُ مِنَ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ] (التحفة ٥)

باب: 5۔ اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد رکھنے والا، اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والے سے بھی افضل ہے

٣٣٧٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: «الذَّاكِرُونَ اللهَ كَثِيرًا [وَالذَّاكِرَاتُ]» قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمِنَ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ؟ قَالَ: «لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهِ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ حَتَّى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا لَكَانَ الذَّاكِرُونَ اللهَ كَثِيرًا أَفْضَلَ مِنْهُ دَرَجَةً».

[3376] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: قیامت کے دن، اللہ کے ہاں درجے و مرتبے کے اعتبار سے کون سا بندہ سب سے بہتر ہوگا؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کو خوب یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔" میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والے سے بھی؟ آپ نے فرمایا: "اگر وہ کافروں اور مشرکوں میں گھس کر تلوار چلائے حتیٰ کہ وہ ٹوٹ جائے اور وہ (دشمنوں کے ہاتھوں) زخمی ہو کر خون میں لت پت ہو جائے، تب بھی اللہ کو زیادہ یاد کرنے والے، اس سے درجے کے اعتبار سے بہتر ہوں گے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ دَرَّاجٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور ہمارے علم میں اسے صرف درّاج ہی بیان کرتا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ ذکر الٰہی کی افضلیت اگلی حدیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ٦) بَابٌ: مِنْهُ (التحفة ...)

باب: 6۔ (ذکر کی فضیلت)

٣٣٧٧- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ - هُوَ ابْنُ

[3377] سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمھیں تمھارے سب سے بہتر عمل کی خبر

٣٣٧٦- [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٧٥ من حديث ابن لهيعة به وانظر: ٢٠٣٣ لعلته.

٣٣٧٧- أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب فضل الذكر، ح: ٣٧٩٠ من حديث عبدالله بن سعيد به وصححه الحاكم: ١/ ٤٩٦ ووافقه الذهبي.

أَبِي هِنْدٍ - عَنْ زِيَادٍ مَوْلَى ابْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟» قَالُوا: بَلَى، قَالَ: «ذِكْرُ اللهِ [تَعَالَى]» [فـ]ـقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]: مَا شَيْءٌ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ.

نہ دوں جو تمھارے مالک کے ہاں بہت پھلنے پھولنے والا اور تمھارے درجات کو بہت بلند کرنے والا ہے۔ تمھارے لیے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے۔ تمھارے لیے اس سے بھی بہتر ہے کہ تمھاری دشمن سے مڈبھیڑ ہو، تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمھاری گردنیں ماریں؟" سب حاضرین نے کہا: ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا ذکر۔" اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ کے عذاب سے نجات دینے والی نہیں ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ مِثْلَ هٰذَا بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْهُ فَأَرْسَلَهُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض راویوں نے یہ حدیث عبداللہ بن سعید سے اسی سند کی طرح (متصل اور مرفوع) بیان کی ہے اور بعض نے اسے مرسلاً بیان کیا ہے۔

فائدہ: حقیقت یہی ہے کہ سارے نیک اعمال کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کا ذکر افضل اور عنداللہ محبوب تر ہے۔ اسی لیے فرمایا: ﴿وَلَذِكْرُ اللهِ أَكْبَرُ﴾ (العنكبوت 45:2) اور فرمایا: ﴿فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ﴾ (البقرة 152:2) "تم مجھے یاد کرو، میں تمھیں یاد کروں گا۔" اور سب سے بڑا ذکر نماز اور تلاوت قرآن ہے۔ ان دو کے اہتمام اور پابندی کے بغیر باقی نیک اعمال بھی سرانجام نہیں پا سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد ہی دوسرے اعمال پر آمادہ کرتی ہے، اس لیے یہ اللہ تعالیٰ کے قرب و رضا کا اکسیر نسخہ ہے اور سب سے افضل عمل ہے۔ اس کے بغیر ہر عمل بلا روح اور بے جان ہے اور جہاد بھی تبھی قبول ہے جب اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کی نیت سے ہو۔

(المعجم ») بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَوْمِ يَجْلِسُونَ فَيَذْكُرُونَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ مَا لَهُمْ مِنَ الْفَضْلِ (التحفة »)

باب: 7۔ جو لوگ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں، ان کی فضیلت

٣٣٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ: أَنَّهُ شَهِدَ عَلَى أَبِي

[3378] سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما دونوں نے نبی ﷺ کے بارے میں گواہی دی کہ آپ نے فرمایا: "جو لوگ بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں، فرشتے انھیں گھیر

٣٣٧٨- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ٢٧٠٠ من حديث أبي إسحاق به.

هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَا مِنْ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللهَ إِلَّا حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ».

لیتے ہیں، رحمت انھیں ڈھانپ لیتی ہے، ان پر سکینت و طمانیت اترتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مجلس میں موجود فرشتوں میں ان کا تذکرہ فرماتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ذکر الٰہی کی چار برکتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے: ① ذکر کرنے والوں کو ہر طرف سے اللہ کے فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ ② رحمت الٰہی انھیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور اس کے نتیجے میں ③ ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، یعنی انھیں ایک قسم کا قلبی اطمینان اور روحانی سکون نصیب ہوتا ہے۔ ④ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا تذکرہ فخر و مباہات کے ساتھ اپنے مقرب فرشتوں کے حلقے میں فرماتا ہے۔

٣٣٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مَرْحُومُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنَا أَبُو نَعَامَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا يُجْلِسُكُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ، قَالَ: آللهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوا: وَاللهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَقَلَّ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: «مَا يُجْلِسُكُمْ؟» قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ وَنَحْمَدُهُ لِمَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِهِ، فَقَالَ: «آللهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟» قَالُوا: آللهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: «أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ لِتُهْمَةٍ لَكُمْ، إِنَّهُ أَتَانِي جِبْرَئِيلُ وَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللهَ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ».

[3379] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے اور بیٹھنے والوں سے مخاطب ہوئے، فرمایا: تم یہاں کس لیے بیٹھے ہوئے ہو؟ انھوں نے کہا: ہم بیٹھ کر اللہ کو یاد کر رہے ہیں۔ انھوں نے فرمایا: کیا اللہ کی قسم! تم صرف اسی لیے بیٹھے ہوئے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ہم صرف اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انھوں نے کہا: ہاں، میں نے تم سے کسی بدگمانی کی خاطر قسم نہیں لی اور مجھے رسول اللہ ﷺ سے جس قسم کا مرتبہ حاصل تھا، اس درجے کا حامل کوئی آدمی آپ سے مجھ سے کم حدیثیں بیان نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ایک حلقے کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”تم کیوں بیٹھے ہو؟“ انھوں نے عرض کی: ہم اللہ کا اس بات پر بیٹھ کر ذکر اور اس کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور اس کے ذریعے سے ہم پر احسان فرمایا تو آپ نے فرمایا: ”کیا، اللہ کی قسم! تمھیں صرف اسی مقصد نے بٹھایا ہے؟“ انھوں نے عرض کی: اللہ

٣٣٧٩_ أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢٧٠١ من حديث مرحوم به.

کی قسم! ہمیں صرف اسی مقصد نے بٹھایا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں، میں نے تم سے کسی بدگمانی کی بنا پر تم سے قسم نہیں لی، واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فخر و مباہات کے ساتھ فرشتوں میں تم لوگوں کا ذکر فرما رہا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو نَعَامَةَ السَّعْدِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عِيسٰى، وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُلٍّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔ ابونعامہ سعدی کا نام عمرو بن عیسیٰ ہے اور ابوعثمان نہدی کا نام عبدالرحمٰن بن مُل ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا قسم بعض دفعہ صرف تاکید اور اہتمام کے لیے لی جاتی ہے، پس منظر میں بدظنی یا بدگمانی نہیں ہوتی۔ ② سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی زوجۂ محترمہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور کاتب وحی تھے لیکن اس کے باوجود روایت حدیث میں حد درجہ احتیاط کرتے تھے۔ ③ کسی جگہ، خاص کر مسجد میں بیٹھ کر کچھ بندوں کا اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور نعمت اسلام پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد بیان کرنا اللہ کو بے حد پسند ہے۔ اس پر وہ اپنے خاص فرشتوں کے سامنے ان کا ذکر اپنی رضامندی کے ساتھ فرماتا ہے کہ دیکھو یہ خواہشات کا اسیر نفس رکھتے ہیں اور شیطان اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ انھیں بہکانے کی کوشش کرتا ہے، مجھے انھوں نے دیکھا تک نہیں، اس کے باوجود محبت و خشیت اور کس ذوق شوق سے میرا ذکر کر رہے ہیں۔ بلاشبہ مالک الملک کا اپنے مقرب فرشتوں میں اپنے بندوں کا اس طرح ذکر فرمانا ایسی نعمت ہے جس سے بڑی نعمت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ④ اس حدیث سے مروجہ محافل ذکر کے انعقاد کا استدلال درست نہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کسی خاص کلمے یا خاص کیفیت میں ہرگز ذکر نہیں کر رہے تھے۔ وہ اپنے اسلام لانے اور دیگر انعاماتِ الٰہی کی باتیں کر رہے تھے، نیز اپنے طور پر ہر شخص ذکر کر رہا تھا جیسا کہ آج کل بھی مساجد میں لوگ نمازوں کے بعد تلاوت اور دوسرے مسنون اذکار کرتے ہیں۔ ایک ہی کلمے کے ساتھ اجتماعی ذکر کسی صحیح حدیث یا عمل صحابہ سے ہرگز ثابت نہیں۔

(المعجم ٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَوْمِ يَجْلِسُونَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللهَ (التحفة ٨)

باب:8۔ وہ لوگ جو اپنی مجالس میں اللہ کا ذکر نہیں کرتے

٣٣٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

[3380] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

٣٣٨٠ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٤٨٤ من حديث ابن مهدي به ورواه أبو داود، ح: ٤٨٥٦، ٥٠٥٩ وللحديث طرق عند النسائي في الكبرى، ح: ١٠٢٣٧، ١٠٦٥٤ والحاكم: ١/ ٤٩٢ وأحمد: ٢/ ١٢٤، ٤٣٢ وغيرهم * حديث يوسف بن يعقوب: سنده صحيح وانظر، ح: ٣٣٧٨.

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ».

نے فرمایا: ”جب کچھ لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں، اس میں اللہ کا ذکر نہیں کرتے اور اس کے نبی پر درود نہیں بھیجتے تو وہ ان کے لیے حسرت وندامت کا باعث ہوگی۔ اب اس کی مرضی ہے، چاہے انھیں عذاب دے، چاہے انھیں معاف کر دے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ]، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) ہے۔ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے نبیٔ کریم ﷺ سے مروی ہے۔

لغوی تشریح: تِرَة: مؤاخذہ، ناراضی، نقصان وخسارہ، حسرت وندامت۔

فائدہ: جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہو اور نہ اس کے رسول کے لیے رحمت و برکت کی دعا ہی ہو، وہ مجلس اللہ کی رحمت سے محرومی کا باعث اور دل کی سختی کا سبب بنتی ہے اور اللہ کے ذکر سے غفلت کا انجام حسرت وندامت ہے۔

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ (التحفة ٩)

باب:9۔ مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے

٣٣٨١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُو بِدُعَاءٍ إِلَّا آتَاهُ اللهُ مَا سَأَلَ أَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنْ سُوءٍ مِثْلَهُ، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ».

[3381] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”تم میں سے کوئی جو بھی دعا کرتا ہے، اللہ اسے وہ دے دیتا ہے جو وہ مانگتا ہے یا اس کے برابر اس سے مصیبت روک دیتا ہے بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے بھی روایات آئی ہیں۔

فائدہ: انسان جو بھی دعا اخلاص اور یقین کے ساتھ کرتا ہے وہ رائگاں نہیں جاتی بشرطیکہ وہ دعا گناہ اور قطع رحمی کا باعث نہ ہو۔ جو مانگتا ہے، وہی مل جاتا ہے یا اس کے باعث مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے یا وہ عبادت ہونے کے باعث اجر و ثواب کا باعث بنتی ہے بشرطیکہ ان آداب کو ملحوظ رکھے جن کا مختلف احادیث میں ذکر آ رہا ہے۔

٣٣٨١۔ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٦٠ عن قتيبة به وللحديث شواهد * وفي الباب عن أبي سعيد [أحمد: ٣/ ١٨ والبخاري في الأدب المفرد، ح: ٧١٠ والحاكم: ١/ ٤٩٣]، وعبادة بن الصامت [انظر، ح: ٣٥٧٣].

٣٣٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ ابْنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَطِيَّةَ اللَّيْثِيُّ عَنْ شَهْرِ ابْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكُرَبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ».

[3382] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے یہ پسند ہو کہ پریشانیوں اور سختیوں کے وقت اللہ اس کی دعا قبول فرمائے تو اسے چاہیے کہ عافیت وخوش حالی کے زمانے میں بکثرت دعا کرے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: یہ ایک واقعہ اور حقیقت ہے کہ جو لوگ صرف پریشانی، مصیبت اور تنگی کے وقت ہی اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کرتے ہیں، ان کا رابطہ اور تعلق اللہ تعالیٰ سے بہت کمزور ہوتا ہے اور انھیں اللہ کی رحمت پر وہ اعتماد و وثوق نہیں ہوتا جس سے دعا میں روح اور جان پیدا ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جو بندے ہر حالت میں اس سے مانگتے ہیں، ان کا رابطہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط و مستحکم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم اور اس کی رحمت پر انھیں خوب اعتماد اور بھروسا ہوتا ہے، اس لیے وہ دل کی گہرائی اور قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا کرتے ہیں، لہٰذا ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا کہ عافیت وخوش حالی میں بھی زیادہ سے زیادہ دعا کیا کرو تا کہ مشکلات ومصائب کے دنوں کی دعائیں بھی جان اور قوت پیدا ہو اور وہ قبول ہو۔

٣٣٨٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا] يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ».

[3383] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''سب سے افضل اور بہتر ذکر [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ] ہے اور بہترین دعا [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ. وَقَدْ رَوَى عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ هٰذَا الْحَدِيثَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف موسیٰ بن ابراہیم بیان کرتا ہے۔ علی بن مدینی وغیرہ نے یہ حدیث اسی سے بیان کی ہے۔

فائدہ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا بندگی اور عبادت واطاعت کا حق دار کوئی نہیں اور الحمد للہ کے معنی

٣٣٨٢- [حسن لغيره] أخرجه الطبراني ومن طريقه المزي في تهذيب الكمال: ٧/ ٢٦٦ وكذا ابن عدي: ٥/ ١٩٩٠ من حديث عبيدالله بن واقد به وهو ضعيف وله شاهد عند الحاكم: ١/ ٥٤٤ وصححه ووافقه الذهبي.

٣٣٨٣- أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٨٣١ عن يحيى بن حبيب به ورواه ابن ماجه، ح: ٣٨٠٠ وصححه ابن حبان (الإحسان): ٨٤٣ والحاكم: ١/ ٤٩٨ ووافقه الذهبي.

ہیں کہ وہ تمام صفات کمال اور ساری خوبیوں کا جامع ہے، اس لیے حمد وثنا اور شکر کا حق دار وہی ہے۔ میں اسی کا شکر ادا کرتا ہوں اور اسی کا ثنا خواں ہوں اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے تو وہ مزید نعمتوں کا حق دار ٹھہرتا ہے، اسی لیے اس کو بہترین دعا کا نام دیا گیا ہے۔

٣٣٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ الْبَهِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

[3384] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام حالات میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، وَالْبَهِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ بیان کرتا ہے اور بہی کا نام عبداللہ ہے۔

فائدہ: نبی اکرم ﷺ زندگی کے ہر نئے موڑ اور نئی حالت: اٹھنا، بیٹھنا، سونا جاگنا، کھانا پینا، مسجد میں داخل و خارج ہونا، بیت الخلاء میں آنا جانا، ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ آپ نے اپنی امت کو بھی تمام احوال کی دعائیں سکھائی ہیں۔ گویا اس سے مراد مختلف مواقع اور حالات کی دعاؤں کی طرف اشارہ ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بول و براز اور جماع وغیرہ کے اوقات اس سے خارج ہیں۔ ان حالات میں اللہ کا ذکر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ ادب کے منافی ہیں۔ (تحفة الأحوذي: 230/9)

(المعجم ١٠) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الدَّاعِيَ يَبْدَأُ بِنَفْسِهِ (التحفة ١٠)

باب: 10۔ دعا مانگنے والا پہلے اپنے لیے مانگے

٣٣٨٥- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنٍ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا فَدَعَا لَهُ بَدَأَ بِنَفْسِهِ.

[3385] سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو یاد فرماتے اور اس کے لیے دعا کرتے تو پہلے اپنے لیے مانگتے پھر اس کے لیے مانگتے۔

٣٣٨٤ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب ذكر الله تعالى في الجنابة وغيرها، ح: ٣٧٣ عن أبي كريب به وعلقه البخاري في الأذان، باب: ١٩.

٣٣٨٥ـ أخرجه أبو داود، الحروف والقراءات، باب: ١، ح: ٣٩٨٤ من حديث حمزة الزيات به، ورواه مسلم، ح: ٢٣٨٠ مطولًا من حديث أبي إسحاق، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٥٧٤.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ، وَأَبُو قَطَنٍ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ الْهَيْثَمِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے اور ابوقطن کا نام عمرو بن ہیثم ہے۔

فائدہ: دعا کا ادب یہ بھی ہے کہ جب دوسرے کے لیے دعا کرنی ہو تو پہلے اپنے لیے مانگے کیونکہ ہر فرد محتاج اور فقیر ہے۔ اگر صرف دوسرے کے لیے مانگتا ہے تو گویا وہ اپنے آپ کو محتاج اور فقیر نہیں سمجھتا، تب یہ دعا نہیں محض سفارش ہے اور یہ بات سائل اور محتاج کے لیے مناسب نہیں ہے۔

(المعجم ۱۱) بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْأَيْدِي عِنْدَ الدُّعَاءِ (التحفة ۱۱)

باب: 11۔ دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا (اور فراغت کے بعد منہ پر پھیرنا)

٣٣٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عِيسَى الْجُهَنِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْجُمَحِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى فِي حَدِيثِهِ: لَمْ يَرُدَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ.

[3386] سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو انھیں جب تک اپنے چہرے پر نہ پھیر لیتے، نیچے نہ کرتے۔ محمد بن مثنیٰ کی حدیث میں ہے: جب تک دونوں کو چہرے پر نہ پھیر لیتے واپس نہ لے جاتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ عِيسٰى وَقَدْ تَفَرَّدَ بِهِ وَهُوَ قَلِيلُ الْحَدِيثِ وَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ النَّاسُ، وَحَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ الْجُمَحِيُّ [هُوَ] ثِقَةٌ وَثَّقَهُ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (صحیح) غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف حماد بن عیسیٰ بیان کرتا ہے۔ وہ اس کے بیان کرنے میں منفرد ہے اور وہ قلیل الحدیث ہے۔ اس سے بیان کرنے والے بہت ہیں۔ حنظلہ بن ابی سفیان جمحی ثقہ ہے۔ یحییٰ بن سعید القطان نے اس کی توثیق کی ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے دعا سے فراغت کے بعد ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا ثابت نہیں ہوتا اور نہ اس حوالے سے کوئی اور روایت پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے، تاہم بعض سلف سے اس کا جواز اور اس پر عمل منقول ہے، اس لیے اس مسئلے میں شدت مناسب نہیں ہے۔ البتہ دعا کے وقت ہاتھوں کا اٹھانا آدابِ دعا میں شامل ہے، نیز دوسری روایات سے نبی ﷺ کا عمل بھی

٣٣٨٦- [ضعيف] أخرجه عبد بن حميد، ح: ٣٩ عن حماد بن عيسى به.

ثابت ہے۔

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَسْتَعْجِلُ فِي دُعَائِهِ (التحفة ١٢)

باب:12۔ دعا میں عجلت طلبی کرنا

٣٣٨٧- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ، يَقُولُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي».

[3387] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمھاری دعائیں اس وقت تک قبول ہوتی ہیں جب تک بندہ جلد بازی سے کام نہ لے، وہ کہنے لگے: میں نے دعا کی تھی مگر وہ قبول ہی نہیں ہوئی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو عُبَيْدٍ اسْمُهُ سَعْدٌ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ وَيُقَالُ: مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ [وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَزْهَرَ هُوَ ابْنُ عَمِّ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوعبید کا نام سعد ہے اور وہ عبدالرحمٰن بن ازہر کا آزاد کردہ غلام ہے جسے عبدالرحمٰن بن عوف کا آزاد کردہ غلام بھی کہا جاتا ہے۔ (عبدالرحمٰن بن ازہر عبدالرحمٰن بن عوف کا چچازاد ہے۔)

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ].

اس مسئلے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔

فائدہ: بندے کو چاہیے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے در کا فقیر بن کر مانگتا رہے اور یقین رکھے کہ ارحم الراحمین کی رحمت کسی وقت ضرور اس کی طرف متوجہ ہوگی۔ اگر وہ جلد بازی اور مایوسی سے کام لے گا تو قبولیت دعا کا استحقاق کھو بیٹھے گا۔

(المعجم ١٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسٰى (التحفة ١٣)

باب:13۔ صبح اور شام کی دعائیں

٣٣٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ وَهُوَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ: عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

[3388] سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین مرتبہ یہ دعا پڑھے گا، اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی: [بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ

٣٣٨٧- أخرجه البخاري، الدعوات، باب: يستجاب للعبد ما لم يعجل، ح: ٦٣٤٠ ومسلم، ح: ٢٧٣٥ من حديث مالك به وهو في الموطأ: ١/ ٢١٣ * وفي الباب عن أنس [أحمد: ٣/ ١٩٣، ٢١٠].

٣٣٨٨- أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما يدعو به الرجل إذا أصبح وإذا أمسى، ح: ٣٨٦٩ عن محمد بن بشار به وهو في مسند الطيالسي، ح: ٧٩ ورواه أبو داود، ح: ٥٠٨٨ من حديث أبان وصححه الحاكم: ١/ ٥١٤ ووافقه الذهبي.

ﷺ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ: بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ».

شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ] ''اس اللہ کے نام سے جس کے نام پاک کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

وَكَانَ أَبَانُ قَدْ أَصَابَهُ طَرَفُ فَالِجٍ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ أَبَانُ: مَا تَنْظُرُ؟ أَمَا إِنَّ الْحَدِيثَ كَمَا حَدَّثْتُكَ، وَلٰكِنِّي لَمْ أَقُلْهُ يَوْمَئِذٍ لِيُمْضِيَ اللهُ عَلَيَّ قَدَرَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

اور سیدنا ابان رحمہ اللہ کو فالج ہو گیا تھا تو وہ آدمی ان کی طرف دیکھنے لگا۔ سیدنا ابان نے کہا: کیا دیکھ رہے ہو؟ حدیث اسی طرح ہے جس طرح میں نے بیان کی ہے لیکن جس دن (مجھ پر فالج کا حملہ ہوا) میں نے یہ دعا نہیں پڑھی تھی تاکہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنا فیصلہ فرما دے۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① ہر آدمی کے لیے رات کے بعد صبح آتی ہے اور دن کے خاتمے پر رات آتی ہے، اسی طرح ہر صبح اور ہر شام انسان زندگی کی ایک منزل طے کر کے اگلی منزل شروع کر دیتا ہے، لہٰذا نبی ﷺ کے ارشادات و تعلیمات کے مطابق، ہر مسلمان بندے کو ہر صبح شام اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق اور رشتے کو تازہ اور مضبوط و مستحکم کرنا چاہیے جس میں اس کی نعمتوں کا شکر، اپنے قصوروں کا اعتراف اور گناہوں کی بخشش کے ساتھ سائل اور بھکاری بن کر وقت کی مناسب سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ ② اس حدیث میں بیان کردہ صبح و شام کی دعا آفاتِ ارضی و سماوی سے حفاظت کی ضمانت ہے، بشرطیکہ اس کا صبح و شام اہتمام کیا جائے اور کسی دن ناغہ نہ کیا جائے۔

٣٣٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِي سَعْدٍ سَعِيدِ بْنِ الْمَرْزُبَانِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ حِينَ يُمْسِي: رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُرْضِيَهُ».

[3389] سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شام کے وقت تین دفعہ یہ دعا پڑھے گا، اللہ نے اپنے ذمے لے لیا ہے کہ وہ اسے (قیامت کے دن) ضرور خوش کرے گا: ''میں اللہ کے رب اور آقا ہونے پر راضی ہوں اور اسلام کے ضابطۂ حیات ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن، اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ یا صبح و شام یہ دعا پڑھنے کے حوالے سے، نیز ''ضرور خوش کرے گا'' کے الفاظ سے

٣٣٨٩- [ضعيف بهذه اللفظة] أخرجه الطبراني في الدعاء، ح: ٣٠٤ من حديث أبي سعد البقال سعيد بن المرزبان به وهو ضعيف.

ضعیف ہے۔ دیکھیے: (السلسلة الضعيفة للألباني: 5020)، تاہم صبح کے وقت یہ دعا پڑھنا ثابت ہے اور اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایسے شخص کو اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جانے کی ضمانت دی ہے۔ دیکھیے: (السلسلة الصحيحة للألباني، حديث: 2686)

٣٣٩٠- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَمْسٰى قَالَ: «أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ» - أُرَاهُ قَالَ [فِيهَا] -: «لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ»، وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا: «أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ».

[3390] سیدنا عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب شام ہوتی، رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے: ”یہ شام اس حال میں ہو رہی ہے کہ ہم اور ساری کائنات اللہ ہی کے ہیں۔ ساری حمد و ثنا اللہ ہی کے لیے ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں۔“ میرے خیال میں آپ نے یہ بھی فرمایا: ”راج اور اقتدار اسی کا ہے۔ حمد و ستائش کا حق دار وہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اس رات میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کی خیر اور اس کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے اس کی خیر کا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اور اس رات میں جو کچھ ہونے والا ہے، اس کے شر اور اس کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے، اس کے شر سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔ اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں، سستی و کاہلی سے، بڑھاپے کے برے اثرات سے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔“ اور جب صبح ہوتی تب یوں کہتے: ”ہماری صبح اس حال میں ہو رہی ہے کہ ہم اور ساری کائنات اللہ ہی کے ہیں اور حمد و ستائش اسی کے لیے ہے......۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسے شعبہ نے بھی اسی سند سے سیدنا ابن مسعود ؓ سے بیان کیا اور نبی ﷺ کی طرف منسوب نہیں کیا۔

فائدہ: اس دعا میں اپنی ذات اور ساری کائنات کے اوپر اللہ تعالیٰ کے اقتدار و تسلط کا اعتراف ہے۔ اس کی حمد و ستائش اور توحید کے اعلان کے ساتھ شرک سے بیزاری کا اظہار ہے۔ رات اور دن کی خیرات و برکات کے حصول کی درخواست اور ان

٣٣٩٠_ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب: في الأدعية، ح: ٢٧٢٣ من حديث جرير به.

کے شر سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ اپنی ان کمزوریوں سے پناہ طلب کی گئی ہے جو خیر وسعادت سے محرومی کا باعث بنتی ہیں۔ آگ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اسی طرح ہر چیز کی طلب اور ہر شر سے پناہ کی یہ جامع دعا ہے جس میں اپنے فقر، محتاجی اور نیازمندی کا اعتراف ہے۔

٣٣٩١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ: أَخْبَرَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ يَقُولُ: «إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ: اللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ، وَإِذَا أَمْسٰى فَلْيَقُلِ: اللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ».

[3391] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کو تلقین فرماتے تھے: ''جب تم میں سے ایک صبح کرے تو کہے: اے اللہ! تیرے حکم اور توفیق سے ہماری صبح ہوتی ہے اور تیرے ہی حکم سے ہماری شام ہوگی۔ تیرے ہی فیصلے سے ہم زندہ ہیں اور تیرے ہی حکم سے ہم مریں گے اور تیری ہی طرف ہماری واپسی ہے۔ اور جب شام ہو جائے تو کہو: اے اللہ! تیرے ہی حکم سے ہماری شام ہوئی ہے اور تیرے ہی حکم سے ہماری صبح ہو گی۔ تیرے ہی فیصلے سے ہم زندہ ہیں اور تیرے ہی حکم سے ہم مریں گے اور تیری ہی طرف اٹھ کر حاضر ہوں گے۔''

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: انسان عموماً دن بھر اپنے کام کاج کرتے ہیں اور رات کو آرام وسکون سے سوتے ہیں، اسی طرح دن اور رات کا یہ سلسلہ انسان کے لیے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ زندگی کی بہار اسی سے ہے، اسی لیے نبی ﷺ نے صبح وشام اس نعمت کے احساس واقرار کی تعلیم دی اور ساتھ ہی یہ بھی تلقین کی کہ جس طرح لیل ونہار کی آمد کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہے اسی طرح ہماری حیات وموت بھی اسی کے قبضہ واختیار میں ہے۔ اور پھر ایک دن زندگی کے حساب وکتاب کے لیے اسی کے حضور پیش ہونا ہے، اس لیے زندگی کی صبح وشام کو غفلت وکاہلی کی نذر نہیں کرنا چاہیے، آخرت کی جوابدہی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

(المعجم ١٣) بَابٌ: مِّنْهُ [دُعَاءُ: «اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ...»]

(التحفة ١٣)

باب: 14۔ (نبی ﷺ کی) دعا: ''اے اللہ! غیب و حاضر کے جاننے والے! آسمان وزمین کو پیدا کرنے والے!'' کا بیان

٣٣٩٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو

[3392] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا

٣٣٩١- أخرجه أبو داود، الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، ح: ٥٠٦٨ من حديث سهيل به وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٥٤، ٢٣٥٥ والحافظ في نتائج الأفكار.

٣٣٩٢- أخرجه أبو داود، أيضًا، ح: ٥٠٦٧ من حديث يعلى به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٩، ٢٥٨٣ وصححه

دَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَاصِمٍ الثَّقَفِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِشَيْءٍ أَقُولُهُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ، قَالَ: «قُلِ: اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ». قَالَ: «قُلْهُ إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ».

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی دعا سکھائیں جو میں صبح وشام کہہ لیا کروں۔ آپ نے فرمایا: ''یوں کہا کر: اے اللہ! غیب و حاضر کے جاننے والے! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! ہر چیز کے آقا اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں۔ میں تیری پناہ کا طالب ہوں، اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے۔'' آپ نے فرمایا: ''اسے صبح وشام اور سونے کے لیے اپنے بستر پر لیٹتے وقت کہا کرو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: شِرْكِهٖ: اگر اسے شِرْكِهٖ پڑھیں تو معنی ہوں گے: اس کے شرک میں مبتلا کرنے سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور اگر شَرَكِهٖ پڑھیں تو معنی ہوں گے: اس کے جال میں پھنسنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث میں صبح وشام اور بستر پر بیٹھ کر اس بات کے اقرار اور شہادت کی تلقین کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے آگاہ ہے۔ ظاہر اور پوشیدہ کوئی چیز اس سے اوجھل نہیں ہے کیونکہ آسمان و زمین کو پیدا کرنے والا، ہر چیز کا آقا و منتظم اور مالک وہی ہے، اس لیے اسی سے اپنے نفس کے شر اور شیطان کے شر اور اس کے شرک میں مبتلا کر دینے سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ اس طرح اپنی بندگی اور نیازمندی کا مکمل اعتراف کیا گیا ہے۔

(المعجم ١٥) بَابٌ: مِنْهُ [دُعَاءُ سَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ] (التحفة ١٥)

باب: 15۔ سید الاستغفار

٣٣٩٣- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى سَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ؟ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي، وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، وَأَبُوءُ لَكَ

[3393] سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں سید الاستغفار (سب سے اعلیٰ استغفار) سے آگاہ نہ کروں؟ (وہ یہ ہے:) اے اللہ! تو ہی میرا رب (آقا و مالک) ہے۔ تیرے سوا کوئی لائق بندگی نہیں ہے۔ تو نے ہی مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک مجھ (عاجز و ناتواں) سے ہو سکے گا، میں

◄ ابن حبان، ح: ٢٣٤٩ والحاكم: ١/ ٥١٣ ووافقه الذهبي.

٣٣٩٣۔ رواه البخاري، الدعوات، باب أفضل الاستغفار، ح: ٦٣٠٦ من حديث شداد بن أوس به.

بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَعْتَرِفُ بِذُنُوبِي، فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، لَا يَقُولُهَا أَحَدُكُمْ حِينَ يُمْسِي، فَيَأْتِي عَلَيْهِ قَدَرٌ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَلَا يَقُولُهَا حِينَ يُصْبِحُ، فَيَأْتِي عَلَيْهِ قَدَرٌ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ».

تیرے ساتھ کیے ہوئے (ایمانی) عہد و پیمان اور (اطاعت و فرماں برداری کے) وعدے پر قائم رہوں گا۔ میں اپنے عمل و کردار کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں اقرار کرتا ہوں، اپنے اوپر تیری نعمتوں کا اور میں اعتراف کرتا ہوں اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کا۔ تو میرے گناہ معاف فرما دے۔ واقعہ یہ ہے کہ تیرے سوا کوئی گناہ بخش نہیں سکتا۔ تم میں سے جو کوئی شام کے وقت یہ کلمات کہے کہ پھر صبح سے پہلے تقدیر کا فیصلہ آ جائے، یعنی وہ مر جائے تو وہ بلاشبہ جنت کا حق دار ہوگا اور جو کوئی صبح کہے کہ پھر شام سے پہلے اسے موت آ جائے تو جنت اس کے لیے لازم ہو جائے گی۔"

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَابْنِ أَبْزَى، وَبُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ هُوَ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ الزَّاهِدُ. [وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ].

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، ابن عمر، ابن مسعود، ابن ابزیٰ اور بریدہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن اور اس سند سے غریب ہے۔ عبدالعزیز بن ابی حازم سے مراد ابن ابی حازم الزاہد ہے۔ یہ حدیث شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے آئی ہے۔

فائدہ: اس استغفار کی غیر معمولی فضیلت کا سبب اور راز یہ ہے کہ اس کے ایک ایک کلمے سے بندے کی عبدیت و بے چارگی اور نیازمندی کا اظہار ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے، اس میں اللہ تعالیٰ کے معبود اور اپنے بارے میں بندہ و مخلوق ہونے کا اقرار ہے۔ اس کے بعد ایمانی عہد اور فرماں برداری کے وعدے کی بقدر طاقت پاس داری کا اعتراف ہے، پھر اپنے گناہوں کے اعتراف کے ساتھ ان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔ اپنے گناہوں کے اعتراف اور معافی کی طلب کے ساتھ اس کی نعمتوں کا اقرار و شہادت ہے اور آخر میں یہ کہ میرے گناہ بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں ہے، اس لیے آخر میں یہ کہہ کر کہ میں تجھ سے گناہوں کی معافی کا سوال کرتا ہوں، اپنے عجز و نیاز کی انتہا کر دی ہے۔

(المعجم ١٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ (التحفة ١٦)

باب: 16۔ سونے کے لیے بستر پر لیٹنے کی دعا

٣٣٩٤- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ

[3394] سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٣٣٩٤- أخرجه البخاري، التوحيد، باب قوله: ﴿أنزله بعلمه والملائكة يشهدون﴾، ح: ٧٤٨٨ و مسلم، ح: ٢٧١٠ من

عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: «أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولُهَا إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ وَقَدْ أَصَبْتَ خَيْرًا؟ تَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ [وَلَا مَنْجَا] مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ» - قَالَ الْبَرَاءُ: فَقُلْتُ -: وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ ، قَالَ: فَطَعَنَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي ثُمَّ قَالَ: «وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ».

نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”کیا میں تجھے ایسے چند کلمات نہ سکھاؤں جنھیں تو اپنے بستر پر جگہ پکڑ کر کہہ لے۔ اگر تو اس رات فوت ہو گیا تو تو فطرت (دین) پر مرے گا اور اگر تو نے صبح کی (زندہ رہا) تو اس حال میں صبح کرے گا کہ خیر و بھلائی حاصل کر چکا ہوگا؟ کہا کرو: اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے حوالے کر دیا اور اپنے چہرے کا رخ تیری طرف پھیر دیا ہے اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا، تیرے رحم و کرم کی امید کرتے ہوئے اور تیرے جلال سے ڈرتے ہوئے، اور تجھے ہی اپنی پشت و سہارا بنا لیا (میرے آقا! میرے مولا!) میرے لیے تیرے سوا کوئی جائے پناہ اور بچاؤ کی جگہ نہیں ہے۔ میں ایمان لایا تیری اس کتاب پر جو تو نے نازل فرمائی اور تیرے اس نبی پر جسے تو نے پیغمبر بنا کر بھیجا۔“ سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (میں نے آپ کو سناتے وقت کہا:) اور تیرے رسول پر جسے تو نے پیغمبر بنا کر بھیجا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے میرے سینے پر کچوکا لگا کر فرمایا: ”اور تیرے نبی پر جسے تو نے رسول بنا کر بھیجا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، وَفِي [الْبَابِ] عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْبَرَاءِ وَرَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ وَأَنْتَ عَلَى وُضُوءٍ».

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور اس مسئلے میں سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت بھی آئی ہے اور اسے سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے کئی راویوں نے بیان کیا ہے اور منصور بن معتمر، سعد بن عبیدہ کے واسطے سے سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں مگر اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ”جب تو اپنے بستر پر جانا چاہے اور تو باوضو ہو۔“

فائدہ: اس دعا میں مکمل طور پر اللہ تعالیٰ پر اعتماد، بھروسے اور تسلیم و تفویض کا اظہار کیا گیا ہے اور اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی رسالت پر ایمان کی تجدید بھی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسنون دعائیہ کلمات میں تبدیلی کرنا

◄ حديث أبي إسحاق به ❊ حديث منصور: يأتي: ٣٥٧٤ وفي الباب عن رافع بن خديج [يأتي: ٣٣٩٥].

درست نہیں کیونکہ دنیا کا بڑے سے بڑا ادیب اور فصیح وبلیغ آدمی بھی نبی ﷺ سے بہتر اور موثر الفاظ تلاش نہیں کرسکتا۔ آپ کے الفاظ کی جامعیت اور تاثیر کا تقاضا یہی ہے کہ آپ ﷺ سے منقول الفاظ کو تبدیل نہ کیا جائے الا یہ کہ نقل کرنے والوں نے ہی آپ ﷺ سے مختلف الفاظ نقل کیے ہوں۔

٣٣٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ أَخِي رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا اضْطَجَعَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ [وَلَا مَنْجٰى] مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، أُومِنُ بِكِتَابِكَ وَبِرُسُلِكَ، فَإِنْ مَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ].

[3395] سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے دائیں پہلو پر لیٹے، پھر یہ الفاظ کہے: اے اللہ! میں نے اپنے نفس کو تیرے سپرد کر دیا اور اپنے چہرے کا رخ تیری طرف پھیر دیا۔ اپنا سہارا اور پشتیبان تجھے ہی بنا لیا اور اپنا معاملہ تیرے حوالے کر دیا۔ کوئی جائے پناہ نہیں اور نہ تیری پکڑ سے حفاظت گاہ مگر تو ہی۔ میں تیری کتاب پر ایمان لاتا ہوں اور تیرے رسولوں پر، پھر اگر وہ اسی رات مر گیا تو وہ جنت میں جائے گا۔“

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن اور سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی اس سند سے غریب ہے۔

٣٣٩٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا عَفَّانُ ابْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ [بْنُ سَلَمَةَ] عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

[3396] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اپنے بستر پر جگہ پکڑتے تو فرماتے: ”اس اللہ کی حمد اور شکر جس نے ہمیں کھانا کھلایا، ہمیں پلایا، ہماری ضرورتیں پوری کیں اور (آرام کے لیے) ہمیں ٹھکانا دیا۔ کتنے ہی بندے ہیں جن کی نہ کوئی ضرورت پوری کرنے والا ہے اور نہ کوئی انھیں ٹھکانا ہی دینے والا ہے۔“

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ جو کچھ کھاتے پیتے ہیں یا جو ہمارے لباس اور رہائش کی ضروریات ہیں، ہماری ہر ضرورت ہمارا

٣٣٩٥- [ضعيف] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٧٧١ من حديث عثمان بن عمر به، وأورده الضياء في المختارة ✽ يحيى بن أبي كثير مدلس وعنعن.

٣٣٩٦- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح: ٢٧١٥ من حديث حماد بن سلمة به.

رب رحیم و کریم ہی پوری کرتا ہے۔ ہمارے کسب و ہنر اور لیاقت کا اس میں کوئی دخل نہیں کیونکہ ہمارا سب کچھ زندگی اور اعضاء و جوارح اسی کے عطا کردہ ہیں، اس لیے وہی لائق حمد و شکر ہے۔ اس طرح جس نے سوتے وقت یہ دعا پڑھی، اس نے کھانے پینے اور رہنے سہنے کی ہر نعمت کا شکر ادا کرنے کی کوشش کی۔

(المعجم ١٧) بَابٌ: مِنْهُ [دُعَاءُ: «أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ»] (التحفة ١٧)

باب: 17۔ ایک اور استغفار

٣٣٩٧- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْوَصَّافِيِّ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ [الْعَظِيمَ] الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، غَفَرَ اللهُ لَهُ ذُنُوبَهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ، وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ، وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ، وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ أَيَّامِ الدُّنْيَا».

[3397] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بستر پر بیٹھتے وقت یہ کلمات تین بار کہے: ”میں بخشش چاہتا ہوں اس عظمت و بزرگی والے اللہ سے جس کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں۔ وہی زندہ ہے (ہمیشہ رہنے والا) وہ سب کا قائم رکھنے والا (کارساز) ہے۔ میں اسی کی طرف توبہ کرتا ہوں۔“ اس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں اگرچہ درختوں کے پتوں اور اگرچہ (مشہور) ریگستان عالج کی ریت (کے ذرات کے برابر) اور دنیا کے دنوں کی تعداد کے برابر ہوں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْوَلِيدِ الْوَصَّافِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہمارے علم میں بس اسی سند سے عبیداللہ بن ولید وصّافی کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

(المعجم ١٨) بَابٌ: مِنْهُ [دُعَاءُ: «اللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ»] (التحفة ١٨)

باب: 18۔ سوتے وقت کی ایک اور دعا

٣٣٩٨- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

[3398] سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٣٣٩٧- [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ١٠ عن أبي معاوية الضرير به وصرح بالسماع * ورواه عصام بن قدامة عن عطية عند البخاري في التاريخ، وعطية العوفي ضعيف مدلس.

٣٣٩٨- أخرجه أحمد: ٥/ ٣٨٢ والحميدي، ح: ٤٤٥ عن سفيان بن عيينة به وصرح بالسماع وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ٥٠٤٥ وابن ماجه، ح: ٣٨٧٧ وغيرهما.

عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ: «اللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ [عِبَادَكَ] أَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ».

نبی ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ، اپنے سر کے نیچے رکھ لیتے، پھر دعا کرتے: ''اے میرے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچانا جب تو اپنے سارے بندوں کو جمع کرے گا یا اپنے سارے بندوں کو اٹھائے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جب بندہ سوتا ہے تو گویا دنیا سے کٹ کر ایک قسم کی موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے، اس لیے نبی ﷺ بستر پر لیٹ کر موت، قیامت اور اس کا حساب و کتاب یاد کر کے عذاب سے بچاؤ کی دعا فرماتے کیونکہ آخرت میں اصل کامیابی یہی ہے کہ وہاں انسان عذاب سے نجات پالے۔

٣٣٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ [هُوَ السَّلُولِيُّ] عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَسَّدُ يَمِينَهُ عِنْدَ الْمَنَامِ ثُمَّ يَقُولُ: «رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ».

[3399] سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوتے وقت اپنے دائیں ہاتھ کو سرہانہ بنا لیتے، پھر یہ دعا پڑھتے: ''اے میرے آقا و مالک! مجھے اپنے عذاب سے بچانا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَرَوَى الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ لَمْ يَذْكُرْ بَيْنَهُمَا أَحَدًا. وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ وَرَجُلٍ آخَرَ، عَنِ الْبَرَاءِ. وَرَوَاهُ إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْبَرَاءِ. وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے، اس سند سے غریب ہے۔ سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے ابواسحاق کی سند سے، سند کے راویوں میں کچھ اختلاف سے مروی ہے۔

٣٣٩٩ـ أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٧٥٨ من حديث إسحاق بن منصور به * أبو إسحاق صرح بالسماع عند النسائي في الكبرى، ح: ١٠٥٩٤ وأبي الشيخ في أخلاق النبي ﷺ، ص: ١٦٧ وغيرهما وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٥٠ والحافظ في الفتح * حديث الثوري عند النسائي في الكبرى، ح: ٧٥٣ وأحمد: ٤/ ٢٩٠، ٢٩٨، ٣٠٣ وحديث شعبة عند النسائي في الكبرى، ح: ٧٥٤ وغيره وحديث شريك عند الترمذي في الشمائل، ح: ٢٥٢ وحديث أبي عبيدة عن عبدالله عند ابن ماجه، ح: ٣٨٧٧.

(المعجم ١٩) بَابٌ: مِنْهُ [دُعَاءُ: «اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْأَرَضِينَ...»] (التحفة ١٩)

باب: 19۔ سونے کی ایک اور دعا

٣٤٠٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا أَخَذَ أَحَدُنَا مَضْجَعَهُ أَنْ يَقُولَ: «اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْأَرَضِينَ! وَرَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ! فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى! وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ! أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَالظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَالْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ».

[3400] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ہدایت فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر چلا جائے تو یہ کلمات کہے: ''اے اللہ! آسمانوں کے مالک اور زمینوں کے مالک! ہمارے آقا اور ہر چیز کے مالک! دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! تورات، انجیل اور قرآن کو اتارنے والے! میں تیری پناہ کا طالب ہوں ہر شر والی چیز کے شر سے جس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے۔ تو ہی سب سے پہلا ہے کوئی چیز تجھ سے پہلے نہیں۔ تو ہی سب کے بعد باقی رہنے والا ہے، تیرے بعد کوئی چیز نہیں۔ تو ظاہر ہے، تجھ سے زیادہ ظاہر کوئی چیز نہیں (اپنی نعمتوں اور آیات کے اعتبار سے) اور تو ہی باطن ہے (مخفی ہے، اپنی ذات اور حقیقت کے اعتبار سے) تجھ سے پوشیدہ کوئی چیز نہیں۔ میرا قرض چکا دے اور مجھے فقر و احتیاج سے بے نیاز کر دے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس میں اللہ تعالیٰ کی بنیادی صفات کے اعتراف کے ساتھ اس کی قدرتِ کاملہ، آسمان و زمین اور ہر چیز پر اس کی ملکیت و غلبے کو بیان کر کے ہر چیز کی نمود وظہور اور روحانی زندگی کے لیے وحی کے انزال کے بعد ہر چیز کے شر سے اس کی پناہ طلب کی گئی ہے۔ آخر میں خصوصی طور پر قرض کی ادائیگی اور فقر و احتیاج کو دور فرما کر تونگری اور خوش حالی کی دعا ہے کیونکہ مقروض آدمی ہمیشہ پریشانیوں میں مبتلا رہتا ہے۔ گویا یہ خصوصی طور پر ان لوگوں کے مناسب حال ہے جو مقروض اور فقر و احتیاج کی وجہ سے پریشان حال ہیں۔ اگر قرض سے ہر قسم کے حق، یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد مراد ہوں تو پھر ہر انسان کے مناسب حال ہے۔

(المعجم ٢٠) بَابٌ: مِنْهُ [دُعَاءُ: «بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي...»] (التحفة ٢٠)

باب: 20۔ سونے کی ایک اور دعا

٣٤٠٠_ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح: ٢٧١٣ من حديث خالد به.

٣٤٠١- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ عَنْ فِرَاشِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ إِزَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ بَعْدَهُ، فَإِذَا اضْطَجَعَ فَلْيَقُلْ: بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَلْيَقُلِ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي فِي جَسَدِي، وَرَدَّ عَلَيَّ رُوحِي، وَأَذِنَ لِي بِذِكْرِهِ».

[3401] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے بستر سے اٹھ جائے پھر (رات کو) دوبارہ اس پر آئے تو اسے تین مرتبہ اپنے تہ بند کے کنارے سے جھاڑ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں ہے کہ اس کے بعد کون اس کی جگہ آیا ہے، پھر جب وہ لیٹے تو یہ دعا کرے: ”تیرے نام (کی برکت و مدد) سے میں نے اپنا پہلو ٹکایا ہے اور تیری توفیق (قوت و طاقت کے بل بوتے) پر میں اسے اٹھاؤں گا، سو اگر تو میری جان کو روک لے (موت دے دے) تو اس پر رحم فرمانا اور اگر تو اسے چھوڑ دے (زندہ رہنے دے) تو اس کی اسی طرح حفاظت فرمانا جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ اور جب بیدار ہو تو یوں کہے: حمد و شکر کا حقدار وہ اللہ ہے جس نے میرے جسم کو عافیت بخشی اور میری طرف میری روح لوٹائی اور مجھے اپنی یاد کی توفیق دی۔“

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَائِشَةَ. [قَالَ:] وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. [وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ: فَلْيَنْفُضْهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ].

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا جابر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی احادیث بھی آئی ہیں۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ اور بعض راویوں نے صَنِفَة (کنارہ) کی جگہ داخلة (اندرونی حصہ) کا لفظ بیان کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں موت اور حیات کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت، رحمت اور توفیق کی درخواست ہے کیونکہ موت کے بعد اس کی رحمت و کرم کی ضرورت ہے۔ زندگی میں صحت و عافیت کے ساتھ گناہوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کی ضرورت ہے۔ بستر کو جھاڑنے کی ضرورت اس لیے ہے کہ اس پر گرد و غبار یا کوئی اور اذیت ناک اور تکلیف دہ چیز ڈیرہ جما سکتی ہے، ہاتھ کی حفاظت کے لیے اس کام کے لیے کپڑا استعمال کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

(المعجم ٢١) بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ عِنْدَ الْمَنَامِ (التحفة ٢١)

باب: 21۔ سوتے وقت قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا

٣٤٠١_ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١٠٧٢٧ من حديث ابن عجلان به وعلقه البخاري، ح: ٦٣٢٠ وللحديث طرق عند البخاري ومسلم: ٢٧١٤/ ٦٤ وغيرهما ❀ وفي الباب عن جابر [لعله يشير إلى حديث النسائي في الكبرى، ح: ١٠٦٨٩_١٠٦٩١]

٣٤٠٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا: ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

[3402] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہر رات جب اپنے بستر پر لیٹتے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے، پھر ان میں سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ تینوں کو پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرتے پھر ان دونوں ہاتھوں کو جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے۔ اس کے لیے ابتدا اپنے سر، چہرے اور جسم کے سامنے کے حصے سے کرتے۔ آپ ﷺ یہ عمل تین دفعہ کرتے۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فائدہ: سورۂ اخلاص میں توحید کی تشریح وتوضیح ہے جو دین کا مرکز ومحور ہے اور قرآن کی روح اور مغز ہے اور آخری دونوں سورتیں ان تمام سوراخوں کو بند کرتی ہیں جن سے توحید پر حملہ ہوسکتا ہے۔ اور ان تمام امور سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی ہے جس کے بغیر کوئی ان فتنوں سے بچا نہیں سکتا، ایسے تمام فتنوں سے ان آخری دو سورتوں میں پناہ طلب کی گئی ہے۔ گویا اس طرح انسان اپنا خاتمہ توحید پر چاہتا ہے جو جنت میں جانے کی ضمانت ہے۔

(المعجم ٢٢) بَابٌ: مِّنْهُ [فِي قِرَاءَةِ سُوَرٍ: الْكَافِرُونَ وَالسَّجْدَةُ وَالْمُلْكُ وَالزُّمَرُ وَبَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْمُسَبِّحَاتِ] (التحفة ٢٢)

باب: 22۔ سورۂ کافرون، سجدہ، ملک، زمر، بنواسرائیل اور مسبحات کی تلاوت کرنا

٣٤٠٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي شَيْئًا أَقُولُهُ إِذَا أَوَيْتُ إِلَى

[3403] سیدنا فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز سکھایئے جو میں اپنے بستر پر لیٹ کر کہہ سکوں تو آپ نے فرمایا: "﴿قُلْ يَاأَيُّهَا

◄ وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٦٢ والحاكم: ١/ ٥٤٨ على شرط مسلم ووافقه الذهبي]، وعائشة [لعله يشير إلى الحديث الآتي أو ما أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١٠٦٢٥، ١٠٧٠٠ وأبو داود، ح: ٥٠٦١].

٣٤٠٢ـ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل المعوّذات، ح: ٥٠١٧ وعن قتيبة به.

٣٤٠٣ـ رواه أبو داود، الأدب، باب ما يقول عند النوم، ح: ٥٠٥٥ من حديث أبي إسحاق عن فروة عن أبيه، وعلقه البخاري في النكاح: ﴿وربائبكم اللاتي في حجوركم﴾ وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٦٣، ٢٣٦٤ والحاكم: ١/ ٥٦٥، ٢/ ٥٣٨ ووافقه الذهبي * حديث زهير عند أبي داود، ح: ٥٠٥٥ وعبدالرحمن بن نوفل عند ابن أبي شيبة: ٩/ ٧٤، ١٠/ ٢٤٩، ٢٥٠.

فِرَاشِي، فَقَالَ: «اقْرَأْ ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِّنَ الشِّرْكِ».

الْكٰفِرُوْنَ﴾ کی تلاوت کیا کر کیونکہ اس میں شرک سے براءت کا اظہار ہے۔''

قَالَ شُعْبَةُ: أَحْيَانًا يَقُولُ: «مَرَّةً» وَأَحْيَانًا لَّا يَقُولُهَا. حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ، وَهٰذَا أَصَحُّ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَرَوٰى زُهَيْرٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِسْحَاقَ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَهٰذَا أَشْبَهُ وَأَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ. وَقَدِ اضْطَرَبَ أَصْحَابُ أَبِي إِسْحَاقَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ، قَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ أَخُو فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ.

شعبہ کہتے ہیں: ہمارے استاد (ابواسحاق) نے بعض دفعہ (ایک مرتبہ) کا لفظ کہا اور بعض دفعہ نہیں کہا۔ امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، اس میں اس سورت کے پڑھنے کی تلقین فروہ کی بجائے نوفل رضی اللہ عنہ کو کی گئی ہے کیونکہ وہی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور امام صاحب کے نزدیک یہی صحیح تر بات ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں: زہیر نے یہ حدیث اسحاق کی سند سے نوفل سے بیان کی ہے اور یہی چیز قرین صواب اور صحیح تر ہے۔ ابواسحاق کے شاگرد اس حدیث کی سند کے بیان میں اختلاف کرتے ہیں۔ یہ حدیث اور سند سے بھی آئی ہے۔ فروہ بن نوفل کا بھائی عبدالرحمٰن بن نوفل بھی اپنے باپ ہی سے یہ روایت بیان کرتا ہے۔

فائدہ: سوتے وقت سورۂ کافرون پڑھنے کا سبب، آپ ﷺ نے شرک سے بیزاری کو قرار دیا ہے اور شرک سے براءت کا اظہار، توحید کے اقرار کا حصہ ہے۔

٣٤٠٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ [بِـ] تَنْزِيلِ السَّجْدَةَ وَ[بِـ] ﴿تَبَارَكَ﴾.

[3404] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ الم تنزیل السجدہ اور سورۂ ملک پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰكَذَا رَوٰى [سُفْيَانُ] الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ. وَرَوٰى زُهَيْرٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: سَمِعْتَهُ مِنْ جَابِرٍ؟ قَالَ: لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ جَابِرٍ إِنَّمَا سَمِعْتُهُ مِنْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سفیان ثوری اور بہت سے راویوں نے یہ حدیث اسی طرح لیث کی سند سے بیان کی ہے۔ زہیر کہتے ہیں: میں نے ابوزبیر سے پوچھا: تو نے یہ روایت جابر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ تو اس نے کہا: میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنی، میں نے تو بس صفوان یا اس کے بیٹے

٣٤٠٤ـ تقدم: ٢٨٩٢.

صَفْوَانَ أَوِ ابْنِ صَفْوَانَ، وَقَدْ رَوٰى شَبَابَةُ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ نَحْوَ حَدِيثِ لَيْثٍ.

سے سنی ہے۔ اور شبابہ نے بھی اپنی سند سے ابو زبیر سے لیث کی طرح، جابر ہی سے یہ روایت بیان کی ہے۔

فائدہ: یہ دو سورتیں بھی انسان کو اپنا آغازِ زندگی، دوبارہ زندہ ہونا اور مقصدِ زندگی یاد دلاتی ہیں بشرطیکہ انسان کو ان کے معانی اور مطالب آتے ہوں۔ انسان انھیں سوچ سمجھ کر پڑھے۔ سونے کے وقت مسنون دعاؤں اور سورتوں کی تلاوت کا صحیح مقصد اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب ان دعاؤں اور سورتوں کے معانی کا فہم ہو اور پھر انھیں پڑھا بھی پورے اہتمام اور توجہ سے جائے لیکن اس کا یہ مقصد بھی نہیں کہ اگر معانی و مطالب نہ آتے ہوں تو انھیں پڑھا ہی نہ جائے کیونکہ ان کے الفاظ بھی اپنا ایک اثر رکھتے ہیں۔

٣٤٠٥- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا]: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الزُّمَرَ وَبَنِي إِسْرَائِيلَ.

[3405] سیدہ عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ سورۂ زمر اور بنی اسرائیل پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے۔

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: أَبُو لُبَابَةَ هٰذَا، اسْمُهُ مَرْوَانُ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ وَسَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ، سَمِعَ مِنْهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ.

امام محمد بن اسماعیل (بخاری) ؒ فرماتے ہیں: ابولبابہ کا نام مروان ہے جو عبدالرحمٰن بن زیاد کا آزاد کردہ غلام ہے اور اس نے سیدہ عائشہ ؓ سے سنا ہے اور اس سے حماد بن زید نے سنا ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ سے سوتے وقت کی جو مختلف دعائیں اور سورتیں پڑھنا ثابت ہیں، ہر مسلمان کو ان میں سے کم از کم کسی نہ کسی دعا اور سورت کا انتخاب کر لینا چاہیے۔ جتنی زیادہ پڑھے گا اتنا ہی بہتر ہے لیکن بالکل نظر انداز کر دینا بہت بڑی محرومی ہے۔

٣٤٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بِلَالٍ، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الْمُسَبِّحَاتِ وَيَقُولُ: «فِيهَا آيَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ آيَةٍ».

[3406] سیدنا عرباض بن ساریہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان سورتوں کے پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے جن کا آغاز تسبیح پر مشتمل الفاظ سے ہوتا ہے۔ اور آپ ﷺ فرماتے تھے: ''ان میں ایک ایسی آیت ہے جس کی تلاوت ہزار آیات کی تلاوت سے بہتر ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٣٤٠٥_ تقدم: ٢٩٢٠.

٣٤٠٦_ [ضعيف] تقدم: ٢٩٢١.

فائدہ: مسبحات سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کا آغاز، سبحان، سبح اور یسبح کے الفاظ سے ہوتا ہے۔

(المعجم ٢٢) بَابٌ: مِّنْهُ [دُعَاءُ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ...»] (التحفة ٢٢)

باب: 23۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ والی دعا کرنا

٣٤٠٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي حَنْظَلَةَ قَالَ: صَحِبْتُ شَدَّادَ بْنَ أَوْسٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] فِي سَفَرٍ فَقَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكَ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا؟ أَنْ تَقُولَ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَأَسْأَلُكَ عَزِيمَةَ الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَلِيمًا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ، إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ». قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ يَقْرَأُ سُورَةً مِّنْ كِتَابِ اللهِ إِلَّا وَكَّلَ اللهُ مَلَكًا فَلَا يَقْرَبُهُ شَيْءٌ يُؤْذِيهِ حَتّٰى يَهُبَّ مَتٰى هَبَّ».

[3407] بنو حنظلہ کا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ میں ایک سفر میں سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا تو انھوں نے فرمایا: کیا میں تمھیں وہ چیز نہ سکھاؤں جو رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھاتے تھے، یوں کہا کرو: ''اے اللہ! میں تجھ سے دین میں ثبات و دوام مانگتا ہوں۔ میں تجھ سے رُشد و ہدایت کی پختگی مانگتا ہوں۔ اور میں تجھ سے تیری نعمتوں کے شکر اور حسن عبادت کی درخواست کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے سچی زبان اور سلیم دل مانگتا ہوں۔ اور میں تجھ سے اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جسے تو جانتا ہے۔ اور میں تجھ سے اس خیر کا طالب ہوں جسے تو جانتا ہے۔ اور میں تجھ سے اس چیز کی معافی مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے کیونکہ تو پوشیدہ چیزوں کو خوب جانتا ہے۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بھی اپنے بستر پر لیٹ کر کوئی سورت پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے تا کہ کوئی تکلیف دہ چیز اس کے قریب نہ آئے، حتیٰ کہ اپنے معمول کے مطابق اٹھ کھڑا ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. [وَالْجُرَيْرِيُّ هُوَ: سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ أَبُو مَسْعُودٍ الْجُرَيْرِيُّ] وَأَبُو الْعَلَاءِ: اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ جُریری کا نام ابومسعود سعید بن ایاس جریری ہے۔ اور ابوعلاء کا نام یزید بن عبداللہ بن شخیر ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہر پسندیدہ چیز طلب کی گئی ہے اور ہر شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔ حدیث کا ابتدائی حصہ جس میں دعا

٣٤٠٧ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد (٤/ ١٢٥) من حديث الجريري به وللحديث شواهد عند الحاكم (١/ ٥٠٨) وغيره. انظر الصحيحة للألباني، ح: ٣٢٢٨.

ہے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح ہے، تاہم رات کو کوئی سورت پڑھ کر سونے والے حصے کے شواہد نہیں ملے، اس لیے وہ قابل اعتبار نہیں۔

(المعجم ٢٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ عِنْدَ الْمَنَامِ (التحفة ٢٢)

باب: 24۔ سوتے وقت تسبیح، تکبیر اور تحمید بیان کرنا

٣٤٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: شَكَتْ إِلَيَّ فَاطِمَةُ مَجْلَ يَدَيْهَا مِنَ الطَّحِينِ فَقُلْتُ: لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكِ فَسَأَلْتِيهِ خَادِمًا؟ فَقَالَ: «أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنَ الْخَادِمِ؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا تَقُولَانِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، مِنْ تَحْمِيدٍ وَتَسْبِيحٍ وَتَكْبِيرٍ».

[3408] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے میرے سامنے آٹا پیسنے سے اپنے ہاتھوں میں آبلے پڑ جانے کی شکایت کی تو میں نے کہا: اے کاش! تم اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے خادم مانگ لو؟ تو آپ (ﷺ) نے جواب دیا: ''کیا میں تم دونوں کو ایسی چیز کی خبر نہ دوں جو تمھارے لیے خادم ملنے سے بہتر ہے؟ جب تم دونوں اپنے بستروں پر لیٹو تو تم تینتیس دفعہ الحمد للہ، تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور چونتیس دفعہ اللہ أکبر کہہ لیا کرو۔''

وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَوْنٍ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ.

حدیث میں ایک واقعہ بھی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ابن عون کی حدیث کی صورت میں حسن غریب ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے منقول ہے۔

فوائد و مسائل: ① سبحان اللہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر اس بات سے پاک ہے جس میں عیب و نقص اور کمزوری کا شائبہ ہے۔ الحمد للہ کے معنی ہیں: وہ ان تمام خوبیوں اور کمالات والا ہے جو حمد و ثنا کا سبب ہیں اور اللہ أکبر کے معنی ہیں کہ ہم نے اس کے بارے میں منفی اور مثبت طور پر جو کچھ جانا اور سمجھا ہے وہ اس سے بھی بلند و بالا اور برتر ہے۔ ② واقعہ یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ہاں ایک نوکر کی درخواست لے کر گئیں۔ آپ گھر پر نہ تھے، اس لیے اپنی آمد کا مقصد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا تو انھوں نے نبیٔ اکرم ﷺ کے آنے پر آپ ﷺ کو بتا دیا۔ آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے جبکہ وہ میاں بیوی اپنے اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اٹھنے لگے تو آپ نے فرمایا: اپنی جگہ پر رہو اور آپ دونوں کے درمیان بیٹھ گئے اور آپ کے پاؤں مبارک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سینے کو چھو رہے تھے اور وہ ان کی ٹھنڈک محسوس کر رہے تھے۔ آگے وہ حصہ ہے جو حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔ ③ آپ ﷺ کا مقصد تھا کہ نوکر ایک آنے جانے والی چیز ہے جبکہ عمل صالح ایک باقی رہنے والی اور بہترین چیز ہے یا یہ کلمات طاقت و توانائی کے حصول کا باعث ہیں جس کی موجودگی میں خادم کی ضرورت نہیں ہے۔

٣٤٠٨- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٩١٧٢ عن زياد بن يحيى به.

٣٤٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ] قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تَشْكُو مَجْلَ يَدَيْهَا فَأَمَرَهَا بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ.

[3409] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خدمت میں اپنے ہاتھوں کے آبلوں کی شکایت کرنے کے لیے حاضر ہوئیں تو آپ نے انھیں تسبیح، تکبیر اور تحمید کی تلقین فرمائی۔

(المعجم ٢٥) بَابٌ: مِنْهُ [فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّكْبِيرِ فِي دُبُرِ الصَّلَوَاتِ وَعِنْدَ النَّوْمِ] (التحفة ٢٥)

باب: 25۔ نمازوں کے بعد اور سوتے وقت تسبیح، تحمید اور تکبیر کہنے کی فضیلت

٣٤١٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، أَلَا وَهُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ: يُسَبِّحُ اللّٰهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا، وَيَحْمَدُهُ عَشْرًا، وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا». قَالَ: فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ قَالَ: «فَتِلْكَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ، وَأَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ، وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ تُسَبِّحُهُ وَتُكَبِّرُهُ وَتَحْمَدُهُ مِائَةً فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ، وَالْأَلْفُ فِي الْمِيزَانِ، فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ؟» قَالُوا: فَكَيْفَ لَا نُحْصِيهَا؟ قَالَ: يَأْتِي أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ فَيَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ

[3410] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو خوبیاں ایسی ہیں کہ جو مسلمان آدمی ان کی پابندی کرے گا، وہ جنت میں داخل ہو گا۔ آگاہ رہو! وہ دونوں آسان ہیں جبکہ ان پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں: ہر نماز کے بعد دس دفعہ سبحان اللہ، دس دفعہ الحمدللہ اور دس دفعہ اللہ اکبر کہے۔'' عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ انھیں اپنے ہاتھ سے گن رہے ہیں، آپ نے فرمایا: ''یہ زبان سے کہنے میں تو ایک سو پچاس ہیں اور میزان میں ایک ہزار پانچ سو ہیں۔ اور جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو سو دفعہ سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمدللہ کہو۔ پس یہ زبان سے کہنے میں سو ہیں اور ترازو میں ہزار ہیں۔ اب تم میں سے کون ہے جو دن، رات میں 2500 سو گناہ کرتا ہے؟'' حاضرین نے عرض کی: تو ہم ان کی حفاظت و پابندی کیوں نہیں کریں گے؟ آپ نے

٣٤٠٩- [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٤١٠- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في التسبيح عند النوم، ح: ٥٠٦٥ وابن ماجه، ح: ٩٢٦ والنسائي، ح: ١٣٤٩ من حديث عطاء بن السائب وصححه ابن حبان، ح: ٥٣٩، ٥٤٠، ٢٣٤٣، ٢٣٤٤ * وفي الباب عن زيد بن ثابت [يأتي: ٣٤١٣] وأنس [لعله يشير إلى الحديث المتقدم: ٤٨١ أو ما أخرجه ابن سعد: ٨/ ٤٢٦ وأبو يعلى، ح: ١٥٣٧ والبزار (كشف الأستار): ٤/ ٢١، ح: ٣٠٩٦] وابن عباس [تقدم: ٤١٠].

كَذَا حَتّٰى يَنْفَتِلَ فَلَعَلَّهُ أَنْ لَّا يَفْعَلَ، وَيَأْتِيهِ وَهُوَ فِي مَضْجَعِهِ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهُ حَتّٰى يَنَامَ».

فرمایا: ''تم میں سے کسی ایک کے پاس شیطان اس وقت آ تا ہے جب وہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اور اسے کہتا ہے: فلاں بات یاد کر، فلاں کام یاد کر، حتیٰ کہ وہ نماز سے فارغ ہو جاتا ہے، اس لیے ہوسکتا ہے کہ اس وجہ سے وہ یہ کام نہ کر سکے۔ اور وہ اس کے پاس آتا ہے جبکہ وہ بستر پر لیٹ چکا ہوتا ہے اور اسے سلاتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ سو جاتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ هٰذَا الْحَدِيثَ وَرَوَى الْأَعْمَشُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ مُخْتَصَرًا، وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ اور ثوری نے بھی عطاء بن سائب سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ اعمش نے بھی عطاء سے مختصر طور پر یہ حدیث بیان کی ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا زید بن ثابت، انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔

فائدہ: ہر نیکی گناہ کا کفارہ بنتی ہے اور اس کا اجر وثواب کم از کم دس گنا ہوتا ہے۔ ہر نماز کے بعد اگر تسبیح وتحمید اور تکبیر کی تعداد تیس ہو تو پانچ نمازوں کے بعد ان کی مجموعی تعداد 150 ہوگی اور اسے دس گنا کریں تو تعداد پندرہ سو ہو جائے گی۔ رات کو سوتے وقت کی تعداد ایک سو ہے اور اضافے سے ایک ہزار ہوگی، اس طرح دن رات کی ان تسبیحات وتحمیدات اور تکبیرات کی نیکیاں ڈھائی ہزار ہوں گی جو اس کے گناہوں کا کفارہ بھی بنیں گی کیونکہ اصول یہ ہے کہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ لیکن شیطان انسان کو ان نیکیوں سے محروم کرنے کی سازش کرتا ہے تاکہ کسی نہ کسی طریقے سے اس عمل کی پابندی سے روک سکے۔

٣٤١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ] قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ.

[3411] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تسبیح ہاتھ پر شمار کرتے دیکھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اعمش کی حدیث کی صورت میں حسن غریب ہے۔

٣٤١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ

[3412] سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٣٤١١ـ [صحيح] بهذا اللفظ له وأخرجه النسائي، السهو، باب عقد التسبيح، ح: ١٣٥٦ عن محمد بن عبدالأعلى، وأبو داود، ح: ١٥٠٢ من حديث عثام به ورواه شعبة عن عطاء عند الحاكم: ١/ ٥٤٧ وغيره وقال الذهبي: "صحيح".

٣٤١٢ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، وبيان صفته، ح: ٥٩٦ من حديث أسباط بن محمد واستدركه الدارقطني على مسلم والصواب مع مسلم * شعبة، اختلف عنه ورواه مرفوعًا أيضًا كما رواه ابن مندة و من طريقه ◄

الْأَخْمَسِيُّ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ تُسَبِّحُ اللّٰهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَتُكَبِّرُهُ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِينَ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''نمازوں کے بعد (پڑھے جانے) والے چند کلمات ہیں، انھیں کہنے والا ناکام نہیں ہوتا۔ ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سبحان اللہ کہے اور تینتیس دفعہ الحمدللہ کہے اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَّعَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ ثِقَةٌ حَافِظٌ، وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَكَمِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَرَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الْحَكَمِ فَرَفَعَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور عمرو بن قیس ملائی قابل اعتماد، حافظ الحدیث ہے۔ شعبہ نے اس حدیث کو حکم سے بیان کیا ہے لیکن آپ ﷺ کی طرف نسبت نہیں کی اور منصور بن معتمر نے حکم سے اسے مرفوعاً بیان کیا ہے۔

فائدہ: ہر نماز کے بعد ان کلمات کو سو دفعہ کہنا بہتر ہے۔ اگر جلدی ہو تو کم از کم تیس دفعہ ہی کہہ لے۔

٣٤١٣- [حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ] قَالَ: أُمِرْنَا أَنْ نُسَبِّحَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَنُكَبِّرَهُ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِينَ، قَالَ: فَرَأَى رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ: أَمَرَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُسَبِّحُوا فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدُوا اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَتُكَبِّرُوا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِينَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاجْعَلُوا خَمْسًا وَّعِشْرِينَ، وَاجْعَلُوا التَّهْلِيلَ مَعَهُنَّ، فَغَدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثَهُ فَقَالَ: «افْعَلُوا»].

[3413] سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ہدایت کی گئی کہ ہم ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سبحان اللہ، تینتیس دفعہ الحمدللہ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہیں تو ایک انصاری آدمی نے خواب میں دیکھا کہ (اسے) کسی نے کہا: تمھیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سبحان اللہ، تینتیس دفعہ الحمد للہ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہو؟ اس انصاری نے کہا: ہاں۔ کہنے والے نے کہا: انھیں پچیس پچیس دفعہ کرلو اور ان کے ساتھ پچیس دفعہ لا الہ الا اللہ ملا لو۔ انصاری صبح نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو خواب سنایا، آپ نے فرمایا: ''اس طرح کرلو۔''

◄◄ ابن حجر في نتائج الأفكار/ منصور، رواه النسائي في الكبرى (تحفة الأشراف: ٨/ ١١١١٥ ورواه منصور موقوفًا أيضًا (النسائي في الكبرى، ح: ٩٩٨٤).

٣٤١٣ـ [حسن] أخرجه النسائي: ٣/ ٧٦، ح: ١٣٥١ (السهو، باب نوع آخر من عدد التسبيح) من حديث هشام بن حسان به وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٤٠ وابن خزيمة: ١/ ٣٧٠، ح: ٧٥٢ وله شاهد عند النسائي في المجتبى، ح: ١٣٥٢ وهذا الحديث لم يذكره المزي في تحفة الأشراف.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: لا إله إلا الله کے معنی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں۔ اور ان کلمات کی معنویت اور مفہوم و مدعا کا لحاظ رکھتے ہوئے، نبی ﷺ نے انھیں محبوب ترین اور افضل کلام کا نام دیا ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہونے کی وجہ سے سب کلمات سے بہترین ہیں، اس لیے ان کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(المعجم ٢٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ٢٦)

باب: 26۔ رات کو بیدار ہونے کی صورت میں دعا

٣٤١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَسُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، ثُمَّ قَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي» أَوْ قَالَ: «ثُمَّ دَعَا، اسْتُجِيبَ لَهُ، فَإِنْ عَزَمَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلّٰى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

[3414] سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی رات کو آنکھ کھلی اور اس نے یہ الفاظ کہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اسی کی ہے۔ حمد و ثنا کا حق دار وہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اللہ پاک ہے۔ حمد و ثنا کا حق دار وہی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ سب سے بڑا ہے۔ نیکی کرنا اور گناہ سے بچنا اسی کی توفیق کے ساتھ ہے، پھر یہ کہا: اے آقا! مجھے بخش دے۔'' یا آپ نے فرمایا: ''پھر اس نے دعا کی، وہ قبول ہوگی۔ اگر اس نے ہمت و عزم سے کام لیا، وضو کیا، پھر نماز پڑھی تو وہ قبول ہوگی۔''

امام ابوعیسیٰ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ کے معنی یہ ہیں کہ اس کی توفیق کے بغیر حرکت اور قوتِ عمل ممکن نہیں۔ گویا سب کچھ کرنے والا وہی ہے۔ اس کے سوا کسی کے بس میں کچھ نہیں، اسی لیے سب کچھ اسی سے مانگنا چاہیے۔ گویا یہ کلمہ تمجید ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بندہ رات کو آنکھ کھلنے پر اللہ تعالیٰ کی توحید، تمجید اور تکبیر کے کلمات ادا کرتا ہے اور اس کی مدد کے بغیر اپنی عاجزی و بے بسی کے اعتراف پر مبنی یہ کلمات کہتا ہے، اس کے بعد اپنی مغفرت و بخشش کی دعا مانگتا ہے یا کوئی اور درخواست کرتا ہے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ اور اگر ہمت کر کے وضو کر کے نماز پڑھے گا تو وہ بھی قبول ہوگی۔

٣٤١٤ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب فضل من تعار من الليل فصلى، ح: ١١٥٤ من حديث الوليد بن مسلم به.

٣٤١٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ يُصَلِّي كُلَّ يَوْمٍ أَلْفَ سَجْدَةٍ، وَيُسَبِّحُ مِائَةَ أَلْفِ تَسْبِيحَةٍ.

[3415] مذکورہ بالا حدیث کے راوی عمیر بن ہانی رحمہ اللہ ہر روز ہزار سجدہ کرتے اور ایک لاکھ دفعہ سبحان اللہ کہتے تھے۔ (سجدے سے مراد رکعت ہے۔)

(المعجم ٢٧) بَابٌ: مِّنْهُ [دُعَاءُ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ...»] (التحفة ٢٧)

باب: 27۔ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کے الفاظ کہنا

٣٤١٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ ابْنُ شُمَيْلٍ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ وَأَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ وَعَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالُوا: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ عِنْدَ بَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَأُعْطِيهِ وَضُوءَهُ فَأَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ». وَأَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[3416] سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے دروازے کے پاس رات گزارتا تاکہ میں وضو کے لیے آپ کو پانی پیش کر سکوں تو میں رات کا خاصا حصہ آپ کو یہ کلمات کہتے سنتا: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ''جس نے اللہ کی تعریف کی، اللہ نے اس کی بات سن لی۔'' پھر رات خاصی دیر تک فرماتے رہتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ''ہر قسم کی حمد و ستائش اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: [اَلْهَوِيّ] لمبا وقت، خاصا عرصہ۔

فائدہ: نبی ﷺ یہ کلمات رات کو بیدار ہونے کے بعد فرماتے تھے۔ (تحفة الأحوذي: 255/9)

(المعجم ٢٨) بَابٌ: مِّنْهُ [دُعَاءُ: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَا نَفْسِي...»] (التحفة ٢٨)

باب: 28۔ دعا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَحْيَا نَفْسِي...

٣٤١٧- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا]: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ

[3417] سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا مانگتے: ''اے اللہ! میں تیرا نام لے کر سو رہا ہوں اور تجھے یاد کرتا اٹھوں گا۔'' اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے: ''تمام تعریف و

٣٤١٥- [ضعيف] ☸ مسلمة بن عمرو: مجهول (تقريب).

٣٤١٦- أخرجه النسائي (٣/ ٢٠٩ ح: ١٦١٩) من حديث يحيى بن أبي كثير به وأصله عند مسلم (٤٨٩).

٣٤١٧- أخرجه البخاري، الدعوات، باب ما يقول إذا نام، ح: ٦٣١٢ من حديث عبدالملك بن عمير به.

قَالَ: «اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا»، وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَا نَفْسِي بَعْدَ مَا أَمَاتَهَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ».

شکر کا حق دار اللہ ہے جس نے میرے نفس کو زندگی بخشی، اسے مارنے کے بعد، اور مجھے اسی کے پاس اٹھ کر جانا ہے۔"

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں نیند کو مرنے اور بیدار ہونے کو زندہ ہونے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس طرح روزانہ سوتے جاگتے وقت موت کے بعد کی زندگی یاد دلا کر آخرت کی فکر کی طرف توجہ دلائی ہے۔

(المعجم ٢٩) بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى الصَّلَاةِ (التحفة ٢٩)

باب: 29۔ رات کو جب نماز کے لیے اٹھے تو کون سی دعا پڑھے؟

٣٤١٨- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا]: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ».

[3418] سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب آدھی رات نماز کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے: "اے اللہ! تو ہی تعریف کا حق دار ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور تیرا ہی شکر ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کو تھامنے والا ہے اور تیرے لیے ہی حمد ہے۔ تو آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے اس کا مالک ہے۔ تو حق ہے اور تیرا وعدہ پکا ہے اور تیری ملاقات یقینی ہے۔ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے، یعنی دونوں موجود ہیں اور قیامت اٹل ہے۔ اے اللہ! میں تیرا ہی فرماں بردار ہوں اور تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تجھی پر بھروسا ہے اور تیری طرف میں رجوع کرتا ہوں اور تیری توفیق سے (تیرے منکروں) سے جھگڑتا ہوں اور فیصلے تیرے پاس لاتا ہوں، لہٰذا میرے پہلے اور پچھلے اور جو میں نے چھپ کر کیے یا کھلم کھلا کیے ہیں، سب گناہ معاف فرما دے۔ تو ہی میرا إلٰہ ہے۔ تیرے سوا کوئی إلٰہ (بندگی کے لائق) نہیں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٤١٨- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح:٧٦٩ من حديث مالك به وهو في الموطأ: ١/ ٢١٥، ٢١٦.

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور سیدنا ابن عباس ؓ سے کئی سندوں سے مرفوعاً آئی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، یعنی آسمان و زمین اس کے روشن کرنے سے منور ہیں اور وہی ان کی مخلوقات کا رہنما اور ہادی ہے۔ ہر چیز اس کی وجہ سے مزین ہے۔ ② آسمانوں اور زمین کا قیام ہے، یعنی انھیں قائم رکھنے والا اور ان کا مدبر و منتظم وہی ہے۔ اور آسمانوں اور زمین کا آقا اور مالک وہی ہے۔ ان کا انتظام و انصرام اسی کے قبضے میں ہے۔ ③ حق کے معنی ہوتے ہیں وہ چیز جس کا وجود و ثبوت یقینی اور قطعی ہے۔ اور انابت کے معنی ہیں: رجوع اور اطاعت و بندگی، یعنی میں تیرا ہی بندہ اور فرماں بردار ہوں۔ تیرے عطا کردہ دلائل و براہین سے تیرے دشمنوں اور منکروں سے جھگڑتا ہوں۔ اور تمام معاملات میں تجھے ہی فیصل اور حاکم تسلیم کرتا ہوں۔ اور ہر قسم کے گناہوں کی معافی اور بخشش کا تجھ ہی سے سوال کرتا ہوں کیونکہ تیرے سوا میرا کوئی معبود اور الٰہ نہیں۔

(المعجم ٣٠) بَابٌ: مِنْهُ [دُعَاءُ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ...»] (التحفة ٣٠)

باب: 30۔ دعا: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ...

٣٤١٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَلِيٍّ - هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ -، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَيْلَةً حِينَ فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ تَهْدِي بِهَا قَلْبِي، وَتَجْمَعُ بِهَا أَمْرِي، وَتَلُمُّ بِهَا شَعَثِي، وَتُصْلِحُ بِهَا غَائِبِي، وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِي، وَتُزَكِّي بِهَا عَمَلِي، وَتُلْهِمُنِي بِهَا رُشْدِي، وَتَرُدُّ بِهَا أُلْفَتِي، وَتَعْصِمُنِي بِهَا مِنْ كُلِّ سُوءٍ، اللّٰهُمَّ أَعْطِنِي إِيمَانًا وَيَقِينًا لَيْسَ بَعْدَهُ كُفْرٌ، وَرَحْمَةً أَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْفَوْزَ [فِي الْعَطَاءِ وَيُرْوِي] فِي الْقَضَاءِ وَنُزُلَ الشُّهَدَاءِ

[3419] سیدنا ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک رات اپنی نماز تہجد سے فارغ ہو کر یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ”اے اللہ! میں تجھ سے التجا کرتا ہوں تو محض اپنے فضل و کرم سے مجھ پر ایسی عظیم رحمت نازل فرما جو میرے دل کو ہدایت والا کر دے اور اس کے ذریعے سے تو میرے معاملات جمع کر دے اور اس سے تو میری (ظاہری و باطنی) پراگندگی اور ابتری دور فرما دے اور اس سے میری غائب اور دور کی چیز کو درست فرما دے اور میری موجود اور حاضر چیز کو رفعت و بلندی عطا کر دے اور اس کے سبب میرے عمل کا تزکیہ کر دے اور اس کے ذریعے سے میرے دل میں میری رشد و ہدایت ڈال دے اور اس کے سبب مجھے میری محبوب اور پسندیدہ اور رغبت کی چیز عطا کر دے اور ہر برائی سے میری حفاظت فرما۔ اے اللہ!

٣٤١٩ - [ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١١١٩ من حديث ابن أبي ليلى به بألفاظ مختلفة وابن أبي ليلى ضعيف مشهور • حديث شعبة وسفيان الثوري: متفق عليه ورواه الترمذي في الشمائل، ح: ٢٥٧.

وَعَيْشَ السُّعَدَاءِ، وَالنَّصْرَ عَلَى الْأَعْدَاءِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِي وَإِنْ قَصُرَ رَأْيِي وَضَعُفَ عَمَلِي افْتَقَرْتُ إِلٰى رَحْمَتِكَ، فَأَسْأَلُكَ يَا قَاضِيَ الْأُمُورِ، وَيَا شَافِيَ الصُّدُورِ، كَمَا تُجِيرُ بَيْنَ الْبُحُورِ، أَنْ تُجِيرَنِي مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ، وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُورِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْقُبُورِ. اللّٰهُمَّ مَا قَصُرَ عَنْهُ رَأْيِي وَلَمْ تَبْلُغْهُ نِيَّتِي وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْأَلَتِي مِنْ خَيْرٍ وَعَدْتَّهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ أَوْ خَيْرٍ أَنْتَ مُعْطِيهِ أَحَدًا مِّنْ عِبَادِكَ فَإِنِّي أَرْغَبُ إِلَيْكَ فِيهِ وَأَسْأَلُكَهُ بِرَحْمَتِكَ رَبَّ الْعَالَمِينَ، اللّٰهُمَّ ذَا الْحَبْلِ الشَّدِيدِ، وَالْأَمْرِ الرَّشِيدِ، أَسْأَلُكَ الْأَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيدِ، وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُودِ مَعَ الْمُقَرَّبِينَ الشُّهُودِ، الرُّكَّعِ السُّجُودِ، الْمُوفِينَ بِالْعُهُودِ، أَنْتَ رَحِيمٌ وَّدُودٌ، وَإِنَّكَ تَفْعَلُ مَا تُرِيدُ. اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِينَ مُهْتَدِينَ غَيْرَ ضَالِّينَ وَلَا مُضِلِّينَ سِلْمًا لِّأَوْلِيَائِكَ وَعَدُوًّا لِّأَعْدَائِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ أَحَبَّكَ وَنُعَادِي بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ، اللّٰهُمَّ هٰذَا الدُّعَاءُ وَعَلَيْكَ الْإِجَابَةُ وَهٰذَا الْجُهْدُ وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّي نُورًا فِي قَلْبِي وَنُورًا فِي قَبْرِي وَنُورًا مِّنْ بَيْنِ يَدَيَّ، وَنُورًا مِّنْ خَلْفِي، وَنُورًا عَنْ يَّمِينِي، وَنُورًا عَنْ شِمَالِي، وَنُورًا مِّنْ فَوْقِي، وَنُورًا مِّنْ تَحْتِي، وَنُورًا فِي سَمْعِي، وَنُورًا فِي بَصَرِي، وَنُورًا فِي شَعْرِي، وَنُورًا فِي بَشَرِي، وَنُورًا فِي لَحْمِي، وَنُورًا فِي دَمِي، وَنُورًا فِي عِظَامِي، اللّٰهُمَّ أَعْظِمْ لِي نُورًا وَّأَعْطِنِي نُورًا وَّاجْعَلْ لِّي نُورًا، سُبْحَانَ الَّذِي تَعَطَّفَ الْعِزَّ وَقَالَ بِهِ، سُبْحَانَ الَّذِي لَبِسَ الْمَجْدَ وَتَكَرَّمَ بِهِ، سُبْحَانَ الَّذِي لَا يَنْبَغِي التَّسْبِيحُ إِلَّا لَهُ، سُبْحَانَ ذِي الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ، سُبْحَانَ ذِي الْمَجْدِ وَالْكَرَمِ، سُبْحَانَ ذِي الْجَلَالِ

مجھے وہ ایمان و یقین عطا فرما جس کے بعد کسی قسم کا کفر (نافرمانی) نہ ہو اور ایسی رحمت عنایت فرما جس کے طفیل دنیا اور آخرت میں تیری عزت و کرامت کا شرف حاصل کر سکوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے التجا کرتا ہوں عطا یا قضا وقدر کے فیصلوں میں کامیابی اور شہیدوں کی مہمانی و اعزاز کی اور تیرے نیک بندوں والی زندگی اور دشمنوں کے مقابلے میں مدد ونصرت کی۔ اے اللہ! میں اپنی حاجات تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں اگرچہ میری رائے اور فکر کوتاہ اور میرا عمل کمزور ہے۔ میں تیری رحمت کا محتاج ہوں۔ پس اے سارے معاملات کا فیصلہ کرنے والے! اور دلوں کے روگ دور کر کے انھیں شفا بخشنے والے! جس طرح تو سمندروں کو ایک دوسرے سے جدا رکھتا ہے (کھاری اور شیریں الگ الگ رہتے ہیں) اسی طرح تو مجھے آگ کے عذاب سے دور رکھ (بچا) اور ہلاکت و تباہی کی دعا کرنے سے بچا اور مجھے قبروں کی آزمائش و ابتلا سے بچا۔ اے اللہ! تو نے جس خیر ونعمت کا اپنے کسی بندے سے وعدہ فرمایا ہے یا جو خیر ونعمت اپنے کسی بندے کو عنایت فرمانے والا ہے اور میری رائے اور فکر اس سے کوتاہ رہ گئی ہے اور میری نیت اس تک پہنچ نہیں سکی اور میں تجھ سے وہ مانگ نہیں سکا ہوں تو میں اس کی بھی تیرے حضور رغبت وشوق کا اظہار کرتا ہوں اور اے کائنات کے رب! میں تیری رحمت سے اس کا بھی تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! جس کا رشتہ وتعلق مضبوط اور ہر امر و معاملہ صحیح و درست ہے، میں وعید (قیامت) کے دن تجھ سے امن وچین اور ہمیشگی (آخرت) کے دن جنت کا، تیرے ان بندوں کے ساتھ جو تیرے مقرب اور حاضر باش، رکوع و سجود کرنے والے اور عہد کو پورا کرنے والے ہیں، سوال کرتا ہوں۔ تو بڑا مہربان نہایت محبت کرنے والا

وَالْإِكْرَامِ».

ہے اور تو جو چاہے کرنے والا ہے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا کر دے کہ ہم دوسروں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنیں اور خود ہدایت یافتہ ہوں، نہ خود گمراہ ہوں اور نہ دوسروں کو گمراہ کرنے والے۔ تیرے دوستوں سے ہماری صلح ہو۔ تیرے دشمنوں کے ہم دشمن ہوں۔ تیری محبت کی وجہ سے، ہم تیرے ساتھ محبت کرنے والوں سے محبت کریں اور تیرے عداوت رکھنے کے سبب، تیرے مخالفوں سے عداوت رکھیں۔ اے اللہ! یہ میری دعا ہے اور قبول فرمانا تیرا کام ہے۔ یہ میری کوشش ہے اور بھروسا اور اعتبار تجھ پر ہے (نہ کہ اپنی کوشش پر۔) اے اللہ! میرے لیے میرے دل میں نور پیدا فرما اور میری قبر کو روشن فرما۔ میرے آگے اور میرے پیچھے، میرے دائیں اور میرے بائیں، میرے اوپر اور میرے نیچے ہر طرف نور ہی نور بکھیر دے۔ میری شنوائی اور میری بینائی میں نور اور روشنی پیدا فرما، میرے بال بال اور روئیں روئیں، نیز میرے گوشت پوست میں نور پیدا فرما۔ میری (رگوں میں دوڑنے والے) خون اور میری ہڈیوں میں نور پیدا فرما۔ اے اللہ! میرا نور بڑھا اور مجھے نور عطا فرما اور نور کو میرے ساتھ کر دے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے عزت کی چادر اوڑھ رکھی ہے اور جس کے سبب وہ غالب ہے اور فیصلہ فرماتا ہے۔ پاک ہے وہ ذات، مجد وکرم جس کا لباس ہے۔ پاک ہے وہ ذات، جس کے سوا کوئی تسبیح کا حق دار نہیں۔ پاک ہے وہ ذات جو (بندوں پر) فضل و کرم فرمانے والا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو عظمت و کرم والا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو جلال و اکرام والا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هٰذَا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں ابن ابی لیلیٰ سے صرف اسی سند سے آئی ہے۔ شعبہ اور سفیان ثوری نے سلمہ بن کہیل کی سند سے

كُهَيْلٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْضَ هٰذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْهُ بِطُولِهِ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً، اس کا کچھ حصہ بیان کیا ہے، اسے مکمل طور پر بیان نہیں کیا۔

فائدہ: اس حدیث میں دعائیہ کلمات اچھے ہیں اور دعا کے طور پر پڑھے جا سکتے ہیں لیکن یہ کلمات مسنون نہیں ہیں کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ٣١) بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ بِاللَّيْلِ (التحفة ٣١)

باب: 31۔ رات کو نماز کا آغاز کرنے کی دعا

٣٤٢٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ [وَ] عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ».

[3420] ابوسلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی ﷺ جب رات کو اٹھتے تو اپنی نماز کا آغاز کس دعا سے فرماتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: آپ رات کو جب اٹھتے تو اپنی نماز کا آغاز اس دعا سے کرتے تھے: ”اے اللہ! جبرائیل و میکائیل اور اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمانے والے! پوشیدہ اور حاضر کو جاننے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان معاملات میں فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ جس حق میں اختلاف کیا گیا ہے تو اپنی توفیق سے میری رہنمائی فرما کیونکہ تو ہی سیدھی راہ پر ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ ہی چونکہ صراط مستقیم پر ہے، اس لیے وہی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرما سکتا ہے اور یہی کامیابی و کامرانی اور سعادت و فلاح کا راستہ ہے۔ اس کی خصوصی صفات کے واسطے سے، اس سے سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق مانگنی چاہیے۔

(المعجم ٣٢) بَابٌ: مِنْهُ [دُعَاءُ: «وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ...»] (التحفة ٣٢)

باب: 32۔ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ دعا کا بیان

٣٤٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي

[3421] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٣٤٢٠- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٧٠ من حديث عمر بن يونس به.
٣٤٢١- أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٧٧١ من حديث يوسف بن الماجشون به.

الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ: «وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا [إِنَّهُ] لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، آمَنْتُ بِكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ». فَإِذَا رَكَعَ قَالَ: «اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي». فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ: «اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرَضِينَ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ [بَعْدُ]» فَإِذَا سَجَدَ قَالَ: «اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ». ثُمَّ يَكُونُ آخِرَ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالسَّلَامِ: «اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ».

رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ”میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اس ذات کی طرف موڑ دیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری ہر عبادت (خصوصی طور پر قربانی)، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو پوری کائنات کا مالک ہے۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں، مجھے اسی کا حکم ہے اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! تو بادشاہ ہے۔ تیرے سوا کوئی لائق بندگی نہیں۔ تو ہی میرا آقا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنی حق تلفی کی ہے اور میں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا ہے، لہٰذا تو میرے تمام گناہ معاف فرما دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہ بخش نہیں سکتا اور تو میری بہترین اخلاق کی طرف رہنمائی فرما۔ تیرے سوا کوئی بہترین اخلاق کی ہدایت نہیں دے سکتا اور مجھ سے برے اخلاق پھیر دے کیونکہ تیرے سوا برے اخلاق مجھ سے کوئی نہیں پھیر سکتا۔ میں تجھ پر ایمان لایا ہوں۔ تو بہت بابرکت ہے اور بلند و بالا ہے۔ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔“ جب رکوع میں جاتے تو فرماتے: ”اے اللہ! میں تیرے حضور جھکا اور تجھ ہی پر ایمان لایا اور تیری ہی فرماں برداری کی۔ میرے کان، میری آنکھیں، میرا مغز، میری ہڈی اور میرے پٹھے، تیرے لیے جھکے ہوئے ہیں۔ (میرا ہر انگ اور عضو تیرا فرماں بردار ہے۔“) جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے: ”اے اللہ! ہمارے رب! تیرے ہی لیے حمد و ثنا ہے، آسمانوں، زمینوں اور ان کے درمیان فضا کے بھراؤ کے برابر اور جو چیز تو چاہے اس کے بھراؤ کے برابر۔“ جب سجدے میں جاتے تو فرماتے: ”اے اللہ! میں نے تیرے ہی حضور سجدہ کیا۔ تجھ ہی پر

ایمان لایا اور اپنے آپ کو تیرے ہی سپرد کیا۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا، اس کی شکل وصورت بنائی، اس کے کان اور آنکھ کھولے، سو اللہ ہی بہترین خالق ہے۔'' پھر تشہد اور سلام کے درمیان آخر میں یہ دعا فرماتے: ''اے اللہ! میرے اگلے اور میرے پچھلے اور جو میں نے چھپ کر کیے اور جو میں نے کھلم کھلا کیے جنھیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، سب (گناہ) معاف فرما دے۔ تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے رکھنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی إلٰہ نہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں آغازِ نماز، رکوع، قومہ، سجدہ اور تشہد کے آخر میں پڑھی جانے والی دعاؤں کی تفصیل دی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں نبی ﷺ کے دل کی کیا کیفیت ہوتی تھی اور آپ کس سوز و گداز سے اپنی بندگی، نیازمندی اور مخلصانہ فدویت اور وفاداری کا اظہار و اقرار فرماتے تھے اور اپنے لیے کیا کیا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کن الفاظ میں کرتے تھے اور کن الفاظ میں اپنے لیے معافی اور بخشش کے طلب گار ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کا اصل مقصد امت کو انھی دعاؤں کی تلقین کرنا اور تعلیم دینا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ دعائیں یاد کرنے اور ان کے پڑھنے کی توفیق دے۔ آمین

٣٤٢٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ وَيُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ - قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنِي عَمِّي وَقَالَ يُوسُفُ: أَخْبَرَنِي أَبِي - قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَعْرَجُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ: «وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اَللّٰهُمَّ

[3422] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے (تکبیر تحریمہ کے بعد) تو یہ دعا پڑھتے: ''میں نے اپنا رخ یکسو ہو کر اس ذات کی طرف کر دیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں ان میں سے نہیں ہوں جو اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ بلاشبہ میری نماز، میری ہر قسم کی بندگی (خصوصی طور پر قربانی)، میرا جینا اور میرا مرنا اس اللہ کے لیے ہے جو پوری کائنات کا آقا اور مالک ہے۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرماں برداری کرنے والوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! تو ہی

٣٤٢٢_انظر الحديث السابق.

أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذَنْبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ». فَإِذَا رَكَعَ قَالَ: «اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَعِظَامِي وَعَصَبِي». وَإِذَا رَفَعَ قَالَ: «اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ». فَإِذَا سَجَدَ قَالَ: «اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ [فَـ]تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ». ثُمَّ يَقُولُ: مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ: «اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ».

بادشاہ ہے۔ تیرے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ تو ہی میرا آقا و مالک ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا (گناہ کیے) اور اپنے گناہوں کا مجھے اعتراف ہے۔ میرے سارے گناہ معاف کر دے کیونکہ گناہوں کا بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں۔ میری اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی فرما، تیرے سوا اچھے اخلاق کی ہدایت دینے والا کوئی نہیں اور برے اخلاق میری طرف سے پھیر دے۔ تیرے سوا مجھ سے برے اخلاق دور کرنے والا کوئی نہیں۔ میں تیرے حضور حاضر ہوں اور تیری خدمت و اطاعت کے لیے ہر دم تیار ہوں۔ ہر قسم کی خیر و بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے اور برائی کا تیری طرف گزر نہیں (نسبت و اضافت نہیں) مجھے تیرا ہی سہارا ہے اور میرا رخ تیری ہی طرف ہے۔ تو برکت و رفعت والا ہے۔ میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔'' جب آپ رکوع میں جاتے تو کہتے: ''اے اللہ! میں تیرے حضور جھکا ہوں۔ میں تجھ پر ایمان لایا ہوں اور میں نے اپنے آپ کو تیرے ہی حوالے کیا ہے۔ میرے کان، میری آنکھیں، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے سب تیرے حضور جھکے ہوئے ہیں۔'' اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے: ''اے اللہ! ہمارے رب! تیرے ہی لیے حمد ہے آسمان کے بھرنے کے برابر، زمین کے بھرنے کے برابر اور دونوں کے خلا کے بھرنے کے برابر اور ان کے بعد جس چیز کا بھراؤ تو چاہے۔'' جب آپ سجدے میں جاتے تو کہتے: ''اے اللہ! میں تیرے ہی حضور سجدہ کر رہا ہوں اور میں تجھ ہی پر ایمان لایا ہوں اور میں نے اپنے آپ کو تیرے حوالے کر دیا ہے۔ میرا چہرہ اس خالق کے سامنے سجدہ ریز ہے جس نے اسے پیدا کیا، اس کی شکل و صورت بنائی اور اس کے کان اور اس کی

آنکھیں کھولیں، سو اللہ برکت والا، بہترین خالق ہے۔" پھر تشہد اور سلام کے درمیان آخر میں یہ دعا کرتے: "اے اللہ! جو گناہ میں نے پہلے کیے اور جو بعد میں کیے، چھپا کر کیے یا علانیہ کیے۔ اور میں نے جو زیادتی کی اور جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، وہ سب بخش دے۔ تو ہی آگے کرنے والا اور تو ہی پیچھے چھوڑنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٤٢٣ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيَصْنَعُ ذٰلِكَ [أَيْضًا] إِذَا قَضٰى قِرَاءَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِذَا قَامَ مِنْ سَجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ فَكَبَّرَ، وَيَقُولُ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ بَعْدَ التَّكْبِيرِ: «وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ. إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ

[3423] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر تک اٹھاتے اور یہی عمل اس وقت کرتے جب اپنی قراءت مکمل کر لیتے اور رکوع میں جانا چاہتے اور یہی عمل رکوع سے سر اٹھاتے وقت کرتے اور اپنے ہاتھ نماز میں بیٹھے ہوئے کہیں نہ اٹھاتے، پھر جب دو رکعتوں سے اٹھتے، اسی طرح اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے اور تکبیر تحریمہ کے بعد نماز کا آغاز اس دعا سے کرتے: "میں نے اپنا رخ یکسو ہو کر اس ذات کی طرف موڑ دیا جس نے آسمان و زمین پیدا کیے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری ہر قسم کی عبادت، میرا جینا اور میرا مرنا اس اللہ کے لیے ہے جو ساری کائنات کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے۔

٣٤٢٣ـ أخرجه أبو داود، الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، ح: ٧٦١ عن الحسن بن علي به وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٨٤ وابن حبان وأحمد بن حنبل وغيرهم وقال الجبل سليمان بن داود الهاشمي: "هذا عندنا مثل حديث الزهري عن سالم عن أبيه" وقوله: "فإذا قام من سجدتين" أي من الركعتين كما في جزء رفع اليدين للبخاري * عبد الرحمن بن أبي الزناد حسن الحديث كما قال الذهبي (سير أعلام النبلاء: ٨/ ١٦٨، ١٦٩).

سُبْحَانَكَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذَنْبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَأَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ [وَ] لَا مَنْجَا مِنْكَ وَلَا مَلْجَأَ إِلَّا إِلَيْكَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ». ثُمَّ يَقْرَأُ فَإِذَا رَكَعَ كَانَ كَلَامُهُ فِي رُكُوعِهِ أَنْ يَقُولَ: «اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَأَنْتَ رَبِّي، خَشَعَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ». فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يُتْبِعُهَا «اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ،» فَإِذَا سَجَدَ قَالَ فِي سُجُودِهِ: «اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَأَنْتَ رَبِّي سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ». وَيَقُولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ: «اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَأَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ».

تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو پاک ہے۔ تو ہی میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں، لہٰذا میرے سارے گناہ معاف کر دے کیونکہ گناہوں کو بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں۔ اور مجھے بہترین اخلاق کی ہدایت فرما۔ بہترین اخلاق کی ہدایت صرف تجھ سے مل سکتی ہے۔ اور مجھ سے برے اخلاق پھیر دے، مجھ سے برے اخلاق تیرے سوا کوئی نہیں ہٹا سکتا۔ میں ترے حضور تیری خدمت ونصرت واطاعت کے لیے حاضر ہوں، حاضر ہوں، مجھے تیرا سہارا ہے اور میرا رخ تیری طرف ہے۔ تیری پکڑ سے کوئی نجات گاہ نہیں اور تیرے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔'' پھر آپ قراءت کرتے، سو جب رکوع میں جاتے تو رکوع میں آپ کا کلام یہ ہوتا: ''اے اللہ! میں تیرے حضور جھکا ہوا ہوں اور تجھ پر ایمان رکھتا ہوں اور میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا ہے اور تو ہی میرا رب ہے۔ میرے کان، میری آنکھیں، میرا مغز، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے سب اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں جو کائنات کا مالک ہے۔'' اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو کہتے: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] پھر اس کے بعد یہ دعا کرتے: ''اے اللہ! ہمارے رب! تیرے ہی لیے حمد وشکر ہے (ایسی وسیع اور بے انتہا حمد) جس سے آسمانوں اور زمین کی ساری وسعتیں بھر جائیں اور ان کے درمیان کا سارا خلا پُر ہو جائے اور ان کے بعد جس چیز کی بھرائی تو چاہے۔'' جب سجدہ کرتے تو اپنے سجدے میں یہ دعا فرماتے: ''اے اللہ! میں تیرے لیے، تیرے حضور سجدہ ریز ہوں اور میں تجھ پر ایمان لایا ہوں اور میں نے اپنے آپ کو تیرے حوالے کر دیا ہے اور تو

ہی میرا رب ہے۔ میرا چہرہ اس ذات کو سجدہ کر رہا ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے اور اس کے کان اور اس کی آنکھیں بنائی ہیں۔ بڑی برکت والا ہے اللہ جو بہترین خالق ہے۔'' اور نماز سے سلام پھیرنے کے قریب فرماتے: ''اے اللہ! جو گناہ میں نے پہلے کیے یا پیچھے کیے، چھپا کر کیے یا علانیہ کیے، سب معاف فرما دے۔ اور تو ہی میرا معبود ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَأَصْحَابِنَا، وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ يَقُولُ: هٰذَا فِي صَلَاةِ التَّطَوُّعِ وَلَا يَقُولُهُ فِي الْمَكْتُوبَةِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَأَحْمَدُ لَا يَرَاهُ،] سَمِعْتُ أَبَا إِسْمَاعِيلَ يَعْنِي التِّرْمِذِيَّ [مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يُوسُفَ] يَقُولُ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ الْهَاشِمِيَّ يَقُولُ، وَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ، فَقَالَ: هٰذَا عِنْدَنَا مِثْلُ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام شافعی اور ہمارے ساتھیوں (محدثین) کا اسی پر عمل ہے۔ اور کوفے کے بعض اہل علم اور دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ اس دعا کا تعلق نفلی نماز سے ہے، فرضی نمازوں میں اس پر عمل نہیں ہو گا۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام احمد بھی اس کے قائل نہیں۔ سلیمان بن داود ہاشمی، یہ حدیث بیان کر کے کہتے: ہمارے نزدیک اس حدیث کی سند کا مقام و مرتبہ زهري عن سالم عن أبيه والا ہے۔

فوائد و مسائل: ① اصح الاسانید کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کون سی سند ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے نزدیک اصح الاسانید: زهري عن سالم عن أبيه (عبداللہ بن عمر) ہے۔ ② اس حدیث میں صراحتاً یہ بات موجود ہے کہ اس حدیث میں مذکورہ دعائیں رسول اللہ ﷺ فرضی نماز میں پڑھتے تھے، اس لیے انھیں نفلی نماز سے خاص کرنا بلا دلیل ہے، البتہ مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کی یہ بات درست ہے کہ ہمیشہ فرض نماز میں یہی دعائیں نہیں پڑھتے تھے۔ (الکوکب الدري: 342/4) ③ اس حدیث میں نماز میں چار مقامات پر رفع یدین کا ثبوت ہے: پہلا رفع الیدین تکبیر تحریمہ کے وقت، دوسرا رکوع میں جاتے وقت، تیسرا رکوع سے اٹھتے وقت اور چوتھا تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت۔ ان چاروں مقامات میں رفع الیدین کرنا اس کے علاوہ بھی دیگر متعدد نہایت قوی السند روایات سے ثابت ہے۔

(المعجم ٣٢) بَابُ مَا يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ (التحفة ٣٢)

باب: 33۔ تلاوتِ قرآن کے سجدے کی دعا

٣٤٢٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: قَالَ لِيَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! رَأَيْتُنِي اللَّيْلَةَ وَأَنَا نَائِمٌ كَأَنِّي [كُنْتُ] أُصَلِّي خَلْفَ شَجَرَةٍ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي فَسَمِعْتُهَا وَهِيَ تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ. قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ لِي جَدُّكَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ مِثْلَ مَا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ مِنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ.

[3424] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! آج رات میں نے اپنے آپ کو خواب کی حالت میں دیکھا گویا کہ میں ایک درخت کی اوٹ میں نماز پڑھ رہا ہوں، سو میں نے سجدہ کیا تو میرے سجدہ کرنے کے سبب اس درخت نے بھی سجدہ کیا اور میں نے اس کو یہ الفاظ کہتے سنا: اے اللہ! میرے لیے اس کے سبب اپنے ہاں اجر لکھ دے اور مجھ سے اس کے باعث گناہ اتار دے اور میرے لیے اس کو اپنے ہاں ذخیرہ کر لے اور اسے میری طرف سے قبول فرما، جیسے کہ تو نے اسے اپنے بندے داود علیہ السلام کی طرف سے قبول فرمایا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے آیت سجدہ تلاوت فرمائی اور سجدہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: تو میں نے آپ سے سنا، آپ وہی الفاظ کہہ رہے تھے جو اس آدمی نے درخت کو کہتے ہوئے بتایا تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:]: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے اور اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت بھی آئی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درخت بھی اپنے خالق کا احساس و شعور رکھتے ہیں اور اپنی زبان سے اس کے حضور اپنی درخواست بھی پیش کرتے ہیں۔

٣٤٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي

[3425] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رات کو سجدۂ تلاوت کرتے وقت، نبی ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے: ''میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اور

٣٤٢٤- [حسن لغيره] تقدم: ٥٧٩ وأخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب سجود القرآن، ح: ١٠٥٣ من حديث محمد بن يزيد بن خنيس به وصححه ابن خزيمة: ١/ ٢٨٢، ح: ٥٦٢ وابن حبان، ح: ٦٩١ والحاكم: ١/ ٢١٩، ٢٢٠ والذهبي وغيرهم * وحديث أبي سعيد [تقدم: ٥٧٩].

٣٤٢٥- [صحيح لغيره] في السجود مطلقًا تقدم: ٥٨٠ وصححه ابن السكن والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٢٠ ووافقه الذهبي.

سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ: «سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اپنی قوت و طاقت کے بل بوتے پر اس کے کان اور اس کی آنکھیں کھولیں۔"

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(المعجم ٣٤) بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ (التحفة ٣٤)

باب: 34۔ اپنے گھر سے نکلتے وقت کی دعا

٣٤٢٦۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ يَعْنِي إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ: بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ يُقَالُ لَهُ: كُفِيتَ وَوُقِيتَ وَتَنَحَّى عَنْهُ الشَّيْطَانُ».

[3426] سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتا ہے: اللہ کے نام سے، میں نے اللہ پر بھروسا کیا، گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت و قوت صرف اللہ کی توفیق کے ساتھ ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: تو کفایت کیا گیا، اور شر سے محفوظ کیا گیا ہے اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: جب بندہ اپنے گھر سے اللہ کا نام لے کر، اسی پر بھروسا اور اعتماد کرتے ہوئے نکلتا ہے اور اپنے آپ کو بالکل بے بس، عاجز اور ناتواں سمجھ کر اسی کی حفاظت اور پناہ میں دے دیتا ہے تو اس کا صلہ اسے یہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پناہ اور حفاظت میں لے لیتا ہے اور شیطان بھی اس سے دور رہتا ہے۔

(المعجم ٣٥) بَابٌ: مِنْهُ [دُعَاءُ: «بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ...»] (التحفة ٣٥)

باب: 35۔ گھر سے نکلنے کی دوسری دعا بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ

٣٤٢٧۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ:

[3427] سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب

٣٤٢٦۔[حسن بالشواهد] أخرجه أبو داود، الأدب، باب ما يقول إذا خرج من بيته، ح: ٥٠٩٥ والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٨٩ من حديث ابن جريج به ولم يثبت تصريح سماعه، ورواه عبدالمجيد بن عبدالعزيز عنه "حدثت عن إسحاق" وصححه ابن حبان (الإحسان): ٢/ ٩٥، ح: ٨١٩ ووقع في موارد الظمآن، ح: ٢٣٧٥ وهم وللحديث شاهد مرسل.

٣٤٢٧۔ أخرجه أبو داود، أيضًا، ح: ٥٠٩٤ وابن ماجه، ح: ٣٨٨٤ والنسائي: ٨/ ٢٦٨، ح: ٥٤٨٨ من حديث منصور به وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٥١٩ ووافقه الذهبي.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: «بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نَضِلَّ، أَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ، أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا».

اپنے گھر سے نکلتے تو کہتے: ''میں اللہ کا نام لے کر نکل رہا ہوں۔ اللہ پر میرا بھروسا ہے۔ اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ہمارے قدم بہک جائیں، یعنی غلط روی کا شکار ہوں یا ہم گمراہ ہوں یا ہم کسی پر ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم جہالت سے کام لیں یا ہمارے ساتھ کوئی جہالت کے ساتھ پیش آئے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: انسان جب گھر سے نکلتا ہے تو مختلف حالات اور مختلف لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق و نصرت شامل حال نہ ہو تو وہ بہک سکتا ہے۔ وہ کسی سے جھگڑ سکتا ہے۔ وہ کسی پر ظلم و ستم کر سکتا ہے یا کسی کے ظلم و ستم کا نشانہ بن سکتا ہے۔ وہ اشتعال و جذبات کی رو میں بہہ سکتا ہے اور دوسروں کی جہالت و اشتعال کا نشانہ بن سکتا ہے، اس لیے نبی ﷺ گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتے تاکہ آپ کی امت آپ کی اقتدا میں یہ عمل اپنائے۔

(المعجم ٣٦) بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ السُّوقَ (التحفة ٣٦)

باب: 36۔ بازار میں داخل ہونے کی دعا

٣٤٢٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ وَاسِعٍ قَالَ: قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيَنِي أَخِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَتَبَ اللهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَى عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ دَرَجَةٍ».

[3428] محمد بن واسع ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں مکے آیا تو مجھے میرے (دینی) بھائی سالم بن عبداللہ بن عمر ؓ ملے اور انھوں نے مجھے اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا کی حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ الفاظ کہے: ''اللہ کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اقتدار و سلطنت کا مالک وہی ہے۔ وہی حمد و ثنا کا حق دار ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے جو مرے گا نہیں۔ ہر قسم کی خیر اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے'' تو اللہ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دے گا اور اس کی دس لاکھ برائیاں مٹا دے گا

٣٤٢٨ـ [صحيح لغيره] وانظر الحديث الآتي * أزهر بن سنان: ضعيف (تقريب).

اور اس کے دس لاکھ مرتبے اور درجے بڑھا دے گا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَّقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، [وَهُوَ] قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ هٰذَا الْحَدِيثَ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور اسے عمرو بن دینار نے بھی، جو کہ زبیر رضی اللہ عنہ کے خاندان کے میر منشی تھے، سالم بن عبداللہ سے اس کے ہم معنی بیان کیا ہے۔

فائدہ: انسان کو اپنی ضروریات اور خرید وفروخت کے لیے بازار جانا ہی پڑتا ہے، جہاں اس کے لیے نفع ونقصان دونوں کا احتمال ہے اور پھر یہ جگہ ہر دوسری جگہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی ہے۔ اگر انسان یہ دعا پڑھ کر داخل ہوگا تو ہم خرما اور ہم ثواب کے مصداق دین ودنیا دونوں کے فوائد حاصل کر لے گا اور بہت بڑا اجر پائے گا۔

٣٤٢٩- حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَّالْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ - وَهُوَ قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ - عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ فِي السُّوقِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَتَبَ اللهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَّمَحٰى عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَّبَنٰى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

[3429] سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے بازار میں یہ کلمات کہے: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہی بادشاہ ہے۔ وہ حمد وشکر کا مستحق ہے۔ وہ زندگی عنایت فرماتا اور مارتا ہے وہ ہمیشہ سے ہے۔ وہ مرے گا نہیں۔ ہر قسم کی خیر اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے" تو اللہ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دے گا اور دس لاکھ گناہ مٹا دے گا اور اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ هٰذَا هُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ وَّقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ، وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کا راوی عمرو بن دینار بصری شیخ ہے۔ بعض محدثین نے اس پر، ایک اور سند کے سبب جرح کی ہے اور یہی روایت یحییٰ بن سلیم طائفی بھی ایک دوسری سند سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بیان کرتا ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کرتا۔

٣٤٢٩- [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الأسواق ودخولها، ح: ٢٢٣٥ من حديث حماد بن زيد به * عمرو ابن دينار هذا ضعيف وللحديث شواهد عند الحاكم: ١/ ٥٣٨، ٥٣٩ وابن السني وغيرهما * حديث يحيى بن سليم الطائفي رواه الحاكم: ١/ ٥٣٩ وقال الذهبي: "قال البخاري: عمرو بن دينار منكر الحديث" وانظر التفصيل في الصحيحة، ح: ٣١٣٩.

(المعجم ...) بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ الْعَبْدُ إِذَا مَرِضَ (التحفة ٢)

٣٤٣٠ـ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، صَدَّقَهُ رَبُّهُ وَقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا أَكْبَرُ، وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، قَالَ، يَقُولُ اللّٰهُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا وَحْدِي، وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، قَالَ اللّٰهُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي لَا شَرِيكَ لِي، وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، قَالَ اللّٰهُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ، وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، قَالَ اللّٰهُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي». وَكَانَ يَقُولُ: «مَنْ قَالَهَا فِي مَرَضِهِ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ».

باب: ۔ بندہ، بیماری کی حالت میں کیا کہے

[3430] سیدنا ابوسعید اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما، نبی ﷺ کے بارے میں شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص کہتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے، اس کا رب اس کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتا ہے: میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں ہر چیز سے بڑا ہوں۔ اور جب بندہ کہتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا و یگانہ ہے۔ اللہ فرماتا ہے: میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں یکتا ہوں۔ اور جب بندہ کہتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ فرماتا ہے: مجھ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میرا کوئی شریک نہیں۔ اور جب بندہ کہتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی بادشاہ ہے، وہی حمد وشکر کا حق دار ہے۔ اللہ فرماتا ہے: میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں ہی بادشاہ ہوں۔ میں ہی حمد کا مستحق ہوں۔ اور جب بندہ کہتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ کی توفیق کے بغیر کسی گناہ سے بچنے اور کسی قسم کی نیکی کرنے کی طاقت و قوت نہیں۔ اللہ فرماتا ہے: میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میری توفیق کے بغیر کسی گناہ سے بچنے اور کسی قسم کی نیکی کرنے کی طاقت وقوت نہیں۔'' اور آپ فرماتے تھے: ''جو شخص اپنی بیماری میں یہ کلمات کہے گا پھر مر جائے گا، اسے آگ نہیں کھائے گی۔''

٣٤٣٠ـ أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب فضل لا إله إلا الله، ح: ٣٧٩٤ من حديث أبي إسحاق به * رواه حمزة الزيات (النسائي في الكبرى، ح: ٩٨٥٨) وإسرائيل (أيضًا، ح: ٩٨٥٩ وصححه الحاكم: ١/٥ وابن حبان، ح: ٢٣٢٥) وزهير (النسائي في الكبرى، ح: ١٠١٨٠) عن أبي إسحاق به مرفوعًا * ورواه النسائي في الكبرى، ح: ٩٨٦٠ عن محمد بن بشار به * حديث شعبة سنده حسن موقوف وله حكم الرفع.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [غَرِيبٌ]. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ بِنَحْوِ هٰذَا الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ شُعْبَةُ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (غریب) ہے۔ شعبہ نے ابواسحاق کی سند سے سیدنا ابوہریرہ، اور ابوسعید رضی اللہ عنہما سے اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے اور آپ ﷺ کی طرف اس کی نسبت نہیں کی۔

فائدہ: حدیث میں آنے والے کلمات کا مفہوم پیچھے گزر چکا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان بیماری کی حالت میں دل کی گہرائی سے یہ کلمات کہے تو یہ اس کے لیے آگ سے نجات کا سبب بنیں گے۔

(المعجم ٣٧) بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى مُبْتَلًى (التحفة ٣٨)

باب: 37۔ کسی مصیبت زدہ کو دیکھنے کے وقت کی دعا

٣٤٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ مَوْلٰى آلِ الزُّبَيْرِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَأٰى صَاحِبَ بَلَاءٍ فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلٰى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا، إِلَّا عُوفِيَ مِنْ ذٰلِكَ الْبَلَاءِ كَائِنًا مَا كَانَ مَا عَاشَ».

[3431] سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کی نظر کسی دکھی پر پڑے اور وہ کہے: شکر اس اللہ کا جس نے مجھے اس بلا اور مصیبت سے عافیت بخشی، جس میں تجھے مبتلا کیا ہے اور مجھے اپنی بہت سی مخلوقات پر خوب فضیلت بخشی تو وہ اس بلا اور مصیبت سے زندگی بھر عافیت میں رکھا جائے گا، خواہ وہ کوئی بھی مصیبت ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ هُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ وَلَيْسَ [هُوَ] بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ، وَقَدْ تَفَرَّدَ بِأَحَادِيثَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا رَأٰى صَاحِبَ بَلَاءٍ يَتَعَوَّذُ [مِنْهُ] يَقُولُ ذٰلِكَ فِي نَفْسِهِ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اس مسئلے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی موجود ہے۔ اور عمرو بن دینار آل زبیر کا میرمنشی بصری شیخ ہے اور حدیث کے سلسلے میں ثقہ نہیں ہے۔ اور وہ سیدنا سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بہت سی روایات بیان کرنے میں منفرد ہے۔ ابوجعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: جب

٣٤٣١- [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما يدعو به الرجل إذا نظر إلى أهل البلاء، ح: ٣٨٩٢ من حديث عمرو ابن دينار قهرمان آل الزبير به مختصرًا، وهو ضعيف وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي * وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ٣٤٣٢].

وَلَا يُسْمِعُ صَاحِبَ الْبَلَاءِ.

بندہ کسی مبتلائے مصیبت کو دیکھے تو اس مصیبت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور یہ کلمات اپنے جی میں کہے، دکھی آدمی کو نہ سنائے، (تاکہ سن کر اس کا دل نہ دکھے۔)

فائدہ: بندے کو مصیبت میں اللہ تعالیٰ ہی کسی حکمت و مصلحت کے تحت مبتلا کرتا ہے، اس لیے اسی سے پناہ طلب کرنی چاہیے لیکن یہ دعا اس طرح آہستہ پڑھنی چاہیے کہ مبتلائے مصیبت سن کر دکھی نہ ہو۔

٣٤٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ السِّمْنَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ رَأَى مُبْتَلًى فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا، لَمْ يُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءُ».

[3432] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی مبتلائے مصیبت کو دیکھا اور کہا: شکر اس اللہ کا جس نے مجھے اس دکھ سے عافیت بخشی جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فضیلت بخشی تو اسے وہ دکھ نہیں پہنچے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن، اس سند سے غریب ہے۔

(المعجم ٣٨) بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ (التحفة ٣٩)

باب: 38۔ مجلس سے اٹھتے وقت کی دعا

٣٤٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ الْكُوفِيُّ- وَاسْمُهُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْهَمْدَانِيُّ -: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ،

[3433] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھا، جس میں اس سے بہت سی لغو اور فضول باتیں سرزد ہوں، پھر اس نے مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ الفاظ کہہ لیے: ''اے اللہ! میں

٣٤٣٢- [صحيح لغيره] أخرجه الطبراني في الأوسط، ح: ٤٧٢١ من حديث مطرف به وقال: "تفرد به" * عبدالله بن عمر العمري: ضعيف، وللحديث شواهد عند أبي نعيم في الحلية: ٥/ ١٣ وغيره انظر التفصيل في الصحيحة للألباني، ح: ٦٠٢، ٢٧٣٧.

٣٤٣٣- أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٣٩٧ مكرر، من حديث الحجاج بن محمد به وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٦٦ والحاكم: ١/ ٥٣٦، ٥٣٧ ووافقه الذهبي وأعله البخاري وأبو زرعة وأبو حاتم والدارقطني بعلة غير قادحة والله أعلم وله طريق آخر عند ابن حبان، ح: ٣٦٧٠ * وفي الباب عن أبي برزة [أبو داود، ح: ٤٨٥٩ والحاكم: ١/ ٥٣٧]، وعائشة [النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٣٩٨].

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ، فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ».

تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔'' تو اس کے اس کی اس مجلس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ وَعَائِشَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

اس مسئلے میں سیدنا ابو برزہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح اس سند سے غریب ہے۔ سہیل کی یہ حدیث ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

فائدہ: جب انسان کسی مجلس میں بیٹھتا ہے تو بسا اوقات ایسی باتیں کہہ بیٹھتا یا سن لیتا ہے جو ایک مومن کے شایان شان نہیں ہوتیں اور ان پر مؤاخذہ ہو سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے کفارۂ مجلس کی اس دعا کی تلقین فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح اور شہادتِ توحید کے ساتھ اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی پابندی کی توفیق دے۔ آمین۔

٣٤٣٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ تُعَدُّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةُ مَرَّةٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَقُومَ «رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ».

[3434] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک مجلس میں اٹھنے سے پہلے آپ کے یہ کلمات سو دفعہ شمار کر لیے جاتے تھے: ''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما، بلاشبہ تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا بہت بخشنے والا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ نے اپنے عمل سے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم مجلس میں بیٹھے ہوئے بار بار اللہ تعالیٰ کو یاد کریں اور توبہ و استغفار کا سلسلہ جاری رکھیں۔

(المعجم ٣٩) بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ (التحفة ٤٠)

باب: 39۔ فکر اور پریشانی کے وقت کی دعا

٣٤٣٤- أخرجه أبو داود، الوتر، باب: في الاستغفار، ح: ١٥١٦ من حديث مالك بن مغول وابن ماجه، ح: ٣٨١٤ من حديث المحاربي به وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٥٩.

٣٤٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو عِنْدَ الْكَرْبِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْحَكِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ».

[3435] سیدنا ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ فکر و پریشانی کے وقت یہ دعا کرتے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بڑا بردبار بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں ہے۔ وہ آسمانوں کا مالک ہے اور زمین کا مالک ہے اور عرش کریم کا مالک ہے۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے سیدنا ابن عباس ؓ سے مرفوعاً ایسی ہی روایت بیان کرتے ہیں۔ اس مسئلے میں سیدنا علی ؓ سے بھی روایت آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں عظیم اور کریم، رب کی صفت بھی بن سکتے ہیں اور عرش کی بھی۔ اگر عرش کی صفت بنائیں تو عظیم اپنی کمیت اور مقدار کے اعتبار سے ہے اور کریم کیفیت، قدر و منزلت اور عمدگی کے اعتبار سے۔ یہاں صرف اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف کو لا إله إلّا أنت سبحانك کی طرح کافی سمجھا گیا ہے اور اپنی حاجت و ضرورت بیان نہیں کی کیونکہ وہ خود ہی انسان کی ضرورت کو بہتر سمجھتا ہے۔

٣٤٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ الْمُغِيرَةِ الْمَخْزُومِيُّ الْمَدَنِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَهَمَّهُ الْأَمْرُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ» وَإِذَا اجْتَهَدَ فِي الدُّعَاءِ قَالَ: «يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ».

[3436] سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جب کوئی معاملہ پریشان کرتا تو آپ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے اور فرماتے: ''پاک ہے عظمت و بزرگی کا مالک، اللہ۔'' اور جب خوب کوشش سے دعا فرماتے تو کہتے: ''يَا حَيُّ، يَا قَيُّومُ''۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔

٣٤٣٥- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب دعاء الكرب، ح: ٢٧٣٠ عن محمد بن بشار والبخاري، ح: ٦٣٤٥، ٦٣٤٦ من حديث هشام الدستوائي به * وفي الباب عن علي [النسائي في الكبرى، ح: ١٠٤٦٣-١٠٤٧٦ من طرق وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٧١ والحاكم: ١/ ٥٠٨ ووافقه الذهبي].

٣٤٣٦- [ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ١/ ٢٣٢ من حديث إسماعيل بن أبي فديك به * إبراهيم بن الفضل ضعيف جدًا كما تقدم.

(المعجم ٤٠) بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا (التحفة ٤١)

باب:40۔ کسی منزل پر اترنے کی دعا

٣٤٣٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ الْحَكِيمِ السُّلَمِيَّةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذٰلِكَ».

[3437] سیدہ خولہ بنت حکیم سُلمیہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سفر میں کسی منزل پر اترا، پھر یہ کلمات کہے: میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ لیتا ہوں اس کی ساری مخلوقات کے شر سے، تو جب تک اس منزل سے روانہ نہ ہو جائے، اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ، وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيثَ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ يَعْقُوبَ [بْنِ عَبْدِ اللهِ] بْنِ الْأَشَجِّ فَذَكَرَ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ، وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ وَيَقُولُ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ خَوْلَةَ قَالَ: وَحَدِيثُ اللَّيْثِ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَجْلَانَ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ یہ حدیث سیدہ خولہ ؓ سے مختلف سندوں سے آئی ہے اور لیث کی مذکورہ بالا حدیث ہی زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: تمام مخلوقات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ کوئی چیز اس کے قبضے سے باہر نہیں اور اس کی اجازت کے بغیر نقصان نہیں پہنچا سکتی، لہٰذا اس کی پناہ میں آنا، ہر چیز کے شر سے محفوظ رہنے کی ضمانت ہے۔

(المعجم ٤١) بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مُسَافِرًا (التحفة ٤٢)

باب:41۔ سفر پر روانگی کے وقت کی دعا

٣٤٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ:

[3438] سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

٣٤٣٧۔ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب: في التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء وغيره، ح: ٢٧٠٨ عن قتيبة به ورواه مالك في الموطإ: ٢/ ٩٧٨ عن الثقة عنده عن يعقوب به * حديث ابن عجلان: رواه ابن ماجه، ح: ٣٥٤٧ والنسائي في الكبرى، ح: ١٠٣٩٥.

٣٤٣٨۔ أخرجه النسائي: ٨/ ٢٧٣، ٢٧٤، ح: ٥٥٠٣ (الاستعاذة، باب الاستعاذة من كآبة المنقلب) عن محمد بن عمر

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرٍ الْخَثْعَمِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ قَالَ بِإِصْبَعِهِ وَمَدَّ شُعْبَةُ إِصْبَعَهُ قَالَ: «اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا بِنُصْحِكَ وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ، اللّٰهُمَّ ازْوِ لَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى: كُنْتُ لَا أَعْرِفُ هٰذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ حَتّٰى حَدَّثَنِي بِهِ سُوَيْدٌ]. حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ [وَ]لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ.

ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو اپنی سواری پر سوار ہو کر اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرماتے: ''اے اللہ! تو ہی سفر کا رفیق اور گھر میں خلیفہ (نائب) ہے۔ اے اللہ! اپنی خیرخواہی و حفاظت کے ساتھ ہمارا رفیق سفر بن اور اپنی امانت وعہد کے ساتھ ہمیں واپس لانا۔ اے اللہ! ہمارے لیے زمین سمیٹ دے اور سفر ہمارے لیے آسان بنا دے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقت وشدت اور واپسی کی تکلیف دہ اور رنج دہ بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ حدیث صرف ابن ابی عدی کی حدیث کی صورت میں جانتا تھا، حتیٰ کہ مجھے یہ حدیث سُوید نے بھی سنائی۔ امام صاحب سوید بن نصر کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہمارے علم میں اسے صرف ابن ابی عدی شعبہ سے بیان کرتا ہے۔

لغوی تشریح: وَعْثَاء: مشقت وشدت۔ کَآبَة: رنج دہ یا اذیت ناک بات۔ اِزْوِ: لپیٹ دے، مختصر کر دے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ سفر میں انسان کو اللہ تعالیٰ کی رفاقت و مدد پر اعتماد کرنا چاہیے۔ گھر بار اور اہل وعیال کو بھی اسی کی نگرانی ونگہبانی میں چھوڑنا چاہیے۔ سفر کی مشقت وصعوبت، دوران سفر میں یا سفر سے واپسی پر کسی تکلیف دہ حادثے کی زد میں آنے سے، اس سے پناہ مانگنی چاہیے۔ حاصل یہ ہے کہ سفر میں عافیت وسہولت اور گھر کی خیریت و عافیت کی درخواست اللہ تعالیٰ ہی سے کرنی چاہیے۔

٣٤٣٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَافَرَ يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللّٰهُمَّ

[3439] سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو فرماتے: ''اے اللہ! تو ہی سفر کا ساتھی اور گھر والوں میں خلیفہ (نگران ونگہبان) ہے۔ اے اللہ! ہمارا رفیق سفر بن اور ہمارے اہل وعیال

◄◄ المقدمي به.

٣٤٣٩- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الذكر إذا ركب دابته متوجهًا لسفر حج أو غيره . . . إلخ، ح: ١٣٤٣ من حديث عاصم الأحول به.

اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا. اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَمِنْ سُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ».

کی نگرانی وحفاظت فرما۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی مشقت وشدت سے، سفر کی رنج دہ بات سے، درستی کے بعد بگاڑ سے، مظلوم کی بد دعا سے، اہل وعیال اور مال کے برے منظر سے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، قَالَ: وَيُرْوَى: «الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ» أَيْضًا. [قَالَ:] وَمَعْنٰى قَوْلِهِ: «الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ» أَوِ: «الْكَوْرِ» وَكِلَاهُمَا لَهُ وَجْهٌ إِنَّمَا هُوَ الرُّجُوعُ مِنَ الْإِيمَانِ إِلَى الْكُفْرِ أَوْ مِنَ الطَّاعَةِ إِلَى الْمَعْصِيَةِ: إِنَّمَا يَعْنِي مِنْ رُجُوعِ شَيْءٍ إِلٰى شَيْءٍ مِّنَ الشَّرِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور [اَلْحَور بَعْدَ الْكَور] کی جگہ [اَلْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْن] بھی بیان کیا ہے اور [الحور بعد الكور] یا [الكون] دونوں کے معنی درست ہیں اور توجیہ ممکن ہے۔ [كون] کے معنی استقرار وثبوت یا وجود کے ہیں، مقصد ہے ایمان سے کفر کی طرف لوٹنا یا اطاعت کے بجائے معصیت کا مرتکب ہونا۔ بہر حال خیر سے شر کی طرف واپسی مراد ہے۔

لغوی تشریح: اَلْحَور: پگڑی کے پیچ کھولنا۔ اَلْكَوْر: پگڑی سر پر لپیٹنا، اس کو پیچ اور بل دینا اور كَور: کے معنی زیادتی اور کثرت بھی آتے ہیں، اس لیے [اَلْحَور بَعْدَ الْكَوْرِ] کے معنی رزق میں زیادتی کے بعد کمی بھی ہو سکتے ہیں۔ سُوءُ الْمَنْظَر: اہل وعیال اور گھر بار کا کسی آفت ومصیبت کا شکار ہونا جسے دیکھ کر انسان کو رنج وغم لاحق ہو۔

(المعجم ٤٢) بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنْ سَفَرِهِ (التحفة ٤٢)

باب:42۔سفر سے واپسی کی دعا

٣٤٤٠- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الرَّبِيعَ بْنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ قَالَ: «آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ».

[3440] سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو فرماتے: "ہم واپس آنے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے ہیں۔ عبادت کرنے والے ہیں۔ اپنے رب کی حمد وستائش کرنے والے ہیں۔"

٣٤٤٠ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١٠٣٨٤ من حديث شعبة به وصححه ابن حبان، ح: ٩٧٠ وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٧١٦ ✽ حديث الثوري: رواه أحمد: ٤/ ٣٠٠ وتابعه فطر بن خليفة (ابن حبان، ح: ٩٧١)، ومنصور وإسرائيل (النسائي في الكبرى، ح: ١٠٣٨٣)، وأبو إسحاق صرح بالسماع من البراء فالطريقان صحيحان محفوظان ✽ وفي الباب عن ابن عمر [البخاري، ح: ١٧٩٧ ومسلم، ح: ١٣٤٤]، وأنس [البخاري، ح: ٣٠٨٥ ومسلم، ح: ١٣٤٥]، وجابر بن عبدالله [البزار: ٤/ ٣٥، ح: ٣١٣١ والطبراني في الأوسط، ح: ٦٠٤١، ٥٦٠١].

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ الْبَرَاءِ. وَرِوَايَةُ شُعْبَةَ أَصَحُّ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَجَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ثوری نے یہ روایت ابواسحاق سے بیان کی ہے لیکن براء رضی اللہ عنہ کے بیٹے ربیع کا ذکر حذف کر دیا ہے اور صحیح تر بات اس واسطے کا ذکر ہے جیسا کہ شعبہ نے بیان کیا ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر، انس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: سفر میں کوئی کمی وکوتاہی اور قصور ولغزش سرزد ہوسکتی ہے، اس لیے واپسی پر یہ کلمات بھی کہتے۔

(المعجم ...) بَابٌ: مِّنْهُ [إِيضَاعُهُ ﷺ رَاحِلَتَهُ وَتَحْرِيكُهُ دَابَّتَهُ عِنْدَ نَظَرِهِ إِلَى جُدْرَانِ الْمَدِينَةِ] (التحفة ٣٤)

باب: ۔ نبی اکرم ﷺ کا سفر سے واپسی پر مدینہ طیبہ کی دیواروں کو دیکھ کر اپنی سواری کو تیز کرنا اور اسے ایڑ لگانا

٣٤٤١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدْرَانِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ، وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

[3441] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے اور مدینے کے در و دیوار دیکھتے تو اپنی اونٹنی کو تیز دوڑاتے اور اگر کسی دوسرے جانور پر ہوتے تو مدینے کی محبت کے سبب اسے حرکت دیتے۔ (ایڑ لگاتے۔)

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے انسان کی اس فطرت اور نفسیات کا پتہ چلتا ہے کہ وہ سفر سے واپسی پر گھر کی طرف جلد جلد چلتا ہے اور گھر کی محبت کی وجہ سے بہت جلد گھر پہنچنا چاہتا ہے، گویا اپنے وطن سے پیار اور گھر سے محبت ایک طبعی چیز ہے۔

(المعجم ٤٤) بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا وَدَّعَ إِنْسَانًا (التحفة ٤٥)

باب: 43۔ کسی انسان کو رخصت کرنے کی دعا

٣٤٤٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدِ اللهِ السَّلِيمِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ

[3442] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی آدمی کو رخصت فرماتے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور

٣٤٤١- أخرجه البخاري، فضائل المدينة، باب بعد باب: المدينة تنفي الخبث، ح: ١٨٨٦ من حديث إسماعيل بن جعفر به.

٣٤٤٢- [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب تشييع الغزاة ووداعهم، ح: ٢٨٢٦ من طريق آخر عن نافع به مختصرًا وللحديث طرق كثيرة دون قوله: "أخذ بيده" وانظر الحديث الآتي.

إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا وَدَّعَ رَجُلًا أَخَذَ بِيَدِهِ فَلَا يَدَعُهَا حَتّٰى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ يَدَعُ يَدَ النَّبِيِّ ﷺ وَيَقُولُ: «أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَآخِرَ عَمَلِكَ».

اس وقت تک اسے نہ چھوڑتے جب تک وہ آدمی خود نبی ﷺ کا ہاتھ نہ چھوڑ دیتا اور فرماتے: ''میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے آخری عمل کو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَرُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: امانت سے مراد دل کی وہ صفت وکیفیت ہے جو اسے حقوق کی صحیح صحیح ادائیگی پر آمادہ کرتی ہے یا اپنی ذمے داریاں پوری کرنے پر مجبور کرتی ہے اور ایک مسلمان کی اصل پونجی اس کا دین، امانت اور خاتمہ بالخیر ہے، اس لیے کسی کو رخصت کرتے وقت ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے، وہ ان کی حفاظت فرمائے تاکہ انسان دین ودنیا میں کامیاب ہو۔

٣٤٤٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ خُثَيْمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ سَالِمٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَنِ: ادْنُ مِنِّي أُوَدِّعْكَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوَدِّعُنَا فَيَقُولُ: «أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ».

[3443] سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب کوئی آدمی سفر پر روانہ ہونا چاہتا تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اس سے فرماتے: میرے قریب آ تاکہ میں تجھے اس طرح رخصت کروں جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں رخصت فرمایا کرتے تھے، پھر یہ دعا دیتے: ''میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرا دین، تیری امانت اور تیرے آخری اعمال۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح اس، یعنی سالم کی سند سے غریب ہے۔

(المعجم ٤٤) بَابٌ: مِّنْهُ [دُعَاءُ: «زَوَّدَكَ اللهُ التَّقْوٰى...»] (التحفة ٤٦)

باب: 44- دعا: ''اللہ تیرا زادِ راہ تقویٰ بنائے'' کا بیان

٣٤٤٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ: حَدَّثَنَا

[3444] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص

٣٤٤٣- أخرجه أحمد: ٢/ ٧ عن سعيد بن خثيم به ورواه النسائي في الكبرى، ح: ١٠٣٥٧ * حنظلة هو ابن أبي سفيان الجمحي (أطراف المسند وغيره) وللحديث طريق آخر، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٩٧ ووافقه الذهبي.

٣٤٤٤- أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ٢٥٣٢ عن عبدالله بن أبي زياد به.

سَيَّارٌ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أُرِيدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِي، قَالَ: «زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى». قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: «وَغَفَرَ ذَنْبَكَ». قَالَ: زِدْنِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، قَالَ: «وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا كُنْتَ».

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرا سفر کا ارادہ ہے تو آپ مجھے زادِ سفر عنایت فرمائیں (ایسی دعا دیں جو سفر میں میرے کام آئے۔) آپ نے فرمایا: ’’اللہ تقویٰ کو تمھارا زادِ سفر بنائے‘‘ یعنی پورے سفر میں تمھیں تقویٰ حاصل رہے۔ اس نے عرض کی: میرے لیے اضافہ فرمائیں، آپ نے فرمایا: ’’اور اللہ تمھارے گناہ معاف فرمائے۔‘‘ اس نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے اور عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ’’تم جہاں بھی ہو، اللہ تمھارے لیے خیر و بھلائی میسر فرمائے۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: تقویٰ حدودِ الٰہی کی پابندی کا نام ہے، یعنی احکام پر عمل کرنا اور گناہوں سے بچنا۔ اگر انسان اس کی پابندی کرے تو گناہ مٹ جاتے ہیں اور تمام معاملات آسان ہو جاتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ’’جو انسان اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے لیے (تنگیوں سے) نکلنے کا کوئی راستہ بنا دے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرتا۔‘‘ (الطلاق 65:2، 3)

(المعجم ٤٥) بَابٌ: مِنْهُ [وَصِيَّتُهُ ﷺ الْمُسَافِرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالتَّكْبِيرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ] (التحفة ٤٠)

باب: 45۔ آپ ﷺ کا مسافر کو اللہ کے ڈر کی اور ہر ٹیلے پر اللہ اکبر کہنے کی تلقین کرنا

٣٤٤٥۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ]: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُسَافِرَ فَأَوْصِنِي، قَالَ: «عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالتَّكْبِيرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ». فَلَمَّا أَنْ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَهُ الْبُعْدَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ».

[3445] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا سفر پر جانے کا ارادہ ہے، لہٰذا مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ’’تو اللہ کے خوف اور ڈر کی پابندی کر اور ہر بلندی پر اللہ اکبر کہہ۔‘‘ جب وہ آدمی پشت پھیر کر روانہ ہو گیا، آپ نے فرمایا: ’’اے اللہ! اس کی مسافت لپیٹ دے اور سفر اس کے لیے آسان کر دے۔‘‘

٣٤٤٥ـ أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب فضل الحرس والتكبير في سبيل الله، ح: ٢٧٧١ من حديث أسامة بن زيد به مختصرًا وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٧٨، ٢٣٧٩ والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٤٥، ٤٤٦، ٢/ ٩٨ ووافقه الذهبي.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

(المعجم ٤٦) بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ دَابَّةً (التحفة ٣٩)

باب: 46۔سواری پر سوار ہوتے وقت کی دعا

٣٤٤٦– حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِّيَرْكَبَهَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ [قَالَ:] بِسْمِ اللهِ [ثَلَاثًا،] فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ. ثُمَّ قَالَ: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِي سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ○ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾ [الزخرف: ١٣، ١٤] ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ – ثَلَاثًا – وَاللهُ أَكْبَرُ – ثَلَاثًا – سُبْحَانَكَ إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرُكَ».

[3446] علی بن ربیعہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا کہ آپ کے پاس سواری کا جانور لایا گیا، جب آپ نے رکاب میں اپنا پاؤں رکھا تو تین دفعہ بسم اللہ کہا۔ جب اس کی پشت پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تو الحمد للہ کہا، پھر کہا: ’’پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع کر دیا، حالانکہ ہم اسے قابو نہیں کر سکتے تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹ کر جانے والے ہیں۔‘‘ پھر تین دفعہ الحمد للہ اور تین دفعہ اللہ أکبر کہا اور فرمایا: تو پاک ہے۔ یقیناً میں اپنے نفس پر ظلم کر چکا ہوں، لہٰذا مجھے معاف فرما دے کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا، پھر وہ مسکرائے۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا ہے، پھر آپ ہنس دیے تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ کس وجہ سے ہنسے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ’’بلاشبہ تیرا رب اپنے بندے سے تعجب کرتا ہے، جب وہ یہ کہتا ہے: اے میرے رب! میرے گناہ معاف فرما دے، بے شک تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث آئی ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٤٤٦ـ [صحيح بالشواهد والمتابعات] أخرجه أبو داود، الجهاد، باب ما يقول الرجل إذا ركب، ح: ٢٦٠٢ من حديث أبي الأحوص به وأبو إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي: ٥/ ٢٥٢ وأعله الدارقطني بعلة غير قادحة وله شواهد كثيرة.

فائدہ: اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ بہت اچھا لگتا ہے جو گناہ کر بیٹھتا ہے تو اس کا اقرار و اعتراف کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے۔ گناہ پر اصرار نہیں کرتا اور یہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔

٣٤٤٧- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَارِقِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ كَبَّرَ ثَلَاثًا وَقَالَ: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ○ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾ [الزخرف:١٣،١٤]. ثُمَّ يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِي سَفَرِي هٰذَا مِنَ الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا الْمَسِيرَ وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَ الْأَرْضِ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا»، وَكَانَ يَقُولُ إِذَا رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ: «آيِبُونَ إِنْ شَاءَ اللهُ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ».

[3447] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے اور اپنی سواری پر سوار ہوتے تو تین دفعہ اللہ اکبر کہتے اور فرماتے: ”پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع کر دیا، حالانکہ ہم اسے قابو میں نہیں لا سکتے تھے اور بے شک ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔“ پھر فرماتے: ”اے اللہ! بے شک میں اپنے اس سفر میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں، نیکو کاری اور پرہیز گاری کی اور ایسے اعمال کی جو تجھے پسند ہوں۔ اے اللہ! ہمارے لیے چلنا آسان کر دے اور ہم سے زمین کی دوری لپیٹ دے۔ اے اللہ! تو ہی سفر کا ساتھی اور اہل وعیال کا نگران ومحافظ ہے۔ اے اللہ! ہمارا رفیق سفر بن اور ہمارے اہل وعیال کا نگہبان اور محافظ بن۔“ اور آپ ﷺ جب اپنے گھر کی طرف لوٹتے تو فرماتے: ”لوٹنے والے، ان شاء اللہ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اپنے رب ہی کی حمد وستائش کرنے والے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ (اس سند سے غریب ہے۔)

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر تین دفعہ اللہ اکبر کہا تا کہ اپنی بلندی و برتری کا احساس پیدا نہ ہو کیونکہ اس دور میں اونٹ ہی سب سے اعلیٰ سواری سمجھی جاتی تھی، پھر اس بات کا اقرار و اظہار کیا کہ اس سواری کو ہمارے تابع کر دینا کہ ہم اس پر سوار ہو سکیں، اللہ تعالیٰ ہی کا فضل و کرم ہے۔ ہمارے اندر اسے قابو میں رکھنے کی طاقت نہیں، پھر جس طرح ہم آج ایک سفر پر روانہ ہو رہے ہیں ایک دن دنیا سے اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کر جائیں گے، پھر آپ ﷺ نے سفر میں نیکی اور تقویٰ کی اور ایسے عمل کرنے کی توفیق طلب کی جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہوں۔ باقی دعا کی وضاحت گزر چکی ہے۔ ② پچھلی حدیث میں اللہ کا نام لے کر سوار ہونے کا اور اس کے میسر آنے پر اللہ کی حمد وشکر ادا کرنے کا، اللہ کی حمد وستائش اور کبریائی وعظمت بیان کر کے، اپنے

٣٤٤٧_ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الذكر إذا ركب دابته متوجهًا لسفر حج أو غيره . . . إلخ، ح: ١٣٤٢ من حديث أبي الزبير به.

گناہوں کی معافی طلب کرنے کا ذکر تھا۔

(المعجم ٤٧) بَابُ مَا ذُكِرَ فِي دَعْوَةِ الْمُسَافِرِ (التحفة ٤٨)

باب: 47۔ مسافر کی دعا

٣٤٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ».

[3448] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کی دعائیں قبول ہوتی ہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور باپ کی اولاد کے خلاف دعا۔“

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ: «مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ». [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَبُو جَعْفَرٍ [الرَّازِيُّ] هٰذَا هُوَ الَّذِي رَوٰى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ يُقَالُ لَهُ: أَبُو جَعْفَرٍ الْمُؤَذِّنُ، [وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ غَيْرَ حَدِيثٍ] وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهُ.

امام صاحب ایک اور استاد سے یحییٰ بن ابی کثیر کی سند سے اس کے ہم معنی روایت اس اضافے سے بیان کرتے ہیں کہ (آپ ﷺ نے فرمایا:) ”ان دعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔“ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ ابوجعفر (رازی) جس سے یحییٰ بن ابی کثیر روایت کرتا ہے اسے ابوجعفر مؤذن کہتے ہیں۔ (اس سے یحییٰ بن ابی کثیر نے کئی روایات بیان کی ہیں۔) ہم اس کا نام نہیں جانتے۔

فائدہ: دعا کی قبولیت میں انسان کی دلی کیفیت وجذبے، اس کے عجز وانکسار اور شکستگی کو بہت دخل ہے۔ اور یہ تین افراد دل کی گہرائی، نیازمندی اور انتہائی الحاح وزاری سے دعا کرتے ہیں، اس لیے ان کی دعا یقینی طور پر قبول ہوتی ہے۔

(المعجم ٤٨) بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا هَاجَتِ الرِّيحُ (التحفة ٥٠)

باب: 48۔ تند وتیز ہوا کے وقت کی دعا

٣٤٤٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ أَبُو

[3449] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب

٣٤٤٨- [حسن لغيره] تقدم: ١٩٠٥.

٣٤٤٩- أخرجه مسلم، صلاة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح والغيم، والفرح بالمطر، ح: ٨٩٩ من حديث ابن جريج به * وفي الباب عن أبي بن كعب [تقدم: ٢٢٥٢].

عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا] قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَأَى الرِّيحَ قَالَ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ».

تند و تیز ہوا چلتی دیکھتے تو یہ دعا کرتے: ''اے اللہ! میں تجھ سے اس کی خیر و برکت اور اس میں جو چھپا ہے، اس کی خیر و برکت اور جس کے ساتھ یہ بھیجی جا رہی ہے، اس کی خیر و بھلائی مانگتا ہوں۔ اور میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس کے شر سے اور جو کچھ اس میں پوشیدہ ہے، اس کے شر سے اور جس کے ساتھ یہ بھیجی جا رہی ہے، اس کے شر سے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ]. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی آئی ہے اور یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: [خَيْرَهَا] سے مراد اس کی ذات کے فوائد اور [مَا فِيهَا] سے مراد اس کے فوائد و منافع کی خیر و برکت اور [مَا أُرْسِلَتْ] سے مراد اس خصوصی وقت اور جس مقصد کے لیے بھیجی گئی ہے، کی خیر و برکت ہے۔ یہی صورت اس کے برعکس میں ہے۔

(المعجم ٤٩) بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ (التحفة ٥١)

باب: 49۔ بادل گرجنے کے وقت کی دعا

٣٤٥٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ أَبِي مَطَرٍ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ: «اللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ».

[3450] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بادل گرجنے اور بجلی چمکنے کی آواز سنتے تو دعا فرماتے: ''اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے ختم نہ کر اور اپنے عذاب سے ہمیں تباہ نہ کر اور اس سے پہلے ہمیں عافیت بخش۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: جس طرح تند و تیز ہوائیں اور آندھیاں کبھی رحمت بن کر آتی ہیں اور کبھی عذاب کا پیش خیمہ ہوتی ہیں، اسی طرح بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک اور چمک اللہ تعالیٰ کے جلال کا مظہر ہیں، اس لیے اللہ کے بندوں کو چاہیے کہ وہ ان اوقات کے مناسب دعائیں کریں۔ امتِ مسلمہ کی خوش قسمتی ہے کہ نبی ﷺ سے ہر موقع کے مناسب حال دعائیں بھی منقول ہیں۔

٣٤٥٠۔ [ضعيف] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٩٢٨ عن قتيبة به * حجاج بن أرطاة: ضعيف مدلس ومع ذلك صححه الحاكم: ٤/ ٢٨٦ ووافقه الذهبي.

ملحوظ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم اس کی سنیت کا اعتقاد رکھے بغیر اس قسم کی دعائیں حسبِ موقع کی جا سکتی ہیں۔

(المعجم ٥٠) بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ (التحفة ٥٢)

باب: 50۔ چاند نظر آنے کی دعا

٣٤٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنِي بِلَالُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: «اللّٰهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

[3451] سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو اس طرح دعا فرماتے: ”اے اللہ! یہ چاند ہمارے لیے باعث برکت، ایمان و سلامتی اور اسلام کا چاند بن کر چمکے۔ (اے چاند!) تیرا رب اور میرا رب اللہ ہے۔“

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: ہر مہینہ زندگی کا ایک مرحلہ ہے۔ جب اگلے مہینے کا چاند طلوع ہوتا ہے تو گویا اعلان ہو جاتا ہے کہ زندگی کا ایک مرحلہ پورا ہو کر اگلا مرحلہ شروع ہو رہا ہے، اس لیے خالق کائنات سے جو انسان کی طرح چاند کا بھی رب ہے، اس سے اس نئے مرحلے میں بھی خیر و برکت، امن و امان اور ایمان و اسلام کے حصول کی درخواست کرنی چاہیے۔

(المعجم ٥١) بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْغَضَبِ (التحفة ٥٣)

باب: 51۔ غصے کے وقت کی دعا

٣٤٥٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى عُرِفَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ غَضَبُهُ أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ

[3452] سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی موجودگی میں دو آدمیوں کے درمیان آپس میں سخت کلامی ہوئی، حتیٰ کہ ان میں سے ایک کے چہرے سے غصے کے آثار محسوس ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ آدمی اس وقت وہ کہہ لے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا: ”میں مردود شیطان سے

٣٤٥١ـ [حسن بالشواهد] أخرجه أحمد: ١/ ١٦٢ عن أبي عامر به * سليمان بن سفيان: ضعيف وبلال بن يحيى: لين (تقريب) وللحديث شواهد ضعيفة عند ابن حبان، ح: ٢٣٧٤ والطبراني في الأوسط: ٧/ ١٣٤، ح: ٦٢٣٧ وغيرهما.

٣٤٥٢ـ [صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، الأدب، باب ما يقال عند الغضب، ح: ٤٧٨٠ من حديث عبدالملك بن عمير به ورواه أحمد: ٥/ ٢٤٤ عن ابن لهيعة وله طريق أخرى عند النسائي في الكبرى، ح: ١٠٢٢٣ وسنده صحيح * وفي الباب عن سليمان بن صرد [البخاري، ح: ٣٢٨٢ ومسلم، ح: ٢٦١٠/ ١٠٩] * حديث شعبة في المراسيل لابن أبي حاتم، ص: ١٢٦ بإسناد صحيح عنه.

الرَّجِيمِ».

اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔"

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ [بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ]: وَهٰذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ، عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَمَاتَ مُعَاذٌ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقُتِلَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى غُلَامٌ ابْنُ سِتِّ سِنِينَ. [وَ]هٰكَذَا رَوٰى شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَرَآهُ. وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى يُكْنٰى أَبَا عِيسٰى، وَأَبُو لَيْلٰى اسْمُهُ يَسَارٌ وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: أَدْرَكْتُ عِشْرِينَ وَمِائَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس مسئلے میں سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔ امام صاحب ایک اور استاد سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ یہ حدیث مرسل، یعنی منقطع ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سننے کا موقع نہیں ملا۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے جبکہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت چھ سال کے تھے۔ یہی حدیث شعبہ نے حکم کے واسطے سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے بیان کی ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور انھیں دیکھا ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی کنیت ابوعیسیٰ ہے اور ابولیلیٰ کا نام یسار ہے۔ اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کے ایک سو بیس انصاری ساتھیوں کو ملا ہوں۔

فوائد و مسائل: ① سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات طاعون عمواس والے سال 18 ھ میں ہوئی ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت 23 ھ کے آخر میں ہے۔ اس طرح سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی عمر تقریباً ایک سال تھی۔ ② اگر انسان پورے شعور و احساس کے ساتھ غصے کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے غصے کی آگ ٹھنڈی کر دے گا کیونکہ غصہ ایک شیطانی عمل ہے اور شیطانی عمل سے قرآن نے اللہ کی پناہ میں آنے کا حکم دیا ہے۔

(المعجم ٥٢) بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأٰى رُؤْيَا يَكْرَهُهَا (التحفة ٥٣)

باب: 52۔ ناپسندیدہ خواب دیکھنے پر دعا

٣٤٥٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا رَأٰى

[3453] سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جب تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ بس اللہ کی طرف سے

٣٤٥٣- أخرجه البخاري، التعبير، باب الرؤيا من الله، ح: ٦٩٨٥ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به * وفي الباب عن أبي قتادة [البخاري، ح: ٦٩٩٥].

أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللهِ فَلْيَحْمَدِ اللهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِمَا رَأَى، وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ».

ہے۔ وہ اس کا شکر ادا کرے اور اپنا خواب بیان کرے۔ اور جب اس کے برعکس ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ بس شیطان کی طرف سے ہے، چنانچہ اس کے شر سے اللہ سے پناہ طلب کرے اور کسی کو نہ بتائے تو وہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ. [قَالَ: وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَابْنُ الْهَادِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ الْمَدَنِيُّ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ رَوٰى عَنْهُ مَالِكٌ وَّالنَّاسُ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔ اور یہ حدیث اس سند سے حسن غریب صحیح ہے۔ ابن الہاد کا نام یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الہاد مدنی ہے۔ وہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہے۔ اس سے امام مالک اور دوسرے حضرات نے روایت بیان کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی تشریح باب تعبیر الرؤیا میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٥٣) بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى الْبَاكُورَةَ مِنَ الثَّمَرِ (التحفة ٥٥)

باب:53۔ موسم کا پہلا پھل دیکھنے کی دعا

٣٤٥٤- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ [وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ] عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثِمَارِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا، اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ، وَنَبِيُّكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَأَنَا أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ، وَمِثْلَهُ مَعَهُ». قَالَ: ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ يَرَاهُ فَيُعْطِيهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ.

[3454] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ جب موسم کا پہلا پھل دیکھتے تو اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے۔ رسول اللہ ﷺ اسے پکڑ کر اس طرح دعا کرتے: "اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے پھلوں میں برکت فرما اور ہمارے لیے ہمارے شہر مدینے میں برکت فرما۔ ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت فرما۔ اے اللہ! بلاشبہ ابراہیم تیرا بندہ، تیرا خلیل اور تیرا نبی ہے اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں، انھوں نے مکے کے لیے دعا کی تھی اور میں تجھ سے مدینے کے لیے ویسی ہی دعا کرتا ہوں جیسی انھوں نے مکے کے لیے کی تھی اور اتنی ہی اور بھی۔" پھر نظر آنے والا سب سے چھوٹا بچہ بلاتے اور وہ

٣٤٥٤ـ أخرجه مسلم، الحج، باب فضل المدينة، ودعاء النبي ﷺ فيها بالبركة . . . إلخ، ح: ١٣٧٣ من حديث مالك به وهو في الموطأ: ٢/ ٨٨٥ (يحيى).

پھل اسے عنایت فرما دیتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① لوگوں کا پہلا پھل آپ ﷺ کی خدمت میں لانے کا مقصد آپ سے دعا کروانا ہوتا تھا۔ آپ نے دعا فرمائی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوئی ہے اور اس کی بدولت حاصل ہونے والی خیر و برکت مدینہ طیبہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ② چھوٹے بچے کو وہ پھل عنایت فرما دیتے کیونکہ سب میں تقسیم کرنا ممکن نہ ہوتا تھا...... اور بچہ تھوڑی چیز پر بھی خوش ہو جاتا ہے اور نیا پھل بھی بچے کی طرح نوخیز ہوتا ہے۔

(المعجم ٥٤) بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا (التحفة ٥٦)

باب: 54۔ کھانا کھانے کی دعا

٣٤٥٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُمَرَ [وَ]هُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَلٰى مَيْمُونَةَ فَجَاءَتْنَا بِإِنَاءٍ مِّنْ لَّبَنٍ فَشَرِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا عَنْ يَمِينِهِ وَخَالِدٌ عَنْ شِمَالِهِ فَقَالَ لِي: «اَلشَّرْبَةُ لَكَ فَإِنْ شِئْتَ آثَرْتَ بِهَا خَالِدًا» فَقُلْتُ: مَا كُنْتُ أُوثِرُ عَلٰى سُؤْرِكَ أَحَدًا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَطْعَمَهُ اللهُ طَعَامًا فَلْيَقُلِ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ، وَمَنْ سَقَاهُ اللهُ لَبَنًا فَلْيَقُلِ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ». وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِئُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرَ اللَّبَنِ».

[3455] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے تو وہ ہمارے لیے دودھ کا برتن لائیں۔ سو رسول اللہ ﷺ نے پیا۔ میں آپ کی دائیں طرف تھا اور خالد بن ولید بائیں طرف تھے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "پینے کی باری (دائیں طرف میں بیٹھنے کے سبب) تیری ہے، اگر تو چاہے تو خالد کو (بڑا ہونے کے سبب) اپنے اوپر ترجیح دے دے۔" میں نے عرض کی: میں آپ کے بچے ہوئے پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے اللہ تعالیٰ کھانا کھلائے، وہ یہ دعا پڑھے: "اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت ڈال دے اور ہمیں اس سے بہتر کھلا۔" اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ پلائے، وہ یہ دعا پڑھے: "اے اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت پیدا فرما اور ہمیں یہ اور دے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دودھ کے سوا کوئی چیز کھانے اور پینے کی جگہ کفایت نہیں کرتی۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوٰى

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

٣٤٥٥- [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، الأشربة، باب ما يقال إذا شرب اللبن، ح: ٣٧٣٠ من حديث علي بن زيد بن جدعان به وسنده ضعيف * عمر بن أبي حرملة: مجهول (تقريب) وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ٣٤٢٦ وغيره.

بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ: عَنْ عُمَرَ بْنِ حَرْمَلَةَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَمْرُو بْنُ حَرْمَلَةَ وَلَا يَصِحُّ.

بعض راویوں نے عمر بن حرملہ کی جگہ، عمرو بن حرملہ کہا ہے اور یہ صحیح نہیں۔

فائدہ: کھانا پینا زندگی کی بنیادی ضروریات اور لوازم حیات سے ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور انعام ہی سمجھنا چاہیے اور اس کے آغاز و انتہا پر اسی کو یاد رکھنا چاہیے۔ آغاز میں خیر و برکت کا سوال اور اس کے بہتر سے بہترین ہونے کی دعا کرنی چاہیے۔ دودھ چونکہ ایسا مشروب ہے جو کھانے اور پینے دونوں کا کام دیتا ہے، اس لیے اس سے بہتر کھانا نہیں ہو سکتا، لہٰذا اس میں اضافے کی درخواست کی جاتی ہے کہ مزید ملتا رہے۔

(المعجم ٥٥) بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ (التحفة ٥٥)

باب: 55۔ کھانے سے فراغت کی دعا

٣٤٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ يَقُولُ: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا».

[3456] سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے جب دستر خوان اٹھا لیا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے: ”اللہ ہی کے لیے ہے ہر قسم کی بہت زیادہ پاکیزہ اور بابرکت حمد، اے ہمارے رب! اس کھانے کو نہ چھوڑا جا سکتا ہے اور نہ اس سے بے نیاز ہوا جا سکتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: کھانا پینا چونکہ اللہ تعالیٰ کا انعام اور عطیہ ہے، اس لیے اس کی حمد و شکر ادا کرنا چاہیے۔ حمد و ستائش اور کھانا دونوں ایسی چیزیں ہیں جنھیں چھوڑنا اور ان سے بے نیاز ہونا ممکن نہیں۔

٣٤٥٧- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنُ غِيَاثٍ وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ رِيَاحِ بْنِ عَبِيدَةَ قَالَ حَفْصٌ: عَنِ ابْنِ أَخِي أَبِي سَعِيدٍ. وَقَالَ أَبُو خَالِدٍ: عَنْ مَوْلًى لِأَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي

[3457] سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھاتے یا پیتے تو کہتے: ”حمد و شکر اسی اللہ کے لیے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔“

٣٤٥٦- أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما يقول إذا فرغ من طعامه، ح:٥٤٥٨ من حديث ثور بن يزيد، وأبو داود، ح:٣٨٤٩ من حديث يحيى القطان به.

٣٤٥٧- [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب ما يقال إذا فرغ من الطعام، ح:٣٢٨٣ من حديث أبي خالد الأحمر به ☆ حجاج: ضعيف مدلس ومولى لأبي سعيد: مجهول.

سَعِيدٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ».

٣٤٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَرْحُومٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

[3458] سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کھانا کھانے کے بعد کہا: ''حمد و شکر اس اللہ کے لیے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری سعی و تدبیر اور قوت و طاقت کے بغیر محض اپنے فضل سے دیا'' تو اس کے پہلے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَأَبُو مَرْحُومٍ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مَيْمُونٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ابومرحوم کا نام عبدالرحیم بن میمون ہے۔

فائدہ: کھانا کھانے کے بعد یا کھانا کھاتے وقت صدق دل سے یہ اعتراف کرنا کہ یہ کھانا مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے، میرے کسی ہنر و قابلیت یا کسی صلاحیت و استحقاق کا اس میں دخل نہیں، یہ محض اس کا کرم و فضل ہے، اس لیے وہی ساری حمد و ستائش اور شکر کا مستحق ہے تو یہ اعترافِ حقیقت اور اس پر حمد و ثنا اتنا عظیم عمل ہے کہ اس سے انسان کے پہلے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ اجر و ثواب صحیح مومن اور مسلمان ہی کو ملتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کا پابند ہے، ہر نام نہاد مسلمان کو نہیں ملتا، اس لیے کہ فرائض و واجبات اور حقوق العباد معاف نہیں ہو سکتے۔

(المعجم ٥٦) بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ نَهِيقَ الْحِمَارِ (التحفة ٥٨)

باب: 56۔ گدھے کی آواز سننے کے وقت کی دعا

٣٤٥٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمْ

[3459] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مرغوں کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ انھوں نے فرشتے کو دیکھا ہے اور جب تم

٣٤٥٨_ أخرجه أبو داود، اللباس، باب ما يقول إذا لبس ثوبًا جديدًا، ح: ٤٠٢٣ من حديث المقرىء، وابن ماجه، ح: ٣٢٨٥ من حديث سعيد بن أبي أيوب به وحسنه الحافظ وصححه الحاكم: ٤/ ١٩٢، ١٩٣ فتعقبه الذهبي وتعقبه مردود والحق مع الحاكم.

٣٤٥٩_ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال، ح: ٣٣٠٣ ومسلم، ح: ٢٧٢٩ عن قتيبة به ورواه أبو داود، ح: ٥١٠٢ والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٩٤٤ عن قتيبة به.

صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا، وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ [الرَّجِيمِ] فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا».

گدھے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرو (شیطان مردود سے) کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: دِيَكَة: دیك کی جمع ہے: مرغ۔

فائدہ: مرغ چونکہ فرشتے کو دیکھتا ہے، اس لیے اس کی آواز پر اللہ تعالیٰ سے فضل و کرم مانگنا، اپنے اندر امید کا یہ پہلو رکھتا ہے کہ فرشتہ انسان کی دعا پر آمین کہے گا اور اس کے حق میں دعائے خیر کرے گا۔ گدھا چونکہ شیطان کو دیکھ کر آواز نکالتا ہے، اس لیے شیطان کے شر اور وسوسوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

(المعجم ٥٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ (التحفة ٥٩)

باب: 57۔ تسبیح، تکبیر، تہلیل اور تحمید کی فضیلت

٣٤٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ [الْكُوفِيُّ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ، عَنْ أَبِي بَلْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا عَلَى الْأَرْضِ أَحَدٌ يَقُولُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ إِلَّا كُفِّرَتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

[3460] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین پر جو فرد بھی کہتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کی توفیق و مدد کے بغیر کسی گناہ سے بچنے اور کوئی نیکی کرنے کی قوت و طاقت میسر نہیں تو اس کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي بَلْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَأَبُو بَلْجٍ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ وَيُقَالُ: [يَحْيَى] بْنُ سُلَيْمٍ أَيْضًا. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ، عَنْ أَبِي بَلْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ [وَحَاتِمٌ يُكْنَى أَبَا يُونُسَ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ امام شعبہ نے ابوبلج کی اسی سند سے یہ حدیث بیان کی ہے لیکن آپ کی طرف نسبت نہیں کی۔ اور ابوبلج کا نام یحییٰ بن ابی سلیم ہے اور یحییٰ بن سلیم بھی کہا جاتا ہے۔ امام صاحب ایک اور استاد سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ حاتم کی کنیت ابو یونس قشیری ہے۔ ایک اور سند سے امام صاحب اسے موقوفا بیان کرتے ہیں۔

٣٤٦٠- أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٢٤ عن محمد بن بشار به وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٥٠٣.

الْقُشَيْرِيِّ]. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بَلْجٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

فائدہ: ان کلمات کا مفہوم و معنی پیچھے گزر چکا ہے اور ان کی معنویت کی بنا ہی پر اس قدر اجر و ثواب ملتا ہے کہ سمندر کے جھاگ کے برابر لغزشیں اور قصور معاف ہو جاتے ہیں۔ اجر و ثواب تبھی ہے جب ان کی پابندی کا اہتمام کیا جائے۔

٣٤٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مَرْحُومُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنَا أَبُو نَعَامَةَ السَّعْدِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَكَبَّرَ النَّاسُ تَكْبِيرَةً وَرَفَعُوا بِهَا أَصْوَاتَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَصَمَّ وَلَا غَائِبٍ [وَ]هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُءُوسِ رِحَالِكُمْ»، ثُمَّ قَالَ: «يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ! أَلَا أُعَلِّمُكَ كَنْزًا مِّنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ».

[3461] سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم واپس ہوئے اور مدینہ نظر آنے لگا تو لوگوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تمھارا رب بہرا نہیں اور نہ غائب (غیر حاضر) ہی ہے۔ وہ تو تمھارے اور تمھاری سواریوں کے سروں کے درمیان ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تمھیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی تعلیم نہ دوں؟ [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ] ''اللہ کی توفیق کے بغیر کسی گناہ سے بچنے اور کوئی نیکی کرنے کی قوت و طاقت ہے ہی نہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُلٍّ، وَأَبُو نَعَامَةَ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عِيسٰى، وَمَعْنٰى قَوْلِهِ: «هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُءُوسِ رَوَاحِلِكُمْ» إِنَّمَا يَعْنِي عِلْمَهُ وَقُدْرَتَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوعثمان نہدی کا نام عبدالرحمٰن بن مُلّ ہے۔ اور ابونعامہ کا نام عمرو بن عیسیٰ ہے اور آپ ﷺ کے فرمان: ''وہ تمھارے اور تمھاری سواریوں کے سروں کے درمیان ہے'' کے معنی ہیں: (اپنے علم و قدرت کے اعتبار سے)، یعنی اس کا علم و قدرت تمھارے درمیان ہے۔

فائدہ: یہ بول اور کلمہ اس قدر، قدر و منزلت اور مقام و مرتبے کا حامل ہے کہ جنت کے خزانوں کے جواہرات میں سے ایک جوہر ہے۔ مزید تفصیل گزر چکی ہے۔ (حدیث: 3374)

(المعجم ٥٨) بَابٌ: [فِي أَنَّ غِرَاسَ الْجَنَّةِ: «سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ...»] (التحفة ٦٠)

باب: 58- جنت کے پودے...... سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

٣٤٦١- تقدم: ٣٣٧٤.

٣٤٦٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيعَانٌ، وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللهِ [وَ]الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ».

[3462] سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اسراء کی رات میری ملاقات سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انھوں نے فرمایا: اے محمد! میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور انھیں بتانا، بلاشبہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور پانی میٹھا ہے اور وہ چٹیل میدان ہے اور اس میں شجر کاری سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ ہے۔‘‘

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی روایت بھی آئی ہے۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

فوائد و مسائل: ① سبحان الله کے معنی اور مفہوم یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر اس بات سے منزہ اور پاک ہے جس میں عیب و نقص کا شائبہ بھی ہے۔ الحمد لله کا مفہوم و مطلب یہ ہے کہ ساری خوبیاں اور سارے کمالات جن کی بنا پر کسی کی حمد و ستائش کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ان سے متصف ہے۔ لا إله إلّا الله کا مقصود و مطلوب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ وہ اس معاملے میں یگانہ و یکتا ہے۔ الله أكبر کا مفہوم و مدعا یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں منفی اور مثبت طور پر جو کچھ جانا اور سمجھا ہے وہ اس سے بھی بالا اور بلند و برتر ہے۔ ② چونکہ یہ کلمات اختصار کے باوجود اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس اور تحمید و توحید کے بیان میں انتہائی کامل ہیں، اس لیے ان کے فضائل بھی بے شمار ہیں اور اثرات و نتائج بھی بہت بالا اور برتر ہیں۔ ③ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ کلمات دخول جنت کا باعث بنتے ہیں اور ان کے پڑھنے سے جنت میں درخت لگا دیے جاتے ہیں، جیسا کہ بعض روایات میں اس کی صراحت ہے۔ (تحفة الأحوذي: 303/9)

٣٤٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى الْجُهَنِيُّ: حَدَّثَنِي مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِجُلَسَائِهِ: «أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ أَلْفَ حَسَنَةٍ»؟ فَسَأَلَهُ

[3463] سیدنا مصعب بن سعد اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہم مجلسوں سے فرمایا: ’’کیا تم میں سے کوئی ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہے؟‘‘ آپ کے ہم نشینوں میں سے ایک نے پوچھا: ہمارا

٣٤٦٢ـ [حسن بالشواهد] ﷺ عبدالرحمن بن إسحاق الكوفي ضعيف ضعفه الجمهور وفي المسند بإسناد حسن عن إبراهيم عليه السلام قال لرسول الله ﷺ: "مر أمتك فليكثروا من غراس الجنة فإن تربتها طيبة وأرضها واسعة" قيل: "وما غراس الجنة" قال إبراهيم: "لا حول ولا قوة إلا بالله": ٥/ ٤١٨، ح: ٢٣٩٤٨ ﷺ وفي الباب عن أبي أيوب (أحمد: ٥/ ٤١٨ وسنده حسن).

٣٤٦٣ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، ح: ٢٦٩٨ من حديث موسى الجهني به.

سَائِلٌ مِّنْ جُلَسَائِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ أَحَدُنَا أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: «يُسَبِّحُ أَحَدُكُمْ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ تُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ وَتُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ سَيِّئَةٍ».

کوئی ایک ہزار نیکیاں کیسے کما سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی سو دفعہ سبحان اللہ کہتا ہے تو اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس سے ہزار برائیاں مٹا دی جاتی ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(المعجم ٥٩) بَابٌ: [فِي فَضَائِلِ: «سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ ...»] (التحفة ٦١)

باب:59۔ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ کے فضائل

٣٤٦٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ».

[3464] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص [سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهٖ] کہتا ہے، یعنی اللہ عظمت والا اپنی حمد کے ساتھ ہر عیب سے پاک ہے، اس کے لیے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ہمارے علم میں اسے ابوزبیر ہی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے۔

٣٤٦٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ، غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ».

[3465] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص [سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهٖ] کہتا ہے، اس کے لیے جنت میں کھجور کا ایک پودا لگا دیا جاتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٣٤٦٦ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ:

[3466] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

٣٤٦٤ـ [حسن بالشواهد] أخرجه ابن حبان، ح: ٢٣٣٥ وأبو يعلى: ٤/ ١٦٥، ح: ٢٢٣٣ من حديث روح والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٨٢٧ من حديث حجاج الصواف به وصححه الحاكم: ١/ ٥٠١، ٥١٢ ووافقه الذهبي * أبو الزبير عنعن وللحديث شواهد عند أحمد: ٣/ ٤٤٠ والحاكم وغيرهما.

٣٤٦٥ـ [حسن بالشواهد] وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٥٠١، ٥٠٢ ووافقه الذهبي، وانظر الحديث السابق.

٣٤٦٦ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب فضل التسبيح، ح: ٦٤٠٥ ومسلم، ح: ٢٦٩١ من حديث مالك به وهو في الموطأ: ١/ ٢٠٩، ٢١٠.

حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (روزانہ) سو دفعہ کہا: [سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ] اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اگر چہ وہ (کثرت میں) سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: [سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ] کا مطلب ومقصود وہی ہے جو [سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ] کا ہے۔ یہ مختصر کلمہ ان سب صفات پر حاوی ہے جو سلبی یا ایجابی طور پر اللہ تعالیٰ کے لیے بیان کی جا سکتی ہیں۔ اس دو لفظی کلمے کی یہ تاثیر بیان کی گئی ہے کہ جو بندہ روزانہ یہ کلمہ سو دفعہ پڑھے، اس کے سارے گناہ دور ہو جائیں گے اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ گویا جس طرح تیز روشنی تاریکی کو ختم کر دیتی ہے اور گرمی کی حدت اور تیزی نمی اور رطوبت کو فنا کر دیتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نیکیاں گناہوں کے گندے اثرات کو ختم کر دیتی ہیں۔

٣٤٦٧۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ [بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ]، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ».

[3467] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو کلمے ہیں، زبان پر ہلکے، میزان عمل میں بھاری اور رحمان (انتہائی مہربان اللہ) کو بہت پیارے ہیں: سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ.''

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: ان کلمات کے معنی ہیں: میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو بڑی عظمت والا ہے۔ میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کی حمد وستائش کے ساتھ۔ ان کلمات کا زبان سے ادا کرنا بہت آسان ہے، جس طرح ہلکا پھلکا وزن اٹھانا آسان ہوتا ہے لیکن چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں، اس لیے میزان عمل میں ان کا وزن بہت بھاری ہوگا۔ جس طرح مادی چیزیں ہلکی اور بھاری ہوتی ہیں اور ان کا وزن معلوم کرنے کے لیے آلات ہیں، اسی طرح بہت سی غیر مادی چیزیں بھی ہلکی اور بھاری ہوتی ہیں اور ان کا ہلکا اور بھاری پن معلوم کرنے کے آلات ہیں۔ وہی ان کی میزان اور ترازو ہیں، مثلاً: حرارت و برودت، گرمی اور ٹھنڈک اور روشنی مادی چیزیں نہیں لیکن ان کا ہلکا اور بھاری پن جاننے کے آلات ہیں، اسی طرح قیامت کے دن، انسانی اعمال کا وزن کرنے کے لیے ترازو قائم ہوگی جس سے اعمال کا وزن معلوم ہوگا۔

٣٤٦٧۔ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب إذا قال: والله لا أتكلم اليوم فصلى أو قرأ . . . إلخ، ح: ٦٦٨٢ ومسلم، ح: ٢٦٩٤ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به وهو في كتاب الدعاء له، ح: ٨٤.

٣٤٦٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَ لَهُ عِدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ» وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ «مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ».

[3468] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سو دفعہ کہا: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ فرمانروائی اور بادشاہت اسی کی ہے اور اسی کے لیے ہر قسم کی حمد و ستائش ہے۔ وہی زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے۔ وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے'' تو وہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب کا مستحق ہوگا۔ اس کے لیے سو نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے سو گناہ مٹا دیے جائیں گے اور یہ عمل اس کے لیے دن بھر شام تک شیطان کے حملے سے حفاظت کا ذریعہ ہوگا اور کسی آدمی کا عمل اس کے عمل سے افضل نہ ہو گا مگر اس آدمی کا جس نے اس سے یہ عمل زیادہ بار کیا۔'' اسی سند سے نبی ﷺ سے مروی ہے: ''جس نے سو دفعہ [سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ] کہا، اس کے گناہ ختم کر دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ان کلمات کے یہ اثرات ونتائج اسی وقت ظاہر ہوں گے جب انسان کا ان پر یقین ہو اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے بارے میں کسی قسم کے شک وشبہ میں مبتلا نہ ہو اور خلوص دل سے ایمان ویقین کی کیفیت کے ساتھ ان کا اہتمام اور پابندی کرے۔

(المعجم ٦٠) بَابٌ: [فِي ذِكْرِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ] (التحفة ٦٢)

باب: 60۔ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سو دفعہ کہنا

٣٤٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ

[3469] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح اور شام سو دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ کہتا ہے، قیامت کے دن کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر حاضر نہیں ہوگا، سوائے اس شخص کے جس نے

٣٤٦٨- أخرجه البخاري، الدعوات، باب فضل التهليل، ح: ٦٤٠٣ ومسلم، ح: ٢٦٩١ من حديث مالك به وهو في الموطأ: ١/ ٢٠٩ (يحيى) باختلاف يسير.

٣٤٦٩- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، ح: ٢٦٩٢ عن محمد بن عبدالملك به.

وَحِينَ يُمْسِي سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ».

اتنی دفعہ یا اس سے زائد دفعہ یہ عمل کیا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

٣٤٧٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى [الْكُوفِيُّ]: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ لِأَصْحَابِهِ «قُولُوا: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ مَنْ قَالَ[هَا] مَرَّةً كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا، وَمَنْ قَالَهَا عَشْرًا كُتِبَتْ لَهُ مِائَةً، وَمَنْ قَالَهَا مِائَةً كُتِبَتْ لَهُ أَلْفًا، وَمَنْ زَادَ زَادَهُ اللهُ، وَمَنِ اسْتَغْفَرَ اللهَ غَفَرَ [اللهُ] لَهُ».

[3470] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے ساتھیوں سے فرمایا: "سو دفعہ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ کہو، جس نے یہ کلمہ ایک دفعہ کہا، اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جس نے دس دفعہ کہا، اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور جس نے سو دفعہ کہا، اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور جس نے اس پر اضافہ کیا، اللہ اسے اور دے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی، اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: ہر نیکی کا کم از کم بدلہ دس گنا ہے۔

(المعجم ٦١) بَابٌ: [فِي ثَوَابِ التَّسْبِيحِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ...] (التحفة ٦٢)

باب: 61۔ تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کا ثواب

٣٤٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ الْحِمْيَرِيُّ [هُوَ سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْوَاسِطِيُّ] عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ حُمْرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَبَّحَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ

[3471] عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے صبح سو دفعہ سبحان اللہ کہا اور سو بار شام کو سبحان اللہ کہا، وہ اس طرح ہے جس نے سو بار حج کیا اور جس نے صبح کے وقت سو دفعہ الحمد للہ کہا اور سو دفعہ شام کو الحمد للہ کہا، وہ اس

٣٤٧٠ـ [ضعيف] * داود بن الزبرقان، تابعه روح بن القاسم عند النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٦٠ والكبرى، ح: ٩٩٨٨ ومطر الوراق حسن الحديث.

٣٤٧١ـ [ضعيف] * الضحاك بن حمرة ضعيف ورواه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٨٢١ بإسناد حسن عن عمرو بن شعيب به ومتنه مغاير لهذا المتن وليس فيه: "مائة حجة".

مَرَّةٍ، وَمَنْ حَمِدَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلَى مِائَةِ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ» أَوْ قَالَ: «غَزَا مِائَةَ غَزْوَةٍ، وَمَنْ هَلَّلَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِّنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَمَنْ كَبَّرَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ لَمْ يَأْتِ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ أَحَدٌ بِأَكْثَرَ مِمَّا أَتَى بِهِ إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَى مَا قَالَ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

شخص کی طرح ہے جس نے سو گھوڑے اللہ کی راہ میں صدقہ کیے۔'' یا فرمایا: ''اس نے سو غزوات میں حصہ لیا اور جس نے سو دفعہ صبح لا الٰہ الا اللہ کہا اور سو دفعہ شام کو، وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے سو غلام آزاد کیے اور جس نے سو دفعہ صبح اللہ اکبر کہا اور سو دفعہ شام کو، اس دن اس سے زیادہ عمل کسی نے پیش نہیں کیا مگر وہ انسان جس نے یہی عمل کیا یا اس سے زیادہ عمل کیا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے اس میں بیان کردہ فضیلت ثابت نہیں۔

٣٤٧٢- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْعِجْلِيُّ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: تَسْبِيحَةٌ فِي رَمَضَانَ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ تَسْبِيحَةٍ فِي غَيْرِهِ.

[3472] امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: رمضان میں ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا عام دنوں کے مقابلے میں ہزار دفعہ سبحان اللہ کہنے سے بہتر ہے۔

فائدہ: یہ اثر ضعیف ہے۔ ویسے بھی ثواب میں اضافے یا کمی کا پتا صرف نبی ﷺ کی تصریح کے ذریعے ہی سے چل سکتا ہے۔ اور رمضان میں نیکی کے ثواب میں اضافہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٢) بَابٌ: [فِي ثَوَابِ كَلِمَةِ التَّوْحِيدِ الَّتِي فِيهَا إِلٰهًا وَّاحِدًا أَحَدًا صَمَدًا ...] (التحفة ٦٢)

باب: 62- کلمہ توحید میں إِلٰهًا وَّاحِدًا صَمَدًا کے اضافے کے ساتھ ثواب

٣٤٧٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْخَلِيلِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَزْهَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إِلٰهًا وَّاحِدًا أَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ كَتَبَ اللهُ لَهُ أَرْبَعِينَ

[3473] سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے دس دفعہ کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ یگانہ معبود ہے۔ یکتا لوگوں کی ضروریات پوری کرنے والا۔ بے نیاز ہے۔ اس کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ اولاد اور نہ کوئی اس کا مثیل و نظیر ہے۔

٣٤٧٢- [ضعيف] وهو قول الزهري، وأخرجه ابن أبي شيبة: ١٠/ ٤٣٢، ح: ٢٩٨٣ عن يحيى بن آدم به ووقع في المطبوع تصحيف * الحسين بن الأسود: حسن الحديث على الراجح.
٣٤٧٣- [ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٠٣ من حديث الليث بن سعد به * الخليل بن مرة: ضعيف، تقدم.

أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَالْخَلِيلُ بْنُ مُرَّةَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

اللہ اس کے لیے چار کروڑ نیکیاں لکھتا ہے۔"

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔ خلیل بن مرہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔ امام محمد بن اسماعیل (بخاری) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ منکر الحدیث ہے۔

٣٤٧٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ ابْنُ مَعْبَدٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَهُوَ ثَانٍ رِّجْلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَّمُحِيَ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَّرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَّكَانَ يَوْمَهُ ذٰلِكَ كُلَّهُ فِي حِرْزٍ مِّنْ كُلِّ مَكْرُوهٍ وَّحَرَسٍ مِّنَ الشَّيْطَانِ وَلَمْ يَنْبَغِ لِذَنْبٍ أَنْ يُدْرِكَهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ إِلَّا الشِّرْكَ بِاللهِ».

[3474] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص صبح کی نماز کے بعد گفتگو کرنے سے پہلے، دوزانو بیٹھے ہوئے، دس مرتبہ کہتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے فرمانروائی ہے۔ اسی کے لیے حمد و ستائش ہے۔ وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے، اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کے دس درجات بلند ہوتے ہیں اور وہ سارا دن ہر مکروہ سے پناہ میں رہتا ہے اور شیطان سے حفاظت میں رہتا ہے اور کوئی گناہ اسے اس دن ہلاک نہیں کر سکے گا، سوائے اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: اللہ کی الوہیت اور اس کی قدرت کاملہ کا اعتراف و اقرار ایسی محفوظ پناہ گاہ ہے کہ شرک کے حملے کے سوا کوئی گناہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا، اگر اس میں شرک نے رخنہ ڈال دیا تو پھر شیطان کو بھی حملے کا موقع مل جائے گا۔

(المعجم ٦٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي جَامِعِ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٦٥)

باب: 63۔ رسول اللہ ﷺ کی جامع دعائیں

٣٤٧٤- [حسن لغيره بدون قيد: وهو ثان. . .] ورواه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٢٧ من حديث شهر بن حوشب به، وانظر الصحيحة للألباني، ح: ١١٤.

٣٤٧٥- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الثَّعْلَبِيُّ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَدْعُو وَهُوَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ، قَالَ: فَقَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ سَأَلَ اللهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى» قَالَ زَيْدٌ: فَذَكَرْتُهُ لِزُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِسِنِينَ فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، قَالَ زَيْدٌ: ثُمَّ ذَكَرْتُهُ لِسُفْيَانَ فَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ.

[3475] سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو ان کلمات کے ساتھ دعا کرتے سنا: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں کیونکہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے۔ تیرے سوا کوئی اِلٰہ (معبود) نہیں ہے۔ تو یکتا، بے نیاز ہے جو نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور نہ اس کا کوئی مثیل ونظیر ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اس عظیم نام کے واسطے سے دعا کی ہے کہ جب اس کے ذریعے سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے اور جب اس کے ذریعے سے مانگا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے۔'' زید رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث کئی سال بعد زہیر بن معاویہ کو سنائی تو اس نے بھی کہا: مجھے یہ روایت ابواسحاق نے مالک بن مغول سے سنائی تھی۔ زید کہتے ہیں: پھر میں نے یہ روایت سفیان کو بتائی تو اس نے بھی مجھے مالک سے سنائی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَرَوٰى شَرِيكٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ وَإِنَّمَا أَخَذَهُ أَبُو إِسْحَاقَ [الْهَمْدَانِيُّ] عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ. [وَإِنَّمَا دَلَّسَهُ وَرَوٰى شَرِيكٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ شریک نے یہ روایت ابواسحاق سے، اس نے ابن بریدہ سے، انھوں نے اپنے والد سے بیان کی ہے، حالانکہ یہ روایت ابو اسحاق نے مالک بن مغول سے لی ہے۔ ابواسحاق نے تدلیس کرتے ہوئے، مالک بن مغول کا واسطہ چھوڑ دیا ہے۔ اور شریک نے یہ روایت ابواسحاق سے بیان کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم جس کے واسطے سے اگر دعا کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے، اس حدیث میں موجود ہے۔ اسی طرح دو اور حدیثوں کی دو اور دعاؤں کے بارے میں بھی یہی بات فرمائی گئی ہے کہ ان میں اسم اعظم موجود ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ متعدد اسمائے الٰہیہ سے جو ایک مرکب اور جامع وصف سمجھ میں آتا ہے وہی

٣٤٧٥- أخرجه أبو داود، الوتر، باب الدعاء، ح:١٤٩٤ من حديث زيد بن حباب به وصححه ابن حبان، ح:٢٣٨٣ والحاكم: ١/ ٥٠٤ على شرط الشيخين ووافقه الذهبي.

اسم اعظم ہے۔ (حجة الله: 77/2)

(المعجم ٦٣) بَابٌ: [فِي إِيجَابِ الدُّعَاءِ بِتَقْدِيمِ الْحَمْدِ وَالثَّنَاءِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَهُ...] (التحفة ٦٦)

باب: 64۔ دعا مانگنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جائے اور نبی ﷺ پر درود بھیجا جائے تو دعا قبول ہوتی ہے

٣٤٧٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْجَنْبِيِّ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَاعِدٌ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي! إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ»، قَالَ: ثُمَّ صَلَّى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللهَ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَيُّهَا الْمُصَلِّي! ادْعُ تُجَبْ».

[3476] سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ اس دوران میں ایک آدمی (مسجد میں) داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ اس نے دعا مانگی: اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے نمازی! تو نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔ جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان اس کی حمد وثنا بیان کر اور مجھ پر درود بھیج، پھر اس سے دعا کر۔'' سیدنا فضالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پھر ایک اور آدمی نے اس کے بعد نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی ﷺ پر درود بھیجا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے نمازی! دعا کر، قبول ہوگی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ، وَأَبُو هَانِئٍ اسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ، وَأَبُو عَلِيٍّ الْجَنْبِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اسے حیوہ بن شریح نے بھی ابوہانی خولانی سے بیان کیا ہے۔ ابوہانی کا نام حمید بن ہانی ہے اور ابوعلی جنبی کا نام عمرو بن مالک ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبولیت دعا کے لیے اس بات کا التزام ضروری ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جائے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا جائے۔ اسی طرح دوسرے آدابِ دعا کا لحاظ رکھا جائے۔ اس کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی۔

٣٤٧٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا

[3477] سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی

٣٤٧٦ـ [حسن بالشواهد والمتابعات] أخرجه أبوداود، أيضًا، : ١٤٨١ والنسائي، ح: ١٢٨٥ من حديث أبي هانىء به وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٠٩، ٧١٠ وابن حبان، ح: ٥١٠ والحاكم: ١/ ٢٣٠، ٢٦٨ ووافقه الذهبي والحديث حسن * رشدين متابع.
٣٤٧٧ـ أخرجه أبو داود، أيضًا، ح: ١٤٨١ من حديث المقرىء به.

[عَبْدُاللهِ بْنُ يَزِيدَ] الْمُقْرِىءُ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ [بْنُ شُرَيْحٍ]: حَدَّثَنِي أَبُو هَانِئٍ [الْخَوْلَانِيُّ]: أَنَّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُولُ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَجِلَ هٰذَا» ثُمَّ دَعَاهُ، فَقَالَ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ اللهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لِيَدْعُ بَعْدُ مَاشَاءَ».

ﷺ نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے سنا، جس میں نہ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور نہ نبی ﷺ پر درود بھیجا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس نے جلد بازی سے کام لیا۔'' پھر آپ نے اسے بلایا اور اس سے یا دوسرے سے (اس کی موجودگی میں) فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو (دعا کرنے سے) پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کرے، پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے، پھر بعد میں جو چاہے دعا کرے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے تشہد میں دعا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنی چاہیے۔ اس کے بعد نبی ﷺ پر درود بھیجنا چاہیے۔ اس کے بعد دعائیں کرنی چاہئیں۔

٣٤٧٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ الْقَدَّاحِ [كَذَا قَالَ:] عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اسْمُ اللهِ الْأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ﴾ [البقرة:١٦٣]. وَفَاتِحَةِ آلِ عِمْرَانَ: ﴿الٓمٓ ۞ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾» [آل عمران:١،٢].

[3478] سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں موجود ہے: ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ ۞﴾ ''اور تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ انتہائی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔'' اور آل عمران کے آغاز میں: ﴿الٓمٓ ۞ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۞﴾ ''الٓمٓ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہمیشہ زندہ اور کائنات کو قائم رکھنے والا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ان دونوں آیتوں میں مشترکہ کلمہ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ہے، اس کے بعد کی صفات الگ الگ ہیں۔ اور اسی باب کی پہلی حدیث: 3475 میں لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ تھا بعد میں صفات اور تھیں اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی لا إله إلا الله ہے۔

(المعجم ٦٥) بَابٌ: (التحفة ...)

باب: 65۔

٣٤٧٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ

[3479] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

٣٤٧٨ـ [صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، أيضًا، ح:١٤٩٦ وابن ماجه، ح:٣٨٥٥ من حديث عيسى بن يونس به.
٣٤٧٩ـ [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٤/ ١٣٨٠ من حديث صالح المري به وقال الحاكم: ١/ ٤٩٣ "حديث مستقيم"

[وَهُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ]: حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ هِشَامِ ابْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ادْعُوا اللهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے اس طرح مانگو کہ تمھیں قبولیت کا یقین ہو اور جان لو، اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول نہیں کرتا جو غافل اور بے پروا دل سے کی جائے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا کے وقت دل پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی صفت کریمی پر نظر رکھتے ہوئے اس کی قبولیت کا یقین ہونا چاہیے۔ تذبذب اور بے یقینی والی دعا، بے جان اور بے روح ہوتی ہے، وہ قبول کیسے ہوگی؟

(المعجم ٦٦) بَابُ: [دُعَاءِ: «اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي جَسَدِي...»] (التحفة ٦٦)

باب: 66۔ دعا: اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي جَسَدِي کا بیان

٣٤٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي جَسَدِي، وَعَافِنِي فِي بَصَرِي وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّي، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ».

[3480] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میرے جسم کو عافیت بخش اور میری نظر کو عافیت بخش اور اسے میرا وارث بنا (میری موت تک اس کو صحیح سالم رکھ۔) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ نہایت بردبار نہایت کرم والا ہے۔ پاک ہے اللہ عظیم عرش کا مالک۔ حمد وثنا اللہ کے لیے ہے جو کائنات کا مالک ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. [قَالَ:] سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ شَيْئًا [وَاللهُ أَعْلَمُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ امام محمد بن اسماعیل (بخاری) رحمہ اللہ کا قول ہے: حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن زبیر سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ (واللہ أعلم)

◄◄ الإسناد" فقال الذهبي: "صالح متروك" وله شاهد ضعيف عند أحمد: ٢/ ١٧٧.

٣٤٨٠ـ [ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/ ٥٣٠ من حديث حمزة بن حبيب الزيات به.

(المعجم ٦٧) بَابُ [الدُّعَاءِ الَّذِي عَلَّمَهُ ﷺ فَاطِمَةَ حِينَ سَأَلَتْهُ الْخَادِمَ...] (التحفة ٦٨)

باب: 67۔ وہ دعا جو نبی ﷺ نے سیدہ فاطمہ ؓ کو خادم مانگنے پر سکھائی

٣٤٨١- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ لَهَا: قُولِي: «اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ».

[3481] سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ ؓ نبی ﷺ کے پاس آپ سے خادم مانگنے کے لیے حاضر ہوئیں تو آپ نے ان سے فرمایا: ”یوں کہو: اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے مالک اور عرش عظیم کے مالک! اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! تورات، انجیل اور قرآن نازل فرمانے والے! دانے اور گٹھلیوں کو پھاڑنے والے! میں تیری پناہ میں آتی ہوں ہر اس چیز کے شر سے جس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے۔ تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو آخر ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں اور تو ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں۔ تو باطن ہے تجھ سے پوشیدہ کوئی چیز نہیں۔ تو میرا قرض چکا دے اور مجھے فقر سے بے نیاز کر دے۔“

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَهٰكَذَا رَوٰى بَعْضُ أَصْحَابِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَ هٰذَا، وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اعمش کے بعض شاگردوں نے اعمش سے اسی طرح بیان کی ہے۔ اور بعض نے سیدنا ابوہریرہ ؓ کے واسطے کے بغیر مرسلاً بیان کی ہے۔

(المعجم ٦٨) بَابُ [دُعَاءِ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ...»] (التحفة ٦٩)

باب: 68۔ دعا: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ کا بیان

٣٤٨٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ

[3482] سیدنا عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور

٣٤٨١ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح: ٢٧١٣ عن أبي كريب به.

٣٤٨٢ـ له شاهد حسن عند أبي داود، ح: ١٥٤٨ * وفي الباب عن جابر [ابن أبي شيبة: ١٠/ ١٨٥، ح: ٩١٧١]، وأبي هريرة [أبو داود، ح: ١٥٤٨ وغيره]، وابن مسعود [ابن أبي شيبة: ١٠/ ١٨٧، ح: ٩١٧٦ والحاكم: ١/ ٥٣٣، ٥٣٤].

الْأَقْمَرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ، وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ».

ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسے علم سے جو مفید نہ ہو۔ میں تجھ سے ان چاروں سے پناہ مانگتا ہوں۔“

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ. [قَالَ:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ [مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا جابر، ابوہریرہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں اور یہ حدیث حسن صحیح، اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسا دل مطلوب و مقصود ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز ہو اور ایسا نفس جو قناعت پسند ہو، حریص اور لالچی نہ ہو اور ایسی دعا جو شرف قبولیت حاصل کر سکے۔ اور ایسا علم جو سود مند اور نفع بخش ہو۔

(المعجم ٦٩) بَابُ [قِصَّةِ تَعْلِيمِ دُعَاءِ: «اللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِي رُشْدِي...»] (التحفة ٧٠)

باب: 69۔ یہ دعا سکھانے کا واقعہ اَللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِي رُشْدِي

٣٤٨٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ شَبِيبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي: «يَا حُصَيْنُ! كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ إِلٰهًا»؟ قَالَ أَبِي: سَبْعَةً: سِتَّةً فِي الْأَرْضِ، وَوَاحِدًا فِي السَّمَاءِ، قَالَ: «فَأَيُّهُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ»؟ قَالَ: الَّذِي فِي السَّمَاءِ، قَالَ: «يَا حُصَيْنُ! أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ»، قَالَ: فَلَمَّا أَسْلَمَ حُصَيْنٌ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَنِي، فَقَالَ: «قُلِ: اللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِي رُشْدِي، وَأَعِذْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي».

[3483] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے میرے باپ سے فرمایا: ”اے حصین! آج کل کتنے معبودوں کی پوجا کرتے ہو؟“ میرے باپ نے جواب دیا: سات کی، چھ زمین میں ہیں اور ایک آسمان میں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تم ان میں سے امید اور خوف کس سے وابستہ کرتے ہو؟“ انھوں نے کہا: جو آسمان میں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اے حصین! ہاں، اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تمھیں دو بول سکھاؤں جو تمھارے لیے نفع بخش ہوں۔“ جب حصین مسلمان ہو گئے تو انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے وہ دو بول سکھایئے جن کا آپ نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”کہو: اے اللہ! مجھے

٣٤٨٣۔ [ضعيف] أخرجه الطبراني: ١٨/ ١٧٤، ح: ٣٩٦ من حديث أبي معاوية الضرير به وصرح بالسماع والحسن البصري عنعن ورواه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٩٩٣ بإسناد حسن عن عمران بن حصين عن أبيه قال رسول الله ﷺ: "قل، اللهم قني شر نفسي واعزم لي على رشد أمري . . . إلخ" وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٣١ والحاكم: ١/ ٥١٠ على شرط الشيخين ووافقه الذهبي.

میری رشد و ہدایت القاء فرما اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور یہ حدیث سیدنا عمران بن حصین ؓ سے کئی سندوں سے منقول ہے۔

(المعجم ..) بَابُ [دُعَاءِ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ...»] (التحفة ..)

باب:70۔ دعا: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ کا بیان

٣٤٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ [الْمَدَنِيُّ] عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ] قَالَ: كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَ الْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ».

[3484] سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو عموماً ان کلمات سے دعا کرتے سنتا تھا: "اے اللہ! میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں فکر اور رنج و غم سے، بے بسی اور سستی سے، بخل اور قرضے کے بوجھ سے اور مردوں کے غلبہ و تسلط سے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (اور اس سند سے، یعنی عمرو بن ابی عمرو کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث اور اگلی حدیث میں نبی ﷺ نے ان تمام خرابیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کی تعلیم دی اور تلقین کی ہے جن کی وجہ سے انسان نیکیوں سے محروم رہتا ہے اور رنج و پریشانی سے دوچار رہتا ہے۔

٣٤٨٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ وَعَذَابِ

[3485] سیدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کلمات سے دعا فرماتے: "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں سستی اور بڑھاپے سے، بزدلی اور بخل سے اور مسیح (دجال) کے فتنے اور قبر کے عذاب سے۔"

٣٤٨٤ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الاستعاذة من الجبن والكسل، ح: ٦٣٦٩ من حديث عمرو بن أبي عمرو به.

٣٤٨٥ـ أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من الهم: ٨/ ٢٥٧، ح: ٥٤٥٣، ٨/ ٢٦٠، ح: ٥٤٥٩ من حديث حميد الطويل به وصححه ابن حبان (الإحسان): ١٠٠٦ وللحديث شواهد كثيرة.

الْقَبْرِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(المعجم ٧١) بَابُ مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ (التحفة ٧٢)

باب: 71۔ تسبیحات ہاتھوں سے شمار کرنا

٣٤٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى [بَصْرِيٌّ]: أَخْبَرَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ بِيَدِهِ.

[3486] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو اپنے ہاتھ (انگلیوں) پر تسبیح گنتے دیکھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ. وَرَوٰى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ بِطُولِهِ، وَفِي الْبَابِ عَنْ يُسَيْرَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ [عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَامَعْشَرَ النِّسَاءِ! اعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ مُّسْتَنْطَقَاتٌ»].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن، اس سند سے غریب ہے۔ امام شعبہ اور ثوری نے بھی یہ حدیث مکمل طور پر عطاء بن سائب سے بیان کی ہے۔ اور اس مسئلے میں یُسَیرہ بنت یاسر رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! انگلیوں سے تسبیحات شمار کیا کرو کیونکہ ان سے پوچھا جائے گا، انھیں قوتِ گویائی دی جائے گی۔''

فوائد و مسائل: ① انگلیوں سے تسبیحات گننا، اس بات کی دلیل ہے کہ تسبیحات گن کر کرنی چاہئیں۔ انگلیوں پر تسبیحات گننا نبی ﷺ کی سنت ہے جبکہ منکوں اور موتیوں سے بنی ہوئی تسبیح یا لوہے کی بنی ہوئی جدید تسبیح پر اذکار کرنا ہندوؤں اور یہود و نصاریٰ کا شعار بتلایا جاتا ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو اس سے بچنا ضروری ہے، بصورتِ دیگر اس کا جواز ہے۔ شریعت اسلامی میں ایسا کوئی ذکر نہیں جو سو دفعہ سے زیادہ مرتبہ کرنا مطلوب ہو، لہٰذا سو دفعہ انگلیوں پر ذکر شمار کرنا کوئی مشکل بات نہیں۔ ② سو دفعہ سے زائد مرتبہ کوئی ذکر کرنا ہو تو اس کی تعداد کی گنتی ضروری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت و برکت کے حصول کے لیے بلاشمار ذکر کرنا چاہیے۔ ③ ازواج مطہرات اور بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کھجور کی گٹھلیوں یا کنکریوں پر تسبیحات کرنے کے تمام آثار ضعیف اور ناقابل استدلال ہیں جبکہ تسبیح کے منکوں یا کھجور کی گٹھلیوں پر تسبیحات گننے والوں کے شدید رد میں وارد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار صحیح سند سے ثابت ہیں، اس لیے تسبیح کے دانوں پر ذکر کرنے سے بچنا اور انگلیوں پر ذکر شمار کرنا بہت بہتر ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے شیخ بکر بن عبداللہ کی کتاب ''السبحة تاريخها وحكمها'')

٣٤٨٦ـ تقدم: ٣٤١١ * وفي الباب عن يسيرة بنت ياسر [يأتي: ٣٥٨٣].

٣٤٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلًا قَدْ جَهِدَ حَتَّى صَارَ مِثْلَ فَرْخٍ، فَقَالَ لَهُ: «أَمَا كُنْتَ تَدْعُو، أَمَا كُنْتَ تَسْأَلُ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ»، قَالَ: كُنْتُ أَقُولُ: اللّٰهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِي بِهِ فِي الْآخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِي فِي الدُّنْيَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «سُبْحَانَ اللهِ إِنَّكَ لَا تُطِيقُهُ أَوْ لَا تَسْتَطِيعُهُ، أَفَلَا كُنْتَ تَقُولُ: اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ؟».

[3487] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کی بیمار پرسی فرمائی جو کمزور (دبلا پتلا) ہو کر چوزے کی طرح بن چکا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”کیا تو دعا نہیں کرتا تھا؟ کیا تو اپنے رب سے عافیت کی درخواست نہیں کرتا تھا۔“ اس نے کہا: میں کہتا تھا: اے اللہ! تو نے مجھے جو سزا آخرت میں دینی ہے، وہ مجھے جلد ہی دنیا میں دے دے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ پاک ہے! تو اس کی طاقت یا استطاعت نہیں رکھتا۔ تو یہ دعا کیوں نہیں کرتا تھا: اے اللہ! تو ہمیں دنیا میں بھلائی اور خوبی عنایت فرما اور آخرت میں بھی بھلائی اور بہتری سے نواز اور ہمیں آگ سے بچا؟“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اس سند سے غریب ہے اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مرفوعاً مروی ہے۔

٣٤٨٨- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَزَّارُ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ الْحَسَنِ فِي قَوْلِهِ ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً﴾ قَالَ: فِي الدُّنْيَا الْعِلْمَ وَالْعِبَادَةَ، وَفِي الْآخِرَةِ الْجَنَّةَ.

[3488] حسن بصری رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی اور خوبی عنایت فرما اور آخرت میں بھی بھلائی اور بہتری سے نوازنا“ کے بارے میں فرماتے ہیں: (حسنہ سے مراد) دنیا میں علم و عبادت اور آخرت میں جنت ہے۔

فائدہ: [حَسَنَة] کا لفظ انتہائی جامع ہے، اس میں ہر قسم کی دینی و دنیوی بھلائی اور بہتری آ جاتی ہے۔ دنیا میں صحت و تندرستی ہو یا خوش حالی و فراوانی، مال و دولت اور سکون و آسائش، عبادت و اطاعت ہو یا گناہ و معصیت سے دوری اور آخرت میں گناہوں کی بخشش اور اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم ہو یا جنت کے مراتب و درجات۔ ان آخری دو حدیثوں کا تسبیحات کے شمار سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ الگ ایک انتہائی جامع دعا ہے جو دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں پر مشتمل ہے۔

٣٤٨٧- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب كراهة الدعاء بتعجيل العقوبة في الدنيا، ح: ٢٦٨٨ من حديث خالد بن الحارث به.

٣٤٨٨- [حسن لغيره] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٣/ ٥٢٩، ح: ٣٥٣٠٤ من حديث هشام بن حسان به.

(المعجم ٧٢) بَابُ [دُعَاءِ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى»] (التحفة ٧٣)

باب: 72۔ ایک اور دعا

٣٤٨٩- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى».

[3489] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ”اے میرے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور تونگری و بے نیازی مانگتا ہوں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ہدایت، یعنی راہ حق پر چلنا اور اس پر استقامت وثبات۔ تقویٰ، یعنی اللہ تعالیٰ کی حدود کی پابندی، اوامر کا اہتمام اور ممنوعات سے اجتناب۔ عفاف، یعنی حرام اور مکروہ چیزوں کے ارتکاب سے بچنا۔ غنی، یعنی دل کی یہ کیفیت ہو کہ وہ اپنے آپ کو کسی بندے کا محتاج اور دست نگر محسوس نہ کرے اور دوسروں کو للچائی نظروں سے نہ دیکھے۔

(المعجم ...) بَابُ [دُعَاءِ دَاوُدَ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ...»] (التحفة ٧٤)

باب: ۔سیدنا داود علیہ السلام کی دعا

٣٤٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ رَبِيعَةَ الدِّمَشْقِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَائِذُاللهِ أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ». قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا ذَكَرَ

[3490] سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سیدنا داود علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی: ”اے میرے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں تیری محبت اور تیرے ساتھ محبت کرنے والے کی محبت اور ایسے عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت کے مقام تک پہنچا دے۔ اے میرے اللہ! میرے لیے اپنی محبت، میری جان، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی کی محبت سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔“ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب

٣٤٨٩- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب: في الأدعية، ح: ٢٧٢١ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٣٠٣.

٣٤٩٠- [ضعيف دون قوله: كان أعبد البشر] أخرجه أبو نعيم في حلية الأولياء: ١/ ٢٢٦، ٢٢٧ من حديث أبي كريب به وصححه الحاكم: ٢/ ٤٣٣ وقع في سنده وهم وتبعه الذهبي وانظر التفصيل في الضعيفة، ح: ١١٢٥.

دَاوُدَ يُحَدِّثُ عَنْهُ قَالَ: «كَانَ أَعْبَدَ الْبَشَرِ».

سیدنا داود علیہ السلام کا ذکر کرتے تو فرماتے: ''وہ تمام بندوں سے زیادہ عبادت گزار تھے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم اس کا آخری جملہ کہ ''سیدنا داود علیہ السلام سب سے بڑے عبادت گزار تھے'' دیگر شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ (الصحيحة للألباني، حديث: 707)

(المعجم ٧٣) بَابُ [دُعَاءِ: «اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ...»] (التحفة ٧٥)

باب: 73۔ ایک اور دعا

٣٤٩١- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: «اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ، اللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي فِيمَا تُحِبُّ، اللّٰهُمَّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِي فِيمَا تُحِبُّ».

[3491] سیدنا عبداللہ بن یزید خطمی انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا یہ بھی تھی: ''اے اللہ! مجھے اپنی محبت عنایت فرما اور ایسے انسان کی محبت جس کی محبت میرے لیے تیرے نزدیک فائدہ مند ہو۔ اے اللہ! میری محبوب چیزوں میں سے جو چیز تو نے مجھے عطا فرمائی ہے اس سے مجھے ان کاموں میں تقویت پہنچا جو تجھے محبوب ہیں۔ اے اللہ! اور میری محبوب چیزوں میں سے جو تو نے مجھ سے لپیٹ لی ہیں (مجھے عطا نہیں فرمائیں) تو مجھے توفیق دے کہ میں اسے تیری محبوب چیزوں کے حصول کے لیے فرصت سمجھوں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَأَبُو جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ اسْمُهُ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُمَاشَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ابوجعفر خطمی کا نام عمیر بن یزید بن خُماشہ ہے۔

(المعجم ٧٤) بَابُ [دُعَاءِ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي...»] (التحفة ٧٦)

باب: 74۔ اپنے شر سے پناہ مانگنا

٣٤٩٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ

[3492] سیدنا شکل بن حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

٣٤٩١- [ضعيف] أخرجه ابن المبارك في الزهد، ح: ٤٣٠ عن حماد بن سلمة به وقال: "أراه رفعه" سفيان بن وكيع ضعيف ضعفه الجمهور.

٣٤٩٢- أخرجه أبو داود، الوتر، باب: في الاستعاذة، ح: ١٥٥١ والنسائي: ٨/ ٢٥٥، ح: ٥٤٤٦ من حديث سعد بن أوس ◄◄

الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى الْعَبْسِيِّ، عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ، عَنْ أَبِيهِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي تَعَوُّذًا أَتَعَوَّذُ بِهِ، قَالَ: فَأَخَذَ بِكَفِّي فَقَالَ: «قُلِ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي» يَعْنِي فَرْجَهُ.

نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی تعوذ سکھائیے جس کے ذریعے سے میں اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کروں۔ آپ نے میری ہتھیلی پکڑ کر فرمایا: ''کہو: اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کانوں کے شر سے اور اپنی نگاہ کے شر سے، اپنی زبان کے شر سے، اپنے دل کے شر سے اور اپنی منی کے شر سے۔'' مراد شرم گاہ ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: سمع و بصر اور زبان و دل اور جنسی خواہش کا شر یہ ہے کہ انھیں ایسے طریقے سے استعمال کیا جائے اور ان سے ایسا کام لیا جائے جو اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے عذاب کا باعث ہو۔ ان کا صحیح اور درست استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا، یہ اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں، اس لیے اس کے حضور ہی دعا کرنی چاہیے کہ وہ ان چیزوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

(المعجم ٥٠) بَابُ [دُعَاءِ: «أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ...»] (التحفة ٨١)

باب: 75۔ (اے اللہ!) میں تیری ناراضی سے، تیری رضا کے ذریعے سے پناہ چاہتا ہوں

٣٤٩٣- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ نَائِمَةً إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَفَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَهُوَ يَقُولُ: «أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ».

[3493] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سو رہی تھی کہ میں نے رات کو آپ کو گم پایا۔ میں نے آپ کو ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ کے قدموں پر پڑا جبکہ آپ سجدے میں تھے اور یہ دعا فرما رہے تھے: ''میں پناہ چاہتا ہوں تیری رضا کے ذریعے سے تیری ناراضی سے۔ تیری معافی کے ذریعے سے تیری سزا سے۔ میں تیری ثنا و تعریف اس طرح نہیں کر سکتا جس طرح خود تو نے اپنی ثنا بیان کی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ،

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے

◄ به وصححه الحاكم: ١/ ٥٣٢، ٥٣٣ ووافقه الذهبي.
٣٤٩٣- وهو في الموطأ: ١/ ٢١٤ (يحيى) ورواه مسلم، ح: ٤٨٦ من حديث عائشة به.

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ: «وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ».

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کئی سندوں سے منقول ہے۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے، اس کے ہم معنی روایت اس اضافے کے ساتھ بیان کرتے ہیں: ''اور میں تیرے ذریعے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا۔''

فائدہ: اس کی ناراضی، سزا اور پکڑ سے اللہ تعالیٰ کی رضا، معافی اور درگزر ہی کے ذریعے سے بچا جا سکتا ہے، گویا اللہ تعالیٰ کے فعل سے اللہ تعالیٰ کا فعل ہی نجات دے سکتا ہے۔ سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے۔ اس کے سوا کہیں اور سے کچھ بھی نہیں مل سکتا۔

(المعجم ٦٠) بَابٌ (التحفة ٠٠)

باب: 76۔ بلا عنوان

٣٤٩٤- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ [يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا] يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

[3494] سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انھیں یہ دعا اس اہتمام سے سکھاتے تھے جس اہتمام و توجہ سے قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے۔ اور میں تیری پناہ کا طالب ہوں مسیح دجال کے فتنے سے۔ اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: جہنم کے عذاب سے مراد وہ عذاب ہے جو کفر و شرک اور بڑے سنگین جرائم پر ہوگا۔ قبر کے عذاب سے مراد وہ عذاب ہے جو سنگین جرائم اور چھوٹے گناہوں پر بھی ہوگا۔ دجال کا فتنہ ان عظیم ترین فتنوں میں سے ایک ہے جن سے رسول اللہ ﷺ بکثرت پناہ مانگتے تھے اور امت کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔ زندگی کے فتنے سے مراد اپنی زندگی کے عرصے میں سیاہ کاریاں اور غلط کاریاں اور موت کے فتنے سے مراد موت کے وقت کسی خلافِ شریعت کام کا ارتکاب اور برا خاتمہ ہے۔

٣٤٩٥- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ

[3495] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعائیہ کلمات پڑھا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ

٣٤٩٤۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ٥٩٠ من حديث مالك به وهو في الموطأ: ١/ ٢١٥.

٣٤٩٥۔ أخرجه البخاري، الدعوات، باب التعوذ من فتنة الفقر، ح: ٦٣٧٧ ومسلم، ح: ٥٨٩/ ٤٩ بعد، ح: ٢٧٠٥ من حديث هشام به.

أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَأَنْقِ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا أَنْقَيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ».

چاہتا ہوں، آگ کے فتنے سے اور آگ کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے اور قبر کے فتنے سے اور دولت وثروت کے فتنے سے اور فقر ومحتاجی کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔ اے اللہ! میرے گناہ دھو دے برف کے پانی اور اولوں سے اور میرے دل کو اسی طرح پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا تو نے میل کچیل سے صاف رکھا ہے۔ اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اس قدر دوری پیدا کر دے جیسی دوری تو نے مشرق و مغرب کے درمیان پیدا کی ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں سستی وکاہلی سے، انتہائی بڑھاپے، گناہ اور قرض سے۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس دعا میں نبی ﷺ نے فتنۂ آگ کے ساتھ آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب کے ساتھ فتنۂ قبر سے پناہ طلب کی ہے۔ فتنۂ آگ سے مراد ایسا فتنہ ہے جو آگ کا سبب اور باعث ہو۔ اور فتنۂ قبر سے مراد قبر کے فرشتوں کا سخت گیری کے ساتھ سوال کرنا ہے۔ ② آگ کے عذاب سے مراد مشرکوں اور کافروں والا عذاب جو گناہوں کی معافی کا باعث نہیں ہوگا۔ یا فتنۂ قبر سے مراد، قبر میں صحیح جواب نہ دے سکنا ہے۔ اور عذاب قبر سے مراد وہ عذاب ہے جو ان لوگوں کو ہوگا جو قبر میں جواب دینے سے قاصر رہیں گے۔ ③ دعا میں دولت وثروت کے فتنے کے ساتھ فقر ومحتاجی کے فتنے سے بھی پناہ طلب کی گئی ہے۔ دولت وثروت بذات خود کوئی بری چیز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے بشرطیکہ اسے جائز اور حلال طریقے سے حاصل کیا جائے۔ اس کا حق ادا کرتے ہوئے، صحیح طور پر جائز مواقع پر استعمال کیا جائے۔ عیاشی وفحاشی اور اسراف وتبذیر سے پرہیز کیا جائے اور اس سے تکبر وغرور پیدا نہ ہو۔ اسی طرح فقر کے ساتھ اگر قناعت وصبر نصیب ہو اور اس کے نتیجے میں انسان دوسروں کا دست نگر نہ ہو جائے اور زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے محروم نہ ہو تو نبی ﷺ نے اپنے لیے اور اپنے گھر والوں کے لیے ایسے فقر کی زندگی کو ہی پسند فرمایا ہے۔ ④ پھر گناہوں کی حرارت اور حدت کو برف کے پانی اور اولوں سے زائل کرنے اور دل کو ہر قسم کی آلودگی اور آلائش سے پاک صاف کرنے کی دعا کی ہے کیونکہ اس کے بغیر گناہوں اور انسان میں دوری پیدا نہیں ہو سکتی۔ کم ہمتی اور کاہلی ایسی کمزوریاں ہیں کہ کنجوسی اور بزدلی کی طرح ان کی وجہ سے انسان وہ جرأت مندانہ اقدامات نہیں کر سکتا جو محنت اور قربانی والے ہیں۔ اسی طرح انتہائی بڑھاپا جو بالکل ہی بیکار کر دے، وہ ہوش وحواس ہی کو صحیح اور سالم نہیں رہنے دیتا۔ ⑤ مأثم، سبب گناہ یا جو چیز انسان کو گناہ پر مجبور کر دے یا نفس گناہ یا ایسا قرض بھی جو ادا نہ ہو سکے، انسان کے لیے تباہی اور ہلاکت کا باعث بنتے ہیں۔

٣٤٩٦- حَدَّثَنَا هَارُونُ [بْنُ إِسْحَاقَ]: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عِنْدَ وَفَاتِهِ: «اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلٰى».

[3496] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی وفات کے وقت یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ (انبیاء علیہم السلام) کے ساتھ ملا دے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جب رسول اللہ ﷺ مغفرت اور رحم کی دعا کرتے ہیں تو اور کوئی کس باغ کی مولی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کا رحم طلب کرنے سے بے نیاز ہو سکے۔

(المعجم ٧٧) بَابٌ: [«لَا يَقُولُ أَحَدُكُمْ: اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ...»] (التحفة ٩١)

باب: 77۔ کوئی بندہ یہ نہ کہے: اگر تو چاہے تو معاف کر دے

٣٤٩٧- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَقُولُ أَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ».

[3497] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی (مانگتے وقت) یہ نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ اپنی درخواست عزم اور پختگی کے ساتھ پیش کرے کیونکہ کوئی ایسا نہیں جو اسے مجبور کر سکے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: فقیری اور گدائی کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ اپنی حاجت اپنے رب کریم کے سامنے بغیر کسی شک وشبہ اور تذبذب وتردد کے، قبولیت کے یقین وعزم کے ساتھ پیش کرے۔ بے شک اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جو اس کی مشیّت وارادہ ہوگا۔ کوئی ایسا نہیں جو اس پر زور ڈال کر اس کی مشیّت کے خلاف اس سے کچھ کرا سکے۔

(المعجم ٧٨) بَابُ [حَدِيثِ: «يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا...»] (التحفة ٨٠)

باب: 78۔ حدیث: ''ہمارا رب ہر رات آسمانِ دنیا پر اترتا ہے'' کا بیان

٣٤٩٦- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: في فضائل عائشة، أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٤ من حديث عبدة بن سليمان والبخاري، ح: ٥٦٧٤ من حديث هشام بن عروة به.

٣٤٩٧- أخرجه البخاري، الدعوات، باب: ليعزم المسألة فإنه لا مكره له، ح: ٦٣٣٩ من حديث مالك به وهو في الموطأ: ٢١٣/١.

٣٤٩٨- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ، وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حَتّٰى يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ، فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ».

[3498] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رات کا آخری تہائی حصہ ہوتا ہے تو ہمارا رب ہر رات آسمانِ دنیا پر اترتا ہے اور فرماتا ہے: کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اسے عطا کروں۔ اور کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اسے معاف کر دوں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو عَبْدِ اللهِ الْأَغَرُّ اسْمُهُ سَلْمَانُ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَرِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوعبداللہ الاغر کا نام سلمان ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا علی، عبداللہ بن مسعود، ابوسعید، جبیر بن مطعم، رفاعہ جہنی، ابودرداء اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا آسمان دنیا (پہلے آسمان) پر آنا اور پکارنا، اس کی کیفیت وصورت کو جاننا ہمارے لیے ممکن نہیں، اجمالی طور پر ایمان لانا ضروری ہے۔ وضاحت ابواب الصلاۃ میں گزر چکی ہے۔

٣٤٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الثَّقَفِيُّ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قِيلَ : يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: «جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرَ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ».

[3499] سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، عرض کی گئی: اے اللہ کے رسول! کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرُ الدُّعَاءُ فِيهِ أَفْضَلُ أَوْ أَرْجٰى» وَنَحْوَ هٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ سیدنا ابوذر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بیان کیا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”رات کے آخری حصے میں دعا بہتر ہے اور قبولیت کی زیادہ امید ہے۔“ اور اسی قسم کی بات کہی۔

٣٤٩٨- أخرجه البخاري، التهجد، باب الدعاء والصلاة من آخر الليل، ح: ١١٤٥ ومسلم، ح: ٧٥٨ من حديث مالك به وهو في الموطا: ١/ ٢١٤ * وفي الباب عن علي . . . وعثمان بن أبي العاص [تقدم تحت، ح: ٤٤٦].

٣٤٩٩- [صحيح دون قوله: ودبر الصلوات . . .] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٠٨ عن محمد بن يحيى به * عبدالرحمن بن سابط عن أبي أمامة منقطع، لم يسمع منه * وفي الباب عن أبي ذر [أحمد: ٥/ ١٧٩] وابن عمر [البزار: ٤/ ٤٣، ح: ٣١٥١ وأبو يعلى، ح: ٥٦٨٢].

فائدہ: اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم رات کے آخری پہر دعا والی بات دیگر شواہد کی بنا پر صحیح ہے چونکہ یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے اس سے فرض نمازوں کے بعد مروجہ اجتماعی دعا کا التزام و دوام ثابت نہیں ہوتا، جیسا کہ بعض لوگ اس سے استدلال کرتے ہوئے ایسا دعویٰ کرتے ہیں۔

(المعجم ...) بَابُ [دُعَاءِ: «اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي...»] (التحفة ٨٢)

باب: ۔ دعا: ''اے اللہ! میرے گناہ معاف کر دے اور میرے لیے میرا گھر وسیع کر دے'' کا بیان

٣٥٠٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ ابْنُ عُمَرَ الْهِلَالِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! سَمِعْتُ دُعَاءَكَ اللَّيْلَةَ فَكَانَ الَّذِي وَصَلَ إِلَيَّ مِنْهُ أَنَّكَ تَقُولُ: «اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي، وَبَارِكْ لِي فِيمَا رَزَقْتَنِي» قَالَ: «فَهَلْ تَرَاهُنَّ تَرَكْنَ شَيْئًا».

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَأَبُو السَّلِيلِ اسْمُهُ ضُرَيْبُ بْنُ نُفَيْرٍ وَيُقَالُ: ابْنُ نُقَيْرٍ.

[3500] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں نے آج رات آپ کی دعا سنی اور مجھ تک اس سے یہ الفاظ پہنچے: ''اے اللہ! میرے گناہ بخش دے۔ میرے لیے میرے گھر میں وسعت پیدا کر دے اور جو رزق مجھے تو نے عنایت فرمایا ہے، اس میں میرے لیے برکت ڈال دے۔'' آپ نے فرمایا: ''تو کیا تیرے خیال میں ان لفظوں نے کچھ باقی چھوڑا ہے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور ابوسلیل کا نام ضریب بن نفیر ہے۔ اسے ابن نقیر بھی کہا جاتا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم دعائیہ کلمات اچھے مفہوم پر مشتمل ہیں کیونکہ جب گناہوں اور لغزشوں کی معافی مل جائے اور رہائش کے لیے ایسا مکان ہو جسے انسان اپنے لیے کافی سمجھے اور رزق میں برکت ہو تو اسے سب کچھ مل گیا، اس لیے مسنون کا عقیدہ رکھے بغیر یہ دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ...) بَابُ [دُعَاءِ: «اللّٰهُمَّ أَصْبَحْنَا - أَوْ أَمْسَيْنَا - نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ...»] (التحفة ٨١)

باب: ۔ دعائے نبوی: ''اے اللہ! ہم نے صبح کی یا شام کی، تجھے گواہ بناتے ہیں اور تیرا عرش اٹھانے والوں کو گواہ بناتے ہیں'' کا بیان

٣٥٠١- حَدَّثَنَا [عَبْدُ اللهِ] بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ

[3501] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٣٥٠٠۔ [ضعيف] أخرجه الطبراني في الصغير: ٢/ ٩١ من حديث علي بن حجر به * الجريري اختلط.

٣٥٠١۔ [ضعيف] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٩، ١٠ وأبو داود، ح: ٥٠٧٨ من حديث بقية به مسلم بن زياد الحمصي روى عنه ابن لهيعة وبقية بن الوليد وإسماعيل بن عياش، ولم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان، ثم قد اضطرب في متنه.

الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ [وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ] الْحِمْصِيُّ عَنْ بَقِيَّةَ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ: اَللّٰهُمَّ أَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ بِأَنَّكَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِي يَوْمِهِ ذٰلِكَ، وَإِنْ قَالَهَا حِينَ يُمْسِي غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنْ ذَنْبٍ».

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

نے فرمایا: ''جس نے صبح کے وقت یہ کلمات کہے: ''اے اللہ! ہم نے صبح کی تجھے گواہ بناتے ہوئے اور تیرا عرش اٹھانے والوں کو، تیرے (دیگر) فرشتوں اور تیری ساری مخلوقات کو گواہ بناتے ہوئے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو اکیلا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے اس دن کے تمام گناہ معاف فرما دے گا اور اگر یہی کلمات شام کو کہے گا تو اللہ اس کے اس رات کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(المعجم ٩) بَابُ [دُعَاءِ: «اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ...»] (التحفة ٨٢)

باب: 79۔ دعا: ''اے اللہ! ہمیں اپنی خشیت سے اتنا حصہ دے جو ہمارے درمیان اور تیری نافرمانیوں کے درمیان حائل ہو سکے'' کا بیان

٣٥٠٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: قَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتّٰى يَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ لِأَصْحَابِهِ: «اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ، وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ

[3502] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کسی مجلس سے اٹھیں اور اپنے ساتھیوں کے لیے یہ دعا نہ فرمائیں: ''اے اللہ! ہمیں اپنی خشیت سے اس قدر حصہ دے جو ہمارے درمیان اور تیری نافرمانیوں کے درمیان حائل ہو جائے۔ اور اپنی اطاعت سے اتنا حصہ عنایت فرما جس سے تو ہمیں اپنی جنت میں پہنچا دے اور (قضا و قدر پر) اتنا یقین عطا فرما جس کے ذریعے سے تو ہمارے لیے دنیوی مصائب کو ہلکا کر دے اور جب تک تو ہمیں زندہ رکھے ہمیں اپنے کانوں، اپنی آنکھوں اور دوسری قوتوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے (مرتے دم تک ہم اپنی تمام قوتوں سے فائدہ اٹھاتے رہیں) اور انھیں

٣٥٠٢- أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٤٠٢ من حديث ابن المبارك به وحديث خالد بن أبي عمران: أخرجه الحاكم: ١/ ٥٢٨ وصححه على شرط البخاري ووافقه الذهبي.

هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا».

ہمارا وارث بنا (ان سے ہم ایسے کام کر جائیں جو مرنے کے بعد بھی ہمارے کام آئیں) اور جو کوئی ہم پر ظلم ڈھائے تو تو اس سے ہمارا بدلہ لے اور جو کوئی ہماری دشمنی پر کمر بستہ ہو تو تو اس کے مقابلے میں ہماری مدد فرما (اس کے مقابلے میں ہمیں غالب فرما) اور ہم پر ہمارے دین کے سلسلے میں کوئی مصیبت نہ آئے (دینی مصائب اور فتنوں سے ہمیں بچا) اور دنیا کو ہمارا مقصد اعظم اور منتہائے علم و نظر نہ بنا اور ہم پر بے رحم دشمنوں کو مسلط نہ فرما۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور بعض راویوں نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نافع کے واسطے کے اضافے کے ساتھ بیان کیا ہے۔

فائدہ: اس دعا میں بھی انتہائی جامعیت اور بلیغ انداز سے تمام ضروری باتوں کی درخواست پیش کی گئی ہے۔ دین اور دنیا کی ہر حاجت مانگ لی گئی ہے۔

٣٥٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الشَّحَّامُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ ابْنُ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: سَمِعَنِي أَبِي وَأَنَا أَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْكَسَلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ. قَالَ: يَا بُنَيَّ! مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا؟ قَالَ: قُلْتُ: سَمِعْتُكَ تَقُولُهُنَّ. قَالَ: الْزَمْهُنَّ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُهُنَّ.

[3503] مسلم بن ابی بکرہ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے یہ کلمات کہتے ہوئے سنا: "اے اللہ! میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں، فکر و پریشانی سے، کاہلی و سستی اور قبر کے عذاب سے۔" باپ نے پوچھا: اے بیٹے! تو نے یہ کلمات کس سے سنے ہیں؟ میں نے کہا: میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ انھوں نے فرمایا: انھیں لازم پکڑ لے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کلمات کہتے ہوئے سنا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(المعجم ٨٠) بَابُ [دُعَاءِ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ...»] (التحفة ٨٢)

باب: 80۔ دعا: "لا إله إلا الله العلي العظيم" کا بیان

٣٥٠٣- أخرجه الحاكم: ١/ ٥٣٣ من حديث أبي عاصم النبيل به وصححه على شرط مسلم ووافقه الذهبي ورواه ابن خزيمة، ح: ٧٤٧ من حديث سفيان الشحام به.

٣٥٠٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ غَفَرَ اللهُ لَكَ وَإِنْ كُنْتَ مَغْفُورًا لَّكَ؟» قَالَ: «قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ».

[3504] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں جب تو ان کو کہے تو اللہ تجھے بخش دے اور اگرچہ تجھے بخشا جا چکا ہو؟'' آپ نے فرمایا: ''کہو: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بلند مرتبت، عظمت والا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بردبار بہت عنایت فرمانے والا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ پاک ہے عرش عظیم کا مالک یا عرش کا مالک عظمت والا ہے۔''

قَالَ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ: وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي آخِرِهَا: الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ.

امام صاحب ایک دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔ اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے: ''حمد و ستائش کا حق دار اللہ تعالیٰ ہے جو ساری کائنات کا مالک ہے۔'' امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم مفہوم سمجھنے کی حد تک وَإِنْ كُنْتَ مَغْفُورًا لَّكَ کے مختلف معانی ہو سکتے ہیں: ① بشرطیکہ تیرے بڑے گناہ بخش دیے گئے ہوں۔ ② اگرچہ تیرے گناہ معاف ہو چکے ہوں، پھر بھی یہ کلمات کہے تو تیرے درجات بلند ہوں گے۔ ③ تجھے واقعی معافی مل جائے گی۔ پہلے جملے کی تاکید ہے۔

(المعجم ٨١) بَابٌ: [فِي دَعْوَةِ ذِي النُّونِ...] (التحفة ٨٥)

باب: 81۔ ذوالنون (یونس علیہ السلام) کی دعا

٣٥٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ دَعَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي

[3505] سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ذوالنون کی دعا جبکہ انھوں نے مچھلی کے پیٹ میں دعا کی: ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے۔ بلاشبہ میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔'' واقعہ یہ ہے کہ کسی مسلمان آدمی نے کسی حاجت کے لیے کبھی یہ دعا کی تو

٣٥٠٤ـ [ضعيف] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٦٤٠ من حديث الفضل بن موسى به * الحارث الأعور ضعيف مشهور.

٣٥٠٥ـ أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٤٩٢ وعمل اليوم والليلة: ٦٥٦ من حديث محمد بن يوسف، وأحمد: ١/ ١٧٠ من حديث يونس بن أبي إسحاق به، وصرح بالسماع وتابعه محمد بن المهاجر عند النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٤٩١ وصححه الحاكم: ١/ ٥٠٥، ٢/ ٣٨٣، ٥٨٣ ووافقه الذهبي وأورده الضياء في المختارة.

كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللهُ لَهُ».

اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو ضرور قبول کیا۔"

[قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى] وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ مَرَّةً عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ [وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِيهِ]. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِيهِ. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ وَهُوَ أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ عَنْ يُونُسَ [بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ] فَقَالُوا: عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ نَحْوَ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ. [وَكَانَ يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ رُبَّمَا ذَكَرَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ أَبِيهِ وَرُبَّمَا لَمْ يَذْكُرْهُ].

امام صاحب ایک اور سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابو عیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: کئی راویوں نے یہ حدیث بیان کی اور اس میں عن أبیہ کا ذکر نہیں کیا اور بعض نے عن أبیہ کا ذکر کیا ہے۔ یونس بن ابی اسحاق بسا اوقات اس حدیث میں عن أبیہ کا ذکر کرتے تھے اور بعض اوقات اس کا ذکر نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: سیدنا یونس ؑ کی یہ دعا قرآن مجید (سورۂ انبیاء، آیت: 87) میں انھی الفاظ میں موجود ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت و پاکیزگی بیان کرنے کے بعد، اپنے قصور اور خطا کار ہونے کا اعتراف ہے۔ آگے مانگنے کا کچھ حوصلہ نہیں پڑا۔ اپنی درخواست کو اسی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ تو میری ضرورت و حاجت کو جانتا ہی ہے، اسی لیے نبی ﷺ نے اسے ہر مشکل کا تیر بہدف نسخہ قرار دیا ہے۔

(المعجم ٨٢) بَابٌ: [«إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا...»] (التحفة ٨٢)

باب: 82۔ اللہ تعالیٰ کے ننانویں نام ہیں

٣٥٠٦- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدٍ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ».

[3506] سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے ننانویں، ایک کم سو نام ہیں۔ جس نے انھیں محفوظ (یاد) کیا اور ان کی نگہداشت کی، وہ جنت میں جائے گا۔"

٣٥٠٦- رواه ابن ماجه، الدعاء، باب أسماء الله عز وجل، ح: ٣٨٦٠ بإسناد حسن عن أبي هريرة به وللحديث طرق كثيرة.

قَالَ يُوسُفُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مروی ہے۔

فوائد و مسائل: ① علماء کا اس بات پر تقریباً اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام ان ناموں میں منحصر نہیں ہیں، ان کے علاوہ بھی ہیں۔ اس حدیث کا مقصد و مدعا صرف یہ ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے ان ننانویں ناموں کو یاد کرے گا اور ان کی نگہداشت کرے گا، وہ جنت میں جانے کی بشارت کا مستحق ہو جائے گا۔ ② حدیث پاک کے لفظ أَحْصَاهَا کے معنی میں شارحین حدیث کا اختلاف ہے: * بعض کے بقول معنی یہی ہیں کہ جو بندہ ان اسماء کا مفہوم و مطلب سمجھ کر اور اس کی معرفت حاصل کر کے، ان کی ان صفات پر یقین کرے گا جو ان اسماء سے سمجھی جاتی ہیں، وہ جنت میں داخل ہو گا۔ * بعض کے بقول جو بندہ ان اسمائے حسنیٰ کے تقاضوں پر عمل پیرا ہو گا، وہ جنت میں جائے گا۔ * بقول بعض جو بندہ ان ناموں کو یاد کرے گا اور ان کے ذریعے سے دعا کرے گا، وہ جنت میں جائے گا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت میں أَحْصَاهَا کی جگہ حَفِظَهَا ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الدعوات، حديث: 6410، وصحيح مسلم، الذكر والدعاء، حديث: 6809(2677)) اور صحیح بخاری میں لَا يَحْفَظُهَا أَحَدٌ ہے۔ اس سے آخری معنی کی تائید ہوتی ہے، اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہی معنی کیے ہیں اور یہی درست ہیں۔ (تحفة الأحوذي: 338/9)

(المعجم ...) بَابُ [حَدِيثٍ فِي أَسْمَاءِ اللهِ الْحُسْنٰى مَعَ ذِكْرِهَا تَمَامًا] (التحفة ٨٠)

باب: ۔ اللہ کے اسمائے حسنیٰ کی مکمل تفصیل

٣٥٠٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ [الْجَوْزَجَانِيُّ]: أَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدَةٍ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ. هُوَ اللهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ

[3507] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ننانویں، ایک کم سو نام ہیں۔ جس نے انھیں یاد کیا اور ان کی نگہداشت کی، وہ جنت میں جائے گا۔ وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہے [اَلرَّحْمٰن] ”بہت رحم کرنے والا“ [اَلرَّحِيم] ”ہمیشہ مہربان“ [اَلْمَلِك] ”حقیقی فرمانروا اور بادشاہ“ [اَلْقُدُّوس] ”نہایت پاک“ [اَلسَّلَام] ”سلامتی دینے والا“ [اَلْمُؤْمِن]

٣٥٠٧- [ضعيف] أخرجه ابن حبان (الإحسان): ٢/ ٨٨، ٨٩، ح: ٨٠٥ من حديث صفوان بن صالح به، وله طريق آخر ضعيف عند الحاكم: ١/ ١٧ * الوليد بن مسلم لم يصرح بالسماع. ورواه البخاري، ح: ٧٣٩٢ من حديث شعيب به مختصرًا دون ذكر الأسماء، وهو المحفوظ.

السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ الْعَظِيمُ الْغَفُورُ الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيظُ الْمُقِيتُ الْحَسِيبُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ الْمُجِيبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْمَجِيدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ الْقَوِيُّ الْمَتِينُ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِئُ الْمُعِيدُ الْمُحْيِي الْمُمِيتُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْأَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُتَعَالِي الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّؤُوفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِي الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّورُ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ».

''امن و امان عطا فرمانے والا'' [اَلْمُهَيْمِن] ''نگہبان'' [اَلْعَزِيز] ''غلبے اور عزت والا'' [اَلْجَبَّار] ''صاحب جبروت ساری مخلوق جس کے زیر تصرف ہے'' [اَلْمُتَكَبِّر] ''کبریائی اور بڑائی کا حق دار'' [اَلْخَالِق] ''پیدا کرنے والا'' [اَلْبَارِئ] ''نوک پلک سنوارنے والا'' [اَلْمُصَوِّر] ''صورت گری کرنے والا'' [اَلْغَفَّار] ''بہت بخشنے والا'' [اَلْقَهَّار] ''سب پر قابو یافتہ اور غالب'' [اَلْوَهَّاب] ''خوب عنایت فرمانے والا'' [اَلرَّزَّاق] ''سب کا روزی رساں'' [اَلْفَتَّاح] ''سب کے لیے رحمت اور رزق کا دروازہ کھولنے والا'' [اَلْعَلِيم] ''سب کچھ جاننے والا'' [اَلْقَابِض] ''تنگی کرنے والا'' [اَلْبَاسِط] ''فراخی کرنے والا'' [اَلْخَافِض] ''پست کرنے والا'' [اَلرَّافِع] ''بلند کرنے والا'' [اَلْمُعِزّ] ''عزت دینے والا'' [اَلْمُذِلّ] ''ذلت دینے والا'' (مقصد یہ ہے کہ اپنی حکمت و مشیت کے تحت کسی کے حالات میں تنگی پیدا کرتا ہے اور کسی کے حالات میں فراخی، کسی کو نیچا کرتا ہے اور کسی کو اونچا۔ کسی کو عزت سے سرفراز کرتا ہے اور کسی کو قعرِ مذلت میں گرا دیتا ہے۔ یہ سب کچھ اسی کے قبضے اور اختیار میں ہے اور یہ سب کچھ اسی کی طرف سے ہے۔) [اَلسَّمِيع] ''سب کچھ سننے والا'' [اَلْبَصِير] ''سب کچھ دیکھنے والا'' [اَلْحَكَم] ''حقیقی حاکم'' [اَلْعَدْل] ''سراپا عدل و انصاف'' [اَللَّطِيف] ''باریک بین یا لطف و کرم کرنے والا'' [اَلْخَبِير] ''ہر بات سے آگاہ'' [اَلْحَلِيم] ''نہایت بردبار'' [اَلْعَظِيم] ''بڑی عظمت و بزرگی والا'' [اَلْغَفُور] ''بہت بخشنے والا'' [اَلشَّكُور] ''نہایت قدردان'' [اَلْعَلِيّ] ''سب سے بالا'' [اَلْكَبِير] ''سب سے بڑا'' [اَلْحَفِيظ] ''سب کا نگہبان'' [اَلْمُقِيت] ''سب کو سامان زندگی فراہم کرنے والا'' [اَلْحَسِيب] ''سب کے لیے کفایت کرنے والا'' [اَلْجَلِيل]

"عظیم القدر" [اَلْكَرِيم] "صاحب کرم" [اَلرَّقِيب] "محافظ ونگران" [اَلْمُجِيب] "قبول کرنے والا" [اَلْوَاسِع] "وسعت وفراخی رکھنے والا" [اَلْحَكِيم] "سب کام حکمت و دانش سے کرنے والا" [اَلْوَدُود] "بہت چاہنے والا، نہایت محبت والا" [اَلْمَجِيد] "بزرگی والا" [اَلْبَاعِث] "اٹھانے والا، یعنی مردوں کو زندہ کرنے والا" [اَلشَّهِيد] "حاضر" (جو سب کچھ دیکھتا جانتا ہے) [اَلْحَقّ] "جس کا وجود ثابت اور اصلی ہے۔" [اَلْوَكِيل] "کارسازِ حقیقی" [اَلْقَوِيّ] "قوت وطاقت والا" [اَلْمَتِين] "بہت پختہ اور مضبوط" [اَلْوَلِيّ] "سرپرست، مددگار" [اَلْحَمِيد] "مستحق حمد" [اَلْمُحْصِي] "سب کے بارے میں پوری معلومات رکھنے والا" [اَلْمُبْدِئ] "تخلیق کا آغاز کرنے والا" [اَلْمُعِيْد] "دوبارہ زندگی دینے والا" [اَلْمُحْيِي] "زندگی بخشنے والا" [اَلْمُمِيت] "موت دینے والا" [اَلْحَيّ] "زندۂ جاوید" (جس کی زندگی ذاتی ہے) [اَلْقَيُّوم] "خود قائم اور دوسروں کو قائم رکھنے والا" [اَلْوَاجِد] "سب کچھ اپنے پاس رکھنے والا" [اَلْمَاجِد] "بزرگی اور مجد والا" [اَلْوَاحِد] "ذات میں اکیلا" [اَلصَّمَد] "سب سے بے نیاز" [اَلْقَادِر] "قدرت والا" [اَلْمُقْتَدِر] "اقتدار رکھنے والا" [اَلْمُقَدِّمُ] "آگے کرنے والا" [اَلْمُؤَخِّر] "پیچھے کر دینے والا" [اَلْأَوَّل] "سب سے پہلا" [اَلْآخِر] "سب سے پچھلا" [اَلظَّاهِر] "بالکل آشکارا اور کھلا" [اَلْبَاطِن] "بالکل مخفی" [اَلْوَالِي] "مالک وکارساز" [اَلْمُتَعَالِي] "سب سے بلند" [اَلْبَرّ] "بڑا محسن" [اَلتَّوَّاب] "توبہ کی توفیق دینے والا اور توبہ قبول کرنے والا" [اَلْمُنْتَقِم] "مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے والا" [اَلْعَفُوّ] "بہت عفو ودرگزر سے کام لینے والا" [اَلرَّؤُوف] "بہت مشفق" [مَالِكُ الْمُلْك] "سارے

جہاں کا مالک‘‘ [ذُوالْجَلَالِ وَالْإِكْرَام] ’’صاحب جلال اور بہت کرم فرمانے والا‘‘ [اَلْمُقْسِطِ] ’’عادل و منصف‘‘ [اَلْجَامِع] ’’سب کو یکجا کرنے والا‘‘ [اَلْغَنِيّ] ’’بے نیاز‘‘ [اَلْمُغْنِي] ’’اپنی عطا سے بے نیاز کر دینے والا‘‘ [اَلْمَانِع] ’’روک دینے والا‘‘ [اَلضَّارُّ] ’’ضرر پہنچانے والا‘‘ [اَلنَّافِعُ] ’’نفع پہنچانے والا‘‘ [اَلنُّور] ’’سراپا نور‘‘ [اَلْهَادِي] ’’ہدایت دینے والا‘‘ [اَلْبَدِيع] ’’بغیر مثال کے پیدا کرنے والا‘‘ [اَلْبَاقِي] ’’ہمیشہ رہنے والا جسے کبھی فنا نہیں‘‘ [اَلْوَارِث] ’’سب کے فنا ہونے کے بعد باقی رہنے والا‘‘ [اَلرَّشِيد] ’’جس کا ہر حکم و فیصلہ درست ہو۔ صاحب رشد و حکمت‘‘ [اَلصَّبُور] ’’بہت زیادہ صابر۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَدَّثَنَا بِهِ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا نَعْلَمُ فِي كَبِيرِ شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ [لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ] ذِكْرَ الْأَسْمَاءِ إِلَّا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، وَقَدْ رَوٰى آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ هٰذَا الْحَدِيثَ بِإِسْنَادٍ غَيْرِ هٰذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَذَكَرَ فِيهِ الْأَسْمَاءَ وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمیں بہت سے راویوں نے صفوان بن صالح سے سنائی ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف صفوان بن صالح بیان کرتا ہے اور وہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہے۔ اور یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے۔ اور ہماری معلومات میں صحیح سند والی روایات میں اسمائے حسنیٰ کا تذکرہ نہیں ہے، صرف اس حدیث میں ان کا ذکر ہے۔ اور آدم بن ابی ایاس نے اور سند سے یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کی ہے اور اس کی سند بھی صحیح نہیں۔

فائدہ: اس حدیث پر مفصل گفتگو اور ان تمام ناموں کی قرآن مجید سے تخریج اور تفصیلی معانی کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: 268-257/11، كتاب الدعوات، باب لله مائة اسم......، حديث: 6410، شرح اسماء اللہ الحسنیٰ، قاضی سلیمان منصور پوری)

٣٥٠٨- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ [بْنُ عُيَيْنَةَ] عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مَنْ

[3508] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ کے ننانویں نام ہیں جس نے انھیں یاد کیا، نگہداشت کی وہ جنت میں جائے گا۔‘‘

٣٥٠٨- أخرجه البخاري، الشروط، باب ما يجوز من الاشتراط والثنيا في الإقرار . . . إلخ، ح: ٢٧٣٦ عن أبي اليمان، ح: ٦٤١٠، ومسلم، ح: ٢٦٧٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ».

[قَالَ:] وَلَيْسَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ ذِكْرُ الْأَسْمَاءِ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرَوَاهُ أَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْأَسْمَاءَ.

اس حدیث میں ناموں کا تذکرہ نہیں ہے۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہی روایت ابوالیمان بھی بیان کرتا ہے اور اس میں ناموں کو بیان نہیں کرتا۔

٣٥٠٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ حُبَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ الْمَكِّيَّ مَوْلَى ابْنِ عَلْقَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: «الْمَسَاجِدُ»، قُلْتُ: وَمَا الرَّتْعُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ».

[3509] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنت کے باغیچوں سے گزرو تو چر چُگ لیا کرو۔'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ریاض الجنہ (جنت کے باغیچوں) سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مساجد۔'' میں نے پوچھا: چرنا چُگنا کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''[سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ] کہنا۔''

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔

٣٥١٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ - هُوَ الْبُنَانِيُّ -: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا»، قَالُوا: وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: «حِلَقُ الذِّكْرِ».

[3510] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنت کے باغیچوں سے گزرو تو کھا پی لیا کرو۔'' لوگوں نے آپ سے پوچھا: ریاض الجنہ (جنت کے باغیچوں) سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ذکرِ الٰہی کے حلقے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ وعظ و نصیحت اور ذکر وغیرہ کی مجالس جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا تذکرہ ہو رہا ہو، وہاں

٣٥٠٩- [ضعيف] حميد المكي مجهول (تقريب) ومع ذلك حسنه الحافظ ابن حجر.

٣٥١٠- [صحيح بالشواهد] أخرجه أحمد: ٣/ ١٥٠ عن عبدالصمد به * محمد بن ثابت ضعيف وللحديث شواهد، انظر التفصيل في الصحيحة للألباني، ح: ٢٥٦٢.

سے گزرنے والے کو ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔

(المعجم ٨٣) بَابٌ: [فِي الْاِسْتِرْجَاعِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ]

(التحفة ٨٨)

باب: 83۔ مصیبت کے وقت إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہنا

٣٥١١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمْ مُصِيبَةٌ فَلْيَقُلْ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا وَأَبْدِلْنِي مِنْهَا خَيْرًا». فَلَمَّا احْتُضِرَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: اللّٰهُمَّ اخْلُفْ فِي أَهْلِي خَيْرًا مِنِّي. فَلَمَّا قُبِضَ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، عِنْدَ اللهِ أَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي، فَأْجُرْنِي فِيهَا.

[3511] سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہے: بلاشبہ ہم اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! میں اپنی مصیبت کا اجر وثواب تجھی سے چاہتا ہوں، لہٰذا مجھے تو اس کا اجر وثواب دے اور مجھے اس کے بدلے میں بہتر چیز عطا فرما۔'' پھر جب سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو انھوں نے کہا: اے اللہ! میرے اہل میں مجھ سے بہترین جانشین بنا، پھر جب ان کی وفات ہوگئی تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ میں اپنی مصیبت کا اجر اللہ ہی سے چاہتی ہوں، لہٰذا مجھے اس کا اجر وثواب عنایت فرما۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَرُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَأَبُو سَلَمَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے اور یہ حدیث اور سند سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے۔ اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد ہے۔

فائدہ: انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اسی کی ملک ہے اور ایک دن اسی کی طرف واپسی ہے، اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دے اور اس کی قضا وقدر پر راضی رہے۔ مصیبت پر رونے پیٹنے اور واویلا کرنے کے بجائے، اس سے اجر وثواب کی نیت کرنی چاہیے اور جانے والی چیز کا بہتر بدلہ مانگنا چاہیے جیسا کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا جانشین نبیٔ اکرم ﷺ عطا فرما دیے۔

٣٥١١ـ أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٠٧٠ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٥٩٨ من حديث عمر بن أبي سلمة، وله طريق آخر عند أحمد: ٦/ ٢٧.

(المعجم ٨٥) بَابٌ: [فِي فَضْلِ سُؤَالِ الْعَافِيَةِ وَالْمُعَافَاةِ] (التحفة ٨٩)

باب: 84۔ عافیت اور درگزر مانگنے کی فضیلت

٣٥١٢- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ ابْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ»، ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ: «فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَأُعْطِيتَهَا فِي الْآخِرَةِ فَقَدْ أَفْلَحْتَ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سَلَمَةَ بْنِ وَرْدَانَ.

[3512] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سی دعا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں عافیت اور درگزر مانگ۔'' وہ آپ کے پاس دوسرے دن پھر آیا تو کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی دعا بہتر ہے؟ آپ نے اسے یہی دعا بتائی، پھر وہ آپ کے پاس تیسرے دن آیا اور آپ سے یہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: ''جب تجھے دنیا میں عافیت عطا کر دی گئی اور آخرت میں بھی دے دی گئی تو تو کامیاب ہو گیا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے سلمہ بن وردان ہی بیان کرتا ہے۔

فائدہ: ہر قسم کی بیماریوں اور آفات ومصائب سے محفوظ رہنے کا نام عافیت ہے۔ معافات کے معنی بچاؤ اور تحفظ کے ہیں اور اگر عفو سے ماخوذ ہو تو معنی درگزر ہے اور اگر عافی معافاة ہو تو پھر عافیت والے معنی ہوں گے۔ امراض وآفات سے خیریت سے رکھنا، سکون قلب وجسم حاصل ہونا۔ اس اعتبار سے یہ انتہائی جامع دعا ہے جو دنیا وآخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے۔

٣٥١٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةَ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا؟ قَالَ: «قُولِي: اللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ [كَرِيمٌ] تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي».

[3513] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! بتایئے اگر میں جان لوں کون سی رات قدر والی رات ہے تو میں اس میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: ''کہنا: اے اللہ! تو بلاشبہ بہت زیادہ معاف کر دینے والا (عنایت فرمانے والا) ہے تو عفو درگزر کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا مجھے معاف فرما دے۔''

٣٥١٢ـ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، الدعا، باب الدعاء بالعفو والعافية، ح: ٣٨٤٨ من حديث سلمة بن وردان به وهو ضعيف وانظر للشواهد: الجامع الكبير بتحقيق شعيب الأرنؤوط.

٣٥١٣ـ أخرجه ابن ماجه، أيضًا، ح: ٣٨٥٠ من حديث كهمس به.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: یہ بڑی زبردست اور جامع دعا ہے۔ شب قدر میں اس کے پڑھنے کا خصوصی اہتمام و التزام کرنا چاہیے، تاہم اس میں (کریم) کے الفاظ صحیح سند سے ثابت نہیں ہیں۔ عام نسخوں جیسے تحفۃ الاحوذی وغیرہ میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے بقول یہ الفاظ بے اصل ہیں۔ کسی لکھنے والے یا طبع کرنے والے نے ان کا اضافہ کر دیا ہے۔ دیکھیے: (السلسلة الصحيحة للألباني، حديث: 3337) لہٰذا مسنون الفاظ کا اتباع کرتے ہوئے کریم کے الفاظ کے بغیر اس دعا کو پڑھنا چاہیے۔

٣٥١٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللهَ [عَزَّ وَجَلَّ]، قَالَ: «سَلِ اللهَ الْعَافِيَةَ» ، فَمَكَثْتُ أَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللهَ؟ فَقَالَ لِي: «يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّ رَسُولِ اللهِ! سَلِ اللهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ».

[3514] سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیے جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ سے عافیت کا سوال کریں۔'' میں چند دن ٹھہر کر پھر حاضر ہوا تو کہا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی چیز سکھائیے جو میں اللہ سے مانگوں؟ تو آپ نے مجھے فرمایا: ''اے عباس! اے اللہ کے رسول کے چچا! اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَعَبْدُاللهِ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ وَقَدْ سَمِعَ مِنَ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے اور عبداللہ سے مراد عبداللہ بن حارث بن نوفل ہے اور اس نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

٣٥١٥- [حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكُوفِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ - وَهُوَ الْمُلَيْكِيُّ - عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا سُئِلَ اللهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ الْعَافِيَةَ»].

[3515] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے کوئی چیز نہیں مانگی گئی جو اسے عافیت کے مانگنے سے زیادہ محبوب ہو (گویا عافیت کے مانگنے سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں)۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْمُلَيْكِيِّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے بس عبدالرحمٰن بن ابی بکر ملیکی کی حدیث کی صورت

٣٥١٤_ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ١/ ٢٠٩ والحميدي، ح: ٤٦٢ من حديث يزيد به وهو ضعيف وله شاهد حسن عند الطبراني: ١٠/ ٣٣٠، ٣٣١ وصححه الحاكم: ١/ ٥٢٩ على شرط البخاري ووافقه الذهبي.

٣٥١٥_ [ضعيف] ✽ عبدالرحمن بن أبي بكر المليكي ضعيف (تقريب).

میں جانتے ہیں۔

(المعجم ٨٥) بَابُ [دُعَاءِ: «اللَّهُمَّ خِرْلِي وَاخْتَرْلِي»] (التحفة ٩٠)

باب: 85۔ نبی ﷺ کی دعا: ''اے اللہ! میرا کام بہتر بنا اور میرے لیے خیر پسند فرما'' کا بیان

٣٥١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْوَزِيرِ: حَدَّثَنَا زَنْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَمْرًا قَالَ: «اللَّهُمَّ خِرْلِي وَاخْتَرْلِي».

[3516] سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرتے تو فرماتے: ''اے اللہ! میرا کام بہتر بنا اور میرے لیے خیر پسند فرما۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَنْفَلٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَيُقَالُ لَهُ: زَنْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَرَفِيُّ وَكَانَ يَسْكُنُ عَرَفَاتٍ وَتَفَرَّدَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے زنفل ہی بیان کرتا ہے اور وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ اسے زنفل بن عبداللہ عرفی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ عرفات میں رہائش پذیر تھا۔ وہ اس حدیث کے بیان کرنے میں منفرد ہے، کسی نے اس کی متابعت نہیں کی۔

(المعجم ...) بَابٌ: [فِي فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالْحَمْدَلَةِ وَالتَّسْبِيحِ] (التحفة ٩١)

باب: ۔ وضو اور حمد و تسبیح کی فضیلت

٣٥١٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا أَبَانُ - هُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ -: حَدَّثَنَا يَحْيَى أَنَّ زَيْدَ بْنَ سَلَّامٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْوُضُوءُ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ،

[3517] سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وضو ایمان کا نصف ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، میزان اعمال کو بھر دیتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دونوں آسمانوں اور زمین کے درمیان کو بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے۔ صدقہ دلیل و برہان ہے۔ صبر اجالا ہے۔ قرآن حجت ہے تیرے حق میں یا تیرے خلاف۔ ہر انسان صبح گھر سے نکلتا ہے اور اپنی جان کا سودا کرتا ہے،

٣٥١٦- [ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة: ٤/ ١٥٥، ح: ١٠١٧ من حديث محمد بن بشار به * وضعفه الحافظ في الفتح، وزنفل بن عبدالله ضعيف (تقريب).

٣٥١٧- أخرجه مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء، ح: ٢٢٣ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَّكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو، فَبَائِعٌ نَّفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا».

پھر یا تو اسے آزادی دلاتا ہے یا اسے ہلاک کر دیتا ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① [اَلْوُضُوءُ شَطْرُ الْإِيمَانِ] طہارت و پاکیزگی ایمان کا ایک اہم اور بنیادی شعبہ ہے۔ حدیث میں شطر اور نصف کا لفظ آیا ہے جو اس کی اہمیت کو بیان کرتا ہے۔ ② انسانوں کا بہترین وظیفہ اور مقدس شغل اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید بیان کرنا ہے اور فرشتوں کا خاص وظیفہ قرآن مجید میں یہی بیان کیا گیا ہے۔ ③ سبحان اللہ کہنے کی اس قدر فضیلت ہے کہ وہ میزان عمل کو بھر دیتا ہے اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مل کر آسمانوں اور زمین کی فضا کو بھر دیتے ہیں۔ ④ نماز نور ہے، یعنی اس کی پابندی اور اہتمام کی برکت سے دل روشن ہو جاتا ہے، پھر اسی نور کا یہ اثر ہوتا ہے کہ آدمی بے حیائی اور برے کاموں سے بچ جاتا ہے۔ آخرت کے اندھیروں میں بھی نماز روشنی اور اجالا بن کر نمازی کے ساتھ ہوگی۔ صدقہ بندے کے مومن و مسلم ہونے کی دلیل و برہان ہے۔ اگر دل میں ایمان نہ ہو تو اپنی کمائی کا صدقہ خوش دلی سے کون کرتا ہے۔ صبر روشنی اور اجالا ہے کیونکہ صبر ہی سے انسان نیکی کرتا ہے، گناہ سے بچتا ہے اور مصائب پر واویلا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی میں ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کرتا اور اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پاتا ہے۔ ⑤ قرآن مجید میں سورۂ یونس (آیت:5) میں سورج کی روشنی کو ضیا اور چاند کی روشنی کو نور قرار دیا گیا ہے۔ اگر انسان قرآن پر عمل پیرا ہوتا ہے تو وہ انسان کے حق میں شاہد و دلیل بنے گا اور اگر اس کا طرز عمل اور وتیرہ قرآن کے خلاف ہے تو اس کی گواہی اور شہادت بھی انسان کے خلاف ہوگی۔ آخر میں فرمایا: انسان کی زندگی اس کا سرمایۂ عمل ہے جسے وہ مسلسل تجارت اور سوداگری میں لگائے رکھتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت و فرماں برداری والی زندگی گزار رہا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور آگ سے نجات کا سامان فراہم کر رہا ہے اور اگر اس کے برعکس نفس پرستی اور خدا فراموشی کی زندگی بسر کر رہا ہے تو وہ اپنے آپ کو تباہ و برباد کر رہا ہے اور اپنے لیے دوزخ کا سامان تیار کر رہا ہے۔

(المعجم ٨٦) بَابٌ: [فِيهِ حَدِيثَانِ: «اَلتَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ...»] (التحفة ٩٢)

باب:86۔ تسبیح، میزان عمل کا نصف ہے

٣٥١٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ [بْنِ أَنْعُمٍ]، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اَلتَّسْبِيحُ نِصْفُ

[3518] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تسبیح میزان عمل کا آدھا حصہ ہے اور الحمد للہ (اس کے ساتھ مل کر) اسے بھر دیتا ہے اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے لیے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے (قبول ہونے

٣٥١٨- [ضعيف] * عبدالرحمن الإفريقي ضعيف.

الْمِيزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهُ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ لَيْسَ لَهَا دُونَ اللهِ حِجَابٌ حَتّٰى تَخْلُصَ إِلَيْهِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

٣٥١٩- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ جُرَيٍّ النَّهْدِيِّ، عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ: عَدَّهُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي يَدِي أَوْ فِي يَدِهِ: «التَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهُ، وَالتَّكْبِيرُ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ، وَالطُّهُورُ نِصْفُ الْإِيمَانِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

میں کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔ وہ اس تک پہنچ کر ہی رہتا ہے۔"

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔اس کی سند قوی نہیں۔

[3519] بنو سلیم کا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو میرے ہاتھ میں یا اپنے ہاتھ میں گنا: "تسبیح میزان عمل کا نصف ہے اور الحمد للہ اسے بھر دیتا ہے اور اللہ اکبر (اپنی روشنی اور نور سے) آسمان اور زمین کی فضا کو بھر دیتا ہے۔ روزہ آدھا صبر ہے اور طہارت و پاکیزگی نصف ایمان ہے۔"

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اسے شعبہ اور ثوری نے بھی ابواسحاق سے بیان کیا ہے۔

(المعجم ٨٨) بَابُ [دُعَاءِ عَرَفَةَ «اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ...»] (التحفة ٩٢)

باب: 87۔عرفات کی دعا: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ

٣٥٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ وَكَانَ مِنْ بَنِي أَسَدٍ عَنِ الْأَغَرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: أَكْثَرُ مَا دَعَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فِي الْمَوْقِفِ: «اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِي تَقُولُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُولُ. اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي، وَإِلَيْكَ مَآبِي، وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِي. اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ، وَشَتَاتِ الْأَمْرِ. اَللّٰهُمَّ إِنِّي

[3520] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرفے کی شام کو وقوف کے وقت رسول اللہ ﷺ نے سب سے زیادہ یہ دعا کی: "اے اللہ! ہر قسم کی حمد وثنا کا مستحق تو ہے اسی طرح جس طرح تو فرماتا ہے، اس سے بہتر جو ہم تیری حمد وثنا میں کہتے ہیں۔ اے اللہ! میری نماز اور میرا حج اور ساری عبادات، میرا جینا اور میرا مرنا تیرے لیے ہے اور مجھے (زندگی کے خاتمے پر) تیرے حضور پیش ہونا ہے اور جو کچھ میں چھوڑ رہا ہوں اس کا تو ہی وارث ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، دل کے

٣٥١٩ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٦٠ من حديث أبي إسحاق به ورواه شعبة عنه * جري النهدي: مقبول أي إن توبع ولم يتابع عليه وشيخه: رجل من بني سليم وصحابي كما في مسند أحمد: ٤/ ٢٦٠.

٣٥٢٠ـ [ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٨٤١ من حديث قيس بن الربيع به وقال: "إن ثبت الخبر ولا إخال".

أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيءُ بِهِ الرِّيحُ».

وسوسوں سے اور پراگندہ حالی سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ہواؤں کے لائے ہوئے شر سے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں۔

(المعجم ۸۸) بَابُ [دُعَاءِ: «اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ»] (التحفة ۹۲)

باب: 88۔ دعائے نبوی: ”اے اللہ! ہم تجھ سے وہ خیر مانگتے ہیں جو تجھ سے تیرے نبی محمد ﷺ نے مانگی“ کا بیان

۳۵۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أُخْتِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَّمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَّمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَجْمَعُ ذٰلِكَ كُلَّهُ؟ تَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ».

[3521] سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سی دعائیں کیں اور ہم ان میں سے کوئی دعا یاد نہ رکھ سکے۔ ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ نے بہت سی دعائیں کیں، ہم کچھ یاد نہ رکھ سکے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا میں تمھیں ایسی دعا نہ بتاؤں جو ان سب کی جامع ہو؟ کہو: اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اس خیر کا جو تجھ سے تیرے نبی محمد ﷺ نے مانگی ہے اور ہم تجھ سے پناہ طلب کرتے ہیں، اس شر سے جس سے پناہ طلب کی ہے تیرے نبی محمد ﷺ نے اور تجھ ہی سے مدد مطلوب ہے اور تو ہی پہنچاتا ہے (خیر وشر) اور تیری توفیق کے بغیر نہ تو گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم مفہوم و معانی کے اعتبار سے یہ بڑی جامع دعا ہے۔ چونکہ ان الفاظ کا مسنون ہونا ثابت نہیں، اس لیے اپنے الفاظ میں بھی یہ دعا اس طرح مانگی جا سکتی ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہر وہ چیز مانگتا ہوں جو تیرے نبی محمد ﷺ نے مانگی ہے اور ہر اس شر سے پناہ چاہتا ہوں جس سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ چاہی ہے کیونکہ تجھ ہی سے مدد چاہی جاتی ہے اور تو ہی مقاصد اور مرادوں تک پہنچاتا ہے اور کسی مقصد کے لیے سعی وحرکت اور اسے حاصل کرنے کی قوت و طاقت بس تجھ ہی سے مل سکتی ہے۔

۳۵۲۱- [ضعيف] * عمار بن محمد ضعيف، ورواه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٦٧٩ بإسناد ضعيف، فيه ليث بن أبي سليم وليث ضعيف مشهور.

(المعجم ٨٩) بَابُ [دُعَاءِ: «يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ...»]

(التحفة ٩٥)

باب: 89۔ دعا: ''يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوب'' کا بیان

٣٥٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ أَبِي كَعْبٍ صَاحِبِ الْحَرِيرِ قَالَ: حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! مَا كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ: «يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ». قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا لِأَكْثَرِ دُعَائِكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ؟ قَالَ: «يَا أُمَّ سَلَمَةَ! إِنَّهُ لَيْسَ آدَمِيٌّ إِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللهِ فَمَنْ شَاءَ أَقَامَ وَمَنْ شَاءَ أَزَاغَ». فَتَلَا مُعَاذٌ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا﴾ [آل عمران:٨].

[3522] شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اے مومنوں کی ماں! جب رسول اللہ ﷺ آپ کے ہاں ہوتے تھے تو کون سی دعا زیادہ کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: آپ زیادہ تر یہ دعا کرتے تھے: ''اے دلوں کو پھیرنے والے! میرا دل اپنے دین پر جما دے'' تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اکثر یہ دعا کیوں کرتے ہیں: ''اے دلوں کے پھیرنے والے! میرا دل اپنے دین پر جما دے؟'' آپ نے فرمایا: ''اے ام سلمہ! واقعہ یہ ہے کہ ہر انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے تو وہ جسے چاہے (دین پر) قائم رکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس کا دل ٹیڑھا کر دیتا ہے (دین سے پھیر دیتا ہے۔)'' اس کی تصدیق میں حدیث کے راوی معاذ نے یہ آیت پڑھی: ''اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر، اس کے بعد کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالنَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَنُعَيْمِ ابْنِ [هَمَّارٍ]. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ عائشہ، سیدنا نواس بن سمعان، انس، جابر، عبداللہ بن عمرو اور نعیم بن ہمار رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی انگلیاں اس کے شایان شان ہیں اور انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان میں ہے، اس لیے اس سے ہمیشہ یہ درخواست کرنی چاہیے کہ میرے دل کو ثبات و قرار بخش۔ تیری توفیق کے بغیر اس کا کجی اور ٹیڑھ سے بچنا ممکن نہیں۔

٣٥٢٢- [صحيح بالشواهد] أخرجه أحمد: ٦/ ٣١٥ عن معاذ بن معاذ به * وفي الباب عن عائشة والنواس وأنس [تقدم: ٢١٤٠]، وجابر [الحاكم: ٢/ ٢٨٨، ٢٨٩ وأبو يعلى، ح: ٢٣١٨]، وعبدالله بن عمرو [تقدم: ٢١٤٠]، ونعيم بن همار [الطبراني وأبو نعيم في معرفة الصحابة: ٥/ ٢٦٧٠، ح: ٦٣٩٧].

(المعجم ٩٠) بَابُ [دُعَاءِ دَفْعِ الْأَرَقِ «اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ...»] (التحفة ٩٦)

٣٥٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ ظُهَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: شَكَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْمَخْزُومِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا أَنَامُ اللَّيْلَ مِنَ الْأَرَقِ. فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلِ: اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ، وَرَبَّ الْأَرَضِينَ وَمَا أَقَلَّتْ، وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَضَلَّتْ، كُنْ لِّي جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيعًا أَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِّنْهُمْ أَوْ أَنْ يَّبْغِيَ عَلَيَّ، عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَّيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ. وَالْحَكَمُ بْنُ ظُهَيْرٍ قَدْ تَرَكَ حَدِيثَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَيُرْوٰى هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ مِّنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

باب: 90۔ بے خوابی دور کرنے کی دعا

[3523] سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا خالد بن ولید مخزومی نے نبی ﷺ سے شکایت کی، عرض کی: یا رسول اللہ! میں رات کو بے خوابی کی وجہ سے سو نہیں سکتا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے بستر پر لیٹے تو یہ کہہ: اے اللہ! ساتوں آسمانوں اور ان سب چیزوں کے مالک جن پر یہ سایہ فگن ہیں! سب زمینوں اور ان سب چیزوں کے مالک جنھیں یہ اٹھائے ہوئے ہیں! شیطانوں اور جنھیں یہ گمراہ کرتے ہیں ان کے مالک! اپنی ساری مخلوق کے شر سے مجھے پناہ دے کہ کوئی مجھ پر ان میں سے زیادتی یا ظلم کر سکے۔ باعزت ہے وہ جسے تیری پناہ حاصل ہے۔ تیری ثنا کا مقام بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں، بس تو ہی معبود ہے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند قوی نہیں اور حکم بن ظہیر کی حدیث کو بعض محدثین نے چھوڑ دیا ہے۔ اور یہ حدیث ایک اور سند سے نبی ﷺ سے مرسلاً بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم یہ حقیقت ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ کی پناہ اور تحفظ حاصل ہو جائے، اسے آسمان و زمین کی کوئی مخلوق نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ وہ ہر ایک کے شر اور ظلم و زیادتی سے محفوظ ہو جاتا ہے اور یہ تحفظ اسی کو حاصل ہو سکتا ہے جو اس کی حمد و ثنا کا اہتمام کرتا ہو اور اس کی پناہ کا طالب ہو۔

(المعجم ٩١) بَابُ [قَوْلِ: «يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ... وَأَلِظُّوا بِيَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ»] (التحفة ١٠٠)

باب: 91۔ [يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ... يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ] کا اہتمام کرنے کا بیان

٣٥٢٣۔ [ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٦/ ٦٢٨ من حديث الحكم بن ظهير به وهو "متروك رمي بالرفض واتهمه ابن معين" (تقريب).

٣٥٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ [الْمُكْتِبُ]: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنِ الرُّحَيْلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ أَخِي زُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَرَبَهُ أَمْرٌ قَالَ: «يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ».

[3524] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو جب کسی معاملے میں فکر و پریشانی لاحق ہوتی، آپ یہ دعا کرتے: ''اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! سب کو قائم رکھنے والے! بس تیری رحمت سے مدد کا طلب گار ہوں۔''

وَبِإِسْنَادِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلِظُّوا بِيَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ». قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَنَسٍ مِّنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

اسی سند سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أَلِظُّوا بِيَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ] ''اے جلالت وعظمت اور کرم و سخاوت والے'' سے چمٹے رہو۔ اس کا اہتمام اور اس کی پابندی کرو۔'' امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اور سند سے بھی منقول ہے۔

لغوی تشریح: أَلِظُّوا: اس کا اہتمام اور پابندی کرو، اس پر دوام وہمیشگی کرو۔

٣٥٢٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَلِظُّوا بِيَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ».

[3525] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: [يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ] ''اے بزرگی اور عزت والے!'' کا اہتمام کرو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَلَيْسَ بِمَحْفُوظٍ، وَإِنَّمَا يُرْوٰى هٰذَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَهٰذَا أَصَحُّ. وَمُؤَمَّلٌ غَلِطَ فِيهِ فَقَالَ: [عَنْ حَمَّادٍ]، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ وَلَا يُتَابَعُ فِيهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اس کی سند محفوظ نہیں۔ یہ تو حماد کی سند سے حسن بصری، نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ مؤمل نے غلطی کرتے ہوئے اسے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کر دیا ہے اور اس پر کسی نے اس کی متابعت نہیں کی۔

(المعجم ٩٢) بَابُ [فَضْلِ مَنْ أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ طَاهِرًا يَذْكُرُ اللهَ] (التحفة ١٠١)

باب: 92- اس انسان کی فضیلت جو باوضو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے بستر پر لیٹتا ہے

٣٥٢٤- [حسن لغيره] أخرجه ابن السني، ح: ٣٣٧ من حديث شجاع بن الوليد به وسنده ضعيف وللحديث شاهد حسن عند النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٥٧٠ والكبرىٰ، ح: ١٠٤٠٥ وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٥٤٥ ووافقه الذهبي وحسنه الحافظ في نتائج الأفكار وله شواهد أخرىٰ.

٣٥٢٥- [صحيح بطرقه وشواهده] رواه روح بن عبادة عن حماد عن ثابت وحميد عن أنس به (علل الحديث لابن أبي حاتم: ٢/ ١٧٠، ١٩٢) وله شاهد صحيح عند النسائي في الكبرىٰ، ح: ١١٥٦٣ وأحمد: ٤/ ١٧٧ وصححه الحاكم: ١/ ٤٩٨، ٤٩٩ ووافقه الذهبي وله شواهد أخرى.

٣٥٢٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ طَاهِرًا يَذْكُرُ اللهَ حَتّٰى يُدْرِكَهُ النُّعَاسُ لَمْ يَنْقَلِبْ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ».

[3526] سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جو اپنے بستر پر باوضو لیٹا اور نیند آنے تک اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہا وہ رات کے کسی حصے میں کروٹ بدل کر اللہ سے جو مانگتا ہے، دنیا اور آخرت کی بھلائیوں میں سے، اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرما دیتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا أَيْضًا عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي ظَبْيَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسے شہر بن حوشب، ابوظبیہ کے واسطے سے سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً بیان کرتا ہے۔

(المعجم ٩٣) بَابٌ: (التحفة...)

باب: 93۔ بلاعنوان

٣٥٢٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْوَرْدِ، عَنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَدْعُو يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ، فَقَالَ: «أَيُّ شَيْءٍ تَمَامُ النِّعْمَةِ؟» قَالَ: دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا أَرْجُو بِهَا الْخَيْرَ، قَالَ: «فَإِنَّ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ دُخُولَ الْجَنَّةِ وَالْفَوْزَ مِنَ النَّارِ». وَسَمِعَ رَجُلًا وَهُوَ يَقُولُ: يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ فَقَالَ. «قَدِ اسْتُجِيبَ لَكَ فَسَلْ» وَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا وَهُوَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصَّبْرَ قَالَ: «سَأَلْتَ اللهَ الْبَلَاءَ فَسَلْهُ الْعَافِيَةَ».

[3527] سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو یہ دعا کرتے سنا: اے اللہ! میں تجھ سے پوری نعمت مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پوری نعمت سے کیا مراد ہے؟“ اس آدمی نے کہا: ایک دعا ہے جو میں نے مانگی ہے۔ میں اس کے ذریعے سے خیر و برکت کا امیدوار ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پوری نعمت، جنت کا داخلہ اور آگ سے نجات ہے۔“ ایک اور آدمی کو یہ دعا کرتے سنا: [يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ] تو آپ نے فرمایا: ”تیری دعا قبول ہوگی، لہٰذا مانگ۔“ ایک اور آدمی کو نبی ﷺ نے یہ دعا کرتے سنا: اے اللہ! میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”تو نے اللہ سے آزمائش کا سوال کیا ہے۔ تو اس

٣٥٢٦- [صحيح دون قوله: يذكر الله حتى يدركه النعاس] أخرجه الطبراني: ٨/ ١٤٧، ٧٥٦٨ وابن السني، ح: ٧١٩ من حديث إسماعيل بن عياش به وصرح بالسماع ولكنه من روايته عن الحجازيين وهي ضعيفة ولبعض الحديث شواهد (راجع الترغيب والترهيب: ١/ ٤٠٩ وغيره) وحديث شهر بن حوشب عند أحمد: ٤/ ١١٣ بمتن آخر وهو حديث حسن.

٣٥٢٧- [ضعيف] أخرجه أحمد: ٩/ ٢٣١ من حديث سفيان الثوري به وتابعه إسماعيل بن إبراهيم وهو ابن علية عند أحمد: ٥/ ٢٣٥ وأبو الورد قال الحافظ عنه: مقبول. ولم يتابع عليه.

سے عافیت مانگ۔"

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام صاحب ایک اور استاد سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم مفہوم درست ہے جس سے معلوم ہوا کہ دنیوی نعمتیں، اخروی نعمتوں کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ اگر صرف ایک قسم کی نعمتوں پر اکتفا کرنا ہو تو پھر اخروی نعمتوں پر اکتفا کیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے ابتلا و آزمائش کی بجائے عافیت کا سوال کیا جائے۔

(المعجم ...) [بَابٌ: دُعَاءُ الْفَزَعِ فِي النَّوْمِ ...] (التحفة ٩٠)

باب: ۔ نیند میں دہشت زدہ ہو جانے کی دعا

٣٥٢٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا فَزِعَ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ» قَالَ: فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو يُعَلِّمُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهِ، وَمَنْ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِي صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ.

[3528] عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نیند میں (ڈراؤنا خواب دیکھ کر) گھبرا جائے تو یوں کہے: "میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کامل اور پورے کلمات کے ذریعے سے اس کے غضب اور اس کے عذاب سے، اس کے بندوں کے شر اور شیطان کے وسوسوں سے اور اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں (اور مجھے ڈرائیں)۔ تو شیاطین اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔" راوی کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنی اولاد میں سے بالغ ہو جانے والوں کو یہ دعا سکھاتے تھے اور جو ان میں سے بالغ نہ ہوتے تو یہ دعا کاغذ میں لکھ کر اس کے گلے میں لٹکا دیتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: یہ دعا ثابت ہے، البتہ اس میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا جو عمل بیان ہوا ہے، وہ صحیح سند سے ثابت نہیں، اس لیے بچوں کے گلے میں یہ دعا بطور تعویذ لٹکانے کی بجائے اسے پڑھ کر ان پر دم کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ نبی ﷺ سے

٣٥٢٨- [حسن لغيره دون قوله فكان عبدالله] أخرجه أبو داود، الطب، باب: كيف الرقى، ح: ٣٨٩٣ من حديث ابن إسحاق به وعنعن ومع ذلك صححه الحاكم: ١/ ٥٤٨ وحسنه المنذري.

لٹکانے کا ثبوت نہیں ملتا۔

(المعجم ٩٤) بَابُ [دُعَاءٍ: عَلَّمَهُ ﷺ أَبَا بَكْرٍ...]

(التحفة ١٠٢)

باب: 94۔ وہ دعا جو آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سکھائی

٣٥٢٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي رَاشِدٍ الْحُبْرَانِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقُلْتُ لَهُ: حَدِّثْنَا مِمَّا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ فَأَلْقَى إِلَيَّ صَحِيفَةً فَقَالَ: هٰذَا مَا كَتَبَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: فَنَظَرْتُ فِيهَا فَإِذَا فِيهَا إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي مَا أَقُولُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ، قَالَ: «يَا أَبَا بَكْرٍ قُلِ: اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجُرَّهُ إِلٰى مُسْلِمٍ».

[3529] ابوراشد حُبرانی بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان سے عرض کی: مجھے ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست سنی ہو۔ انھوں نے ایک صحیفہ میرے سامنے رکھا اور کہا: یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے لکھ کر دیا ہے۔ میں نے اسے دیکھا، اس میں یہ تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے ایسے کلمات کی تعلیم دیجیے جنھیں میں صبح اور شام کہہ لیا کروں۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! کہو: اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! غیب و حاضر کا علم رکھنے والے! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے اور اس سے کہ میں اپنے بارے میں کسی برائی کا ارتکاب کروں یا کسی مسلمان کو اس کا نشانہ بناؤں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

(المعجم ٩٥) بَابٌ: [«لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ...»]

(التحفة ٩٨)

باب: 95۔ اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں

٣٥٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

[3530] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٣٥٢٩- أخرجه أحمد: ٢/١٩٦ من حديث إسماعيل بن عياش به وصرح بالسماع (مسند الشاميين للطبراني: ٢/٢٢، ٢٣، ح: ٨٤٩) وهو في جزء الحسن بن عرفة: ٨٥.

٣٥٣٠- أخرجه مسلم، التوبة، باب غيرة الله تعالى وتحريم الفواحش، ح: ٢٧٦٠/٣٤ عن محمد بن بشار، والبخاري، ◄◄

ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: قُلْتُ لَهُ: [أَ]أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. وَرَفَعَهُ أَنَّهُ قَالَ: «لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا أَحَدَ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں، اسی لیے اس نے کھلی اور چھپی بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو مدح وتوصیف پسند نہیں، اس لیے اس نے خود اپنی مدح کی ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ [غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ بندوں کی تعریف وتوصیف کا محتاج نہیں ہے، وہ درحقیقت اس طرح انھیں نوازنا چاہتا ہے۔ چونکہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی تعریف کا حق ادا نہیں کرسکتا اور نہ اس کے بتائے بغیر اس کی صفات سے آگاہ ہوسکتا ہے، اس لیے بندوں کی تعلیم کے لیے اس نے اپنی مدح خود فرمائی ہے۔

(المعجم ٩٦) بَابُ [دُعَاءِ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا...»] (التحفة ٩٩)

باب: 96۔ دعا: ”اے اللہ! بلاشبہ میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا ہے“ کا بیان

٣٥٣١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي. قَالَ: «قُلِ: اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ».

[3531] سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے ایسی دعا سکھائیے جو میں اپنی نماز میں مانگ سکوں۔ آپ نے فرمایا: ”کہو: اے اللہ! میں نے (گناہ کر کے) اپنے آپ پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی نہیں جو گناہ بخش سکے، لہٰذا تو مجھے اپنی طرف سے بخشش کر کے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ بس تو ہی بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَّهُوَ حَدِيثُ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ. وَّأَبُو الْخَيْرِ اسْمُهُ مَرْثَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، یعنی لیث بن سعد کی حدیث۔ اور ابوالخیر کا نام مرثد بن عبداللہ یزنی ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھ کر بھی کسی شخص میں یہ خیال پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ میں نے اللہ

◂◂ ح: ٤٦٣٤ من حديث شعبة به.

٣٥٣١۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، ح: ٨٣٤، ومسلم، ح: ٢٧٠٥ عن قتيبة به.

تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کر دیا ہے بلکہ نماز جیسی عبادت کے خاتمے پر بھی اپنے آپ کو قصوروار اور خطا کار سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی گناہ گاری کا اقرار کر کے، اس سے بخشش اور رحم کی درخواست کرنی چاہیے اور یہ کہنا چاہیے: اے اللہ! میرے پاس کوئی عمل ایسا نہیں جس کی وجہ سے میں معافی اور بخشش کا حق دار بن سکوں۔ تو اپنی صفت مغفرت اور رحمت کے سبب مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ ② اس دعا کی ضرورت اگر پوری امت سے افضل ترین انسان کو ہے تو دوسرے کس قدر زیادہ محتاج ہوں گے۔ عام علماء کا خیال ہے کہ اسے تشہد میں سلام پھیرنے سے پہلے پڑھنا چاہیے اور امام ابن دقیق العید، سجدے میں بھی پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں کیونکہ حدیث میں محل و مقام کی تعیین نہیں ہے۔ (تحفة الأحوذي: 358/9)

٣٥٣٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ قَالَ: جَاءَ الْعَبَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَأَنَّهُ سَمِعَ شَيْئًا، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: «مَنْ أَنَا؟» فَقَالُوا: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ. قَالَ: «أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ، فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرِهِمْ نَسَبًا».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

[3532] مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، گویا کہ انھوں نے کوئی ناپسندیدہ بات سنی ہے۔ تب نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''میں کون ہوں؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ پر سلامتی نازل ہو۔ آپ نے فرمایا: ''میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین گروہ میں سے ٹھہرایا، پھر انھیں دو فرقوں میں بانٹا تو مجھے اعلیٰ فرقے سے قرار دیا، پھر انھیں قبائل میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین قبیلے سے قرار دیا، پھر انھیں گھرانوں میں بانٹا تو مجھے بہترین گھرانے اور بہترین خاندان کا فرد بنایا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

(المعجم ٩٧) [بَابٌ: فِي تَسَاقُطِ الذُّنُوبِ] (التحفة ...)

باب: 97- گناہوں کا جھڑنا

٣٥٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِشَجَرَةٍ يَابِسَةِ الْوَرَقِ فَضَرَبَهَا بِعَصَاهُ فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ. فَقَالَ: «إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ

[3533] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک ایسے درخت کے پاس سے گزرے جس کے پتے سوکھ چکے تھے۔ آپ نے اس پر اپنی لاٹھی ماری تو پتے جھڑ گئے (بکھر گئے۔) اس پر آپ نے فرمایا: ''[اَلْحَمْدُ

٣٥٣٢- [ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٠ من حديث سفيان الثوري به * يزيد بن أبي زياد ضعيف مدلس مختلط.

٣٥٣٣- [حسن لغيره] أخرجه أبو نعيم في الحلية: ٥/ ٥٥ من حديث الفضل بن موسى به * الأعمش عنعن وللحديث شاهد حسن عند أحمد (٣/ ١٥٢)، والبخاري في الأدب المفرد (٦٣٤).

وَسُبْحَانَ اللهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ لَتُسَاقِطُ مِنْ ذُنُوبِ الْعَبْدِ كَمَا تَسَاقَطَ وَرَقُ الشَّجَرَةِ هٰذِهِ».

لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ اللهُ أَكْبَرُ] بندے سے گناہ اس طرح جھاڑ دیتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑے ہیں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَّلَا نَعْرِفُ لِلْأَعْمَشِ سَمَاعًا مِّنْ أَنَسٍ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ رَآهُ وَنَظَرَ إِلَيْهِ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اعمش نے سیدنا انس ؓ سے سنا نہیں مگر انھیں دیکھا ہے اور ان پر نظر ڈالی ہے۔

٣٥٣٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْجُلَاحِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ شَبِيبٍ السَّبَائِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ عَلٰى إِثْرِ الْمَغْرِبِ بَعَثَ اللهُ لَهُ مَسْلَحَةً يَحْفَظُونَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَتَبَ [اللهُ] لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ مُّوجِبَاتٍ وَّمَحٰى عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ مُّوبِقَاتٍ وَّكَانَتْ لَهُ بِعِدْلِ عَشْرِ رَقَبَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ».

[3534] سیدنا عمارہ بن شبیب سبائی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مغرب کے بعد کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ فرماں روائی اور بادشاہت اسی کی ہے اور حمد و ثنا کا حق دار وہی ہے۔ وہ زندگی بخشتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک مسلح محافظ دستہ بھیجتا ہے جو صبح تک شیطان سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے لیے جنت واجب کرنے والی دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس سے دس تباہ کن برائیاں مٹا دیتا ہے اور اسے دس مومن گردنوں کی آزادی کے برابر ثواب ملتا ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَّلَا نَعْرِفُ لِعُمَارَةَ بْنِ شَبِيبٍ سَمَاعًا مِّنَ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف لیث بن سعد بیان کرتا ہے اور ہمارے علم میں عمارہ بن شبیب نے نبی ﷺ سے نہیں سنا۔

(المعجم ٩٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ لِعِبَادِهِ

(التحفة ١٠٣)

باب: 98۔ توبہ و استغفار کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت کا بیان

٣٥٣٤- [صحيح لغيره] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٥٧٧ مكرر عن قتيبة به ☆ عمارة بن شبيب سمعه من رجل من الأنصار كما في عمل اليوم والليلة، ح: ٥٧٨.

٣٥٣٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ يَا زِرُّ؟ فَقُلْتُ: ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ. فَقَالَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ، فَقُلْتُ: إِنَّهُ حَكَّ فِي صَدْرِي الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَكُنْتَ امْرَءًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَجِئْتُ أَسْأَلُكَ هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ كَانَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ لٰكِنْ مِّنْ غَائِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ. قَالَ: فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي الْهَوٰى شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ نَادَاهُ أَعْرَابِيٌّ بِصَوْتٍ لَّهُ جَهْوَرِيٍّ: يَا مُحَمَّدُ! فَأَجَابَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى نَحْوٍ مِّنْ صَوْتِهِ: «هَاؤُمْ». فَقُلْنَا لَهُ: اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَإِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ نُهِيتَ عَنْ هٰذَا، فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا أَغْضُضُ. قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: الْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنَا حَتّٰى ذَكَرَ بَابًا مِّنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ مَسِيرَةُ سَبْعِينَ عَامًا عَرْضُهُ أَوْ [يَسِيرُ] الرَّاكِبُ فِي عَرْضِهِ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ عَامًا، قَالَ سُفْيَانُ: قِبَلَ الشَّامِ، خَلَقَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مَفْتُوحًا يَعْنِي لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ».

[3535] سیدنا زِر بن حبیش بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا صفوان بن عسال مُرادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موزوں پر مسح کرنے کے سلسلے میں سوال کرنے کے لیے حاضر ہوا تو انھوں نے پوچھا: اے زر! کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا: علم کی تلاش میں۔ انھوں نے کہا: بلاشبہ علم کا متلاشی جو کچھ طلب کرتا ہے اسے پسند کرتے ہوئے فرشتے اس کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ میں نے کہا: پاخانہ اور پیشاب کرنے کے بعد موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں میرے دل میں کھٹکا پیدا ہوا ہے۔ آپ نبی ﷺ کے صحابۂ کرام میں سے ہیں، اس لیے میں آپ کی خدمت میں پوچھنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ کیا آپ نے نبی ﷺ کو اس بارے میں کچھ بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ ہمیں سفر کی حالت میں یا جب ہم مسافر ہوں حکم دیتے تھے کہ ہم اپنے موزے کو تین رات نہ اتاریں مگر جنابت کی صورت میں لیکن پاخانے، پیشاب اور نیند کی صورت میں نہیں۔ میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ نے نبی ﷺ کو محبت کے بارے میں کچھ بیان کرتے سنا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، اسی اثنا میں کہ ہم آپ کے پاس تھے، اچانک ایک بدوی نے آپ کو اپنی بلند آواز سے پکارا: اے محمد! سو آپ نے اس کی آواز میں اسے جواب دیا: ''میں ادھر ہوں۔'' ہم نے بدوی سے کہا: اپنی آواز پست کر کیونکہ تو نبی ﷺ کے پاس ہے اور تجھے اس قسم کی آواز سے منع کیا گیا ہے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں آواز پست نہیں کروں گا۔ بدوی نے

٣٥٣٥- أخرجه ابن ماجه، ح: ٤٧٨ والنسائي: ١/ ٨٣، ح: ١٢٧ والحميدي، ح: ٨٨٣ من حديث سفيان بن عيينة به مختصرًا ومطولًا، وصححه ابن خزيمة: ١/ ١٣، ١٤، ٩٧، ٩٩، وابن حبان، ح: ١٣١٦-١٣١٨، ١٣٢٢ وغيرها وانظر، ح: ٩٦، ٢٣٨٧ والحديث الآتي.

کہا: ایک آدمی کسی قوم سے محبت کرتا ہے اور ابھی تک (اعمال کے لحاظ سے) ان سے ملا نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن آدمی انھی کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت کرتا ہے۔'' سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ ہمیں مسلسل سناتے رہے حتیٰ کہ انھوں نے مغرب کی طرف ایک دروازے کا ذکر کیا جس کی چوڑائی مسافت کے اعتبار سے ستر سال ہے یا سوار اس کی چوڑائی میں چالیس یا ستر سال چلتا رہے گا۔ سفیان رحمہ اللہ نے کہا: وہ شام کی طرف ہوگا۔ اللہ نے اسے اس وقت بنا دیا تھا جب آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔ وہ توبہ کے لیے کھلا ہوا ہے۔ وہ بند نہیں کیا جائے گا حتیٰ کہ سورج اس (مغرب) سے طلوع ہو۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: توبہ کا عمل اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب ہے کہ اس کے لیے آسمان و زمین کی تخلیق کے ساتھ ہی ایک طویل وعریض اور لمبا چوڑا دروازہ کھول رکھا ہے جو قیامت تک، یعنی ہر انسان کی موت تک بند نہیں ہوگا تاکہ انسان کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع وانابت کرنا چاہے تو کرسکے۔

٣٥٣٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ فَقَالَ لِي: مَا جَاءَ بِكَ، قُلْتُ: ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ، قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَفْعَلُ. قَالَ: قُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ حَاكَ أَوْ حَكَّ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِّنَ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَهَلْ حَفِظْتَ مِنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ فِيهِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنَّا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَمَرَنَا أَنْ لَّا نَخْلَعَ خِفَافَنَا ثَلَاثًا إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَّلٰكِنْ مِّنْ غَائِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ، قَالَ: فَقُلْتُ: فَهَلْ حَفِظْتَ مِنْ

[3536] زر بن حبیش رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے مجھ سے پوچھا: تم کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا: علم کی تلاش میں۔ انھوں نے کہا: مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ بلاشبہ فرشتے طالب علم کے عمل کو پسند کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا: واقعہ یہ ہے کہ میرے دل میں موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں ایک بات بیٹھ گئی ہے یا کھٹکا پیدا ہوا ہے تو کیا آپ کو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث یاد ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، جب ہم سفر میں ہوں یا مسافر ہوں تو

٣٥٣٦- انظر الحديث السابق.

رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْهَوٰى شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ. كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَنَادَاهُ رَجُلٌ كَانَ فِي آخِرِ الْقَوْمِ بِصَوْتٍ جَهْوَرِيٍّ أَعْرَابِيٌّ جِلْفٌ جَافٍ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: مَهْ إِنَّكَ قَدْ نُهِيتَ عَنْ هٰذَا، فَأَجَابَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى نَحْوٍ مِّنْ صَوْتِهِ: «هَاؤُمْ». فَقَالَ: الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ». قَالَ زِرٌّ: فَمَا بَرِحَ يُحَدِّثُنِي حَتّٰى حَدَّثَنِي أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا عَرْضُهُ مَسِيرَةُ سَبْعِينَ عَامًا لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِهِ وَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا﴾ الْآيَةَ [الأنعام:١٥٨].

آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تین دن رات اپنے موزے نہ اتاریں مگر جنابت کی صورت میں لیکن پاخانے، پیشاب اور نیند کی صورت میں نہیں۔ میں نے کہا: کیا آپ کو محبت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ یاد ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے کسی سفر میں تھے تو آپ کو ایک آدمی نے جو پچھلے لوگوں میں تھا بلند آواز سے پکارا۔ اور وہ دیہاتی نادان اور سخت مزاج تھا۔ اس نے کہا: اے محمد! اے محمد! لوگوں نے اس سے کہا: باز آ جا کیونکہ تجھے اس انداز سے روکا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی کی آواز میں جواب دیا: ''آ جا، میں ادھر ہوں۔'' دیہاتی نے پوچھا: ایک آدمی ایک قوم سے محبت کرتا ہے مگر (عمل کے اعتبار سے) ابھی ان تک نہیں پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی انھی کے ساتھ ہوگا، جن سے محبت کرتا ہے۔'' زر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مجھے حدیثیں سناتے رہے حتیٰ کہ انھوں نے مجھے سنایا: اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لیے مغرب میں ایک دروازہ رکھا ہے جس کی چوڑائی کی مسافت ستر سال ہے۔ وہ اس وقت تک بند نہیں کیا جائے گا جب تک سورج مغرب کی طرف سے طلوع نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جس دن آ جائے گی تیرے رب کی کوئی (بڑی) نشانی تو کسی شخص کو اس کا ایمان (لانا) فائدہ نہیں دے گا (جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی اور بھلائی نہیں کمائی تھی۔)''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: حَاكَ: کسی بات کا دل میں جم جانا، پختہ ہو جانا یا بیٹھ جانا۔ حَكَّ: شک و شبہ اور کھٹکا پیدا ہونا۔ جِلْف: احمق و دیوانہ، کم عقل۔ جَافٍ: سخت مزاج، درشت طبیعت۔

(المعجم ...) بَابٌ: [«إِنَّ اللهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ»] (التحفة ١٠٢)

باب: ۔ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے جب تک کہ نزع کی حالت طاری نہ ہو

٣٥٣٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ».

[3537] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا رہتا ہے جب تک کہ نزع کا عالم طاری نہ ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [بِهٰذَا الْإِسْنَادِ] نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: موت کے وقت جب انسان کی روح جسم سے نکلنے لگتی ہے تو حلق کی نالی میں ایک قسم کی آواز پیدا ہو جاتی ہے جسے عربی میں غرغرہ اور اردو میں ''خرہ'' یا ''نزع کی حالت طاری ہونا'' کہتے ہیں۔ اس کے بعد زندگی کی کوئی آس اور امید باقی نہیں رہتی۔ چونکہ غرغرے کی کیفیت شروع ہو جانے کے بعد آدمی کا ربط و تعلق اس دنیا سے کٹ کر اگلے جہاں کے ساتھ جڑ جاتا ہے، اس لیے اس وقت کافر و منکر کا ایمان لانا اور نافرمان بندے کی گناہوں سے توبہ قبول نہیں ہوتی کیونکہ ایمان اور توبہ اسی وقت تک معتبر اور قابل قبول ہیں جب تک زندگی کی آس اور امید باقی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اللہ تو صرف ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو نادانی سے برا کام کرتے ہیں، پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں، چنانچہ اللہ ان کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اللہ بہت جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں کی جاتی جو برے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آ جائے تو وہ کہتا ہے: بے شک اب میں نے توبہ کی۔ اور نہ ان لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے جو اس حال میں مرتے ہیں کہ وہ کافر ہی ہوتے ہیں، ان لوگوں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' (النسآء 4:17، 18)

(المعجم ...) بَابٌ: [«لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ أَحَدِكُمْ...»] (التحفة ١٠٥)

باب: ۔ اللہ بندوں کی توبہ پر بہت خوش ہوتا ہے

٣٥٣٧- أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ذكر التوبة، ح: ٤٢٥٣ من حديث عبد الرحمن بن ثابت به وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٤٩ والحاكم: ٤/ ٢٥٧ ووافقه الذهبي وحسنه البغوي وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٤٤٥٠ وغيره.

٣٥٣٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ أَحَدِكُمْ مِّنْ أَحَدِكُمْ بِضَالَّتِهِ إِذَا وَجَدَهَا».

[3538] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم میں سے ایک کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا کہ تم میں سے کوئی اپنی گم شدہ سواری پا کر خوش ہوتا ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَّالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَّأَنَسٍ. [قَالَ:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ [مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَّكْحُولٍ بِإِسْنَادٍ لَّهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا].

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود، نعمان بن بشیر اور انس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ یہ حدیث مکحول کی سند سے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً منقول ہے۔

فائدہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت میں گم شدہ سواری کے پانے کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک مسافر اکیلا اپنی اونٹنی پر سوار تھا اور راستے بھر کا کھانا پینا اس پر لاد کر ایک طویل سفر پر تھا۔ اثنائے سفر میں وہ کسی دن دوپہر کے وقت آرام کرنے کی غرض سے ایک سائے میں اترا۔ تھکا ماندہ ہونے کی وجہ سے اس کی آنکھ لگ گئی۔ جب آنکھ کھلی تو سواری ساز و سامان سمیت غائب تھی۔ تلاش میں بھوک اور پیاس سے نڈھال ہو کر مرنے کے لیے لیٹ گیا۔ آنکھ کھلی تو سواری پورے ساز و سامان کے ساتھ کھڑی تھی۔ اب اندازہ لگایئے مرنے کے انتظار میں لیٹنے والے کو گمشدہ سواری دیکھ کر کتنی خوشی ہوگی۔ حتیٰ کہ ایک روایت میں ہے کہ اس نے فرط مسرت سے بے خود ہو کر کہا: ''اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔'' (صحیح مسلم، في الحض علی التوبة والفرح بها، حدیث: 6960 (2747)) آپ نے فرمایا: فرط مسرت اور بے حد خوشی کی وجہ سے وہ چوک گیا اور غلطی کر بیٹھا۔ تو اللہ کو اپنے بندے کی توبہ پر اس بندے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [«لَوْلَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُونَ لَخَلَقَ اللهُ خَلْقًا يُّذْنِبُونَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ»] (التحفة ١٠٦)

باب: اگر تم سے گناہ سرزد نہ ہوں تو......

٣٥٣٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُّحَمَّدِ ابْنِ قَيْسٍ قَاصِّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي صِرْمَةَ،

[3539] سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی وفات کے موقع پر کہا: میں نے ایک بات تم سے

٣٥٣٨- أخرجه مسلم، التوبة، باب: في الحض على التوبة والفرح بها، ح: ٢٦٧٥ بعد، ح: ٢٧٤٣ من حديث المغيرة بن عبدالرحمن به * وفي الباب عن ابن مسعود [البخاري، ح: ٦٣٠٨]، والنعمان بن بشير [مسلم، ح: ٢٧٤٥]، وأنس [البخاري، ح: ٦٣٠٩ ومسلم، ح: ٢٧٤٧] * حديث أبي ذر: أحمد: ٥/ ١٧٤، وابن حبان، ح: ٢٤٥٠، والحاكم: ٤/ ٢٥٧ وانظر، ح: ٣٥٣٧.

٣٥٣٩- أخرجه مسلم، التوبة، باب سقوط الذنوب بالاستغفار والتوبة، ح: ٢٧٤٨ عن قتيبة به ورواه القرظي عن أبي صرمة عن أبي أيوب به.

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ قَالَ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ: قَدْ كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَوْلَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُونَ لَخَلَقَ اللهُ خَلْقًا يُذْنِبُونَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ».

چھپائی تھی جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اگر تم سے گناہ سرزد نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا کرے گا جن سے گناہ سرزد ہوں گے، پھر اللہ انھیں بخش دے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ عُمَرَ مَوْلٰى غُفْرَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ایک اور سند سے بھی سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اس کے ہم معنی روایت بیان کی گئی ہے۔ امام صاحب ایک اور سند سے سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث کا مدعا اور مقصد یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفتِ خالقیت کے ظہور کے لیے مخلوق پیدا کرنا ضروری ہے اور صفتِ رزّاقیت کے ظہور کے لیے ایسی مخلوق کا ہونا ضروری ہے جسے رزق کی ضرورت ہو، اسی طرح اس کی شانِ غفاری کے لیے ضروری ہے کہ کوئی ایسی مخلوق ہو جس سے گناہ سرزد ہوں، پھر وہ توبہ و استغفار کرے اور اپنے گناہوں کی بخشش اور معافی چاہے اور اللہ تعالیٰ اسے بخش دے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاری کا ظہور ہو۔ ② چونکہ اس حدیث سے جاہلانہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی کہ جان بوجھ کر گناہ کرنے چاہئیں، اس لیے سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ نے موت کے وقت مخصوص لوگوں کو یہ حدیث سنادی تاکہ کتمانِ علم نہ ہو۔ ③ مقصد یہ ہے کہ انسان بچنے کی کتنی بھی کوشش کرے اس سے گناہ اور قصور سرزد ہو ہی جاتا ہے، اس لیے اسے توبہ و استغفار سے کام لینا چاہیے۔ توبہ و استغفار اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [الْحَدِيثُ الْقُدْسِيُّ: «يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي ....»] (التحفة ١٠٧)

باب: ۔ حدیث قدسی: ''اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا'' کا بیان

٣٥٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ فَائِدٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ بَكْرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا

[3540] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! تو جب تک مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امید وابستہ رکھے گا، میں تجھے بخشتا رہوں گا چاہے تجھ میں کتنے ہی گناہ ہوں مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان

٣٥٤٠۔ [حسن لغيره] للحديث شواهد عند أحمد: ٥/ ١٥٤، ١٧٢ وغيره.

كَانَ فِيكَ وَلَا أُبَالِي. يَا ابْنَ آدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي. يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

تک پہنچ جائیں، پھر تو مجھ سے معافی مانگے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کوئی پروا نہیں۔ اے آدم کے بیٹے! مجھے اس حال میں ملے کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں تیرے پاس زمین بھر مغفرت لے کر آؤں گا۔"

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی صفتِ غفاری اس قدر وسیع ہے کہ اگر انسان توحید خالص پر دل کی گہرائی سے یقین رکھتا ہو اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قسم کے گناہ معاف کر دے گا بشرطیکہ وہ دل کی گہرائی سے اس کی مغفرت اور بخشش کی امید رکھتا ہو اور اس سے توبہ و استغفار کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کو گناہوں کی کثرت و وسعت کو معاف کر دینے پر کوئی پروا نہیں ہوگی۔

(المعجم ٩٩) بَابٌ: [«خَلَقَ اللهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ»] (التحفة ١٠٨)

باب: 99۔ اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا کی ہیں

٣٥٤١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَلَقَ اللهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَوَضَعَ رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ خَلْقِهِ يَتَرَاحَمُونَ بِهَا، وَعِنْدَ اللهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ رَحْمَةً».

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَانَ وَجُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[3541] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا کی ہیں۔ ان میں سے ایک رحمت اپنی تمام مخلوق کے درمیان رکھی ہے۔ اس کے سبب وہ ایک دوسرے پر رحمت کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس ننانویں رحمتیں ہیں۔"

اس مسئلے میں سیدنا سلمان اور جندب بن عبداللہ بن سفیان بجلی رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت و فراوانی کو بیان کرنا ہے کہ وہ بے پناہ اور لا محدود ہے، حصر مقصود نہیں۔ تمام مخلوق جو حد و شمار سے باہر ہے اور انسان اس کا احاطہ نہیں کر سکتا، ان میں رحمت کا ایک حصہ تقسیم کیا گیا ہے جس کے سبب ہر مخلوق اپنی اولاد اور ہم جنس پر ترس کھاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کیسے کسی پیمانے سے ناپا جا سکتا ہے اور اس کی وسعت کا کیسے اندازہ کیا جا سکتا ہے؟

٣٥٤١- أخرجه مسلم، التوبة، باب: في سعة رحمة الله تعالى، وأنها تغلب غضبه، ح: ٢٧٥٢ من حديث العلاء به * وفي الباب عن سلمان [مسلم، ح: ٢٧٥٣]، وجندب بن عبدالله [أبو داود، ح: ٤٨٨٥، وأحمد: ٤/٣١٢].

(المعجم ...) بَابٌ: [«لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ...»] (التحفة ١٠٩)

باب: ۔اگر مومن کو اللہ کی سزا کا احساس وشعور ہو جائے

٣٥٤٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ مَا طَمِعَ فِي الْجَنَّةِ أَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنَ الْجَنَّةِ أَحَدٌ».

[3542] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مومن اللہ تعالیٰ کی سزا کو جان لے (احساس وشعور کے ساتھ) تو کوئی شخص جنت کا امیدوار نہ ہو اور اگر کافر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو (صحیح طور پر) جان لے تو کوئی کافر جنت کے حصول سے مایوس نہ ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف علاء بن عبدالرحمٰن ہی بیان کرتا ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی صفت قہر وغضب اور صفت رحمت کا کوئی حد وشمار نہیں۔ اگر وہ انسان کی لغزشوں اور کوتاہیوں پر مؤاخذہ شروع کر دے تو کوئی فرد اس کے مؤاخذے سے نہیں بچ سکتا، اور اگر وہ معاف کرنا چاہے تو ہر قسم کے گناہ معاف کر سکتا ہے کوئی درمیان میں حائل نہیں ہو سکتا، اس لیے اس کی ان دونوں صفتوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرنا چاہیے اور رحمت کی امید رکھنی چاہیے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [«إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي...»] (التحفة ١١٠)

باب: ۔اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے

٣٥٤٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ حِينَ خَلَقَ الْخَلْقَ كَتَبَ بِيَدِهِ عَلَى نَفْسِهِ: أَنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي».

[3543] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا کی تو اپنے بارے میں اپنے ہاتھ سے لکھا: بے شک میری رحمت، میرے غضب پر غالب رہے گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح

٣٥٤٢- أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢٧٥٥ من حديث العلاء به، ورواه البخاري، ح: ٦٤٦٩ من حديث أبي هريرة.

٣٥٤٣- أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ما يرجى من رحمة الله يوم القيامة، ح: ٤٢٩٥ من حديث ابن عجلان به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ٤٣٣ وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦١١٢.

[غَرِيبٌ]. (غریب) ہے۔

فوائد و مسائل: ① مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بغیر کسی سبب اور واسطے کے ہے اور غضب و ناراضی کا کوئی نہ کوئی سبب اور وجہ ہوتی ہے۔ رحمت کا آغاز ماں کے پیٹ سے ہوتا ہے اور مرتے دم تک رہتا ہے بلکہ جنت میں داخلہ بھی رحمت کے نتیجے میں ہو گا لیکن غلطیوں کا مؤاخذہ بلوغت کے بعد سے ہوگا۔ ② ہر نیکی کا کم از کم بدلہ دس گنا ہے، اس سے اوپر کی کوئی حد نہیں اور برائی کا بدلہ صرف ایک برائی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت کی وسعت و فراوانی، صفتِ غضب سے بڑھ کر ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اور اس کی تحریر اس کے شایان شان ہے، اس کی کیفیت و حقیقت ہمارے علم و فہم سے باہر ہے۔

٣٥٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ [بْنُ عَبْدِاللهِ] بْنِ أَبِي الثَّلْجِ - رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَغْدَادَ أَبُو عَبْدِ اللهِ صَاحِبُ أَحْمَدَ ابْنِ حَنْبَلٍ - حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ زَرْبِيٍّ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ وَثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْجِدَ وَرَجُلٌ قَدْ صَلَّى وَهُوَ يَدْعُو وَهُوَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: اَللّٰهُمَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ أَنْتَ الْمَنَّانُ، بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَتَدْرُونَ بِمَا دَعَا اللهَ؟ دَعَا اللهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى».

[3544] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مسجد میں تشریف لائے جبکہ ایک آدمی نماز پڑھ کر دعا مانگ رہا تھا اور وہ اپنی دعا میں کہہ رہا تھا: اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو بڑا محسن ہے۔ آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمانے والا ہے۔ اے بزرگی اور عزت والے! تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو اس نے کس کلمے سے دعا کی ہے؟ اس نے اللہ تعالیٰ سے اس اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے کہ اس کے وسیلے سے جب دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے اور جب اس کے واسطے سے مانگا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ أَنَسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اور سند سے بھی منقول ہے۔

فائدہ: اسم اعظم کے بارے میں گفتگو حدیث: 3475 اور 3478 کے تحت ہو چکی ہے۔

(المعجم ١٠٠) بَابٌ: [«رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ...»] (التحفة ١١١)

باب: 100۔ وہ انسان ذلیل و خوار ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہو (اور وہ درود نہ پڑھے)

٣٥٤٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ:

[3545] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

٣٥٤٤- [صحيح بطرق أخرى] * سعيد بن زربي منكر الحديث وله شاهد صحيح عند أبي داود، ح: ١٤٩٥ والنسائي: ٣/ ٥٢، ح: ١٣٠١ وغيرهما.

٣٥٤٥- أخرجه أحمد: ٢/ ٢٥٤ عن ربعي بن إبراهيم به وتابعه بشر بن المفضل عند إسماعيل بن إسحاق القاضي في فضل ◄◄

حَدَّثَنَا رِبْعِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ. وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ».

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: وَأَظُنُّهُ قَالَ: «أَوْ أَحَدُهُمَا»

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَرِبْعِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ هُوَ أَخُو إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَهُوَ ثِقَةٌ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ. وَيُرْوٰى عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ: إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مَرَّةً فِي الْمَجْلِسِ أَجْزَأَ عَنْهُ مَا كَانَ فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ.

ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اور ذلیل و خوار ہو وہ آدمی جس پر رمضان کا مہینہ آئے اور وہ اسے بخشش و معافی ملنے سے پہلے گزر جائے۔ اور وہ آدمی بھی ذلیل وخوار ہو جس کے ماں باپ اس کی زندگی میں بڑھاپے کو پہنچ گئے اور انھوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔''

عبدالرحمٰن کہتے ہیں: اور میرے خیال میں آپ نے فرمایا: ''یا ان میں سے کوئی ایک (بڑھاپے کو پہنچ گیا)۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا جابر اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ ربعی بن ابراہیم، اسماعیل بن ابراہیم کا بھائی ہے اور ثقہ ہے۔ اور اسماعیل بن ابراہیم کو ابن عُلَیَّہ کہتے ہیں۔ بعض اہل علم سے مروی ہے: اگر مجلس میں آدمی نبی ﷺ پر ایک دفعہ درود بھیج دے تو جب تک اس مجلس میں رہے گا، وہ کافی ہوگا۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں تین قسم کے آدمیوں کے لیے ذلت وخواری کی بددعا ہے اور ان کا مشترک سنگین جرم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اپنی عنایت اور رحمت و مغفرت حاصل کرنے کا بہترین موقع فراہم کیا لیکن انھوں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت حاصل کرنے میں کوتاہی اور بے پروائی سے کام لیا اور رحمت و بخشش سے محروم رہے۔ ② آپ کے نام پر ہر دفعہ درود پڑھنے کے سلسلے میں اختلاف ہے: امام طحاوی، بعض احناف اور بعض شوافع نے اسے لازم قرار دیا ہے اور ابن العربی نے اسی کو احوط (زیادہ محتاط) قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے آپ ﷺ پر درود بھیجنے کے سلسلے میں دس مذاہب بیان کیے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: 183/11، باب الصلاة على النبي)

◀◀ الصلاة على النبي ﷺ: ١٦ وصححه ابن حبان (الإحسان): ٩٠٥ ✻ عبدالرحمن هو المدني وله شواهد عند مسلم، ح: ٢٥٥١ وابن حبان، ح: ٢٣٨٧، ٢٠٢٨ وابن خزيمة، ح: ١٨٨٨ والحاكم: ٤/ ١٥٣ وغيرهم ✻ وفي الباب عن جابر (بن سمرة) [الطبراني في الكبير: ٢/ ٢٤٣، ح: ٢٠٢٢، وص: ٢٤٦، ح: ٢٠٣٤ (وابن عبدالله، الطيالسي، ح: ١٧٥٦ وعنه النسائي في الكبرى، ح: ١٢٤٤]، وأنس [النسائي في الكبرى، ح: ٩٨٨٩، والبخاري في الأدب المفرد، ح: ٦٤٣ والطيالسي، ح: ١٢٨٩].

٣٥٤٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى [وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَا]: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ».

[3546] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اصلی اور حقیقی کنجوس آدمی وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فائدہ: عام طور پر بخیل ایسے آدمی کو سمجھا جاتا ہے جو دولت و مال کے خرچ کرنے میں کنجوسی سے کام لے لیکن آپ نے بخیل اسے قرار دیا جو نبی ﷺ کا نام آنے پر ذرا سی زبان ہلا کر آپ ﷺ پر درود بھی نہ بھیج سکے، حالانکہ آپ ﷺ نے امت کے لیے وہ کچھ کیا ہے اور آپ کے ہاتھوں سے امت کو وہ عظیم دولت (قرآن و اسلام) ملی ہے کہ اگر ہر امتی آپ پر اپنی جان بھی نچھاور کر دے تو آپ کا حق ادا نہ ہو سکے، نیز آپ ﷺ پر درود بھیجنا خود درود بھیجنے والے کے حق میں بلندیٔ درجات اور اجر و ثواب کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی بخیل ہو سکتا ہے جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور نوازشوں سے محروم رکھتا ہے۔

(المعجم ١٠١) بَابٌ: [دُعَاءِ «اللّٰهُمَّ بَرِّدْ قَلْبِي...»] (التحفة ١١٢)

باب: 101- اے اللہ! میرے دل کو ٹھنڈک (آسودگی اور سکون) بخش

٣٥٤٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ [أَبِي] أَوْفَى قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ بَرِّدْ قَلْبِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اللّٰهُمَّ نَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ

[3547] سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میرے دل کو برف، اولے اور ٹھنڈے پانی سے ٹھنڈا کر دے۔ اے اللہ! میرے دل کو گناہوں سے اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا ہے۔“

٣٥٤٦- أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٥٦ من حديث أبي عامر به وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٨٨ والحاكم: ١/ ٥٤٩ ووافقه الذهبي.

٣٥٤٧- * عطاء بن السائب اختلط، وللحديث شواهد كثيرة جدًا عند البخاري، ح: ٧٤٤ ومسلم، ح: ٥٩٨ وغيرهما.

الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت روحانی اور قلبی طور پر حرارت اور سوزش وجلن کا باعث ہے۔ برف، اولے اور ٹھنڈا پانی ٹھنڈک کا باعث ہیں۔ گناہوں سے کلی طور پر محفوظ رہنا اور بار بار توبہ و استغفار کرنا گناہوں کی سوزش اور جلن کو ختم کرتا ہے اور انسان کے دل کو ٹھنڈک، یعنی آسودگی اور راحت میسر آتی ہے، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میرے دل کو گناہوں اور لغزشوں سے پاک صاف رکھ۔''

(المعجم ...) بَابُ [«مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ...»] (التحفة ١١٣)

باب:۔ جس کے لیے دعا کا دروازہ کھولا گیا

٣٥٤٨۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْقُرَشِيِّ [الْمُلَيْكِيِّ] عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللهُ شَيْئًا يَعْنِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ الْعَافِيَةَ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَاءِ».

[3548] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا، اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز ایسی نہیں مانگی گئی جو اسے اس سے عافیت مانگنے سے زیادہ محبوب ہو۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دعا اس مصیبت کے لیے نفع بخش ہے جو نازل ہو چکی ہے اور اس کے لیے بھی جو نازل نہیں ہوئی، لہٰذا اللہ کے بندو! دعا کی پابندی اور اہتمام کرو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْقُرَشِيِّ وَهُوَ الْمَكِّيُّ الْمُلَيْكِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَقَدْ رَوٰى إِسْرَائِيلُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا سُئِلَ اللهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف عبدالرحمٰن بن ابی بکر قرشی جو کہ ملیکی ہے، بیان کرتا ہے۔ وہ حدیث کے سلسلے میں ضعیف ہے۔ اس پر بعض محدثین نے اس کے حافظے (کی کمزوری) کے سبب جرح کی ہے۔ اور یہ حدیث اسرائیل نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہی کی سند سے اس طرح بیان کی ہے: ''اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز ایسی نہیں مانگی گئی جو اسے عافیت

٣٥٤٨۔[ضعيف دون قوله: إن الدعا ينفع . . .] تقدم: ٣٥١٥.

الْعَافِيَةِ».

سے زیادہ محبوب ہو۔"

فوائد و مسائل: ① "عافیت" امن و سلامتی کا مفہوم پیچھے گزر چکا ہے۔ دعا ہر قسم کی مصیبت کے لیے نفع بخش ہے، وہ مصیبت پیش آ چکی ہو یا آیندہ پیش آ سکتی ہو، اس لیے آفات و مصائب کے نزول سے بچنے کا تیر بہدف نسخہ دعا ہے۔ اس کا اہتمام اور پابندی کرنی چاہیے۔ ② یہ روایت ضعیف ہے، تاہم دعا کا جو فائدہ اس میں بیان کیا گیا ہے وہ صحیح ہے، اس لیے دعا اور توبہ و استغفار میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

٣٥٤٩- (١) حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكُوفِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ بِهٰذَا. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُوالنَّضْرِ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خُنَيْسٍ عَنْ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ بِلَالٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَإِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ إِلَى اللهِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ وَتَكْفِيرٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ».

[3549] مذکورہ بالا اسرائیل کی حدیث کی سند بیان کی گئی ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم رات کا قیام لازم پکڑو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے۔ رات کا قیام (نماز تہجد) اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے، گناہوں سے روکتا ہے اور برائیوں کا کفارہ ہے۔ جسم سے بیماری کو بھگاتا ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ بِلَالٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَا يَصِحُّ مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ [قَالَ:] وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: مُحَمَّدٌ الْقُرَشِيُّ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الشَّامِيُّ وَهُوَ ابْنُ أَبِي قَيْسٍ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ وَقَدْ تُرِكَ حَدِيثُهُ. وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند سے مروی ہے اور اس کی سند صحیح نہیں۔ امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: محمد القرشی جو محمد بن سعید شامی، ابن ابی قیس اور محمد بن حسان بھی کہلاتا ہے، اس کی حدیث متروک ہے۔ اور یہ حدیث ربیعہ بن یزید کی سند سے معاویہ بن صالح بھی بیان کرتے ہیں لیکن وہ اسے سیدنا امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم قیام اللیل کا اہتمام کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے

٣٥٤٩ـ [ضعيف] * محمد بن سعيد القرشي المصلوب كذاب مشهور فالسند موضوع، وله شاهد ضعيف جدًا عند البيهقي (٢/ ٥٠٢) وشاهد ضعيف عند ابن عدي (٤/ ٥٩٧) وابن عساكر (٥٥/ ٢٩٠) والطبراني (٦/ ٢٥٨ ح ٦١٥٤) وفيه الزيادة: "ومطردة الداء عن الجسد" من حديث أبي الدرداء وسنده ضعيف مظلم وله شاهد ضعيف عند ابن عساكر (٦٦/ ٨٨).

ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِّلسَّيِّئَاتِ. وَمَنْهَاةٌ لِّلْإِثْمِ». [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ بِلَالٍ.

نیک لوگوں کی عادت اور طرز عمل ہے جو تمھارے رب کے قرب کا ذریعہ اور گناہوں کا کفارہ اور گناہ سے روکنے کا ذریعہ ہے۔'' امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ابو ادریس کی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① قیام اللیل، یعنی نماز تہجد اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی تحفہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے لیے اس کا اہتمام ضروری تھا اور امت کو ترغیب دی گئی ہے۔ مذکورہ حدیث میں واضح کیا گیا ہے کہ ہر امت کے نیکوکار اس نماز کا اہتمام کرتے رہے۔ اس سے اس کی اہمیت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ② انسان تمام عبادتیں اور ریاضتیں قرب الٰہی کے لیے کرتا ہے اور مسلمان کے لیے اس سے بڑا اعزاز کوئی نہیں کہ اسے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو جائے۔ یہ فضیلت قیام اللیل سے بآسانی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس سے گناہ نہ صرف مٹ جاتے ہیں بلکہ گناہ والی زندگی سے نفرت ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا﴾ ''بلاشبہ رات کا اٹھنا (نفس کے) کچلنے میں زیادہ سخت اور بات کو بہت درست کر دینے والا ہے۔'' (المزمل 6:73) ③ یاد رہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ ضعیف ہیں، تاہم سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت قابل حجت ہے جیسا کہ تخریج میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [«أَعْمَارُ أُمَّتِي بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى السَّبْعِينَ»] (التحفة ١١٢)

باب: میری امت کی عمریں ساٹھ ستر سال کے درمیان ہوں گی

٣٥٥٠- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى السَّبْعِينَ وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوزُ ذٰلِكَ».

[3550] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہوں گی اور ان میں سے بہت کم لوگ اس سے تجاوز کریں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ مِّنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث محمد بن عمرو کی سند سے غریب حسن ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور سند سے بھی مروی ہے۔

٣٥٥٠- أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الأمل والأجل، ح: ٤٢٣٦ عن الحسن بن عرفة به وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٦٧، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٢٧ ووافقه الذهبي وحسنه ابن مندة في التوحيد وله شاهد تقدم: ٢٣٣١.

فائدہ: عام طور پر مسلمانوں کی عمریں ساٹھ، ستر سال کے درمیان ہی رہتی ہیں جیسا کہ نبی ﷺ اور آپ کے تین خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی عمریں ہیں لیکن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر ستر سال سے زائد تھی۔ مقصد یہ ہے کہ تم اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ۔

(المعجم ۱۰۲) بَابٌ: [«رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ...»]

(التحفة ۱۱۵)

باب: 102۔ نبی اکرم ﷺ کی دعا: ''اے میرے رب! میری مدد فرما، میرے خلاف مدد نہ دے'' کا بیان

۳۵۵۱- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ طُلَيْقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو يَقُولُ: «رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ لِيَ الْهُدٰى، وَانْصُرْنِي عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ. رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا، لَكَ ذَكَّارًا، لَكَ رَهَّابًا، لَكَ مِطْوَاعًا، لَكَ مُخْبِتًا، إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا. رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي».

[3551] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے میرے رب! میری مدد فرما، میرے خلاف (میرے دشمنوں کی) مدد نہ فرما۔ اور میری حمایت فرما، (میرے مخالفین کی) میرے خلاف حمایت نہ فرما۔ میرے لیے تدبیر فرما اور میرے خلاف خفیہ تدبیر نہ فرما۔ مجھے ہدایت بخش اور ہدایت میرے لیے آسان فرما اور جو کوئی مجھ پر ظلم و زیادتی کرے اس کے مقابلے میں میری مدد و نصرت فرما۔ اے میرے رب! مجھے بنا دے اپنا خوب شکر گزار، تیرا خوب ذکر کرنے والا، تجھ سے بہت ڈرنے والا، تیرا بہت ہی اطاعت گزار، تیرے حضور نیازمندی سے جھکنے والا، نرم دل، تیری بارگاہ کی طرف لوٹنے والا، اے میرے رب! میری توبہ قبول فرما۔ میرے گناہ دھو ڈال۔ میری دعا قبول فرما۔ میری حجت (ایمان و یقین) مستحکم کر دے۔ میری زبان کو ٹھیک چلنے والا بنا دے۔ میرے دل کو ہدایت بخش دے اور میرے سینے سے ہر قسم کی کھوٹ (کینہ و بغض) نکال دے۔''

قَالَ مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب اپنے استاد کی دوسری سند سے، اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۵۵۱- أخرجه أبو داود، الوتر، باب ما يقول الرجل إذا سلّم، ح: ۱۵۱۰، وابن ماجه، ح: ۳۸۳۰ من حديث سفيان الثوري به وصرح بالسماع وصححه ابن حبان، ح: ۲٤۱٤، ۲٤۱٥، والحاكم: ۱/۵۱۹، ۵۲۰ ووافقه الذهبي.

فائدہ: اس جامع ترین دعا میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح پیش فرمایا ہے کہ میں زندگی کے ہر معاملے میں تیرا محتاج ہوں۔ اپنے طور پر بے بس اور عاجز ہوں۔ میرا ظاہر اور باطن اور زبان و دل تیری ہدایت و رہنمائی کے محتاج ہیں۔ میرے جذبات، اعمال اور احوال کی اصلاح اور درستی تیری توفیق کی محتاج ہے۔ میرے دشمنوں اور بدخواہوں کے خلاف نصرت وحمایت اور خفیہ تدبیر تیری قدرت میں ہے۔ اے اللہ! توبہ و انابت اور اطاعت و فرماں برداری کا سوال تجھ ہی سے کرتا ہوں۔ اس طرح اس دعا میں ہر وہ چیز جس کا انسان دینی اعتبار سے ضرورت مند ہے، مانگ لی ہے۔ درحقیقت نبی ﷺ نے ہمیں مانگنے کی تعلیم دی ہے کہ رب کریم سے کیسے مانگا جاتا ہے اور کیا مانگا جاتا ہے۔

(المعجم ...) بَابُ [مَنْ دَعَا عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ فَقَدِ انْتَصَرَ] (التحفة ١١٦)

باب: جس نے ظالم کے خلاف دعا مانگی، اس نے بدلہ لے لیا

٣٥٥٢- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ دَعَا عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ فَقَدِ انْتَصَرَ».

[3552] سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے خلاف دعا کی تو اس نے بدلہ لے لیا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي حَمْزَةَ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَبِي حَمْزَةَ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَهُوَ مَيْمُونٌ الْأَعْوَرُ. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے بس ابوحمزہ بیان کرتا ہے۔ بعض اہل علم نے اس کے حافظے (کی کمزوری) کے سبب اس پر جرح کی ہے۔ اور یہی میمون اعور ہے۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

(المعجم ١٠٣) بَابُ [مَنْ قَالَ كَلِمَةَ التَّوْحِيدِ الْمُفَصَّلِ عَشْرَ مَرَّاتٍ] (التحفة ١١٧)

باب: 103۔ کلمۂ توحید مفصل دس دفعہ کہنا

٣٥٥٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي سُفْيَانُ

[3553] سیدنا ابوایوب انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دس دفعہ کہا: اللہ کے

٣٥٥٢- [ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٠/ ٣٤٧، ٣٤٨ عن أبي الأحوص به * أبو حمزة ميمون الأعور ضعيف تقدم.
٣٥٥٣- أخرجه البخاري، الدعوات، باب فضل التهليل، ح: ٦٤٠٤ من حديث الشعبي، ومسلم، ح: ٢٦٩٣ من حديث عبدالرحمن بن أبي ليلى به.

الثَّوْرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ [يُحْيِي وَيُمِيتُ] وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَانَتْ لَهُ عِدْلَ أَرْبَعِ رِقَابٍ مِّنْ وَّلَدِ إِسْمَاعِيلَ».

سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہت ہے اور وہی حمد و ستائش کا حق دار ہے۔ (زندگی بخشا اور مارتا ہے۔) اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے'' تو اس کے لیے یہ کلمہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار گردنیں آزاد کرنے کے برابر ہوگا''

[قَالَ:] وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ مَوْقُوفًا.

اور یہ حدیث سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے موقوفاً (ان کے قول کی حیثیت سے) بھی منقول ہے۔

فائدہ: ان الفاظ کی وضاحت اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کی تخصیص کی وجہ گزر چکی ہے۔

(المعجم ...) بَابُ [ثَوَابِ: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ ...] (التحفة ١١٨)

باب: ۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح: [سبحان الله عدد خلقه] کا ثواب

٣٥٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا هَاشِمٌ - هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ -: حَدَّثَنَا كِنَانَةُ مَوْلٰى صَفِيَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ صَفِيَّةَ تَقُولُ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيَّ أَرْبَعَةُ آلَافِ نَوَاةٍ أُسَبِّحُ بِهَا. قَالَ: «لَقَدْ سَبَّحْتِ بِهٰذِهِ أَلَا أُعَلِّمُكِ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَبَّحْتِ بِهِ؟» فَقُلْتُ: بَلٰى عَلِّمْنِي، فَقَالَ: «قُولِي: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ».

[3554] سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ میرے سامنے کھجور کی چار ہزار گٹھلیاں تھیں۔ میں ان کے ذریعے سے (گن کر) تسبیح بیان کر رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے ان کے ذریعے سے تسبیح گنی ہے، کیا میں تجھے ایسی تسبیح نہ سکھاؤں جو تیری تسبیح سے زیادہ ہو؟'' تو میں نے کہا: ضرور، مجھے سکھائیں۔ آپ نے فرمایا: ''کہو: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ ''سبحان اللہ (اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے) اپنی مخلوقات کی تعداد کے برابر۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ صَفِيَّةَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ هَاشِمِ بْنِ سَعِيدٍ الْكُوفِيِّ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمَعْرُوفٍ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بس اسی سند سے مروی ہے اور اس کی سند معروف نہیں۔ اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بھی آئی ہے۔

٣٥٥٤ـ [ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/ ٥٤٧ من حديث هاشم بن سعيد به وصححه ووافقه الذهبي * هاشم بن سعيد: ضعيف (تقريب) * وفي الباب عن ابن عباس [مسلم، ح: ٢٧٢٦/ ٧٩، وأبو داود، ح: ١٥٠٣].

٣٥٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ كُرَيْبًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهَا وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا، ثُمَّ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا قَرِيبًا مِّنْ نِّصْفِ النَّهَارِ فَقَالَ لَهَا: «مَا زِلْتِ عَلَى حَالِكِ»؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ: «أَلَا أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهَا: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ».

[3555] سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنی نماز گاہ میں بیٹھی ہوئی تھیں، پھر نبی ﷺ ان کے پاس سے تقریباً آدھا دن گزرنے پر گزرے تو آپ نے ان سے پوچھا: ''تو مسلسل اسی حالت میں ہے؟'' یعنی صبح سے وظیفے میں مشغول ہے۔ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن کا تو وظیفہ کرے: ''سبحان الله... ''سبحان اللہ، اللہ کی ساری مخلوقات کی تعداد کے برابر۔ سبحان اللہ، اللہ کی ساری مخلوقات کی تعداد کے برابر، سبحان اللہ، اللہ کی ساری مخلوقات کی تعداد کے برابر۔ سبحان اللہ اس کی ذات پاک کی رضا کے مطابق۔ سبحان اللہ، اس کی ذات پاک کی رضا کے مطابق۔ سبحان اللہ، اس کی ذات پاک کی رضا کے مطابق۔ سبحان اللہ، اس کے عرش کے وزن کے برابر۔ سبحان اللہ، اس کے عرش کے وزن کے برابر۔ سبحان اللہ، اس کے عرش کے وزن کے برابر۔ سبحان اللہ، اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔ سبحان اللہ، اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔ سبحان اللہ، اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ مَوْلٰى آلِ طَلْحَةَ وَهُوَ شَيْخٌ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ الْمَسْعُودِيُّ وَ[سُفْيَانُ] الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور محمد بن عبدالرحمن، طلحہ کے خاندان کا آزاد کردہ غلام ہے جو مدنی شیخ اور ثقہ ہے۔ اس سے مسعودی اور (سفیان) ثوری نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ زیادہ اجر و ثواب حاصل کرنے کا ایک طریقہ کثرتِ ذکر ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ نے بعض دفعہ آسان طریقہ بھی استعمال کیا ہے کہ ذکر میں ایسے الفاظ شامل کر دیے ہیں جو کثرتِ تعداد یا کثرت وزن پر دلالت کرتے ہیں لیکن اس سلسلے میں آپ ﷺ سے منقول الفاظ ہی کی پابندی کرنی چاہیے اور آپ کے اس آسان طریقے سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں: ''میں نے تمھارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین دفعہ کہے ہیں۔ اگر وہ تیرے

٣٥٥٥- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب التسبيح أول النهار وعند النوم، ح: ٢٧٢٦ من حديث محمد بن عبدالرحمن به.

اس پورے وظیفے کے ساتھ تولے جائیں جو تو نے اس وقت تک کیا ہے تو میرے کلمات کا وزن بڑھ جائے گا۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ ''اللہ تعالیٰ کی تسبیح اس کی حمد کے ساتھ، اس کی ساری مخلوقات کی تعداد کے برابر اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کی ذات پاک کی رضا کے مطابق اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔'' (صحیح مسلم، الذكر والدعاء، حديث: 6913 (2726))

(المعجم ۱۰۳) بَابٌ: [«إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ...»] (التحفة ۱۱۹)

باب: 104۔ بے شک اللہ تعالیٰ حد درجہ حیا اور کرم کی صفت سے متصف ہے

۳۵۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ: أَنْبَأَنَا جَعْفَرُ بْنُ مَيْمُونٍ صَاحِبُ الْأَنْمَاطِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ».

[3556] سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ، اللہ بہت حیا اور عزت والا ہے (سخی ہے۔) وہ اس بات سے حیا کرتا ہے کہ جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھائے (مانگنے کے لیے پھیلائے) تو وہ انھیں خالی و نامراد لوٹا دے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور بعض نے اسے مرفوعاً بیان نہیں کیا۔

لغوی تشریح: کریم وہ ذات ہے جو بن مانگے دے تو مانگنے پر وہ کیوں نہیں دے گا۔

فائدہ: انسان اللہ تعالیٰ سے خلوص دل کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر مانگ کر کبھی ناکام اور نامراد نہیں رہتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ خالی اور نامراد لوٹانے سے شرم کرتا ہے اور بہت عنایت فرمانے والا ہے، اس لیے عطا فرمانے ہی کا فیصلہ فرماتا ہے۔

۳۵۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ ابْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَدْعُو بِأُصْبُعَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَحِّدْ أَحِّدْ».

[3557] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اپنی دو انگلیوں سے (اشارے کر کے) دعا کر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک سے اشارہ کر، ایک کو استعمال کر۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ]

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح)

۳۵۵٦۔[صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب رفع اليدين في الدعاء، ح: ۳۸٦٥ من حديث محمد بن أبي عدي، وأبو داود، ح: ١٤٨٨ من حديث جعفر بن ميمون به وهو ضعيف ضعفه الجمهور وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٢٤٠٠ وغيره.

۳۵۵۷۔ أخرجه النسائي، السهو، باب النهي عن الإشارة بأصبعين وبأي أصبع يشير، ح: ۳/ ۳۸، ح: ۱۲۷۳ عن محمد بن بشار به وصححه الحاكم: ۱/ ٥٣٦ ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند النسائي: ۳/ ۳۸، ح: ۱۲۷۲، وأبي داود، ح: ٩٩١ وغيرهما.

غَرِيبٌ. وَمَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ إِذَا أَشَارَ الرَّجُلُ بِأُصْبُعَيْهِ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الشَّهَادَةِ: فَلَا يُشِيرُ إِلَّا بِأُصْبُعٍ وَاحِدَةٍ.

غریب ہے۔ اور اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب دعا میں کلمۂ شہادت کے وقت انسان انگلیوں سے اشارہ کرے تو اسے ایک ہی انگلی سے اشارہ کرنا چاہیے۔

فائدہ: ایک انگلی سے اشارہ کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور یکتائی کی طرف اشارہ ہے۔

أَحَادِيثُ شَتّٰى مِنْ أَبْوَابِ الدَّعَوَاتِ

دعاؤں کے سلسلے میں مختلف احادیث

(المعجم ١٠٥) [بَابٌ: «سَلُوا اللهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ .....»] (التحفة ١٢٠)

باب: 105۔ اللہ سے درگزر اور عافیت کا سوال کرو

٣٥٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ - وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ - عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُقَيْلٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَامَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْأَوَّلِ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ: «سَلُوا اللهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، فَإِنَّ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِّنَ الْعَافِيَةِ».

[3558] سیدنا رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے، پھر رو پڑے اور کہا: رسول اللہ ﷺ ... اور فرمایا: ''اللہ سے درگزر اور سلامتی کا سوال کرو کیونکہ تم میں سے کسی کو یقین (ایمان) کے بعد عافیت سے بہتر چیز عنایت نہیں کی گئی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس سند سے حسن غریب ہے۔

فائدہ: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا عہد مبارک اور آپ کا وعظ و تذکیر، منبر پر کھڑے ہوئے یاد کر کے روئے یا آپ کی اقتدا میں روئے اور نبیٔ اکرم ﷺ اس لیے روئے کہ امت اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کے سبب خوفناک حالات سے گزرے گی کیونکہ عزت و مرتبے کے حصول اور مال و دولت کی حرص و ہوس کے غلبے کی وجہ سے اسے آزمائشوں اور فتنوں سے دوچار ہونا

٣٥٥٨- أخرجه أحمد: ١/ ٣ عن أبي عامر عبدالملك بن عمرو به وإسناده حسن وللحديث شواهد كثيرة عند الحميدي (٢) وغيره.

پڑے گا۔

(المعجم ١٠٦)[بَابٌ: «مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ...»]
(التحفة ١٢١)

باب: 106۔ بخشش طلب کرنے والا، گناہ پر اصرار کرنے والا نہیں سمجھا جائے گا

٣٥٥٩- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ أَبِي نُصَيْرَةَ، عَنْ مَوْلًى لِأَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَلَوْ فَعَلَهُ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً».

[3559] سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بندہ (گناہ کر کے) استغفار کرے، وہ اگر دن میں ستر دفعہ بھی وہی گناہ کرے، وہ گناہ پر اصرار کرنے والا نہیں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي نُصَيْرَةَ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے بس ابونصیرہ ہی بیان کرتا ہے اور اس کی سند قوی نہیں۔

(المعجم ١٠٧)[بَابٌ:](التحفة...)

باب: 107۔ بلا عنوان

٣٥٦٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَسُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، الْمَعْنَى وَاحِدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا الْأَصْبَغُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي، [ثُمَّ عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهِ] ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي

[3560] سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہنا اور یہ دعا پڑھی: ”حمد وثنا کا حق دار وہ اللہ ہے جس نے مجھے ایسا لباس عطا فرمایا جس سے میں اپنی پردہ داری کرتا ہوں اور زندگی میں وہ میرے لیے باعث زینت ہے۔“ (پھر بوسیدہ کپڑے کا قصد کیا اور اسے صدقہ کر دیا۔) پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس نے نیا کپڑا پہنا، پھر یہ دعا پڑھی: حمد و ستائش کا حق دار وہ اللہ ہے جس نے مجھے وہ لباس عطا فرمایا جس سے میں اپنی پردہ پوشی کرتا ہوں اور

٣٥٥٩ـ [ضعيف] أخرجه أبو داود، الوتر، باب: في الاستغفار، ح: ١٥١٤ من حديث عثمان بن واقد به * مولى لأبي بكر: مجهول (تقريب).

٣٥٦٠ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب ما يقول الرجل إذا لبس ثوبًا جديدًا، ح: ٣٥٥٧ من حديث يزيد بن هارون به، ورواه أحمد: ١/ ٤٤، ح: ٣٠٥ عنه وقال ابن كثير: "هو حسن على شرطه أي الترمذي"(!) وحديث يحيى بن أيوب أخرجه الإسماعيلي كما في مسند الفاروق: ١/ ٢١٨ * أبو العلاء الشامي مجهول (تقريب).

حَيَاتِي، ثُمَّ عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهِ كَانَ فِي كَنَفِ اللهِ وَفِي حِفْظِ اللهِ وَفِي سِتْرِ اللهِ حَيًّا وَمَيِّتًا».

اس سے اپنی زندگی میں زیب و زینت پاتا ہوں، پھر جو کپڑا بوسیدہ کیا اس کا قصد کیا اور صدقہ کر دیا تو وہ اللہ کی پناہ، حفاظت اور اس کی پردہ داری میں رہے گا، زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اسے یحییٰ بن ایوب نے ایک اور سند سے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ نیا لباس پہنتے وقت جو دعا صحیح سند سے ثابت ہے، وہ یہ ہے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ] (سنن أبي داود، اللباس، حديث: 4020) ''اے اللہ! تیرے ہی لیے ہر قسم کی تعریف ہے۔ تو نے ہی مجھے یہ پہنایا ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی کا اور اس کام کی بھلائی کا جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے اور اس کام کے شر سے جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے۔'' اور معمول کا لباس پہننے کی دعا یہ ہے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ] (سنن أبي داود، اللباس، حديث: 4023) ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ (لباس) پہنایا اور میری ذاتی قوت و طاقت کے بغیر مجھے عطا کیا۔'' اس دعا کی یہ فضیلت حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ اس سے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(المعجم ١٠٨) [بَابٌ:] (التحفة ...)

باب: 108۔ بلاعنوان

٣٥٦١۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوا غَنَائِمَ كَثِيرَةً وَأَسْرَعُوا الرَّجْعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّمَّنْ لَمْ يَخْرُجْ: مَا رَأَيْنَا بَعْثًا أَسْرَعَ رَجْعَةً وَلَا أَفْضَلَ غَنِيمَةً مِّنْ هٰذَا الْبَعْثِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى قَوْمٍ أَفْضَلَ غَنِيمَةً وَأَسْرَعَ رَجْعَةً؟ قَوْمٌ شَهِدُوا صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ

[3561] سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر نجد کی طرف روانہ کیا۔ اسے بہت زیادہ غنیمتیں ملیں اور وہ بہت جلد واپس آ گیا تو ایک آدمی جو ان کے ساتھ نہیں گیا تھا، کہنے لگا: ہم نے کوئی لشکر اتنی تیزی سے لوٹنے والا اور اس لشکر سے بہتر غنیمت حاصل کرنے والا نہیں دیکھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسے لشکر سے آگاہ نہ کروں جو بہترین غنیمت حاصل کرنے والا اور بہت تیزی سے لوٹنے والا ہے؟ وہ لوگ جو صبح کی

٣٥٦١۔ [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٢/ ٦٥٨ من حديث عبدالله بن نافع به، وحماد بن أبي حميد ضعيف (تقريب).

جَلَسُوا يَذْكُرُونَ اللهَ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأُولٰئِكَ أَسْرَعُ رَجْعَةً وَّأَفْضَلُ غَنِيمَةً».

نماز میں حاضر ہوئے، پھر بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہے حتیٰ کہ سورج نکل آیا تو وہ لوگ بہت جلد لوٹنے والے اور بہترین غنیمت حاصل کرنے والے ہیں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَحَمَّادُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ وَّهُوَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيُّ الْمَدَنِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔ حماد بن ابی حمید، محمد بن ابی حمید ہے جو ابوابراہیم انصاری مدنی ہے اور حدیث کے سلسلے میں ضعیف ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم صبح کی نماز میں شریک ہو کر اور طلوع شمس تک بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنے والا اس قلیل وقت کے بعد اپنے گھر آجاتا ہے اور اپنے کاروبار اور ضروریاتِ زندگی میں مشغول ہو جاتا ہے لیکن اتنا عرصہ بیٹھنے کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے اور یہ دائمی اور باقی رہنے والا ہے جبکہ غنیمت میں حاصل ہونے والا مال عارضی اور فانی ہے۔

(المعجم ١٠٩) [بَابٌ:] (التحفة ...)

باب: 109۔ بلاعنوان

٣٥٦٢- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْعُمْرَةِ فَقَالَ: «أَيْ أُخَيَّ أَشْرِكْنَا فِي دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا».

[3562] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: "اے پیارے بھائی! ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شریک رکھنا اور ہمیں بھلانا نہ۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم یہ صحیح ہے کہ نیک کام پر روانہ ہونے والے، نیک آدمی سے اگرچہ وہ اپنے سے درجے و مرتبے میں کم ہو، نیک دعا میں شریک رکھنے کی درخواست کرنی چاہیے۔ سیدنا صفوان بن عبداللہ رحمہ اللہ جو سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے داماد تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملنے گیا تو ام درداء گھر پر تھیں اور ابودرداء نہ تھے۔ ام درداء نے مجھ سے پوچھا: کیا تم اس سال حج پر جا رہے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے فرمایا: ہمارے لیے بھی دعائے خیر کرنا...... (صحیح مسلم، الذکر والدعاء، حدیث: 6929 (2733)) اور ہر انسان، خواہ وہ کتنے ہی بلند مرتبے کا مالک کیوں نہ ہو، دعا کا محتاج ہے۔ علاوہ ازیں دعا میں اپنے دوست احباب اور عزیز و اقارب کو بھی شریک کرنا چاہیے، صرف اپنے لیے نہیں مانگنی چاہیے۔

(المعجم ١١٠) [بَابٌ:] (التحفة ...)

باب: 110۔ بلاعنوان

٣٥٦٢ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب فضل دعاء الحاج، ح: ٢٨٩٤ من حديث وكيع، وأبو داود، ح: ١٤٩٨ من حديث عاصم بن عبيدالله به، وهو ضعيف.

٣٥٦٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَلِيٍّ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] أَنَّ مُكَاتَبًا جَاءَهُ فَقَالَ: إِنِّي قَدْ عَجِزْتُ عَنْ كِتَابَتِي فَأَعِنِّي، قَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صِيرٍ دَيْنًا أَدَّاهُ اللهُ عَنْكَ. قَالَ: «قُلِ اللّٰهُمَّ! اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ».

[3563] سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مُکاتِب (غلام) ان کے پاس آیا اور کہا: میں اپنی کتابت کی رقم ادا کرنے سے عاجز آچکا ہوں، لہٰذا آپ میرا تعاون فرمائیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھا دوں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائے تھے؟ اگر تجھ پر صِیر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ تیری طرف سے ادائیگی (کی صورت پیدا) کر دے گا۔ کہہ: ''اے میرے اللہ! مجھے حلال طریقے سے اتنی روزی دے جو میرے لیے کافی ہو اور تیری حرام کی ہوئی چیز سے بچائے اور اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنے ماسوا سے بے نیاز کر دے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فوائد و مسائل: ① مکاتب، اس غلام کو کہا جاتا ہے جس کے آقا نے اس کے ساتھ یہ طے کر لیا ہو کہ تو اتنی رقم ادا کر دے اور آزاد ہو جا۔ جب غلام معینہ رقم ادا کر دے گا جو زرِ کتابت ہو گا تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ ایسا غلام زرِ کتابت کی ادائیگی سے عاجز ہو کر، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تعاون کے لیے حاضر ہوا۔ چونکہ اس وقت ان کے پاس مدد کے لیے کچھ نہ تھا، اس لیے انھوں نے قرض کی ادائیگی کی دعا سکھا دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ضرورت مند سائل کی مادی مال سے مدد نہ کی جا سکتی ہو تو اگر کوئی وظیفہ اور عمل معلوم ہو تو وہی سکھا دینا چاہیے۔ یہ بھی ایک قسم کا تعاون اور مدد ہے۔ ② صِیر بنو طے قبیلے کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔

(المعجم ١١١) بَابٌ: فِي دُعَاءِ الْمَرِيضِ (التحفة ١٢٢)

باب: 111۔ مریض کے لیے دعا کرنا

٣٥٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَقُولُ: اللّٰهُمَّ! إِنْ كَانَ أَجَلِي قَدْ حَضَرَ فَأَرِحْنِي، وَإِنْ كَانَ مُتَأَخِّرًا فَارْفَغْنِي، وَإِنْ كَانَ

[3564] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار تھا تو میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ گزرے اور میں یوں کہہ رہا تھا: اے اللہ! اگر میری موت کا وقت آ گیا ہے تو مجھے راحت بخش (فوت کر دے) اور اگر موت کا وقت دور ہے تو مجھے خوش حالی کی زندگی دے اور اگر آزمائش ہے تو مجھے صبر

٣٥٦٣- أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ١٥٣ من حديث أبي معاوية الضرير به، وصرح بالسماع عند الحاكم: ١/ ٥٣٨ ووافقه الذهبي ☆ عبدالرحمن هو القرشي وسيار هو أبو الحكم.

٣٥٦٤- أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٠٥٨ من حديث شعبة به، وصححه ابن حجر وابن حبان، ح: ٢٢٠٩ والحاكم: ٢/ ٦٢٠، ٦٢١ على شرط الشيخين ووافقه الذهبي.

بَلَاءٍ فَصَبِّرْنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَيْفَ قُلْتَ»؟ قَالَ: فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ، قَالَ: فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ: «اللّٰهُمَّ عَافِهِ أَوِ اشْفِهِ» - شُعْبَةُ الشَّاكُّ - قَالَ: فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجَعِي بَعْدُ.

کی توفیق دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے کیا کہا؟'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنا قول دہرایا تو آپ نے انھیں پاؤں کی ٹھوکر ماری (کہ یہ کیا کہہ رہے ہو) اور فرمایا: ''اے اللہ! اسے عافیت و سلامتی بخش یا اسے شفا دے۔'' شعبہ کو شک ہے (کہ کون سا لفظ فرمایا) تو مجھے بعد میں یہ تکلیف نہیں ہوئی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیمار کو صحت و تندرستی کی دعا مانگنی چاہیے اور جو مریض کی عیادت و بیمار پرسی کرے، اسے بھی اس کے لیے صحت و تندرستی اور بیماری سے شفا کی دعا کرنی چاہیے۔

٣٥٦٥- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَادَ مَرِيضًا قَالَ: «[اللّٰهُمَّ] أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا».

[3565] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی بیمار کی بیمار پرسی فرماتے تو یہ دعا کرتے: ''اے اللہ! اے سب لوگوں کے رب! تکلیف دور فرما دے اور شفا بخش۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ بس تیری شفا ہی حقیقی شفا ہے۔ ایسی کامل شفا بخش جو بیماری کو بالکل نہ چھوڑے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: بیماری اگرچہ گناہوں کا کفارہ اور اجر و ثواب کے حصول کا باعث ہے اور انسان کو اپنے طرزِ عمل کے بارے میں بھی غور و فکر اور سوچ و بچار کا موقع ملتا ہے اور بعض دفعہ آرام و سکون کا موقع بھی ملتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز اور فروتنی و مسکینی سے دعا مانگنا بھی عبادت ہے۔ دوسروں کے حق میں دعا کرنا ہمدردی اور خیر خواہی ہے جو دین کا بنیادی عنصر ہے۔

(المعجم ١١٢) بَابٌ: فِي دُعَاءِ الْوِتْرِ (التحفة ١٢٣)

باب: 112۔ وتر کی دعا

٣٥٦٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ،

[3566] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے وتر میں یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری ناراضی سے تیری رضا کی پناہ لیتا ہوں اور تیری سزا

٣٥٦٥- [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ١/ ٦٦ من حديث إسرائيل به وسنده ضعيف وللحديث شواهد عند البخاري (٥٦٧٥) ومسلم (٢١٩١) وغيرهما.

٣٥٦٦- أخرجه أبو داود، الوتر، باب القنوت في الوتر، ح: ١٤٢٧ وابن ماجه، ح: ١١٧٩ والنسائي، ح: ١٧٤٨ من حديث حماد بن سلمة به وصححه الحاكم: ١/ ٣٠٦ ووافقه الذهبي.

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي وِتْرِهِ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ».

سے تیری معافی کی پناہ لیتا ہوں۔ اور میں تیری پکڑ سے تیری ہی پناہ لیتا ہوں، میں تیری ثنا اور صفت پوری طرح نہیں کرسکتا۔ تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنے بارے میں بتایا ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ [مِّنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ] لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے اس سند سے بس حماد بن سلمہ بیان کرتا ہے۔

فائدہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ دعا قیام اللیل کے سجدوں میں پڑھنا بھی مرفوعاً ثابت ہے۔ (صحیح مسلم، الصلاۃ، حدیث: 1090 (486))

(المعجم ١١٣) بَابٌ: فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَتَعَوُّذِهِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ (التحفة ١٢٢)

باب: 113۔ نبی ﷺ کا ہر نماز کے بعد دعا کرنا اور پناہ چاہنا

٣٥٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ - هُوَ ابْنُ عَمْرٍو [الرَّقِّيُّ] - عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَا: كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُكْتِبُ الْغِلْمَانَ وَيَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ».

[3567] مصعب بن سعد اور عمرو بن میمون رحمہما اللہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ یہ کلمات اپنے بچوں کو اس اہتمام سے سکھاتے تھے جس طرح کاتب بچوں کو لکھنا سکھاتا ہے اور بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان کے ذریعے سے پناہ چاہتے تھے: "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں بخل سے۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں نکمی عمر سے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے۔"

قَالَ عَبْدُ اللهِ [بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ]: أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ يَضْطَرِبُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ: عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عُمَرَ وَيَقُولُ: عَنْ غَيْرِهِ وَيَضْطَرِبُ فِيهِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ

(امام دارمی) عبداللہ (بن عبدالرحمٰن) کا قول ہے کہ ابواسحاق ہمدانی اس حدیث کی سند میں اضطراب کا شکار ہے، کبھی کہتا ہے: عن عمرو بن میمون عن عمر اور کبھی کسی اور کا نام لیتا ہے۔ وہ اس میں پریشان خیالی کا شکار

٣٥٦٧- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ما يتعوذ من الجبن، ح: ٢٨٢٢، ٦٣٧٤ من حديث عبدالملك به.

حَسَنٌ صَحِيحٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

ہے۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح ہے۔

٣٥٦٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا أَصْبَغُ ابْنُ الْفَرَجِ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ خُزَيْمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهَا أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوَاةٌ أَوْ قَالَ حَصَاةٌ تُسَبِّحُ بِهَا فَقَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا وَأَفْضَلُ؟ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ، وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ مِثْلَ ذٰلِكَ».

[3568] سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی ایک زوجہ محترمہ کے پاس گئے۔ ان کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں تھیں یا کہا سنگریزے تھے جن پر وہ تسبیح کہہ رہی تھیں تو آپ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے ایسا طریقہ نہ بتاؤں جو تیرے لیے اس سے آسان ہے یا وہ افضل اور بہتر ہے؟ سبحان اللہ (اللہ پاک ہے) ساری آسمانی مخلوق کی تعداد کے برابر۔ سبحان اللہ ساری زمینی مخلوق کی گنتی کے برابر۔ سبحان اللہ دونوں کی درمیانی مخلوقات کے برابر۔ سبحان اللہ اس ساری مخلوقات کی تعداد کے برابر جسے وہ آئندہ پیدا فرمانے والا ہے۔ اللہ أکبر اسی طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اسی طرح وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ اسی طرح (اتنی مقدار کے برابر۔'')

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ سَعْدٍ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٣٥٦٩- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ نُمَيْرٍ وَزَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَكِيمٍ [الْخَطْمِيِّ] مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا مِنْ صَبَاحٍ يُصْبِحُ الْعَبْدُ فِيهِ إِلَّا [وَ]مُنَادٍ يُنَادِي سَبِّحُوا الْمَلِكَ الْقُدُّوسَ».

[3569] سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر صبح، جو بندہ کرتا ہے اس میں ایک پکارنے والا پکارتا ہے: پاک بادشاہ کی تسبیح اور پاکیزگی بیان کرو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

٣٥٦٨ـ [منكر] أخرجه أبو داود، الوتر، باب التسبيح بالحصى، ح: ١٥٠٠ من حديث ابن وهب به وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٣٠ والحاكم: ١/ ٥٤٧، ٥٤٨ ووافقه الذهبي، سعيد بن أبي هلال مختلط. انظر التفصيل في الضعيفة للألباني، ح: ٨٣.

٣٥٦٩ـ [ضعيف] أخرجه عبد بن حميد، ح: ٩٨ من حديث ابن نمير وزيد بن حباب به * موسى بن عبيدة ومحمد بن ثابت: ضعيفان.

(المعجم ۱۱۴) بَابٌ: فِي دُعَاءِ الْحِفْظِ (التحفة ۱۲۵)

۳۵۷۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَعِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي تَفَلَّتَ هٰذَا الْقُرْآنُ مِنْ صَدْرِي فَمَا أَجِدُنِي أَقْدِرُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَبَا الْحَسَنِ! أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللهُ بِهِنَّ وَيَنْفَعُ بِهِنَّ مَنْ عَلَّمْتَهُ وَيُثَبِّتُ مَا تَعَلَّمْتَ فِي صَدْرِكَ؟» قَالَ: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللهِ! فَعَلِّمْنِي. قَالَ: «إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَقُومَ فِي ثُلُثِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَإِنَّهَا سَاعَةٌ مَشْهُودَةٌ وَالدُّعَاءُ فِيهَا مُسْتَجَابٌ وَقَدْ قَالَ أَخِي يَعْقُوبُ لِبَنِيهِ ﴿سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي﴾ [يوسف:۹۸] - يَقُولُ: حَتّٰى تَأْتِيَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ - فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِي وَسَطِهَا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِي أَوَّلِهَا فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةِ يٰسٓ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَحٰمٓ الدُّخَانَ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالٓمٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ، وَفِي الرَّكْعَةِ الرَّابِعَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَتَبَارَكَ الْمُفَصَّلِ. فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ التَّشَهُّدِ فَاحْمَدِ اللهَ وَأَحْسِنِ الثَّنَاءَ عَلَى اللهِ وَصَلِّ عَلَيَّ وَأَحْسِنْ وَعَلَى

باب: 114۔ حافظے کے لیے دعا

[3570] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، اچانک سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آ گئے۔ انھوں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ قرآن میرے سینے سے نکل جاتا ہے اور میں اپنے آپ کو اس کے یاد رکھنے پر قادر نہیں پاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے ابوالحسن! کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ تجھے نفع پہنچائے اور ان کے ذریعے سے اس کو بھی نفع پہنچائے جسے تو سکھا دے اور جو کچھ تو سیکھے تیرے دل میں پختہ کر دے؟'' انھوں نے کہا: ہاں، یا رسول اللہ! آپ مجھے ضرور سکھائیں۔ آپ نے فرمایا: ''جب جمعے کی رات آئے تو اگر تیرے بس میں ہو کہ رات کے آخری تہائی حصے میں اٹھے کیونکہ وہ حضوری کی گھڑی ہے (اللہ آسمان دنیا پر آتا ہے) اور اس میں دعا قبول ہوتی ہے اور میرے بھائی یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا: ''میں تمھارے لیے جلد ہی اپنے رب سے بخشش طلب کروں گا۔'' مقصد یہ تھا، جب جمعے کی رات آئے گی۔ اگر یہ تیری استطاعت میں نہ ہو تو آدھی رات کے وقت کھڑا ہو۔ اگر یہ بھی تیری قدرت میں نہ ہو تو رات کے ابتدائی حصے میں کھڑا ہو جا اور چار رکعات نماز پڑھ۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ یاسین اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ الدخان اور تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ السجدہ اور چوتھی رکعت میں

۳۵۷۰- [ضعيف] أخرجه الحاكم: ۳۱۶/۱، ۳۱۷ من حديث سليمان بن عبدالرحمن به وصححه على شرط الشيخين وتعقبه الذهبي وأورده ابن الجوزي في الموضوعات: ۱۳۸/۲، ۱۳۹ وللحديث شاهد باطل عند الطبراني في الكبير * ابن جريج عنعن، والوليد لم يصرح بالسماع المسلسل.

سَائِرِ النَّبِيِّينَ، وَاسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلِإِخْوَانِكَ الَّذِينَ سَبَقُوكَ بِالْإِيمَانِ ثُمَّ قُلْ فِي آخِرِ ذٰلِكَ: اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي بِتَرْكِ الْمَعَاصِي أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي، وَارْحَمْنِي أَنْ أَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِينِي، وَارْزُقْنِي حُسْنَ النَّظَرِ فِيمَا يُرْضِيكَ عَنِّي، اللّٰهُمَّ بَدِيعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا اللهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِي حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِي وَارْزُقْنِي أَنْ أَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِي يُرْضِيكَ عَنِّي. اللّٰهُمَّ بَدِيعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا اللهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِي وَأَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِي وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِي وَأَنْ تَشْرَحَ بِهِ صَدْرِي وَأَنْ تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِي فَإِنَّهُ لَا يُعِينُنِي عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيهِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ. يَا أَبَا الْحَسَنِ! فَافْعَلْ ذٰلِكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا تُجَبْ بِإِذْنِ اللهِ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ مَا أَخْطَأَ مُؤْمِنًا قَطُّ».

سورۂ فاتحہ اور تبارک جو مفصل سورت ہے پڑھ، پھر جب تو تشہد پڑھ چکے تو اللہ کا شکر ادا کر اور اللہ تعالیٰ کی بہترین ثنا بیان کر اور مجھ پر خوب اچھی طرح درود بھیج اور باقی نبیوں پر بھی اور مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے لیے مغفرت طلب کر اور اپنے ان بھائیوں کے لیے جو تجھ سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، پھر ان سب کے بعد یہ دعا مانگ: اے اللہ! مجھ پر رحم فرما کہ میں ہمیشہ ہمیشہ جب تک تو مجھے زندہ رکھے، گناہ چھوڑ دوں۔ اور مجھ پر رحم فرما (مجھے بچا) کہ میں بلا مقصد و بے فائدہ چیز کا تکلف کروں اور مجھے عنایت فرما کہ میں تجھے راضی کرنے والی چیز کو اچھی نظر سے دیکھوں۔ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو بغیر کسی نمونے کے پیدا کرنے والے! جلالت وعظمت اور عزت وکرم والے! اور ایسی قوت وعزت والے جس کا ارادہ بھی نہیں کیا جا سکتا! میں تجھ سے مانگتا ہوں، اے اللہ! اے رحمٰن! تیری جلالت اور تیرے چہرے کے نور کے واسطے سے کہ میرے دل کو اپنی کتاب کے حفظ کا پابند بنا دے، جیسا کہ تو نے مجھے سکھایا اور مجھے توفیق دے کہ میں اسے اس انداز سے پڑھوں جو تجھے مجھ سے راضی کر دے۔ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا فرمانے والے! اے جلال واکرام کے مالک! اور ایسی عزت کے جس کی خواہش بھی نہیں کی جا سکتی، میں تجھ سے مانگتا ہوں، اے اللہ! اے رحمٰن! تیری عظمت اور تیرے چہرے کے نور کے ذریعے سے کہ تو اپنی کتاب کے ذریعے سے میری آنکھیں منور کر دے اور میری زبان آزاد کر دے، یعنی چلا دے۔ اور اس کے ذریعے سے میرا دل کشادہ کر دے۔ اور اس کے ذریعے سے میرا سینہ کھول دے۔ اور اس کے واسطے سے میرا بدن (گناہوں سے) دھو دے کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ تیرے سوا حق کے سلسلے میں

میری کوئی مدد نہیں کر سکتا، نہ تیرے بغیر وہ کوئی دے ہی سکتا ہے اور نہ سعی و حرکت ہے اور نہ قوت و طاقت اللہ کی توفیق کے بغیر جو بلند و بالا اور بزرگ ہے۔ اے ابوالحسن! یہ عمل تین جمعے یا پانچ جمعے یا سات جمعے کر، اللہ کی توفیق سے تیری دعا قبول ہوگی۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے! کوئی مومن اس سے چوک نہیں سکتا، یعنی دعا قبول ہو کر رہے گی۔"

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ: فَوَاللهِ مَا لَبِثَ عَلِيٌّ إِلَّا خَمْسًا أَوْ سَبْعًا حَتّٰى جَاءَ [عَلِيٌّ] رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي مِثْلِ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ [رَجُلًا] فِيمَا خَلَا لَا آخُذُ إِلَّا أَرْبَعَ آيَاتٍ أَوْ نَحْوَهُنَّ فَإِذَا قَرَأْتُهُنَّ عَلٰى نَفْسِي تَفَلَّتْنَ وَأَنَا أَتَعَلَّمُ الْيَوْمَ أَرْبَعِينَ آيَةً وَنَحْوَهَا فَإِذَا قَرَأْتُهَا عَلٰى نَفْسِي فَكَأَنَّمَا كِتَابُ اللهِ بَيْنَ عَيْنَيَّ وَلَقَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ الْحَدِيثَ فَإِذَا رَدَدْتُهُ تَفَلَّتَ وَأَنَا الْيَوْمَ أَسْمَعُ الْأَحَادِيثَ فَإِذَا تَحَدَّثْتُ بِهَا لَمْ أَخْرِمْ مِنْهَا حَرْفًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «مُؤْمِنٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ يَا أَبَا الْحَسَنِ». [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! سیدنا علی رضی اللہ عنہ پانچ یا سات جمعوں کے بعد اسی قسم کی مجلس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عرض کی: یارسول اللہ! میں گزشتہ زمانے میں ایسا آدمی تھا کہ چار پانچ آیات سیکھتا تھا، پھر جب میں اپنے طور پر دہراتا تو وہ میرے ذہن سے نکل جاتی تھیں اور آج میں چالیس آیات سیکھتا ہوں اور جب اپنے طور پر دہراتا ہوں تو گویا اللہ کی کتاب میری آنکھوں کے سامنے پڑی ہے۔ اور میں احادیث سنتا تھا اور جب انھیں دہراتا تو وہ ذہن سے نکل جاتیں اور آج میں احادیث سنتا ہوں پھر جب وہ سناتا ہوں تو ان میں ایک حرف کی کمی اور کوتاہی نہیں کرتا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رب کعبہ کی قسم! اے ابوالحسن، مومن ہو۔" امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف ولید بن مسلم بیان کرتا ہے۔

(المعجم ۱۱۵) بَابٌ: فِي انْتِظَارِ الْفَرَجِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ (التحفة ۱۲۶)

باب: 115۔ کشادگی وغیرہ کا انتظار

۳۵۷۱- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ الْبَصْرِيُّ:

[3571] سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

۳۵۷۱- [ضعيف] أخرجه الطبراني: ۱۰/ ۱۲۵، ح: ۱۰۰۸۸ من حديث حماد بن واقد الصفار به وهو ضعيف (تقريب) * حكيم بن جبير ضعيف رمي بالتشيع (تقريب) ورجل: مجهول.

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يُحِبُّ أَنْ يُسْأَلَ وَأَفْضَلُ الْعِبَادَةِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ».

ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ مانگنے کو پسند فرماتا ہے اور (مصیبت و دکھ کی) کشادگی کا انتظار بہترین عبادت ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰكَذَا رَوٰى حَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ. [وَقَدْ خُولِفَ فِي رِوَايَتِهِ]. وَحَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ [هٰذَا هُوَ الصَّفَّارُ] لَيْسَ بِالْحَافِظِ [وَهُوَ عِنْدَنَا شَيْخٌ بَصْرِيٌّ] وَرَوٰى أَبُو نُعَيْمٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [مُرْسَلٌ] وَحَدِيثُ أَبِي نُعَيْمٍ أَشْبَهُ أَنْ يَكُونَ أَصَحَّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حماد بن واقد نے یہ حدیث اسی طرح بیان کی ہے۔ (اس کی اس روایت میں مخالفت کی گئی ہے۔) اور حماد بن واقد صفار ہے اور یہ حافظ حدیث نہیں۔ (وہ ہمارے نزدیک بصری شیخ ہے۔) اور ابونعیم نے یہ حدیث اسرائیل سے ایک اور سند سے مرسلاً بیان کی ہے اور ابونعیم کی روایت صحت کے زیادہ قریب ہے۔

٣٥٧٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْعَجْزِ وَالْبُخْلِ» وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

[3572] سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں سستی و کاہلی سے، عاجزی اور کنجوسی سے۔'' اسی سند سے ہے کہ نبی ﷺ انتہائی بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٥٧٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللهَ تَعَالٰى بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللهُ إِيَّاهَا أَوْ

[3573] سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین پر جو مسلمان بھی اللہ سے کچھ مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے وہی چیز عنایت فرما دیتا ہے یا اس کے برابر برائی اس سے ٹال دیتا ہے، جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔'' ایک آدمی نے کہا: تب ہم

٣٥٧٢- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب: في الأدعية، ح: ٢٧٢٢ من حديث أبي معاوية الضرير به.

٣٥٧٣- أخرجه عبدالله بن أحمد: ٥/ ٣٢٩ عن محمد بن يوسف به وللحديث شواهد عند الحاكم: ١/ ٤٩٣، وأحمد: ٣/ ١٨ وغيرهما وانظر، ح: ٣٣٨١ وجود أسانيده المنذري.

صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِمَأْثَمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ» فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: إِذًا نُكْثِرَ. قَالَ: «اللهُ أَكْثَرُ».

بہت دعائیں مانگیں گے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ بہت زیادہ قبول فرمانے والا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَابْنُ ثَوْبَانَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ الْعَابِدُ الشَّامِيُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب صحیح ہے۔ اور ابن ثوبان سے مراد عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان ہے جو ایک عبادت گزار شامی ہے۔

(المعجم ١١٦) بَابُ [الدُّعَاءِ عِنْدَ النَّوْمِ] (التحفة ١٢٨)

باب:116۔سونے کے وقت کی دعا

٣٥٧٤- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ: اللّٰهُمَّ! أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مُتَّ فِي لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ» قَالَ: فَرَدَدْتُهُنَّ لِأَسْتَذْكِرَهُ، فَقُلْتُ: آمَنْتُ بِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَقَالَ: «قُلْ: آمَنْتُ بِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ».

[3574] سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم بستر پر آنے کا ارادہ کرو تو نماز والا وضو کرو، پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاؤ، پھر یہ عرض کرو: اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ (ذات) تیرے سپرد کر دیا اور اپنا معاملہ تیرے حوالے کر دیا اور اپنی پشت کا سہارا تجھے بنا لیا، تیرے جلال سے ڈرتے ہوئے اور تیرے رحم وکرم کی امید کرتے ہوئے۔ تیرے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں اور تجھ سے بچاؤ کی جگہ تو ہی ہے۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری ہے اور تیرے اس نبی پر جسے تو نے بھیجا ہے، پھر اگر تو اس رات مر گیا تو تو فطرت (اسلام) پر فوت ہو گا۔'' سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ان کلمات کو یاد کرنے کے لیے دہرایا تو کہا: میں تیرے اس رسول پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے تو آپ نے فرمایا: ''یوں کہو: میں تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْبَرَاءِ وَلَا نَعْلَمُ فِي شَيْءٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ ذِكْرَ الْوُضُوءِ إِلَّا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مروی ہے۔ ہمارے علم میں اس حدیث کے سوا کسی روایت میں وضو کا ذکر نہیں ہے۔

٣٥٧٤- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح: ٢٧١٠ من حديث جرير، والبخاري، ح: ٢٤٧ من حديث منصور به انظر، ح: ٣٣٩٤.

فائدہ: اس دعا میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد و بھروسا، تسلیم و رضا اور خود سپردگی کامل طور پر پائی گئی ہے۔

٣٥٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْبَرَّادِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ خُبَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْنَا فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ وَظُلْمَةٍ شَدِيدَةٍ نَطْلُبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي لَنَا قَالَ: فَأَدْرَكْتُهُ فَقَالَ: «قُلْ». فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا. ثُمَّ قَالَ: «قُلْ» فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا. قَالَ: «قُلْ» فَقُلْتُ: مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «قُلْ: ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَتُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ».

[3575] سیدنا عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک برساتی اور انتہائی تاریک رات میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلے تا کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں، چنانچہ میں نے آپ کو پالیا تو آپ نے فرمایا: ''کہو۔'' میں نے کچھ نہ کہا: پھر آپ نے فرمایا: ''کہو۔'' میں نے کچھ نہ کہا۔ آپ نے فرمایا: ''کہو۔'' میں نے عرض کی: میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: ''صبح شام تین بار ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ﴾ اور معوذتین، یعنی ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ کہہ، یہ تیرے لیے ہر چیز کے واسطے کافی ہوں گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو سَعِيدٍ الْبَرَّادُ هُوَ أَسِيدُ ابْنُ أَبِي أَسِيدٍ [مَدِينِيٌّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح اور اس سند سے غریب ہے۔ اور ابوسعید براد سے مراد اُسید بن ابی اُسید مدنی ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ نے پوری طرح متوجہ کرنے کے لیے تا کہ بات یاد رکھ سکے اور سمجھ سکے، بار بار قل کا لفظ کہا اور صحابی نے اس لیے خاموشی اختیار کی تا کہ آپ خود ہی بتا دیں کہ وہ کیا پڑھے۔ تیسری دفعہ پوچھ ہی لیا کہ کیا کہوں۔ یہ تین سورتیں قرآن کی بہت چھوٹی سورتوں میں سے ہیں لیکن اپنے مضمون کے اعتبار سے قرآن کا خلاصہ اور نچوڑ ہیں۔ آخری دو سورتوں میں ہر قابلِ پناہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی ہے، اس لیے آپ نے فرمایا: ''تیرے لیے ہر چیز سے کافی ہیں۔'' اور اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ کم از کم ان تین سورتوں کو صبح و شام پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(المعجم ١١٧) [بَابٌ: فِي دُعَاءِ الضَّيْفِ] (التحفة ...)

باب: 117۔ مہمان کی دعا

٣٥٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ

[3576] سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے والد کے مہمان بنے تو ہم نے آپ

٣٥٧٥- أخرجه أبو داود، الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، ح: ٥٠٨٢ من حديث محمد بن إسماعيل به * أبو سعيد، أسيد بن أبي أسيد البراد.

٣٥٧٦- أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب وضع النوى خارج التمر، واستحباب دعاء الضيف لأهل الطعام . . . إلخ، ح: ٢٠٤٢ عن محمد بن المثنى به.

خُمَيْرٍ [الشَّامِيُّ] عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ: نَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى أَبِي فَقَالَ: فَقَرَّبْنَا إِلَيْهِ طَعَامًا فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ أُتِيَ بِتَمْرٍ فَكَانَ يَأْكُلُهُ وَيُلْقِي النَّوَى بِإِصْبَعَيْهِ جَمَعَ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى - قَالَ شُعْبَةُ: وَهُوَ ظَنِّي فِيهِ إِنْ شَاءَ اللهُ - وَأَلْقَى النَّوَى بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ ثُمَّ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الَّذِي عَنْ يَمِينِهِ قَالَ: فَقَالَ أَبِي وَأَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهِ ادْعُ لَنَا فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ».

کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ آپ نے اس سے کھا لیا، پھر کھجوریں لائی گئیں۔ آپ انھیں کھا رہے تھے اور گٹھلیاں شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی ملا کر دونوں سے پھینک رہے تھے۔ شعبہ کہتے ہیں، ان شاء اللہ میرا گمان یہی ہے کہ گٹھلیاں دونوں انگلیوں کے درمیان رکھ کر پھینکیں، پھر آپ کے پاس مشروب لایا گیا تو آپ نے اسے پی لیا، پھر باقی دائیں طرف والے کو دے دیا۔ میرے باپ نے (روانگی کے وقت) آپ کی سواری کی لگام پکڑتے ہوئے کہا: آپ ہمارے لیے دعا فرمائیں تو آپ نے دعا فرمائی: ”اے اللہ! تو نے جو کچھ انھیں عنایت فرمایا ہے، اس میں برکت ڈال اور انھیں بخش دے اور ان پر رحم فرما۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

[وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ].

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے اور سند سے بھی مروی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معزز مہمان کی مہمان نوازی اچھے انداز سے کرنی چاہیے اور رخصتی کے وقت اسے احترام سے الوداع کرنا چاہیے اور بزرگ شخصیت ہو تو اس سے دعا کی درخواست کرنی چاہیے۔ نبی ﷺ نے انتہائی اختصار کے ساتھ دین و دنیا کی بھلائیوں کو اس دعا میں جمع کر دیا ہے۔ ② جن کے ہاں کھانا کھایا جائے، کھانے کے بعد ان کے لیے ان الفاظ میں دعا کی جائے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ. ③ کھانا کھانے کے بعد پانی یا کوئی اور مشروب پینا شرعی طور پر مکروہ نہیں، جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے کیونکہ نبی ﷺ نے کھانا کھانے کے بعد پانی یا کوئی اور مشروب پیا ہے۔

٣٥٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الشَّنِّيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ يَسَارِ ابْنِ زَيْدٍ [مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ]: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَالَ أَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيمَ الَّذِي

[3577] سیدنا زید رضی اللہ عنہ (آپ کے آزاد کردہ غلام) بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے یہ دعا کی: میں اللہ بزرگ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ہمیشہ زندہ، کارساز ہے، بخشش مانگتا ہوں اور اس کی طرف لوٹتا ہوں (توبہ کرتا ہوں۔) تو اللہ تعالیٰ اسے

٣٥٧٧_[صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، الوتر، باب: في الاستغفار، ح: ١٥١٧ عن موسى بن إسماعيل به، وللحديث شاهد عند الحاكم: ١/ ٥١١، ٢/ ١١٧، ١١٨ على شرط مسلم ووافقه الذهبي وسنده حسن.

لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، غَفَرَ اللهُ لَهُ وَإِنْ كَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ».

معاف فرما دے گا، اگر چہ وہ جنگ سے بھاگا ہو۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔

(المعجم ۱۱۸) [بَابٌ:] (التحفة ...)

باب: 118۔ بلا عنوان

۳۵۷۸۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ: أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ادْعُ اللهَ أَنْ يُعَافِيَنِي، قَالَ: «إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ، وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ»، قَالَ: فَادْعُهُ، قَالَ: فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ وَيَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلٰى رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهِ لِتُقْضٰى لِي، اَللّٰهُمَّ! فَشَفِّعْهُ فِيَّ».

[3578] سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ سے دعا فرمائیں، وہ مجھے عافیت دے (میری نظر درست ہو جائے۔) آپ نے فرمایا: "اگر تو چاہتا ہے تو میں دعا کر دیتا ہوں اور اگر چاہے تو صبر کر اور وہی تیرے لیے بہتر ہے۔" اس نے عرض کی: دعا فرما دیجیے۔ تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اچھی طرح وضو کرے اور یہ دعا مانگے: "اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی محمد کے واسطے سے جو نبیٔ رحمت ہیں متوجہ ہوتا ہوں۔ میں آپ کے واسطے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس ضرورت کے لیے متوجہ ہوتا ہوں تا کہ میرے حق میں پوری کر دی جائے۔ اے اللہ! آپ کی میرے حق میں سفارش قبول فرما۔"

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي جَعْفَرٍ وَهُوَ غَيْرُ الْخَطْمِيِّ [وَعُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ هُوَ أَخُو سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ].

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ صرف اسی سند سے ابوجعفر کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ اور یہ خطمی سے الگ ہے۔ (عثمان بن حنیف، سہل بن حنیف کے بھائی ہیں۔)

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی نیک اور صالح شخص کی دعا اور سفارش کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔ آپ ﷺ کی موجودگی میں اس نابینا یا کم نظر شخص نے دعا کی، اس میں آپ کو مخاطب کر کے عرض کی: میں آپ کے واسطے اور وسیلے سے اپنے

۳۵۷۸۔ أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في صلاة الحاجة، ح: ۱۳۸۵ من حديث عثمان بن عمر به وزاد الحاكم في الأخير: ۱/ ۳۱۳، ۵۱۹ "وشفعني فيه" وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۱۹ والحاكم ووافقه الذهبي.

رب کے حضور اپنی ضرورت پیش کرتا ہوں تا کہ میری حاجت پوری کر دی جائے اور پھر اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ میرے حق میں آپ کی سفارش قبول فرما۔ آپ ﷺ نے ہی اسے یہ دعا سکھائی اور اس کے حق میں سفارش کی، یعنی دعا کی ورنہ یہ کہنے کا کوئی مقصد نہیں، آپ کی سفارش قبول فرما۔ اس سے مردوں کو وسیلہ بنانے کا جواز کشید کرنا محض سینہ زوری ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: علامہ البانی رحمہ اللہ کی کتاب ''التوسل'' اور تحفة الأحوذي: 10/24-28)

٣٥٧٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْنٌ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ».

[3579] سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''رب تعالیٰ اپنے بندے سے رات کے آخری حصے میں بہت زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اگر تو ان لوگوں میں سے ہو سکے جو اللہ تعالیٰ کو اس گھڑی میں یاد کرتے ہیں تو ہو جا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: رات کے آخری حصے میں چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آسمان پر اتر کر دعا کی دعوت دیتا ہے کہ مانگو، میں تمھیں دوں۔ سجدے کی حالت میں بھی بندے کو زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے، لہٰذا جو دعا رات کے آخری حصے میں سجدے میں کی جائے، وہ زیادہ قبول ہوگی۔

٣٥٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ [أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بَكَّارٍ]: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عُفَيْرُ بْنُ مَعْدَانَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا دَوْسٍ الْيَحْصُبِيَّ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَائِذٍ الْيَحْصُبِيِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ زَعْكَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: إِنَّ عَبْدِي كُلَّ عَبْدِي الَّذِي يَذْكُرُنِي وَهُوَ

[3580] سیدنا عمارہ بن زعکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرا پورا بندہ وہ ہے جو مجھے اس وقت یاد کرتا ہے جب اس کی اپنے مدمقابل سے ٹکر ہوتی ہے، یعنی لڑائی کے وقت۔''

٣٥٧٩- صححه الحاكم: ١/ ١٦٣-١٦٥ وأصله في صحيح مسلم، ح: ٨٣٢ وغيره، ورواه أبو داود، ح: ١٢٧٧ من طريق آخر عن أبي أمامة به.

٣٥٨٠- [ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٥/ ١٥١، ح: ٢٦٨٩ من حديث الوليد بن مسلم به * عفير: ضعيف وأبو دوس: مجهول الحال وله طريق آخر مظلم.

مُلَاقٍ قِرْنَهُ» يَعْنِي عِنْدَ الْقِتَالِ.

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ. [وَلَا نَعْرِفُ لِعُمَارَةَ بْنِ زَعْكَرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا هٰذَا الْحَدِيثَ الْوَاحِدَ، وَمَعْنٰى قَوْلِهِ: «وَهُوَ مُلَاقٍ قِرْنَهُ»، إِنَّمَا يَعْنِي عِنْدَ الْقِتَالِ، يَعْنِي أَنْ يَذْكُرَ اللّٰهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔ اس کی سند قوی نہیں۔ ہمارے علم میں سیدنا عمارہ بن زعکرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے یہی ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔ [هُوَ مُلَاقٍ قِرْنَه] کے معنی ہیں: لڑائی کے وقت، یعنی اس وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم قرآن مجید میں سورۂ انفال آیت: 48 میں فتح و غلبے اور کامیابی کے لیے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرو، لہٰذا لڑائی میں کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا چاہیے تاکہ ایک طرف اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کے تصور و استحضار سے دل کو سکون و اطمینان ملے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو جائے۔

(المعجم ١١٩) بَابٌ: فِي فَضْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (التحفة ١٢٨)

باب: 119۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کی فضیلت

٣٥٨١- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مَنْصُورَ بْنَ زَاذَانَ يُحَدِّثُ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ دَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَخْدُمُهُ قَالَ: فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ صَلَّيْتُ فَضَرَبَنِي بِرِجْلِهِ وَقَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى بَابٍ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ»؟ قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ».

[3581] سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سیدنا قیس رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی خدمت کے لیے آپ کے حوالے کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے جبکہ میں نماز پڑھ چکا تھا، آپ نے مجھے اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: ''کیا میں تجھے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے سے آگاہ نہ کروں؟'' میں نے کہا: ضرور۔ آپ نے فرمایا: [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ].

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: رسول اکرم ﷺ کا سیدنا قیس رضی اللہ عنہ کو اپنا پاؤں مارنا از راہ شفقت اور پیار تھا یا پھر انھیں متنبہ کرنے کے لیے تھا تاکہ وہ بات غور سے سن لیں۔ توہین ہرگز مقصود نہیں تھی۔

٣٥٨١- [حسن لغيره] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٣٥٥ عن محمد بن المثنى، وأحمد: ٣/ ٤٢٢ عن وهب بن جرير به وصححه الحاكم على شرط الشيخين ووافقه الذهبي: ٤/ ٢٩٠، ٢٩١ وللحديث شواهد.

٣٥٨٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ. قَالَ: مَا نَهَضَ مَلَكٌ مِّنَ الْأَرْضِ حَتَّى قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.

[3582] صفوان بن سلیم بیان کرتے ہیں کہ زمین سے جو فرشتہ بھی اٹھتا ہے وہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ کہتا ہے۔

(المعجم ١٢٠)[بَابٌ: فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ](التحفة...)

باب:120۔تسبیح،تہلیل اور تقدیس کی فضیلت

٣٥٨٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ هَانِئَ بْنَ عُثْمَانَ عَنْ أُمِّهِ حُمَيْضَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ، عَنْ جَدَّتِهَا يُسَيْرَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ وَاعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْؤُولَاتٌ مُّسْتَنْطَقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ».

[3583] سیدہ یُسیرہ ؓ بیان کرتی ہیں جو مہاجرات میں سے ہیں، ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم تسبیح، تہلیل اور تقدیس کا التزام کرو اور انگلیوں سے گنا کرو کیونکہ ان سے پوچھا جائے گا، بلوایا جائے گا۔ اور غفلت کر کے رحمت کو بھول نہ جانا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [غَرِيبٌ] إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ هَانِئِ بْنِ عُثْمَانَ وَقَدْ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ هَانِئِ بْنِ عُثْمَانَ.

امام ابو عیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث (غریب) ہے۔ ہم اسے صرف ہانی بن عثمان کی حدیث کی صورت میں جانتے ہیں۔

فائدہ: تسبیح سُبْحَانَ اللهِ کہنا۔ تہلیل لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہنا۔ اور تقدیس کے معنی ہیں: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ یا سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ ''پاک اور مقدس ہے فرشتوں اور روح کا رب'' کہنا۔ چونکہ یہ کلمات رحمت الٰہی کے حصول کا سبب ہیں، اس لیے ان سے غفلت برتنا، رحمت کو بھلانا ہے۔

(المعجم ١٢١)[بَابٌ: فِي الدُّعَاءِ إِذَا غَزَا](التحفة...)

باب:121۔لڑائی کے وقت دعا

٣٥٨٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ:

[3584] سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب

٣٥٨٢- [رجاله ثقات].

٣٥٨٣- أخرجه ابن سعد: ٨/ ٣١٠ عن محمد بن بشر، وأبو داود، ح: ١٥٠١ من حديث هانيء بن عثمان به وصححه الذهبي في تلخيص المستدرك: ١/ ٥٤٧ وابن حبان، ح: ٢٣٣٣ وحسنه ابن حجر والنووي في الأذكار، ص: ١٤.

٣٥٨٤- أخرجه أبو داود، الجهاد، باب ما يدعى عند اللقاء، ح: ٢٦٣٢ وعن نصر بن علي به وصححه ابن حبان، ح: ١٦٦١.

أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا غَزَا قَالَ: «اللّٰهُمَّ! أَنْتَ عَضُدِي وَأَنْتَ نَصِيرِي وَبِكَ أُقَاتِلُ».

جنگ لڑتے تو یہ دعا کرتے: ''اے اللہ! تو ہی میرا بازو (معتمد) ہے۔ تو ہی میرا معاون اور مددگار ہے۔ اور تیری توفیق ہی سے میں جنگ لڑتا ہوں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ [وَمَعْنٰى قَوْلِهِ عَضُدِي يَعْنِي عَوْنِي].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (اور عَضُدِي کے معنی ہیں: میرا مددگار، معاون۔)

(المعجم ١٢٢) [بَابٌ: فِي دُعَاءِ يَوْمِ عَرَفَةَ] (التحفة...)

باب: 122۔ عرفے کے دن کی دعا

٣٥٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو الْحَذَّاءُ الْمَدِينِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ».

[3585] عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادے سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دعا، عرفے کے دن کی دعا ہے اور بہترین بات جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کہی ہے، وہ یہ ہے کہ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی فرمانروائی ہے۔ وہی حمد و ثنا کے لائق ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَحَمَّادُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ وَهُوَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيُّ الْمَدَنِيُّ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ حماد بن ابی حمید ہی محمد بن ابی حمید اور ابوابراہیم انصاری مدنی ہے اور اہل حدیث کے نزدیک وہ قوی (ثقہ) نہیں ہے۔

(المعجم ١٢٣) بَابٌ [دُعَاءِ «اللّٰهُمَّ! اجْعَلْ سَرِيرَتِي خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِي»] (التحفة ١٢٩)

باب: 123۔ دعائے نبوی: ''اے اللہ! میرا باطن، میرے ظاہر سے اچھا کر دے'' کا بیان

٣٥٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنِ الْجَرَّاحِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْكِنْدِيِّ، عَنْ أَبِي

[3586] سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعا سکھائی اور فرمایا: ''یوں کہا کرو:

٣٥٨٥- [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٢/ ٢١٠، ح: ٦٩٦١ من حديث ابن أبي حميد به * حماد بن أبي حميد: ضعيف تقدم: ٣٥٦١. وللحديث شواهد عند مالك (الموطأ ١/ ٢١٥ ح٥٠١ و١/ ٤٢٣، ٤٢٢ ح: ٩٧٤) وغيره وانظر التفصيل في الصحيحة للألباني، ح: ١٥٠٣.

٣٥٨٦- [ضعيف] أخرجه أبو نعيم في الحلية: ١/ ٥٣ من حديث أبي شيبة عبدالرحمن بن إسحاق الكوفي به وهو ضعيف مشهور.

شَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «قُلِ اللّٰهُمَّ! اجْعَلْ سَرِيرَتِي خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِي وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِي صَالِحَةً. اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِي النَّاسَ مِنَ الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ غَيْرَ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ».

اے اللہ! میرا باطن میرے ظاہر سے اچھا بنا دے اور میرا ظاہر بھی ٹھیک کر دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ جو تو اپنے بندوں کو بہترین مال و منال، اہل اور اولاد عطا فرماتا ہے جو نہ خود گمراہ ہوں اور نہ دوسروں کو گمراہ کریں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے اور اس کی سند قوی نہیں۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم الفاظ و معانی کے اعتبار سے اچھی دعا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اے اللہ! مجھے ایسا بنا دے کہ میرا ظاہر بھی صالح ہو اور میرا باطن بھی صالح ہو اور باطن کی حالت ظاہر سے بھی اچھی ہو اور میرے اہل خانہ، میری اولاد اور میرا مال و متاع سب صالح ہوں۔ نہ ان کی ذات میں فساد اور بگاڑ ہو اور نہ دوسروں کے لیے یہ گمراہی کا باعث بنیں۔ یہ دعا مسنون کا نظریہ رکھے بغیر کی جا سکتی ہے۔

(المعجم ١٢٣) بَابُ [دُعَاءِ «يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي...»] (التحفة ١٣٠)

باب: 124۔ دعا: "اے دلوں کو پھیرنے والے! میرا دل جما دے" کا بیان

٣٥٨٧- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُفْيَانَ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَعْدَانَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ وَبَسَطَ السَّبَّابَةَ وَهُوَ يَقُولُ: «يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ».

[3587] عاصم بن کلیب جرمی اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، وہ اس کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس پہنچا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر اور اپنا دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھا ہوا تھا۔ اپنی انگلیاں سکیڑی ہوئی تھیں اور شہادت کی انگلی کھلی تھی اور آپ فرما رہے تھے: "اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر جما دے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

٣٥٨٧ـ [منكر بهذا السياق] أخرجه الطبراني: ٧/ ٣١٣، ح: ٧٢٣٢ من حديث عبدالله بن معدان به.

(المعجم ١٢٥) [بَابٌ: فِي الرُّقْيَةِ إِذَا اشْتَكَى]

(التحفة...)

باب:125۔ بیماری کے وقت کا دم

٣٥٨٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَالِمٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَالَ: قَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ! إِذَا اشْتَكَيْتَ فَضَعْ يَدَكَ حَيْثُ تَشْتَكِي ثُمَّ قُلْ: بِسْمِ اللهِ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ مِنْ وَجَعِي هٰذَا، ثُمَّ ارْفَعْ يَدَكَ ثُمَّ أَعِدْ ذٰلِكَ وِتْرًا فَإِنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَدَّثَهُ بِذٰلِكَ.

[3588] محمد بن سالم بیان کرتے ہیں کہ مجھے ثابت بُنانی نے کہا: اے محمد! جب تجھے تکلیف ہو تو جس جگہ تکلیف (درد) ہو وہاں اپنا ہاتھ رکھ، پھر یہ کلمات کہہ: ''اللہ کے نام سے، میں اللہ کی عزت وعظمت اور اس کی قدرت کی پناہ لیتا ہوں اس شر سے جو میں اپنی اس بیماری سے پاتا ہوں۔'' پھر اپنے ہاتھ کو اٹھا، پھر یہ عمل وتر (طاق عدد کے ساتھ، مثلاً: 3، 5، 7) دفعہ کر کیونکہ مجھے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح بتایا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. [وَمُحَمَّدُ بْنُ سَالِمٍ هٰذَا شَيْخٌ بَصْرِيٌّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ یہ محمد بن سالم بصری شیخ ہے۔

فائدہ: سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی روایت میں تین دفعہ بسم اللہ اور باقی دعا تھوڑے سے فرق سے سات دفعہ پڑھنے کا ذکر ہے جیسا کہ کتاب الطب میں گزر چکا ہے۔

(المعجم ١٢٦) [بَابُ دُعَاءِ أُمِّ سَلَمَةَ] (التحفة...)

باب:126۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی دعا

٣٥٨٩- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْأَسْوَدِ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِيهَا أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «قُولِي: اَللّٰهُمَّ! هٰذَا اسْتِقْبَالُ لَيْلِكَ، وَاسْتِدْبَارُ نَهَارِكَ، وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، وَحُضُورُ

[3589] سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھائی: ''کہہ: اے اللہ! یہ تیری رات کی آمد ہے اور تیرے دن کا چلے جانا ہے اور تیرے داعیوں کی آوازیں ہیں اور تیری رحمتوں (نمازوں) کی آمد ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ مجھے معاف فرما دے۔''

٣٥٨٨- أخرجه الحاكم: ٤/ ٧١٩ من حديث عبدالوارث به وصححه ووافقه الذهبي، وأورده الضياء في المختارة: ٥/ ١٤٥، ١٤٦، ح: ١٧٦٧، ١٧٦٨ وللحديث شواهد.

٣٥٨٩- [ضعيف] رواه أبو داود، الصلاة، باب ما يقول عند أذان المغرب، ح: ٥٣٠ من حديث أبي كثير به، وصححه الحاكم: ١/ ١٦٩ ووافقه الذهبي * أبو كثير مجهول وحفصة بنت أبي كثير، لا تعرف.

صَلَوَاتِكَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تَغْفِرَ لِي».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَحَفْصَةُ بِنْتُ أَبِي كَثِيرٍ لَا نَعْرِفُهَا وَلَا أَبَاهَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔ ہم حفصہ اور اس کے باپ ابوکثیر کو نہیں جانتے۔

٣٥٩٠- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ الصُّدَائِيُّ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ الْقَاسِمِ [بْنِ الْوَلِيدِ] الْهَمْدَانِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَا قَالَ عَبْدٌ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَطُّ مُخْلِصًا إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰى تُفْضِيَ إِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ».

[3590] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بندہ خلوصِ دل سے کہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اس کے لیے لازماً آسمان کے دروازے کھول دیے جائیں گے، یہاں تک کہ یہ کلمہ عرش تک پہنچے گا، بشرطیکہ وہ بندہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

٣٥٩١- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ بَشِيرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: كَانَ [النَّبِيُّ] ﷺ يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ».

[3591] سیدنا زیاد بن علاقہ اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے اخلاق، برے اعمال اور بری خواہشات سے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَعَمُّ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ هُوَ قُطْبَةُ بْنُ مَالِكٍ صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور زیاد بن علاقہ کے چچا نبی ﷺ کے صحابی قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

لغوی تشریح: منکرات: ناپسندیدہ اور قبیح چیز۔ اخلاق سے مراد باطنی اعمال اور اعمال سے مراد ظاہری اعمال ہیں۔ اَلْأَهْوَاء: هَوٰی کی جمع ہے۔ وہ خواہشات جنھیں نفس مرغوب سمجھیں۔ تینوں جگہ صفت کو موصوف کا مضاف بنایا گیا ہے، یعنی الأخلاق المنكرة وغیرہ۔

٣٥٩٠ـ أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٨٣٣ عن الحسين بن علي به * أبو حازم هو سلمان.

٣٥٩١ـ أخرجه الطبراني: ١٩/١٩، ح: ٣٦ من حديث أبي أسامة به وصرح بالسماع وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٢٢ والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٥٣٢ ووافقه الذهبي.

٣٥٩٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا] قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَّسُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ الْقَائِلُ كَذَا وَكَذَا»؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «عَجِبْتُ لَهَا، فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ». قَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُ[هُنَّ] مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

[3592] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: اللہ سب سے بڑا ہے بہت ہی بڑا۔ اور اللہ کے لیے بہت زیادہ حمد و ثنا ہے اور صبح و شام، یعنی ہر وقت کے لیے پاکیزگی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''اس اس طرح کے الفاظ کس نے کہے ہیں؟'' لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے ان کلمات پر حیرانی ہوئی۔ ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے جب سے یہ کلمات رسول اللہ ﷺ سے سنے ہیں، کبھی نہیں چھوڑے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ هُوَ حَجَّاجُ بْنُ مَيْسَرَةَ الصَّوَّافُ، وَيُكْنَى أَبَا الصَّلْتِ، وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب حسن صحیح ہے۔ اور حجاج بن ابی عثمان سے مراد حجاج بن میسرہ صواف ہے۔ اس کی کنیت ابوالصلت ہے اور وہ اہل حدیث کے نزدیک ثقہ ہے۔

فائدہ: صحیح مسلم کی شرح میں امام نووی نے ان کلمات کا محل تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان قرار دیا ہے، یعنی یہ دعائے استفتاح ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الصلاة، حدیث: 1358(601))

(المعجم ۱۲۷) [بَابٌ: أَيُّ الْكَلَامِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟] (التحفة ۱۲۱)

باب: 127۔ کون سا کلام اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟

٣٥٩٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَسْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَادَهُ أَوْ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ عَادَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا

[3593] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے یا وہ رسول اللہ ﷺ کی تیمارداری کے لیے حاضر ہوئے تو عرض کی: یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان! اللہ عزوجل کو کون سا کلام زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ نے

٣٥٩٢ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، ح: ٦٠١ من حديث إسماعيل ابن علية به.
٣٥٩٣ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل سبحان الله وبحمده، ح: ٢٧٣١ من حديث الجريري به.

رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْكَلَامِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ [عَزَّ وَجَلَّ]؟ فَقَالَ: «مَا اصْطَفَاهُ اللهُ لِمَلَائِكَتِهِ: سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهِ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اپنے فرشتوں کے لیے منتخب فرمایا ہے: سُبْحَانَ رَبِّي وَ بِحَمْدِهِ پاک ہے میرا رب، اپنی حمد کے ساتھ، دوبار کہا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(المعجم ١٢٨) [بَابٌ: فِي الْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ] (التحفة...)

باب:128۔ درگزر اور عافیت کے بارے میں

٣٥٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، عَنْ أَبِي إِيَاسٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ» قَالُوا: فَمَاذَا نَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «سَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ».

[3594] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دعا اذان اور اقامت (تکبیر) کے درمیان رد نہیں ہوتی (قبول ہی ہوتی ہے۔'') صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! تو ہم کیا کہا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ سے دنیا اور آخرت میں عافیت (سلامتی) کا سوال کرو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ زَادَ يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ هٰذَا الْحَرْفَ، قَالُوا: فَمَاذَا نَقُولُ؟ قَالَ: «سَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ».

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور یحییٰ بن یمان نے اس حدیث میں اس کلمے کا اضافہ کیا ہے، صحابہ نے پوچھا: تو ہم کیا کہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے دنیا اور آخرت میں (درگزر اور) سلامتی کا سوال کرو۔''

فائدہ: یہ روایت اس تفصیل سے ضعیف ہے، تاہم اذان اور اقامت کے درمیان دعا کی قبولیت والی بات صحیح احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ تخریج میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

٣٥٩٥۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَ أَبُو أَحْمَدَ وَ أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَنَسِ [بْنِ مَالِكٍ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ

[3595] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دعا اذان اور تکبیر کے درمیان رد نہیں کی جاتی۔''

٣٥٩٤۔ [ضعيف بهذا التمام] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب: في الدعاء بين الأذان والإقامة، ح: ٥٢١ من حديث سفيان الثوري به مختصرًا بلفظ: "لا يرد الدعاء بين الأذان والإقامة" وهو صحيح ولبعضه شاهد صحيح عند أحمد: ٣/ ٢٢٥ وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٢٦، ٤٢٧ وللحديث شواهد أخرى عند ابن حبان، ح: ٢٩٦ وابن خزيمة وغيرهما.

٣٥٩٥۔ انظر الحديث السابق * حديث أبي إسحاق: رواه النسائي في الكبرى، ح: ٩٨٩٥ وأحمد: ٣/ ١٥٥، ٢٥٤ وصححه ابن حبان، ح: ٢٩٦.

وَالْإِقَامَةِ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَهٰكَذَا رَوَى أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ الْكُوفِيِّ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا وَهٰذَا أَصَحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابواسحاق ہمدانی نے یہ حدیث برید بن ابی مریم کے واسطے سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اتنی ہی بیان کی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [«سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ...»]

(التحفة ۱۲۲)

باب: ''اپنے کو اکیلا اور الگ کرنے والے سبقت لے گئے'' کی وضاحت

۳۵۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ»، قَالُوا: وَمَا الْمُفَرِّدُونَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «الْمُسْتَهْتَرُونَ فِي ذِكْرِ اللهِ، يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ أَثْقَالَهُمْ فَيَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافًا».

[3596] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے کٹ کر اکیلے اللہ کے لیے ہونے والے سبقت لے گئے۔'' صحابہ نے پوچھا: سب سے کٹ کر اللہ کے لیے ہو جانے والے لوگ کون ہیں اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ذکر میں مگن رہنے والے۔ ذکر ان سے ان کے بوجھ اتار دے گا اور وہ قیامت کے دن ہلکے پھلکے ہو کر آئیں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

لغوی تشریح: اَلْمُسْتَهْتَرُون: ذکر پر فریفتہ اور اس میں مگن، کسی اور کام کی طرف توجہ اور دھیان ہی نہیں کرتے۔

فائدہ: [مُفَرِّدُون] وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قرب و رضا کے حصول کے لیے اس دنیا کی الجھنوں سے اپنے آپ کو ہلکا کر لیں اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ یہ روایت صحیح سند سے اس طرح آتی ہے: [سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ. قَالُوا: وَمَا الْمُفَرِّدُونَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: الذَّاكِرُونَ اللهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتُ] (صحیح مسلم، الذكر والدعاء، حديث: 6808 (2676)) ''مُفَرِّدون سبقت لے گئے۔'' صحابہ نے پوچھا: اللہ کے رسول! مُفَرِّدُون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔''

۳۵۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ أَقُولَ سُبْحَانَ

[3597] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ کہنا، مجھے دنیا کی ان تمام

۳۵۹۶- [منكر بهذا التمام] أخرجه البيهقي: ۱/ ۳۹۰، ح: ۵۰٦، ۵۰۷ (شعب الإيمان) من حديث عمر بن راشد به وهو ضعيف والحديث صحيح بالشواهد دون قوله: 'يضع الذكر ... خفافًا' انظر صحيح مسلم، ح: ۲٦٧٦ وغيره.

۳۵۹۷- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، ح: ۲٦٩٥ عن أبي كريب به.

اللهِ وَالْحَمْدُ لِلهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ».

چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔"

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٥٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ سَعْدَانَ [الْقُبِّيِّ] عَنْ أَبِي مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مُدِلَّةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: الصَّائِمُ حِينَ يُفْطِرُ، وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ، وَيَقُولُ الرَّبُّ: وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ».

[3598] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین قسم کے افراد کی دعا رد نہیں کی جاتی: ① روزہ دار جب روزہ افطار کرے۔ ② عادل و منصف حکمران۔ ③ مظلوم کی دعا۔ اللہ تعالیٰ اسے بادلوں سے اوپر اٹھا لیتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے اور رب تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت و سطوت کی قسم! میں تیری لازماً مدد کروں گا اگرچہ کچھ وقت گزرنے کے بعد ہو۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَسَعْدَانُ [الْقُبِّيُّ] هُوَ سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَأَبُو عَاصِمٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ كِبَارِ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَأَبُو مُجَاهِدٍ هُوَ سَعْدٌ الطَّائِيُّ. وَأَبُو مُدِلَّةَ هُوَ مَوْلٰى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ، وَإِنَّمَا نَعْرِفُهُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ. وَيُرْوٰى عَنْهُ هٰذَا الْحَدِيثُ أَطْوَلَ مِنْ هٰذَا وَأَتَمَّ.

امام ابوعیسیٰ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور سعدان (القبی) سے مراد سعدان بن بشر ہے۔ اس سے عیسیٰ بن یونس اور ابو عاصم وغیرہ جلیل القدر محدثین روایت بیان کرتے ہیں۔ اور ابومجاہد سے مراد سعد طائی ہے اور ابومُدِلّہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آزاد کردہ غلام ہے۔ اس کا علم ہمیں اسی حدیث سے ہوا ہے۔ اور یہ حدیث اس سے زیادہ لمبی اور زیادہ کامل انداز میں بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث [صِفَةُ الْجَنَّةِ وَنَعِيمِهَا] "جنت کی کیفیت اور اس کی نعمتیں" میں مکمل طور پر گزر چکی ہے۔

٣٥٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

[3599] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! جو کچھ تو نے مجھے سکھایا ہے، اس سے مجھے نفع پہنچا اور مجھے نفع دینے والا علم سکھا اور میرے علم

٣٥٩٨ـ [صحيح بطرقه وشواهده] أخرجه ابن ماجه، ح: ١٧٥٢ من حديث سعدان القبي به وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩٠١، وابن حبان، ح: ٢٤٠٧، ٢٤٠٨ وله شاهد تقدم: ٢٥٢٦.

٣٥٩٩ـ [ضعيف بهذا التمام] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به، ح: ٢٥١ من حديث عبدالله بن نمير به * موسى بن عبيدة ومحمد بن ثابت: ضعيفان ولحديث "اللهم انفعني بما علمتني وعلمني ما ينفعني" شاهد عند الحاكم: ١/ ٥١٠ وسنده حسن.

«اللّٰهُمَّ! انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَزِدْنِي عِلْمًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ».

میں اضافہ فرما۔ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ حمد و شکر کا حقدار ہے اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں دوزخیوں کے حالات سے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے (حسن) غریب ہے۔

فائدہ: نفع دینے والا علم وہی ہے جو دنیا اور آخرت کے لیے مفید ہو۔ اور علم سے فائدہ تبھی اٹھایا جا سکتا ہے جب اس پر عمل کیا جائے۔ اور علم میں ہر وقت اضافہ مطلوب ہے۔ گرم وسرد اور خوشحالی اور تنگ حالی دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اس دعا کے آخری الفاظ (الحمد لله على كل حال وأعوذ بالله من حال أهل النار) ضعیف ہیں جبکہ شروع کے الفاظ دیگر روایات سے ثابت ہیں۔ گویا اس دعا کے مسنون الفاظ یہ ہیں: [اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَزِدْنِي عِلْمًا] (المستدرك للحاكم: 510/1، والدعوات الكبير للبيهقي، حديث: 210)

(المعجم ١٢٩) [بَابُ مَا جَاءَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ] (التحفة...)

باب: 129۔ اللہ کی زمین میں گھومنے پھرنے والے فرشتے

٣٦٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ فُضْلًا عَنْ كُتَّابِ النَّاسِ فَإِذَا وَجَدُوا أَقْوَامًا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلٰى بُغْيَتِكُمْ فَيَجِيئُونَ فَيَحُفُّونَ بِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ اللّٰهُ: أَيَّ شَيْءٍ تَرَكْتُمْ عِبَادِي يَصْنَعُونَ؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ يَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ وَيَذْكُرُونَكَ. قَالَ: فَيَقُولُ: هَلْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: فَيَقُولُونَ: لَا. قَالَ: فَيَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: فَيَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْكَ لَكَانُوا أَشَدَّ تَحْمِيدًا وَأَشَدَّ تَمْجِيدًا وَأَشَدَّ لَكَ ذِكْرًا، قَالَ: فَيَقُولُ: وَأَيَّ شَيْءٍ

[3600] سیدنا ابو ہریرہ یا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے عمل لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ اللہ کے کچھ گھومنے پھرنے والے فرشتے ہیں جو زمین میں پھرتے ہیں۔ جب کچھ لوگوں کو ذکر الٰہی میں مشغول پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ اپنے مطلوب کی طرف آؤ۔ سب آ جاتے ہیں تو وہ ان لوگوں کو آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔ (جب وہ واپس جاتے ہیں تو) اللہ تعالیٰ (ان سے) پوچھتا ہے: میرے بندوں کو کیا کرتے چھوڑ آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہم نے انھیں چھوڑا ہے، وہ تیری حمد و ثنا کر رہے تھے، تیری بزرگی و عظمت بیان کر رہے تھے اور تیرے ذکر میں مشغول تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے: کیا انھوں نے مجھے

٣٦٠٠- أخرجه البخاري، الدعوات، باب فضل ذكر الله عز وجل، ح: ٦٤٠٨ من حديث الأعمش، ومسلم، ح: ٢٦٨٩ من حديث أبي صالح به.

يَطْلُبُونَ؟ قَالَ: فَيَقُولُونَ: يَطْلُبُونَ الْجَنَّةَ، قَالَ: فَيَقُولُ: فَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: فَيَقُولُونَ: لَا، قَالَ: فَيَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: فَيَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْهَا لَكَانُوا لَهَا أَشَدَّ طَلَبًا وَأَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، قَالَ: فَيَقُولُ: فَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَتَعَوَّذُونَ؟ قَالُوا: يَتَعَوَّذُونَ مِنَ النَّارِ، قَالَ: فَيَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ فَيَقُولُونَ: لَا، قَالَ: فَيَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ فَيَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْهَا لَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا هَرَبًا وَأَشَدَّ مِنْهَا خَوْفًا وَأَشَدَّ مِنْهَا تَعَوُّذًا. قَالَ: فَيَقُولُ: فَإِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ. فَيَقُولُونَ: إِنَّ فِيهِمْ فُلَانًا الْخَطَّاءَ لَمْ يُرِدْهُمْ إِنَّمَا جَاءَهُمْ لِحَاجَةٍ. فَيَقُولُ: هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى لَهُمْ جَلِيسٌ».

دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: نہیں۔ وہ فرماتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کی کیفیت کیا ہوتی؟ وہ جواب دیتے ہیں: اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو تیری حمد وتعریف زیادہ بیان کرتے اور تیری بزرگی اور تیرے ذکر میں زیادہ مشغول ہوتے، پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: وہ کیا چاہتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں: وہ جنت کے طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا انھوں نے جنت دیکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں: نہیں۔ وہ فرماتا ہے: اگر دیکھ لیں تو کیا حالت ہو؟ وہ کہتے ہیں: اگر دیکھ لیں تو اس کا زیادہ شدت سے مطالبہ کریں اور زیادہ خواہش مند ہوں۔ وہ پوچھتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں: آگ سے پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انھوں نے آگ دیکھی ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: نہیں۔ وہ فرماتا ہے: اگر وہ دیکھ لیں تو پھر کیا حالت ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں: اگر وہ دیکھ لیں تو اس سے زیادہ بھاگیں، زیادہ ڈریں اور زیادہ پناہ چاہیں۔ وہ فرماتا ہے: میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انھیں بخش دیا ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں: ان میں فلاں بہت بڑا خطا کار ہے۔ وہ ان میں ارادے کے ساتھ شریک نہیں ہوا، محض کسی ضرورت کے لیے آیا تھا۔ وہ فرماتا ہے: وہ ایسے لوگ ہیں جن کا ہم نشین بدبخت نہیں ہوتا۔'' (سعادت سے محروم نہیں رہتا۔)

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور سند سے بھی آئی ہے۔

فائدہ: اس سے اللہ کے بندوں کی مجلس کی کیفیت اور ان سے فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کی دلچسپی کو بخوبی جانا جا سکتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی قدر ومنزلت بھی جانی جا سکتی ہے۔

(المعجم ۱۳۰) [بَابُ فَضْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] (التحفة ...)

باب: 130۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کی فضیلت

٣٦٠١- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْغَازِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِّنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ».

قَالَ مَكْحُولٌ: فَمَنْ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللهِ إِلَّا إِلَيْهِ، كَشَفَ عَنْهُ سَبْعِينَ بَابًا مِّنَ الضُّرِّ أَدْنَاهُنَّ الْفَقْرُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ. مَكْحُولٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

[3601] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''[لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ] کثرت سے کہا کرو کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔''

مکحول کہتے ہیں: جس نے کہا: [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ ...] اللہ کی توفیق کے بغیر نہ تو گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت اور نہ اللہ سے نجات گاہ ہے مگر اسی کی طرف۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے تکلیف اور نقصان کی ستر قسمیں دور کر دیتا ہے۔ ان میں سے کم تر تکلیف فقر و فاقہ ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند متصل نہیں کیونکہ مکحول نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔

فائدہ: اس حدیث میں مکحول کا قول صحیح سند سے ثابت نہیں، البتہ اس سے پہلے [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ] کی جو فضیلت بیان کی گئی ہے، وہ صحیح ہے۔

٣٦٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي وَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللهُ مَنْ مَّاتَ مِنْهُمْ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[3602] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر ایک نبی کی ایک دعا ایسی ہے جو یقینی طور پر قبول ہوتی ہے۔ میں نے اپنی وہ دعا اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا رکھی ہے۔ ان شاء اللہ وہ ہر اس شخص کو ملے گی جس نے موت تک اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① ہر نبی کی اپنی امت کے حق میں ایک دعا ایسی ہوتی ہے جس کی قبولیت یقینی ہے۔ باقی دعاؤں کی قبولیت یقینی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت و حکمت پر موقوف ہوتا ہے کہ وہ قبول کرے یا نہ کرے۔ نبی ﷺ نے اپنی قطعی و یقینی قبولیت والی دعا، آخرت میں اپنی امت کی سفارش کرنے کے لیے محفوظ رکھی ہے۔ اس کا فائدہ آپ کے ہر اس امتی کو پہنچے گا جو

٣٦٠١- [صحيح دون قول مكحول] للحديث شواهد كثيرة عند ابن حبان، ح:٢٣٣٨ وغيره دون قول مكحول * أبو خالد الأحمر عنعن فالسند ضعيف إلى مكحول.

٣٦٠٢- أخرجه مسلم، الإيمان، باب اختباء النبي ﷺ دعوة الشفاعة لأمته، ح:١٩٩ عن أبي كريب به، ورواه البخاري، ح:٦٣٠٤ من حديث أبي هريرة.

شرک کی موذی اور تباہ کن بیماری کا شکار نہ ہوا۔ لیکن جو شرک کی بیماری میں مبتلا ہوگا، اسے فائدہ نہیں ہوگا۔ ② ہر موحد کو شفاعت سے فائدہ پہنچنے کا، یہ مطلب نہیں (جیسا کہ لوگ سمجھتے ہیں) کہ ان کے کبیرہ گناہوں پر بھی ان کا مؤاخذہ و عتاب نہیں ہوگا اور وہ پاک باز اور پارسا لوگوں کی طرح پہلے مرحلے ہی میں سیدھے جنت میں چلے جائیں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ اگر مؤاخذہ و عتاب کا نشانہ بنے تو کچھ عرصے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے انھیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

(المعجم ۱۳۱) [بَابٌ: فِي حُسْنِ الظَّنِّ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ] (التحفة ...)

باب: 131۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا چاہیے

٣٦٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقُولُ اللهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ حِينَ يَذْكُرُنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ، وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ شِبْرًا اقْتَرَبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا اقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً».

[3603] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میرا معاملہ بندے کے ساتھ اس کے یقین کے مطابق ہے۔ وہ جب مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، لہٰذا اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرے تو میں اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرے تو میں اسے اس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب آ تا ہوں۔ اور اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَيُرْوَى عَنِ الْأَعْمَشِ فِي تَفْسِيرِ هٰذَا الْحَدِيثِ «مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا». يَعْنِي بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ، وَهٰكَذَا فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيثَ قَالُوا: إِنَّمَا مَعْنَاهُ يَقُولُ: إِذَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ الْعَبْدُ بِطَاعَتِي وَبِمَا أَمَرْتُ تُسَارِعُ إِلَيْهِ مَغْفِرَتِي وَرَحْمَتِي.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کی تفسیر میں امام اعمش سے بیان کیا جاتا ہے: ”جو ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے، میں ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔“ یعنی مغفرت و رحمت سے پیش آتا ہوں۔ بعض اہل علم نے اس کی تفسیر اسی طرح بیان کی ہے، ان کا قول ہے: اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ جب میرا بندہ میری اطاعت کر کے اور میری بات مان کر میرا قرب چاہتا

٣٦٠٣- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب الحث على ذكر الله تعالى، ح: ٢٦٧٥ عن أبي كريب عن أبي معاوية والبخاري، ح: ٧٤٠٥ من حديث الأعمش به * أثر سعيد بن جبير: سنده ضعيف مقطوع، ابن لهيعة عنعن.

ہے تو میری مغفرت اور رحمت بڑی تیزی سے اس تک پہنچتی ہے۔

[وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ [البقرة:١٥٢] قَالَ: اذْكُرُونِي بِطَاعَتِي أَذْكُرْكُمْ بِمَغْفِرَتِي. حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى وَعَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ الرَّمْلِيُّ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ بِهٰذَا].

سیدنا سعید بن جبیر سے اس آیت: ''تم مجھے یاد کرو، میں تمھیں یاد کروں گا'' کی تفسیر میں منقول ہے کہ تم میری اطاعت کے ذریعے سے مجھے یاد رکھو، میں مغفرت کی صورت میں تمھیں یاد رکھوں گا۔ امام صاحب سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے قول کی سند بیان کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: (1) اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ معاملہ، بندے کے اپنے بارے میں یقین کے مطابق کرتا ہے۔ اگر بندہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ رحم و کرم سے پیش آئے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کو رحیم و کریم ہی پائے گا، اس لیے بندے کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا یقین ہی رکھنا چاہیے۔ (2) یقین و اعتماد کی بنیاد ایمان و عمل پر ہے اگر اس میں پختگی اور رسوخ ہوگا تو یقین بھی پختہ اور راسخ ہوگا۔ اگر ایمان و عمل میں خلل ہو تو یقین بھی اسی قدر ڈھیلا اور کمزور ہوگا۔ (3) اللہ تعالیٰ اپنی عمومی معیت کی صورت میں اپنی قدرت اور علم کے ساتھ ہر ایک چیز کو محیط ہے۔ کوئی چیز کسی وقت بھی اس سے دور اور اوجھل نہیں لیکن خصوصی معیت جو رحمت و توفیق اور رشد و ہدایت اور نگرانی و نگہبانی کی صورت میں ہوتی ہے، وہ اللہ کے ذکر کے وقت حاصل ہوتی ہے، اس لیے جو بندہ اس کا قرب اور رضا حاصل کرنے کے لیے اسے یاد کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کا قرب و رضا حاصل ہو جاتا ہے اور جب بندہ اسے خلوت میں یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرشتوں کی مجلس میں فرماتا ہے۔ بندہ جس قدر اس کا قرب اور نزدیکی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر اس کے قریب آتا ہے۔ (4) اللہ تعالیٰ کا قریب ہونا، دوڑنا اور اس کا نفس، یہ سب چیزیں اس کی شان کے لائق مفہوم رکھتی ہیں۔ ہم ان کی کیفیت اور حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے، اس لیے ان کے متعلق کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔

(المعجم ١٣٢) [بَابٌ: فِي الْاِسْتِعَاذَةِ] (التحفة...)

باب: 132- اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہنا

٣٦٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اسْتَعِيذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَاسْتَعِيذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. اسْتَعِيذُوا بِاللّٰهِ

[3604] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہو دوزخ کے عذاب سے۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو قبر کے عذاب سے۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرو مسیح دجال کے فتنے سے اور اللہ تعالیٰ کی

٣٦٠٤- أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:٦٤٨ من حديث أبي معاوية الضرير به وللحديث شواهد عند البخاري ومسلم، ح:٥٨٧-٥٩٠ وغيرهما.

مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَاسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

پناہ چاہو زندگی اور موت کے فتنے سے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(المعجم...) بَابُ [دُعَاءِ: «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ»] (التحفة ١٢٣)

باب: ۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے پورے کلمات سے

(١) ـ٣٦٠٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يُمْسِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ حُمَةٌ تِلْكَ اللَّيْلَةَ». قَالَ سُهَيْلٌ: فَكَانَ أَهْلُنَا تَعَلَّمُوهَا فَكَانُوا يَقُولُونَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ فَلُدِغَتْ جَارِيَةٌ مِنْهُمْ فَلَمْ تَجِدْ لَهَا وَجَعًا.

[3604/1] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے شام کے وقت تین دفعہ کہا: میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس کے پورے پورے کلمات کے ذریعے سے اس کی مخلوق کے شر سے، اس رات کوئی زہریلی چیز اسے نقصان نہیں پہنچائے گی۔'' سہیل راوی کہتے ہیں: ہمارے گھر والوں نے یہ کلمات سیکھ لیے تھے اور وہ ہر رات یہ کلمات پڑھتے تھے۔ ان میں سے ایک بچی کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا تو اسے تکلیف (درد) محسوس نہ ہوئی۔

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَى عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُهَيْلٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

یہ حدیث حسن ہے۔ امام مالک بن انس نے بھی یہ حدیث سہیل بن ابی صالح ہی کی سند سے بیان کی ہے۔ اور عبید اللہ بن عمر اور بہت سے راویوں نے یہ حدیث سہیل سے بیان کی ہے لیکن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: الکلمات التّامّات سے مراد ایسے کلمات ہیں جو کامل ہیں۔ ان میں کسی قسم کا عیب ونقص نہیں۔ یا وہ کلمات نافع اور صحت بخش ہیں۔ حُمَةٌ سے مراد زہریلی اور موذی چیز ہے، جیسے سانپ اور بچھو وغیرہ۔

(المعجم...) بَابُ [دُعَاءِ: «اللّٰهُمَّ! اجْعَلْنِي أُعَظِّمُ شُكْرَكَ...»] (التحفة ١٢٤)

باب: ۔ دعا: ''اے اللہ! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے شکر کی عظمت واہمیت کو سمجھوں'' کا بیان

٣٦٠٤(١) ـ أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٥٩٠ والكبرىٰ، ح: ١٠٤٢٦ من حديث يزيد بن هارون به وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٦٠ وللحديث طرق أخرى، وحديث مالك في الموطإ: ٢/ ٩٥١ ومن طريقه أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١٠٤٢٥ وأحمد: ٢/ ٣٧٥.

(٢) ـ٣٦٠٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَبُو فَضَالَةَ الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: دُعَاءٌ حَفِظْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا أَدَعُهُ: «اللّٰهُمَّ! اجْعَلْنِي أُعَظِّمُ شُكْرَكَ وَأُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَأَتَّبِعُ نَصِيحَتَكَ وَأَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ».

هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

[3604/2] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دعا رسول اللہ ﷺ سے یاد کی ہے، میں اسے چھوڑوں گا نہیں: ''اے اللہ! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے شکر کی عظمت واہمیت کو سمجھوں (تاکہ کبھی شکر کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کروں) اور تیرا ذکر کثرت سے کروں اور تیری نصیحتوں کی پیروی کروں اور تیری وصیتوں (تلقین وحکم) کو یاد رکھوں (اور ان کی تعمیل میں سستی نہ برتوں)۔''

یہ حدیث غریب ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو اللهَ بِدُعَاءٍ إِلَّا اسْتُجِيبَ لَهُ] (التحفة ١٢٥)

باب: ۔ بندے کی ہر دعا جو وہ اللہ سے مانگتا ہے، قبول ہوتی ہے

(٣) ـ٣٦٠٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ - هُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ - عَنْ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو اللهَ بِدُعَاءٍ إِلَّا اسْتُجِيبَ لَهُ، فَإِمَّا أَنْ يُعَجَّلَ لَهُ فِي الدُّنْيَا، وَإِمَّا أَنْ يُدَّخَرَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يُكَفَّرَ عَنْهُ مِنْ ذُنُوبِهِ بِقَدْرِ مَا دَعَا، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ أَوْ يَسْتَعْجِلْ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ يَسْتَعْجِلُ؟ قَالَ: «يَقُولُ: دَعَوْتُ رَبِّي فَمَا اسْتَجَابَ لِي».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[3604/3] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ بھی اللہ تعالیٰ سے کسی قسم کی دعا کرتا ہے وہ اس کے لیے قبول کی جاتی ہے۔ یا تو اسے وہ فوری دنیا ہی میں مل جاتی ہے یا اس کے لیے آخرت میں ذخیرہ بنا دی جاتی ہے یا اس کے لیے اس کی دعا کے بقدر گناہ مٹا دیے جاتے ہیں، جب تک گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے یا جلد بازی سے کام نہ لے۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: وہ جلد بازی سے کیسے کام لیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ کہتا ہے: ''میں نے اپنے رب سے دعا کی تو اس نے میری دعا قبول نہیں کی۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

٣٦٠٤(٢) ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣١١ من حديث الفرج بن فضالة به وهو ضعيف (تقريب)، وأبو سعيد مجهول (تقريب) ويقال: أبو سعد الحمصي رواه أحمد: ٢/ ٤٧٧ عن وكيع عن فرج به.

٣٦٠٤(٣) ـ [صحيح لغيره دون قوله: وإما أن يكفر . . . ما دعا] أخرجه أبو يعلى، ح: ٦١٣٤ من حديث ليث بن أبي سليم عن زياد بن أبي المغيرة أو زياد بن المغيرة به.

فائدہ: دعا کی قبولیت کے لیے کچھ آداب ہیں۔ کچھ دعائیں ممنوع ہیں اور کچھ خصوصی اوقات ہیں۔ اگر ان چیزوں کا لحاظ رکھا جائے تو دعا یقینا قبول ہوتی ہے جس کی مختلف صورتیں ہیں۔ بندہ چونکہ نہیں جانتا کہ کیا چیز میرے لیے بہتر اور کیا فتنے اور شر کا باعث ہے، اس لیے وہ بسا اوقات ایسی چیز مانگتا ہے جو اس کے حق میں بہتر نہیں ہوتی یا اس کا عطا کرنا حکمتِ الٰہی کے خلاف ہوتا ہے لیکن وہ بندے کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا، اس لیے اس کا دستور ہے کہ اگر بندے نے جو مانگا ہے وہی دینا مناسب ہو تو وہی چیز عنایت فرما دیتا ہے جو اس نے مانگی ہے۔ اگر وہ دینا مناسب نہ ہو تو دعا کے عوض آخرت کی بیش بہا نعمتوں کا فیصلہ فرما دیتا ہے۔ اس طرح یہ دعا آخرت کا ذخیرہ بن جاتی ہے۔ یا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ اس دعا کرنے والے بندے سے کوئی آفت و مصیبت ٹال دیتا ہے۔ (مسند أحمد: 18/3) بہرحال دعا کبھی رائگاں نہیں جاتی اور دعا کرنے والا محروم نہیں رہتا، اس لیے بندے کو جلد بازی اور مایوسی کا اظہار کر کے قبولیت کا استحقاق ضائع نہیں کرنا چاہیے اور نہ گناہ (خلاف شریعت کام) اور قطع رحمی ہی کی دعا کرنی چاہیے۔

(٤) ـ٣٦٠٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ إِبْطُهُ يَسْأَلُ اللهَ مَسْأَلَةً إِلَّا آتَاهَا إِيَّاهُ مَا لَمْ يَعْجَلْ»، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ عَجَلَتُهُ؟ قَالَ: «يَقُولُ: قَدْ سَأَلْتُ وَسَأَلْتُ وَلَمْ أُعْطَ شَيْئًا».

[3604/4] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بندہ بھی دعا کے لیے اس طرح ہاتھ اٹھاتا ہے کہ اس کی بغل بھی ظاہر ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرما دیتا ہے، جب تک وہ جلد بازی سے کام نہ لے۔“ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: جلد بازی کی صورت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ کہتا ہے: میں نے مانگا اور مانگا مگر مجھے کچھ نہ دیا گیا۔“

وَرَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُولُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي».

امام زہری رحمہ اللہ اپنی سند سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی شخص کی دعائیں اس وقت تک قبول ہوتی ہیں جب تک جلد بازی سے کام نہیں لیتا، بندہ کہنے لگے: میں نے دعا کی تھی مگر وہ قبول ہی نہیں ہوئی۔“

(المعجم ...) بَابٌ: [«إِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللهِ»] (التحفة ١٣٦)

باب: ـ اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا، اللہ کی پسندیدہ عبادت ہے

٣٦٠٤(٤)ـ [صحيح بطرق أخرى دون الرفع] * يحيى بن عبيدالله وأبوه ضعيفان، وحديث: 'يستجاب لأحدكم ... الخ' متفق عليه تقدم: ٣٣٨٧.

(٥) ـ٣٦٠٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ سُمَيْرِ بْنِ نَهَارٍ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللهِ».

[3604/5] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا، اللہ کی اچھی عبادت ہے۔''

هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم صحیح حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنے کی ترغیب ہے۔ انسان کا گمان یا یقین اپنی کارکردگی اور حسن عمل کی بنیاد ہی پر ہوسکتا ہے۔ جس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق و ربط اچھا ہوگا، وہ یقیناً اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھے گا لیکن جس کا اللہ کے ساتھ رویہ اور سلوک درست نہیں وہ اچھا گمان کیسے رکھے گا، اس لیے انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق اور رویہ بہتر بنانا چاہیے اور بہتر اطاعت و بندگی ہی حسن ظن کا پیش خیمہ ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [«لِيَنْظُرَنَّ أَحَدُكُمْ مَا الَّذِي يَتَمَنّٰى...»] (التحفة ١٣٢)

باب: ۔انسان کو آرزو اور تمنا سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے

(٦) ـ٣٦٠٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِيَنْظُرَنَّ أَحَدُكُمْ مَا الَّذِي يَتَمَنّٰى، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا يُكْتَبُ لَهُ مِنْ أُمْنِيَّتِهِ».

[3604/6] ابوسلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک سوچ لے کہ وہ کون سی آرزو (تمنا، دعا) کرتا ہے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے لیے کون سی آرزو لکھی جاتی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

(المعجم ...) بَابُ [دُعَاءِ: «اَللّٰهُمَّ! مَتِّعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي...»] (التحفة ١٣٨)

باب: ۔اے اللہ! مجھے میرے کان اور آنکھ سے فائدہ اٹھانے کا موقع دے

(٧) ـ٣٦٠٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا جَابِرُ

[3604/7] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

٣٦٠٤(٥)ـ[ضعيف] أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في حسن الظن، ح: ٤٩٩٣ من حديث محمد بن واسع به وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٩٥، ٢٤٦٠ والحاكم: ٤/ ٢٤١ على شرط مسلم ووافقه الذهبي * سمير بن نهار مجهول.

٣٦٠٤(٦)ـ[ضعيف لإرساله].

٣٦٠٤(٧)ـ[صحيح لغيره] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٦٥٠ من حديث محمد بن عمرو به وصححه الحاكم: ١/ ››

ابْنُ نُوحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو فَيَقُولُ: «اللّٰهُمَّ! مَتِّعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّي، وَانْصُرْنِي عَلٰى مَنْ يَظْلِمُنِي، وَخُذْ مِنْهُ بِثَأْرِي».

اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! مجھے فائدہ دے میرے کان اور میری آنکھ سے اور ان دونوں کو میرا وارث بنا دے (میری موت تک صحیح و سالم رہیں۔) اور میری مدد فرما مجھ پر ظلم و ستم کرنے والے کے مقابلے میں اور اس سے میرا انتقام لے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [«لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا ...»] (التحفة ۱۲۹)

باب: ۔اپنی ضرورت کی ہر چیز اپنے رب سے مانگو

(۸) ـ۳۶۰۴ـ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْأَشْعَثِ السِّجْزِيُّ: حَدَّثَنَا قَطَنٌ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْأَلَ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ». هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَنَسٍ.

[3604/8] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک شخص اپنی ضرورت کی ہر چیز اپنے رب سے مانگے، حتیٰ کہ جب جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے، وہ بھی اسی سے مانگے۔'' یہ حدیث غریب ہے۔ بہت سے راویوں نے یہ حدیث جعفر ہی کی سند سے بیان کی ہے لیکن اس میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا۔

(۹) ـ۳۶۰۴ـ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ حَتّٰى يَسْأَلَهُ الْمِلْحَ وَحَتّٰى يَسْأَلَهُ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ».

وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ قَطَنٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ.

[3604/9] ثابت بنانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک اپنی ضرورت کی ہر چیز اپنے رب سے مانگے، حتیٰ کہ نمک بھی اسی سے مانگے اور حتیٰ کہ جب چپل کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اسی سے مانگے۔''

یہ روایت مذکورہ بالا روایت سے زیادہ صحیح ہے، یعنی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے واسطے کے بغیر۔

◄◄ ۵۲۳، ۲/ ۱۴۲ على شرط مسلم ووافقه الذهبي، ورواه جماعة عن محمد بن عمرو به.

۳۶۰۴(۸) ـ [ضعيف] أخرجه أبو يعلى، ح: ۳۴۰۳ عن قطن بن نسير العنبري البصري به وصححه ابن حبان (الإحسان): ۸۶۳، ۸۹۱، ۸۹۲. انظر التفصيل في الضعيفة للألباني، ح: ۱۳۶۲.

۳۶۰۴(۹)ـ[ضعيف] انظر الحديث السابق.

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٤٦) أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٤٢)

وہ فضائل جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١)

باب: 1۔ نبیٔ اکرم ﷺ کی فضیلت و برتری

٣٦٠٥- حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ اصْطَفٰى مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفٰى مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ بَنِي كِنَانَةَ، وَاصْطَفٰى مِنْ بَنِي كِنَانَةَ قُرَيْشًا، وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ».

[3605] سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اسماعیل علیہ السلام کو چن لیا اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے بنو کنانہ کا انتخاب کیا اور بنو کنانہ سے قریش کو برگزیدہ بنایا اور قریش سے بنو ہاشم کو منتخب فرمایا اور بنو ہاشم سے میرا انتخاب فرمایا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ کا نسب نامہ عدنان تک صحیح طور پر ثابت ہے اور عدنان سے اوپر کے نسب میں بہت اختلاف ہے۔ متفق علیہ نسب نامہ یہ ہے: ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن نضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

٣٦٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ

[3606] سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے سیدنا

٣٦٠٥ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب فضل نسب النبي ﷺ وتسليم الحجر عليه قبل النبوة، ح: ٢٢٧٦ من حديث الأوزاعي به.

٣٦٠٦ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

ابْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ: حَدَّثَنِي وَاثِلَةُ بْنُ الْأَسْقَعِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِّنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفٰى هَاشِمًا مِّنْ قُرَيْشٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ».

اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کا انتخاب کیا اور کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے ہاشم کو برگزیدہ بنایا اور بنو ہاشم سے مجھے منتخب فرمایا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

٣٦٠٧- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ قُرَيْشًا جَلَسُوا فَتَذَاكَرُوا أَحْسَابَهُمْ بَيْنَهُمْ فَجَعَلُوا مَثَلَكَ كَمَثَلِ نَخْلَةٍ فِي كَبْوَةٍ مِّنَ الْأَرْضِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي مِنْ [خَيْرِهِمْ] مِنْ خَيْرِ فِرَقِهِمْ وَخَيْرِ الْفَرِيقَيْنِ، ثُمَّ خَيَّرَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ الْقَبِيلَةِ، ثُمَّ خَيَّرَ الْبُيُوتَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ بُيُوتِهِمْ فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَّخَيْرُهُمْ بَيْتًا».

[3607] سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قریش نے آپس میں بیٹھ کر اپنے حسب ونسب کا تذکرہ کیا تو آپ کو ایسے کھجور کے درخت سے تشبیہ دی جو گھورے (رُوڑی) پر ہو۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے (بہترین) بہترین گروہ میں سے بنایا اور دو فرقوں (عرب وعجم) میں سے بہتر سے بنایا، پھر قبائل کا انتخاب کیا تو مجھے بہترین قبیلے میں سے ٹھہرایا، پھر گھرانوں کا انتخاب کیا تو مجھے بہترین گھرانے میں سے بنایا، اس لیے میں اپنی ذات اور گھرانے دونوں اعتبار سے ان سے بہترین ہوں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَعَبْدُ اللهِ ابْنُ الْحَارِثِ هُوَ ابْنُ نَوْفَلٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور عبداللہ بن حارث سے مراد ابن نوفل ہے۔

لغوی تشریح: كَبْوَة: گھورا، روڑی۔

٣٦٠٨- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ

[3608] سیدنا مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس (غصے کی حالت میں) آئے گویا انھوں نے کچھ سنا تھا۔ تب نبی علیہ السلام منبر پر

٣٦٠٧ـ [ضعيف] أخرجه يعقوب بن سفيان الفارسي في تاريخه (كتاب المعرفة والتاريخ: ١/ ٤٩٧) عن عبيدالله بن موسى به * يزيد بن أبي زياد ضعيف مدلس مختلط.

٣٦٠٨ـ [ضعيف] تقدم: ٣٥٣٢ وأخرجه أحمد: ١/ ٢١٠ من حديث سفيان الثوري به.

قَالَ: جَاءَ الْعَبَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَأَنَّهُ سَمِعَ شَيْئًا، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنبَرِ فَقَالَ: «مَنْ أَنَا» ؟ فَقَالُوا: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ، قَالَ: «أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ [فِرْقَةً]، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرِهِمْ نَفْسًا».

کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''میں کون ہوں؟'' صحابہ نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ پر سلامتی ہو۔ آپ نے فرمایا: ''میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور مجھے ان کے بہترین گروہ (انسان) میں سے بنایا، پھر ان کے دو گروہ (عرب و عجم) بنائے تو مجھے ان کے بہترین گروہ (عرب) سے بنایا، پھر انھیں قبائل میں بانٹا تو مجھے ان کے بہترین قبیلے (قریش) سے بنایا، پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے ان کے بہترین گھرانے میں اور اس کا بہترین فرد بنایا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ غَرِيبٌ]. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ نَحْوَ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح غریب) ہے۔ سفیان ثوری نے یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی مطلب بن ابی وداعہ کے واسطے کے بغیر بھی سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔

٣٦٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيدِ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ: «وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ».

[3609] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کے لیے نبوت کب طے ہوئی؟ آپ نے فرمایا: ''آدم کے جسم میں ابھی روح نہیں ڈالی گئی تھی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. [وَفِي الْبَابِ، عَنْ مَيْسَرَةَ الْفَجْرِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔ اس مسئلے میں میسرۃ الفجر سے بھی حدیث مروی ہے۔

فائدہ: مخلوقات کے بارے میں جن میں انسان بھی داخل ہے، ہر چیز لوح محفوظ میں آسمان و زمین کی تخلیق سے بھی پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی گئی تھی اور سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق تو آسمان و زمین کی پیدائش کے بہت عرصے بعد ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت ورسالت، آپ کا دور، آپ کا خاتم النبیین ہونا یہ سب کچھ پہلے ہی لکھا جا چکا تھا اور ہر چیز طے ہو چکی تھی۔ اور یہ ممکن ہے کہ

٣٦٠٩- أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٢/ ١٣٠ من حديث الوليد بن مسلم به وصرح بالسماع، ورواه الحاكم: ٢/ ٦٠٩ وللحديث شواهد كثيرة * وفي الباب عن ميسرة الفجر [أحمد: ٥/ ٥٩ والحاكم: ٢/ ٦٠٨، ٦٠٩].

تمام انسانوں کی تقدیر سے پہلے آپ کی تقدیر لکھی گئی ہو اور دوسرے انسانوں کی تقدیر آپ کے بعد لکھی گئی ہو، یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ رہی یہ حدیث: [كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ یا كُنْتُ نَبِيًّا وَّلَا آدَمُ وَلَا مَاءٌ وَلَا طِينٌ] "میں اس وقت نبی تھا جبکہ ابھی آدم علیہ السلام کی تخلیق نہیں ہوئی تھی۔ یا میں اس وقت نبی تھا جبکہ ابھی آدم، پانی اور مٹی کا وجود نہیں تھا۔" تو یہ من گھڑت ہے جس کی کوئی بنیاد ہی نہیں۔ صحیح حدیث کے الفاظ یوں ہیں: [كُتِبْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ] "آدم کے جسم میں روح ڈالنے سے پہلے مجھے نبی لکھ دیا گیا تھا۔" (مسند أحمد: 59/5، والصحيحة للألباني، حديث: 1856) اگرچہ اللہ تعالیٰ کے علم اور تقدیر میں یا لوح محفوظ میں ہر چیز وجود میں آنے سے پہلے ہی تحریر تھی...... فیصلہ تو بہت پہلے ہو چکا تھا اور ہر چیز کو وجود اپنے اپنے طے شدہ منصوبے کے مطابق ملا۔

(المعجم ...) بَابٌ: [«أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بُعِثُوا ...»] (التحفة ٣)

باب: ۔قبروں سے اٹھتے وقت سب سے پہلے میں زمین سے باہر نکلوں گا

٣٦١٠- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ لَيْثٍ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بُعِثُوا وَأَنَا خَطِيبُهُمْ إِذَا وَفَدُوا، وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوا. لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي، وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلَى رَبِّي وَلَا فَخْرَ».

[3610] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قبروں سے جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو سب سے پہلے میں (قبر سے) نکلوں گا اور جب وہ اللہ کے حضور پیش ہوں گے تو میں ان کا ترجمان ہوں گا اور جب وہ مایوس ہوں گے تو میں انھیں (رحمت و بخشش کی) خوش خبری سناؤں گا۔ اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے رب کے نزدیک آدم علیہ السلام کی تمام اولاد سے زیادہ معزز ہوں گا، بطور فخر نہیں کہتا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم اس کے بعض حصے دیگر صحیح احادیث میں ذکر ہوئے ہیں، مثلاً: آپ کا سب سے پہلے قبر سے اٹھنا اور حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہونا اور تمام اولاد آدم سے معزز ہونا۔ [لَا فَخْرَ] کا مفہوم یہ ہے کہ یہ مقام و مرتبہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملا ہے، میری ذات کا اس میں کوئی کمال نہیں، اس لیے میں یہ بات تحدیث نعمت کے طور پر بیان کرتا ہوں، بطور فخر و مباہات نہیں۔ یا یہ چیز میرے لیے باعث فخر نہیں، باعث فخر میرا بندہ ہونا اور عبودیت میں درجۂ کمال پر فائز ہونا ہے جس کی بنا پر مجھے خصوصیات اور امتیازات حاصل ہوئے ہیں، جس میں ایک امتیاز میرا بلند مقام و مرتبہ ہے۔

٣٦١١- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

[3611] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

٣٦١٠- [ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ٤٩ من حديث ليث بن أبي سليم به.

٣٦١١- [ضعيف] أخرجه ابن أبي الدنيا (النهاية بتحقيقي: ٢/ ١٨١، ح: ١٢١١) من حديث المنهال به * الحسين بن ◄◄

السَّلَام بْنُ حَرْبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأُكْسَى الْحُلَّةَ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي».

ﷺ نے فرمایا: ''سب سے پہلے میرے اوپر کی زمین پھٹے گی اور مجھے جنت کے جوڑوں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا، پھر میں عرش کے دائیں طرف کھڑا ہوں گا۔ میرے سوا کوئی اور فرد وہاں کھڑا نہیں ہو سکے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [«سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ...»] (التحفة ٢)

باب: ۔اللہ سے میرے لیے ''وسیلہ'' طلب کرو

٣٦١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ الثَّوْرِيُّ - عَنْ لَيْثٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي كَعْبٌ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ»، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا الْوَسِيلَةُ؟ قَالَ: «أَعْلٰى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ».

[3612] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلے کی درخواست کرو۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! وسیلے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ جنت کا بلند ترین درجہ ہے، جسے ایک ہی آدمی پا سکے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ، وَكَعْبٌ لَيْسَ هُوَ بِمَعْرُوفٍ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوٰى عَنْهُ غَيْرَ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اس کی سند قوی نہیں۔ اس کا راوی کعب، معروف نہیں۔ اور ہمارے علم میں اس سے لیث بن ابی سلیم کے سوا کسی نے روایت بیان نہیں کی۔

فائدہ: یہ روایت بھی شواہد کی بنا پر صحیح ہے اور دیگر صحیح روایات کی رو سے جیسا کہ آگے حدیث آ رہی ہے، وسیلہ اللہ تعالیٰ کی مقبولیت و محبوبیت کا ایک خاص مقام و مرتبہ اور جنت کا ایک مخصوص مقام اور ممتاز درجہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے کسی ایک ہی بندے کو

» يزيد الكوفي، ضعيف.

٣٦١٢- [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦٥ من حديث سفيان الثوري به * كعب المدني أحد المجاهيل وللحديث شواهد، انظر: ٣٦١٤.

ملنے والا ہے اور فضیلہ بھی اسی مقام اختصاص وامتیاز کا ایک عنوان ہے۔ اور یہی مقام محمود ہے جس پر فائز ہونے والا ہر ایک کی نگاہ میں محمود اور محترم ہوگا۔ اور اسی مقام محمود کے عنایت کرنے کا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے آپ کے لیے اس مقامِ اختصاص کے عنایت کرنے کی درخواست کر کے آپ کی سفارش کے حق دار بنتے ہیں۔

٣٦١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَثَلِي فِي النَّبِيِّينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَحْسَنَهَا وَأَكْمَلَهَا وَأَجْمَلَهَا وَتَرَكَ مِنْهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِالْبِنَاءِ وَيَعْجَبُونَ مِنْهُ، وَيَقُولُونَ: لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ وَأَنَا فِي النَّبِيِّينَ بِمَوْضِعِ تِلْكَ اللَّبِنَةِ» وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّينَ وَخَطِيبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ».

[3613] سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء میں میری مثال ایسی ہے کہ ایک انسان نے ایک گھر تعمیر کیا۔ اسے بہت حسین، کامل ترین اور خوبصورت ترین بنایا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ (خالی) چھوڑ دی۔ لوگ اس عمارت کا چکر لگانے لگے۔ اور اس (کے حسن و جمال) پر تعجب و حیرت کا اظہار کرتے اور کہتے: کاش! اس اینٹ کی جگہ بھی مکمل ہو جاتی۔ اور میں انبیاء علیہم السلام کی عمارت میں اس اینٹ کی جگہ پر ہوں، یعنی انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ میری آمد سے مکمل ہو گیا ہے۔'' اسی سند سے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا، میں تمام نبیوں کا امام و خطیب اور ان کا سفارشی ہوں گا، بطور فخر نہیں کہتا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

٣٦١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ: أَخْبَرَنَا كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ جُبَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ [الْمُؤَذِّنُ] ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلّٰى

[3614] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم مؤذن کی اذان سنو تو جس طرح وہ کہتا ہے وہی کلمات کہو، پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجا، اس کے سبب اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا، پھر تم میرے لیے وسیلہ طلب کرو۔ بے شک وہ جنت

٣٦١٣- أخرجه أحمد: ٥/ ١٣٦ عن أبي عامر العقدي به ورواه ابن ماجه، ح: ٤٣١٤ من حديث ابن عقيل به مختصرًا وصححه الحاكم: ١/ ٧١، ٤/ ٧٨ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد، انظر: ح٢٨٦٢ .

٣٦١٤- أخرجه مسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلي على النبي ﷺ ... إلخ، ح: ٣٨٤ من حديث حيوة بن شريح به .

اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا لِيَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، وَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ».

میں ایک ایسا مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک بندے ہی کے لائق ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں ہی وہ ہوں گا۔ اور جو میرے لیے وسیلہ طلب کرے گا، وہ میری سفارش کا حقدار ہوگا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ مُحَمَّدٌ: عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرٍ هٰذَا قُرَشِيٌّ وَهُوَ مِصْرِيٌّ مَدَنِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ شَامِيٌّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام محمد (بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: اس روایت کا راوی عبدالرحمٰن بن جبیر قرشی مصری اور مدنی ہے اور عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر شامی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا موقع و محل اور آپ کے لیے وسیلہ طلب کرنے کی دعا کا محل اذان کے اختتام کے بعد ہے، پہلے نہیں۔ ایک کو پہلے اور ایک کو بعد میں کرنا صحیح نہیں۔

٣٦١٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَبِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ، وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلَا فَخْرَ.

[3615] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں قیامت کے دن آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا، بطور فخر نہیں (کہتا)۔ میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا، (اور اس پر) فخر نہیں۔ اس دن ہر نبی، آدم ہو یا کوئی اور، سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ اور سب سے پہلے مجھ سے زمین پھٹے گی، (اس پر) فخر نہیں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ]. [وَقَدْ رُوِيَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) ہے اور اس میں ایک لمبا واقعہ ہے۔ (یہ واقعہ تفسیر میں سورۂ بنی اسرائیل کے آخر میں گزر چکا ہے۔) اس سند سے ابونضرہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مرفوعاً بیان کرتے ہیں۔

٣٦١٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ وَهْرَامٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَلَسَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ

[3616] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ ساتھی آپ کے انتظار میں بیٹھ گئے، چنانچہ آپ نکلے، حتی کہ جب ان کے قریب پہنچے تو آپ نے سنا کہ وہ باہم مذاکرہ کر رہے ہیں۔ آپ نے ان کی گفتگو سنی۔

٣٦١٥- تقدم: ٣١٤٨.

٣٦١٦- [ضعيف] أخرجه الدارمي: ١/٢٦، ح: ٤٨ عن عبيدالله بن عبدالمجيد به * زمعة ضعيف وحديثه عند مسلم مقرون (تقريب).

ﷺ يَنْتَظِرُونَهُ قَالَ: فَخَرَجَ حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُونَ فَسَمِعَ حَدِيثَهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَجَبًا إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهِ خَلِيلًا، اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا. وَقَالَ آخَرُ: مَاذَا بِأَعْجَبَ مِنْ كَلَامِ مُوسٰى كَلَّمَهُ تَكْلِيمًا. وَقَالَ آخَرُ: فَعِيسٰى كَلِمَةُ اللهِ وَرُوحُهُ. وَقَالَ آخَرُ: آدَمُ اصْطَفَاهُ اللهُ. فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ وَقَالَ: «قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ. إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ اللهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَمُوسٰى نَجِيُّ اللهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَعِيسٰى رُوحُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ، أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللهِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَلَا فَخْرَ».

ان میں سے بعض نے کہا: حیرت ہے! اللہ عزوجل نے اپنی مخلوقات میں سے ایک خلیل بنایا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے۔ دوسرے نے کہا: کس قدر تعجب انگیز چیز ہے! موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا ہے۔ اس سے حقیقتاً کلام فرمایا ہے۔ ایک اور نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا حکم اور اس کی روح ہیں۔ ایک اور نے کہا: آدم علیہ السلام کو اللہ نے منتخب فرمایا ہے۔ اس وقت آپ ان کے سامنے آ گئے، سلام کہا اور فرمایا: ”میں نے تمھاری گفتگو اور حیرت سن لی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں۔ بات اسی طرح ہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے واقعی اللہ نے گفتگو فرمائی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہے۔ بات اسی طرح ہے۔ آدم کو اللہ تعالیٰ نے چنا ہے۔ کوئی شبہ نہیں۔ آگاہ رہو! میں اللہ کا محبوب ہوں، فخر نہیں۔ قیامت کے دن میں حمد کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہوں گا۔ فخر نہیں۔ میں سب سے پہلا سفارشی ہوں گا اور قیامت کے روز سب سے پہلے میری سفارش قبول ہو گی، فخر نہیں۔ اور میں جنت کا کنڈا ہلانے والا پہلا فرد ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ میری خاطر اسے کھول دے گا، پھر مجھے اور فقیر و محتاج مومنوں کو میرے ساتھ اس میں داخل فرمائے گا، فخر نہیں۔ اور میں پہلے اور پچھلوں سب سے معزز و محترم ہوں، فخر نہیں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

٣٦١٧- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَوْدُودٍ الْمَدَنِيُّ عُثْمَانُ بْنُ الضَّحَّاكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ

[3617] سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تورات میں محمد (ﷺ) کی صفت بیان کی گئی ہے اور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی صفت بھی کہ وہ آپ کے ساتھ دفن ہوں گے۔ ابومودود راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے گھر

٣٦١٧- [ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ١/ ٢٦٣ من حديث عثمان بن الضحاك به وقال: "هذا لا يصح عندي ولا يتابع عليه".

قَالَ: مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ، [وَصِفَةُ] عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ. قَالَ: فَقَالَ أَبُو مَوْدُودٍ: [وَ]قَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ.

میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. هٰكَذَا قَالَ عُثْمَانُ بْنُ الضَّحَّاكِ. وَالْمَعْرُوفُ الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ الْمَدَنِيُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ روایت میں راوی کا نام عثمان بن ضحاک آیا ہے اور معروف نام ضحاک بن عثمان مدنی ہے۔

٣٦١٨- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، وَمَا نَفَضْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْأَيْدِي وَإِنَّا لَفِي دَفْنِهِ حَتّٰى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا.

[3618] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے، آپ کی آمد سے ہر چیز روشن ہوگئی، پھر جب وہ دن آیا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو مدینے کی ہر چیز تاریک ہوگئی اور ہم نے ابھی آپ پر مٹی ڈال کر اپنے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے، ہم آپ کو دفن ہی کر رہے تھے کہ ہمارے دل بدل گئے، یعنی پہلی حالت پر نہ رہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

فائدہ: مدینہ طیبہ میں نبی ﷺ کی آمد، آپ کی تعلیمی و تربیتی مجالس اور وحی کے نزول کی برکت سے مدینے کی ہر چیز روشن ہوگئی اور آپ ﷺ کی وفات سے وحی کی بندش، آپ کی تعلیمی و تربیتی مجالس کے فقدان اور آپ کی ہدایات و تعلیمات سے محرومی کے سبب لوگوں کے دلوں کی کیفیت آپ کے پاکیزہ دور والی نہ رہی اور انھیں ہر چیز تاریک اور اندھیری نظر آنے لگی۔

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيلَادِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٢)

باب: 2۔ نبی ﷺ کی ولادت باسعادت

٣٦١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ قَيْسِ ابْنِ مَخْرَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: وُلِدْتُ أَنَا

[3619] سیدنا قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ہاتھی کے حملے والے سال پیدا ہوئے۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بنو یعمر بن لیث کے فرد قباث بن اشیم سے پوچھا: کیا (عمر میں) تم بڑے ہو یا رسول اللہ

٣٦١٨- أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه ﷺ، ح: ١٦٣١ عن بشر بن هلال به وصححه ابن حبان، ح: ٢١٦٢ والحاكم على شرط مسلم: ٣/ ٥٧ ووافقه الذهبي.

٣٦١٩- [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٤/ ٢١٥ من حديث ابن إسحاق به وصرح بالسماع وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٦٠٣ ووافقه الذهبي، وحسنه في السيرة النبوية، ص: ٢٣ وله شواهد عند ابن سعد: ١/ ١٠١ والحاكم وغيرهما.

وَرَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفِيلِ قَالَ: وَسَأَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قُبَاثَ بْنَ أَشْيَمَ أَخَا بَنِي يَعْمَرَ بْنِ لَيْثٍ أَأَنْتَ أَكْبَرُ أَمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ أَكْبَرُ مِنِّي وَأَنَا أَقْدَمُ مِنْهُ فِي الْمِيلَادِ، قَالَ: وَرَأَيْتُ خَذْقَ الطَّيْرِ أَخْضَرَ مُحِيلًا.

ﷺ؟ تو اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ (مقام و مرتبہ کے اعتبار سے) مجھ سے بڑے ہیں اور پیدائش میں، میں آپ سے پہلے ہوں۔ اس نے بتایا: میں نے پرندوں کی بیٹ (فضلہ) دیکھی ہے جو سبز اور تبدیل شدہ تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہمارے علم میں اسے محمد بن اسحاق ہی بیان کرتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① سیدنا قباث رضی اللہ عنہ نے کمال ادب و احترام کا مظاہرہ کرتے ہوئے، اپنے لیے بڑا ہونے کا لفظ بھی پسند نہیں کیا اور کہا: بڑے تو آپ ہی ہیں، میں عمر میں آپ سے زیادہ ہوں کیونکہ میں نے فیل والے سال ہاتھیوں پر کنکر برسانے والے پرندوں کی بدلی ہوئی بیٹ دیکھی ہے۔ ② امام ابن الجوزی نے تلقیح فُهُوم أهلِ الأثر میں لکھا ہے کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ عام الفیل کو پیر والے دن ربیع الاول میں پیدا ہوئے۔ تاریخ میں اختلاف ہے۔ بعض علمائے کرام کے نزدیک دو ربیع الاول، بعض کے نزدیک آٹھ، دس یا بعض کے نزدیک 12 ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ (تحفة الأحوذي: 63/10) علامہ محمد سلیمان منصور پوری اور محمود پاشا فلکی کی تحقیق کے مطابق پیدائش کی تاریخ 9 ربیع الاول عام الفیل ہے۔ (رحمة للعالمین: 38/1، 39)

(المعجم ٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥)

باب: 3۔ نبی ﷺ کی نبوت کا آغاز

٣٦٢٠- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَزْوَانَ [أَبُو نُوحٍ]: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَ أَبُو طَالِبٍ إِلَى الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي أَشْيَاخٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا أَشْرَفُوا عَلَى الرَّاهِبِ هَبَطُوا فَحَلُّوا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ وَكَانُوا قَبْلَ ذٰلِكَ يَمُرُّونَ بِهِ فَلَا يَخْرُجُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَلْتَفِتُ، قَالَ: فَهُمْ يَحُلُّونَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتَّى

[3620] سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطالب شام کے سفر پر روانہ ہوا اور اس کے ساتھ قریش کے عمر رسیدہ لوگوں کے علاوہ نبی ﷺ بھی تھے۔ جب وہ راہب کے پاس پہنچے تو وہاں پڑاؤ ڈالا اور اپنے پالان کھول دیے۔ (بحیرا نامی) راہب ان کے پاس آیا۔ اس سے پہلے بھی وہ اس کے پاس سے گزرتے تھے، وہ نہ ان کے پاس آتا نہ متوجہ ہوتا۔ جب وہ اپنے پالان کھول رہے تھے تو راہب ان کے درمیان داخل ہو گیا حتی کہ آ کر اس نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: یہ تمام لوگوں کا سردار

٣٦٢٠- [صحيح دون ذكر بلال] أخرجه الحاكم: ٢/ ٦١٥، ٦١٦ والطبراني في تاريخه: ٢/ ٢٧٨، ٢٧٩ من حديث عبدالرحمن بن غزوان به وصححه الحاكم على شرط الشيخين وله شاهد عند ابن عائذ (السيرة النبوية للذهبي، ص: ٥٧).

جَاءَ فَأَخَذَ بِيَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِينَ، هٰذَا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ، يَبْعَثُهُ اللهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ. فَقَالَ لَهُ أَشْيَاخٌ مِّنْ قُرَيْشٍ: مَا عِلْمُكَ؟ فَقَالَ: إِنَّكُمْ حِينَ أَشْرَفْتُمْ مِّنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ حَجَرٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا خَرَّ سَاجِدًا، وَلَا يَسْجُدَانِ إِلَّا لِنَبِيٍّ وَإِنِّي أَعْرِفُهُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ أَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوفِ كَتِفِهِ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا أَتَاهُمْ بِهِ وَكَانَ هُوَ فِي رِعْيَةِ الْإِبِلِ فَقَالَ: أَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأَقْبَلَ وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهُ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوهُ إِلَى فَيْءِ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ: انْظُرُوا إِلَى فَيْءِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ، قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ قَائِمٌ عَلَيْهِمْ وَهُوَ يُنَاشِدُهُمْ أَنْ لَّا يَذْهَبُوا بِهِ إِلَى الرُّومِ، فَإِنَّ الرُّومَ إِنْ رَأَوْهُ عَرَفُوهُ بِالصِّفَةِ فَيَقْتُلُونَهُ، فَالْتَفَتَ فَإِذَا بِسَبْعَةٍ قَدْ أَقْبَلُوا مِنَ الرُّومِ فَاسْتَقْبَلَهُمْ فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكُمْ؟ قَالُوا: جِئْنَا إِنَّ هٰذَا النَّبِيَّ خَارِجٌ فِي هٰذَا الشَّهْرِ فَلَمْ يَبْقَ طَرِيقٌ إِلَّا بُعِثَ إِلَيْهِ بِأُنَاسٍ وَإِنَّا قَدْ أُخْبِرْنَا خَبَرَهُ بُعِثْنَا إِلَى طَرِيقِكَ هٰذَا، فَقَالَ: هَلْ خَلْفَكُمْ أَحَدٌ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكُمْ؟ قَالُوا: إِنَّمَا أُخْبِرْنَا خَبَرَهُ بِطَرِيقِكَ هٰذَا. قَالَ: أَفَرَأَيْتُمْ أَمْرًا أَرَادَ اللهُ أَنْ يَقْضِيَهُ هَلْ يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ رَدَّهُ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَبَايَعُوهُ وَأَقَامُوا مَعَهُ، قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ أَيُّكُمْ وَلِيُّهُ؟ قَالُوا: أَبُو طَالِبٍ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهُ حَتّٰى رَدَّهُ أَبُو طَالِبٍ وَبَعَثَ مَعَهُ أَبُوبَكْرٍ بِلَالًا وَزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ.

ہے۔ یہ کائنات کے رب کا رسول ہے۔ اللہ اسے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ اس سے قریش کے بوڑھوں نے کہا: تمھیں کیسے پتہ ہے؟ اس پر اس نے کہا: جس وقت تم اس ٹیلے سے نمودار ہوئے تو کوئی پتھر اور درخت سجدہ کیے بغیر نہ رہا اور یہ دونوں (پتھر اور درخت) صرف نبی کو سجدہ کرتے ہیں اور میں اسے نبوت کی مہر سے جانتا ہوں (شناخت کرتا ہوں) جو اس کے کندھے کی نرم و گداز ہڈی کے نیچے ہے، سیب جیسی، پھر واپس جا کر اس نے ان کے لیے کھانا تیار کیا۔ جب وہ ان کے پاس کھانا لے کر آیا تو آپ ﷺ اونٹ چرانے گئے ہوئے تھے۔ اس نے کہا: آپ کی طرف پیغام بھیجو۔ آپ آئے تو آپ کو ایک بدلی سایہ کیے ہوئے تھی۔ جب آپ لوگوں کے قریب پہنچے تو وہ آپ سے پہلے درخت کے سائے میں بیٹھ چکے تھے۔ جب آپ بیٹھ گئے تو سایہ آپ کی طرف جھک گیا۔ اس وقت راہب نے کہا: دیکھو، درخت کا سایہ آپ پر جھک چکا ہے۔ اس دوران میں جب وہ راہب ان کے پاس کھڑا تھا تو وہ انھیں قسم دے کر مطالبہ کر رہا تھا کہ وہ آپ کو روم کی طرف نہ لے جائیں کیونکہ اگر رومیوں (عیسائیوں) نے آپ کی صفت کے سبب پہچان لیا تو وہ آپ کو قتل کرنا چاہیں گے، پھر وہ متوجہ ہوا تو اس نے دیکھا: سات آدمی روم کی طرف سے آ رہے ہیں۔ وہ ان کی طرف بڑھا اور پوچھا: تم کیوں آئے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم اس لیے آئے ہیں کہ یہ (آخری) نبی اسی ماہ (اپنے شہر سے) نکلنے والا ہے۔ اسی لیے ہر راستے پر اس کی طرف کچھ لوگ بھیجے گئے ہیں اور ہمیں اس کی خبر سے آگاہ کیا گیا ہے اور ہمیں تیرے اس راستے کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اس نے کہا: تو کیا تمھارے پیچھے تم سے کوئی بہتر فرد موجود ہے؟ انھوں نے

کہا: بس ہمیں تو بتایا گیا ہے کہ وہ تیرے اس راستے پر ہے۔ انھوں نے کہا: تم بتاؤ، ایک معاملہ جس کے کرنے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کر چکا ہے تو کیا لوگوں میں سے کوئی بھی شخص اسے ردّ کر سکتا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ راوی نے کہا: تو وہ اس کی بیعت کر کے اس کے ساتھ رہنے لگے۔ اس (راہب) نے قافلے والوں کو قسم دے کر پوچھا: تم میں سے اس کا سرپرست کون ہے؟ انھوں نے کہا: ابوطالب ہے۔ تو وہ مسلسل اس سے مطالبہ کرتا رہا حتیٰ کہ ابوطالب نے آپ کو لوٹا دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور آپ ﷺ کو راہب نے زادِ راہ کے طور پر ڈبل روٹی اور زیتون کا تیل دیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہمارے علم میں بس اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: بقول امام جزری اس کی سند صحیح ہے لیکن ائمہ نے اس پر تین اعتراضات کیے ہیں: ① سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر رسول اللہ ﷺ سے کم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تاجر اپنے صاحب تمیز وشعور بچوں کو ساتھ رکھتے ہیں تاکہ انھیں تجارتی معاملات کا تجربہ اور شعور حاصل ہو جائے، اس لیے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قافلے کے ساتھ ہونا بعید از عقل بات نہیں۔ ② سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اس عمر میں آپ ﷺ کے ساتھ ایسا تعلق و ربط نہیں تھا کہ وہ آپ کے ساتھ اپنے کسی غلام کو بھیجتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چھوٹی عمر کے لڑکوں میں باہمی ایسا پیار اور تعلق ہو سکتا ہے جس کی خاطر وہ ایک دوسرے کی حفاظت و مدد بھرپور طریقے سے سرانجام دیتے ہیں، اس لیے آپ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میں شروع ہی سے محبت و پیار کا ہونا اور اس کے باعث ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اپنے کسی غلام یا نوکر و خادم کو آپ کے ساتھ بھیجنا اَنہونا معاملہ نہیں۔ ③ بلال، ابوبکر کے غلام آپ کی بعثت کے بعد ظلم وستم کا شکار ہونے کے بعد بنے ہیں، اس وقت تک تو شاید وہ پیدا بھی نہ ہوئے ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض اسی بنیاد پر ہے کہ بلال سے مراد سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ لیے گئے ہیں تو بلال نامی کوئی اور غلام یا نوکر کیوں مراد نہیں ہو سکتا جو آپ کی بعثت سے پہلے فوت ہو گیا ہو، اس لیے بعد میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہوا اور مسند بزار میں بلال کی بجائے، ایک بلا نام، آدمی بھیجنے کا ذکر ہے۔ (تحفة الأحوذي: 66/10)
بہرحال یہ روایت صحیح ہے، البتہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا ذکر اس میں صحیح نہیں۔

(المعجم ٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ وَابْنُ كَمْ كَانَ حِينَ بُعِثَ (التحفة ٢)

باب: 4۔ نبی ﷺ کی بعثت اور بعثت کے وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟

٣٦٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

[3621] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول اس وقت ہوا جبکہ آپ چالیس سال کے تھے۔ آپ مکے میں تیرہ سال (بعد از نبوت) رہے اور مدینے میں دس سال اور وفات کے وقت آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت مکے میں شعب بنی ہاشم کے اندر دوشنبہ (پیر) کے دن صبح کے وقت عام الفیل میں 2 یا 22 اپریل 571ء کو ہوئی۔ قمری ماہ کا صحیح تعین ممکن نہیں کیونکہ مکے میں اس وقت نَسِيئ (مہینوں کی تقدیم وتاخیر) کی بدعت جاری تھی۔ معروف قول کے مطابق ربیع الاوّل تھا۔ تاریخ میں اختلاف ہے۔ مشہور تر قول 12 اور صحیح قول کی رو سے نو تاریخ تھی۔ ② بعثت بقول علامہ صفی الرحمان مبارک پوری رحمہ اللہ پیر کے دن 21 رمضان المبارک کو رات کے وقت وحی کے نزول سے ہوئی۔ اس روز دس اگست 610ء تھا اور آپ کی عمر قمری حساب سے چالیس سال چھ ماہ اور بارہ دن تھی اور شمسی حساب سے 39 سال تین مہینے 22 دن تھی۔ (الرحیق المختوم، ص: 117، 118 اور حاشیہ: 4، ص: 118) آپ ﷺ کی وفات بھی دوشنبہ (پیر) کو چاشت کی شدت کے وقت ربیع الاوّل میں ہوئی۔ مشہور تر قول کی رو سے 12 تاریخ تھی۔

٣٦٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّينَ سَنَةً.

[3622] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی روح اس وقت قبض کی گئی جب آپ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

[وَ]هٰكَذَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَرَوَى عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) نے بھی محمد بن بشار سے اسی طرح روایت کی ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر کا تریسٹھ سال ہونا جمہور محدثین کے نزدیک متفق علیہ ہے، اس لیے یہ روایت شاذ اور ضعیف ہے۔ بعض اہل علم نے اس روایت کے صحیح مسلم میں ہونے کی وجہ سے اسے صحیح قرار دیا ہے اور تریسٹھ سال اور پینسٹھ سال میں یوں تطبیق دی ہے کہ یہاں کسر کو پورا کرتے ہوئے پینسٹھ کہہ دیا گیا ہے، جس طرح اگلی روایت میں عشرات (عقود) کا لحاظ رکھتے ہوئے کسر کو ختم کر کے مکے کا قیام دس سال اور مدت عمر ساٹھ سال بتائی گئی ہے، جبکہ مکے میں صحیح قیام تیرہ سال ہے۔ بعض دفعہ کسر کو پورا کر کے پندرہ سال کہہ دیا جاتا ہے۔

٣٦٢١- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب مبعث النبي ﷺ، ح: ٣٨٥١، ٣٩٠٢ من حديث هشام بن حسان به وهو الصواب.

٣٦٢٢- [شاذ] * هشام بن حسان عنعن.

٣٦٢٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ [الْمُتَرَدِّدِ]، وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَا بِالْآدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ، بَعَثَهُ اللهُ عَلٰى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، وَتَوَفَّاهُ اللهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

[3623] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ لمبے تڑنگے تھے اور نہ بہت پستہ قد۔ نہ سفید چٹے تھے اور نہ گندم گوں سیاہی مائل۔ آپ کے بال نہ بہت زیادہ گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل کھلے۔ اللہ تعالیٰ نے چالیس سال عمر ہونے کے بعد آپ کو مبعوث فرمایا (نبی و رسول بنایا۔) آپ دس سال مکے میں رہے اور دس سال مدینے میں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات دے دی، جبکہ آپ کے سر اور ڈاڑھی میں ابھی بیس بال بھی سفید نہیں ہوئے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: البائن: تڑنگا، حد سے زیادہ لمبا۔ اَلْأَمْهَق: چٹا، چونے کی طرح۔ آدم: گندم گوں، سیاہی مائل کی نفی ہے اور گندم گوں سرخی مائل (اَحمر) کا اثبات ہے۔ اَلْجَعْدُ الْقَطَط: بہت زیادہ خم دار اور گھنگھریالے بال نہ تھے...... کچھ پیچ و خم تھے۔ اَلسَّبِط: بالکل کھلے اور سیدھے، جن میں پیچ و خم نہ ہو۔

فائدہ: یہاں مکے میں نبوت کے بعد رہائش عمومی اعتبار سے 10 سال کہی ہے اور اوپر والے تین سال جبر و کسر کے قاعدے کے تحت ذکر نہیں کیے جیسا کہ عربوں کے ہاں ایسا عام طور پر کر دیتے تھے۔ اسی طرح 60 سال کا معاملہ ہے، اصل تریسٹھ برس ہی ہیں۔

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي آيَاتِ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَا قَدْ خَصَّهُ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ] بِهِ (التحفة ٥)

باب: 5۔ نبی ﷺ کی نبوت کی علامات اور اس سلسلے میں آپ کی خصوصیات و امتیازات

٣٦٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّبِّيُّ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ بِمَكَّةَ

[3624] سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک مکہ مکرمہ میں ایک پتھر ہے جو بعثت کی راتوں میں مجھے سلام کہا کرتا تھا۔ میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔''

٣٦٢٣- أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٤٧ ومسلم، ح: ٢٣٤٧ من حديث مالك به وهو في الموطأ: ٢/ ٩١٩ (يحيى).

٣٦٢٤- هو في مسند الطيالسي، ح: ١٩٠٧، ورواه مسلم، ح: ٢٢٧٧ من طريق آخر عن سماك بن حرب به.

حَجَرًا كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ لَيَالِيَ بُعِثْتُ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ».

[قَالَ أَبُو عِيسَىٰ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: یہ رسول اکرم ﷺ کا معجزہ ہے۔ اور دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتی اور اللہ کے حضور سجدہ کرتی ہے اور ہر چیز اپنی صلاۃ وتسبیح سے آگاہ ہے، اس لیے کسی پتھر کا آپ ﷺ کو سلام کہنا خلاف عقل نہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ پتھر کو بھی قوتِ گویائی دے سکتا ہے۔

٣٦٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَتَدَاوَلُ مِنْ قَصْعَةٍ مِّنْ غُدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ تَقُومُ عَشَرَةٌ وَيَقْعُدُ عَشَرَةٌ. قُلْنَا: فَمَا كَانَتْ تُمَدُّ؟ قَالَ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ مَا كَانَتْ تُمَدُّ إِلَّا مِنْ هٰهُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى السَّمَاءِ.

[3625] سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک پیالے سے صبح سے شام تک کھاتے رہے، دس اٹھتے اور دس بیٹھ جاتے۔ شاگردوں نے پوچھا: اس میں اضافہ کہاں سے ہو رہا تھا؟ انھوں نے جواب دیا: تم تعجب کس چیز پر کرتے ہو، اس طرف سے اضافہ کیا جا رہا تھا اور اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَىٰ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَأَبُو الْعَلَاءِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور ابوالعلاء کا نام یزید بن عبداللہ بن شخیر ہے۔

فائدہ: کھانے میں معجزاتی طور پر اضافہ وزیادتی قابل تعجب نہیں، اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے۔

(المعجم ٦) بَابٌ: [فِي قَوْلِ عَلِيٍّ فِي اسْتِقْبَالِ كُلِّ جَبَلٍ وَشَجَرِ النَّبِيَّ ﷺ بِالتَّسْلِيمِ] (التحفة ٨)

باب: 6- ہر پہاڑ اور درخت کا نبی ﷺ کو سلام کہہ کر استقبال کرنا

٣٦٢٦- حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي ثَوْرٍ عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ!

[3626] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا تو ہم اس کی کسی جانب نکلے تو جو پہاڑ اور درخت آپ کے سامنے آیا، وہ کہہ رہا تھا: اے اللہ کے رسول! السلام علیک۔

[قَالَ أَبُو عِيسَىٰ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب

٣٦٢٥ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٦٧٤٠ عن محمد بن بشار، وأحمد: ٥/ ١٨ عن يزيد بن هارون به وصححه ابن حبان، ح: ٢١٤٩، والبيهقي في دلائل النبوة: ٦/ ٩٣، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٦١٨ ووافقه الذهبي.

٣٦٢٦ـ [حسن لغيره] أخرجه الدارمي، ح: ٢١ عن فروة عن الوليد بن أبي ثور به انظر التفصيل في الصحيحة للألباني، ح: ٢٦٧٠.

رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ وَقَالُوا: عَنْ عَبَّادِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ مِنْهُمْ فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ.

ہے۔ بہت سے راویوں نے یہ روایت ولید بن ابی ثور سے بیان کی اور اس نے عباد بن ابی یزید سے روایت بیان کی ہے۔ فروہ بن ابی المغراء نے بھی ایسے ہی روایت بیان کی ہے۔

فائدہ: عباد بن ابی یزید کو عباد بن یزید بھی کہا جاتا ہے، اس لیے امام صاحب نے وضاحت کر دی کہ بہت سے راویوں نے عباد بن ابی یزید ہی کہا ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [فِي حَنِينِ الْجِذْعِ ...] (التحفة ٩)

باب: ۔ تنے کا آواز نکالنا

٣٦٢٧ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ ابْنُ يُونُسَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ إِلٰى لِزْقِ جِذْعٍ وَاتَّخَذُوا لَهُ مِنْبَرًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ حَنِينَ النَّاقَةِ. فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَّهُ فَسَكَتَ.

[3627] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ صحابۂ کرام نے آپ کے لیے منبر بنا دیا۔ آپ نے اس پر کھڑے ہو کر خطبہ شروع کیا تو تنے نے اس طرح آواز نکالی جس طرح اونٹنی (اپنے بچے کے اشتیاق میں) آواز نکالتی ہے۔ نبی ﷺ نے اتر کر اسے اپنے ساتھ چمٹایا تو وہ چپ ہو گیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيٍّ وَجَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ [وَ]حَدِيثُ أَنَسٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا اُبی، جابر، ابن عمر، سہل بن سعد، ابن عباس اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

٣٦٢٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلٰى رَسُولِ

[3628] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: مجھے کیسے پتہ چلے کہ آپ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر میں

٣٦٢٧ـ أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٧٧٧، والدارمي: ١/ ١٩، ح: ٤٢ من حديث عمر بن يونس به ✽ وفي الباب عن أبي ... وأم سلمة [تقدم: ٥٠٥].

٣٦٢٨ـ [صحيح دون قوله فأسلم الأعرابي] أخرجه البخاري، في التاريخ الكبير(٣١٣) من حديث محمد بن سعيد به، وأحمد: ١/ ٢٢٣ من حديث الأعمش عن أبي ظبيان به وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٦٢٠ ووافقه الذهبي وله طريق آخر عند ابن حبان (الإحسان): ٦٤٨٩.

اللهِ ﷺ فَقَالَ: بِمَ أَعْرِفُ أَنَّكَ نَبِيٌّ؟ قَالَ: «إِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ [أَ]تَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟» فَدَعَا[هُ] رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «ارْجِعْ» فَعَادَ فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

اس کھجور کے درخت کے اس گچھے کو بلاؤں تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟" چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس گچھے کو آواز دی تو وہ کھجور کے درخت سے آپ کی طرف اترنے لگا حتیٰ کہ نبی ﷺ کے پاس آ گرا، پھر آپ نے فرمایا: "واپس چلا جا۔" وہ لوٹ گیا تو بدوی مسلمان ہو گیا۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [فِي طُولِ سِنِّ أَبِي زَيْدٍ عَمْرِو بْنِ أَخْطَبَ وَقِلَّةِ شَيْبِهِ بِبَرَكَةِ دُعَائِهِ ﷺ] (التحفة ١٠)

باب: ۔ آپ ﷺ کی دعا کی برکت کے نتیجے میں ابوزید عمرو بن اخطب کی عمر کا لمبا ہونا اور اس کے بالوں میں سفیدی کا کم ہونا

٣٦٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا عِلْبَاءُ بْنُ أَحْمَرَ [الْيَشْكُرِيُّ]: حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدِ بْنُ أَخْطَبَ قَالَ: مَسَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ عَلٰى وَجْهِي وَدَعَا لِي. قَالَ عَزْرَةُ: إِنَّهُ عَاشَ مِائَةً وَعِشْرِينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ إِلَّا شُعَيْرَاتٌ بِيضٌ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو زَيْدٍ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ أَخْطَبَ.

[3629] سیدنا ابوزید بن اخطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے چہرے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور میرے لیے دعا کی۔ عزرہ بیان کرتے ہیں کہ وہ (ابوزید) ایک سو بیس سال زندہ رہے اور ان کے سر میں چند بال سفید تھے۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ابوزید کا نام عمرو بن اخطب ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [فِي كِفَايَةِ بَعْضِ أَقْرَاصٍ مِّنْ شَعِيرٍ لِّسَبْعِينَ أَوْ ثَمَانِينَ رَجُلًا] (التحفة ١١)

باب: ۔ جَو کی چند روٹیوں کا ستر، اَسی افراد کو کفایت کرنا

٣٦٣٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ:

[3630] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٣٦٢٩ـ أخرجه أحمد: ٥/ ٧٧ من حديث عزرة به مطولًا وحسنه الهيثمي في المجمع: ٩/ ٣٧٨ وهذا السند صححه ابن حبان، ح: ٢٢٧٤ والحاكم: ٢/ ٦٠٦ والذهبي، انظر الشمائل للترمذي، ح: ٢٠.

٣٦٣٠ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٥٧٨ ومسلم، ح: ٢٠٤٠ من حديث مالك به، وهو في الموطإ: ٢/ ٩٢٧، ٩٢٨ (يحيى).

حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: عَرَضْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ فِي يَدِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، قَالَ: فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «بِطَعَامٍ»؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمَنْ مَّعَهُ: «قُومُوا»، قَالَ: فَانْطَلَقُوا، فَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ، قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! مَّا عِنْدَكِ؟» فَأَتَتْهُ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ بِعُكَّةٍ لَّهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَّقُولَ، ثُمَّ قَالَ: «ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ». فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: «ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ»، فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا. ثُمَّ قَالَ: «ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ» فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا. فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا، وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی ضعیف اور کمزور آواز سنی ہے جس میں میں بھوک محسوس کرتا ہوں۔ کیا تیرے پاس کوئی (کھانے کی) چیز ہے؟ اس نے کہا: ہاں اور جو کی چند روٹیاں پیش کیں، پھر اپنا دوپٹہ نکالا، اس کے بعض حصے میں روٹیاں لپیٹ کر میری بغل میں دبا دیں اور بعض حصہ مجھ پر ڈال دیا، پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ کر دیا۔ میں روٹیاں لے کر آپ کی طرف گیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں بیٹھے ہوئے پایا۔ لوگ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں ان کے پاس رک گیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تمھیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟'' میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کھانا دے کر؟'' میں نے کہا: ہاں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ''اٹھو'' سو وہ چل پڑے اور میں ان کے آگے روانہ ہو گیا، حتی کہ ابوطلحہ کے پاس پہنچ گیا اور انھیں صورت حال سے آگاہ کیا۔ ابوطلحہ بولے: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ آ رہے ہیں، جبکہ ہمارے پاس انھیں کھلانے کے لیے کچھ بھی نہیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ (لائے ہیں تو انتظام بھی فرمائیں گے۔) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ان کی طرف چل پڑے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو جا ملے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، جبکہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے حتی کہ دونوں گھر میں داخل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام سلیم! جو کچھ تیرے پاس ہے لا۔'' تو وہ، وہی روٹیاں لے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے انھیں ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان ٹکڑوں پر اپنا کپہ نچوڑ کر تر کر دیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان پر جو اللہ کو منظور تھا پڑھا، پھر فرمایا: ''دس کو داخلے کی اجازت

رَجُلًا.

دو۔'' سو انھیں اجازت دے دی۔ انھوں نے سیر ہو کر کھا لیا، پھر چلے گئے۔ آپ نے پھر فرمایا: ''دس کو اجازت دو۔'' انھیں اجازت دی تو انھوں نے بھی سیر ہو کر کھا لیا، پھر چلے گئے۔ اسی طرح سب لوگوں نے سیر ہو کر کھا لیا اور لوگوں کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی کمزور آواز سے محسوس کر لیا کہ یہ بھوک کا اثر ہے، اس لیے گھر آ کر گھر میں موجود چند روٹیاں آپ کے پاس بھیجیں تاکہ آپ اور آپ کے گھر والے یا چند قریبی ساتھی کھا سکیں، اس لیے سیدنا انس رضی اللہ عنہ جا کر رک گئے کہ جب آپ گھر میں داخل ہونے کے لیے اٹھیں تو آپ کو پیش کر دی جائیں۔ چونکہ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر گئے تھے اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بغل میں کچھ دبا رکھا تھا، اس لیے آپ قرائن سے سمجھ گئے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کچھ بھیجا ہے، پھر سارے ساتھیوں کو شریک کرنے کے لیے اور معجزے کا اظہار سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں کرنے کے لیے آپ نے سارے ساتھیوں کو فرمایا، آؤ۔ اگر سعادت کا شرف سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بخشنا ہوتا تو آپ روٹیاں ٹکڑے کرا کے مسجد میں بھی تقسیم فرما سکتے تھے۔ بہرحال سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ کھانے کی مقدار معلوم ہونے کے باوجود جب آپ ﷺ سب ساتھیوں کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں تو آپ کے ہاتھوں برکت کا ظہور ہوگا۔ روٹیوں کے ٹکڑے ہو جانے سے، ان میں طراوت کی کمی محسوس ہوئی۔ آپ نے کپہ نچوڑ کر انھیں دوبارہ تر فرمایا اور بِسْمِ اللهِ، اَللّٰهُمَّ أَعْظِمْ فِيهَا الْبَرَكَةَ پڑھ کر انھیں تقسیم کرنا شروع کیا۔ (مسند أحمد: 242/3) دس دس افراد آ کر کھاتے گئے۔ آپ کی دعا کی برکت کے نتیجے میں چند روٹیاں ستر اسی افراد کو کفایت کر گئیں، کھانا پھر بھی بچ گیا۔ فراغت کے بعد آپ ﷺ نے کھایا، گھر والوں نے کھایا اور پڑوسیوں کو بھی دیا گیا۔ (تحفة الأحوذي: 75/10) ② نبی ﷺ کی برکت کی دعا سے مروجہ ختم کا کوئی ادنیٰ سا تعلق بھی نہیں کیونکہ اس میں اپنی طرف سے مخصوص انداز میں چند مخصوص آیات پڑھ کر پھونک ماری جاتی ہے اور پھر ختم پڑھنے والا سب سے پہلے اپنا حصہ لے کر چلتا بنتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے کھانا خود تقسیم فرمایا۔ سب لوگوں کے کھا لینے کے بعد خود کھایا اور اپنے ساتھ گھر والوں کو بھی کھلایا۔

(المعجم ...) بَابٌ: [فِي نَبْعِ الْمَاءِ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ ﷺ ...] (التحفة ١٢)

باب: آپ ﷺ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی کا جاری ہونا

٣٦٣١- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ:

[3631] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٣٦٣١- أخرجه مسلم، الفضائل، باب: في معجزات النبي ﷺ، ح: ٢٢٧٩ عن إسحاق بن موسى، والبخاري، ح: ٣٥٧٣ من حديث مالك به، وهو في الموطإ: ١/ ٣٢ (يحيى) ✽ وفي الباب عن عمران بن حصين [البخاري، ح: ٣٥٧١ ومسلم، ح: ٦٨٢]، وابن مسعود [يأتي: ٣٦٣٣]، وجابر [البخاري، ح: ٣٥٧٦ ومسلم، ح: ١٨٥٦]، وزياد بن الحارث الصدائي ◄◄

حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ وَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوا فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ فِي ذٰلِكَ الْإِنَاءِ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّأُوا مِنْهُ، قَالَ: فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّأُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ نماز عصر کا وقت قریب ہو چکا ہے اور لوگوں کو تلاش کرنے کے باوجود پانی نہیں مل رہا، رسول اللہ ﷺ کے پاس (ایک برتن میں تھوڑا سا) پانی لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی کے برتن میں اپنا دست مبارک رکھ دیا اور لوگوں کو اس سے وضو کرنے کا حکم دیا۔ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا ہے۔ لوگوں نے وضو شروع کیا حتیٰ کہ ان کے آخری فرد نے بھی وضو کر لیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ [وَزِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ. وَ]حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عمران بن حصین، ابن مسعود، جابر (اور زیاد بن حارث صُدائی) رضی اللہ عنہم سے احادیث آئی ہیں۔ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: پانی کی کثرت واضافے کا معجزہ مختلف صورتوں میں کئی مواقع پر ظاہر ہوا ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [فِي ذِكْرِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةِ عِنْدَ بَدْءِ النُّبُوَّةِ] (التحفة ١٣)

باب: ۔ آغازِ نبوت میں سچے خوابوں کا آنا

٣٦٣٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا ابْتُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ النُّبُوَّةِ حِينَ أَرَادَ اللهُ كَرَامَتَهُ وَرَحْمَةَ الْعِبَادِ بِهِ أَنْ لَا يَرٰى شَيْئًا إِلَّا جَاءَتْ كَفَلَقِ الصُّبْحِ، فَمَكَثَ عَلٰى ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَمْكُثَ وَحُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلْوَةُ فَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَخْلُوَ».

[3632] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف نبوت کا آغاز، جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت وشرف سے نوازا اور آپ کے ذریعے سے بندوں پر رحمت کرنا چاہی، اس طرح فرمایا کہ آپ جو بھی خواب دیکھتے وہ سپیدۂ سحر کی طرح روشن اور واضح ہوتا۔ جتنا عرصہ اللہ کو منظور تھا اسی طرح حال رہا اور آپ ﷺ کو خلوت نشینی محبوب ہوگئی اور آپ کو خلوت سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی۔

◄◄ [تقدم: ١٩٩ والطبراني في الكبير: ٥/ ٢٦٢، ٢٦٣، ح: ٥٢٨٥].

٣٦٣٢ـ أخرجه البخاري، بدء الوحي، باب: كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ ... الخ، ح: ٣، ومسلم، ح: ١٦٠ من حديث الزهري به.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: بقول علامہ صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ رسالت کی ذمہ داری عائد ہونے سے تین سال پہلے آپ کو خلوت نشینی محبوب ہوگئی۔ اور یہ تنہائی پسندی بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تدبیر کا ایک حصہ تھا۔ آخر میں زندگی کے افق کے پار سے آثارِ نبوت چمکنا اور جگمگانا شروع ہوئے۔ یہ آثار خواب تھے۔ آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے وہ سپیدۂ سحر کی طرح نمودار ہوتا، اسی حالت پر چھ ماہ گزر گئے۔ جو مدت نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الرحیق المختوم، ص: 112-117)

(المعجم...) بَابٌ: [فِي ذِكْرِ تَسْبِيحِ الطَّعَامِ وَنَبْعِ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ] (التحفة ١٢)

باب: ۔ کھانے کا تسبیح پڑھنا اور وضو کے لیے پانی کا پھوٹنا

٣٦٣٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: إِنَّكُمْ تَعُدُّونَ الْآيَاتِ عَذَابًا وَإِنَّا كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَرَكَةً، لَقَدْ كُنَّا نَأْكُلُ الطَّعَامَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ. قَالَ: وَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِإِنَاءٍ فَوَضَعَ يَدَهُ فِيهِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حَيَّ عَلَى الْوَضُوءِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ السَّمَاءِ». حَتّٰى تَوَضَّأْنَا كُلُّنَا.

[3633] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ تم نشانیوں کو عذاب شمار کرتے ہو اور ہم انھیں رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں برکت خیال کرتے تھے۔ ہم نبی ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہے ہوتے اور ہم کھانے سے تسبیح سن رہے ہوتے۔ ایک دفعہ نبی ﷺ کے پاس (پانی کا) ایک برتن لایا گیا۔ آپ نے اس میں اپنا ہاتھ رکھ دیا تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے جاری ہوگیا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''بابرکت پانی کی طرف آؤ اور برکت آسمان سے نازل ہو رہی ہے۔'' تو ہم سب نے وضو کر لیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جن آیات و معجزات کا ظہور مسلمانوں کی کسی پریشانی اور مشکل کے حل کے لیے ہوا وہ یقیناً خیر و برکت کا باعث تھے لیکن جن آیات و معجزات کا ظہور کافروں کے مطالبے پر ہوا یا اللہ تعالیٰ کی قدرت وقوت اور شان وشکوہ کے ظہور کے لیے ہوا، وہ ڈراوے اور عذاب کا باعث تھے۔ چونکہ سب معجزات کا سبب ظہور ونمود یکساں نہیں، اس لیے سب کی حیثیت بھی یکساں نہیں۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جن کے سامنے آیات کا ظہور ہوا وہ سب ایک جیسے نہیں، کچھ آپ کے فدا کار اور جاں نثار تھے اور کچھ جان لیوا دشمن، اس لیے سب کی حقیقت و کیفیت ایک جیسی نہیں۔

٣٦٣٣۔ أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٥٧٩ من حديث أبي أحمد الزبيري به.

(المعجم ٧) بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ كَانَ يَنْزِلُ الْوَحْيُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١٥)

باب:7۔ نبی ﷺ پر وحی کے نزول کی کیفیت

٣٦٣٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ - هُوَ ابْنُ عِيسَى -: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِيَ مَا يَقُولُ». قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[3634] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے نبی ﷺ سے سوال کیا، آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: ”کبھی گھنٹی کی جھنکار کی صورت میں آتی ہے اور وہ مجھ پر انتہائی سخت ہوتی ہے اور کبھی فرشتہ میرے سامنے انسانی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور مجھ سے گفتگو کرتا ہے، میں اس کی بات کو یاد کر لیتا ہوں۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ پر شدید سرد اور ٹھنڈے دن وحی نازل ہوتی تو آپ سے یہ کیفیت اس حالت میں ختم ہوتی کہ آپ کی پیشانی پسینے سے شرابور ہو چکی ہوتی تھی۔

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: گھنٹی کی آواز سے مراد آواز کی قوت اور شدت ہے۔ اسی شدت کی وجہ سے وحی کو ”قولِ ثقیل“ (بھاری کلام) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس لیے رسولِ کریم ﷺ کا اعصابی نظام اس حد تک متاثر ہوتا کہ سخت سردی کے موسم میں بھی پسینہ آ جاتا اور وحی کے بوجھ اور گرانی کی وجہ سے چہرے کا رنگ بھی بدل جاتا تھا۔

(المعجم ٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١٦)

باب:8۔ نبی ﷺ کا حلیہ مبارک

٣٦٣٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ، بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَمْ يَكُنْ بِالْقَصِيرِ وَلَا بِالطَّوِيلِ.

[3635] سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سرخ (دھاری دار) جوڑے میں کوئی فرد جس کے بال لمبے ہوں، رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ آپ کے بال کندھوں پر پڑتے تھے اور دونوں شانوں میں فاصلہ کافی تھا، یعنی سینہ چوڑا چکلا تھا، آپ کا قد نہ چھوٹا تھا اور نہ

٣٦٣٤- أخرجه البخاري، بدء الوحي، باب: كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ . . . إلخ، ح: ٢ من حديث مالك، ومسلم، ح: ٢٣٣٣ من حديث هشام به وهو في الموطأ: ١/ ٢٠٢، ٢٠٣ .

٣٦٣٥- تقدم: ١٧٢٤ .

زیادہ لمبا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: ذُولِمَّة: جس کے بال کانوں کی لَو سے نیچے ہوں۔

فائدہ: نبی ﷺ کے شانوں کا فاصلہ کافی تھا، یعنی سینہ چوڑا چکلا تھا جو بلند ہمتی، فراخ دلی اور وسعت علم کی دلیل ہے۔

(المعجم...) بَابٌ: [فِي كَوْنِ وَجْهِهِ ﷺ مِثْلَ الْقَمَرِ] (التحفة ١٠)

باب: ۔آپ ﷺ کا رخ انور (چہرہ) چاند کی طرح روشن اور گول تھا

٣٦٣٦- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ أَكَانَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِثْلَ السَّيْفِ؟ قَالَ: لَا، مِثْلَ الْقَمَرِ.

[3636] ابواسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا؟ انھوں نے کہا: نہیں، چاند جیسا تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: تلوار میں چمک دمک تو ہوتی ہے لیکن وہ لمبوتری ہوتی ہے، اس لیے سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: آپ ﷺ کا رخ، روشن تو تھا لیکن چاند کی چاندنی کی طرح آسودگی بخش، ٹھنڈا اور گول تھا، لمبوترا نہ تھا۔

(المعجم...) بَابٌ: [وَصْفُ عَلِيٍّ لِّلنَّبِيِّ ﷺ...] (التحفة ١٨)

باب: ۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں، آپ کا حلیہ مبارک

٣٦٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ، شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، ضَخْمَ الرَّأْسِ، ضَخْمَ الْكَرَادِيسِ، طَوِيلَ الْمَسْرُبَةِ، إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفِّيًا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ

[3637] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نہ دراز قد تھے اور نہ پست قد۔ ہتھیلیاں اور قدم پُر گوشت تھے۔ سر مبارک بڑا، ہڈیوں کے سرے اور جوڑ بڑے تھے (گھٹنے اور کہنیاں پُر گوشت اور موٹی تھیں۔) ناف اور سینے کے درمیان بالوں کی لمبی لکیر تھی۔ جب چلتے، اس طرح آگے کو جھک کر چلتے گویا ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔ میں نے آپ

٣٦٣٦- أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٥٢ من حديث زهير به.

٣٦٣٧- أخرجه ابن سعد: ١/ ٤١١ عن أبي نعيم الفضل بن دكين به وسمع من المسعودي قبل اختلاطه وصححه الحاكم: ٢/ ٦٠٥، ٦٠٦ ووافقه الذهبي ورواه أحمد: ١/ ٩٦ من حديث المسعودي به، ورواه عبدالملك بن عمير (أحمد: ١/ ١١٧، ١٢٧، ١٣٤) عن نافع بن جبير به، وصححه ابن حبان، ح: ٢١١٧ وللحديث شواهد كثيرة.

صَبَبٍ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ ﷺ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْمَسْعُودِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

جیسا نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا ..... ﷺ۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام صاحب سفیان بن وکیع سے مسعودی کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

لغوی تشریح: شثن: موٹا اور بھرپور گوشت۔ کَرَادِیس: اس کا مفرد کُرْدُوس ہے۔ بڑی اور مکمل ہڈی، ہر دو ہڈیاں جو ایک جوڑ پر اکٹھی ہوں، جیسے: کندھے، گھٹنے، کولہے اور کہنیاں۔ مغز والی ہڈی کا سرا۔ مَسْرُبَة: سینے سے ناف تک کے باریک بال۔ صَبَب: ڈھلوان، اتار، نشیب۔

(المعجم ....) بَابٌ: [وَصْفٌ آخَرُ مِنْ عَلِيٍّ] (التحفة ١٩)

باب: ۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حلیہ مبارک کے متعلق ایک دوسری روایت

٣٦٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي حَلِيمَةَ - مِنْ قَصْرِ الْأَحْنَفِ - وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ مَوْلَى غُفْرَةَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ مُحَمَّدٍ مِنْ وَلَدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْمُمَّغِطِ، وَلَا بِالْقَصِيرِ الْمُتَرَدِّدِ، وَكَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا، وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ، وَكَانَ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيرٌ أَبْيَضُ مُشْرَبٌ، أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ، أَهْدَبُ الْأَشْفَارِ، جَلِيلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتَدِ، أَجْرَدُ ذُو مَسْرُبَةٍ، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، إِذَا مَشٰى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَمْشِي فِي صَبَبٍ، وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، أَجْوَدُ النَّاسِ [كَفًّا وَأَشْرَحُهُمْ

[3638] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ابراہیم بن محمد (ابن الحنفیہ) بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب نبی ﷺ کا حلیہ بیان کرتے، فرماتے: آپ نہ بہت لمبے تڑنگے تھے اور نہ پست قد، لوگوں میں آپ کا قد درمیانہ تھا۔ آپ کے بال نہ بہت گھنگھریالے پیچ دار تھے اور نہ بالکل کھلے، گھنگھریالے کنگھی کیے ہوئے تھے۔ آپ کا چہرہ بہت فربہ (پھولا ہوا) نہ تھا اور نہ بالکل گول مٹول تھا، کچھ گولائی تھی۔ سفید سرخی مائل رنگ۔ سرمئی آنکھوں والے۔ لمبی پلکوں والے۔ بڑے جوڑوں اور بڑے شانے والے۔ پورے بدن پر بال نہ تھے (صرف) سینے سے ناف تک باریک بال تھے۔ آپ کی ہتھیلیاں اور قدم پُرگوشت تھے۔ جب چلتے، مضبوطی سے قدم اٹھاتے، گویا اترائی میں چل رہے ہیں۔ اور جب کسی طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح توجہ فرماتے۔ آپ کے شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ اور آپ خاتم النبیین ہیں۔ سب لوگوں سے زیادہ کھلے ہاتھ

٣٦٣٨- [ضعيف] أخرجه ابن سعد: ١/ ٤١١، ٤١٢ من حديث عيسى بن يونس به * عمر بن عبد الله: ضعيف (تقريب) وإبراهيم بن محمد لم يدرك عليًّا (تحفة الأشراف: ٧/ ٣٤٧).

صَدْرًا، وَأَصْدَقَ النَّاسِ لَهْجَةً، وَأَلْيَنَهُمْ عَرِيكَةً، وَأَكْرَمَهُمْ عِشْرَةً، مَنْ رَآهُ بَدِيهَةً هَابَهُ، وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ، يَقُولُ نَاعِتُهُ: لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ ﷺ.

اور فراخ سینے والے۔ اور سب سے زیادہ سچی بات کرنے والے اور سب سے زیادہ نرم طبیعت۔ سب سے بہتر رفیق یا عزت دار زندگی گزارنے والے۔ جو آپ کو اچانک دیکھتا، مرعوب ہو جاتا اور جو جان پہچان کے بعد آپ سے گھل مل کر رہتا، وہ آپ سے محبت کرتا۔ آپ کی نعت و تعریف کرنے والا یہی کہے گا کہ میں نے نہ آپ سے پہلے آپ جیسا دیکھا اور نہ بعد میں...... ﷺ۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ غَرِيبٌ] لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ. قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: سَمِعْتُ الْأَصْمَعِيَّ يَقُولُ فِي تَفْسِيرِ صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: الْمُمَّغِطُ الذَّاهِبُ طُولًا. قَالَ: وَسَمِعْتُ أَعْرَابِيًّا يَقُولُ فِي كَلَامِهِ: تَمَغَّطَ فِي نُشَّابَتِهِ أَيْ مَدَّهَا مَدًّا شَدِيدًا. وَأَمَّا الْمُتَرَدِّدُ فَالدَّاخِلُ بَعْضُهُ فِي بَعْضٍ قِصَرًا، وَأَمَّا الْقَطَطُ فَالشَّدِيدُ الْجُعُودَةِ. وَالرَّجِلُ الَّذِي فِي شَعْرِهِ حُجُونَةٌ أَيْ يَنْحَنِي قَلِيلًا. وَأَمَّا الْمُطَهَّمُ فَالْبَادِنُ الْكَثِيرُ اللَّحْمِ. وَأَمَّا الْمُكَلْثَمُ الْمُدَوَّرُ الْوَجْهِ. وَأَمَّا الْمُشْرَبُ فَهُوَ الَّذِي فِي بَيَاضِهِ حُمْرَةٌ وَالْأَدْعَجُ الشَّدِيدُ سَوَادِ الْعَيْنِ. وَالْأَهْدَبُ الطَّوِيلُ الْأَشْفَارِ وَالْكَتَدُ مُجْتَمَعُ الْكَتِفَيْنِ وَهُوَ الْكَاهِلُ. وَالْمَسْرُبَةُ هُوَ الشَّعْرُ الدَّقِيقُ الَّذِي هُوَ كَأَنَّهُ قَضِيبٌ مِنَ الصَّدْرِ إِلَى السُّرَّةِ. وَالشَّثْنُ الْغَلِيظُ الْأَصَابِعِ مِنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ. وَالتَّقَلُّعُ أَنْ يَمْشِيَ بِقُوَّةٍ. وَالصَّبَبُ الْحُدُورُ، نَقُولُ: انْحَدَرْنَا مِنْ صَبُوبٍ وَصَبَبٍ. وَقَوْلُهُ جَلِيلُ الْمُشَاشِ يُرِيدُ رُؤُوسَ الْمَنَاكِبِ. وَالْعِشْرَةُ الصُّحْبَةُ. وَالْعَشِيرُ الصَّاحِبُ. وَالْبَدِيهَةُ الْمُفَاجَأَةُ يُقَالُ بَدَهْتُهُ بِأَمْرٍ: أَيْ فَجَأْتُهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن غریب ہے۔) اس کی سند متصل نہیں۔ ابوجعفر کہتے ہیں: میں نے اصمعی سے نبی ﷺ کے حلیے کی تفسیر اس طرح سنی: [اَلْمُمَّغِط] نکلتا ہوا قد۔ اصمعی نے کہا: میں نے ایک بدوی کو سنا وہ اپنی باتوں (گفتگو) میں کہہ رہا تھا: [تَمَغَّطَ فِي نُشَّابَتِهِ] اس نے اپنا تیر خوب کھینچا۔ [مُتَرَدِّد] جس کے بدن کا بعض حصہ کوتاہ قد ہونے کی وجہ سے بعض میں گھسا ہو۔ [قَطِط] جس میں بہت گھنگھریالہ پن اور پیچ ہوں۔ [رَجِلٌ] جس کے بالوں میں ٹیڑھ ہو، یعنی تھوڑی خمیدگی ہو۔ [اَلْمُطَهَّم] فربہ بدن، بہت گوشت والا۔ [مُكَلْثَمٌ] گول چہرے والا۔ [مُشْرَب] جس کی سپیدی میں سرخی کی آمیزش ہو۔ [اَلْأَدْعَج] آنکھوں کی سیاہی شدید ہو۔ [اَلْأَهْدَب] لمبی پلکوں والا۔ [كَتَد] دونوں شانوں کے ملنے کی جگہ (کندھوں کا درمیان والا حصہ) جسے کاهل کہتے ہیں۔ [مَسْرُبَه] باریک بال گویا کہ وہ چھڑی ہیں، سینے سے ناف تک۔ [شَثْن] جس کی ہتھیلیوں اور قدموں کی انگلیاں فربہ اور موٹی ہوں۔ [اَلتَّقَلُّع] جو زور اور مضبوطی سے چلے۔ [اَلصَّبَب] نشیب، اترائی، عرب کہتے ہیں: (اِنْحَدَرْنَا مِنْ صَبُوبٍ وَصَبَبٍ) ''ہم بلندی اور اونچائی سے اترے۔'' [جَلِيل الْمُشَاش] کندھوں کے

سرے (جوڑ) بڑے ہوں، بلند شانہ۔ [اَلْعِشْرہ] صحبت و رفاقت۔ [اَلْعَشِیْر] ساتھی۔ [اَلْبَدِیْهَة] فوری، اچانک، کہا جاتا ہے: (بَدَهْتُهٗ بِأَمْرٍ) یعنی اچانک میں نے اس کے ساتھ کوئی معاملہ کر دیا۔

(المعجم ٩) بَابٌ فِي كَلَامِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٢٠)

باب:9۔ نبی کریم ﷺ کے کلام کا بیان

٣٦٣٩۔ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ ابْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هٰذَا وَلٰكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ يُبَيِّنُهُ فَصْلٌ يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ.

[3639] سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمھاری طرح اس طرح تیز تیز مسلسل گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ ایسی گفتگو فرماتے جسے کھولتے واضح کرتے، جدا جدا ہوتی۔ آپ کے پاس بیٹھنے والا اسے یاد کر لیتا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، وَقَدْ رَوَاهُ يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف زہری سے بیان کیا جاتا ہے۔ اسے یونس بن یزید نے امام زہری سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ نبی ﷺ گفتگو ٹھہر ٹھہر کر، آہستہ آہستہ، واضح اور الگ الگ کلمہ کر کے بولتے تاکہ سننے والے کے لیے سمجھنا اور یاد کرنا آسان ہو جائے، تیزی سے مسلسل بات جاری نہیں رکھتے تھے۔

(المعجم ...) بَابُ [قَوْلِ أَنَسٍ: كَانَ ﷺ يُعِيدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا ...] (التحفة ٢١)

باب:۔ آپ ﷺ اہم بات، تین دفعہ دہراتے

٣٦٤٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُثَنّٰى، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعِيدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا لِتُعْقَلَ عَنْهُ.

[3640] سیدنا انس بن مالک ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بات تین بار دہراتے تھے تاکہ آپ کی بات کو سمجھ لیا جائے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب

٣٦٣٩۔ رواه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل أبي هريرة الدوسي رضي الله عنه، ح: ٢٤٩٣ من حديث الزهري به، وعلقه البخاري، ح: ٣٥٦٨ * حديث يونس: متفق عليه، (البخاري، ح: ٣٥٦٨ ومسلم).

٣٦٤٠۔ تقدم: ٢٧٢٣.

غَرِيبٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُثَنّٰى.

ہے۔ ہمارے علم میں یہ عبداللہ بن مثنیٰ ہی سے بیان کی جاتی ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ موقع ومحل اور ضرورت کے مطابق، اہم بات تکرار سے کرتے تاکہ سننے والا پوری طرح متوجہ ہو کر سمجھ لے کیونکہ بعض دفعہ بات مشکل ہوتی ہے اور اسے سمجھنے کے لیے مکمل توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تکرار سے توجہ مبذول کرانا ضروری ہوتا ہے یا سامعین دور دور تک پھیلے ہوئے ہوں تو انھیں سنانا مقصود ہوتا ہے۔

(المعجم ١٠) بَابٌ فِي بَشَاشَةِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٢٢)

باب:10۔ نبی کریم ﷺ کی مسکراہٹ اور خندہ روئی کا بیان

٣٦٤١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

[3641] سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکراتے نہیں دیکھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ مِثْلُ هٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔ ایک اور راوی بھی عبداللہ بن حارث بن جزء سے اسی طرح بیان کرتا ہے۔

٣٦٤٢- حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ السَّيْلَحَانِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ: مَا كَانَ ضَحِكُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا تَبَسُّمًا.

[3642] سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ہنسی بس مسکراہٹ ہوتی تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں لیث بن سعد سے اسی سند سے منقول ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ لوگوں کی دل جوئی اور انھیں مانوس کرنے کے لیے فرحت وانبساط سے ملتے اور خندہ روئی سے پیش آتے۔ آپ ﷺ کے لبوں پر مسکراہٹ ہوتی، عام طور پر کھل کر نہ ہنستے۔

٣٦٤١ـ[حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩٠، ١٩١ من حديث ابن لهيعة به وللحديث شواهد منها الحديث الآتي.

٣٦٤٢ـ أخرجه المصنف في الشمائل وللحديث شواهد كثيرة.

(المعجم ١١) بَابُ مَا جَاءَ فِي خَاتَمِ النُّبُوَّةِ (التحفة ٢٣)

باب:11۔ مہر نبوت کا بیان

٣٦٤٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ ابْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ بِرَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ فَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَإِذَا هُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

[3643] سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں اور عرض کی: اللہ کے رسول! میرا بھانجا بیمار ہے۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ آپ نے وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو کا (بچا ہوا یا اعضاء سے گرنے والا) پانی پیا۔ میں آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور میں نے آپ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی جس کی شکل ڈولی کے بٹن جیسی تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَانَ وَقُرَّةَ بْنِ إِيَاسٍ الْمُزَنِيِّ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَأَبِي رِمْثَةَ وَبُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ وَعَمْرِو بْنِ أَخْطَبَ وَأَبِي سَعِيدٍ، وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا سلمان، قرہ بن ایاس مزنی، جابر بن سمرہ، ابو رمثہ، بریدہ اسلمی، عبداللہ بن سرجس، عمرو بن اخطب اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

لغوی تشریح: زِرّ: بٹن۔ حجلة: دُلھن کی ڈولی، گنبد نما کپڑوں سے آراستہ کیا ہوا دُلھن کا کمرہ، چکور، کبوتر جیسا پرندہ ہے جس کے پیر اور چونچ سرخ ہوتے ہیں۔

فائدہ: مہر نبوت کی شکل وصورت اور بناوٹ کو مختلف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے ذہن کے مطابق تشبیہ دی ہے۔ کسی نے چکور کے انڈے جیسا کہا۔ کسی نے کبوتری کے انڈے سے تشبیہ دی۔ کسی نے ڈولی کے بٹن سے تشبیہ دی۔

٣٦٤٤۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَعْنِي

[3644] سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مہر نبوت جو آپ کے کندھوں کے درمیان تھی، کبوتری کے انڈے جیسی سرخ گلٹی (گوشت کی گرہ) تھی۔

٣٦٤٣۔ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء للصبيان بالبركة ومسح رؤوسهم، ح: ٦٣٥٢ ومسلم، ح: ٢٣٤٥ عن قتيبة به
* وفي الباب عن سلمان [الشمائل، ح: ٢١]، وقرة بن إياس [الشمائل، ح: ٥٩]، وجابر بن سمرة [يأتي: ٣٦٤٦]، وأبي رمثة [أحمد: ٢/ ٢٢٦]، وبريدة [الشمائل، ح: ٢١]، وعبدالله بن سرجس [الشمائل، ح: ٢٣]، وعمرو بن أخطب [الشمائل، ح: ٢٠]، وأبي سعيد [الشمائل، ح: ٢٢].

٣٦٤٤۔ أخرجه مسلم، الفضائل، باب إثبات خاتم النبوة، وصفته ... إلخ، ح: ٢٣٤٤/ ١٠٩ من حديث سماك به.

الَّذِي بَيْنَ كَتِفَيْهِ غُدَّةً حَمْرَاءَ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(المعجم ١٢) بَابُ [قَوْلِ ابْنِ سَمُرَةَ: كَانَ فِي سَاقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حُمُوشَةٌ...] (التحفة ٢٤)

باب: 12۔ رسول اللہ ﷺ کی پنڈلیوں کی باریکی اور پتلا پن

٣٦٤٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ: أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ - هُوَ ابْنُ أَرْطَاةَ - عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ فِي سَاقَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حُمُوشَةٌ وَكَانَ لَا يَضْحَكُ إِلَّا تَبَسُّمًا وَكُنْتُ إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ قُلْتُ: أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِأَكْحَلَ ﷺ.

[3645] سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی پنڈلیاں دبلی پتلی (باریک) تھیں۔ آپ کی ہنسی مسکراہٹ تھی۔ جب میں آپ کو دیکھتا تو کہتا کہ آپ نے آنکھوں میں سرمہ لگایا ہے، حالانکہ آپ ﷺ نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا، یعنی آنکھیں قدرتی طور پر سرمئی تھیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ [مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (اس سند سے) حسن صحیح غریب ہے۔

(المعجم ...) بَابُ [قَوْلِ ابْنِ سَمُرَةَ: كَانَ ﷺ ضَلِيعَ الْفَمِ أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ...] (التحفة ٢٥)

باب: ۔ آپ ﷺ کا دہن مبارک کشادہ، آنکھوں کے ڈورے سرخ تھے

٣٦٤٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ضَلِيعَ الْفَمِ أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ مَنْهُوسَ الْعَقِبِ.

[3646] سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا دہن مبارک کشادہ، آنکھوں کی سفیدی میں سرخی اور ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: ضَلِيعٌ: طاقتور اور مضبوط پسلیوں والا۔ بھاری سینے اور بڑے پہلوؤں والا۔ کشادہ منہ اور بڑے دانتوں والا۔ أَشْكَلُ: وہ شخص جس کی آنکھ کی سفیدی میں سرخی ہو۔ زیادہ ہم شکل۔ مَنْهُوسٌ: پتلا، دبلا [مَنْهُوسُ الْقَدَمَيْنِ] پتلے پیروں والا۔

٣٦٤٥- [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١٠٥ من حديث عباد بن العوام به وصححه الحاكم: ٢/ ٦٠٦ فقال الذهبي: "حجاج (بن أرطاة) لين الحديث".

٣٦٤٦- أخرجه مسلم، الفضائل، باب: في صفة فم النبي ﷺ وعينيه، وعقبيه، ح: ٢٣٣٩ من حديث شعبة به.

٣٦٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ضَلِيعَ الْفَمِ أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ مَنْهُوسَ الْعَقِبِ. قَالَ شُعْبَةُ: قُلْتُ لِسِمَاكٍ: مَا ضَلِيعُ الْفَمِ؟ قَالَ: وَاسِعُ الْفَمِ، قُلْتُ: مَا أَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ؟ قَالَ: طَوِيلُ شِقِّ الْعَيْنِ، [قَالَ:] قُلْتُ: مَا مَنْهُوسُ الْعَقِبِ؟ قَالَ: قَلِيلُ اللَّحْمِ.

[3647] سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا دہن مبارک کشادہ، آنکھوں میں سرخ ڈورے اور ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔ شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سماک سے پوچھا: ضلیع الفم سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: کشادہ دہن۔ میں نے کہا: أشکل العینین سے مراد کیا ہے؟ انھوں نے کہا: آنکھوں کا کنارہ لمبا ہو۔ میں نے کہا: منھوس العقب سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: کم گوشت والا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: أشکل العینین کے جو معنی امام سماک نے کیے ہیں وہ علماء کے نزدیک سماک کا وہم ہے اور غلط ہے۔ غریب الحدیث پر لکھنے والوں نے شُکلة کے معنی آنکھوں کی سفیدی میں سرخی کا ہونا، کیے ہیں۔ (تحفة الأحوذي: 10/91)

(المعجم ...) بَابُ [قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ...] (التحفة ٢٦)

باب: رسول اللہ ﷺ ہر شے سے زیادہ حسین تھے

٣٦٤٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي يُونُسَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ، وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَأَنَّمَا الْأَرْضُ تُطْوٰى لَهُ، إِنَّا لَنُجْهِدُ أَنْفُسَنَا وَإِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ.

[3648] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کوئی چیز رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھی۔ گویا کہ سورج آپ کے چہرے پر رواں دواں تھا۔ (درخشاں اور تاباں تھا۔) میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا، گویا زمین آپ کے لیے لپیٹ دی جاتی تھی۔ (آپ کا ساتھ دینے کے لیے) ہم اپنے آپ کو تھکا دیتے اور آپ کو کوئی پرواہی نہ ہوتی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ بڑے وقار اور متانت سے عام چال چلتے تھے لیکن آپ کی یہ رفتار بھی دوسروں کے مقابلے میں تیز ہوتی، وہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر، آپ ﷺ کے ساتھ چلتے تھے اور آپ معمول کے مطابق بے نیازی سے چل رہے ہوتے تھے۔

٣٦٤٧ـ أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٩٧/٢٣٣٩ عن محمد بن المثنى به.

٣٦٤٨ـ [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٠ عن قتيبة به ورواه عمرو بن الحارث عن أبي يونس سليم بن جبير به (ابن حبان (الإحسان): ٦٢٧٦، وابن عدي: ٣/ ١٠١٣).

(المعجم ...) بَابُ [وَصْفِهِ ﷺ الْأَنْبِيَاءَ حَيْثُ عُرِضُوا عَلَيْهِ] (التحفة ٢٧)

باب: ۔آپ کا انبیاء ﷺ کا حلیہ بیان فرمانا جب وہ آپ پر پیش کیے گئے

٣٦٤٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسٰى ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِّجَالِ شَنُوءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِذَا أَقْرَبُ النَّاسِ مَنْ رَّأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ، وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَّأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ - يَعْنِي نَفْسَهُ - وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَّأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ وَ[هُوَ ابْنُ خَلِيفَةَ الْكَلْبِيُّ]».

[3649] سیدنا جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر (معراج کی رات) انبیاء ﷺ پیش کیے گئے تو موسیٰ ؑ چھریرے بدن کے قد آور آدمی تھے، گویا کہ وہ شنوءہ قبیلے کا ایک فرد تھے۔ اور میں نے عیسیٰ ابن مریم ﷺ کو دیکھا تو جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے، ان میں سے عروہ بن مسعود کے وہ سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ اور میں نے ابراہیم ؑ کو دیکھا تو جن لوگوں کو میں نے دیکھا ان میں سے سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمھارا ساتھی، یعنی میں ہوں۔ اور میں نے جبرائیل ؑ کو دیکھا تو جن کو میں نے دیکھا ہے، ان میں سے اس کے سب سے زیادہ مشابہ دحیہ (ابن خلیفہ الکلبی) ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(المعجم ١٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي سِنِّ النَّبِيِّ ﷺ وَابْنُ كَمْ كَانَ حِينَ مَاتَ (التحفة ٢٨)

باب: 13۔ وفات کے وقت نبی ﷺ کی عمر مبارک کتنی تھی؟

٣٦٥٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمَّارٌ مَوْلٰى بَنِي هَاشِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّينَ.

[3650] سیدنا ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی وفات اس وقت ہوئی جبکہ آپ پینسٹھ سال کے تھے۔

٣٦٤٩۔ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ إلى السموات وفرض الصلوات، ح: ١٦٧ عن قتيبة به.

٣٦٥٠۔ [شاذ] تقدم برقم: ٣٦٢٢.

٣٦٥١- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ: حَدَّثَنَا عَمَّارٌ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّينَ.

[3651] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ وفات کے وقت نبی ﷺ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنُ الْإِسْنَادِ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند حسن ہے، صحیح ہے۔

فائدہ: یہ احادیث شاذ ہیں جو ضعیف ہی کی ایک قسم ہے۔ اگر انھیں صحیح مانا جائے تو ان کی توجیہ کر کے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آنے والی روایت کے ساتھ تطبیق ہوگی، جو حدیث: 3622 کے تحت گزر چکی ہے۔

(المعجم ...) بَابُ [قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ: مَكَثَ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً ...] (التحفة ٢٩)

باب: ۔ نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں تیرہ سال رہے

٣٦٥٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يَعْنِي يُوحٰى إِلَيْهِ، وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

[3652] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مکے میں تیرہ برس اس طرح رہے کہ آپ کی طرف وحی آتی رہی اور آپ کی وفات تریسٹھ برس کی عمر میں ہوئی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَدَغْفَلِ بْنِ حَنْظَلَةَ، وَلَا يَصِحُّ لِدَغْفَلٍ سَمَاعٌ مِّنَ النَّبِيِّ ﷺ [وَلَا رُؤْيَةٌ]. وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ عائشہ، سیدنا انس بن مالک اور دغفل بن حنظلہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ دغفل کا نبی ﷺ سے سماع اور رؤیت ثابت نہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث، عمرو بن دینار کی حدیث کی صورت میں حسن غریب ہے۔

(المعجم ...) بَابُ [قَوْلِ مُعَاوِيَةَ: مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً ...] (التحفة ٣٠)

باب: ۔ رسول اللہ ﷺ تریسٹھ برس کی عمر میں فوت ہوئے

٣٦٥١- [شاذ] انظر الحديث السابق.
٣٦٥٢- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ وأصحابه إلى المدينة، ح: ٣٩٠٣ ومسلم، ح: ٢٣٥١ من حديث روح بن عبادة به * وفي الباب عن عائشة [يأتي: ٣٦٥٤]، وأنس بن مالك [تقدم: ٣٦٢٣]، ودغفل بن حنظلة [الشمائل، ح: ٣٨٣].

٣٦٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ جَرِيرٍ [بْنِ عَبْدِ اللهِ]، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَخْطُبُ يَقُولُ: مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

[3653] سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے خطبے کے دوران میں یہ سنا کہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما تینوں تریسٹھ برس کی عمر میں فوت ہوئے اور اب میری عمر بھی تریسٹھ سال ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ وہ بھی تریسٹھ برس کی عمر میں فوت ہو جائیں لیکن ان کی یہ آرزو پوری نہیں ہو سکی۔ وفات کے وقت ان کی عمر اسی سال تھی۔ (تحفة الأحوذي: 95/10)

(المعجم ...) بَابُ [قَوْلِ عَائِشَةَ: مَاتَ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً] (التحفة ٢١)

باب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول کہ نبی ﷺ تریسٹھ برس کی عمر میں فوت ہوئے

٣٦٥٤- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ وَالْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْبَصْرِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أُخْبِرْتُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ فِي حَدِيثِهِ: ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا]: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

[3654] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فوت ہوئے، جبکہ آپ کی عمر تریسٹھ برس تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ هٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسے امام زہری کے بھتیجے بھی زہری ہی کی سند سے اسی طرح بیان کرتے ہیں۔

(المعجم ١٤) بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَاسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ وَلَقَبُهُ عَتِيقٌ (التحفة ٢٢)

باب: 14- سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل، ان کا نام عبداللہ بن عثمان اور لقب عتیق (آگ سے آزاد کردہ) ہے

٣٦٥٣- أخرجه مسلم، الفضائل، باب: كم أقام النبي ﷺ بمكة والمدينة، ح: ٢٣٥٢ عن محمد بن بشار به.
٣٦٥٤- أخرجه البخاري، المناقب، باب وفاة النبي ﷺ، ح: ٣٥٣٦ ومسلم، ح: ٢٣٤٩ من حديث الزهري به.

٣٦٥٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبْرَأُ إِلَى كُلِّ خَلِيلٍ مِّنْ خِلِّهِ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ خَلِيلًا، وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ لَخَلِيلُ اللهِ».

[3655] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ہر ایک خلیل کی رگ و ریشے میں سرایت کرنے والی دوستی سے براءت کا اظہار کرتا ہوں، اگر میں کسی کو ایسا دوست بنا سکتا تو ابن ابی قحافہ کو خلیل بناتا۔ بلاشبہ تمھارا ساتھی اللہ کا خلیل ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَّأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں ابوسعید، ابوہریرہ، ابن الزبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔

لغوی تشریح: خلیل: خُلَّة سے ماخوذ ہے۔ ایسی دوستی اور محبت کو کہتے ہیں جو رگ و ریشے میں سرایت کر جائے اور اس کے دل میں کسی اور کی دوستی اور محبت کی گنجائش باقی نہ رہے۔ [خَلَّہ] اگر ''خا'' پر زبر ہو تو معنی ہوں گے: ضرورت و حاجت، یعنی میں اپنی ضرورت و حاجت کے لیے صرف اللہ تعالیٰ پر اعتماد و بھروسا کرتا ہوں کسی اور پر نہیں۔ [خِلَّة] اس کی جمع خِلال آتی ہے۔ اس سے مراد بھی ایسی دوستی ہے جو دوسرے پر اثر انداز ہو۔ خِلَّة ''خاء'' کی زیر کے ساتھ بھی جائز ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ چونکہ خلیل اللہ کے درجے پر فائز تھے، اس لیے کسی اور سے ایسی دوستی اور محبت کی گنجائش نہ تھی لیکن ہر صحابی آپ ﷺ کو اپنا خلیل بنا سکتا تھا۔ خلت کے سوا دوستی اور محبت میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سب پر فوقیت اور برتری حاصل تھی۔ آخری درجے کی محبت خُلة ہے، اس لیے خلیل کا درجہ حبیب سے برتر ہے۔ (تحفة الأحوذي: 10/96-97)

٣٦٥٦- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ.

[3656] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر ہمارے آقا، ہم میں سب سے بہتر اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

٣٦٥٥- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، ح: ٢٣٨٣/ ٥ من حديث الثوري به
* وفي الباب عن أبي سعيد [يأتي: ٣٦٦٠]، وأبي هريرة [يأتي: ٣٦٦١]، وابن عباس [البخاري، ح: ٣٦٥٦]، وابن الزبير [البخاري، ح: ٣٦٥٨].

٣٦٥٦- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب بعد باب قول النبي ﷺ: "لو كنت متخذًا خليلًا"، ح: ٣٦٦٧، ٣٦٦٨ عن إسماعيل بن أبي أويس به.

٣٦٥٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَيُّ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: عُمَرُ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: فَسَكَتَتْ.

[3657] عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: صحابہ میں سے رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبت کس سے تھی؟ انھوں نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سے۔ میں نے کہا: پھر کس سے؟ جواب دیا: عمر رضی اللہ عنہ سے۔ میں نے پوچھا: پھر کس سے؟ جواب دیا: ابوعبیدہ بن جراح سے۔ میں نے پوچھا: پھر کس سے؟ تو وہ چپ رہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: کسی سے محبت کے اسباب و وجوہ مختلف ہیں۔ بعض اشخاص دوسروں سے کسی ایک جزئی کے اعتبار سے بہتر اور افضل ہو سکتے ہیں اگرچہ مجموعی اعتبار سے کوئی اور افضل ہوتا ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ (صحابہ و تابعین) کے نزدیک بالاتفاق سب سے افضل سیدنا ابوبکر، پھر سیدنا عمر، پھر سیدنا عثمان اور پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہم ہیں لیکن آپ ﷺ کو اپنا جز اور لخت جگر ہونے کے اعتبار سے سب سے زیادہ محبت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تھی۔ اور أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّة ہونے کے اعتبار سے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے تھی۔ شیخین کے دور میں ان کے ہاتھوں بے شمار فتوحات حاصل ہوئیں۔

٣٦٥٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ وَالْأَعْمَشِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ صُهْبَانَ وَابْنِ أَبِي لَيْلَى وَكَثِيرِ النَّوَّاءِ كُلِّهِمْ عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ وَأَنْعَمَا».

[3658] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(جنت میں) بلند مراتب و درجات والوں کو ان کے نچلے اس طرح (سر اٹھا کر) دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے افق پر طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو۔ بلاشبہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ان بلند مراتب والوں میں سے ہیں اور کیا ہی خوب و برتر ہیں یا نعمتوں والے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ابوعیسیٰ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور عطیہ سے کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے۔

لغوی تشریح: أَنْعَمَا: فضل و کرم میں بڑھ کر ہیں یا نعمتوں میں داخل ہونے والے ہیں، جس طرح أصبح کے معنی ہیں: صبح

٣٦٥٧- أخرجه ابن ماجه، المقدمة، فضل عمر رضي الله عنه، ح: ١٠٢ من حديث الجريري به وحدث به قبل اختلاطه.

٣٦٥٨- [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، فضل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، ح: ٩٦ من حديث الأعمش وأبو داود، ح: ٣٩٨٧ من حديث عطية العوفي به وحسنه البغوي (شرح السنة، ح: ٣٨٩٢) وله شاهد حسن عند الطبراني في الأوسط: ٦/٧، ح: ٦٠٠٣.

میں داخل ہوا اور أَفْطَر کے معنی: افطار کے وقت میں داخل ہوا۔

(المعجم ١٥) بَابٌ: [«لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا»] (التحفة ٣٣)

باب:15۔ اگر میں کسی کو خلیل بنا سکتا تو ابوبکر خلیل بننے کے اہل تھے

٣٦٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي الْمُعَلَّى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ يَوْمًا فَقَالَ: «إِنَّ رَجُلًا خَيَّرَهُ رَبُّهُ بَيْنَ أَنْ يَعِيشَ فِي الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَعِيشَ، وَيَأْكُلَ فِي الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَأْكُلَ، وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ؛ فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ». قَالَ: فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ: أَلَا تَعْجَبُونَ مِنْ هٰذَا الشَّيْخِ إِذْ ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا صَالِحًا خَيَّرَهُ رَبُّهُ بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ. قَالَ: فَكَانَ أَبُوبَكْرٍ أَعْلَمَهُمْ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: بَلْ نَفْدِيكَ بِآبَائِنَا وَأَمْوَالِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ إِلَيْنَا فِي صُحْبَتِهِ وَذَاتِ يَدِهِ مِنِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ خَلِيلًا، وَلٰكِنْ وُدٌّ وَإِخَاءُ إِيمَانٍ - مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا - أَلَا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللهِ».

[3659] سیدنا ابوالمعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''ایک بندہ ہے اس کے آقا نے اسے اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا میں جس قدر زندگی گزارنا چاہے گزار لے اور دنیا میں جو کچھ کھانا پینا چاہے کھا پی لے یا اپنے رب سے جا ملے؟ اس نے اپنے رب کی ملاقات کو پسند کر لیا ہے۔'' اس پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ نبی ﷺ کے ساتھیوں نے کہا: تم اس بوڑھے پر تعجب نہیں کرتے ہو، جب رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ایک نیک آدمی کو اس کے رب نے دنیا میں رہنے اور اپنے رب کی ملاقات کے درمیان اختیار دیا ہے تو اس نے اپنے رب کے پاس جانے کو پسند کر لیا۔ (اس میں رونے کی کیا بات ہے؟) ابوالمعلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بات کو ان سب سے زیادہ جاننے والے تھے، اس لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلکہ ہم آپ پر اپنے باپ دادا اور مال قربان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے کوئی نہیں جس نے ہم پر اپنا وقت، رفاقت اور ہاتھ کی چیز (مال) ابن ابی قحافہ سے زیادہ خرچ کیا ہو۔ اگر میں کسی کو خلیل بنا سکتا تو ابن ابی قحافہ کو خلیل بناتا (کیونکہ وہ اس کے اہل ہیں) لیکن دو تین دفعہ فرمایا: ایمانی اخوت و مودّت اس کو حاصل ہے (جو بڑی عظیم چیز ہے) اور تمھارا ساتھی اللہ کا خلیل ہے۔''

٣٦٥٩ـ [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٨ من حديث أبي عوانة به * ويشهد له الحديث الآتي، رقم: ٣٦٦٠ * وفي الباب عن أبي سعيد [يأتي: ٣٦٦٠].

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِإِسْنَادٍ غَيْرِ هٰذَا. وَمَعْنٰى قَوْلِهِ: «أَمَنَّ إِلَيْنَا» يَعْنِي أَمَنَّ عَلَيْنَا.

اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے (جو آگے آ رہی ہے۔) امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے اور یہ روایت ابوعوانہ سے، عن عبدالملک بن عمیر سے اور سند سے بھی بیان کی گئی ہے۔ اور آپ ﷺ کے فرمان: [أَمَنَّ إِلينا] کے معنی [أَمَنَّ عَلَيْنَا] ہیں، یعنی خرچ کرنا، عطا کرنا۔

٣٦٦٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: «إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ؟ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ»، فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: فَدَيْنَاكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا. قَالَ: فَعَجِبْنَا. فَقَالَ النَّاسُ: انْظُرُوا إِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ، وَبَيْنَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهُوَ يَقُولُ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا؟ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمُنَا بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُوبَكْرٍ، وَلَوْكُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ، لَا تُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ».

[3660] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اس میں اختیار دیا ہے کہ وہ اسے دنیا کی زیب و زینت (چمک دمک اور بہار) دے جو وہ چاہے یا وہ اس کے ہاں جو نعمتیں ہیں وہ لے لے؟ تو اس نے اللہ کے ہاں جو کچھ ہے اسے پسند کیا۔'' اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم آپ پر یا رسول اللہ! اپنے ماں باپ قربان کرتے ہیں۔ اور ہمیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات پر حیرت ہوئی۔ لوگوں نے کہا: اس بزرگ کو دیکھو، اللہ کے رسول ایک بندے کے بارے میں خبر دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اختیار دیا ہے اس میں کہ وہ اسے دنیا کی اتنی بہار چمک دمک دے جو اسے پسند ہے اور اس میں جو اللہ کے پاس ہے۔ اور ابوبکر کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ پر اپنے ماں باپ قربان کرتے ہیں؟ اور اختیار (درحقیقت) رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اس بات کو ہم سب سے زیادہ جانتے تھے۔ (ہم سمجھ نہ سکے تھے۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ پر اپنی رفاقت اور مال خرچ کرنے والا ابوبکر ہے۔ اگر میں کسی کو جگری اور دلی دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلامی اخوت (اس کو

٣٦٦٠- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ وأصحابه إلى المدينة، ح: ٣٩٠٤، ومسلم، ح: ٢٣٨٢ من حديث مالك به.

حاصل ہے جو کافی ہے۔) مسجد میں ابوبکر کی کھڑکی کے سوا کوئی کھڑکی نہ رہنے دی جائے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، نبی ﷺ کی بات کی تہ تک نہ پہنچ سکے اور آپ کے مقصد کو نہ بھانپ سکے لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی بات کی تہ تک پہنچ گئے اور رونے لگے اور اپنی ذات سمیت، ماں باپ قربان کرنے کی بات کی جس پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو حیرت ہوئی۔ آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے دو باتیں فرمائیں: ① اپنی صحبت و رفاقت، یعنی وقت اور اپنا مال مجھ پر سب سے زیادہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خرچ کیا ہے، اس لیے سب سے زیادہ میرا جگری دوست ہونے کا اہل ہے اور اسے ایمان و اسلام کی بنیاد پر حاصل ہونے والی اخوت و مودّت سب سے زیادہ حاصل ہے۔ ② جس طرح پہلے سب دروازے بند کیے جا چکے ہیں سوائے علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے کیونکہ ان کا دروازہ ایک ہی تھا جو مسجد میں کھلتا تھا اور تم نے کھڑکیاں کھول لی تھیں تا کہ مسجد میں جلد آ سکو لیکن اب دروازوں کی طرح کھڑکیاں بھی بند کر دو اور علی کا دروازہ بھی بند ہو جائے، صرف ابوبکر کی کھڑکی باقی رہے تا کہ وہ اس سے نماز کے لیے آ سکے۔ (فتح الباري: 20/7 مکتبہ دارالسلام طبع 1421ھ 2000ء، الكوكب الدري: 399/4)

(المعجم ...) بَابٌ: [«مَا لِأَحَدٍ يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ»] (التحفة ٣٣)

باب: ۔ ابوبکر کے سوا ہم نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے

٣٦٦١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ مُحْرِزٍ الْقَوَارِيرِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ يَزِيدَ الْأَوْدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَأْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِئُهُ اللهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا أَلَا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللهِ».

[3661] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہم نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے، سوائے ابوبکر کے، اس کا ہم پر ایسا احسان ہے جس کا بدلہ قیامت کے دن اسے اللہ ہی دے گا۔ مجھے کبھی کسی کے مال نے اس قدر فائدہ نہیں دیا جس قدر فائدہ ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے۔ اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ آگاہ رہو! تمھارا ساتھی اللہ کا خلیل ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے

٣٦٦١- [صحيح لغيره دون قوله: وما لأحد... يوم القيامة] داود بن يزيد ضعيف (تقريب) وله طريق آخر رواه ابن ماجه، ح: ٩٤ وسنده ضعيف، وفيه الأعمش مدلس وعنعن ومع ذلك صححه ابن حبان (الإحسان): ٦٨١٩ وانظر التفصيل عند الشيخ الأرناؤط في الجامع الكبير، ح: ٣٩٩٠.

هٰذَا الْوَجْهِ.

حسن غریب ہے۔

(المعجم ١٦) بَابٌ: [«اِقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي: أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ»] (التحفة ٣٥)

باب:16۔ میرے بعد آنے والے دو افراد ابوبکر اور عمر کی اقتدا کرنا

٣٦٦٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ - هُوَ ابْنُ حِرَاشٍ - عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي: أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ».

[3662] سیدنا حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد آنے والے دو افراد ابوبکر اور عمر کی اقتدا کرو۔“

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مَوْلًى لِرِبْعِيٍّ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ نَحْوَهُ، وَكَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ يُدَلِّسُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَرُبَّمَا ذَكَرَهُ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ وَرُبَّمَا لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ زَائِدَةَ. وَرَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ هِلَالٍ مَوْلَى رِبْعِيٍّ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ أَيْضًا عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [رَوَاهُ سَالِمٌ الْأَنْعُمِيُّ كُوفِيٌّ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ].

اس مسئلے میں ابن مسعود ؓ سے روایت آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ سفیان ثوری نے بھی یہ حدیث عبدالملک بن عمیر ہی سے بیان کی ہے۔ سفیان بن عیینہ، عبدالملک بن عمیر سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ اس حدیث کی سند میں تدلیس سے کام لیتے ہیں (لیکن وہ تدلیس صرف ثقہ راوی سے کرتے ہیں) بسا اوقات عبدالملک بن عمیر سے زائدہ کے واسطے سے بیان کرتے ہیں اور بعض اوقات ان کا واسطہ ذکر نہیں کرتے۔ اور ابراہیم بن سعد نے یہ روایت سفیان ثوری سے بیان کی ہے، وہ عبدالملک بن عمیر سے بیان کرتے ہیں اور وہ ربعی سے، ربعی کے آزاد کردہ غلام ہلال کے واسطے سے بیان کرتے ہیں۔ اور یہ حدیث ربعی سے اور سند سے بھی بیان کی جاتی ہے۔ اسے سالم انعمی کوفی ربعی بن حراش کے واسطے سے سیدنا حذیفہ ؓ سے بیان کرتے ہیں۔

٣٦٦٢- [حسن بالشواهد] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٨٢ والحميدي، ح: ٤٥٠ عن سفيان بن عيينة به ورواه ابن ماجه، ح: ٩٧ من حديث سفيان الثوري به * وفي الباب عن ابن مسعود [يأتي: ٣٨٠٥].

٣٦٦٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سَالِمٍ أَبِي الْعَلَاءِ الْمُرَادِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «إِنِّي لَا أَدْرِي مَا بَقَائِي فِيكُمْ، فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي» وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ.

[3663] سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے تو آپ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ میں تمھارے اندر (مزید) کتنا عرصہ رہوں گا، لہٰذا تم میرے بعد آنے والے دو افراد کی اقتدا کرنا۔'' اور آپ نے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث میں اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ نبی ﷺ کے بعد لوگوں کے مقتدا سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہوں گے اور خلافت یکے بعد دیگرے انھیں ملے گی۔ ان کی سیرت و کردار بے داغ ہوں گے تاکہ لوگ ان کی پیروی کر سکیں اور بعد والوں کے لیے ان کا طرزِ عمل اور طریقہ قابل عمل اور لائق اقتدا ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان کے دور اور عہد خلافت کا عمل ہمارے لیے نمونہ اور قابل اقتدا ہے۔

٣٦٦٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ [الْعَبْدِيُّ] عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ: «هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ، إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ!».

[3664] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا: ''یہ دونوں انبیاء اور رسولوں کے علاوہ، تمام اہل جنت کے اگلے اور پچھلے بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اے علی! ان دونوں کو یہ بات نہ بتانا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

فوائد و مسائل: ① کہولت زندگی کا ایسا دور ہے جس میں انسان کی عقل کامل ہو جاتی ہے، اس لیے اسی دور میں قوت علم اور قوت عمل دونوں کامل ہوتی ہیں۔ جب یہ دونوں ادھیڑ عمر کے لوگوں کے سردار ہوئے تو اس سے کم عمر لوگوں کے بالاولیٰ سردار ہوں گے۔ (تحفة الأحوذي: 103/10) اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما صرف نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔ ② کہولت کا دور اگر تیس سال سے شروع ہو جائے تو جنت کے تمام باشندے کہول ہوں گے کیونکہ وہ تینتیس سال کے ہوں گے۔ کھلی اسی کو کہتے ہیں جو اکتیس سے لے کر چالیس برس کا ہو۔ ③ اس حدیث پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ جنت میں تو ہر آدمی جوان ہو کر جائے گا؟ تو

٣٦٦٣- [حسن بالطرق والشواهد] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٩٩ من حديث سالم المرادي به باختلاف يسير وصححه ابن حبان، ح: ٢١٩٣.

٣٦٦٤- [صحيح لغيره] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٦٨٦٩ من حديث محمد بن كثير المصيصي به وتفرد به وأورده الضياء في المختارة: ٧/ ٩٦، ح: ٢٥٠٨-٢٥١٠ وانظر الحديث الآتي: ٣٦٦٦.

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد فوت ہونا ہے، یعنی جو بڑھاپے کی عمر میں فوت ہوا۔

(المعجم ...) بَابٌ: [«أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَا خَلَا النَّبِيِّينَ»] (التحفة ٢٦)

باب: ۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما انبیاء کو چھوڑ کر ادھیڑ عمر کے جنتی لوگوں کے سردار ہوں گے

٣٦٦٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُوَقَّرِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ طَلَعَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ يَا عَلِيُّ! لَا تُخْبِرْهُمَا».

[3665] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ اچانک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نمودار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دونوں اہل جنت کے پہلے اور پچھلے لوگوں کے بوڑھوں کے سردار ہوں گے سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔ اے علی! انھیں آگاہ نہ کرنا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَالْوَلِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُوَقَّرِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ [وَلَمْ يَسْمَعْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ] وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَلِيٍّ مِّنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ اور ولید بن محمد موقر حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ علی بن حسین کو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سماع حاصل نہیں۔ اور یہ حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اور سند سے بھی منقول ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔

فائدہ: سوال یہ ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ کیوں فرمایا کہ انھیں آگاہ نہ کرنا؟ اس کے مختلف جواب ہو سکتے ہیں: ① آپ ﷺ کا مقصد صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو آگاہ کرنا تھا، انھیں آگاہ کرنا آپ کو اس وقت مقصود نہ تھا۔ ② آپ ﷺ کا مقصد تھا کہ اس سے انھیں میں خود آگاہ کروں گا تاکہ مجھ سے سن کر ان کی خوشی دوبالا ہو جائے۔ ③ آپ کا مقصد یہ تھا کہ قیامت کے دن انھیں اچانک پتہ چلے اور خوشی ومسرت بہت زیادہ ہو۔ ④ بعض دفعہ فرحت ومسرت کی کثرت نقصان کا باعث بنتی ہے، کہیں ایسے نہ ہو کہ شدت خوشی سے ان کی جان ہی نکل جائے، اس لیے آپ خود مناسب موقع پر انھیں آگاہ فرمائیں گے تاکہ ان کو نقصان نہ پہنچے۔ (الکوکب الدري: 401/4)

٣٦٦٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ:

[3666] سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

٣٦٦٥ـ [صحيح لغيره] وانظر الحديث الآتي * وفي الباب عن أنس.

٣٦٦٦ـ [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، فضل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، ح: ٩٥ من حديث الشعبي به، والحارث الأعور ضعيف وله طرق حسنة عند عبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ٨٠ وابن ماجه، ح: ١٠٠ وغيرهما وقوله: "لا تخبرهما يا علي" له شاهد عند الدولابي: ٢/ ٩٩ وابن عدي وغيرهما وهو حسن.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: ذَكَرَهُ دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مَا خَلَا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ، لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ!».

فرمایا: ''ابوبکر اور عمر اہل جنت کے اگلے پچھلے ادھیڑ عمر لوگوں کے، انبیاء اور رسولوں کو چھوڑ کر، سردار ہیں۔ اے علی! ان دونوں کو آگاہ نہ کرنا۔''

(المعجم ...) [بَابُ قَوْلِ أَبِي بَكْرٍ: أَلَسْتُ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَا ...] (التحفة ٢)

باب: ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قول: کیا میں سب لوگوں سے زیادہ اس کا حق دار نہیں ہوں؟

٣٦٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَلَسْتُ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَا، أَلَسْتُ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ، أَلَسْتُ صَاحِبَ كَذَا، أَلَسْتُ صَاحِبَ كَذَا.

[3667] سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (اختلاف کے وقت) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں خلافت کا سب لوگوں سے زیادہ حق نہیں رکھتا؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ کیا یہ کام (اپنا وقت صرف کرنا) میں نے نہیں کیا؟ کیا یہ کام (مال و دولت کا صرف کرنا) میں نے نہیں کیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [غَرِيبٌ] قَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَهٰذَا أَصَحُّ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. وَهٰذَا أَصَحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (غریب ہے۔) بعض راویوں نے اسے شعبہ کی سند سے ابونضرہ سے بیان کیا ہے: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اور یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ ابونضرہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آگے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت بیان کی اور اس میں سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کا واسطہ بیان نہیں کیا اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: کسی عظیم شخصیت کی نیابت و جانشینی کا صحیح اہل وہی ہوتا ہے جو سب سے پہلے اس کی آواز پر لبیک کہتا اور اس کا ہم سفر بنتا ہے، پھر زندگی بھر اس کا وفادار رہتا ہے اور اس کے مشن اور کام میں جان توڑ محنت اور کوشش کرتا ہے اور اس کے لیے ہر قسم کے گرم و سرد حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہے۔ ظاہر ہے ان صفات میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سب پر فوقیت حاصل ہے۔ وہ سب سے پہلے اسلام لائے۔ اس کی دعوت و تبلیغ کی۔ نبی ﷺ کی خاطر جان کو جوکھوں میں ڈالا۔ اپنا وقت اور مال دونوں آپ کے قدموں میں ڈھیر کیے اور اپنی نوخیز بچی آپ ﷺ کے نکاح میں دی اور آخری دن تک دل و جان سے آپ کا ساتھ دیا۔

٣٦٦٧- أخرجه ابن حبان، ح: ٢١٧٣ من حديث أبي سعيد الأشج به.

(المعجم ...) بَابٌ: [فِيمَا لِأَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمَزِيَّةِ عَلٰى سَائِرِ الصَّحَابَةِ] (التحفة ٣٨)

باب: سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا تمام صحابۂ کرام کے مقابلے میں نبی کریم ﷺ کے نزدیک خصوصی امتیاز

٣٦٦٨- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ عَلٰى أَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوسٌ وَّفِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَلَا يَرْفَعُ إِلَيْهِ أَحَدٌ مِّنْهُمْ بَصَرَهُ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَإِنَّهُمَا كَانَا يَنْظُرَانِ إِلَيْهِ وَيَنْظُرُ إِلَيْهِمَا، وَيَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا.

[3668] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مہاجر اور انصاری ساتھیوں کے ہاں تشریف لاتے جبکہ وہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہوتے اور ان میں سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود ہوتے تو ان میں سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی اور آپ ﷺ کی طرف (ہیبت وعظمت کی بنا پر) نظر نہ اٹھاتا۔ اور وہ دونوں آپ کی طرف دیکھ رہے ہوتے اور آپ کی نظر ان پر ہوتی۔ وہ دونوں آپ ﷺ کو دیکھ کر مسکراتے اور آپ انھیں دیکھ کر مسکراتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَكَمِ بْنِ عَطِيَّةَ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِي الْحَكَمِ بْنِ عَطِيَّةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ صرف حکم بن عطیہ کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ اور بعض اہل علم نے حکم بن عطیہ پر جرح کی ہے۔

(المعجم ...) بَابُ [قَوْلِهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ: «هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ...»] (التحفة ٣٩)

باب: آپ ﷺ کا سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو (دائیں بائیں لے کر) فرمانا: ''ہم قیامت کے روز اسی طرح اٹھائے جائیں گے''

٣٦٦٩- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ نَّافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ، أَحَدُهُمَا عَنْ يَّمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ وَهُوَ آخِذٌ

[3669] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز گھر سے نکل کر مسجد میں داخل ہوئے جبکہ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میں سے ایک آپ کے دائیں اور دوسرا آپ کے بائیں تھا۔ آپ ﷺ ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''قیامت کے روز ہم اسی طرح

٣٦٦٨- [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ١٥٠ عن أبي داود الطيالسي به وهو في مسنده، ح: ٢٠٦٤ * الحكم بن عطية ضعفه الجمهور وروى عنه أبو داود أحاديث منكرة، راجع التهذيب وغيره.

٣٦٦٩- [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، فضل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، ح: ٩٩ من حديث سعيد بن مسلمة به، وهو ضعيف.

بِأَيْدِيهِمَا وَقَالَ: «هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَسَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِالْقَوِيِّ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا مِّنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

اٹھائے جائیں گے۔"

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اور سعید بن مسلمہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔ اور یہ حدیث اور سند سے بھی مروی ہے۔

٣٦٧٠- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مَنْصُورِ ابْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنِي كَثِيرٌ أَبُو إِسْمَاعِيلَ عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «أَنْتَ صَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ، وَصَاحِبِي فِي الْغَارِ».

[3670] سیدنا ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر ؓ سے فرمایا: "تو میرا حوض کا ساتھی اور میرا غار میں ساتھی ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

(المعجم ...) بَابُ [قَوْلِهِ ﷺ فِيهِمَا: «هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ»] (التحفة ٠٠)

باب: ۔سیدنا ابوبکر وعمر ؓ کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان: "یہ دونوں کان اور آنکھ ہیں۔"

٣٦٧١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ: «هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ».

[3671] سیدنا عبداللہ بن حنطب ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا ابوبکر و عمر ؓ کو دیکھ کر فرمایا: "یہ دونوں کان اور آنکھ ہیں۔"

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ حَنْطَبٍ لَمْ يُدْرِكِ النَّبِيَّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن عمرو ؓ سے بھی حدیث آئی ہے اور یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ عبداللہ بن حنطب کو نبی ﷺ سے شرف

٣٦٧٠- [ضعيف] كثير ضعيف وجميع رافضي (تقريب).

٣٦٧١- [حسن لغيره] أخرجه الحاكم: ٣/ ٦٩ من حديث عبدالعزيز، وابن أبي حاتم في العلل: ٢/ ٣٨٥، ح: ٢٦٦٧ من حديث ابن أبي فديك به، وصححه الحاكم وقال الذهبي: "حسن" وسنده ضعيف وللحديث شواهد عند الخطيب: ٨/ ٤٥٩، ٤٦٠ وغيره وهو بها حسن لغيره * وفي الباب عن عبدالله بن عمرو [ابن أبي عاصم في السنة، ح: ١٢٢٢].

ملاقات حاصل نہیں۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دین میں اور مسلمانوں میں وہی مقام و مرتبہ حاصل ہے جو اعضائے بدن میں کان اور آنکھ کو حاصل ہے۔ طبرانی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: [أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ مِنْ هٰذَا الدِّينِ كَمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ مِنَ الرَّأْسِ] ''ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا اس دین میں وہی مقام ہے جو کان اور آنکھ کا سر میں ہے۔'' (الصحيحة للألباني، حدیث: 815)

(المعجم ....) بَابٌ: [«مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ...»] (التحفة ٣١)

باب: ''ابوبکر سے کہیے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں''

٣٦٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ - هُوَ ابْنُ عِيسٰى -: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ». فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَأْمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، قَالَتْ: فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَأْمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»، فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا.

[3672] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو سنا نہیں سکیں گے، اس لیے آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا: تم آپ سے عرض کرو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو وہ رونے کے باعث لوگوں کو (قراءت و تکبیر) سنا نہیں سکیں گے، لہٰذا عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے میری بات پر عمل کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم یوسف علیہ السلام سے بات کرنے والی عورتوں کی طرح ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔'' اس پر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: مجھے تجھ سے کبھی خیر

٣٦٧٢- أخرجه البخاري، الأذان، باب أهل العلم والفضل أحق بالإمامة، ح: ٦٧٩، ومسلم، ح: ٤١٨ من حديث مالك به، وهو في الموطإ: ١/ ١٧٠، ١٧١ * وفي الباب عن عبدالله بن مسعود [لم أجده]، وأبي موسى [البخاري، ح: ٦٧٨، ٣٣٨٥ ومسلم، ح: ٤٢٠]، وابن عباس [ابن ماجه، ح: ١٢٣٥]، وسالم بن عبيد [الشمائل، ح: ٣٩٧]، وعبدالله بن زمعة [أبو داود، ح: ٤٦٦٠].

نہیں ملی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَّأَبِي مُوسٰى وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّسَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ. [وَعَبْدِاللهِ بْنِ زَمْعَةَ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود، ابوموسیٰ، ابن عباس اور سالم بن عبید (اور عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہم) سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کو صواحب یوسف، وہ عورتیں جن کا معاملہ سیدنا یوسف علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا، کہنے کی تین وجوہ ہوسکتی ہیں: ① جس طرح انھوں نے عزیز مصر کی بیوی کے ساتھ مل کر یوسف علیہ السلام کو راہ راست سے پھیرنا چاہا، تم بھی مجھے صحیح طرز عمل اختیار کرنے سے پھیرنا چاہتی ہو۔ ② تمھارے ظاہر اور باطن میں ان کی طرح تضاد ہے۔ کہہ کچھ رہی ہو اور مقصود کچھ اور ہے۔ وہ بظاہر سیدنا یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کی بیوی کی طرف مائل کر رہی تھیں لیکن درحقیقت مقصود انھیں اپنی طرف متوجہ کرنا تھا، اسی طرح عائشہ کا مقصد یہ ہے کہ ابوبکر لوگوں کی نظروں میں (نعوذ باللہ) منحوس نہ ٹھہریں کہ ان کی امامت کے دوران میں آپ ﷺ جہاں سے رخصت ہوئے۔ اور حفصہ رضی اللہ عنہا کا مقصد تھا جو آپ کی زندگی میں آپ کا نائب بنا ہے وہی وفات کے بعد نائب ہوگا کیونکہ جسے نبی ﷺ نے اپنی جگہ کھڑا کیا ہے، کوئی اسے پیچھے ہٹانے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ اور بظاہر یہ کہہ رہی تھیں کہ ابوبکر نرم دل اور رنجیدہ انسان ہے دل گرفتگی کی وجہ سے وہ لوگوں کو قراءت اور تکبیرات نہیں سنا سکے گا لیکن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ملی۔ اس لیے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تبصرہ کیا۔ ③ شہر کی عورتوں نے سیدنا یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کا شہرہ سن کر عزیز مصر کی بیوی کے ساتھ چال چلی کہ اس پر تبصرہ کیا تاکہ وہ انھیں بھی یوسف علیہ السلام کا دیدار کرا دے۔ اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ تم اصرار کر کے مجھے پریشان کر رہی ہو، جس طرح انھوں نے یوسف علیہ السلام کو پریشان کیا تھا۔ (لامع الدراري مع حاشیہ: 401/4، 402)

(المعجم ...) بَابٌ: [«لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ»] (التحفة ٣٢)

باب: ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کسی اور کو امامت کروانا زیب نہیں دیتا

٣٦٧٣ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ عِيسَى بْنِ مَيْمُونٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا] قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ».

[3673] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے لوگوں کے لیے جن میں ابوبکر موجود ہوں، مناسب نہیں کہ اس کی موجودگی میں ان کی امامت کوئی اور کرائے۔''

٣٦٧٣ـ [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٨٨١ من حديث نصر به ✽ عيسى بن ميمون ضعيف (تقريب).

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [رَجَاؤُهُ ﷺ أَنْ يَكُونَ أَبُو بَكْرٍ مِمَّنْ يُدْعَى مِنْ جَمِيعِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ ...]

(التحفة ٣٣)

باب: ۔آپ ﷺ کا امید کرنا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا

٣٦٧٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللهِ! هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ». فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ هٰذِهِ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ».

[3674] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا جوڑا خرچ کرتا ہے، اسے (جنت کے دروازوں سے) آواز دی جائے گی، اے اللہ کے بندے! یہ خیر ہے، سو جو شخص نمازی ہوگا (نماز کی رغبت وشوق رکھتا ہوگا) تو اسے نماز کے دروازے سے پکارا جائے گا اور جو جہاد کرنے والوں میں سے (جہاد کا شوق و رغبت رکھنے والا) ہوگا تو اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو صدقہ (سے پیار) کرنے والوں میں سے ہوگا، اسے صدقہ و خیرات کے دروازے سے آواز پڑے گی اور جو روزے داروں سے ہوگا، اسے سیرابی کے دروازے سے بلایا جائے گا۔“ اس پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! جنھیں ان دروازوں (میں سے کسی ایک) سے بلایا جائے گا تو اسے ضرورت نہیں (کہ کسی اور دروازے سے بلایا جائے) تو کیا کوئی ایسا خوش قسمت (بھی) ہے جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، مجھے امید ہے کہ تو انھی میں سے ہوگا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: زوجین کی تفسیر بعض روایات میں دو اونٹ، دو بکریاں، دو گدھے اور دو درہم آئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہر قسم

٣٦٧٤۔ أخرجه البخاري، الصوم، باب الريان للصائمين، ح: ١٨٩٧ من حديث معن، ومسلم، ح: ١٠٢٧ من حديث الزهري به وهو في الموطإ: ٢/ ٣٦٩.

کے مال سے جوڑا خرچ کرے۔ بعض حضرات نے اس کے یہ معنی بھی کیے ہیں کہ زوجین تثنیہ ہے جو تکرار اور کثرت پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ ﴾ ''پھر اسے بار بار دیکھ۔'' (الملك: 4:67) کیونکہ دوسرے اعمال کا تکرار و کثرت اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کام بھی بار بار ہو، محض ایک دفعہ نفلی نماز پڑھنا، روزہ رکھنا یا جہاد میں حصہ لینا، اس فضیلت کا باعث نہیں بلکہ ان عملوں سے لگاؤ اور پیار ہو اور ان سے طبعی مناسبت ہو، محض فرائض مراد نہیں کیونکہ اس کا اہتمام تو ہر صحیح مومن کرے گا۔ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان تمام امور سے لگاؤ اور پیار تھا۔ وہ ہر عمل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے کیونکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مزاج کو نبی ﷺ کے مزاج وطبیعت سے مناسبت تھی اور آپ صفات میں کامل تھے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ان کا پرتو اور عکس تھا، اس لیے انھیں تمام دروازوں سے آواز پڑے گی۔

٣٦٧٥- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَزَّازُ الْبَغْدَادِيُّ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَتَصَدَّقَ وَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِي مَالًا، فَقُلْتُ الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا، قَالَ: فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟» قُلْتُ: مِثْلَهُ، وَأَتٰى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: «يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟» فَقَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ، قُلْتُ: [وَاللهِ!] لَا أَسْبِقُهُ إِلٰى شَيْءٍ أَبَدًا.

[3675] زید بن اسلم اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت میرے پاس بہت مال تھا۔ میں نے (دل میں) کہا: اگر میں کسی دن ابوبکر رضی اللہ عنہ پر سبقت لے جا سکتا ہوں تو آج سبقت لے جاؤں گا، لہٰذا میں اپنا نصف مال لے کر آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''گھر والوں کے لیے تو نے کیا چھوڑا ہے؟'' میں نے عرض کی: (جتنا لایا ہوں) اتنا ہی چھوڑا ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا سب کچھ لے کر آ گئے۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! تو نے گھر والوں کے لیے کتنا چھوڑا ہے؟'' انھوں نے جواب دیا: ان کے لیے اللہ اور اس کا رسول (ان کی رضا وخوشنودی) چھوڑ آیا ہوں۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں ان سے کسی نیکی کے سلسلے میں کبھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نیکی کے معاملے میں پیش پیش ہوتے تھے۔ نیکی کے معاملے میں کوئی ان پر سبقت نہیں لے جا سکتا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ میرے پاس بہت مال ہے جبکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت زیادہ مال نہیں، لہٰذا میں ان پر برتری حاصل کر سکوں گا لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ خیال پورا نہ ہو سکا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا

٣٦٧٥- أخرجه أبو داود، الزكاة، باب الرخصة في ذلك، ح: ١٦٧٨ من حديث الفضل بن دكين به، و صححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤١٤ ووافقه الذهبي.

سب کچھ پیش کر دیا اور گھر میں کچھ نہ رکھا، جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے گھر میں آدھا مال چھوڑا تھا۔

(المعجم ...) بَابُ [قَوْلِهِ ﷺ لِامْرَأَةٍ: «فَإِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ»] (التحفة ٣٣)

باب: ۔آپ ﷺ کا ایک عورت کو فرمانا: ''اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آ جانا۔''

٣٦٧٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ [قَالَ]: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنْ لَمْ أَجِدْكَ؟ قَالَ: «إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ [غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

[3676] سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے کسی معاملے کے بارے میں گفتگو کی۔ آپ نے اسے کوئی حکم دیا۔ اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! بتائیے، اگر میں آپ کو نہ پا سکوں تو؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آ جانا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ (اس سند سے غریب ہے۔)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس عورت سے کوئی چیز دینے کا وعدہ فرمایا تھا تو اس عورت نے عرض کی: اگر آپ وعدہ پورا ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا: ''ابوبکر کے پاس آ جانا'' جو اس بات کی طرف صریح اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد خلیفہ ابوبکر ہوں گے اور وہ آپ کا وعدہ پورا کرنے کے پابند ہوں گے۔ (فتح الباري: 31،30/7)

(المعجم ...) بَابٌ: (التحفة ...)

باب: ۔بلاعنوان

٣٦٧٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ [قَالَ]: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَيْنَمَا رَجُلٌ رَاكِبٌ بَقَرَةً إِذْ قَالَتْ: لَمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا إِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ»، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «آمَنْتُ بِذٰلِكَ أَنَا

[3677] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی بیل پر سوار ہو کر جا رہا تھا کہ اس (بیل) نے کہا: مجھے اس مقصد کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔ مجھے تو بس ہل چلانے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں، ابوبکر اور عمر اس پر یقین رکھتے ہیں۔'' ابوسلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس وقت وہ

٣٦٧٦- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، ح: ٢٣٨٦ من حديث يعقوب، والبخاري، ح: ٣٦٥٩ من حديث إبراهيم بن سعد به.

٣٦٧٧- أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب استعمال البقر للحراثة، ح: ٢٣٢٤ ومسلم، ح: ٢٣٨٨ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٢٣٥٤.

وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ». قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَمَا هُمَا فِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ [وَاللهُ أَعْلَمُ].

دونوں لوگوں میں موجود نہیں تھے۔ واللہ أعلم.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب ایک اور استاد سے، شعبہ کی اس سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: یہ بات آپ ﷺ کے سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر مکمل اعتماد کی کھلی دلیل ہے کیونکہ آپ سمجھتے تھے کہ وہ ہر بات میں میری تائید وتصدیق کریں گے۔

(المعجم ...) بَابٌ [أَمْرِهِ ﷺ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ] (التحفة ٣٥)

باب: ۔آپ ﷺ کا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کرنے کا حکم

٣٦٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ.

[3678] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کرنے کا حکم دیا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: یہاں باب (دروازے) سے مراد کھڑکی ہے کیونکہ دروازے تو پہلے بند ہو چکے تھے۔ اس کی توجیہ پہلے گزر چکی ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ [تَسْمِيَتِهِ عَتِيقًا ...] (التحفة ٣٦)

باب: ۔نبی ﷺ کا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق رکھنا

٣٦٧٩- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَمِّهِ إِسْحَاقَ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُولِ اللهِ

[3679] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''تجھے اللہ تعالیٰ نے آگ سے آزاد کر دیا ہے۔ (بچا

٣٦٧٨- [صحيح لغيره] أخرجه ابن حبان من طريق آخر عن الزهري به (الإحسان): ٦٨١٨ وسنده ضعيف وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٣٩٠٤ ومسلم، ح: ٢٣٨٢ وغيرهما * وفي الباب عن أبي سعيد [تقدم: ٣٦٦٠].

٣٦٧٩- [صحيح لغيره] أخرجه الطبراني: ١/ ٥٤، ح: ٩ من حديث إسحاق بن يحيى به وله شواهد عند ابن حبان، ح: ٢١٧١ والحاكم: ٣/ ٦١ وغيرهما.

ﷺ فَقَالَ: «أَنْتَ عَتِيقُ اللهِ مِنَ النَّارِ» فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيقًا.

لیا ہے۔)'' اس وقت سے ان کا نام عتیق (آگ سے آزاد کیا ہوا) پڑ گیا۔

هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَعْنٍ وَقَالَ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

یہ حدیث غریب ہے۔ بعض نے یہ حدیث اور سند سے بیان کی ہے۔

فائدہ: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق رکھنے کی صحیح توجیہ یہی ہے اور آپ کے جنتی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

(المعجم ...) بَابٌ: [«فَأَمَّا وَزِيرَايَ فِي الْأَرْضِ: فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ...»] (التحفة ...)

باب:۔ زمین میں میرے معاون (وزیر) ابوبکر و عمر ہیں

٣٦٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا تَلِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الْجَحَّافِ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ، وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ، وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ».

[3680] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کے دو وزیر اہل آسمان میں سے تھے اور دو وزیر اہل زمین سے۔ آسمان والوں میں سے میرے وزیر جبریل اور میکائیل ہیں اور اہل زمین میں سے وزیر، ابوبکر اور عمر ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو الْجَحَّافِ اسْمُهُ: دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَوْفٍ. وَيُرْوٰى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَحَّافِ وَكَانَ مَرْضِيًّا [وَتَلِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ يُكْنٰى أَبَا إِدْرِيسَ وَهُوَ شِيعِيٌّ].

امام ابوعیسیٰ بلٹنے فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور أبوالجحاف کا نام داود بن ابی عوف ہے۔ سفیان ثوری کا قول ہے: ہمیں أبوالجحاف نے بیان کیا اور أبوالجحاف ہمارے نزدیک پسندیدہ ہے۔ (تلید بن سلیمان کی کنیت ابوادریس ہے اور وہ شیعہ ہے۔)

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اکرم ﷺ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بہ مشورے میں شریک رکھتے تھے۔

(المعجم ...) [بَابٌ: فِي] مَنَاقِبِ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ...)

باب: 17۔ سیدنا ابوحفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٦٨٠- [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٢/ ٥١٧ من حديث الأشج به ● تليد رافضي ضعيف وعطية ضعيف تقدم مرارًا.

٣٦٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ». قَالَ: وَكَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ.

[3681] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ان دو آدمیوں، ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعے سے اسلام کو قوت و استحکام بخش۔'' اور اللہ تعالیٰ کو ان دونوں میں سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زیادہ محبوب تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی صورت میں حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں شدت و صلابت اور پختگی رکھی تھی۔ وہ جس چیز کو صحیح سمجھتے اس پر پوری طرح پہرہ دیتے اور اسے کرنے کے لیے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو جاتے، اس لیے ان کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو حوصلہ اور قوت ملی۔ ان کے مسلمان ہونے پر مسلمانوں کو بیت اللہ میں نماز پڑھنے کا حوصلہ ہوا۔ (تحفة الأحوذي: 116/10)

(المعجم ...) بَابٌ: [«إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ»] (التحفة ٤٩)

باب: ۔بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق جاری فرما دیا ہے

٣٦٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ - هُوَ الْعَقَدِيُّ -: حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ - هُوَ الْأَنْصَارِيُّ - عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ». قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ عُمَرُ أَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيهِ - شَكَّ خَارِجَةُ - إِلَّا نَزَلَ فِيهِ الْقُرْآنُ عَلٰى نَحْوِ مَا

[3682] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حق عمر کی زبان اور دل پر جاری فرما دیا ہے۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو جب بھی کوئی معاملہ پیش آیا اور انھوں نے اس کے بارے میں رائے دی اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی رائے دی یا ابن الخطاب کہا، خارجہ راوی کو شک ہے تو قرآن اس معاملے میں عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق اترا۔

٣٦٨١- أخرجه أحمد: ٢/ ٩٥ عن أبي عامر به وصححه ابن حبان، ح: ٢١٧٩ وللحديث شواهد عنده، ح: ٢١٨٠ والحاكم: ٣/ ٨٣ وغيرهما.

٣٦٨٢- أخرجه أحمد: ٢/ ٩٥ عن أبي عامر به وصححه ابن حبان، ح: ٢١٨٥ وللحديث شواهد عنده، ح: ٢١٨٤ وغيره * وفي الباب عن الفضل بن عباس [البخاري في التاريخ الكبير: ٧/ ١١٤]، وأبي ذر [أبو داود، ح: ٢٩٦٢، وابن ماجه، ح: ١٠٨]، وأبي هريرة [أحمد: ٢/ ٤٠١ وابن حبان، ح: ٢١٨٤].

قَالَ عُمَرُ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. [وَخَارِجَةُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْأَنْصَارِيُّ - هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَهُوَ ثِقَةٌ -].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں فضل بن عباس، ابوذر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ (خارجہ بن عبداللہ انصاری سے مراد ابن سلیمان بن زید بن ثابت ہے اور یہ ثقہ ہے۔)

فائدہ: اس حدیث سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی درستی اور استنباط کی صلاحیت کا پتہ چلتا ہے، اس لیے موافقات عمر کی تعداد بیس سے زائد ہے لیکن اس سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر فضیلت لازم نہیں آتی کیونکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذہنی یکسانیت اور فکری و اخلاقی موافقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زیادہ تھی۔

(المعجم ...) بَابُ [إِسْلَامِ عُمَرَ عَلٰى إِثْرِ دُعَائِهِ ﷺ ...] (التحفة ٥٠)

باب: ۔آپ ﷺ کی دعا کے نتیجے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

٣٦٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ النَّضْرِ أَبِي عُمَرَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ». قَالَ: فَأَصْبَحَ فَغَدَا عُمَرُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَسْلَمَ.

[3683] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! اسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے سے قوت و استحکام بخش۔'' تو صبح کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور مسلمان ہو گئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِي النَّضْرِ أَبِي عُمَرَ وَهُوَ يَرْوِي مَنَاكِيرَ [مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ بعض محدثین نے ابوعمر نضر پر (اس کے حافظے کے سبب) جرح کی ہے اور وہ منکر روایات بیان کرتا ہے۔

(المعجم ...) بَابُ [قَوْلِ عُمَرَ لِأَبِي بَكْرٍ: يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ...] (التحفة ٥١)

باب: ۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہنا: ''اے رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں سے بہتر شخصیت!''

٣٦٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ

[3684] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

٣٦٨٣ـ [ضعيف] ☆ النضر بن عبدالرحمن الخزاز متروك، والحديث: ٣٦٨١ يغني عنه.

٣٦٨٤ـ [ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/ ٩٠ من حديث عبدالله بن داود الواسطي به وقال: "صحيح الإسناد" فقال الذهبي: ◄◄

ابْنُ دَاوُدَ الْوَاسِطِيُّ أَبُو مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَخِي مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ: يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمَا إِنَّكَ إِنْ قُلْتَ ذَاكَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رَجُلٍ خَيْرٍ مِّنْ عُمَرَ».

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سے سب سے بہتر! تو جواب میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر آپ یہ بات کہتے ہیں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''عمر سے بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا۔''

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس اسی سند سے آئی ہے اور اس کی سند قوی نہیں۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم یہ بات صحیح ہے کہ بہتر اور افضل ہونے کی وجوہ اور اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ بعض وجوہ سے ایک شخص بہتر ہوتا ہے جبکہ کلی اعتبار سے دوسرا شخص برتر ہوتا ہے۔ عدالت و سیاست اور اپنے دور خلافت میں فتوحات اور اسلام کی نشر و اشاعت کے اعتبار سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ افضل تھے یا اپنے دور خلافت میں وہ سب سے بہتر تھے۔

٣٦٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ دَاوُدَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: مَا أَظُنُّ رَجُلًا يَنْتَقِصُ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ يُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ.

[3685] امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک جو شخص ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تنقیص و توہین کرتا ہے، وہ نبی ﷺ سے محبت نہیں رکھتا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب حسن ہے۔

فائدہ: یہ قول بھی سنداً ضعیف ہے، تاہم یہ حقیقت ہے کہ جو شخص کسی عظیم شخصیت سے محبت و عقیدت رکھتا ہے وہ اس کے متعلقین اور ساتھیوں سے بھی محبت و پیار کرتا ہے، اس لیے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بغض و عناد اور عداوت رکھنے والا درحقیقت نبی ﷺ کا دشمن ہے اور آپ سے عداوت و بغض رکھتا ہے۔

(المعجم ...) بَابُ [قَوْلِهِ ﷺ: «لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ»] (التحفة ٥٢)

باب: آپ کا فرمان: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا'' کا بیان

« "عبدالله ضعفوه وعبدالرحمن القرشي التيمي متكلم فيه والحديث شبه موضوع" * وفي الباب عن أبي الدرداء [الخطيب: ١٢/ ٤٣٨ وفيه من أبي بكر، بدل عمر].

٣٦٨٥ـ [ضعيف] عبدالله بن داود وهو الواسطي: منكر الحديث.

٣٦٨٦- حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا الْمُقْرِىءُ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مِشْرَحِ ابْنِ هَاعَانَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ.

[3686] سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف مشرح بن ہاعان بیان کرتا ہے۔

فائدہ: مقصد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرنا ہے ورنہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا تصور ہی نہیں، جیسا کہ آپ کے کلام سے ظاہر ہے کہ میرے بعد کوئی نبی آ سکتا تو یہ مقام و مرتبہ عمر بن خطاب کو حاصل ہوتا۔

(المعجم ...) بَابُ [رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ فِي شُرْبِهِ مِنْ قَدَحِ اللَّبَنِ وَإِعْطَائِهِ عُمَرَ فَضْلَهُ] (التحفة ٥٢)

باب: ۔ نبی ﷺ کا خواب میں پیالے سے دودھ پینا اور بچا ہوا دودھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دینا

٣٦٨٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا]، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَأَيْتُ كَأَنِّي أُتِيتُ بِقَدَحٍ مِّنْ لَّبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ فَأَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ»، قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «الْعِلْمَ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

[3687] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ مجھے دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا ہے تو میں نے اس سے پیا اور اپنا جوٹھا (بچا ہوا) عمر بن خطاب کو دے دیا۔'' صحابہ نے پوچھا: اللہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''علم۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فوائد و مسائل: ① دودھ اور علم میں وجۂ اشتراک ان کا فائدہ مند ہونا اور باعث اصلاح ہونا ہے۔ دودھ بدن کی غذا ہے۔ اور علم روح کی غذا ہے۔ ② سیاست اور حکومت کے نظم و نسق میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو امتیاز حاصل ہے، اس لیے ان کا طویل دور امن و امان کا سنہری دور تھا۔ ان کے بعد وہ امن و سکون اور اتفاق و اتحاد نہیں رہا جو مطلوب و مقصود تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت بہت کم تھا جو داخلی فتنے ختم کرنے میں گزرا۔

٣٦٨٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ

[3688] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

٣٦٨٦- أخرجه أحمد: ٤/ ١٥٤ عن المقرىء به وصححه الحاكم: ٣/ ٨٥ ووافقه الذهبي.

٣٦٨٧- تقدم: ٢٢٨٤.

٣٦٨٨- أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨١٢٧ عن علي بن حجر، وأحمد: ٣/ ١٠٧ من حديث حميد الطويل، و صححه ◄◄

ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِّنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِشَابٍّ مِّنْ قُرَيْشٍ. فَظَنَنْتُ أَنِّي أَنَا هُوَ، فَقُلْتُ: وَمَنْ هُوَ؟ فَقَالُوا: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ».

فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا تو ناگہاں میں نے سونے کا ایک محل دیکھا تو میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا: ایک قریشی نوجوان کا۔ میں نے خیال کیا: وہ جوان میں ہی ہوں۔ میں نے پوچھا: وہ نوجوان کون ہے؟ فرشتوں نے کہا: عمر بن خطاب۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دنیا ہی میں جنتی ہونے اور سونے کا محل ملنے کی بشارت ہے، نیز اس بات کی گارنٹی بھی ہے کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

(المعجم ...) بَابٌ: [أَتَيْتُ عَلٰى قَصْرٍ مُّرَبَّعٍ مُّشْرِفٍ مِّنْ ذَهَبٍ لِّعُمَرَ فِي الْجَنَّةِ] (التحفة ٥٣)

باب: ۔ میں نے جنت میں عمر کا ایک چوکور کنگروں والا سونے کا محل دیکھا

٣٦٨٩- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَبُو عَمَّارٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي بُرَيْدَةُ قَالَ: أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ: «يَا بِلَالُ! بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، فَأَتَيْتُ عَلٰى قَصْرٍ مُّرَبَّعٍ مُّشْرِفٍ مِّنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوا: لِرَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ، فَقُلْتُ: أَنَا عَرَبِيٌّ لِّمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ،

[3689] سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پوچھا: ''اے بلال! تو مجھ سے جنت میں پہلے کیسے چلا گیا؟ جب کبھی میں جنت میں داخل ہوا ہوں، میں نے تیرے قدموں کی چاپ اپنے آگے سنی ہے۔ میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا تو تیرے قدموں کی چاپ اپنے آگے سنی۔ سو میں ایک سونے کے چوکور کنگروں والے محل کے پاس آیا تو میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا: ایک عربی آدمی کا ہے۔ میں نے کہا: میں بھی عربی ہوں۔ یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا: ایک قریشی آدمی کا ہے۔ میں نے کہا: میں قریشی

» ابن حبان، ح: ٢١٨٨ وللحديث شواهد كثيرة.

٣٦٨٩- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٤ من حديث الحسين بن واقد به وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٠٩ وابن حبان (الإحسان): ٩/ ١٠٨، ح: ٧٠٤٤، ٧٠٤٥ والحاكم: ١/ ٣١٣ ووافقه الذهبي، ورواه البغوي في شرح السنة: ٤/ ١٤٨، ح: ١٠١٢ من حديث علي بن الحسين بن واقد به * وفي الباب عن جابر [البخاري، ح: ٣٦٧٩ ومسلم، ح: ٢٣٩٤]، ومعاذ (بن جبل) [أحمد: ٥/ ٢٤٥، ٢٣٣]، وأنس [تقدم: ٣٦٨٨]، وأبي هريرة [البخاري، ح: ٣٢٤٢، ٣٦٨٠ ومسلم، ح: ٢٣٩٥] * أثر ابن عباس: "رؤيا الأنبياء وحي"، رواه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٦، ح: ١٢٣٠٢ ويؤيده قول عبيد بن عمير عند البخاري، ح: ١٣٨ وهذا مجمع عليه بين المسلمين.

فَقُلْتُ: أَنَا قُرَشِيٌّ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِرَجُلٍ مِّنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَقُلْتُ: أَنَا مُحَمَّدٌ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ»، فَقَالَ بِلَالٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «بِهِمَا».

ہوں۔ یہ محل کس کا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ محمد ﷺ کی امت میں سے ایک آدمی کا ہے۔ میں نے کہا: میں محمد ہوں۔ یہ محل کس کا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ عمر بن خطاب کا ہے۔'' اس پر بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے جس وقت بھی اذان دی ہے، دو رکعتیں پڑھی ہیں اور میں جس وقت بھی بے وضو ہوا ہوں، میں نے وضو کر کے دو رکعتیں اللہ کے لیے اپنے اوپر لازم سمجھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انھی دو کے سبب۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَمُعَاذٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «رَأَيْتُ فِي الْجَنَّةِ قَصْرًا مِّنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا؟ فَقِيلَ: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ». [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيثِ أَنِّي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ، يَعْنِي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ. هٰكَذَا رُوِيَ فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا جابر، معاذ، انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنت میں ایک سونے کا محل دیکھا تو میں نے پوچھا: یہ کس کا ہے؟ جواب دیا گیا: عمر بن خطاب کا ہے۔'' امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں۔ بعض احادیث میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے فرمایا: انبیاء کا خواب وحی کے حکم میں ہے (اس لیے اس میں غلطی کا امکان نہیں۔)

لغوی تشریح: خَشْخَشَة: خَشْخَشَ السِّلَاحِ ہتھیاروں کی جھنکار، (حرکت کی آواز)۔ مُشْرِف: شَرَّفَ الْبِنَاءَ اس نے عمارت پر کنگرے بنائے، گیلری یا شہ نشین (بادشاہ کے بیٹھنے کی جگہ) بنانا۔

فوائد و مسائل: ① آدمی کا باڈی گارڈ، محافظ، اس کا خادم یا راستے میں روشنی کرنے والا آگے آگے چلتا ہے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ خادم کی حیثیت سے آپ ﷺ کے آگے تھے۔ ② فرشتوں نے آپ کے سوال کے جواب میں پہلی ہی دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا تاکہ عربوں، قریش اور آپ کی امت کی فضیلت کا بھی اظہار ہو جائے۔ ③ تحیۃ الاذان اور تحیۃ الوضوء لازم یا واجب نہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ میں نے یہ سمجھا اللہ تعالیٰ کا میرے ذمے حق ہے کہ میں دو رکعتیں پڑھوں۔ یہ عمل اور التزام کے اعتبار سے ہے فرضیت و وجوب کے نظریے کے اعتبار سے نہیں کیونکہ کسی مستحب کام کا التزام اور پابندی کرنا ایک اچھا کام ہے لیکن جو چیز شرعی طور پر فرض اور لازم نہیں، اسے فرض اور لازم سمجھنا ناپسندیدہ اور بدعت ہے۔ ④ بِهِمَا کا مقصد یہ ہے کہ شرف

ومرتبہ تمھیں ان دو رکعتوں کی وجہ سے حاصل ہوا ہے، لہٰذا ان دونوں کی پابندی کرنا، یعنی ہمیشہ باوضو رہنا اور شکرانۂ وضو کی دو رکعت پڑھنا۔ ⑤ جنت میں داخل ہونے کا واقعہ خواب میں پیش آیا جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت میں بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ ''جبکہ میں سویا ہوا تھا'' کی تصریح موجود ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الفضائل، حديث: 3680، وصحيح مسلم، فضائل الصحابة، حديث: 6200 (2395))

(المعجم ...) بَابُ [قَوْلِهِ ﷺ: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ!] (التحفة ٥٥)

باب: آپ کا فرمان: ''اے عمر! شیطان تم سے خوف زدہ ہے''

٣٦٩٠- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ بُرَيْدَةَ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللهُ سَالِمًا أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَأَتَغَنَّى. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِي وَإِلَّا فَلَا»، فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَأَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ! إِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ، فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ يَا عُمَرُ! أَلْقَتِ الدُّفَّ».

[3690] سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی غزوے کی خاطر نکلے، جب واپس آئے تو ایک سیاہ رنگ کی لونڈی حاضر ہوئی اور اس نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے نذر مانی تھی، اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح سالم واپس لایا تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گاؤں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اگر تو نے نذر مانی ہے تو دُف بجا لے، ورنہ نہ بجا (کیونکہ یہ پسندیدہ عمل نہیں۔)'' چنانچہ وہ دف بجانے لگی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو وہ بجاتی رہی، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو وہ بجاتی رہی، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو وہ بجاتی رہی، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آ گئے تو اس نے دف اپنی سرین کے نیچے ڈال لیا اور اس پر بیٹھ گئی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ شیطان تم سے ڈرتا ہے اے عمر! میں بیٹھا ہوا تھا تو یہ دف بجاتی رہی، پھر ابوبکر آ گئے تو یہ بجاتی رہی، پھر علی آئے تو یہ بجاتی رہی، پھر عثمان آئے تو یہ بجاتی رہی۔ جب تم داخل ہوئے ہو، اے عمر! اس نے دف بجانا بند کر دیا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث، بریدہ رضی اللہ عنہ کی

٣٦٩٠- [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٣-٣٥٦ من حديث الحسين بن واقد به وصححه ابن حبان، ح: ٢١٨٦ وللحديث شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما * وفي الباب عن عمر [لعله يشير إلى الحديث الآتي]، وسعد بن أبي وقاص [البخاري، ح: ٣٦٨٣ ومسلم، ح: ٢٣٩٦]، وعائشة [انظر الحديث الآتي].

غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ بُرَيْدَةَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ [وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ] وَعَائِشَةَ.

حدیث کی صورت میں حسن صحیح غریب ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا عمر (اور سعد بن ابی وقاص) اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ شرف و امتیاز بخشا کہ ان کی ہیبت و جلالت سے شیطان ڈرتا تھا اور ان کا راستہ چھوڑ کر دوسری طرف نکل جاتا تھا۔ دُف بجانے والی تو ایک لونڈی تھی، وہ ان سے خوف و ہیبت کیوں محسوس نہ کرتی۔ ان کی آمد پر تو ازواج مطہرات پردے کے اندر چلی گئی تھیں۔ ② جہاں تک دف بجانے کا مسئلہ ہے تو یہ ایک مباح چیز ہے جس کی خوشی اور مسرت کے موقع پر بجانے کی اجازت دی گئی ہے، عام حالات میں اس کی اجازت نہیں ہے۔ یہی صورت حال جائز اور پسندیدہ گیتوں کی ہے مگر ان کے ساتھ آلات موسیقی بجانے کی قطعاً اجازت نہیں۔

٣٦٩١- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَصَوْتَ صِبْيَانٍ. فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا، فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! تَعَالَيْ فَانْظُرِي» فَجِئْتُ، فَوَضَعْتُ لَحْيَيَّ عَلَى مَنْكِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلَى رَأْسِهِ فَقَالَ لِي: «أَمَا شَبِعْتِ أَمَا شَبِعْتِ»؟ قَالَتْ: فَجَعَلْتُ أَقُولُ: لَا، لِأَنْظُرَ مَنْزِلَتِي عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ عُمَرُ، قَالَتْ: فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ»، قَالَتْ: فَرَجَعْتُ.

[3691] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ ہم نے شور اور بچوں کی آوازیں سنیں تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ دیکھا تو ایک حبشی عورت اچھل کود رہی تھی اور اس کے اردگرد بچے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! آؤ، دیکھ لو۔'' میں آ گئی اور اپنے جبڑے (ٹھوڑی) رسول اللہ ﷺ کے کندھے پر رکھ دیے اور آپ کے کندھے سے سر تک کے درمیان سے اس عورت کو دیکھنے لگی۔ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو سیر نہیں ہوئی؟ کیا تو سیر نہیں ہوئی؟ (تیرا جی بھرا نہیں؟)'' میں کہنے لگی: نہیں، تاکہ میں آپ کے ہاں اپنی حیثیت و مقام جان سکوں۔ اچانک عمر رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے تو لوگ اس عورت کے پاس سے بکھر گئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں انس و جن شیاطین کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ عمر کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے ہیں۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے: تب میں واپس آ گئی۔

[قَالَ أَبُوعِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

٣٦٩١- أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨٩٥٧ من حديث زيد بن حباب به وللحديث شواهد.

لغوی تشریح: لَغَطًا: شور شرابا، تَزْفِنُ: اچھل کود کر رہی تھی۔ اِرْفَضَّ: بکھر گئے، منتشر ہو گئے۔

فوائد و مسائل: ① ایک سیاہ لونڈی، اچھل کود رہی تھی جو پردے کی پابند نہیں تھی اور سیاہ لونڈی ہونے کی وجہ سے اس کا اچھلنا کودنا فتنے کا باعث بھی نہیں تھا، محض ایک مشغلہ اور دل لگی کا فضول اور بے مقصد کام تھا، اس لیے لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس وقت نبی ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت بیان کرنے کی خاطر فرمایا کہ اس سے سب شیطان لوگ خوف کھاتے ہیں۔ ② حبشی لونڈی کی اچھل کود سے آج کل کی رقاصاؤں، جو بن ٹھن کر لوگوں کے دل موہنے اور ان کی جیبوں پر ڈاکا ڈالنے کے لیے اپنے فن کا مظاہرہ کرتی ہیں، کے رقص و سرود کا جواز نکالنا قیاس مع الفارق ہے جس کی شریعت میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

(المعجم ...) بَابٌ: [أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ] (التحفة ٥٦)

باب: سب سے پہلے میری قبر کھلے گی، پھر ابو بکر کی اور پھر عمر کی

٣٦٩٢- حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ آتِي أَهْلَ الْبَقِيعِ فَيُحْشَرُونَ مَعِي ثُمَّ أَنْتَظِرُ أَهْلَ مَكَّةَ حَتَّى أُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَعَاصِمُ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ لَيْسَ عِنْدِي بِالْحَافِظِ [وَ]عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

[3692] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے میری قبر کھلے گی، پھر ابو بکر کی پھر عمر کی، پھر میں بقیع (مدینے کے قبرستان) والوں کے پاس آؤں گا تو وہ میرے ساتھ اکٹھے کیے جائیں گے، پھر میں مکے والوں کا انتظار کروں گا تا کہ میرا حشر دونوں حرموں کے درمیان ہو۔''

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ عاصم بن عمر عمری میرے اور محدثین کے نزدیک حافظ نہیں، یعنی بات یاد رکھنے والا نہیں۔

(المعجم ...) بَابٌ: [قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ...] (التحفة ٥٧)

باب: پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے

٣٦٩٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ

[3693] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٣٦٩٢- [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٨٧٠ من حديث عبدالله بن نافع به وصححه الحاكم: ٣/ ٦٨ فتعقبه الذهبي: "عاصم هو أخو عبدالله، ضعفوه" وله شاهد منكر جدًا (ميزان الاعتدال: ٢/ ٤٦٥، ٤٦٦).

٣٦٩٣- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل عمر رضي الله عنه، ح: ٢٣٩٨ عن قتيبة، والبخاري، ح: ٣٤٦٩ من حديث سعد بن إبراهيم عن أبي سلمة عن أبي هريرة به، ولفظ للبخاري: "وإنه إن كان في أمتي هذه منهم فإنه عمر بن «

عَجْلَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ».

نے فرمایا: ''پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں بھی کوئی ہے تو وہ عمر بن خطاب ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [قَالَ:] وَأَخْبَرَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ: مُحَدَّثُونَ يَعْنِي مُفَهَّمُونَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سفیان بن عیینہ کا قول ہے: محدثون سے مراد وہ لوگ ہیں جنھیں سوجھ بوجھ (دین کا فہم) عطا کیا گیا ہو۔

فائدہ: مُحَدَّث کا عام طور پر مفہوم مُلْهَم لیا گیا ہے، یعنی جس کے دل میں اللہ تعالیٰ حق ڈال دے یا وہ جس کی زبان پر حق وصواب جاری ہو کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ عمر کی زبان اور دل پر حق جاری ہوتا ہے، اس لیے بہت سے مواقع پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایسی بات کہی جو فرمان باری کے موافق تھی۔ ظاہر بات ہے کہ اگر پہلی امتوں میں ایسے لوگ تھے تو آپ ﷺ کی امت میں بالاولیٰ ایسے لوگ ہیں اور ان کے سرخیل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ لیکن اس کے باوجود سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی رائے اور سوچ کو کتاب وسنت کا پابند رکھتے تھے۔

(المعجم ...) بَابُ [إِخْبَارِهِ ﷺ عَنِ اطِّلَاعِ رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ] (التحفة ٥٨)

باب: آپ ﷺ کا ایک جنتی آدمی کے نمودار ہونے کی اطلاع دینا اور عمر رضی اللہ عنہ کا نمودار ہونا

٣٦٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ، عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ» فَاطَّلَعَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: «يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ» فَاطَّلَعَ عُمَرُ.

[3694] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے سامنے ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا۔'' تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے، پھر آپ نے فرمایا: ''تمھارے سامنے ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا'' تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسٰى وَجَابِرٍ. [قَالَ أَبُو

اس مسئلے میں سیدنا ابوموسیٰ اور جابر رضی اللہ عنہما سے روایات آئی

» الخطاب'.

٣٦٩٤ـ [ضعيف] محمد بن حميد: ضعيف، وعبدالله بن عبدالقدوس: ضعفه الجمهور وهو رافضي خبيث وتابعه شريك القاضي (الطبراني، ح: ٢٠٦ والسند إليه ضعيف) والأعمش عنعن ومع ذلك صححه الحاكم على شرط مسلم: ٣/ ٧٣ ووافقه الذهبي * وفي الباب عن أبي موسى [يأتي: ٣٧١٠]، وجابر [أحمد: ٣/ ٣٥٦، ٣٨٠، ٣٨١، ٣٨٧].

عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث غریب ہے۔

٣٦٩٥ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «بَيْنَمَا رَجُلٌ يَرْعٰى غَنَمًا لَهُ إِذْ جَاءَ الذِّئْبُ فَأَخَذَ شَاةً فَجَاءَ صَاحِبُهَا فَانْتَزَعَهَا مِنْهُ، فَقَالَ الذِّئْبُ: كَيْفَ تَصْنَعُ بِهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي»؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَآمَنْتُ بِذٰلِكَ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ». قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَمَا هُمَا فِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ.

[3695] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی اپنی بکریاں چرا رہا تھا، ناگہاں ایک بھیڑیا آ گیا اور اس نے ایک بکری پکڑ لی۔ بکری کا مالک بھی آ پہنچا اور اسے اس سے چھڑا لیا۔ بھیڑیے نے کہا: درندوں (کی حکمرانی) کے دن کیا کرو گے، جس وقت میرے سوا ان کا کوئی چرانے والا نہیں ہو گا؟“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں، ابوبکر اور عمر اس واقعے کی تصدیق کرتے ہیں۔“ ابوسلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس وقت وہ دونوں (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) لوگوں میں موجود نہیں تھے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ [بْنِ إِبْرَاهِيمَ] نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب ایک اور استاد سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(المعجم ١٨) [بَابٌ: فِي] مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَلَهُ كُنْيَتَانِ يُقَالُ: أَبُو عَمْرٍو وَّأَبُو عَبْدِ اللهِ (التحفة ٥٩)

باب: 18۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل، ان کی دو کنیتیں ہیں: ابوعمرو اور ابوعبداللہ

٣٦٩٦ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ [بْنُ سَعِيدٍ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عَلٰى حِرَاءٍ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ

[3696] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم غار حراء پر تھے تو چٹان نے حرکت کی۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ”ساکن رہ، تجھ پر تو صرف نبی، صدیق اور شہید ہے۔“

٣٦٩٥ـ تقدم: ٣٦٧٧ وهو في مسند الطيالسي، ح: ٢٣٥٤.

٣٦٩٦ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل طلحة والزبير رضي الله عنهما، ح: ٢٤١٧ عن قتيبة به * وفي الباب عن عثمان [يأتي: ٣٦٩٩]، وسعيد بن زيد [يأتي: ٣٧٥٧]، وابن عباس [ابن أبي عاصم في السنة، ح: ١٤٤ والطبراني في الكبير: ٢٥٩/١١، ح: ١١٦٧١]، وسهل بن سعد [عبدالرزاق: ٢٢٩/١١، ح: ٢٠٤٠١ وعنه أحمد: ٣٣١/٥]، وأنس بن مالك [يأتي: ٣٦٩٧]، وبريدة الأسلمي [أحمد: ٣٤٦/٥].

وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ] فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَسَعِيدِ ابْنِ زَيْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَبُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عثمان، سعید بن زید، ابن عباس، سہل بن سعد، انس بن مالک اور بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: یہ حدیث معجزات نبوی میں سے ہے جو آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہے کہ آپ نے جن حضرات کے شہید ہونے کی پیشین گوئی فرمائی، وہ سب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے لے کر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ تک شہید ہوئے۔

٣٦٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «اثْبُتْ أُحُدُ! فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ».

[3697] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اُحد پہاڑ پر چڑھے، سیدنا ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے تو وہ ان کے سبب ہل گیا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اُحد تک جا کیونکہ تیرے اوپر صرف نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [وَرَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ]
(التحفة ٦٠)

باب: ''عثمان، میرا جنت کا رفیق ہے''

٣٦٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ الْيَمَانِ عَنْ شَيْخٍ مِّنْ بَنِي زُهْرَةَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِي -

[3698] سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کا رفیق ہے اور میرا رفیق، یعنی جنت میں، عثمان ہے۔''

٣٦٩٧- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب بعد باب قول النبي ﷺ: "لو كنت متخذًا خليلًا"، ح: ٣٦٧٥ عن محمد بن بشار به.

٣٦٩٨- [ضعيف] أخرجه أبو يعلى، ح: ٦٦٥ عن أبي هشام الرفاعي به ☆ شيخ لم أعرفه والحارث بن عبدالرحمن لم يدرك طلحة (انظر تحفة الأشراف: ٤/ ٢١٢).

يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ - عُثْمَانُ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں جبکہ یہ منقطع بھی ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [فِي عَدِّ عُثْمَانَ تَسْمِيَتَهُ شَهِيدًا وَتَجْهِيزِهِ جَيْشَ الْعُسْرَةِ ...] (التحفة ٦١)

باب: ۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو شہید کا نام دینا اور تنگی والے لشکر کو تیار کرنا

٣٦٩٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ - هُوَ ابْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ -، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ: لَمَّا حُصِرَ عُثْمَانُ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ فَوْقَ دَارِهِ ثُمَّ قَالَ: أُذَكِّرُكُمْ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ حِرَاءَ حِينَ انْتَفَضَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اثْبُتْ حِرَاءُ فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ»؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: أُذَكِّرُكُمْ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ: «مَنْ يُنْفِقُ نَفَقَةً مُتَقَبَّلَةً»؟ وَالنَّاسُ مُجْهَدُونَ مُعْسِرُونَ فَجَهَّزْتُ ذٰلِكَ الْجَيْشَ؟ قَالُوا: نَعَمْ. ثُمَّ قَالَ: أُذَكِّرُكُمْ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ بِئْرَ رُومَةَ لَمْ يَكُنْ يَشْرَبُ مِنْهَا أَحَدٌ إِلَّا بِثَمَنٍ فَابْتَعْتُهَا فَجَعَلْتُهَا لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ وَابْنِ السَّبِيلِ؟ قَالُوا: اللّٰهُمَّ! نَعَمْ. وَأَشْيَاءَ عَدَّهَا.

[3699] ابوعبدالرحمٰن سُلمی بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا گیا تو انھوں نے لوگوں کے سامنے اپنے گھر کے اوپر (چھت) سے جھانکا اور فرمایا: میں تمھیں اللہ کی یاد دلا کر پوچھتا ہوں: کیا تم جانتے ہو جب حراء پہاڑ نے حرکت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حراء ٹھہر جا، تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا کوئی نہیں۔'' بلوائیوں نے کہا: ہاں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمھیں اللہ کی یاد دلا کر پوچھتا ہوں: کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے تنگی و ترشی کے وقت کے لشکر (جنگ تبوک) کے بارے میں فرمایا: ''کون ایسا خرچ کرے گا جو اللہ کے ہاں شرف قبولیت پائے گا؟'' اور لوگ محنت و مشقت میں مبتلا، تنگ دست تھے تو وہ لشکر میں نے تیار کیا؟ لوگوں نے کہا: ہاں۔ انھوں نے پھر کہا: میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا تم جانتے ہو کہ رومہ کے کنویں سے کوئی قیمت ادا کیے بغیر پانی نہیں پی سکتا تھا اور میں نے اسے خریدا پھر اسے مالدار، فقیر اور مسافر کے لیے عام کر دیا؟ انھوں نے کہا: اے اللہ! ہاں۔ اور بھی بہت سی چیزیں گنیں۔

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ.

اس سند سے، یعنی ابوعبدالرحمٰن کے واسطے سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

٣٦٩٩- أخرجه ابن حبان، ح: ٦٩١٦ من حديث عبيدالله بن عمرو وابن خزيمة، ح: ٢٤٩١ من حديث عبدالله بن جعفر به، وأصله عند البخاري، ح: ٢٧٧٨، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ٣٦١٢ وللحديث شواهد كثيرة.

فوائد و مسائل: ① جنگ تبوک کے موقع پر گرمی کا موسم تھا۔ پھل پکے ہوئے تھے۔ گھنے سائے تھے۔ ان حالات میں کم زادِ راہ کے ساتھ ایک طویل مسافت طے کر کے بہت بڑے مسلح لشکر کے سامنے جانا بہت مشکل تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی مشکل وقت میں لشکر کی تیاری کے لیے وافر مقدار میں اونٹ، دیگر سامان اور نقد رقم بھی دی۔ ② بئر رومہ کا مالک یہودی تھا اور پانی فروخت کرتا تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کنواں بیس ہزار درہم میں خریدا اور مزید رقم خرچ کر کے اسے وسیع کرا کے مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ اسی طرح انھوں نے مسجد نبوی کی توسیع کے لیے رقم فراہم کی اور اس کے علاوہ بھی بہت سے کام کیے۔

٣٧٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: [حَدَّثَنَا] السَّكَنُ بْنُ الْمُغِيرَةِ وَيُكْنٰى أَبَا مُحَمَّدٍ مَوْلًى لِّآلِ عُثْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي هِشَامٍ عَنْ فَرْقَدٍ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَحُثُّ عَلٰى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ. فَقَامَ عُثْمَانُ [بْنُ عَفَّانَ] فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ. فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: [يَا رَسُولَ اللهِ!] عَلَيَّ ثَلَاثُمِائَةِ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ: «مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهِ، مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهِ».

[3700] سیدنا عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ جیش عسرت کے لیے آمادہ کر رہے تھے، میں بھی موجود تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ایک سو اونٹ آتھر اور پالان سمیت میرے ذمے ہیں، میں اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔ آپ نے لشکر کی تیاری کے لیے پھر ترغیب دی تو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں دو سو اونٹ آتھر اور پالان سمیت میرے ذمے ہیں، پھر آپ نے لشکر کے لیے آمادہ کیا تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: (اے اللہ کے رسول!) میرے ذمے اللہ کی راہ میں تین سو اونٹ آتھر اور پالان سمیت ہیں۔ تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے اتر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: ''عثمان پر کوئی حرج نہیں، اگر آج کے بعد وہ کسی نیکی کے کام میں حصہ نہ لے۔ عثمان پر کوئی حرج نہیں آج کے بعد جو عمل بھی کرے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ [لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ السَّكَنِ بْنِ الْمُغِيرَةِ]. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ ہم اسے صرف سکن بن مغیرہ کی حدیث کی صورت میں جانتے ہیں۔ اور اس مسئلے میں عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث آئی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم اگلی حدیث صحیح ہے جس میں جیشِ عسرت کی تیاری کے لیے ایک ہزار دینار دینے کا ذکر ہے۔

٣٧٠٠- [ضعيف] أخرجه عبد بن حميد، ح: ٣١١ عن أبي داود الطيالسي به وهو في مسنده، ح: ١١٨٩ * فرقد مجهول والحديث الآتي يغني عنه.

٣٧٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ وَاقِعٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ [بْنُ رَبِيعَةَ] عَنْ [عَبْدِ اللهِ] بْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ كَثِيرٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: جَاءَ عُثْمَانُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَلْفِ دِينَارٍ- قَالَ الْحَسَنُ بْنُ وَاقِعٍ: وَكَانَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ مِنْ كِتَابِي - فِي كُمِّهِ حِينَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِي حِجْرِهِ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَلِّبُهَا فِي حِجْرِهِ وَيَقُولُ: «مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ» مَرَّتَيْنِ.

[3701] سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان، نبی ﷺ کے پاس ایک ہزار دینار لے کر حاضر ہوئے۔ حسن بن واقع کہتے ہیں: میری کتاب میں دوسری جگہ یہ ہے کہ اپنی آستین میں۔ جب آپ نے جیش عسرت تیار فرمایا اور آپ ﷺ کی گود میں بکھیر دیے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ انھیں اپنی گود (جھولی) میں الٹ پلٹ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: ”عثمان کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، آج کے بعد وہ جو عمل بھی کرے۔“ دو دفعہ فرمایا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

٣٧٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُولَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ، قَالَ: فَبَايَعَ النَّاسَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ عُثْمَانَ فِي حَاجَةِ اللهِ وَحَاجَةِ رَسُولِهِ» فَضَرَبَ بِإِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ أَيْدِيهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ.

[3702] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سفیر بن کر اہل مکہ کے پاس گئے ہوئے تھے۔ آپ نے لوگوں سے بیعت لی۔ سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ عثمان اللہ کے کام اور اس کے رسول کے کام میں مصروف ہے“ اور اپنا ایک ہاتھ (بیعت کے لیے) اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا عثمان کی طرف سے ہاتھ، ان کے لیے اپنے ہاتھوں سے بہتر تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی طرف سے سفیر بن کر اہل مکہ کے پاس گئے تھے۔ ان کا کنبہ مکے

٣٧٠١- أخرجه أحمد: ٥/ ٦٣ من حديث ضمرة بن ربيعة به وصححه الحاكم: ٣/ ١٠٢ ووافقه الذهبي.

٣٧٠٢- [صحيح لغيره] أخرجه أبوداود، الجهاد، حديث: ٢٧٢٦ من حديث ابن عمر وسنده حسن والحاكم: ٣/ ٩٨ وغيرهما وانظر، ح: ٣٧٠٦.

میں بڑا طاقتور تھا اور وہ آپ کا پیغام اچھی طرح پہنچا سکتے تھے۔ انھوں نے یہ کام بخوبی سرانجام دیا۔ وہ مکہ ہی میں تھے کہ مسلمانوں میں ان کی شہادت کی افواہ پھیل گئی۔ جب رسول اللہ ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''ہم اس جگہ سے اس وقت تک ٹل نہیں سکتے، جب تک ان لوگوں سے معرکہ نہ کرلیں۔'' اور آپ نے لوگوں سے اس بات پر بیعت لی کہ ہم میدان چھوڑ کر نہیں بھاگیں گے، بعض نے کہا: مر جائیں گے، میدان نہیں چھوڑیں گے۔ اس بیعت کا نام بیعت رضوان ہے کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا مندی کا اظہار فرمایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر مارا تھا اور یہ ان کے لیے بہت بڑا شرف ہے۔

٣٧٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، الْمَعْنٰى وَاحِدٌ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ عَبْدُاللهِ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ الْمِنْقَرِيِّ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ الدَّارَ حِينَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ، فَقَالَ: ائْتُونِي بِصَاحِبَيْكُمُ اللَّذَيْنِ أَلَّبَاكُمْ عَلَيَّ؟ قَالَ: فَجِيءَ بِهِمَا كَأَنَّهُمَا جَمَلَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا حِمَارَانِ، قَالَ: فَأَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُومَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يَشْتَرِي بِئْرَ رُومَةَ فَيَجْعَلَ دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ»، فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُونِي أَنْ أَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى أَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ قَالُوا: اللّٰهُمَّ! نَعَمْ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِأَهْلِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يَشْتَرِي بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ فَيَزِيدَهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ»؟

[3703] ثمامہ بن حزن قشیری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کو دیکھ رہا تھا جب انھوں نے بلوائیوں پر اوپر سے جھانکا اور فرمایا: میرے پاس اپنے ان دو ساتھیوں کو لاؤ جن کے کہنے پر تم میرے خلاف جمع ہوئے ہو، چنانچہ ان دونوں کو لایا گیا، گویا وہ اونٹ ہیں یا گویا کہ وہ دو (بھاری بھرکم) گدھے ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان پر نمودار ہوئے اور فرمایا: میں تم سے اللہ اور اسلام کے واسطے سے پوچھتا ہوں (صحیح صحیح بتاؤ) کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ ان حالات میں تشریف لائے کہ وہاں بئر رومہ کے سوا کوئی میٹھا پانی نہ تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو بئر رومہ خریدے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کی طرح رکھے (قبضہ نہ جمائے) اسے اس کے عوض جنت میں اس سے بہتر کنواں ملے گا۔'' تو میں نے وہ اپنے ذاتی مال سے خریدا، تم آج مجھے اسی کنویں سے پانی پینے سے روکتے ہو تاکہ میں سمندر کا (نمکین) پانی پیوں؟ سب نے کہا: اللہ گواہ ہے، ہم جانتے ہیں، پھر انھوں نے فرمایا: میں تمھیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ مسجد نمازیوں کے لیے تنگ پڑ گئی تھی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو فلاں خاندان کا قطعۂ زمین خرید کر مسجد میں اضافہ کرے تو اسے

٣٧٠٣_[حسن لغيره] أخرجه النسائي: ٦/ ٢٣٥، ح: ٣٦٣٨ من حديث سعيد بن عامر به وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٩٢.

فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُونِي أَنْ أُصَلِّيَ فِيهَا رَكْعَتَيْنِ؟ قَالُوا: اللّٰهُمَّ! نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَبِالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنِّي جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِي؟ قَالُوا: اللّٰهُمَّ! نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عَلَى ثَبِيرِ مَكَّةَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهُ بِالْحَضِيضِ، قَالَ: فَرَكَضَهُ بِرِجْلِهِ، فَقَالَ: «اسْكُنْ ثَبِيرُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ»؟ قَالُوا: اللّٰهُمَّ! نَعَمْ، قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ شَهِدُوا لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! أَنِّي شَهِيدٌ ثَلَاثًا.

جنت میں اس سے بہتر قطعہ ملے گا؟'' تب میں نے اسے اپنے ذاتی مال سے خریدا اور تم آج مجھے اس میں دو رکعتیں پڑھنے سے بھی روکتے ہو؟ سب نے کہا: اللہ گواہ ہے، اسی طرح ہے، پھر فرمایا: میں تم سے اللہ اور اسلام کے واسطے سے پوچھتا ہوں: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تنگی والے لشکر کو اپنے مال سے تیار کیا؟ انھوں نے کہا: اللہ گواہ ہے، اسی طرح ہے، پھر فرمایا: تم سے اللہ اور اسلام کے واسطے سے پوچھتا ہوں: کیا تمھیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکے کے ثبیر پہاڑ پر تھے جبکہ ابوبکر وعمر اور میں آپ کے ساتھ تھے تو پہاڑ نے حرکت کی حتی کہ اس کے پتھر دامن (پستی اور نشیب) میں گر گئے۔ آپ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: ''ثبیر! ساکن رہ (حرکت نہ کر)، تجھ پر بس نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ! ہم جانتے ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے تین دفعہ فرمایا: اللہ اکبر، انھوں نے میرے حق میں گواہی دے دی۔ رب کعبہ کی قسم! میں شہید ہوں۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُثْمَانَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے اور سند سے بھی منقول ہے۔

فائدہ: کیا آج تک دنیا نے اس قدر عظیم سلطنت کا مالک شخص دیکھا ہے جس کی فوجیں اسلام دشمنوں کو ہر طرف پامال کر رہی تھیں، وہ ایک انتہائی طاقتور خاندان کا فرد جلیل تھا، جسے ذوالنورین ہونے کا لازوال شرف حاصل تھا اور جس کے امتیازات کا دشمن بھی قائل تھا اور ان کے شہید ہونے کا معترف بھی تھا۔ اس نے اپنی مظلومانہ و بہیمانہ شہادت تو قبول کر لی لیکن اپنی حفاظت کی خاطر کسی نام نہاد مسلمان کے خون کا قطرہ تک بہانا گوارا نہ کیا۔ اے اللہ! اس مظلوم شہید پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرما۔ آمین!

٣٧٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ

[3704] ابواشعث صنعانی بیان کرتے ہیں کہ شام میں چند خطباء کھڑے ہوئے۔ ان میں نبی ﷺ کے کچھ ساتھی

٣٧٠٤_ أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣٦ من حديث أيوب السختياني به وله طريق آخر عند أحمد: ٥/ ٣٣، ٣٥، وابن حبان، ح: ٢١٩٥ وغيرهما، وللحديث طرق * وفي الباب عن ابن عمر [يأتي: ٣٧٠٧]، وعبدالله بن حوالة [أحمد: ٤/ ١٠٩، ١١٠]، وكعب بن عجرة [ابن ماجه، ح: ١١١].

أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ: أَنَّ خُطَبَاءَ قَامَتْ بِالشَّامِ وَفِيهِمْ رِجَالٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ آخِرُهُمْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: مُرَّةُ بْنُ كَعْبٍ، فَقَالَ: لَوْلَا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ مَا قُمْتُ، وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُّقَنَّعٌ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ: «هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى»، فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَقُلْتُ: هٰذَا؟ قَالَ: «نَعَمْ».

بھی تھے۔ ان سب کے آخر میں مرہ بن کعب نامی شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث نہ سنی ہوتی تو میں کھڑا نہ ہوتا۔ آپ نے فتنوں کا تذکرہ فرمایا اور ان کا جلد واقع ہونا بیان کیا، پھر وہاں سے کپڑے میں لپٹا ہوا ایک آدمی گزرا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''فتنے کے دنوں میں یہ ہدایت (حق) پر ہوگا'' میں کھڑا ہو کر اس کے پاس گیا تو وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے رخ آپ کی طرف کیا اور کہا: یہ؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ حَوَالَةَ وَكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر، عبداللہ بن حوالہ اور کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور ان کا طرز عمل درست تھا۔ ان پر جس قدر اعتراضات کیے جاتے تھے وہ محض تہمتیں اور الزامات تھے اور بے اصل تھے۔

(المعجم ...) بَابُ [مَنْعِ النَّبِيِّ ﷺ عُثْمَانَ أَنْ لَّا يَخْلَعَ الْقَمِيصَ الَّذِي يُقَمِّصُهُ اللهُ إِيَّاهُ] (التحفة ٦٢)

باب: ۔ نبی ﷺ کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اس قمیص کے اتارنے سے منع فرمانا جو اللہ انھیں پہنائے گا

٣٧٠٥ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنُ ابْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يَا عُثْمَانُ! إِنَّهُ لَعَلَّ اللهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصًا فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ».

[3705] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عثمان! امید ہے اللہ تجھے ایک قمیص پہنائے گا (خلافت دے گا)، اگر لوگ تجھ سے اس کے اتارنے کی خواہش کریں تو ان کی خاطر اسے نہ اتارنا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] فِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ.

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں ایک لمبا واقعہ ہے اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: قمیص سے مراد خلافت کی خلعت ہے۔ کنز العمال میں ہے، وہ قمیص جو اللہ تعالیٰ تجھے ساڑھے بارہ سال پہنائے گا وہ

٣٧٠٥ـ رواه ابن ماجه، ح: ١١٢ وصححه ابن حبان، ح: ١٩٦ .

نہ اتارنا تو مظلوم شہید ہوگا۔ مقصد یہ ہے کہ لوگ تجھے خلافت سے معزول کرنا چاہیں گے تو تم ان کی بات مان کر خلافت سے الگ نہ ہونا۔ (الكوكب الدري: 413/4، حاشیہ: 2)

(المعجم ...) [بَابٌ: ثَلَاثُ اعْتِرَاضَاتٍ اعْتَرَضَ بِهَا الْمِصْرِيُّ ...] (التحفة ٦٢)

باب: ۔مصری باشندے کے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر تین اعتراضات

٣٧٠٦- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِاللهِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ: أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوا: قُرَيْشٌ، قَالَ: فَمَنْ هٰذَا الشَّيْخُ؟ قَالُوا: ابْنُ عُمَرَ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي أَنْشُدُكَ اللهَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْبَيْتِ. أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ حَتّٰى أُبَيِّنَ لَكَ مَا سَأَلْتَ عَنْهُ، أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللهَ قَدْ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ يَوْمَ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ عِنْدَهُ أَوْ تَحْتَهُ ابْنَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَكَ أَجْرُ رَجُلٍ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمُهُ»، [وَأَمَرَهُ أَنْ يَتَخَلَّفَ عَلَيْهَا وَكَانَتْ عَلِيلَةً] وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَانَ عُثْمَانَ، بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عُثْمَانَ [إِلَى مَكَّةَ] وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى: «هٰذِهِ

[3706] سیدنا عثمان بن عبداللہ بن موہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مصری آدمی بیت اللہ کے حج کے لیے آیا۔ اس نے کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا: قریش ہیں۔ اس نے پوچھا: یہ بوڑھا شیخ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ وہ ان کے پاس آ گیا اور کہا: میں آپ سے ایک بات پوچھنے لگا ہوں، آپ مجھے بتائیں، میں آپ سے اس گھر کی حرمت کا واسطہ دے کر اللہ کے نام سے پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) اُحد کے دن بھاگ گئے تھے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ اس نے پوچھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان کے موقع پر غائب تھے، اس میں حاضر نہیں ہوئے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا آپ کے علم میں ہے کہ وہ جنگِ بدر سے غائب تھے۔ اس میں حاضر نہیں ہوئے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ تو مصری نے کہا: اللہ اکبر (میری تصدیق ہوگئی)۔ تب اس سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آؤ تاکہ میں تیرے سوال کی اصلیت و حقیقت بیان کردوں۔ رہا ان کا اُحد کے دن فرار ہونا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمایا اور معاف کردیا۔ رہا ان کا بدر کے دن غائب ہونا تو واقعہ یہ ہے کہ ان کی بیوی، رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں (جو

٣٧٠٦- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه، ح: ٣٦٩٩ من حديث أبي عوانة به.

يَدُ عُثْمَانَ» وَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهِ وَقَالَ: «هٰذِهِ لِعُثْمَانَ». قَالَ لَهُ: اذْهَبْ بِهٰذَا الْآنَ مَعَكَ.

ان دنوں سخت بیمار تھیں)، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تجھے بدر میں شرکت کرنے والے کا اجر اور اس کے برابر حصہ ملے گا'' (اس لیے تو ان کی عیادت کے لیے رک جا) [آپ نے انھیں حکم دیا کہ اس کی خاطر پیچھے رہ کیونکہ وہ بیمار تھی۔] باقی رہا ان کا بیعت رضوان سے غیر حاضر ہونا تو اگر مکے میں عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت وقوت والا کوئی ہوتا تو رسول اللہ ﷺ عثمان کی جگہ اسے بھیجتے۔ رسول اللہ ﷺ نے عثمان کو مکے بھیجا اور بیعت رضوان، عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ جانے کے بعد ہوئی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا: ''یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔'' اور اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر (بیعت کے لیے) مارا اور فرمایا: ''یہ عثمان کی طرف سے ہے۔'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مصری سے فرمایا: اب ان جوابات کو بھی اپنے ساتھ لے جا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مصری آدمی کے تین اعتراضات کے، جو وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بطور شہادت پیش کرتے تھے، ایسے معقول جوابات دیے کہ اگر ان لوگوں کی نیت درست ہوتی تو وہ ان کے اطمینان کے لیے تسلی بخش تھے لیکن ان کا مقصد تو شورش برپا کرنا تھا، اس لیے وہ نامعقول اعتراضات کرتے رہے اور انھی کے بہانے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔

(المعجم ...) بَابُ [قَوْلِهِمْ: كُنَّا نَقُولُ: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ] (التحفة ٦٣)

باب: ۔صحابہ کا قول: ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم

٣٧٠٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَيٌّ:

[3707] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں کہا کرتے تھے: ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم۔

٣٧٠٧- أخرجه البخاري، أيضًا، ح: ٣٦٩٨ من حديث عبيدالله بن عمر به.

أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث عبیداللہ بن عمر کی حدیث کی صورت میں، اس سند سے حسن صحیح غریب قرار دی گئی ہے۔ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور سند سے بھی بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک دورِ نبوت ہی میں، فضیلت و برتری کے اعتبار سے ترتیب میں سیدنا ابوبکر صدیق کا پہلا درجہ، سیدنا عمر فاروق کا دوسرا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ تیسرے نمبر پر تھا۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہی ہے۔

٣٧٠٨- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا شَاذَانُ الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ هَارُونَ [الْبُرْجُمِيِّ]، عَنْ كُلَيْبِ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِتْنَةً فَقَالَ: «يُقْتَلُ فِيهَا هٰذَا مَظْلُومًا» لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ].

[3708] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنے کا ذکر کیا اور فرمایا: ''اس فتنے میں یہ شخص مظلومانہ قتل کیا جائے گا۔'' یہ بات آپ ﷺ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمائی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ [مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

(المعجم ...) بَابُ [حَدِيثٍ غَرِيبٍ فِي امْتِنَاعِهِ ﷺ الصَّلَاةَ عَلَى رَجُلٍ أَبْغَضَ عُثْمَانَ] (التحفة ٦٥)

باب: نبی ﷺ کا ایسے آدمی کا جنازہ نہ پڑھنا جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا

٣٧٠٩- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْبَغْدَادِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ زُفَرَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ!

[3709] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی کی میت لائی گئی تا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھایا تو عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے اس سے پہلے کبھی آپ کو کسی کے جنازے کی نماز چھوڑتے نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا:

٣٧٠٨ـ أخرجه أحمد: ٢/ ١١٥ عن الأسود بن عامر به وللحديث شواهد معنوية.

٣٧٠٩ـ [ضعيف جدًا] أخرجه السهمي في تاريخ جرجان، ص: ١٠٠، رقم: ٧٧ وابن عدي: ٦/ ٢١٤٣ من حديث عثمان بن زفر به. وقال أبو حاتم: "هذا حديث منكر" (علل الحديث: ١٠٨٧) ٭ محمد بن زياد الطحان كذبوه (تقريب) وقال أحمد: "كذاب خبيث أعور، يضع الحديث".

مَا رَأَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ قَبْلَ هٰذَا؟ قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ فَأَبْغَضَهُ اللهُ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ هٰذَا هُوَ صَاحِبُ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ جِدًّا. وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ صَاحِبُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ وَيُكْنٰى أَبَا الْحَارِثِ. وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيُّ صَاحِبُ أَبِي أُمَامَةَ ثِقَةٌ يُكْنٰى أَبَا سُفْيَانَ [شَامِيٌّ].

''واقعہ یہ ہے کہ یہ عثمان سے بغض رکھتا تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔ اور یہ محمد بن زیاد، میمون بن مہران کا ساتھی ہے۔ حدیث کے سلسلے میں بہت ضعیف ہے۔ اور محمد بن زیاد سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا شاگرد بصری ہے اور ثقہ ہے۔ اس کی کنیت ابوحارث ہے۔ اور محمد بن زیاد ہانی، سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا شاگرد ہے۔ ثقہ ہے۔ اس کی کنیت ابوسفیان ہے۔ (اور یہ شامی ہے۔)

(المعجم ...) بَابٌ: [حَدِيثُ تَبْشِيرِهِ ﷺ عُثْمَانَ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ] (التحفة ٦٦)

باب: ۔ نبی ﷺ کا مصیبت سے دوچار ہونے پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دینا

٣٧١٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ حَائِطًا لِّلْأَنْصَارِ فَقَضٰى حَاجَتَهُ فَقَالَ لِي: «يَا أَبَا مُوسٰى! أَمْلِكْ عَلَيَّ الْبَابَ فَلَا يَدْخُلَنَّ عَلَيَّ أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنٍ»، فَجَاءَ رَجُلٌ فَضَرَبَ الْبَابَ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ؟ قَالَ: «ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ»، فَدَخَلَ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَضَرَبَ الْبَابَ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ، قَالَ: «افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ» فَفَتَحْتُ [الْبَابَ] وَدَخَلَ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، فَجَاءَ

[3710] سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ چلا تو آپ انصار کے ایک باغ میں داخل ہو گئے۔ آپ نے وہاں قضائے حاجت کی اور مجھ سے فرمایا: ''اے ابوموسیٰ! دروازے پر رکو اور میرے پاس کسی کو اجازت لیے بغیر آنے نہ دینا۔'' پھر ایک آدمی آیا اور اس نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: ابوبکر ہوں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ ابوبکر اجازت طلب کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اسے اجازت دے دو اور جنت کی بشارت سناؤ'' چنانچہ وہ داخل ہو گئے اور میں نے انھیں جنت کی بشارت دی۔ ایک اور آدمی آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: عمر ہوں۔ میں نے کہا: اے اللہ

٣٧١٠ - أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه، ح: ٣٦٩٥، ومسلم، فضائل الصحابة، باب فضائل عثمان بن عفان رضي الله عنه، ح: ٢٤٠٣ من حديث حماد بن زيد به * وفي الباب عن جابر [أحمد: ٣/ ٣٨٧ والحاكم: ٣/ ١٣٦] وابن عمرو [الطبراني: ١٢/ ٣٢٧، ٣٢٨، ح: ١٣٢٥٤].

رَجُلٌ آخَرُ فَضَرَبَ الْبَابَ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا عُثْمَانُ يَسْتَأْذِنُ، قَالَ: «افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيبُهُ».

کے رسول! یہ عمر اجازت طلب کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی بشارت دو۔'' میں نے دروازہ کھول دیا۔ وہ داخل ہوئے اور میں نے انھیں جنت کی بشارت سنائی، پھر ایک اور آدمی آیا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: عثمان ہوں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ عثمان اجازت مانگ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے مصیبت و آزمائش سے دوچار ہونے پر جنت کی خوش خبری سناؤ۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ. وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوعثمان نہدی سے کئی سندوں سے مروی ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا جابر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: جس طرح آپ ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو آزمائش اور مصیبت میں مبتلا ہونا پڑا اسی طرح ان تینوں حضرات کا یقینی طور پر جنتی ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جسے جھٹلانا سورج پر تھوکنا ہے۔

٣٧١١- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ [بْنِ أَبِي حَازِمٍ]: حَدَّثَنِي أَبُو سَهْلَةَ قَالَ: قَالَ لِي عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا فَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ.

[3711] سیدنا ابوسہلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محاصرے کے وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک تاکید اور تلقین فرمائی تھی، میں اس پر قائم (ثابت قدم) ہوں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ [غَرِيبٌ] لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح (غریب ہے۔) ہمارے علم میں یہ حدیث صرف اسماعیل بن ابی خالد کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: اس سے مراد خلعت خلافت سے دستبردار نہ ہونے کی تلقین و تاکید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں خلافت کی خلعت سے نوازے گا، کچھ لوگ چاہیں گے کہ تم اس منصب کو چھوڑ دو تو ان کا یہ مطالبہ قبول نہ کرنا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی وصیت کے

٣٧١١ـ[صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، فضل عثمان رضي الله عنه، ح: ١١٣ من حديث وكيع به * إسماعيل بن أبي خالد صرح بالسماع، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن حبان وغيره.

مطابق مظلومانہ شہادت قبول کر لی لیکن خلافت سے معزولی کا مطالبہ تسلیم نہ کیا۔ رضي الله عنه وأرضاه.

(المعجم ١٩) [بَابُ] مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُ يُقَالُ: وَلَهُ كُنْيَتَانِ: أَبُو تُرَابٍ وَّأَبُو الْحَسَنِ (التحفة ٦٧)

باب: 19- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل، ان کی دو کنیتیں ہیں: ابوتراب اور ابوالحسن

٣٧١٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَيْشًا وَّاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَمَضَى فِي السَّرِيَّةِ فَأَصَابَ جَارِيَةً فَأَنْكَرُوا عَلَيْهِ وَتَعَاقَدَ أَرْبَعَةٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: [إِنْ] لَّقِينَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخْبَرْنَاهُ بِمَا صَنَعَ عَلِيٌّ. وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ إِذَا رَجَعُوا مِنْ سَفَرٍ بَدَأُوا بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفُوا إِلَى رِحَالِهِمْ، فَلَمَّا قَدِمَتِ السَّرِيَّةُ سَلَّمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَامَ أَحَدُ الْأَرْبَعَةِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَمْ تَرَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ صَنَعَ كَذَا وَكَذَا. فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ثُمَّ قَامَ الثَّانِي فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ الثَّالِثُ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ الرَّابِعُ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوا فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْغَضَبُ يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ: «مَا تُرِيدُونَ مِنْ عَلِيٍّ، مَا تُرِيدُونَ مِنْ عَلِيٍّ، مَا تُرِيدُونَ مِنْ عَلِيٍّ؟ إِنَّ عَلِيًّا مِّنِّي وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ بَعْدِي».

[3712] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر (دستہ) بھیجا اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا۔ وہ دستے کے ساتھ گئے اور انھوں نے ایک لونڈی سے صحبت کی تو لوگوں نے اسے برا خیال کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے چار ساتھیوں نے باہم معاہدہ کیا کہ اگر ہماری رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو ہم آپ کو علی رضی اللہ عنہ کے اس کام سے آگاہ کریں گے۔ اور مسلمانوں کی عادت تھی کہ جب وہ سفر سے لوٹتے تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے ملتے۔ آپ کو سلام عرض کرتے، پھر اپنے گھروں کو جاتے۔ جب وہ دستہ واپس آیا تو انھوں نے نبی ﷺ کو سلام کہا اور ان چار میں سے ایک کھڑا ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو معلوم ہے علی رضی اللہ عنہ نے اس اس طرح کیا ہے۔ آپ نے اس سے بے رخی برتی، پھر دوسرا کھڑا ہوا اور اس نے بھی پہلے والی بات کہی۔ آپ نے اس سے بھی اعراض کیا، پھر آپ کے سامنے تیسرا کھڑا ہوا اور اس نے پہلے والی بات کہی۔ آپ نے اس سے بھی اعراض کیا، پھر آپ کے سامنے چوتھا کھڑا ہوا تو اس نے بھی ان والی بات کہی۔ تب رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ آپ کے چہرے پر غصہ نمایاں تھا اور فرمایا: ''تم علی سے کیا چاہتے ہو، تم علی سے کیا

٣٧١٢- أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨٤٧٤ عن قتيبة به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦٨٩٠ والحاكم على شرط مسلم: ٣/ ١١٠، ١١١.

چاہتے ہو، تم علی سے کیا چاہتے ہو؟ بلاشبہ علی (اپنی سیرت و کردار کے اعتبار سے) مجھ سے ہے اور میں (اپنے طرز عمل اور وتیرے کی رو سے) اس سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا رفیق اور ہمدم ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ بس جعفر بن سلیمان کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فوائد و مسائل: ① سیدنا علی رضی اللہ عنہ امیر لشکر تھے اور غنیمت کے خمس میں ان کا حصہ تھا۔ اس میں سے انھوں نے ایک لونڈی لے لی جس کے وہ مجاز تھے، لیکن ساتھیوں کو اس کا علم نہیں تھا۔ ② لونڈی اگر دوشیزہ ہو (غیر شادی شدہ ہو) تو اس کے استبرائے رحم کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک حیض کے ذریعے سے اس کی صورت حال سے آگاہی ضروری نہیں سمجھتے تھے یا ممکن ہے کہ یہ لونڈی اس وقت حیض سے فارغ ہوئی ہو، اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس سے صحبت کر لی۔ ③ چار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جب اس صورت حال سے آپ کو آگاہ کیا تو رسول اللہ ﷺ ان سے ناراض ہوئے کیونکہ انھوں نے اپنے خلجان و اضطراب سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو آگاہ کر کے صورت حال کی وضاحت نہ کرائی تھی۔ ظَنُّوا بِالْمُؤْمِنِينَ خَيْرًا ''مومنوں کے بارے میں اچھا گمان رکھو'' کے تحت انھیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے طرز عمل کو صحیح جگہ پر محمول کرنا چاہیے تھا اور بدظنی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ انھوں نے صورت حال کی اطلاع سب کے سامنے دی تھی، آپ ﷺ سے الگ اپنا خلجان اور اضطراب پیش نہیں کیا تھا جس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی توہین و تذلیل کا پہلو نکلتا تھا۔ ④ ''علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں'' اس میں صرف ایک نسب اور دامادی رشتے کی طرف اشارہ نہیں بلکہ اس طرف اشارہ ہے کہ ان کا رویہ اور طرز عمل میرے مشابہ ہے۔ یہی بات نبی ﷺ نے سیدنا جلیبیب، اشعری قبیلے اور بنوناجیہ کے بارے میں فرمائی تھی کہ هُمْ مِّنِّي وَ أَنَا مِنْهُمْ، هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ (تحفة الأحوذي: 145/10) ⑤ هُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ وہ ہر مومن کا دوست اور ساتھی ہے، میرے بعد اسے ساتھی اور رفیق ہی سمجھنا کیونکہ ایمان دار ایک دوسرے کے ہمدم اور رفیق ہیں۔ سورۂ مائدہ آیت: 55 میں ہے: ''تمھارا دوست صرف اللہ، اس کا رسول اور ایمان لانے والے ہیں جو نماز کا اہتمام کرتے اور زکاۃ ادا کرتے ہیں، اس حال میں کہ وہ اس کے حضور عجز و فروتنی اختیار کرنے والے ہیں۔'' اس لیے اس لفظ سے ان کی خلافت بلافصل پر استدلال بلامحل اور باطل ہے۔

٣٧١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ:

[3713] سیدنا ابوسریحہ یا زید بن ارقم رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، شعبہ کو شک ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کا دوست و

٣٧١٣- أخرجه أحمد في فضائل الصحابة: ٢/ ٥٦٩، ح: ٩٥٩ عن محمد بن جعفر به وهو حديث متواتر كما في كتب المتواترة، كتاب السيوطي، ح: ١٠٠ الكناني، ح: ٢٣٢ الزبيدي، ح: ٦٩ * حديث شعبة: رواه أحمد: ٤/ ٣٧٢ في مسنده والحديث رواه النسائي في الكبرىٰ، ح: ٨١٤٨ من حديث أبي الطفيل به مطولًا.

سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ أَوْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ - شَكَّ شُعْبَةُ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ»

حامی میں ہوں تو علی بھی اس کا دوست اور حامی ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَ[قَدْ] رَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَيْمُونٍ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَأَبُو سَرِيحَةَ هُوَ حُذَيْفَةُ بْنُ أَسِيدٍ [الْغِفَارِيُّ] صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسے شعبہ نے ابوعبداللہ میمون کے واسطے سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ ابوسریحہ سے مراد نبی ﷺ کے صحابی سیدنا حذیفہ بن اسید (غفاری رضی اللہ عنہ) ہیں۔

فوائد و مسائل: ① سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار اور رویہ وطرز عمل نبی ﷺ والا تھا، اس لیے جن لوگوں کی حمایت و نصرت آپ فرماتے تھے یقیناً سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی ان کا ساتھ دیں گے، اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کے ساتھیوں سیدنا ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی حمایت و نصرت کی۔ ② مولیٰ، دوست اور کارساز، حامی و ناصر کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ "یہ اس لیے کہ اللہ ایمان لانے والوں کا حامی و ناصر ہے (اور کافروں کا اس کے مقابلے میں کوئی حامی و ناصر نہیں۔)" (محمد 47:11) جنگ احد کے موقع پر جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا، لَنَا عُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ "ہمارے لیے عزت والی دیوی ہے جو تمھارے لیے نہیں۔" تو نبی ﷺ نے فرمایا: "تم جواب دو اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ "اللہ ہمارا مولیٰ (حامی و ناصر) ہے اور تمھارا کوئی مولیٰ (حامی) نہیں۔" (المصباح المنیر، ص: 1277) اور سورۂ بقرہ میں ہے: "تو ہی ہمارا مولیٰ (حامی و ناصر ہے) لہٰذا کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔" (آیت: 286) ③ اہل ایمان کا کارساز اللہ تعالیٰ ہے اور ان کی مشکلات کو حل کرنے والا بھی صرف اللہ ہے۔ ان معانی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مولیٰ کہنا ناجائز بلکہ شرک ہے، تاہم دوست، محب اور حمایت کرنے والا کے معنی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ تمام اہل ایمان کے مولیٰ ہیں۔ ④ اس روایت سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا استدلال درست نہیں۔ اس حدیث کا سیاق پچھلی روایت میں گزر چکا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا مقصد لوگوں کے ان خدشات کو دور کرنا تھا اور یہ بتانا تھا کہ جو شخص مجھ سے محبت اور دوستی رکھتا ہے، اسے علی رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کرنی چاہیے۔

٣٧١٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا الْمُخْتَارُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ أَبَا

[3714] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے! اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی۔ مجھے سوار کر کے دارالھجرۃ (مدینہ) لے گیا اور بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا۔ اللہ عمر

٣٧١٤ـ [ضعيف] أخرجه العقيلي: ٤/ ٢١٠، ٢١١ من حديث سهل بن حماد به * المختار بن نافع ضعيف (تقريب).

بَكْرٍ، زَوَّجَنِي ابْنَتَهُ، وَحَمَلَنِي إِلَى دَارِ الْهِجْرَةِ، وَأَعْتَقَ بِلَالًا مِّنْ مَّالِهِ. رَحِمَ اللهُ عُمَرَ يَقُولُ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا. تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهُ صَدِيقٌ. رَحِمَ اللهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيهِ الْمَلَائِكَةُ. رَحِمَ اللهُ عَلِيًّا اَللّٰهُمَّ! أَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ».

پر رحم فرمائے! وہ حق بات کہتا ہے اگرچہ کڑوی ہو۔ اسے حق نے بلا دوست بنا چھوڑا ہے۔ اللہ عثمان پر رحم فرمائے! فرشتے بھی اس سے حیا محسوس کرتے ہیں۔ اے اللہ! علی پر رحم فرما! اے اللہ! حق کو اس کے ساتھ پھیر دے جدھر بھی وہ پھرے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. [وَالْمُخْتَارُ بْنُ نَافِعٍ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ كَثِيرُ الْغَرَائِبِ. وَأَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ كُوفِيٌّ وَهُوَ ثِقَةٌ].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔ (اور مختار بن نافع ایک بصری شیخ ہے جو بہت غریب حدیثیں بیان کرتا ہے اور ابوحیان تیمی کا نام یحییٰ بن سعید بن حیان تیمی کوفی ہے اور وہ ثقہ ہے۔)

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم چاروں خلفاء کی فضیلت دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

٣٧١٥- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بِالرَّحَبَةِ فَقَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحُدَيْبِيَةِ خَرَجَ إِلَيْنَا نَاسٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ فِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَّأُنَاسٌ مِّنْ رُؤَسَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! خَرَجَ إِلَيْكَ نَاسٌ مِّنْ أَبْنَائِنَا وَإِخْوَانِنَا وَأَرِقَّائِنَا وَلَيْسَ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا خَرَجُوا فِرَارًا مِّنْ أَمْوَالِنَا وَضِيَاعِنَا فَارْدُدْهُمْ إِلَيْنَا فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ سَنُفَقِّهُهُمْ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! لَتَنْتَهُنَّ أَوْ لَيَبْعَثَنَّ اللهُ عَلَيْكُمْ مَّنْ يَّضْرِبُ رِقَابَكُمْ بِالسَّيْفِ عَلَى الدِّينِ، قَدِ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوبَهُمْ عَلَى الْإِيمَانِ»، قَالُوا: مَنْ هُوَ يَا

[3715] ربعی بن حراش رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں کوفے کے میدان میں (جہاں وہ فیصلے کے لیے بیٹھتے) بتایا: حدیبیہ کے موقع پر ہمارے پاس کچھ مشرک لوگ آئے۔ ان میں سہیل بن عمرو اور مشرکین کے کچھ سردار تھے۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس ہمارے کچھ بیٹے، بھائی اور غلام آ گئے ہیں، انھیں دین کی کچھ سوجھ بوجھ نہیں۔ وہ تو بس ہمارے مالوں اور جاگیروں سے بھاگ آئے ہیں۔ آپ، وہ ہمیں واپس کر دیں۔ اگر انھیں دین کی سمجھ نہیں تو ہم انھیں سمجھا دیں گے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "اے قریش کی جماعت! تم ان باتوں سے باز آ جاؤ یا اللہ تعالیٰ تم پر ضرور ایسے لوگ مسلط فرمائے گا جو دین کی خاطر تلوار سے تمھاری گردنیں اڑا دیں گے۔ اللہ

٣٧١٥ـ [ضعيف] أخرجه النسائي في خصائص عليّ، ح: ٣١ من حديث شريك القاضي به وهو مدلس وصرح بالسماع عند أحمد في فضائل الصحابة: ١١٠٥ والراوي عنه يحيى بن عبدالحميد الحماني مُتّهم بسرقة الحديث، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ١٠٦ ومسلم، ح: ١ ولبعض الحديث شواهد عند أبي داود، ح: ٢٧٠٠ وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢٩٨ ووافقه الذهبي.

رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ وَقَالَ عُمَرُ: مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «هُوَ خَاصِفُ النَّعْلِ» وَكَانَ أَعْطَى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَخْصِفُهَا، قَالَ: ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا عَلِيٌّ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

نے ان کے دلوں کو ایمان (کی کسوٹی) پر جانچ لیا ہے۔" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون ہے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا: وہ کون ہے؟ اے اللہ کے رسول! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ کون ہے؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: "وہ جوتی گانٹھنے والا۔" اور آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گانٹھنے کے لیے جوتا دیا تھا، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف رخ کر کے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے میری طرف جھوٹی بات منسوب کی (میرے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا) وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ رِبْعِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: یہ روایت اس سیاق اور سند سے ضعیف ہے، تاہم اس کا کچھ حصہ ابوداود میں ہے جس میں غلاموں کے بھاگ آنے کا، مشرکین کا ان کی واپسی کا مطالبہ کرنے اور نبی ﷺ کا اس سے انکار کرنے کا اور سخت قسم کے لوگوں کے مسلط ہونے کا ذکر ہے۔ علاوہ ازیں مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا... والی روایت تو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بھی ہے۔

(المعجم ٢٠) بَابُ [قَوْلِ الْأَنْصَارِ: كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ] (التحفة ٦٨)

باب: 20۔ انصار کا قول: ہم منافقوں کو ان کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے عداوت وبغض کے ذریعے سے پہچانتے تھے

٣٧١٦ [حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ إِسْرَائِيلَ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ. وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

[3716] سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔" اس حدیث میں ایک واقعہ ہے۔

٣٧١٦ـ أخرجه البخاري، الصلح، باب: كيف يكتب: هذا ما صالح فلان بن فلان ... إلخ، ح: ٢٦٩٩ عن عبيدالله بن موسى به مطولاً.

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس کا مطلب حدیث: 3712 کے فائدہ نمبر 4 میں گزر چکا ہے۔

٣٧١٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ نَحْنُ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ.

[3717] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم انصار کی جماعت منافقوں کو ان کے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بغض کے باعث پہچانتے تھے۔

هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

یہ حدیث غریب ہے۔ شعبہ نے ابوہارون عبدی پر جرح کی ہے۔ اور یہ روایت اعمش بھی ابوصالح کے واسطے سے سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ] (التحفة ٦٦)

باب: ۔منافق علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں کریں گے اور مومن ان سے بغض نہیں رکھیں گے

٣٧١٨- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبِي النَّضْرِ، عَنِ الْمُسَاوِرِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَمِعْتُهَا تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ، وَلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ».

[3718] (۱) مساور حمیری رحمہ اللہ اپنی ماں سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے انھیں یہ کہتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ”منافق علی سے محبت نہیں کرے گا اور مومن اس سے بغض نہیں رکھے گا۔“

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ [وَ] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. [وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ أَبُو نَصْرٍ الْوَرَّاقُ، وَرَوٰى عَنْهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ].

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ اور یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے مراد ابونصر وراق ہے جس سے سفیان ثوری نے روایت لی ہے۔

(المعجم ...) بَابُ [تَسْمِيَتِهِ ﷺ أَرْبَعَةً أَمَرَ بِحُبِّهِمْ وَأَنَّ اللهَ يُحِبُّهُمْ ...] (التحفة ٧٠)

باب: ۔آپ ﷺ کا، ان چار کا نام لینا جن سے آپ کو محبت کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرتا ہے

٣٧١٧- [ضعيف جدًّا] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٧٣٤ من حديث أبي هارون العبدي به وهو متروك متهم.

٣٧١٨- (ا) [ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٢ عن محمد بن فضيل به مساور الحميري: مجهول (تقريب) وثقه الترمذي ◄◄

٣٧١٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ ابْنُ بِنْتِ السُّدِّيِّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي رَبِيعَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ»، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! سَمِّهِمْ لَنَا. قَالَ: «عَلِيٌّ مِنْهُمْ» يَقُولُ ذٰلِكَ ثَلَاثًا: «وَأَبُو ذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ، وَأَمَرَنِي بِحُبِّهِمْ وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ».

[3718](ب) سیدنا ابن بریدہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے چار آدمیوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے۔“ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں ان کے نام بتایئے؟ آپ نے فرمایا: ”علی ان میں سے ہے۔“ یہ بات تین دفعہ فرمائی: ”اور ابوذر، مقداد اور سلمان۔ اور مجھے ان سے محبت کرنے کا حکم دیا اور مجھے خبر دی کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے۔“

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور ہمارے علم میں شریک کی حدیث ہی کی صورت میں آئی ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [عَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ] (التحفة ١)

باب: ۔علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں

٣٧١٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ وَلَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ».

[3719] سیدنا حُبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور میری طرف سے (نقض عہد کا پیغام) میں یا علی ہی پہنچا سکتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فائدہ: عربوں کا دستور تھا کہ اگر کوئی معاہدہ کرنا ہوتا یا عہد توڑنا ہوتا تو یہ فریضہ قبیلے کا سردار خود سرانجام دیتا یا اس کا کوئی انتہائی قریبی رشتے دار یہ کام کرتا۔ جب سورۂ براءت نازل ہوئی اور مشرکوں سے عہد توڑنے یا کچھ دیر تک برقرار رکھنے کا حکم نازل ہوا تو نبی ﷺ 9 ہجری میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنا کر روانہ کر چکے تھے اور بعد میں سورۂ براءت کا پیغام پہنچانے کے لیے عربوں کے دستور کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا لیکن امیر حج سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی رہے۔ علاوہ ازیں حدیث کے

◄◄ وحده ※ حديث علي [أخرجه مسلم كما سيأتي: ٣٧٣٦ وهو يغني عنه].

٣٧١٨- ب [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، فضل سلمان وأبي ذر والمقداد، ح: ١٤٩ عن إسماعيل بن موسى به ※ شريك القاضي عنعن وأبو ربيعة مقبول أي إن توبع ولم يتابع عليه.

٣٧١٩- أخرجه ابن ماجه، المقدمة، فضل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ح: ١١٩ عن إسماعيل بن موسى به، ورواه إسرائيل وغيره عن أبي إسحاق وصرح بالسماع.

پہلے حصے کا مطلب حدیث:3712 کے فائدہ نمبر 4 میں گزر چکا ہے۔

٣٧٢٠- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحِ ابْنِ حَيٍّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: آخَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! آخَيْتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ».

[3720] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں میں اخوت اور بھائی چارہ قائم کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ آنسو بہاتے ہوئے آئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول آپ نے اپنے ساتھیوں میں اخوت کا رشتہ قائم کیا ہے اور میرا کسی کے ساتھ اخوت کا رشتہ قائم نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے (انھیں تسلی دیتے ہوئے) فرمایا: ”تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَفِيهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَوْفَى.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس مسئلے میں سیدنا زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی روایت بھی موجود ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم مؤاخات کا قائم کرنا تاریخی طور پر ثابت ہے۔ اخوت کا یہ رشتہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں قائم کیا گیا تھا جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مکے سے ہجرت کر کے مدینے آئے۔

(المعجم ...) بَابُ [حَدِيثِ الطَّيْرِ الَّذِي دَعَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَأْكُلَ مَعَهُ أَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ] (التحفة٢)

باب: ۔ پرندے کا واقعہ جس کے بارے میں نبی ﷺ نے دعا فرمائی کہ آپ کے ساتھ وہ کھائے جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہو

٣٧٢١- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ عِيسَى بْنِ عُمَرَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ طَيْرٌ فَقَالَ: «اللّٰهُمَّ! ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِي هٰذَا الطَّيْرَ» فَجَاءَ عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ.

[3721] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک پرندہ (اس کا گوشت) تھا۔ آپ نے دعا فرمائی: ”اے اللہ! تیری مخلوق میں سے جو تجھے سب سے زیادہ عزیز ہے، اسے لا تا کہ وہ میرے ساتھ یہ پرندہ (گوشت) کھائے۔“ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے اور

٣٧٢٠- [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٣/ ١٤ من حديث علي بن قادم به وقال الذهبي: "جميع اتهم وحكيم بن جبير ضعيف" * وفي الباب عن زيد بن أبي أوفى [الطبراني: ٥/ ٢٢٠، ٢٢١، ح: ٥١٤٦].

٣٧٢١- [ضعيف] أخرجه النسائي في خصائص علي: ١٠ من حديث عيسى بن عمر القاري به * سفيان بن وكيع: ضعيف والسدى فيه لين.

انھوں نے آپ کے ساتھ کھایا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ السُّدِّيِّ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ. [وَعِيسَى بْنُ عُمَرَ هُوَ كُوفِيٌّ] وَالسُّدِّيُّ اسْمُهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَدْ أَدْرَكَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَرَأَى الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ. [وَثَّقَهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَزَائِدَةُ وَوَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور سُدی سے ہمارے علم میں بس اسی سند سے منقول ہے۔ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اور سند سے بھی مروی ہے۔ (عیسیٰ بن عمر کوفی ہے) اور سدی کا نام اسماعیل بن عبدالرحمٰن ہے۔ وہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو ملا ہے اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے۔ (اسے شعبہ، سفیان ثوری، زائدہ اور یحییٰ بن سعید القطان نے ثقہ قرار دیا ہے۔)

٣٧٢٢- حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِنْدٍ الْجَمَلِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْطَانِي وَإِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِي.

[3722] عبداللہ بن عمرو بن ہند جملی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بتایا: جب میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگتا تو آپ مجھے عنایت فرما دیتے اور جب میں خاموش رہتا تو آپ سب سے پہلے مجھے عنایت فرماتے۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [حَدِيثٌ غَرِيبٌ: أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا] (التحفة ٣)

باب: ۔ایک غریب حدیث: میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے

٣٧٢٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الرُّومِيِّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا».

[3723] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں دانش گاہ ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مُنْكَرٌ رَوٰى بَعْضُهُمْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب منکر

٣٧٢٢- [ضعيف] أخرجه النسائي في خصائص علي: ١١٩ من حديث عوف به وعبدالله بن عمرو بن هند مجهول ثم هو لم يسمع من علي رضي الله عنه.

٣٧٢٣- [ضعيف] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ١/ ٣٤٩ من حديث محمد بن عمر بن الرومي به، وله شواهد كلها ضعيفة. شريك لم يثبت تصريح سماعه، رواه عنه عبدالحميد بن بحر وكان يسرق الحديث * وفي الباب عن ابن عباس [الحاكم: ٣/ ١٢٦، ١٢٧، وابن الجوزي في الموضوعات: ١/ ٣٥٠].

هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَرِيكٍ وَّلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الثِّقَاتِ غَيْرَ شَرِيكٍ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

ہے۔ بعض راویوں نے یہ حدیث شریک سے بیان کی ہے اور اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد صنابحی کا تذکرہ نہیں کیا۔ ہمارے علم میں شریک کے سوا کسی ثقہ راوی نے اسے بیان نہیں کیا۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت آئی ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف بلکہ بقول بعض موضوع ہے۔ ② علم وحی اور شریعت کا مخزن اور گھر رسول اکرم ﷺ ہیں اور آپ کے اس علم کے پھیلاؤ اور اشاعت کے ابواب و ذرائع آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جیسا کہ آپ کا فرمان ہے: [...وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَّاللهُ يُعْطِي] دیکھیے: (صحيح البخاري، العلم، حديث: 71) یہ علم اللہ کی طرف سے ہے اور میں آگے تقسیم کرتا ہوں۔ (فتح الباري: 216/1) اور آپ نے پیالے میں بچا ہوا دودھ، خواب میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیا تھا اور اس کی تعبیر علم سے کی تھی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، العلم، حديث: 82) اور علم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں جنھیں علم قضاء میں فوقیت و برتری حاصل ہے جس طرح علم فرائض میں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو، حلال و حرام میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اور قراءت میں سیدنا اُبی رضی اللہ عنہ کو اور مجموعی اعتبار سے سب سے زیادہ روایات سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ دیکھیے: (فتح الباري: 216/1)

٣٧٢٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: أَمَا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَنْ أَسُبَّهُ لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لِعَلِيٍّ وَخَلَفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ؟ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ! تَخْلُفُنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُّوسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي». وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ: «لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللهُ

[3724] عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور کہا: تم ابوتراب پر تنقید و تبصرہ کیوں نہیں کرتے؟ تو انھوں نے جواب دیا: جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھیں، میں ان پر نقد و جرح نہیں کروں گا۔ ان میں سے کوئی ایک بات مجھے حاصل ہو جائے تو یہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا جبکہ آپ نے انھیں کسی غزوے کے موقع پر اپنا خلیفہ بنایا تھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا تھا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں (کیا مجھ سے کوئی ناراضی

٣٧٢٤- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ح: ٢٤٠٤ عن قتيبة به، وتقدم مختصرًا، ح: ٢٩٩٩.

وَرَسُولُهُ». قَالَ: فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ: «ادْعُوا لِي عَلِيًّا»، قَالَ: فَأَتَاهُ وَبِهِ رَمَدٌ فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ فَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ وَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ﴾ اَلْآيَةَ [آل عمران:٦١] دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! هٰؤُلَاءِ أَهْلِي».

ہے؟) تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تیری حیثیت و مقام میرے ساتھ وہ ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حاصل تھا مگر واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد نبوت کسی کو حاصل نہ ہو سکے گی۔'' اور میں نے خیبر کے موقع پر آپ کو یہ فرماتے سنا: ''میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔'' تو ہم نے اس کی خاطر اپنی گردنیں اونچی کیں۔ آپ نے فرمایا: ''میرے پاس علی کو بلاؤ۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے جبکہ ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی تو آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور جھنڈا ان کے حوالے کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں فتح عطا فرمائی۔ اور یہ آیت اتری: ''ہم بلاتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور تمھارے بیٹوں کو، اپنی عورتوں کو اور تمھاری عورتوں کو۔'' (آل عمران 3:61) رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: ''اے اللہ! یہ میرا اہل ہے۔''

[قَالَ أَبُوعِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب اور اس سند سے صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ تم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے اور اجتہاد پر تنقید و تبصرہ کیوں نہیں کرتے اور ہماری رائے اور فکر کی تحسین کیوں نہیں کرتے؟ نعوذ باللہ یہ مقصد نہیں کہ انھیں گالی گلوچ کیوں نہیں کرتے کیونکہ کسی صحابی سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی گلوچ کرے اور نہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کسی صحابی کو یہ کہنے کی جسارت کر سکتے تھے کہ انھیں گالی گلوچ کرو۔ ② غزوۂ تبوک کے موقع پر چونکہ سفر بہت لمبا تھا اور حالات بڑے سنگین تھے، اس لیے نبی ﷺ نے گھریلو ضروریات کے تحت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے رہنے کا حکم دیا، چونکہ اس غزوے میں سب جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم شریک تھے، اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پیچھے رہنا مناسب خیال نہ کیا تو آپ ﷺ نے انھیں اطمینان اور تسلی دلانے کے لیے فرمایا کہ کوہ طور پر جاتے وقت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ تو میری نیابت ایک شرف ہے اور ظاہر ہے اس نیابت کا تعلق آپ کی زندگی سے ہے۔ سیدنا ہارون علیہ السلام، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہی میں نائب تھے اور ان کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے تھے، اس لیے اس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر استدلال بے محل ہے اور یہ بات بھی آپ ﷺ نے ان کی کراہت دور کرنے کے لیے

فرمائی تھی۔ ③ سورۂ آل عمران کی آیت میں جس مباہلے کا ذکر ہے اس وقت آپ کی بیٹیوں میں سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی بیٹی زندہ نہ تھی۔ اس لیے باقی بیٹیوں کا تذکرہ نہیں ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [قِصَّةُ أَخْذِ عَلِيٍّ جَارِيَةً مِّنْ حِصْنٍ افْتَتَحَهُ ...] (التحفة ...)

باب: ۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قلعے کی فتح کے بعد ایک لونڈی لینا

٣٧٢٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ: حَدَّثَنَا الْأَحْوَصُ بْنُ جَوَّابٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَى أَحَدِهِمَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعَلَى الْآخَرِ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَقَالَ: إِذَا كَانَ الْقِتَالُ فَعَلِيٌّ قَالَ: فَافْتَتَحَ عَلِيٌّ حِصْنًا فَأَخَذَ مِنْهُ جَارِيَةً فَكَتَبَ مَعِي خَالِدٌ كِتَابًا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشِي بِهِ، قَالَ: فَقَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَأَ الْكِتَابَ فَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ ثُمَّ قَالَ: «مَا تَرَى فِي رَجُلٍ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ»، قَالَ: قُلْتُ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ غَضَبِ اللهِ وَمِنْ غَضَبِ رَسُولِهِ وَإِنَّمَا أَنَا رَسُولٌ، فَسَكَتَ.

[3725] سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے دو دستے بھیجے، ایک کا امیر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بنایا اور دوسرے کا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اور فرمایا: ''جب جنگ ہو تو سپہ سالار علی ہوں گے۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک قلعہ فتح کیا اور اس سے ایک لونڈی لے لی۔ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک خط دے کر نبی ﷺ کی طرف بھیجا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی چغلی کھائی (شکایت کی)۔ میں نبی ﷺ کے پاس پہنچا، آپ نے خط پڑھا تو آپ کا رنگ بدل گیا، پھر آپ نے فرمایا: ''اس آدمی کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔'' میں نے عرض کیا: میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں اللہ کی ناراضی سے اور اس کے رسول کی ناراضی سے، میں تو بس ایک پیغام رساں ہوں، چنانچہ آپ خاموش ہو گئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس اسی سند سے آئی ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [مَا انْتَجَيْتُهُ (يَعْنِي عَلِيًّا) وَلٰكِنَّ اللهَ انْتَجَاهُ] (التحفة ...)

باب: ۔میں نے علی سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے کی ہے

٣٧٢٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا

[3726] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طائف کے

٣٧٢٥- [ضعيف] تقدم: ١٧٠٤.
٣٧٢٦- [ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ١٣٢١ من حديث الأجلح به. * أبو الزبير عنعن.

مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ: لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا انْتَجَيْتُهُ وَلٰكِنَّ اللهَ انْتَجَاهُ».

موقع پر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی تو لوگوں نے کہا: آپ نے اپنے چچا زاد سے لمبی سرگوشی فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے سرگوشی کی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْأَجْلَحِ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ ابْنِ فُضَيْلٍ [أَيْضًا] عَنِ الْأَجْلَحِ. وَمَعْنٰى قَوْلِهِ: «وَلٰكِنَّ اللهَ انْتَجَاهُ». يَقُولُ: إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَنْتَجِيَ مَعَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف اجلح بیان کرتا ہے۔ اور آپ ﷺ کے فرمان: ''لیکن اس سے اللہ نے سرگوشی کی ہے'' کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے سرگوشی کرنے کا حکم دیا ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [حَدِيثٌ غَرِيبٌ: لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُجْنِبَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرُكَ] (التحفة ٦)

باب: ۔ایک غریب حدیث: میرے اور تیرے سوا کسی کے لیے اس مسجد سے جنابت کی حالت میں گزرنا جائز نہیں

٣٧٢٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ] ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: «يَا عَلِيُّ! لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُجْنِبَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرُكَ».

[3727] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے علی! میرے اور تیرے سوا کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ جنابت کی حالت میں اس مسجد سے گزرے۔''

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: قُلْتُ لِضِرَارِ بْنِ صُرَدٍ: مَا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيثِ؟ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَسْتَطْرِقُهُ جُنُبًا غَيْرِي وَغَيْرُكَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ سَمِعَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ مِنِّي هٰذَا الْحَدِيثَ وَاسْتَغْرَبَهُ.

علی بن منذر کہتے ہیں: میں نے ضرار بن صرد سے کہا: اس حدیث کے معنی کیا ہیں؟ انھوں نے کہا: میرے اور تیرے سوا جنابت کی حالت میں اسے راستہ بنانا کسی کے لیے جائز نہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس اسی سند سے آئی ہے۔ امام محمد بن اسماعیل (بخاری) رحمہ اللہ نے مجھ سے یہ

٣٧٢٧ـ[ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٦٦ من حديث علي بن المنذر به . ٭ عطية العوفي ضعيف مدلس .

حدیث سنی اور اسے غریب قرار دیا ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَصَلَّى عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ] (التحفة ...)

باب: ۔ نبی ﷺ کی بعثت سوموار کو ہوئی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز کا آغاز منگل سے کیا

٣٧٢٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَابِسٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْمُلَائِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَصَلَّى عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ.

[3728] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی بعثت سوموار کو ہوئی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے منگل کو نماز پڑھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَ]هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُسْلِمٍ الْأَعْوَرِ، وَمُسْلِمٌ الْأَعْوَرُ لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِذَاكَ الْقَوِيِّ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ حَبَّةَ، عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُ هٰذَا.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ حدیث مسلم اعور ہی بیان کرتا ہے جو محدثین کی نظر میں قوی نہیں۔ مسلم یہ حدیث حبہ کے واسطے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی بیان کرتا ہے۔

فائدہ: مذکورہ چاروں روایات (3725-3728) ضعیف ہیں، تاہم مشہور یہ ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہوئیں اور مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ بچوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔

٣٧٢٩- حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: أَخْبَرَنَا عَوْفٌ الْأَعْرَابِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِنْدٍ الْجَمَلِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْطَانِي، وَإِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِي.

[3729] سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں جب رسول اللہ ﷺ سے مانگتا تو آپ مجھے عطا کرتے اور جب میں خاموش رہتا تو آپ مجھے سب سے پہلے دیتے۔

٣٧٣٠- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ

[3730] سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تیری میرے

٣٧٢٨- [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٣/ ١١٢ من حديث علي بن عابس به، وهو ضعيف، ومسلم بن كيسان الملائي ضعيف أيضًا، انظر (تقريب) التهذيب وغيره، وله شاهد باطل عند الحاكم. * وفي الباب عن علي [أبو يعلى: ٤٤٦].

٣٧٢٩- [ضعيف] تقدم: ٣٧٢٢.

٣٧٣٠- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ح: ٢٤٠٤ من حديث سعيد بن المسيب به.

سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: «أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى [إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي]».

ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی مگر میرے بعد نبی کوئی نہیں ہو سکتا۔‘‘

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَيُسْتَغْرَبُ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ کئی سندوں سے سعید سے مرفوعاً مروی ہے۔ اور یہ حدیث یحییٰ بن سعید انصاری رحمہ اللہ کی روایت کی صورت میں غریب ہے۔

٣٧٣١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: «أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي».

[3731] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ’’تیرا میرے ساتھ مقام و مرتبہ وہی ہے جو سیدنا ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا سعد، زید بن ارقم، ابو ہریرہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔

(المعجم ...) بَابُ [أَمْرِهِ ﷺ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ] (التحفة ٨٠)

باب: ۔آپ ﷺ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا سب دروازے بند کرنے کا حکم دینا

٣٧٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بَلْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ.

[3732] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا سب دروازے بند کرنے کا حکم دیا۔

[قَالَ:]: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ عَنْ شُعْبَةَ

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

٣٧٣١- أخرجه أحمد: ٣/ ٣٣٨ من حديث شريك به، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٤٤١٦، ومسلم، ح: ٢٤٠٤ وغيرهما . * وفي الباب عن سعد [يقدم: ٣٧٣٠]، و زيد بن أرقم [الطبراني: ٥/ ٢٠٣، ح: ٥٠٩٤، ٥٠٩٥]، وأبي هريرة [لم أجده]، وأم سلمة [أبو يعلى: ٦٨٨٣، وابن حبان، ح: ٢٢٠١].

٣٧٣٢- [حسن لغيره] أخرجه النسائي في الخصائص: ٤٢ من حديث شعبة به، ورواه الحاكم من حديث أبي بلج به مطولاً: ٣/ ١٣٢-١٣٤، وصححه ووافقه الذهبي . * أبو بلج يحيى بن سليم وثقه الجمهور وهو حسن الحديث .

بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

ہمارے علم میں شعبہ سے صرف اس سند سے آئی ہے۔

فائدہ: بعض لوگوں کے گھر مسجد نبوی سے متصل تھے اور ان کے دو دروازے تھے، ایک گلی میں کھلتا تھا اور ایک مسجد میں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور نبی ﷺ کے گھر کا دروازہ صرف مسجد میں کھلتا تھا، اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ مجبوری تھی کہ وہ مسجد میں سے گزریں۔ (فتح الباري: 19/7، 20) اس لیے دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو مسجد والا دروازہ بند کرنے کا حکم دیا گیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایک وقت تک مستثنیٰ رکھا گیا اور بعد میں ان کا دروازہ بھی بند کر دیا گیا۔ مزید تفصیل حدیث: 3660 کے فوائد میں دیکھیں۔

٣٧٣٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَخِي مُوسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ هٰذَيْنِ وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

[3733] سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ”جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے محبت کی اور ان کے باپ اور ماں سے محبت کی، وہ قیامت کے دن میرے ساتھ، میرے درجے میں ہوگا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا [حَدِيثٌ] حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں جعفر بن محمد سے صرف اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم صحیح حدیث میں ہے کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ”انسان کا انجام اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ (سچی اور صحیح) عقیدت ومحبت رکھتا ہے۔“ (صحيح البخاري، الأدب، حديث: 6168)

(المعجم ...) بَابٌ: [أَوَّلُ مَنْ صَلّٰى عَلِيٌّ وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ] (التحفة ٩)

باب: سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے

٣٧٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بَلْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلّٰى عَلِيٌّ.

[3734] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

٣٧٣٣- [ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ٧٧ عن نصر بن علي به. * علي بن جعفر مستور، لم يوثقه غير الترمذي وأراد المتوكل الخليفة العباسي بضربه ألف سوط (تاريخ الخطيب: ١٣/ ٢٨٩).

٣٧٣٤- [ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٧٣ من حديث أبي بلج به، محمد بن حميد وإبراهيم المختار ضعيفان.

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بَلْجٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ حُمَيْدٍ. وَأَبُو بَلْجٍ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، وَأَسْلَمَ عَلِيٌّ وَهُوَ غُلَامٌ ابْنُ ثَمَانِ سِنِينَ، وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ خَدِيجَةُ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ شعبہ، ابوبلج سے صرف اسی سند سے بیان کرتا ہے۔ ابوبلج کا نام یحییٰ بن ابی سُلیم ہے۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس وقت مسلمان ہوئے جب وہ آٹھ برس کے بچے تھے اور عورتوں میں سب سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اسلام لائیں۔

٣٧٣٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ، قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ فَأَنْكَرَهُ وَقَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ.

[3735] سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ عمرو بن مرہ ؒ کہتے ہیں: یہ بات میں نے ابراہیم نخعی کو بتائی تو انھوں نے اس کا انکار کیا اور کہا: سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو حَمْزَةَ اسْمُهُ طَلْحَةُ بْنُ يَزِيدَ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوحمزہ کا نام طلحہ بن یزید ہے۔

فائدہ: ابوطالب کثیر العیال تھے اور قریش تنگ حالی میں مبتلا تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ سے کہا جو خوش حال تھے: ہمیں ابوطالب کا کچھ بوجھ ہلکا کرنا چاہیے، چنانچہ آپ ﷺ کی اس تجویز سے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کو اپنی کفالت میں لے لیا اور نبی ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو۔ اس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی آغوش تربیت میں آنکھ کھولی اور آپ کے سایہ عاطفت میں پروان چڑھے، اس لیے انھیں ایمان لانا ہی چاہیے تھا لیکن وہ ابھی بچے تھے۔ (تاریخ طبری: 313/2۔ مطبوعہ دار المعارف) اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سب سے پہلے مسلمان ہونے کا مطلب یہی ہے کہ بچوں میں سب سے پہلے وہ مسلمان ہوئے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ] (التحفة ٨٠)

باب: ۔ تجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور منافق ہی بغض رکھے گا

٣٧٣٦۔ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَخِي يَحْيَى بْنِ

[3736] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ، نبیٔ

٣٧٣٥۔ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨١٣٧ من حديث شعبة به.

٣٧٣٦۔ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الدليل على أن حب الأنصار وعلي رضي الله عنهم من الإيمان ... إلخ، ح: ٧٨ من

عِيسَى الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى الرَّمْلِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَقَدْ عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ - النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ - أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ. قَالَ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَا مِنَ الْقَرْنِ الَّذِينَ دَعَا لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ.

اُمی نے مجھ سے تاکیداً فرمایا تھا کہ تجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور تجھ سے منافق ہی بغض رکھے گا۔ عدی بن ثابت رحمہ اللہ (حدیث کے ایک راوی) کہتے ہیں: میں اس قرن (زمانے) کا فرد ہوں جن کے حق میں نبی ﷺ نے دعا فرمائی تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: عدی بن ثابت رحمہ اللہ تابعی ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ جسے نبی ﷺ سے محبت ہے، وہ آپ کے محبوب لوگوں سے بھی محبت کرے گا۔

٣٧٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ صُبَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ شَرَاحِيلَ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشًا فِيهِمْ عَلِيٌّ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ وَيَقُولُ: «اللّٰهُمَّ! لَا تُمِتْنِي حَتّٰى تُرِيَنِي عَلِيًّا».

[3737] سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتے سنا: ''اے اللہ! مجھے علی کو دکھانے سے پہلے فوت نہ کرنا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [غَرِيبٌ] إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (غریب) ہے۔ ہمارے علم میں بس اسی سند سے آئی ہے۔

(المعجم ٢١) [بَابُ] مَنَاقِبِ أَبِي مُحَمَّدٍ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ٨١)

باب: 21۔ سیدنا ابومحمد طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٧٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ ابْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ

[3738] سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں۔ آپ نے ایک

◄ حديث الأعمش به.

٣٧٣٧ـ [ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير، الكنى: ٢٠/٨ عن أبي عاصم به. ✽ أبو الجراح المهري مجهول (تقريب)، وأم شراحيل لا يعرف حالها (أيضًا).

٣٧٣٨ـ تقدم: ١٦٩٢.

ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَأَقْعَدَ تَحْتَهُ طَلْحَةَ، فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «أَوْجَبَ طَلْحَةُ».

چٹان پر چڑھنا چاہا لیکن چڑھ نہ سکے تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نیچے بٹھایا اور نبی ﷺ ان کے ذریعے سے چٹان پر پوری طرح چڑھ گئے۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”طلحہ نے (اپنے لیے جنت) واجب کر لی۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: اس میں سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کی صراحت ہے۔

٣٧٣٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مُوسَى [الطَّلْحِيُّ مِنْ وَلَدِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ]، عَنِ الصَّلْتِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى شَهِيدٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ».

[3739] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جسے زمین پر چلتے پھرتے شہید کو دیکھنا پسند ہو تو وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھ لے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الصَّلْتِ بْنِ دِينَارٍ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الصَّلْتِ بْنِ دِينَارٍ وَضَعَّفَهُ وَتَكَلَّمُوا فِي صَالِحِ بْنِ مُوسَى. [مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِمَا].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صلت بن دینار ہی بیان کرتا ہے۔ بعض اہل علم نے صلت بن دینار پر جرح کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے اور صالح بن موسیٰ پر بھی جرح کی ہے۔ ان دونوں کے حافظے کے سبب۔

فائدہ: سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قبیلے کے ایک جلیل القدر فرد ہیں۔ یہ ان دس خوش قسمت افراد میں شامل ہیں جنھیں رسول اللہ ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے۔ آگے حدیث: 3742 میں نبی ﷺ نے ان کی شہادت کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے، چنانچہ وہ جنگ جمل میں شہید ہوئے ہیں۔

٣٧٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ

[3740] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: میں

٣٧٣٩- [حسن بطرقه وشواهده] أخرجه ابن ماجه، ح: ١٢٥ من حديث الصلت بن دينار به، وهو متروك كما قال أحمد وغيره، وصالح بن موسى مثله، راجع للتفصيل: الصحيحة للألباني، ح: ١٢٥-١٢٦.

٣٧٤٠- [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٣/ ٣٦٤ من حديث الأشج به وقال: صحيح، فقال الذهبي: "لا" * أبوعبدالرحمن النضر »

الرَّحْمٰنِ بْنُ مَنْصُورٍ الْعَنَزِيُّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ الْيَشْكُرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: سَمِعَتْ أُذُنِي مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: «طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ».

نے اپنے کانوں سے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

٣٧٤١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَمِّهِ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: أَلَا أُبَشِّرُكَ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ».

[3741] موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انھوں نے کہا: میں تمھیں خوش خبری نہ سناؤں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''طلحہ ان لوگوں میں سے ہے جنھوں نے اپنا عہد پورا کر ڈالا۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند سے منقول ہے۔

(المعجم ...) بَابُ [تَعْيِينِهِ ﷺ طَلْحَةَ هُوَ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ] (التحفة ٨٢)

باب: ۔ نبی ﷺ کا سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں میں شامل فرمانا جنھوں نے اپنا عہد پورا کیا

٣٧٤٢- حَدَّثَنَا [أَبُو كُرَيْبٍ] مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ مُوسٰى وَعِيسَى ابْنَيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِمَا طَلْحَةَ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالُوا لِأَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ: سَلْهُ عَمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ مَنْ هُوَ؟ وَكَانُوا لَا يَجْتَرِئُونَ [هُمْ] عَلٰى مَسْأَلَتِهِ يُوَقِّرُونَهُ وَيَهَابُونَهُ. فَسَأَلَهُ الْأَعْرَابِيُّ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ

[3742] سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں نے ایک جاہل بدو سے کہا: آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھ جس نے اپنا عہد پورا کر دیا ہے کہ وہ کون ہے؟ اور آپ کے ساتھی آپ کی تکریم وتوقیر اور ہیبت کی بنا پر آپ سے اس قسم کے سوال کرنے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔ تو اس دیہاتی نے آپ سے پوچھا۔ آپ نے اس سے رخ موڑ لیا۔ اس نے آپ سے پھر پوچھا تو

◄◄ ابن منصور، وعقبة بن علقمة ضعيفان.

٣٧٤١ـ تقدم: ٣٢٠٢.

٣٧٤٢ـ تقدم: ٣٢٠٣.

فَأَعْرَضَ عَنْهُ. ثُمَّ إِنِّي اطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ فَلَمَّا رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ» ؟ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: أَنَا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: «هٰذَا مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ».

آپ نے اس سے منہ موڑ لیا۔ اس نے آپ سے پھر سوال کیا تو آپ نے اس سے اعراض کیا، پھر مسجد کے دروازے سے میں ظاہر ہوا اور میں سبز کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ جب نبی ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''کہاں ہے وہ جس نے اپنا عہد پورا کرنے والے کے بارے میں پوچھا تھا؟'' بدوی نے کہا: میں ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''یہ ان میں سے ہے جنھوں نے اپنا عہد پورا کیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي كُرَيْبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ بُكَيْرٍ. وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ كِبَارِ أَهْلِ الْحَدِيثِ عَنْ أَبِي كُرَيْبٍ هٰذَا الْحَدِيثَ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يُحَدِّثُ بِهٰذَا عَنْ أَبِي كُرَيْبٍ وَوَضَعَهُ فِي كِتَابِ الْفَوَائِدِ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف ابوکریب یونس بن بکیر سے بیان کرتا ہے۔ ابوکریب سے بہت بڑے بڑے محدثین یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ میں نے امام محمد بن اسماعیل (بخاری) ؒ کو یہ حدیث ابوکریب سے بیان کرتے سنا ہے اور انھوں نے اسے اپنی الفوائد نامی کتاب میں لکھا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں سورۂ احزاب کی آیت: 23 کی طرف اشارہ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''مومنوں میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا، اسے سچ کر دکھایا۔ ان میں سے بعض تو اپنی ذمے داری (عہد و نذر) پوری کر چکے ہیں اور بعض اس کے انتظار میں ہیں۔''

(المعجم ٢٢) بَابُ مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (التحفة ٨٣)

باب: 22۔ سیدنا زبیر بن عوام ؓ کے فضائل

٣٧٤٣- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: جَمَعَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ: «بِأَبِي وَأُمِّي».

[3743] سیدنا زبیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قریظہ کے دن میرے لیے اپنے والدین کو جمع کرتے ہوئے فرمایا: ''میرا باپ اور میری ماں تجھ پر نثار۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٧٤٣- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب الزبير بن العوام رضي الله عنه، ح: ٣٧٢٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل طلحة والزبير رضي الله تعالى عنهما، ح: ٢٤١٦ من حديث هشام به.

فائدہ: سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد تھے۔ غزوۂ احزاب کے موقع پر آپ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو بنوقریظہ کے حالات کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا تھا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مدد و نصرت کے عہد و پیمان پر قائم ہیں یا بدعہدی کرتے ہوئے دشمن کے ساتھ مل گئے ہیں۔ اور آپ ﷺ نے انھیں اپنا حواری ہونے کا خطاب بھی اسی موقع پر دیا تھا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، حديث: 3719)

(المعجم ٢٣) بَابٌ: [إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا ...] (التحفة ٨٣)

باب: 23۔ ہر نبی کا مخلص مددگار (حواری) ہوتا ہے

٣٧٤٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ».

[3744] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک ہر نبی کے لیے مخلص حواری (مددگار) ہوتا تھا اور بلاشبہ میرا مخلص حمایتی زبیر ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيُقَالُ الْحَوَارِيُّ هُوَ النَّاصِرُ. [سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: الْحَوَارِيُّ هُوَ النَّاصِرُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور حواری حمایتی و مددگار کو کہتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کا قول ہے: حواری، ناصر و مددگار ہوتا ہے۔

(المعجم ٢٤) بَابٌ [قَوْلِهِ ﷺ كَالَّذِي قَبْلَهُ مَعَ قِصَّةٍ فِيهِ] (التحفة ٨٥)

باب: 24۔ حواری کہنے کا پس منظر

٣٧٤٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَ[إِنَّ] حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ [بْنُ الْعَوَّامِ]» - وَزَادَ أَبُو نُعَيْمٍ فِيهِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ - قَالَ: «مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟» قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، قَالَهَا ثَلَاثًا. قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا.

[3745] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”بے شک ہر نبی کا مخلص مددگار ہوتا تھا اور بلاشبہ میرا مخلص مددگار زبیر بن عوام ہے۔“ ابونعیم رحمہ اللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا: جنگِ احزاب کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”قوم، یعنی بنو قریظہ کے حالات کا جائزہ ہمارے پاس کون لائے گا؟“ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا اور

٣٧٤٤- أخرجه أحمد: ١/ ٨٩ عن معاوية بن عمرو به، وصححه الحاكم: ٣/ ٣٦٧، ووافقه الذهبي.

٣٧٤٥- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل الطليعة، ح: ٢٨٤٦ عن أبي نعيم الفضل بن دكين، ومسلم، ح: ٢٤١٥ من حديث سفيان الثوري به.

ہر دفعہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [مَا مِنِّي عُضْوٌ إِلَّا وَقَدْ جُرِحَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ] (التحفة ٨٦)

باب: ۔ میرا ہر عضو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زخمی ہو چکا ہے

٣٧٤٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ صَخْرِ بْنِ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَوْصَى الزُّبَيْرُ إِلَى ابْنِهِ عَبْدِ اللهِ صَبِيحَةَ الْجَمَلِ فَقَالَ: مَا مِنِّي عُضْوٌ إِلَّا وَقَدْ جُرِحَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتّٰى انْتَهٰى ذَاكَ إِلٰى فَرْجِهِ.

[3746] ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ جمل کی صبح سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: میرا ہر عضو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زخمی ہو چکا ہے، حتیٰ کہ اپنی شرم گاہ کے بارے میں بھی یہی بات کہی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حماد بن زید کی یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: عربی میں جمل اونٹ کو کہتے ہیں۔ جنگِ جمل میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں اور ان کے ساتھی اس کے گرد گھیرا ڈال کر، ان کا دفاع کر رہے تھے، اس لیے اس کا نام جنگ جمل پڑا۔ یہ جنگ جمادی الاخریٰ 36 ہجری میں بصرہ میں ہوئی۔ ایک طرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری طرف سیدنا طلحہ، زبیر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم تھے۔ اس باہمی جنگ کی وجہ قاتلینِ عثمان سے قصاص لینے کے بارے میں ان کا آپس کا اختلاف تھا جو شر پسند عناصر کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے باہم خوں ریز تصادم تک پہنچ گیا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: حافظ صلاح الدین یوسف صاحب رحمہ اللہ کی محققانہ تالیف ''خلافت و ملوکیت کی تاریخی و شرعی حیثیت''۔

(المعجم ٢٥) [بَابُ] مَنَاقِبِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفِ بْنِ عَبْدِ عَوْفٍ الزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ٨٨)

باب: 24۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف زہری رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٧٤٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

[3747] سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر جنتی ہے۔ عمر جنتی ہے۔

٣٧٤٦ـ [رجاله ثقات] * هشام بن عروة لم يدرك الزبير، واستظهر المزي في تحفة الأشراف: ٣/ ١٨٠ بأنه رواه عن عبدالله بن الزبير عن الزبير به، وإن صح هذا فالسند صحيح.

٣٧٤٧ـ أخرجه أحمد: ١/ ١٩٣، والنسائي في الكبرى، ح: ٨١٩٤ عن قتيبة به، وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦٩٦٣.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبُوبَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ ابْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ».

عثمان جنتی ہے۔ علی جنتی ہے۔ طلحہ جنتی ہے۔ زبیر جنتی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہے۔ سعد بن ابی وقاص جنتی ہے۔ سعید بن زید جنتی ہے اور ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہے۔'' ...... رضی اللہ عنہم ......

أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ قِرَاءَةً، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا، وَهٰذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ.

امام صاحب ایک دوسرے استاد سے اس کے ہم معنی روایت، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بجائے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ ایک اور استاد کی سند سے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مرفوعاً بیان کرتے ہیں۔ اور اس حدیث کو زیادہ صحیح قرار دیتے ہیں۔

فائدہ: نبی ﷺ نے ان دس حضرات کے بارے میں ایک ہی مجلس میں جنتی ہونے کی بشارت دی، اس لیے انھیں عشرۂ مبشرہ کا نام ملا۔ اور آپ نے بعض اور حضرات کے بارے میں بھی مختلف مجالس میں جنتی ہونے کی بشارت دی ہے، وہ اس کے منافی نہیں ہے۔

٣٧٤٨- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مِسْمَارٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عُمَرَ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ حَدَّثَهُ فِي نَفَرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَشَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ وَعُثْمَانُ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ» قَالَ: فَعَدَّ هٰؤُلَاءِ التِّسْعَةَ وَسَكَتَ عَنِ الْعَاشِرِ. فَقَالَ الْقَوْمُ: نَنْشُدُكَ اللهَ يَا أَبَا الْأَعْوَرِ! مَنِ الْعَاشِرُ؟ قَالَ: نَشَدْتُمُونِي

[3748] عبدالرحمٰن بن حُمید اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے ایک گروہ میں یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دس لوگ جنتی ہیں: ابوبکر جنتی ہے۔ عمر جنتی ہے۔ علی، عثمان، زبیر، طلحہ، عبدالرحمٰن، ابوعبیدہ اور سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں۔'' انھوں نے یہ نو افراد گنے اور دسویں سے چپ رہے تو لوگوں نے کہا: اے ابو اعور! ہم تمھیں اللہ کا واسطہ دیتے ہیں، بتاؤ دسواں کون ہے؟ سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے مجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھ لیا ہے تو (سنو) ابواعور جنتی ہے۔

٣٧٤٨- [صحيح لغيره] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨١٩٥ من حديث محمد بن إسماعيل بن أبي فديك به، وللحديث طرق كثيرة عن سعيد رضي الله عنه.

بِاللهِ. أَبُو الْأَعْوَرِ فِي الْجَنَّةِ.

قَالَ [أَبُو عِيسَى: أَبُو الْأَعْوَرِ] هُوَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: هُوَ أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو اعور سے مراد سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور امام محمد (بخاری) رحمہ اللہ سے میں نے سنا ہے کہ یہ حدیث پہلی سے زیادہ صحیح ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [حِكَايَةُ وَصِيَّةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِحَدِيقَةٍ لِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ ...] (التحفة ٨٨)

باب: ۔سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا امہات المومنین کے لیے ایک باغ کی وصیت کرنا

٣٧٤٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ صَخْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «إِنَّ أَمْرَكُنَّ لَمِمَّا يُهِمُّنِي بَعْدِي، وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُونَ» قَالَ: ثُمَّ تَقُولُ عَائِشَةُ: فَسَقَى اللهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ - تُرِيدُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ - وَقَدْ كَانَ وَصَلَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَالٍ بِيعَتْ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا.

[3749] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اپنے بعد (وفات کے بعد) مجھے تمھارے معاملے کی فکر رہتی ہے اور تمھارے حقوق کی ادائیگی پر، صبر کرنے والے ہی صبر کریں گے (ثابت قدم رہیں گے)۔'' پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں: تیرے باپ کو (اے ابوسلمہ!) اللہ سلسبیل سے سیراب فرمائے۔ ان کی مراد عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔ انھوں نے نبی ﷺ کی بیویوں کو اتنا مال (باغ) عطا کیا تھا جو چالیس ہزار میں بیچا گیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ کی وفات کے بعد چونکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ کے ترکے کی وارث نہیں بن سکتی تھیں، اس لیے آپ نے فرمایا: مجھے اپنی وفات کے بعد تمھاری فکر دامن گیر رہتی ہے کہ بعد کے لوگ تمھارے ساتھ کیا سلوک کریں گے، تمھارے حقوق اور نان ونفقہ اور احترام کا کس قدر لحاظ رکھیں گے تو سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے لیے ایک باغ کی وصیت کی جس کی قیمت چالیس ہزار دینار یا چار لاکھ درہم تھی۔

٣٧٥٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ الْبَصْرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا

[3750] ابوسلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین کے لیے ایک باغ کی

٣٧٤٩- أخرجه أحمد: ٦/ ٧٧ من حديث بكر بن مضر به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٢١٦، والحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ٣١٢، وقال الذهبي: "صخر صدوق، ولم يخرجا له".

٣٧٥٠- أخرجه الحاكم: ٣/ ٣١١، ٣١٢ من حديث قريش به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ أَوْصَى بِحَدِيقَةٍ لِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِيعَتْ بِأَرْبَعِمِائَةِ أَلْفٍ.

وصیت کی جسے چار لاکھ میں فروخت کیا گیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(المعجم ٢٦) [بَابُ] مَنَاقِبِ أَبِي إِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاسْمُ أَبِي وَقَّاصٍ مَالِكُ بْنُ وُهَيْبٍ (التحفة ٨٩)

باب:26۔ سیدنا ابواسحاق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ابووقاص کا نام مالک بن وُہیب ہے

٣٧٥١- حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُذْرِيُّ [بَصْرِيٌّ]: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ [بْنِ أَبِي حَازِمٍ]، عَنْ سَعْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إِذَا دَعَاكَ».

[3751] سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! سعد جب تجھ سے دعا کرے، اسے قبول فرمانا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إِذَا دَعَاكَ». وَهٰذَا أَصَحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قیس، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے واسطے کے بغیر روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! سعد جب تجھ سے مانگے، اس کی درخواست قبول فرمانا۔'' اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: نبیٔ اکرم ﷺ نے یہ دعا جنگ بدر کے موقع پر کی تھی، اس لیے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [مُفَاخَرَتُهُ ﷺ بِسَعْدٍ ...] (التحفة ٩٠)

باب:۔ نبی ﷺ کا سیدنا سعد رضی اللہ عنہ پر فخر کرنا

٣٧٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ [الشَّعْبِيِّ]، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ

[3752] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ میرے ماموں ہیں، کوئی شخص مجھے (ان جیسا) اپنا ماموں تو

٣٧٥١- أخرجه الحاكم: ٣/ ٤٩٩ من حديث جعفر بن عون به، وصححه ووافقه الذهبي، وصححه ابن حبان، ح: ٢٢١٥، وللحديث شواهد.

٣٧٥٢- [ضعيف] أخرجه ابن سعد: ٣/ ١٣٧ من حديث أبي أسامة به * مجالد ضعيف وأخرجه الحاكم (٣/ ٤٩٨) من طريق علي بن سعيد الكندي عن أبي أسامة عن إسماعيل بن أبي خالد عن الشعبي و لكن خالف فيه علي بن سعيد أبا كريب وأبا سعيد الأشج وهما ثقتان.

ﷺ: «هٰذَا خَالِي فَلْيُرِنِي امْرُؤٌ خَالَهُ».

دکھائے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُجَالِدٍ، وَكَانَ سَعْدٌ [بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ] مِّنْ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَتْ أُمُّ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ، لِذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هٰذَا خَالِي».

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہمارے علم میں یہ حدیث صرف مجالد بیان کرتا ہے۔ اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بنو زہرہ سے تعلق رکھتے تھے اور نبی ﷺ کی والدہ ماجدہ بھی بنو زہرہ سے تھیں، اسی خاندانی نسبت کی بنا پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ میرے ماموں ہیں۔''

(المعجم ...) بَابٌ: [ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي] (التحفة ٩١)

باب: ۔ تیر پھینکو، تم پر میرا باپ اور میری ماں قربان!

٣٧٥٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعَا سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: قَالَ عَلِيٌّ: مَا جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَاهُ وَأُمَّهُ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدٍ، قَالَ لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ: «ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي»، وَقَالَ لَهُ: «ارْمِ أَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ».

[3753] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے باپ اور ماں کو کسی کے لیے جمع نہیں فرمایا سوائے سعد رضی اللہ عنہ کے۔ آپ نے ان سے اُحد کے دن فرمایا: ''تیر پھینکو، تم پر میرا باپ اور میری ماں قربان!'' اور آپ نے ان سے فرمایا: ''تیر پھینک، اے طاقتور نوجوان!''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اور یہ حدیث کئی راویوں نے سعید بن مسیب کے واسطے سے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔

لغوی تشریح: حَزَوَّر: طاقت ور لڑکا۔

فائدہ: جنگ اُحد کے دن یہ بات نبی ﷺ نے صرف سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمائی تھی، جس طرح جنگ خندق کے دن سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمائی تھی۔ آپ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات اس وقت فرمائی جب غزوۂ اُحد کے موقع پر آپ کے گرد خون ریز معرکہ بپا تھا اور آخر میں آپ کے ساتھ صرف دو قریشی جانباز سیدنا سعد اور سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہما رہ گئے تھے اور یہ دونوں عرب کے ماہر ترین تیر انداز تھے۔ آپ نے اپنے ترکش کے سارے تیر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے سامنے بکھیر دیے اور فرمایا: ''چلاؤ، تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں!'' (صحيح البخاري، المغازي، حديث: 4055) سنداً یہ روایت ضعیف ہے، تاہم معناً صحیح ہے۔ اگلی روایات اس کی مؤید ہیں۔

٣٧٥٣- [ضعيف] تقدم: ٢٧٢٨، وحديث سعد [يأتي بعده: ٣٧٥٤].

٣٧٥٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ.

[3754] سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن مجھ پر اپنے ماں باپ قربان (فدا) کیے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث ایک اور سند سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی آئی ہے۔

٣٧٥٥- حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْدِي أَحَدًا بِأَبَوَيْهِ إِلَّا لِسَعْدٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ يَقُولُ: «ارْمِ سَعْدُ! فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي».

[3755] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے سوا کسی پر اپنے ماں باپ قربان کرتے نہیں سنا۔ میں نے آپ سے احد کے دن سنا، آپ فرما رہے تھے: ''تیر چلاؤ، اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) صحیح ہے۔

(المعجم ...) بَابُ [مُصَادَفَةِ سَعْدٍ تَمَنِّيَهِ ﷺ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ] (التحفة ٩٢)

باب: سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کی آرزو: ''اے کاش! کوئی صالح آدمی آج رات میری حفاظت کرے'' کو اتفاقی طور پر پالینا

٣٧٥٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَهِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ لَيْلَةً

[3756] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ آنے کے موقع پر ایک رات بیدار رہے تو فرمایا: ''اے کاش! کوئی نیک (باصلاحیت) آدمی آج رات میری

٣٧٥٤- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة أحد، ح: ٤٠٥٧، ومسلم، فضائل الصحابة، باب فضل سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، ح: ٢٤١٢ عن قتيبة به.

٣٧٥٥- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب المجن ومن يترس بترس صاحبه، ح: ٢٩٠٥ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، ح: ٢٤١١ من حديث سعد بن إبراهيم به.

٣٧٥٦- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: في فضل سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، ح: ٢٤١٠ عن قتيبة، والبخاري، ح: ٢٨٨٥ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

فَقَالَ: «لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ»، قَالَتْ: فَبَيْنَمَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ سَمِعْنَا خَشْخَشَةَ السِّلَاحِ، فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا؟» فَقَالَ: سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا جَاءَ بِكَ؟» فَقَالَ سَعْدٌ: وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجِئْتُ أَحْرُسُهُ. فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ نَامَ.

حفاظت کرے۔'' اسی دوران میں ہم نے ناگہاں ہتھیاروں کی جھنکار سنی تو آپ نے فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' اس نے کہا: سعد بن ابی وقاص ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''کس مقصد کے لیے آئے ہو؟'' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خوف پیدا ہوا تو میں آپ کی حفاظت کے لیے آ گیا، چنانچہ آپ نے ان کے حق میں دعا فرمائی، پھر سو گئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ظاہری اسباب و وسائل اپنانا اور دشمن سے چوکنا اور ہوشیار رہنا، اپنے امیر کی حفاظت کرنا ایک پسندیدہ عمل ہے اور توکل کے منافی نہیں۔ اور امیر کی حفاظت اپنے جذبے اور شوق سے کرنی چاہیے۔

(المعجم ٢٧) [بَابُ] مَنَاقِبِ أَبِي الْأَعْوَرِ وَاسْمُهُ: سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ٩٢)

باب: 27۔ سیدنا ابواعور کے فضائل اور ان کا نام سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ ہے

٣٧٥٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أَنَّهُ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ آثَمْ. قِيلَ: وَكَيْفَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِحِرَاءَ فَقَالَ: «اثْبُتْ حِرَاءُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ»، قِيلَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، قِيلَ: فَمَنِ الْعَاشِرُ؟ قَالَ: أَنَا.

[3757] سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نو صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں جنتی ہونے کی شہادت دیتا ہوں اور اگر میں دسویں کے بارے میں یہ شہادت دوں تو گناہ گار نہیں ہوں گا۔ ان سے پوچھا گیا: اس کی صورت کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حراء (پہاڑ) پر تھے تو آپ نے فرمایا: ''حراء! ٹھہر جا کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا کوئی نہیں۔'' ان سے پوچھا گیا: وہ کون تھے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن بن عوف۔ پوچھا گیا: تو دسواں کون ہے؟ کہا: میں۔...... رضی اللہ عنہم......

٣٧٥٧- أخرجه أبو داود، السنة، باب: في الخلفاء، ح: ٤٦٤٨، وابن ماجه، ح: ١٣٤ من حديث حصين به، وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦٩٥٧.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کئی سندوں سے آئی ہے۔ امام صاحب ایک اور سند سے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

(المعجم ...) [بَابُ] مَنَاقِبِ أَبِي عُبَيْدَةَ عَامِرِ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ٩٣)

باب: ۔سیدنا ابوعبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل

(١) ـ٣٧٥٧ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَا: ابْعَثْ مَعَنَا أَمِينَكَ، قَالَ: «فَإِنِّي سَأَبْعَثُ مَعَكُمْ أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ»، فَأَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ. قَالَ: وَكَانَ أَبُو إِسْحَاقَ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ صِلَةَ قَالَ: سَمِعْتُهُ مُنْذُ سِتِّينَ سَنَةً. هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[3757/1] سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عاقب اور سید، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: آپ ہمارے ساتھ اپنا امین (قابل اعتماد) بھیجیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں یقیناً تمھارے ساتھ واقعی امین آدمی بھیجوں گا۔'' لوگوں نے اس کی آرزو کی تو آپ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ ابواسحاق جب یہ روایت (اپنے استاد) صلہ سے بیان کرتے تو کہتے: مجھے ان سے سنے ہوئے ساٹھ سال ہو گئے ہیں۔

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ».

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سیدنا ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔'' رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: عاقب اور سید یہ دونوں بھائی نجران سے آنے والے عیسائی وفد کے سردار تھے۔ نبی ﷺ نے انھیں مباہلے کی دعوت دی تو یہ ڈر گئے اور جزیہ دے کر آپ سے صلح کر لی۔

(٢) ـ٣٧٥٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

[3757/2] سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (میرے

٣٧٥٧(١) ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل أبي عبيدة بن الجراح رضي الله عنه، ح: ٢٤٢٠ من حديث سفيان الثوري، والبخاري، ح: ٣٧٤٥ من حديث أبي إسحاق به، وصرح بالسماع، وحديث ابن عمر: رواه الحاكم: ٣/ ٥٣٥، وحديث أنس: أخرجه البخاري، ح: ٣٧٤٤، ٤٣٨٣، ٧٢٥٥، ومسلم، ح: ٢٤١٩.

٣٧٥٧(٢) ـ [ضعيف] قول حذيفة: "قلب صلة بن زفر من ذهب" سنده ضعيف للانقطاع.

سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ: قَلْبُ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ مِنْ ذَهَبٍ.

شاگرد) صلہ کا دل سونے کا ہے، یعنی انتہائی روشن اور اعلیٰ ہے جس میں اخلاص ہے۔

(٣) ـ٣٧٥٧ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَيُّ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ؟ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ عُمَرُ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ فَسَكَتَتْ.

[3757/3] عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی ﷺ کو اپنے ساتھیوں میں سے سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ انھوں نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے پوچھا: پھر کون؟ انھوں نے جواب دیا: پھر عمر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ انھوں نے کہا: پھر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ تو وہ خاموش رہیں۔

(٤) ـ٣٧٥٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ».

[3757/4] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر، بہت خوب آدمی ہے۔ عمر بہت اچھا آدمی ہے۔ ابوعبیدہ بن جراح بہت اچھا آدمی ہے۔''

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلٍ.

یہ حدیث حسن ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف سہیل ہی بیان کرتا ہے۔

(المعجم ٢٨) بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي الْفَضْلِ عَمِّ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ٩٥)

باب: 28۔ سیدنا ابوالفضل، نبیٔ اکرم ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٧٥٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بْنُ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ

[3758] سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں غصے کی حالت میں آئے،

٣٧٥٧(٣)ـ تقدم، حديث: ٣٦٥٧.

٣٧٥٧(٤)ـ [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٢/ ٤١٩ عن قتيبة به وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٣/ ١٣٣، ٢٦٨ ووافقه الذهبي ويأتي: ٣٧٩٥ وعند الحاكم والنسائي في الكبرى، ح: ٨٢٣٠ "عبدالعزيز بن أبي حازم".

٣٧٥٨ـ [ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨١٧٦ عن قتيبة وأحمد: ١/ ٢٠٧ من حديث يزيد به وهو ضعيف مدلس تقدم مرارًا.

الْمُطَّلِبِ أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مُغْضَبًا وَّأَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ: «مَا أَغْضَبَكَ» ؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ إِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوهٍ مُّبْشَرَةٍ ؟ وَّإِذَا لَقُونَا لَقُونَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ، قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتَّى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ»، ثُمَّ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ آذَى عَمِّي فَقَدْ آذَانِي فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ».

میں بھی آپ کے پاس تھا۔ آپ نے پوچھا: ''آپ غصے میں کیوں ہیں؟'' انھوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے قریش کا کیا بگاڑا ہے، جب وہ آپس میں ملتے ہیں تو خندہ روئی سے ملتے ہیں اور جب ہمیں ملتے ہیں تو اور چہرے سے ملتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ غصے میں آ گئے حتی کہ آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا، پھر آپ نے فرمایا: ''کسی انسان کے دل میں ایمان سرایت نہیں کر سکتا، جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول کی خاطر تم سے محبت نہ کرے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! جس نے میرے چچا کو اذیت پہنچائی، اس نے مجھے اذیت پہنچائی کیونکہ انسان کا چچا اس کے باپ کی مثل ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: صِنو: کھجور کے درخت کی جڑ سے نکلنے والی ہر شاخ صِنو کہلاتی ہے، اس لیے سگے بھائی، بیٹے اور چچا کو صنو کہہ دیا جاتا ہے۔ مُبْشَرَة: خوش خوش، کھلی پیشانی سے۔

فائدہ: جب انسان کسی سے محبت و عقیدت رکھتا ہے تو اس کے متعلقین اور لواحقین کا بھی احترام و تکریم کرتا ہے، اس لیے کامل ایمان کا تقاضا ہے کہ نبی ﷺ کے مسلمان عزیز و اقارب سے ان کی آپ سے نسبت کے مطابق ان سے محبت، پیار اور عزت و توقیر کی جائے۔ نوٹ: یہ روایت ضعیف ہے، البتہ اس کا آخری ٹکڑا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ ''انسان کا چچا اس کے باپ کی مثل ہے'' صحیح ہے، جیسا کہ آگے حدیث 3760 اور 3761 میں ہے۔

(المعجم ...) [بَابٌ: اَلْعَبَّاسُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ]
(التحفة ٩٦)

باب: ۔عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں

٣٧٥٩- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

[3759] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عباس مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔''

٣٧٥٩ـ [ضعيف] أخرجه النسائي في الصغرى، ح: ٤٧٧٩ والكبرى، ح: ٨١٧٣ من حديث عبيدالله بن موسى به وصححه الحاكم: ٣/ ٣٢٥، ٣٢٩ ووافقه الذهبي وخالفه في سير أعلام النبلاء: ٢/ ٩٩ وهو الصواب * عبد الأعلى الثعلبي ضعيف مشهور.

اللهِ ﷺ: «اَلْعَبَّاسُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ».

قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس اسرائیل کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [اَلْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ] (التحفة ٩٤)

باب: ۔سیدنا عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں اور انسان کا چچا اس کے باپ کی مثل ہے

٣٧٦٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعُمَرَ فِي الْعَبَّاسِ: «إِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ» وَكَانَ عُمَرُ كَلَّمَهُ فِي صَدَقَتِهِ.

[3760] سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''بلاشبہ انسان کا چچا اس کے باپ کی مثل ہے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عباس رضی اللہ عنہ کی زکاۃ کے بارے میں گفتگو کی تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو صدقے کی وصولی کے لیے مقرر فرمایا تھا تو انھوں نے واپس آ کر بتایا کہ سیدنا خالد، سیدنا عباس اور ابن جمیل نے صدقے کی ادائیگی نہیں کی۔ تب آپ نے فرمایا: ''وہ میرے ذمے ہے اور اتنا اور بھی کیونکہ انسان کا چچا، اس کے باپ کی مثل ہے۔'' (صحیح مسلم، الزکاۃ، حدیث: 2277(983))

(المعجم ...) بَابٌ: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهِ ...] (التحفة ٩٨)

باب: ۔اے اللہ! عباس اور اس کی اولاد کو بخش دے

٣٧٦١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ أَوْ مِنْ

[3761] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عباس، رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں اور انسان کا چچا باپ کی مثل ہے یا باپ کی اصل اور جڑ سے ہے۔''

٣٧٦٠- [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ١/ ٩٤ عن وهب بن جرير به.

٣٧٦١- أخرجه مسلم، الزكاة، باب: في تقديم الزكاة ومنعها، ح: ٩٨٣ من حديث ورقاء به.

صِنوُ أَبِيهِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس ابوزناد سے اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا تعلق اوپر والے باب سے ہے اور دارالفکر کے نسخے میں یہ حدیث نہیں ہے۔

٣٧٦٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: «إِذَا كَانَ غَدَاةَ الْإِثْنَيْنِ فَأْتِنِي أَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتّٰى أَدْعُوَ لَهُمْ بِدَعْوَةٍ يَنْفَعُكَ اللهُ بِهَا وَوَلَدَكَ»، فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهُ فَأَلْبَسَنَا كِسَاءً ثُمَّ قَالَ: «اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهِ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا، اللّٰهُمَّ! احْفَظْهُ فِي وَلَدِهِ».

[3762] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”جب سوموار کی صبح آجائے تو میرے پاس تم اور تمھاری اولاد آئے تاکہ میں ان کے حق میں ایسی دعا کروں جس سے اللہ تعالیٰ تمھیں اور تمھاری اولاد کو نفع پہنچائے۔“ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور ہم ان کے ساتھ گئے تو آپ نے ہم پر چادر ڈالی، پھر فرمایا: ”اے اللہ! عباس اور ان کی اولاد کے ظاہری اور باطنی گناہوں کی ایسی بخشش فرما جو کوئی گناہ نہ چھوڑے۔ اے اللہ! ان کی، ان کی اولاد میں حفاظت فرما!“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس اسی سند سے آئی ہے۔

(المعجم ٢٩) [بَابُ] مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخِي عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا (التحفة ٩٩)

باب: 29۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بھائی سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٧٦٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَأَيْتُ جَعْفَرًا

[3763] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہوا دیکھا۔“

٣٧٦٢ـ [ضعيف] أخرجه الخطيب: ١١/ ٢٤١ من حديث عبدالوهاب بن عطاء به وعنعن وقال ابن معين: "هذا موضوع وعبدالوهاب لم يقل فيه: حدثنا ثور ولعله دلس فيه وهو ثقة" وانظر هداية الرواة، ح: ٦١٠٧.

٣٧٦٣ـ [صحيح بطرقه وشواهده] أخرجه الحاكم: ٣/ ٢٠٩ من حديث عبدالله بن جعفر بن نجيح المديني به وصححه فقال الذهبي: "المديني واهٍ" وتابعه نصر بن حاجب عند ابن حبان (الإحسان): ٧٠٠٧ وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٣٧٠٨ والحاكم: ٣/ ٢١٢ وغيرهما * وفي الباب عن ابن عباس [الحاكم: ٣/ ٢٠٩].

يَطِيرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، وَقَدْ ضَعَّفَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ جَعْفَرٍ وَهُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے بس عبداللہ بن جعفر بیان کرتا ہے۔ یحییٰ بن معین اور دوسرے محدثین نے عبداللہ بن جعفر کو ضعیف قرار دیا ہے اور یہ علی بن مدینی کا باپ ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث آئی ہے۔

فائدہ: جنگ موتہ 8 ہجری میں سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے دونوں بازو کٹ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کے دونوں بازوؤں کے عوض جنت میں دو بازو عطا فرمائے جن کے ذریعے سے وہ جنت میں اڑتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ اسی لیے انھیں جعفر طیار اور جعفر ذوالجناحین (دو بازوؤں والا) کا نام دیا جاتا ہے۔

(المعجم ...) بَابُ [قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ: مَا احْتَذَى النِّعَالَ ... بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ جَعْفَرٍ ...] (التحفة ١٠٠)

باب: ۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول: رسول اللہ ﷺ کے بعد سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے بہتر شخص نے جوتا نہیں پہنا

٣٧٦٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا احْتَذَى النِّعَالَ وَلَا انْتَعَلَ، وَلَا رَكِبَ الْمَطَايَا، وَلَا رَكِبَ الْكُورَ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ جَعْفَرِ [بْنِ أَبِي طَالِبٍ].

[3764] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ سے بہتر شخص نے نہ جوتا پہنا ہے نہ سواری کی ہے اور نہ پالان پر سوار ہوا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. [وَالْكُورُ: الرَّحْلُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن، صحیح غریب ہے۔ (اور کور کے معنی پالان ہیں۔)

لغوی تشریح: مَطَایَا: مَطِیَّة کی جمع ہے، سواری کا جانور۔ کُور: اونٹ کا پالان

فائدہ: سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ مسکینوں اور محتاجوں کے حق میں سب سے بہتر تھے، ان سے گھل مل جاتے تھے، اسی لیے نبی ﷺ انھیں ابوالمساکین کا نام دیتے تھے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

٣٧٦٤ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨١٥٧ عن محمد بن بشار به وصححه الحافظ في الفتح: ٧/ ٧٦ والحاكم على شرط البخاري: ٣/ ٢٠٩ ووافقه الذهبي.

٣٧٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: «أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي».

وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ إِسْرَائِيلَ نَحْوَهُ].

[3765] سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تو میرے مشابہ ہے، میری شکل وصورت اور میرے کردار و اخلاق میں۔“

اس حدیث میں ایک واقعہ ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ انھوں نے ایک اور سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔

فائدہ: سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کو یہ شرف وامتیاز حاصل ہے کہ وہ شکل وصورت اور اخلاق و کردار دونوں چیزوں میں نبی ﷺ کے مشابہ تھے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ عمرۃ القضا کے موقع پر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی بھی چچا چچا پکارتے آپ کے پیچھے آ گئی۔ اسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پکڑ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد سیدنا علی، جعفر اور زید رضی اللہ عنہم کے درمیان اس بچی کے لینے کے بارے میں اختلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے میں نے پکڑا اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے، لہٰذا مجھے ملنی چاہیے۔ نبی ﷺ نے فیصلہ خالہ کے حق میں کیا اور فرمایا: ”خالہ ماں کے قائم مقام ہے۔“ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔“ اور جعفر سے فرمایا: ”تو شکل وصورت اور سیرت و کردار میں میرے مشابہ ہے۔“ اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تو ہمارا بھائی اور ہمارا حامی و ناصر ہے یا ہمارا آزاد کردہ غلام ہے۔“ (صحيح البخاري، المغازي، حديث: 4251)

٣٧٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو يَحْيَى التَّيْمِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَبُو إِسْحَاقَ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنْ كُنْتُ لَأَسْأَلُ الرَّجُلَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الْآيَاتِ مِنَ الْقُرْآنِ أَنَا أَعْلَمُ بِهَا مِنْهُ مَا أَسْأَلُهُ إِلَّا لِيُطْعِمَنِي شَيْئًا فَكُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ لَمْ يُجِبْنِي حَتّٰى يَذْهَبَ بِي إِلٰى مَنْزِلِهِ فَيَقُولُ لِامْرَأَتِهِ: يَا أَسْمَاءُ!

[3766] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں قرآن کی بعض آیات کے بارے میں نبی ﷺ کے ساتھیوں میں سے کسی فرد سے پوچھتا، حالانکہ اس کا مفہوم، میں اس سے بہتر طور پر جانتا ہوتا تھا۔ میں اس سے سوال صرف اس مقصد کے لیے کرتا تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دے۔ میں جب سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھتا تو وہ مجھے جواب نہ دیتے، حتیٰ کہ مجھے اپنے گھر لے جاتے اور اپنی بیوی سے فرماتے: اے اسماء! ہمیں کھلاؤ۔ جب وہ

٣٧٦٥- أخرجه البخاري، الصلح، باب: كيف يكتب: هذا ما صالح فلان بن فلان ... إلخ، ح: ٢٦٩٩ عن عبيدالله بن موسى به.

٣٧٦٦- [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، ح: ٤١٢٥ عن الأشج به مختصرًا * إبراهيم المخزومي ضعيف وأصل الحديث عند البخاري، ح: ٣٧٠٨ عن سعيد المقبري به.

أَطْعِمِينَا فَإِذَا أَطْعَمَتْنَا أَجَابَنِي، وَكَانَ جَعْفَرٌ يُحِبُّ الْمَسَاكِينَ وَيَجْلِسُ إِلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُونَهُ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكَنِّيهِ بِأَبِي الْمَسَاكِينِ.

ہمیں کھلا دیتیں تو وہ مجھے جواب دیتے۔ اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ مساکین سے محبت کرتے تھے۔ ان کے پاس بیٹھتے اور ان سے گفتگو کرتے، وہ ان سے بات چیت کرتے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کی کنیت ابوالمساکین رکھی تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَأَبُو إِسْحَاقَ الْمَخْزُومِيُّ هُوَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْفَضْلِ الْمَدَنِيُّ، وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. [وَلَهُ غَرَائِبُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ابواسحاق مخزومی سے مراد ابراہیم بن فضل مدنی ہے۔ بعض محدثین نے اس کے حافظے (کی کمزوری) کے سبب اس پر جرح کی ہے۔ (وہ غریب روایات بیان کرتا ہے۔)

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم اسی مفہوم کی روایت صحیح بخاری میں ہے جیسا کہ تخریج میں اشارہ کر دیا گیا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک فقیر طالب علم تھے۔ اگر کبھی بھوک ستاتی اور کھانے کے لیے کچھ نہ ہوتا تو مال دار صحابۂ کرام سے ان آیات میں سے کسی کا مفہوم پوچھتے جن میں مسکینوں اور محتاجوں کو کھلانے کی فضیلت وترغیب ہوتی۔ مقصد اس کے معنی اور مفہوم پوچھنا نہ ہوتا کیونکہ وہ جانتے ہی تھے۔ مقصد یہ ہوتا کہ یہ میرے انداز واسلوب اور آواز سے پہچان لیں کہ میں بھوکا ہوں اور مجھے کھانا کھلا دیں۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ ان کے مقصد کو بھانپ لیتے اور جو کچھ گھر میں ہوتا پیش کر دیتے۔

٣٧٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَاتِمُ بْنُ سَيَّارٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا نَدْعُو جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَبَا الْمَسَاكِينِ فَكُنَّا إِذَا أَتَيْنَاهُ قَرَّبَنَا إِلَيْهِ مَا حَضَرَ فَأَتَيْنَاهُ يَوْمًا فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُ شَيْئًا فَأَخْرَجَ جَرَّةً مِّنْ عَسَلٍ فَكَسَرَهَا فَجَعَلْنَا نَلْعَقُ مِنْهَا.

[3767] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ابوالمساکین کے نام سے پکارتے تھے۔ جب ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ مَا حَضَرَ (گھر میں موجود چیز) ہمارے قریب کر دیتے، چنانچہ ایک دن ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ انھوں نے شہد کا ایک مٹکا نکال کر اسے توڑا تو ہم اس سے شہد چاٹنے لگے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ابوسلمہ کی سند سے حسن غریب ہے۔

(المعجم ٣٠) بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا (التحفة ١٠١)

باب: 30۔ سیدنا ابومحمد حسن بن علی بن ابی طالب اور حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے فضائل

٣٧٦٧۔ [ضعيف] ابن عجلان مدلس وعنعن وحديث البخاري (٥٤٣٢) يغني عنه.

٣٧٦٨- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ [الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ».

[3768] سیدنا ابوسعید (خدری رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَّ[مُحَمَّدُ] بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ يَزِيدَ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ. وَّابْنُ أَبِي نُعْمٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ الْبَجَلِيُّ الْكُوفِيُّ. [وَيُكْنٰى أَبَا الْحَكَمِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح حسن ہے اور ابن ابی نُعم سے مراد عبدالرحمٰن بن ابی نعم بجلی کوفی ہے۔ (اس کی کنیت ابوالحکم ہے۔)

فائدہ: نوجوانی کی حالت میں مرنے والے جنتیوں کے سردار سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ہوں گے اور اس سے بڑی عمر میں مرنے والوں کے سردار سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہوں گے جیسا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل میں گزر چکا ہے۔ (حدیث: 3664، ح3666)

٣٧٦٩- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ النَّبَّالِ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: طَرَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَّا أَدْرِي مَا هُوَ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِي قُلْتُ: مَا هٰذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَّحُسَيْنٌ

[3769] سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات کسی ضرورت کے تحت نبی ﷺ کے دروازے پر دستک دی تو نبی ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ نے کسی چیز پر چادر ڈالی ہوئی تھی۔ مجھے پتہ نہ تھا کہ وہ کیا ہے۔ جب میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا تو میں نے عرض کیا: یہ کیا چیز ہے جس پر آپ نے چادر ڈالی ہوئی ہے؟ آپ نے اسے کھولا تو ناگہاں آپ کی رانوں پر سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ یہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، سو تو بھی

٣٧٦٨ـ [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٣/ ٦٢ من حديث سفيان الثوري به وتابعه خالد بن عبد الله (أحمد: ٣/ ٦٤) * ويزيد بن أبي زياد تابعه الحكم بن عبدالرحمن (النسائي في الكبرى، ح: ٨١٦٩) ويزيد بن مَرْدَانُبَة (أحمد: ٣/ ٣) وللحديث شواهد حسنة عند الحاكم: ٣/ ١٦٧ وغيره.

٣٧٦٩ـ [ضعيف بهذا السياق] أخرجه النسائي في خصائص علي، ح: ١٣٩ من حديث خالد بن مخلد به * عبدالله بن أبي بكر مجهول وموسى بن يعقوب ضعيف.

[عَلَيْهِمَا السَّلَامُ] عَلٰى وَرِكَيْهِ. فَقَالَ: «هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي، اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا».

ان سے محبت کر اور ان سے محبت کرنے والوں سے محبت فرما۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٣٧٧٠- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْبَصْرِيُّ الْعَمِّيُّ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ: أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: انْظُرُوا إِلٰى هٰذَا يَسْأَلُ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا».

[3770] عبدالرحمٰن بن ابی نُعم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اہل عراق میں سے ایک آدمی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کپڑے کو لگنے والے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھا (کہ اس کا کیا حکم ہے؟) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس انسان کو دیکھو، یہ مچھر کے خون کے بارے میں پوچھتا ہے، حالانکہ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے کو قتل کر ڈالا ہے۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: "حسن اور حسین میرے دنیا کے دو پھول ہیں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ [وَمَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا، وَابْنُ أَبِي نُعْمٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ الْبَجَلِيُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور اسے شعبہ (اور مہدی بن میمون) نے بھی محمد بن ابی یعقوب سے بیان کیا ہے۔ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس کے ہم معنی روایت آئی ہے۔

فائدہ: پھول کو انسان سونگھتا ہے۔ اس سے مسرت اور شادمانی حاصل کرتا اور اس سے محبت کرتا ہے۔ اسی طرح بچے کو چومتا چاٹتا ہے اور اس سے محبت و پیار کرتا ہے۔ اسے دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ گویا اہل عراق ہی ہیں جنھوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور پھر "اشرفیاں لٹیں اور کوئلوں پر مہر" کے مصداق اونٹ کو نگلتے اور مچھر کو چھانتے تھے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرتے وقت تو انھیں خیال نہ آیا کہ یہ معصوم ہیں، ان کا خون بہانا ہمارے لیے جائز نہیں لیکن مچھر کے خون کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ یَا لَلْعَجَب!

٣٧٧١- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ

[3771] سلمیٰ بیان کرتی ہیں کہ میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی

٣٧٧٠- أخرجه النسائي في الخصائص: ١٤٥ من حديث وهب بن جرير به، ورواه البخاري، ح: ٣٧٥٣ من حديث محمد بن أبي يعقوب به * حديث شعبة [البخاري، ح: ٣٧٥٣]، ومهدي بن ميمون [البخاري في الأدب المفرد، ح: ٨٥ وأحمد: ٢/ ٩٣]، وحديث أبي هريرة [لم أجده].

٣٧٧١- [ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٣/ ٣٧٣، ح: ٨٨٢ من حديث الأشج به * سلمى البكرية لا تعرف (تقريب) ورزين بن حبيب ثقة، وأخرج أحمد: ١/ ٢٨٣ وغيره بإسناد حسن عن ابن عباس قال: رأيت رسول الله ﷺ في النوم نصف النهار أشعث أغبر وبيده قارورة فيها دم قلت: يارسول الله! ما هذا؟ قال: "هذا دم الحسين وأصحابه، لم أزل اليوم ألتقطه" فأحصي ذلك اليوم، فوجدوه قتل يومئذ.

الْأَحْمَرُ: حَدَّثَنَا رَزِينٌ قَالَ: حَدَّثَتْنِي سَلْمٰى قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ - تَعْنِي فِي الْمَنَامِ - وَعَلٰى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ، فَقُلْتُ: مَا لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا».

خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ کے سر اور ڈاڑھی مبارک پر مٹی (پڑی ہوئی) ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے ابھی حسین کے قتل کو دیکھا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

فائدہ: یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ نبی ﷺ اس جہاں سے رخصت ہو کر اگلے جہان (برزخ) میں پہنچ چکے ہیں جہاں لڑائی میں شرکت اور لڑائی کی گرد و غبار کا گزر ہی نہیں۔ اور کسی کی موت یا شہادت پر سر پر خاک ڈالنا شرعاً ممنوع ہے۔ جنگ موتہ میں سیدنا زید اور جعفر رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر دیتے ہوئے آپ نے کسی قسم کے جزع فزع کا اظہار نہیں فرمایا تھا، اس لیے یہ حدیث نہ سنداً درست ہے اور نہ درایۃً واقعے کے اعتبار سے صحیح ہے۔

٣٧٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّ أَهْلِ بَيْتِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: «الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ»، وَكَانَ يَقُولُ لِفَاطِمَةَ: «ادْعِي لِي ابْنَيَّ» فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ.

[3772] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: آپ کو اپنے خاندان کا کون سا فرد زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''حسن اور حسین۔'' اور آپ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے: ''میرے پاس میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ۔'' پھر آپ ﷺ انھیں چومتے اور ان سے بغل گیر ہوتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ [مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ] مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی (اس سند سے) غریب ہے۔

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے، تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی ﷺ کو اپنے دونوں نواسوں سے بہت زیادہ محبت تھی اور یہ فطری بات ہے کہ انسان اپنی بیٹی کی اولاد سے بہت محبت و پیار کرتا ہے، خاص کر جبکہ وہ چھوٹی ہو اور اپنی اولاد نہ ہو۔ اسی لیے نبی ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو نماز میں بھی کندھوں پر بٹھا لیتے تھے۔ (صحيح البخاري، الصلاة، حدیث: 516)

(المعجم ...) بَابٌ: [إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ ...] (التحفة ١٠٢)

باب: بلاشبہ میرا یہ بیٹا سردار ہے

٣٧٧٢- [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٧/ ٢٦٢٣، ٢٦٢٤ من حديث الأشج به * يوسف بن إبراهيم ضعيف (تقريب).

٣٧٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ - هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: صَعِدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: «إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ يُصْلِحُ اللهُ عَلٰى يَدَيْهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ [عَظِيمَتَيْنِ]».

[3773] سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا: ''میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں دو (بڑی) جماعتوں میں صلح کروائے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور آپ کی مراد حسن بن علی رضی اللہ عنہما تھے۔

فائدہ: آپ ﷺ کی اس پیشین گوئی کے مطابق سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے، سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے ساتھیوں میں صلح کروائی تھی کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جماعت اب ان کی جماعت بن چکی تھی اور انھوں نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو امیر مان لیا تھا۔ لیکن آپ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور خلافت سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔

(المعجم...) بَابٌ: [حَمْلُهُ وَوَضْعُهُ ﷺ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ...] (التحفة ١٠٢)

باب: ۔ نبی ﷺ کا سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھانا اور اپنے سامنے بٹھانا

٣٧٧٤- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُنَا إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ [عَلَيْهِمَا السَّلَامُ] عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «صَدَقَ اللهُ ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [التغابن:١٥] نَظَرْتُ إِلٰى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا».

[3774] سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آ گئے۔ دونوں نے سرخ رنگ کی قمیصیں پہنی ہوئی تھیں۔ وہ چل رہے تھے اور لڑکھڑا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے، دونوں کو اٹھایا اور انھیں اپنے سامنے بٹھا لیا، پھر فرمایا: ''اللہ کا فرمان سچ ہے کہ ''تمھارے مال اور تمھاری اولاد آزمائش ہیں۔'' میں نے ان دو بچوں کو چلتے اور گرتے دیکھا تو صبر نہ کر سکا حتیٰ کہ اپنی بات کاٹ کر ان دونوں کو اٹھا لیا۔''

٣٧٧٣- أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦٢٩ من حديث الحسن البصري به.

٣٧٧٤- أخرجه أبو داود، الصلاة، باب: الإمام يقطع الخطبة للأمر يحدث، ح: ١١٠٩ والنسائي: ٣/ ١٠٨، ح: ١٤١٤ من حديث الحسين بن واقد به وصححه الطبري في تفسيره: ٢٨/ ٨١ وابن خزيمة، ح: ١٤٥٦، ١٨٠١ وابن حبان، ح: ٢٢٣٠ والحاكم: ١/ ٢٨٧، ٤/ ١٨٩ ووافقه الذهبي.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس حسین بن واقد کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: بچوں کی یہ کیفیت وحالت نبی ﷺ اور سامعین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے تشویش اور ذہنی پریشانی کا باعث تھی جس سے بات کرنے اور سننے میں خلل پیدا ہو رہا تھا، اس لیے آپ نے اس تشویش و اضطراب کو ختم کرنے کے لیے بچوں کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا تاکہ آپ کے لیے بات کرنا اور صحابہ کرام کے لیے اس کا توجہ سے سننا آسان ہو جائے۔

٣٧٧٥۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ».

[3775] سیدنا یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے۔ حسین میری اولاد کی اولاد ہے یا قبائل میں سے ایک قبیلہ ہے، یعنی اس کی نسل خوب پھیلے گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [وَإِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ. وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ ہمارے علم میں یہ حدیث بس عبداللہ بن عثمان بن خثیم کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ اور اس سے کئی راویوں نے بیان کی ہے۔

لغوی تشریح: سِبط: اولاد کی اولاد۔ خاندان، قبیلہ۔

٣٧٧٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَشْبَهَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ.

[3776] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے مشابہ کوئی نہ تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٧٧٥۔[حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، فضل الحسن والحسين ابني علي بن أبي طالب رضي الله عنهم، ح: ١٤٤ من حديث ابن خثيم به وصححه ابن حبان، ح: ٢٢٤٠ والحاكم: ٣/ ١٧٧ والذهبي وحسنه البوصيري وله طرق أخرى.

٣٧٧٦۔ أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، ح: ٣٧٥٢ من حديث معمر بن راشد به.

٣٧٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ.

[3777] سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، چنانچہ آپ کے مشابہ (ہم شکل) سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما تھے۔

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ الزُّبَيْرِ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابوبکر صدیق، ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: دونوں بھائیوں میں سے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے زیادہ مشابہ تھے اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ مشابہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تھے۔

٣٧٧٨- حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ [أَبُو بَكْرٍ] الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ ابْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ قَالَتْ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَقُولُ بِقَضِيبٍ لَهُ فِي أَنْفِهِ وَيَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هٰذَا حُسْنًا، لِمَ يُذْكَرُ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ.

[3778] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابن زیاد کے پاس تھا تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا۔ وہ اپنی چھڑی ان کی ناک میں ڈال کر کہنے لگا: میں نے اس جیسا حسین و جمیل نہیں دیکھا، اس کے تذکرے کی کیا ضرورت ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: ہاں، یہ رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: صحیح بخاری کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن زیاد نے یہ بات بطور استہزا کہی تھی کہ یہ بھی کوئی حسن و جمال ہے جس کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے حسن و جمال میں کیا کلام ہوسکتا ہے، یہ تو سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اور آپ کے حسن و جمال کے کمال میں کسی مسلمان کو ذرہ برابر بھی شبہ ہوسکتا ہے؟ تو اب ابن زیاد کے لیے سر تسلیم خم کیے بغیر کوئی چارہ نہ رہا۔

٣٧٧٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ:

[3779] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حسن سینے سے

٣٧٧٧- أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٤٣ ومسلم، ح: ٢٣٤٢ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به * وفي الباب عن أبي بكر الصديق [لم أجده]، وابن عباس [الشمائل، ح: ٤١١]، وابن الزبير [البزار (كشف الأستار): ٣/ ٢٢٨، ح: ٢٦٣١].

٣٧٧٨- رواه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، ح: ٣٧٤٨ من طريق آخر عن أنس رضي الله عنه به.

٣٧٧٩- [ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٩٩ من حديث إسرائيل به وصححه ابن حبان، ح: ٢٢٣٥ * أبو إسحاق عنعن.

أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: الْحَسَنُ أَشْبَهُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ، وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ.

سر تک رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ مشابہ ہے اور حسین اس سے نچلے حصے میں رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) غریب ہے۔

٣٧٨٠ـ حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: لَمَّا جِيءَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ وَأَصْحَابِهِ نُضِدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحَبَةِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ: قَدْ جَاءَتْ. قَدْ جَاءَتْ. فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخَلَّلُ الرُّؤُوسَ حَتّٰى دَخَلَتْ فِي مِنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتّٰى تَغَيَّبَتْ ثُمَّ قَالُوا: قَدْ جَاءَتْ، قَدْ جَاءَتْ، فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[3780] عمارہ بن عمیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لائے گئے تو انھیں ایک دوسرے کے اوپر چن کر مسجد کے صحن میں رکھا گیا جو رحبہ نامی جگہ میں تھی۔ میں لوگوں کے پاس پہنچا جبکہ وہ کہہ رہے تھے: وہ آ گیا، وہ آ گیا۔ تو ناگہاں ایک سانپ سروں کے درمیان سے گزرتا ہوا آیا حتیٰ کہ عبیداللہ بن زیاد کے دونوں نتھنوں میں داخل ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر رُکا پھر نکل کر چلا گیا حتیٰ کہ غائب ہو گیا، پھر لوگ کہنے لگے: وہ آ گیا، وہ آ گیا۔ اس نے یہ عمل دو تین دفعہ کیا۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: [إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ] (التحفة ١٠٣)

باب: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں

٣٧٨١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ:

[3781] سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے میری والدہ نے پوچھا: کب سے نبی ﷺ کو ملے ہو؟ میں نے کہا: اتنا، اتنا عرصہ ہوا میں آپ سے نہیں ملا۔ انھوں نے مجھے برا بھلا کہا تو میں نے کہا: مجھے چھوڑیے، میں نبی ﷺ

٣٧٨٠ـ [رجاله ثقات] * أبو معاوية والأعمش مدلسان وعنعنا.

٣٧٨١ـ أخرجه الطبراني في الكبير: ٣/ ٣٧، ح: ٢٦٠٧ من حديث محمد بن يوسف، وأحمد: ٥/ ٣٩١ من حديث إسرائيل به وصححه ابن حبان، ح: ٢٢٢٩ وابن خزيمة، ح: ١١٩٤ والذهبي في تلخيص المستدرك: ٣/ ٣٨١.

سَأَلَتْنِي أُمِّي مَتَى عَهْدُكَ؟ تَعْنِي بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: مَالِي بِهِ عَهْدٌ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَنَالَتْ مِنِّي فَقُلْتُ لَهَا: دَعِينِي آتِي النَّبِيَّ ﷺ فَأُصَلِّي مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَأَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي وَلَكِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلَّى حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ فَسَمِعَ صَوْتِي فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا؟ حُذَيْفَةُ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ؟» قَالَ: «إِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ».

کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتا ہوں اور آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ میرے لیے اور تمھارے لیے بخشش کی دعا فرمائیں، چنانچہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے مغرب کی نماز آپ کے ساتھ پڑھی۔ آپ نوافل پڑھتے رہے حتی کہ آپ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر (گھر کی طرف) پلٹے تو میں آپ کے پیچھے چلا۔ آپ نے میری آواز سنی تو فرمایا: ”یہ کون ہے؟ حذیفہ ہے؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے کیا ضرورت ہے؟ اللہ تجھے اور تیری ماں کو معاف فرمائے۔“ آپ نے فرمایا: ”یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا۔ اس نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ مجھے سلام کہے اور مجھے بشارت دے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے اور حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے، اس سند سے غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ اسرائیل کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

۳۷۸۲- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَبْصَرَ حَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: «اللّٰهُمَّ! إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا».

[3782] سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو فرمایا: ”اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو تو بھی ان سے محبت فرما۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے محبوب سے ہر مسلمان کو محبت ہونی چاہیے۔

۳۷۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

[3783] سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۳۷۸۲- الحديث إسناده ضعيف جدًا، انظر ح: ۳۱۶۹ و حديث الآتي.

۳۷۸۳- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، ح: ۳۷۴۹، ومسلم، ح: ۲۴۲۲ من حديث شعبة به.

ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ! إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ».

میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْفُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ فضیل بن مرزوق کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

٣٧٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ وَهْرَامٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ: نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ!. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ».

[3784] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے تو ایک آدمی نے کہا: تو کس قدر بہترین سواری پر سوار ہوا ہے، اے بچے! اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اور یہ بہترین سوار ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَزَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ قَدْ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس اسی سند سے آئی ہے اور زمعہ بن صالح کو بعض محدثین نے اس کے حافظے (کی کمزوری) کے سبب ضعیف قرار دیا ہے۔

٣٧٨٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ كَثِيرٍ النَّوَّاءِ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ نَجَبَةَ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ أُعْطِيَ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ رُفَقَاءَ» أَوْ قَالَ: «رُقَبَاءَ وَأُعْطِيتُ أَنَا أَرْبَعَةَ عَشَرَ»، قُلْنَا: مَنْ هُمْ؟ قَالَ: «أَنَا وَابْنَايَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَالْمِقْدَادُ وَحُذَيْفَةُ وَأَبُو ذَرٍّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ».

[3785] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو سات بہترین ساتھی۔'' یا فرمایا: ''نگران دیے اور مجھے چودہ دیے گئے ہیں۔'' ہم نے عرض کیا: وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں، میرے دونوں بیٹے، جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، مقداد، حذیفہ، ابوذر اور عبداللہ بن مسعود۔'' ...... رضی اللہ عنہم

٣٧٨٤- [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٣/ ١٠٨٥ من حديث أبي عامر العقدي به * زمعة بن صالح ضعيف.

٣٧٨٥- [ضعيف] * كثير النواء ضعيف تقدم، ضعفه الجمهور (مجمع الزوائد: ٩/ ١٥٧) وله طريق آخر عند أحمد: ١/ ٨٨ وفيه كثير النواء أيضًا.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَلِيٍّ مَّوْقُوفًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے اور یہ حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قول کی حیثیت سے بھی مروی ہے۔

لغوی تشریح: نُجَبَاء: نَجِيب کی جمع ہے، نفیس، عمدہ اور اعلیٰ چیز۔ رُفَقَاء: رفیق کی جمع ہے، ساتھی۔ نُقَبَاء: نقیب کی جمع ہے، محافظ، نگران۔ أَنَا (میں) سے مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

(المعجم ٣١) [بَابٌ: فِي] مَنَاقِبِ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١٠٥)

باب: 31۔ نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت (خاندان، کنبے) کے فضائل

٣٧٨٦- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ [هُوَ الْأَنْمَاطِيُّ] عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي [قَدْ] تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي».

[3786] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے حج کے موقع پر عرفے کے دن جبکہ آپ اپنی قصواء اونٹنی پر سوار تھے، خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر تم اسے تھام لو گے (اس کی اقتدا اور پیروی کرو گے) تو ہرگز راہ راست سے بھٹکو گے نہیں۔ وہ اللہ کی کتاب اور میرا خاندان (میرا کنبہ) ہے۔“

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [غَرِيبٌ] مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. قَالَ: وَزَيْدُ ابْنُ الْحَسَنِ قَدْ رَوٰى عَنْهُ سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوذر، ابو سعید، زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن (غریب) ہے۔ اور زید بن حسن سے سعید بن سلیمان اور بہت سے دوسرے اہل علم روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح کتاب اللہ کی تعظیم و توقیر، اقتدا اور پیروی ضروری ہے، اسی طرح نبی ﷺ کے اہل بیت، بیویوں اور کنبہ و خاندان کی تعظیم و توقیر کرنا، ان کی صحیح روایات اور اقوال پر اعتماد و بھروسا کرنا لازم ہے، لہٰذا ان کی سیرت و کردار کو اپنے لیے مشعل راہ بنانا چاہیے۔ ان کی عزت و وقار اور ناموس کو پامال نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن ظاہر ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی خاطر شرعی حدود و آداب کو نظر انداز کر دیا جائے کیونکہ وہ خود بھی شرعی حدود و آداب اور تعلیمات و ہدایات

٣٧٨٦ـ [صحيح لغيره] * زيد بن الحسن ضعيف وله شواهد عند مسلم، ح:٢٤٠٨ وغيره * وفي الباب عن أبي ذر [لم أجده]، وأبي سعيد (الخدري) [يأتي: ٣٧٨٨]، و زيد بن أرقم [مسلم، ح: ٢٤٠٨ وانظر الحديث الآتي: ٣٧٨٨]، وحذيفة بن أسيد [الطبراني في الكبير: ٣/ ١٨٠، ح: ٣٠٥٢].

کے پابند تھے اور ان کا اہتمام کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے محبت و عقیدت کے سبب ہی ان سے محبت و عقیدت اور ان کا احترام ہے اور اسی لیے آپ نے فرمایا: ''کتاب اللہ سے میرے اہل بیت کبھی الگ نہیں ہوں گے۔'' (تحفة الأحوذي: 10/196، 197)

٣٧٨٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ [بْنِ أَبِي رَبَاحٍ]، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَبِيبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الأحزاب:٣٣] فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا». قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «أَنْتِ عَلَى مَكَانِكِ وَأَنْتِ إِلَيَّ خَيْرٌ».

[3787] نبی ﷺ کے پروردہ سیدنا عمر بن ابی سلمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ پر یہ آیت: ''اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ وہ تم سے گندگی دور کر دے، اے اہل بیتِ (نبوت)! اور تمھیں بالکل پاک صاف کر دے۔'' (الأحزاب 33:33) ام سلمہ ؓ کے گھر میں اتری: تو نبی ﷺ نے سیدہ فاطمہ، حسن اور حسین ؓ کو طلب کیا اور انھیں ایک چادر سے ڈھانپ لیا۔ سیدنا علی ؓ آپ کی پشت کے پیچھے تھے اور انھیں بھی چادر سے ڈھانپا، پھر فرمایا: ''اے اللہ! یہ بھی میرا گھرانہ ہے، لہٰذا ان سے (بھی) پلیدی دور فرما اور انھیں خوب پاک صاف کر دے۔'' ام سلمہ ؓ نے عرض کیا: اور میں بھی ان کے ساتھ ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''تو اپنی جگہ پر ہے اور تو تو بہتر جگہ پر ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَأَبِي الْحَمْرَاءِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ ام سلمہ، سیدنا معقل بن یسار، ابوالحمراء اور انس بن مالک ؓ سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: رِجْس سے اخلاق رذیلہ، بری عادات اور قبیح افعال مراد ہیں۔ اہل بیت سے مراد اصلاً اور اوّلاً، حقیقی طور پر ازواج مطہرات ہیں جیسا کہ ان آیات کے سیاق و سباق اور عربی محاورات سے ثابت ہوتا ہے، اسی لیے نبی ﷺ نے سیدہ ام سلمہ ؓ سے فرمایا: ''تو اپنی جگہ پر ہے اور تو بہتر جگہ پر ہے'' اور سیدنا علی، سیدہ فاطمہ اور سیدنا حسنین ؓ، ثانوی طور پر مراد ہیں۔ انھیں یہ مقام آپ ﷺ کی دعا کے نتیجے میں حاصل ہوا ورنہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ اہل بیت سے ناآشنا نہیں تھا کہ اسے یہ بتانے کی ضرورت تھی، اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اگر اسے نعوذ باللہ پتا ہی نہیں تھا تو وہ کن کو مخاطب کر کے فرما رہا ہے: ''اہل بیت! اللہ بس یہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دور کر دے اور تمھیں پاک صاف کر دے۔'' مزید تفصیل سورۂ احزاب کی تفسیر میں دیکھیں: (حدیث: 3205)

٣٧٨٧- تقدم: ٣٢٠٥ * وفي الباب عن أم سلمة [تقدم: ٣٢٠٥ ويأتي: ٣٨٧١]، ومعقل بن يسار [لم أجده كما تقدم: ٣٢٠٥]، وأبي الحمراء [تقدم تحت، ح: ٣٢٠٦]، وأنس بن مالك [تقدم: ٣٢٠٦].

٣٧٨٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَّالْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي، أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَّمْدُودٌ مِّنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا».

[3788] سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھارے اندر ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر تم اسے مضبوطی سے تھام لو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک، دوسری سے زیادہ عظمت و مقام والی ہے: اللہ کی کتاب جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین کی طرف لٹکائی گئی اور میری عزت، میرے اہل بیت۔ اور وہ دونوں میرے پاس حوض پر پہنچنے تک ہرگز جدا نہیں ہوں گے۔ ذرا سوچو، میرے بعد تم ان سے کیا سلوک کرتے ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا مقصد وہی ہے جو اس باب کی پہلی حدیث کے تحت گزر چکا ہے۔ اور یہاں یہ بتا دیا گیا ہے کہ قرآن کا مقام و مرتبہ بہت بڑا ہے، اس لیے اطاعت و اتباع میں اساس و بنیاد وہی ہے اور اہل بیت کا وہی عمل اور طریقہ قابل عمل ہے جو اس کے مطابق ہے اور اہل بیت وہی ہیں جو اس سے الگ نہیں ہوں گے۔

٣٧٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْأَشْعَثِ [قَالَ]: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ [قَالَ]: حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُلَيْمَانَ النَّوْفَلِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحِبُّوا اللهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِّنْ نِّعَمِهِ، وَأَحِبُّونِي بِحُبِّ اللهِ، وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي بِحُبِّي».

[3789] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمھیں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے اور مجھ سے محبت کرو، اللہ کے محبت کرنے کے باعث اور مجھ سے محبت کے سبب میرے اہل بیت سے محبت کرو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے بس اسی سند سے جانتے ہیں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کو اپنے رسول سے محبت ہے اور رسول اللہ ﷺ کو اپنے اہل بیت سے محبت ہے اور محبوب کا محبوب، محبوب

٣٧٨٨- أخرجه الشجري في الأمالي: ١/ ١٥٢ من حديث علي بن المنذر به ورواه أحمد: ٣/ ١٧ من حديث الأعمش به، وله شواهد عند مسلم، ح: ٢٤٠٨ وغيره.

٣٧٨٩- [ضعيف] أخرجه الطبراني: ٣/ ٤٦، ح: ٢٦٣٩ من حديث يحيى بن معين به وصححه الحاكم: ٣/ ١٥٠ ووافقه الذهبي، * عبدالله بن سليمان النوفلي، قال الذهبي في الميزان: فيه جهالة، وقال في ديوان الضعفاء: لا يُعرف.

ہی ہوتا ہے۔ یہ ایک قدرتی اور طبعی چیز ہے جس سے فطرت سلیمہ کا مالک انسان انحراف نہیں کر سکتا۔

(المعجم ٣٢) بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ (التحفة ١٠٦)

باب: 32۔ سیدنا معاذ بن جبل، زید بن ثابت، ابی بن کعب اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم کے فضائل

٣٧٩٠- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ دَاوُدَ الْعَطَّارِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللهِ عُمَرُ وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ ابْنُ ثَابِتٍ، وَأَقْرَؤُهُمْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ. وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ».

[3790] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہے۔ اور ان میں دین کے معاملے میں سب سے زیادہ قوی عمر ہے۔ اور ان میں سب سے زیادہ سچا باحیا عثمان بن عفان ہے۔ اور ان میں سب سے زیادہ حلال وحرام کو جاننے والا معاذ بن جبل ہے۔ اور ان میں سب سے زیادہ علم میراث کا ماہر زید بن ثابت ہے۔ اور ان سے سب سے زیادہ قراءت جاننے والا ابی بن کعب ہے۔ اور ہر امت میں ایک امانت دار شخص ہوتا ہے اور اس امت کا امین، ابوعبیدہ بن جراح ہے۔'' رضی اللہ عنہم

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ [وَالْمَشْهُورُ حَدِيثُ أَبِي قِلَابَةَ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔ اسے قتادہ سے ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور اسے ابوقلابہ نے بھی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ (ابوقلابہ کی حدیث ہی معروف ہے۔)

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی طبیعتیں اور مزاج مختلف رکھے ہیں، اس لیے انھیں مختلف صفات سے مناسبت ہوتی ہے۔ جزوی طور پر یہ حضرات ان مخصوص صفات میں دوسروں سے بڑھ کر تھے اگرچہ کلی اور مجموعی اعتبار سے، درجات اور مراتب میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اپنی ترتیب کے مطابق تھے، پھر باقی عشرہ مبشرہ تھے۔

٣٧٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ

[3791] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں میری امت پر

٣٧٩٠- [صحيح لغيره] والحديث الآتي شاهد له.

٣٧٩١- أخرجه ابن ماجه، المقدمة، فضائل خباب، ح: ١٥٤ من حديث عبدالوهاب، والبخاري، ح: ٤٣٨٢ من حديث خالد الحذاء به وصححه ابن حبان، ح: ٢٢١٨ والحاكم: ٣/ ٤٢٢ على شرط الشيخين ووافقه الذهبي.

الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللهِ عُمَرُ وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ ابْنُ ثَابِتٍ وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا وَإِنَّ أَمِينَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ».

سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابوبکر ہے۔ اور ان میں سب سے بڑھ کر دین کے معاملے میں قوی عمر ہے۔ اور سب سے زیادہ سچا با حیا عثمان ہے۔ اور کتاب اللہ کی قراءت کا سب سے بڑھ کر ماہر ابی بن کعب ہے۔ اور ان میں سب سے بڑھ کر علم فرائض کا جاننے والا زید بن ثابت ہے۔ اور ان میں سے سب سے زیادہ حلال وحرام کا جاننے والا معاذ بن جبل ہے۔ اور ہر امت کا ایک امین ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔'' رضی اللہ عنہم

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٧٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ. قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: «إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾» [البينة:١] قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: «نَعَمْ»، فَبَكٰى.

[3792] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ سناؤں۔'' انھوں نے پوچھا: اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' تو وہ (خوشی ومسرت سے) رو پڑے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ اور اس کے ہم معنی روایت بیان کی۔

فائدہ: سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءت کے اعتراف کے طور پر نبی ﷺ نے انھیں یہ سورت سنائی تو وہ خوشی اور مسرت یا احساس ذمہ داری یا اس میں کوتاہی اور قصور رہ جانے کے ڈر سے رو پڑے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دوسرے کو کچھ قرآن سنانا بھی سنت ہے اور استاد کا شاگرد کو تعلیم دینے کے لیے قراءت کرنا صحیح طریقہ ہے۔

٣٧٩٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو

[3793] سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

٣٧٩٢- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب مناقب أبي بن كعب رضي الله عنه، ح:٣٨٠٩ ومسلم، ح:٧٩٩ عن محمد بن بشار به.

٣٧٩٣- أخرجه أحمد:٥/ ١٣١ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح:٥٣٩ وصححه الحاكم، ٢/ ٢٢٤ ووافقه الذهبي وقال الحافظ في فتح الباري: "سنده جيد" * حديث عبدالله بن عبدالرحمن بن أبزى، رواه أبو داود، ح:٣٩٨١ وحديث قتادة عن أنس، تقدم: ٣٧٩٢ باختلاف يسير.

دَاوُدَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ يُحَدِّثُ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ: «إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ»، فَقَرَأَ عَلَيْهِ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ فَقَرَأَ فِيهَا: «إِنَّ ذَاتَ الدِّينِ عِنْدَ اللهِ الْحَنِيفِيَّةُ الْمُسْلِمَةُ لَا الْيَهُودِيَّةُ وَلَا النَّصْرَانِيَّةُ، مَنْ يَعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يَكْفُرَهُ»، وَقَرَأَ عَلَيْهِ: «وَلَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِّنْ مَّالٍ لَّابْتَغَى إِلَيْهِ ثَانِيًا، وَلَوْ كَانَ لَهُ ثَانِيًا لَّابْتَغَى إِلَيْهِ ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ».

اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے سناؤں'' پھر آپ نے انھیں (سورۂ) ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ﴾ سنائی۔ اور اس میں یہ بھی پڑھا۔ ''اللہ کے ہاں دین والی امت جو تمام ادیان سے کٹ کر ایک اللہ کی جانب یکسو ہونے والی ہے، (وہ امت) مسلمہ ہے، نہ یہودیہ ہے اور نہ نصرانیہ۔ جو بھی نیکی کرے گا تو اس کی ناقدری نہیں ہوگی۔'' اور آپ نے انھیں یہ بھی سنایا: ''اگر آدم کے بیٹے کے پاس مال کی ایک وادی (میدان) ہو تو وہ دوسری چاہے گا اور اگر اس کے پاس دوسری ہو تو اس کے ساتھ تیسری چاہے گا اور آدم کے بیٹے کے پیٹ کو بس مٹی ہی بھرتی ہے (اس کی حرص قبر میں جا کر ہی ختم ہوتی ہے) اور جو توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، یعنی جو حرص و آز سے باز آنا چاہے، اللہ اسے توفیق دیتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ. رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ». وَقَدْ رَوٰى قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأُبَيٍّ: «إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ».

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور دیگر سندوں سے بھی آئی ہے۔ ایک اور سند سے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن سناؤں۔'' اور قتادہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سیدنا ابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن سناؤں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت ایک طویل سورت تھی۔ کچھ آیات کے منسوخ ہونے کے سبب اتنی رہ گئی۔ اس سورت کے سنانے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں توحید، شریعت اور آخرت کے بنیادی اصول وضوابط بیان کیے گئے ہیں۔ واللہ أعلم.

٣٧٩٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

[3794] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٣٧٩٤ـ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب مناقب زيد بن ثابت، ح: ٣٨١٠ عن محمد بن بشار، ومسلم، ح: ٢٤٦٥ من حديث شعبة به.

سَعِيدٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِّنَ الْأَنْصَارِ: أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: مَنْ أَبُو زَيْدٍ؟ قَالَ: أَحَدُ عُمُومَتِي.

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں چار آدمیوں نے پورا قرآن جمع کیا۔ یہ سارے انصاری تھے: ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید۔ قتادہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ابوزید کون ہے؟ فرمایا: میرا ایک چچا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ان چار صحابۂ کرام کو مکمل قرآن مجید یاد تھا، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اوروں کو یاد نہیں تھا، مقصد یہ تھا کہ قبیلۂ خزرج سے مکمل قرآن صرف انھیں یاد تھا۔ بے شمار مہاجرین کو یاد تھا اور تمام قرآن مجموعی اعتبار سے انصار و مہاجرین میں سے بے شمار لوگوں کو یاد تھا کیونکہ نماز میں قراءت ضروری ہے، اس لیے ہر صحابی کو اپنی ہمت اور قوت کے مطابق یاد تھا۔

٣٧٩٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، نِعْمَ الرَّجُلُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ».

[3795] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا خوب آدمی ہے ابوبکر، کیا اچھا آدمی ہے عمر، کتنا اچھا آدمی ہے ابوعبیدہ بن جراح، کیا خوب آدمی ہے اُسید بن حضیر، بہترین آدمی ہے ثابت بن قیس بن شماس، بہت اچھا آدمی ہے معاذ بن جبل، بہت اچھا آدمی ہے معاذ بن عمرو بن جموح۔" رضی اللہ عنہم۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور ہمارے علم میں بس سہیل کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ ان حضرات کے اسلامی کردار سے بہت مطمئن اور خوش تھے۔ یہ ان حضرات کے لیے آپ کی رضا کی سند ہے اور بڑے شرف و منزلت کا باعث ہے۔

٣٧٩٦۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ إِلَى

[3796] سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں عاقب اور سید حاضر ہوئے اور دونوں نے عرض کیا: آپ ہمارے ساتھ ایک امین (امانت دار)

٣٧٩٥۔[صحيح لغيره] تقدم: ٣٧٥٧ (٤).

٣٧٩٦۔ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل أبي عبيدة بن الجراح رضي الله عنه، ح: ٢٤٢٠ من حديث سفيان الثوري، والبخاري، ح: ٣٧٤٥ من حديث أبي إسحاق السبيعي به * وقد روي عن ابن عمر [الحاكم: ٣/ ٥٣٥]، وأنس [تقدم: ٣٧٩٠، ٣٧٩١].

النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَا: ابْعَثْ مَعَنَا أَمِينًا فَقَالَ: «فَإِنِّي سَأَبْعَثُ مَعَكُمْ أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ» فَأَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: وَكَانَ أَبُو إِسْحَاقَ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ صِلَةَ قَالَ: سَمِعْتُهُ مُنْذُ سِتِّينَ سَنَةً.

بھیجیں تو آپ نے فرمایا: ''میں تمھارے ساتھ ایک ایسا امین بھیجوں گا جو واقعی امین ہے۔'' تمام لوگوں نے اس کی خواہش کی تو آپ نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ ابواسحاق جب (اپنے استاد) صلہ سے یہ حدیث بیان کرتے تو بتاتے: مجھے یہ حدیث سنے ہوئے ساٹھ سال ہو گئے ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ».

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔''

فائدہ: عاقب جس کا نام عبدالمسیح تھا اور سید جس کا نام ایہم یا شرحبیل تھا، 9 ہجری میں آنے والے وفد نجران کے سربراہ تھے۔ جب انھوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا اور مباہلہ کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو انھوں نے واپسی کے وقت گزارش کی کہ آپ ان کے ساتھ ایک امین آدمی روانہ فرمائیں۔ اس پر نبی ﷺ نے صلح کا مال وصول کرنے کے لیے اس امت کے امین سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔

(المعجم ٣٣) [بَابُ] مَنَاقِبِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١٠٧)

باب: 33۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٧٩٧- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي رَبِيعَةَ الْإِيَادِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ إِلٰى ثَلَاثَةٍ: عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ».

[3797] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے: علی، عمار اور سلمان۔'' رضی اللہ عنہم

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف حسن بن صالح کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے، تاہم دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سمیت یہ تینوں بھی بلاشبہ جنتی ہیں۔

٣٧٩٧- [ضعيف] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٢١/ ٢٢٣ من حديث الحسن بن صالح به وصححه الحاكم: ٣/ ١٣٧ ووافقه الذهبي * أبو ربيعة: تقدم: ٣٧١٨ والحسن البصري عنعن.

(المعجم ٣٣) [بَابُ] مَنَاقِبِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَكُنْيَتُهُ أَبُو الْيَقْظَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١٠٨)

باب: 34۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، جن کی کنیت ابوالیقظان ہے، کے فضائل

٣٧٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: جَاءَ عَمَّارُ ابْنُ يَاسِرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «ائْذَنُوا لَهُ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ».

[3798] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آئے اور نبی ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: ''اسے اجازت دے دو، پاکیزہ ذات اور پاک صفات کے حامل کو خوش آمدید!''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: یہ ان کی ذاتی اور طبعی شرافت کی طرف اشارہ ہے جسے اسلام نے چار چاند لگا دیے تھے۔

٣٧٩٩- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ سِيَاهٍ [الْكُوفِيِّ]، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَرْشَدَهُمَا».

[3799] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمار کو جس وقت دو کاموں میں سے ایک کے انتخاب کا اختیار دیا گیا تو اس نے دونوں میں سے زیادہ درست اور زیادہ بھلائی والا پسند کیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ سِيَاهٍ وَهُوَ شَيْخٌ كُوفِيٌّ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ النَّاسُ وَلَهُ ابْنٌ يُقَالُ لَهُ: يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَوٰى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ آدَمَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اس سند سے عبدالعزیز بن سیاہ جو کوفی شیخ ہے، کی حدیث کی صورت ہی میں آئی ہے۔ اس سے کئی لوگوں نے بیان کی ہے۔ اس کا یزید نامی بیٹا ہے جس سے یحییٰ بن آدم بیان کرتا ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے

٣٧٩٨- أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب فضل عمار بن ياسر، ح:١٤٦ من حديث سفيان الثوري به، وصححه ابن حبان (الإحسان): ٧٠٣٤ والحاكم: ٣/ ٣٨٨ ووافقه الذهبي، ورواه شعبة عن أبي إسحاق به عند أحمد وغيره.

٣٧٩٩- [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب فضل عمار بن ياسر، ح:١٤٨ من حديث عبيدالله بن موسى به وله شاهد عند أحمد وصححه الحاكم والذهبي وانظر التفصيل: الصحيحة للألباني، ح:٨٣٥. وحديث حذيفة حسن بالشواهد تقدم: ٣٦٦٢ ورواه ابن ماجه، المقدمة، فضل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، ح:٩٧ من حديث سفيان الثوري به، وحديث سالم المرادي تقدم: ٣٦٦٣.

سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مَوْلًى لِرِبْعِيٍّ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «إِنِّي لَا أَدْرِي مَا قَدْرُ بَقَائِي فِيكُمْ فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي». وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، «وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَمَا حَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدِّقُوهُ».

پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: ''مجھے معلوم نہیں کہ میں تم میں کتنا عرصہ رہوں گا۔ میرے بعد آنے والے دو افراد کی اقتدا کرنا'' اور آپ نے سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ فرمایا۔ ''اور عمار کے طریقے کو اپنانا اور ابن مسعود جو کچھ تمھیں بتائے، اس کی تصدیق کرنا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوٰى إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ هِلَالٍ مَوْلٰى رِبْعِيٍّ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَقَدْ رَوٰى سَالِمٌ الْمُرَادِيُّ الْكُوفِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ، عَنْ رِبْعِيِّ ابْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور یہ حدیث سفیان ثوری ایک اور سند سے بھی سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں۔ اور سالم مرادی کوفی نے بھی ایک اور سند سے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی سے مرفوعاً بیان کی ہے۔

فائدہ: اقتدا کا تعلق قول اور فعل دونوں سے ہے اور ہدی (طریقہ، طرز عمل) کا تعلق صرف فعل سے ہے۔ اس حدیث میں ان حضرات پر اعتماد کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اس حدیث سے شیخین رضی اللہ عنہما کی خلافت کا اثبات بھی ہوتا ہے۔

٣٨٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبْشِرْ عَمَّارُ! تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ».

[3800] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمار! خوش ہو جا، تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي الْيَسَرِ وَحُذَيْفَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

اس مسئلے میں سیدہ ام سلمہ، سیدنا عبداللہ بن عمرو، ابوالیسر اور حذیفہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور علاء بن عبدالرحمٰن کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔

فائدہ: ایک دوسری صحیح حدیث میں اس باغی پارٹی کی تعریف آئی ہے کہ وہ اسے دوزخ کی طرف بلاتی ہے جبکہ عمار اسے جنت کی طرف بلاتا ہے۔ (صحيح البخاري، الصلاة، حديث: 447) سیدنا امیر معاویہ اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما دونوں کی پارٹیوں کو

٣٨٠٠- أخرجه أبو يعلى وله شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما وهو من الأحاديث المتواترة (السيوطي، ح: ١٠٤ والزبيدي، ح: ٦٥ والكتاني، ح: ٢٣٧).

فئتين من المسلمين کہا گیا ہے۔ (صحيح البخاري، استتابة المرتدين...، حديث: 6935) کی روایت میں یہ بھی ہے دَعْوَاهُمَا وَاحِدٌ ان کا دعویٰ ایک ہی ہوگا، اس لیے اس فئة کا مصداق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی پارٹی کو قرار دینا جبکہ اس میں جلیل القدر صحابہ شریک تھے، درست نہیں، نیز اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی پارٹی باغی تھی تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ان کے حق میں دستبردار کیوں ہو گئے، اس لیے اس کا مصداق مشرکین مکہ ہیں جو ان کو قتل کرنا چاہتے تھے یا قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ ہیں جنھوں نے انھیں اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت" تالیف: حافظ صلاح الدین یوسف۔

(المعجم ٣٥) بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١٠٩)

باب: 35۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨٠١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَيْرٍ - هُوَ أَبُو الْيَقْظَانِ - عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ أَصْدَقَ مِنْ أَبِي ذَرٍّ».

[3801] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "ابوذر سے زیادہ سچے انسان پر نہ آسمان نے سایہ کیا ہے اور نہ زمین نے اٹھایا ہے۔"

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي ذَرٍّ. [قَالَ أَبُو عِيسَى: وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابودرداء اور ابوذر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ کے فرمان کا مقصد سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی صداقت اور سچائی کا اعتراف و اقرار کرنا ہے کہ ان میں صداقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور یہ ان کا خصوصی امتیاز ہے۔ وہ توریہ وتعریض سے کام نہیں لیتے تھے۔

٣٨٠٢- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنِي أَبُو زُمَيْلٍ [هُوَ سِمَاكُ بْنُ الْوَلِيدِ الْحَنَفِيُّ] عَنْ مَالِكِ بْنِ

[3802] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوذر سے زیادہ سچی گفتگو کرنے والے اور زیادہ وعدہ پورا کرنے والے پر آسمان سایہ فگن نہیں ہوا اور

٣٨٠١_ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، فضل أبي ذر، ح:١٥٦ من حديث عبدالله بن نمير به وسنده ضعيف والحديث الآتي شاهد له * وفي الباب عن أبي الدرداء [أحمد: ٥/ ١٩٧، ٦/ ٤٤٢]، وأبي ذر [يأتي بعده: ٣٨٠٢].

٣٨٠٢_ [حسن لغيره دون قوله: فقال عمر . . .] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٩١٤ من حديث النضر بن محمد به وصححه ابن حبان، ح:٢٢٥٨، ٢٢٥٩ والحاكم على شرط مسلم: ٣/ ٣٤٢ ووافقه الذهبي * مالك بن مرثد وأبوه مجهولان لم يوثقهما غير ابن حبان والعجلي. وحديث: "أبو ذر يمشي في الأرض بزهد عيسى ابن مريم" لم أجده.

مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِي لَهْجَةٍ أَصْدَقَ وَلَا أَوْفَى مِنْ أَبِي ذَرٍّ، شِبْهِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَالْحَاسِدِ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَفَتَعْرِفُ ذٰلِكَ لَهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ فَاعْرِفُوهُ».

نہ زمین نے اٹھایا ہے۔ وہ (تواضع میں) عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے مشابہ ہے۔'' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رشک کرنے والے کی طرح پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ اس میں یہ بات جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، تم (بھی) اسے جان لو۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ، فَقَالَ: أَبُو ذَرٍّ يَمْشِي فِي الْأَرْضِ بِزُهْدِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ [عَلَيْهِ السَّلَامُ].

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ بعض راویوں نے اس حدیث میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں: ابوذر زمین میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا زہد لے کر چل رہے ہیں۔

فائدہ: سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ دنیا کے مال و دولت سے بہت بے نیاز اور زاہد تھے، اس لیے بہت متواضع تھے۔

ملحوظہ: ''ابوذر زمین میں عیسیٰ بن مریم کا زہد لے کر چل رہے ہیں'' اس کی سند ہمیں نہیں مل سکی۔ من وجده فليطلع عليه.

(المعجم ٣٦) بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١١٠)

باب: 36۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨٠٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُحَيَّاةَ يَحْيَى بْنُ يَعْلَى [بْنِ عَطَاءٍ]، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أَخِي عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: لَمَّا أُرِيدَ قَتْلُ عُثْمَانَ جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: جِئْتُ فِي نَصْرِكَ، قَالَ: اخْرُجْ إِلَى النَّاسِ فَاطْرُدْهُمْ عَنِّي فَإِنَّكَ خَارِجًا خَيْرٌ لِّي مِنْكَ دَاخِلًا، فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ إِلَى النَّاسِ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ كَانَ اسْمِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فُلَانٌ فَسَمَّانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبْدَ اللهِ وَنَزَلَتْ فِيَّ آيَاتٌ مِّنْ كِتَابِ اللهِ، نَزَلَتْ فِيَّ ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

[3803] سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا بھتیجا بیان کرتا ہے کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تو سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: آپ کیوں آئے ہیں؟ انھوں نے کہا: آپ کی مدد کے لیے آیا ہوں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: باہر ان لوگوں کے پاس جاؤ اور انھیں مجھ سے دور کر دو کیونکہ آپ کا باہر ہونا میرے حق میں آپ کے میرے پاس ہونے سے بہتر ہے، چنانچہ عبداللہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس آ گئے اور فرمایا: اے لوگو! جاہلیت میں (جب میں مسلمان نہیں تھا) میرا نام فلاں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام عبداللہ رکھا۔ میرے بارے میں اللہ کی کتاب کی بہت سی

٣٨٠٣- [ضعيف] تقدم: ٣٢٥٦ ❊ عمر بن محمد، قال المباركفوري رحمه الله: "لم أقف على ترجمة عمر بن محمد هذا".

الظَّالِمِينَ﴾ [الأحقاف:١٠] وَنَزَلَتْ فِيَّ ﴿قُلْ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾ [الرعد:٤٣] إِنَّ لِلّٰهِ سَيْفًا مَغْمُودًا عَنْكُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ جَاوَرَتْكُمْ فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا الَّذِي نَزَلَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي هٰذَا الرَّجُلِ أَنْ تَقْتُلُوهُ، فَوَاللّٰهِ! لَئِنْ قَتَلْتُمُوهُ لَتَطْرُدُنَّ جِيرَانَكُمُ الْمَلَائِكَةَ وَلَتَسُلُّنَّ سَيْفَ اللّٰهِ الْمَغْمُودَ عَنْكُمْ، فَلَا يُغْمَدُ [عَنْكُمْ] إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. قَالُوا: اقْتُلُوا الْيَهُودِيَّ وَاقْتُلُوا عُثْمَانَ.

آیات اتریں، میرے بارے میں اترا: ''اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس جیسی (کتاب) پر گواہی دی، چنانچہ وہ ایمان لے آیا اور تم نے تکبر کیا، بلاشبہ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (الأحقاف 10:46) اور میرے بارے میں اترا: ''کہہ دیجیے! میرے اور تمھارے درمیان اللہ گواہ کافی ہے اور وہ شخص بھی جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔'' (الرعد 43:13) بلاشبہ اللہ کی تم سے میان میں بند تلوار ہے اور اللہ کے فرشتے تمھارے اس شہر میں جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے، تمھارے ہمسائے ہیں۔ اس آدمی کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو کہ کہیں اسے قتل نہ کر دینا۔ اللہ کی قسم! اگر تم نے اسے قتل کر ڈالا تو تم اپنے ہمسائے فرشتوں کو بھگا دو گے اور اللہ کی میان میں بند تلوار کو سونت لو گے، پھر وہ قیامت تک میان میں نہ ڈالی جا سکے گی۔ بلوائیوں نے کہا: اس یہودی کو قتل کرو اور عثمان کو بھی قتل کر دو۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ وَقَدْ رَوٰى شُعَيْبُ ابْنُ صَفْوَانَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ فَقَالَ: عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس عبدالملک بن عمیر کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ یہ روایت شعیب بن صفوان نے بھی عبدالملک بن عمیر کے واسطے سے سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پوتے سے بیان کی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے اور سورۂ احقاف کی تفسیر میں بھی گزر چکی ہے۔ دیکھیے: (حدیث:3256)

٣٨٠٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عُمَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا حَضَرَ مُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ الْمَوْتُ قِيلَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ!

[3804] یزید بن عمیرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو ان سے کہا گیا: اے ابوعبدالرحمن! ہمیں وصیت فرمائیے۔ انھوں نے کہا: مجھے بٹھا دو، پھر فرمایا: علم اور ایمان کا مقام ہے، جو

٣٨٠٤ـ أخرجه أحمد: ٥/ ٢٤٢ والنسائي في الكبرى، ح: ٨٢٥٣ عن قتيبة به وصححه ابن حبان، ح: ٢٢٥٢ والحاكم: ١/ ٩٨ على شرط الشيخين ووافقه الذهبي * وفي الباب عن سعد (بن أبي وقاص) [البخاري، ح: ٣٨١٢ ومسلم، ح: ٢٤٨٣].

أَوْصِنَا قَالَ: أَجْلِسُونِي فَقَالَ: إِنَّ الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ مَكَانَهُمَا، مَنِ ابْتَغَاهُمَا وَجَدَهُمَا، يَقُولُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَالْتَمِسُوا الْعِلْمَ عِنْدَ أَرْبَعَةِ رَهْطٍ: عِنْدَ عُوَيْمِرٍ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَعِنْدَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ وَعِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَعِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ الَّذِي كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّهُ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ».

انھیں تلاش (طلب) کرے گا، انھیں پالے گا۔ یہ بات تین دفعہ فرمائی۔ اور علم چار افراد سے طلب کرو: ابودرداء عویمر کے پاس سے، سلمان فارسی کے پاس سے، عبداللہ بن مسعود کے پاس سے اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم کے پاس سے، جو یہودی تھے پھر مسلمان ہوئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''وہ جنت میں دس میں سے دسواں ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہود میں سے مسلمان ہونے والے دسویں فرد اور اپنی کتاب کے عالم تھے۔

(المعجم ٣٧) بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١١)

باب: 37۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨٠٥- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي الزَّعْرَاءِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي مِنْ أَصْحَابِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُودٍ».

[3805] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد والے میرے ساتھیوں میں سے ابوبکر وعمر کی اقتدا کرنا اور عمار کے طریقے کو اپنانا اور ابن مسعود کی تلقین و تاکید کو مضبوطی سے تھامنا۔'' رضی اللہ عنہم

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، وَيَحْيَى بْنُ سَلَمَةَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَأَبُو الزَّعْرَاءِ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ هَانِئٍ، وَأَبُو الزَّعْرَاءِ الَّذِي رَوَى عَنْهُ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں یحییٰ بن سلمہ بن کُہَیل کی حدیث کی صورت ہی میں آئی ہے۔ اور یحییٰ بن سلمہ حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ اور ابو زعراء کا نام عبداللہ بن ہانی ہے۔ جس ابو زعراء سے شعبہ،

٣٨٠٥- [ضعيف جدًا] إبراهيم بن إسماعيل ضعيف، وأبوه وجده متروكا الحديث، وأبو الزعراء لين الحديث حديث حذيفة يغني عنه (راجع: ٣٦٦٢).

شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ أَخِي أَبِي الْأَحْوَصِ صَاحِبُ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ.

ثوری اور ابن عیینہ بیان کرتے ہیں اس کا نام عمرو بن عمرو ہے اور وہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد (ہم نشین) ابوالاحوص کا بھتیجا ہے۔

فوائد و مسائل: ① مقصود یہ ہے کہ خلافت کے سلسلے میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تلقین و تاکید پر عمل کرنا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: رسول اللہ ﷺ نے جسے امامت کے لیے آگے کیا ہے، ہم اسے پیچھے نہیں کر سکتے۔ کیا جسے نبی ﷺ نے ہمارے دین (نماز) کے لیے منتخب فرمایا ہے ہم اسے اپنی دنیا (سیاست وخلافت) کے لیے پسند نہ کریں۔ ② آپ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے بعد میں آنے والے قرار دیا جو اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کے بعد یہی خلیفہ ہوں گے۔ (تحفة الأحوذي: 209/10)

٣٨٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مُوسٰى يَقُولُ: لَقَدْ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ وَمَا نُرٰى حِينًا إِلَّا أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ لِمَا نَرٰى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ.

[3806] اسود بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے: میں اور میرا بھائی یمن سے آئے اور ہم ایک عرصے تک سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کے گھرانے کا ایک فرد سمجھتے رہے کیونکہ ہم دیکھتے تھے کہ وہ اور ان کی والدہ نبی ﷺ کے پاس بکثرت آتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ [غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ] وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (اس سند سے غریب ہے۔) اسے سفیان ثوری نے بھی ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ امتیاز ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنا زیادہ وقت نبی ﷺ کے ساتھ گزارتے تھے۔

٣٨٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: أَتَيْنَا حُذَيْفَةَ فَقُلْنَا: حَدِّثْنَا بِأَقْرَبِ النَّاسِ مِنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ هَدْيًا وَدَلًّا فَنَأْخُذَ عَنْهُ وَنَسْمَعَ مِنْهُ، قَالَ: كَانَ

[3807] عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ہمیں بتایئے، لوگوں میں سے سب سے زیادہ طریقے اور ہیئت میں رسول اللہ ﷺ کے قریب کون تھا تاکہ ہم اس سے علم حاصل کریں اور اس سے حدیث سنیں۔ انھوں نے

٣٨٠٦ـ أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، ح: ٣٧٦٣ عن أبي كريب ومسلم، ح: ٢٤٦٠ من حديث إبراهيم بن يوسف به * حديث سفيان الثوري: رواه مسلم.

٣٨٠٧ـ أخرجه البخاري، أيضًا، ح: ٣٧٦٢ من حديث أبي إسحاق السبيعي به.

أَقْرَبَ النَّاسِ هَدْيًا وَدَلًّا وَسَمْتًا بِرَسُولِ اللهِ ﷺ ابْنُ مَسْعُودٍ حَتَّى يَتَوَارَى مِنَّا فِي بَيْتِهِ وَلَقَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوظُونَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَّ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ هُوَ مِنْ أَقْرَبِهِمْ إِلَى اللهِ زُلْفَى.

فرمایا: طریقہ، ہیئت اور شکل وصورت میں رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ قریب ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے حتیٰ کہ وہ ہم سے آپ کے گھر میں چھپ جاتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے محفوظ ساتھیوں کو پتہ ہے کہ ابن ام عبد، ان میں سے اللہ تعالیٰ کا زیادہ قرب رکھنے والوں میں سے ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: دَلّ: اچھی خصلت، سکون واطمینان کی حالت، سمت وراستہ، چال ڈھال۔

فائدہ: محفوظ ساتھیوں سے مراد وہ حضرات ہیں جو قول وفعل میں نبی ﷺ کا طریقہ اختیار کرتے تھے۔ ان میں انحراف پیدا نہیں ہوا تھا اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درجات ومراتب سے بھی آگاہ تھے۔ (تحفة الأحوذي: 210/10)

٣٨٠٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا صَاعِدٌ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا مِّنْهُمْ مِّنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ لَأَمَّرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ».

[3808] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں ان میں سے کسی کو بغیر مشورے کے کوئی کام سپرد کرتا تو ان پر ابن ام عبد کو عامل مقرر کرتا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف حارث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے۔

٣٨٠٩- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا مِّنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ لَأَمَّرْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ».

[3809] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں کسی کو بغیر مشورہ لیے امیر مقرر کرتا تو ابن ام عبد کو امیر بناتا۔''

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ ام عبد، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ہے۔

٣٨٠٨ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ١٠٧/١ من حديث زهير، وابن ماجه، ح: ١٣٧ من حديث أبي إسحاق به، والحارث الأعور ضعيف مشهور.

٣٨٠٩ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، فضل عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، ح: ١٣٧ من حديث وكيع به، وانظر الحديث السابق لعلته.

٣٨١٠- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِّنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَّأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّسَالِمٍ مَّوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[3810] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید چار اشخاص سے سیکھو: ابن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم سے۔'' رضی اللہ عنہم۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ان حضرات نے نبیٔ اکرم ﷺ سے بڑے اہتمام اور توجہ سے قرآن پڑھنے کے بعد اس کی تعلیم دینے کے لیے اپنے آپ کو وقف کر لیا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے ان سے قرآن سیکھنے کا حکم دیا۔

٣٨١١- حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ بْنُ مَخْلَدٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ أَبِي سَبْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَسَأَلْتُ اللهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسَّرَ لِي أَبَا هُرَيْرَةَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي سَأَلْتُ اللهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَوُفِّقْتَ لِي، فَقَالَ لِي: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ جِئْتُ أَلْتَمِسُ الْخَيْرَ وَأَطْلُبُهُ فَقَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُّجَابُ الدَّعْوَةِ، وَابْنُ مَسْعُودٍ صَاحِبُ طَهُورِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَعْلَيْهِ، وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَعَمَّارٌ الَّذِي أَجَارَهُ اللهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ، وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ. قَالَ قَتَادَةُ: وَالْكِتَابَانِ الْإِنْجِيلُ وَالْقُرْآنُ.

[3811] خیثمہ بن ابی سبرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ آیا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ مجھے کوئی باصلاحیت ساتھی میسر فرمائے۔ تو اس نے مجھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی رفاقت بخشی۔ میں ان کے پاس بیٹھا اور ان سے عرض کیا: میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے کوئی اچھا ساتھی میسر فرمائے تو اس کی توفیق سے آپ مجھے ملے ہیں۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا: تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: میں کوفے کا باشندہ ہوں۔ میں خیر کی جستجو اور طلب میں آیا ہوں۔ انھوں نے کہا: کیا تمھارے ہاں سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نہیں جن کی دعا قبول ہوتی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں جو رسول اللہ ﷺ کے (سامانِ) طہارت اور جوتوں کے محافظ تھے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نہیں جو رسول اللہ ﷺ کے راز داں تھے اور عمار رضی اللہ عنہ نہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبان سے شیطان سے پناہ دی تھی اور سلمان رضی اللہ عنہ نہیں جو دو کتابوں پر ایمان لائے۔ قتادہ کا قول ہے کہ دو کتابوں سے مراد: قرآن اور انجیل ہے۔

٣٨١٠- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل عبدالله بن مسعود وأمه رضي الله تعالى عنهما، ح: ٢٤٦٤ من حديث الأعمش، والبخاري، ح: ٣٧٦٠ من حديث شقيق بن سلمة أبي وائل به.

٣٨١١- أخرجه الحاكم: ٣/ ٣٩٢ وصححه هو والذهبي وللحديث شواهد معنوية.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَخَيْثَمَةُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَبْرَةَ [إِنَّمَا] نُسِبَ إِلٰى جَدِّهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خیثمہ عبد الرحمٰن بن ابی سبرہ کا بیٹا ہے جو اپنے دادا کی طرف منسوب ہے۔

فائدہ: سیدنا سعد بن مالک ابو وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ! اس کی دعا قبول کرنا جیسا کہ ان کے مناقب میں گزر چکا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے خادم خاص تھے۔ آپ کی طہارت، جوتی اور تکیے کا اہتمام و انتظام کرتے تھے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے منافقوں کے حالات اور فتنوں سے آگاہ فرمایا تھا۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: اسے جب دو چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہو تو یہ اس چیز کو پسند کرتا ہے جس میں رشد و ہدایت زیادہ ہو اور وہ مشرکین مکہ کے ظلم و ستم کے باوجود دین پر قائم رہے تھے۔ (تحفة الأحوذي: 212/10، 213) سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پہلے مجوسی تھے، پھر عیسائیت اختیار کی، آخر میں مسلمان ہو گئے۔

(المعجم ٣٨) بَابُ مَنَاقِبِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١١٢)

باب: 38۔ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨١٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عِيسٰى عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوِ اسْتَخْلَفْتَ. قَالَ: «إِنِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوهُ عُذِّبْتُمْ، وَلٰكِنْ مَا حَدَّثَكُمْ حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوهُ، وَمَا أَقْرَأَكُمْ عَبْدُ اللهِ فَاقْرَءُوهُ».

قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَقُلْتُ لِإِسْحٰقَ بْنِ عِيسٰى: يَقُولُونَ هٰذَا: عَنْ أَبِي وَائِلٍ. قَالَ: عَنْ زَاذَانَ إِنْ شَاءَ اللهُ.

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَهُوَ حَدِيثُ شَرِيكٍ.

[3812] سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اے کاش آپ اپنا جانشین مقرر فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر میں (صراحتاً) خلیفہ مقرر کر دوں اور تم اس کی نافرمانی کرو تو تمھیں عذاب دیا جائے گا لیکن اس سلسلے میں حذیفہ جو کچھ کہیں، اس کی تصدیق کرنا اور جو عبداللہ پڑھائے، اسے پڑھنا۔''

(امام صاحب کے استاد) عبداللہ کہتے ہیں: میں نے (اپنے استاد) اسحاق بن عیسیٰ سے کہا کہ لوگ یہ حدیث سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ابو وائل کے واسطے سے بیان کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا: ان شاء اللہ زاذان کا واسطہ صحیح ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں: یہ شریک کی حدیث حسن ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ سیدنا حذیفہ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما دونوں سے یہ صحیح روایت آئی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد آنے والے دو افراد: ابوبکر اور عمر کی اقتدا کرنا۔'' گویا آپ نے اپنے بعد ان دونوں کی

٣٨١٢ـ [ضعيف] * أبو اليقظان عثمان بن عمير: ضعيف تقدم وله لون آخر عند الحاكم: ٣/ ٧٠.

خلافت کی طرف اشارہ فرما دیا، پھر عملی طور پر بھی ایسا ہی ہوا۔

(المعجم ٣٩) بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١١٢)

باب: 39۔ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨١٣- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ فَرَضَ لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ وَخَمْسِمِائَةٍ، وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لِأَبِيهِ: لِمَ فَضَّلْتَ أُسَامَةَ عَلَيَّ؟ فَوَاللهِ! مَا سَبَقَنِي إِلَى مَشْهَدٍ، قَالَ: لِأَنَّ زَيْدًا كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَبِيكَ، وَكَانَ أُسَامَةُ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْكَ، فَآثَرْتُ حِبَّ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى حِبِّي.

[3813] زید بن اسلم رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار مقرر کیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تین ہزار تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سے پوچھا: آپ نے مجھ پر اسامہ کو فضیلت کیوں دی؟ اللہ کی قسم! وہ کسی جنگ میں مجھ سے پہلے حاضر نہیں ہوئے۔ انھوں نے جواب دیا: کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو زید سے تیرے باپ کی نسبت زیادہ محبت تھی اور اسامہ سے رسول اللہ ﷺ کو تجھ سے زیادہ محبت تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیارے کو اپنے پیارے پر ترجیح دی ہے۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فوائد و مسائل: ① سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وظیفے میں کمی بیشی کا مدار ہجرت میں تقدیم یا جنگوں میں زیادہ شرکت پر رکھا تھا اور ان دونوں میں سے کسی اعتبار سے بھی سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر امتیاز و سبقت حاصل نہ تھی، اس لیے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وجہ پوچھی کہ کس سبب سے انھیں زیادہ وظیفہ ملا اور مجھ پر فضیلت اور برتری حاصل ہوئی۔ ② محبت کی جہات اور وجوہ مختلف تھیں، اس لیے مختلف جہات سے نبی ﷺ کو مختلف لوگوں سے محبت تھی۔ اسامہ اور زید کی طرح سیدنا ابوبکر، عمر، سیدہ عائشہ و خدیجہ، سیدنا حسن و حسین اور علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم کو بھی یہ شرف حاصل تھا۔

٣٨١٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَا كُنَّا نَدْعُو زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ

[3814] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد کے نام سے پکارتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی: ''انھیں ان کے باپوں کی طرف منسوب

٣٨١٣- [حسن لغيره] هذا إسناد ضعيف لضعف سفيان بن وكيع، وللحديث شواهد عند ابن سعد: ٤/ ٧٠ وغيره، أحدها إسناده حسن.

٣٨١٤- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل زيد بن حارثة وابنه أسامة رضي الله عنهما، ح: ٢٤٢٥ عن قتيبة، والبخاري، ح: ٤٧٨٢ من حديث موسى بن عقبة به وتقدم: ٣٢٠٩.

إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَتْ: ﴿اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ﴾ [الأحزاب:٥].

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

کر کے پکارو، یہ بات اللہ کے ہاں زیادہ انصاف والی ہے۔'' (الأحزاب 5:33)

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: اس کی وضاحت سورۂ احزاب کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

٣٨١٥- حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ بْنُ مَخْلَدٍ [الْبَصْرِيُّ] وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الرُّومِيِّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَبَلَةُ بْنُ حَارِثَةَ أَخُو زَيْدٍ قَالَ: قَدِمْتُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! ابْعَثْ مَعِي أَخِي زَيْدًا، قَالَ: «هُوَ ذَا»، قَالَ: «فَإِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ أَمْنَعْهُ». قَالَ زَيْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللهِ! لَا أَخْتَارُ عَلَيْكَ أَحَدًا، قَالَ: فَرَأَيْتُ رَأْيَ أَخِي أَفْضَلَ مِنْ رَأْيِي.

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ الرُّومِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ.

[3815] سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے بھائی جبلہ بن حارثہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ میرے بھائی زید کو میرے ساتھ بھیج دیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ موجود ہے۔'' فرمایا: ''اگر وہ تیرے ساتھ جانا چاہے تو میں اسے نہیں روکوں گا۔'' زید نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں آپ پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا، سو میں نے اپنے بھائی کی رائے کو اپنی رائے سے بہتر سمجھا۔

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے ابن رومی ہی علی بن مسہر سے بیان کرتا ہے۔

فائدہ: سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کو ترجیح دی جو دنیا اور آخرت کی کامرانیوں اور سعادتوں کا باعث ہے، اسی لیے ان کی رائے بہتر ٹھہری۔

٣٨١٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِي إِمْرَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمْرَتِهِ، فَقَدْ

[3816] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ روانہ فرمایا اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بنایا تو کچھ لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اس کی امارت پر طعن کرتے ہو تو کوئی نئی بات نہیں۔ تم نے تو اس سے پہلے

٣٨١٥- [حسن لغيره] أخرجه الطبراني: ٢/ ٢٨٦، ح: ٢١٩٢ من حديث علي بن مسهر به وللحديث شواهد * ورواه منجاب ابن الحارث عن علي بن مسهر به.

٣٨١٦- أخرجه البخاري، المغازي، باب بعث النبي ﷺ أسامة بن زيد رضي الله عنهما في مرضه الذي توفي فيه، ح: ٤٤٦٩ من حديث مالك، ومسلم، ح: ٢٤٢٦ من حديث عبدالله بن دينار به.

كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمْرَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَايْمُ اللهِ! إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِّلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هٰذَا مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ».

اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کیا تھا۔ اللہ کی قسم! وہ امارت کا اہل تھا اور میرے محبوب لوگوں میں سے تھا اور یہ بھی اس کے بعد میرے محبوب لوگوں میں سے ہے۔"

قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكِ ابْنِ أَنَسٍ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب ایک اور سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لشکر کی سپہ سالاری میں صرف کسی کے مقام و مرتبے اور عمر رسیدگی ہی کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ کچھ دیگر امور بھی ملحوظ ہوتے ہیں، اس لیے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی موجودگی میں دوسرے افراد امیر لشکر بنائے جاتے رہے ہیں اور یہ تو آزاد کردہ غلام تھے۔

(المعجم ٤٠) بَابُ مَنَاقِبِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١١٢)

باب: 40۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے فضائل

٣٨١٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِينَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَدْ أُصْمِتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا فَأَعْرِفُ أَنَّهُ يَدْعُولِي.

[3817] سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری نے شدت اختیار کی تو میں اور دوسرے لوگ مدینہ اتر آئے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ گفتگو کرنے سے رک چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ مجھ پر رکھ کر انھیں بلند کرنے لگے تو میں سمجھ گیا کہ آپ میرے لیے دعا فرما رہے ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر ترتیب دیا تھا جس کے امیر سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کی نوعمری کے سبب لوگوں نے ان کی سپہ سالاری پر اعتراض کیا تھا۔ یہ لشکر روانہ ہو کر مدینے سے تین میل دور مقام جرف میں خیمہ زن ہو چکا تھا کہ آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور یہ لشکر آگے روانہ نہ ہو سکا بلکہ آپ کو دیکھنے کے لیے مدینے واپس آ گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد اسے روانہ کیا۔

٣٨١٧ـ أخرجه أحمد: ٥/ ٢٠١ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به وصرح بالسماع.

٣٨١٨- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنَحِّيَ مُخَاطَ أُسَامَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: دَعْنِي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّذِي أَفْعَلُ. قَالَ: «يَا عَائِشَةُ! أَحِبِّيهِ، فَإِنِّي أُحِبُّهُ».

[3818] سیدہ عائشہ مومنوں کی ماں رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی ناک صاف کرنا چاہی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: چھوڑ یے یہ فریضہ میں سرانجام دوں گی۔ آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! اس سے محبت کر کیونکہ میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٣٨١٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ. قَالَ: حَدَّثَ عُمَرُ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا [عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ] إِذْ جَاءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ، فَقَالَا: يَا أُسَامَةُ! اسْتَأْذِنْ لَنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ، فَقَالَ: «أَتَدْرِي، مَا جَاءَ بِهِمَا؟» قُلْتُ: لَا [أَدْرِي]، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لٰكِنِّي أَدْرِي، ائْذَنْ لَهُمَا» فَدَخَلَا، فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ! جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ أَيُّ أَهْلِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: «فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ» فَقَالَا: مَا جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ أَهْلِكَ. قَالَ: «أَحَبُّ أَهْلِي إِلَيَّ مَنْ قَدْ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْهِ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ». قَالَا: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ». قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللهِ! جَعَلْتَ عَمَّكَ آخِرَهُمْ؟ قَالَ: «إِنَّ عَلِيًّا قَدْ سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ».

[3819] سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں (نبی ﷺ کے پاس) بیٹھا ہوا تھا کہ سیدنا علی اور عباس رضی اللہ عنہما اجازت طلب کرنے کے لیے آ گئے۔ دونوں نے کہا: اے اسامہ! ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کیجیے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! علی اور عباس رضی اللہ عنہما اجازت طلب کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جانتے ہو، وہ کیوں آئے ہیں؟'' میں نے کہا: نہیں۔ میں نہیں جانتا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لیکن میں جانتا ہوں۔ انھیں اجازت دے دو۔'' وہ دونوں اندر آ گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ ہم آپ سے پوچھتے ہیں: آپ کے اہل میں سے آپ کو زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''فاطمہ بنت محمد۔'' دونوں نے کہا: ہم آپ سے آپ کے گھرانے (اہل و عیال) کے بارے میں پوچھنے نہیں آئے۔ آپ نے فرمایا: ''میرے متعلقین میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس پر اللہ نے انعام فرمایا ہے اور میں نے احسان کیا ہے، اسامہ بن زید۔''

٣٨١٨ـ أخرجه ابن حبان (الإحسان): ٧٠١٨ من حديث الحسين بن حريث به وللحديث شواهد كثيرة، انظر: ١٤٣٠ * طلحة ابن يحيى وثقه الجمهور وهو حسن الحديث وقال البرقي: أكثر أهل العلم بالحديث يثبتونه.

٣٨١٩ـ [ضعيف] أخرجه الطبراني: ١٥٨/١، ح: ٣٦٩ من حديث أبي عوانة به. * عمر بن أبي سلمة: ضعيف وانظر الضعيفة للألباني، ح: ١٨٤٤.

دونوں نے کہا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''پھر علی بن ابی طالب۔'' عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنے چچا کو آخر میں کر ڈالا۔ آپ نے فرمایا: ''علی آپ پر ہجرت کرنے میں سبقت لے گیا ہے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ]. وَكَانَ شُعْبَةُ يُضَعِّفُ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) ہے۔ اور امام شعبہ، عمر بن ابی سلمہ کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

(المعجم ٤١) بَابُ مَنَاقِبِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (التحفة ١١٥)

باب: 41۔ سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨٢٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ عَمْرٍو الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ. قَالَ: مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا ضَحِكَ.

[3820] سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے کبھی مجھے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا اور آپ نے جب بھی مجھے دیکھا، مسکرا دیے۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انھوں نے جب بھی رسول اللہ ﷺ سے ملنے کی خواہش کی تو آپ نے انھیں ملنے کی اجازت عنایت فرمائی اور گھر میں اپنے پاس بلا لیا اور جو مانگا عنایت فرمایا اور جب آپ سے ملاقات ہوتی سیدنا جریر رضی اللہ عنہ مجلس میں حاضر ہوتے تو آپ انھیں دیکھ کر تبسم فرماتے۔

٣٨٢١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنِي زَائِدَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ.

[3821] سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے کبھی مجھے اجازت دینے سے محروم نہیں کیا اور ہر بار مجھے دیکھ کر آپ مسکرائے۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٨٢٠- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب ذكر جرير بن عبدالله البجلي رضي الله عنه، ح: ٣٨٢٢، ومسلم، ح: ٢٤٧٥ من حديث بيان به.

٣٨٢١- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من لا يثبت على الخيل، ح: ٣٠٣٥، ومسلم، ح: ٢٤٧٥ من حديث إسماعيل ابن أبي خالد به.

(المعجم ٤٢) بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا (التحفة ١١٦)

باب:42۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل

٣٨٢٢- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي جَهْضَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَأَى جِبْرَئِيلَ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - مَرَّتَيْنِ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَرَّتَيْنِ.

[3822] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے جبریل علیہ السلام کو (اصل شکل میں) دو دفعہ دیکھا اور نبی ﷺ نے اس (ابن عباس رضی اللہ عنہما) کے حق میں دو دفعہ دعا فرمائی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ، وَأَبُو جَهْضَمٍ لَمْ يُدْرِكِ ابْنَ عَبَّاسٍ. [وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ]، وَأَبُو جَهْضَمٍ اسْمُهُ مُوسَى بْنُ سَالِمٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث مرسل (منقطع) ہے۔ ابو جهضم کو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ روایت عبداللہ بن عباس کے بیٹے عبیداللہ بھی بیان کرتے ہیں۔ اور ابو جهضم کا نام موسیٰ بن سالم ہے۔

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے، تاہم یہ صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں دو دفعہ دعا فرمائی: ایک دفعہ جب رسول اکرم ﷺ بیت الخلاء میں گئے تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے باہر پانی رکھ دیا۔ آپ نے پوچھا: ''یہ پانی کس نے رکھا ہے؟'' آپ کو بتلایا گیا تو آپ نے دعا دی: [اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ] ''اے اللہ! اسے دین کی سوجھ بوجھ عنایت فرما۔'' ایک اور موقع پر نبی ﷺ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے سینے سے لگا کر فرمایا: [اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ، اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ] ''اے اللہ! اسے کتاب وسنت کا علم عنایت فرما۔'' دیکھیے: (صحيح البخاري، الوضوء، حديث: 143، اور فضائل أصحاب النبي ﷺ، حديث: 3756)

٣٨٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ [الْمُكْتِبُ] الْمُؤَدِّبُ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: دَعَا لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُؤْتِيَنِي اللهُ الْحُكْمَ مَرَّتَيْنِ.

[3823] سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دفعہ میرے لیے دعا فرمائی کہ اللہ مجھے حکمت ودانش سے نواز دے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَطَاءٍ وَقَدْ رَوَاهُ عِكْرِمَةُ عَنِ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث، اس سند سے عطاء سے حسن غریب ہے اور اسے عکرمہ بھی سیدنا ابن

٣٨٢٢ـ [ضعيف] أخرجه ابن سعد: ٢/ ٣٧٠ من طريق مجروح عن سفيان الثوري به * ليث بن أبي سليم: ضعيف مدلس تقدم مرارًا.

٣٨٢٣ـ أخرجه النسائي في الكبرىٰ، ح: ٨١٧٨ عن محمد بن حاتم به.

ابْنِ عَبَّاسٍ.

عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں۔

٣٨٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِي إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: «اللّٰهُمَّ! عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ».

[3824] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لگایا اور دعا کی: ''اے اللہ! اسے حکمت سکھا دے۔''

قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: حکمت کے معنی ہیں: وَضْعُ الْأَشْيَاءِ فِي مَوَاضِعِهَا، ہر چیز کو اس کے صحیح موقع و محل پر رکھنا۔ اور بقول صاحب تاج العروس: اشیاء کی صحیح حقیقت کو جان لینا اور اس صحیح علم کے مطابق اس پر عمل پیرا ہونا۔ گویا حکمت کا مقصد قرآن کے حقائق و معارف کا صحیح صحیح علم ہونا اور اس پر عمل کا طریقہ جان لینا ہے۔ اس حدیث سے سینے سے سینہ ملا کر علم منتقل کرنے پر استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ اگر آپ ﷺ نے اپنے سینے سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سینے میں علم منتقل فرما دیا تھا تو پھر دعا کرنے کی کیا ضرورت تھی اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے علم کیوں حاصل کیا اور اس کے لیے انتہائی محنت و کوشش سے کام کیوں لیا۔ سینے کے ساتھ چمٹا لینا تو دراصل پیار و محبت کا ایک طریقہ ہے، نہ کہ علم منتقل کرنے کا ذریعہ۔

(المعجم ٤٣) بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا (التحفة ١١)

باب: 43۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل

٣٨٢٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّمَا بِيَدِي قِطْعَةُ إِسْتَبْرَقٍ وَلَا أُشِيرُ بِهَا إِلَى مَوْضِعٍ مِّنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِي إِلَيْهِ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «إِنَّ أَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ»، أَوْ: «إِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ».

[3825] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے ہاتھ میں گویا ریشم کا ایک ٹکڑا دیکھا۔ میں اسے جنت میں جس طرف جانے کا اشارہ کرتا ہوں وہ مجھے اڑا کر وہاں لے جاتا ہے۔ میں نے یہ خواب (اپنی بہن) حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا تو حفصہ نے وہ نبی ﷺ کو سنا دیا۔ تب آپ نے فرمایا: ''بے شک تیرا بھائی نیک آدمی ہے۔'' یا فرمایا: ''بے شک عبداللہ نیک آدمی ہے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٨٢٤- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب ذكر ابن عباس رضي الله عنهما، ح: ٣٧٥٦ من حديث خالد الحذاء، ومسلم، ح: ٢٤٧٧ من حديث ابن عباس به.

٣٨٢٥- أخرجه البخاري، التعبير، باب الاستبرق ودخول الجنة في المنام، ح: ٧٠١٥، ٧٠١٦، ومسلم، ح: ٢٤٧٨ من حديث أيوب السختياني به.

فائدہ: کسی انسان کے لیے اس سے بڑا شرف کیا ہوسکتا ہے کہ اس کی صالحیت اور صلاحیت کا رسول اللہ ﷺ اعتراف فرمائیں۔ صالح انسان وہی ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا کرے۔

(المعجم ٤٤) بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (التحفة ١١٨)

باب: 44۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل

٣٨٢٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُؤَمَّلِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي بَيْتِ الزُّبَيْرِ مِصْبَاحًا، فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! مَا أُرَى أَسْمَاءَ إِلَّا قَدْ نُفِسَتْ فَلَا تُسَمُّوهُ حَتَّى أُسَمِّيَهُ» فَسَمَّاهُ عَبْدَ اللهِ وَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ بِيَدِهِ.

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

[3826] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر چراغ جلتا دیکھا تو فرمایا: ''اے عائشہ! میرا خیال ہے کہ اسماء کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔ تم اس کا نام نہ رکھنا۔ اس کا نام میں ہی رکھوں گا۔'' چنانچہ آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور اسے کھجور سے اپنے ہاتھ سے گھٹی دی۔

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ صحیح روایت اس طرح ہے کہ قباء جگہ میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو وہ اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ آپ اسے گھٹی دیں۔ آپ نے بچے کو اپنی گود میں لے لیا، کھجور منگوائی اور اسے چبا کر اپنا لعاب دہن بچے کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ (صحیح مسلم، الآداب، حدیث: 5616 (2146)) یہ بہت بڑا شرف ہے جو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو حاصل ہوا کہ ان کے پیٹ میں سب سے پہلے نبی ﷺ کا لعاب دہن داخل ہوا اور ان کا نام بھی آپ ﷺ ہی نے تجویز فرمایا۔

(المعجم ٤٥) بَابُ مَنَاقِبِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (التحفة ١١٩)

باب: 45۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨٢٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَمِعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ صَوْتَهُ،

[3827] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گزرے تو میری ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کی آواز سن لی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں

٣٨٢٦ـ [ضعيف بهذا السياق] * عبدالله بن المؤمل ضعيف (تقريب) وروى مسلم، ح: ٢١٤٦ والبخاري، ح: ٣٩٠٩، ٣٩١٠: "نفست (أسماء) بعبدالله (بن الزبير) بقباء ثم خرجت إلى رسول الله ﷺ ليحنكه، فأخذه رسول الله ﷺ منها فوضعه في حجره، ثم دعا بتمرة . . . فمضغها ثم بصقها في فيه ـــ وسماه عبدالله ـــ" وهو المحفوظ.

٣٨٢٧ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل أنس بن مالك رضي الله عنه، ح: ٢٤٨١ عن قتيبة به.

فَقَالَتْ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ! أُنَيْسٌ. قَالَ: فَدَعَا لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ دَعَوَاتٍ، قَدْ رَأَيْتُ مِنْهُنَّ اثْنَتَيْنِ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَرْجُو الثَّالِثَةَ فِي الْآخِرَةِ.

باپ آپ پر قربان! میرے پیارے بیٹے انس کے لیے دعا فرمائیں تو رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے تین دعائیں کیں۔ میں ان میں سے دو کا دنیا میں مشاہدہ کر چکا ہوں اور تیسری کا آخرت میں امیدوار ہوں۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ اور یہ حدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے آئی ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے لیے دنیا میں: ① لمبی عمر اور اولاد کی کثرت ② مال و دولت کی فراوانی اور آخرت میں ③ مغفرت وبخشش کی دعا فرمائی: [اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَأَطِلْ حَيَاتَهُ وَاغْفِرْ لَهُ] (الأدب المفرد للبخاري، حديث: 653)

٣٨٢٨- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رُبَّمَا قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَاذَا الْأُذُنَيْنِ». قَالَ أَبُو أُسَامَةَ: يَعْنِي يُمَازِحُهُ.

[3828] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کتنی ہی مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے دو کانوں والے!'' ابواسامہ کہتے ہیں: یعنی آپ ان سے خوش طبعی فرماتے تھے۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ کا کسی سے خوش طبعی فرمانا اور اس سے مذاق کرنا اس سے بے تکلفی اور محبت کی دلیل ہے اور آپ کا یہ رویہ اس کے لیے انتہائی شرف وعزت کا باعث ہے۔

٣٨٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ خَادِمُكَ ادْعُ اللهَ لَهُ. قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ».

[3829] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انس بن مالک آپ کا خادم ہے، اس کے حق میں دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! اس کے مال اور اس کی اولاد کو زیادہ فرما اور اسے تو جو کچھ عنایت فرمائے، اس میں برکت ڈال دے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٨٢٨- تقدم: ١٩٩٢.

٣٨٢٩- أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء بكثرة المال والولد مع البركة، ح: ٦٣٧٨، ٦٣٧٩، ومسلم، ح: ٢٤٨٠ عن محمد بن بشار به.

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو کثیر اولاد سے نوازا، سو سے زائد ان کے بیٹے اور پوتے زندہ تھے اور سو سے زائد حجاج کے بصرہ آنے تک فوت ہو چکے تھے۔ (صحيح البخاري، الصوم، حديث: 1982) اور ان کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا۔ (الأدب المفرد للبخاري، حديث: 653)

٣٨٣٠- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ أَنَسٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: كَنَّانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِبَقْلَةٍ كُنْتُ أَجْتَنِيهَا.

[3830] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سبزی چنا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے مناسب میری کنیت (ابوحمزہ) رکھ دی۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ عَنْ أَبِي نَصْرٍ. وَأَبُو نَصْرٍ هُوَ خَيْثَمَةُ بْنُ أَبِي خَيْثَمَةَ الْبَصْرِيُّ رَوٰى عَنْ أَنَسٍ أَحَادِيثَ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔ اور ابونصر سے مراد خیثمہ بن ابی خیثمہ بصری ہے جو سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایات بیان کرتا ہے۔

٣٨٣١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ الْحُبَابِ. حَدَّثَنَا مَيْمُونٌ أَبُو عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَالَ: قَالَ لِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: يَا ثَابِتُ! خُذْ عَنِّي فَإِنَّكَ لَنْ تَأْخُذَ عَنْ أَحَدٍ أَوْثَقَ مِنِّي، إِنِّي أَخَذْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ جِبْرَئِيلَ، وَأَخَذَهُ جِبْرَئِيلُ عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

[3831] ثابت بُنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ثابت! مجھ سے روایات لے لو کیونکہ تمھیں مجھ سے زیادہ قابل اعتماد احادیث کسی سے نہیں ملیں گی، اس لیے کہ میں نے وہ براہ راست رسول اللہ ﷺ سے لی ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے اور جبریل علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے لی ہیں۔

٣٨٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ. حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مَيْمُونٍ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَعْقُوبَ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: وَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ جِبْرَئِيلَ.

[3832] امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں لیکن اس میں نبی ﷺ کے سیدنا جبریل علیہ السلام سے حاصل کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف زید بن حباب بیان کرتا

٣٨٣٠ـ [ضعيف جدًا] أخرجه أحمد: ٣/ ١٢٧، ١٦١ من حديث جابر الجعفي به وهو ضعيف جدًا رافضي وأبو نصر خيثمة بن أبي خيثمة: "لين الحديث" (تقريب).

٣٨٣١ـ [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٣/ ٥٧٤ من حديث زيد بن حباب به، ميمون: مجهول أو مستور (تقريب).

٣٨٣٢ـ [ضعيف] انظر الحديث السابق.

ہے۔

فائدہ: مذکورہ تینوں روایات ضعیف ہیں، یعنی 3830-3832۔

٣٨٣٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ أَبِي خَلْدَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْعَالِيَةِ: سَمِعَ أَنَسٌ مِّنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: خَدَمَهُ عَشْرَ سِنِينَ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ، وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ يَحْمِلُ فِي السَّنَةِ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ، وَكَانَ فِيهَا رَيْحَانٌ، يَجِدُ مِنْهُ رِيحَ الْمِسْكِ.

[3833] ابو خلدہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ سے پوچھا: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے سنا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: انھوں نے دس سال آپ کی خدمت کی ہے اور نبی ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔ اور ان کا ایک باغ تھا (جو آپ کی دعا کی برکت سے) سال میں دو دفعہ پھل لاتا تھا اور اس میں ایک ریحان (نیاز بو) کا پودا تھا جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو خَلْدَةَ اسْمُهُ خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ، وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَقَدْ أَدْرَكَ [أَبُو خَلْدَةَ] أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَرَوٰى عَنْهُ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ابوخلدہ کا نام خالد بن دینار ہے اور وہ محدثین کے نزدیک قابل اعتماد ہے۔ اس (ابوخلدہ) نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا دور پایا ہے اور ان سے روایت کی ہے۔

(المعجم ٤٦) بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(التحفة ١٢٠)

باب: 46۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَسَطْتُ ثَوْبِي عِنْدَهُ ثُمَّ أَخَذَهُ فَجَمَعَهُ عَلٰى قَلْبِي، فَمَا نَسِيتُ بَعْدَهُ [حَدِيثًا].

[3834] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے اپنا کپڑا پھیلا دیا، پھر آپ نے اسے پکڑ کر میرے دل کے ساتھ ملا دیا، چنانچہ اس کے بعد میں کوئی حدیث نہیں بھولا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

فائدہ: نبیٔ اکرم ﷺ نے چادر میں اپنے دونوں ہاتھوں سے کوئی چیز ڈالی (صحيح البخاري، العلم، حديث: 119) جس

٣٨٣٣۔ تفرد به الترمذي وانظر الشواهد والمتابعات في الصحيحة للألباني، ح: ٢٢٤١.

٣٨٣٤۔ للحديث شواهد، انظر الحديث الآتي * أبو الربيع: تقدم ذكره: ٧٦٠.

کی برکت سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی قوت حفظ و یادداشت تیز ہوگئی اور انھیں آپ ﷺ کا ہر فرمان یاد رہنے لگا۔ مزید برآں وہ ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے تھے اور آپ کی احادیث یاد رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔

٣٨٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَسْمَعُ مِنْكَ أَشْيَاءَ فَلَا أَحْفَظُهَا، قَالَ: «ابْسُطْ رِدَاءَكَ»، فَبَسَطْتُ فَحَدَّثَ حَدِيثًا كَثِيرًا، فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا حَدَّثَنِي بِهِ.

[3835] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے بہت سی اشیاء، یعنی احادیث سنتا ہوں پھر انھیں یاد نہیں رکھ سکتا۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی چادر بچھا!'' چنانچہ میں نے اسے بچھا دیا، آپ نے بہت سی احادیث بیان کیں تو آپ نے مجھے جو کچھ بھی بتایا، اس سے کچھ نہیں بھولا۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے آئی ہے۔

فائدہ: صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ نے دونوں ہاتھوں سے چلو بھر کر اس میں کچھ ڈالا، پھر فرمایا: ''اسے اپنے ساتھ ملا لو'' اور میں نے اسے اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس کے بعد میں کچھ نہیں بھولا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چادر سینے کے ساتھ جوڑنے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی دخل ہے، دونوں نے اسے سینے کے ساتھ چسپاں کیا، اس کی برکت سے حافظہ قوی ہوگیا اور ہر حدیث ذہن نشین ہوگئی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، العلم، حديث: 119)

٣٨٣٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَنْتَ كُنْتَ أَلْزَمَنَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحْفَظَنَا لِحَدِيثِهِ.

[3836] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوہریرہ! تم ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور تمھیں آپ کی احادیث ہم سب سے زیادہ یاد ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: اس میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس بات کا اعتراف فرما رہے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ واقعی سب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا دعویٰ بھی یہی ہے اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے زیادہ احادیث یاد تھیں اور انھی سے سب سے زیادہ احادیث مروی ہیں۔

٣٨٣٥_ أخرجه البخاري، العلم، باب حفظ العلم، ح:١١٩ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ذئب به، ورواه مسلم، ح:٢٤٩٢ من حديث أبي هريرة به.

٣٨٣٦_ أخرجه أحمد: ٢/٢، ٣، ح:٤٤٥٣ عن هشيم به مطولاً وصححه الحاكم: ٣/ ٥١٠، ٥١١ ووافقه الذهبي.

٣٨٣٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَرَّانِيُّ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ [الْحَرَّانِيُّ] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ فَقَالَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! أَرَأَيْتَ هٰذَا الْيَمَانِيَّ - يَعْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ - أَهُوَ أَعْلَمُ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْكُمْ نَسْمَعُ مِنْهُ مَا لَا نَسْمَعُ مِنْكُمْ، أَوْ يَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَمْ يَقُلْ؟ قَالَ: أَمَّا أَنْ يَكُونَ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَمْ نَسْمَعْ عَنْهُ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ مِسْكِينًا لَا شَيْءَ لَهُ ضَيْفًا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، يَدُهُ مَعَ يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَكُنَّا نَحْنُ أَهْلَ بُيُوتَاتٍ وَغِنًى، وَكُنَّا نَأْتِي رَسُولَ اللهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ. لَا أَشُكُّ إِلَّا أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَمْ نَسْمَعْ، وَلَا تَجِدُ أَحَدًا فِيهِ خَيْرٌ يَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَمْ يَقُلْ.

[3837] مالک بن ابی عامر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: اے ابو محمد! بتائیے یہ یمانی، یعنی ابو ہریرہ کیا تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث جانتا ہے۔ ہم اس سے ایسی احادیث سنتے ہیں جو تم سے نہیں سنتے یا وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتا ہے جو آپ نے کہی نہیں؟ انھوں نے فرمایا: حقیقت اور واقعہ یہی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے وہ باتیں سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک فقیر آدمی تھا، اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا مہمان تھا۔ اس کا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کے ساتھ ہوتا تھا۔ (ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا تھا) جبکہ ہم لوگ گھروں والے اور مالدار تھے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (بس) صبح و شام حاضر ہوتے تھے۔ مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے وہ احادیث سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنیں۔ اور تمھیں کوئی ایک صاحب خیر فرد نہیں ملے گا جو رسول اللہ ﷺ کی طرف وہ بات منسوب کرے جو آپ نے فرمائی نہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ. وَقَدْ رَوَاهُ يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ وَغَيْرُهُ عَنْ إِسْحَاقَ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے بس محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے۔ اسے یونس بن بکیر اور دوسروں نے اسحاق ہی سے بیان کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے، تاہم صحیح روایت میں یہی بات سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے کہ میرے مہاجر بھائی تجارتی کاروبار میں بازاروں میں مصروف رہتے تھے جبکہ انصاری بھائی اپنی کھیتی باڑی میں مشغول ہوتے اور میں ہر وقت نبی ﷺ کے ساتھ رہتا اور وہ باتیں یاد کرتا جو وہ غیر حاضری کی وجہ سے یاد نہیں کر سکتے تھے۔ ② راجح بات یہ ہے کہ یونس بن بکیر وغیرہ یہ حدیث اسحاق سے نہیں محمد بن اسحاق سے بیان کرتے ہیں۔ (تحفة الأحوذي: 227/10)

٣٨٣٧- [ضعيف] أخرجه أبو يعلى: ٢/ ١٠، ١١، ح: ٦٣٦، ٦٣٧ من حديث محمد بن إسحاق به وعنعن وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ٥١١، ٥١٢.

٣٨٣٨- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ بْنِ ابْنَةِ أَزْهَرَ السَّمَّانِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَبُو خَلْدَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَالِيَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «مِمَّنْ أَنْتَ؟» [قَالَ:] قُلْتُ: مِنْ دَوْسٍ. قَالَ: «مَا كُنْتُ أَرٰى أَنَّ فِي دَوْسٍ أَحَدًا فِيهِ خَيْرٌ».

[3838] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو کس قبیلے سے ہے؟'' میں نے کہا: دوس سے۔ آپ نے فرمایا: ''میں نہیں سمجھتا تھا کہ دوس میں بھی کوئی بھلا مانس (صاحب خیر) شخص ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو خَلْدَةَ اسْمُهُ خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ، وَأَبُو الْعَالِيَةِ اسْمُهُ رُفَيْعٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب صحیح ہے۔ ابوخلدہ کا نام خالد بن دینار ہے اور ابوالعالیہ کا نام رُفیع ہے۔

فائدہ: جس قبیلے کے بارے میں نبی ﷺ کا خیال تھا کہ اس میں کوئی اچھا فرد نہیں، اللہ تعالیٰ نے اسے یہ شرف بخشا کہ اس میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جیسا جلیل القدر صحابی پیدا ہوا۔ علاوہ ازیں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایمان لانے کی توفیق بھی آپ ﷺ کی دعا کے نتیجے میں ملی۔ (صحيح البخاري، الجهاد والسير، حديث: 2937)

٣٨٣٩- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَزَّازُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْمُهَاجِرُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِتَمَرَاتٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! ادْعُ اللهَ فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ فَضَمَّهُنَّ ثُمَّ دَعَا لِي فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَقَالَ لِي: «خُذْهُنَّ وَاجْعَلْهُنَّ فِي مِزْوَدِكَ هٰذَا أَوْ فِي هٰذَا الْمِزْوَدِ، كُلَّمَا أَرَدْتَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَأَدْخِلْ يَدَكَ فِيهِ فَخُذْهُ وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْرًا»، فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَسْقٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ، وَكَانَ لَا يُفَارِقُ حَقْوِي حَتّٰى كَانَ يَوْمُ قَتْلِ عُثْمَانَ فَإِنَّهُ انْقَطَعَ.

[3839] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں چند کھجوریں لے کر حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ سے ان میں برکت ڈالنے کی دعا فرمائیں۔ آپ نے انھیں اپنے ہاتھ میں لے لیا، پھر میری خاطر ان میں برکت کی دعا فرمائی اور مجھ سے فرمایا: ''انھیں لے لو اور اپنی اس تھیلی میں یا اس تھیلی میں رکھ لو (ڈال لو) جب اس سے کچھ کھجوریں لینا چاہو تو اس میں اپنا ہاتھ داخل کر کے لے لیا کرنا اور انھیں پھیلانا (بکھیرنا) نہیں۔'' سو میں نے ان کھجوروں سے اتنے اتنے وسق اللہ کی راہ میں دیے اور ہم خود بھی اس سے کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے اور یہ ہمیشہ میری کمر کے ساتھ رہتی حتیٰ کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دن آ گیا تو یہ (تھیلی) ٹوٹ گئی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے

٣٨٣٨- أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق ١٩/ ٢١٦ وانظر الصحيحة، ح: ٢٩٣٦.
٣٨٣٩- أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٢ من حديث حماد بن زيد به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦٤٩٨.

هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ الْوَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

حسن غریب ہے۔ اور یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے آئی ہے۔

لغوی تشریح: [مِزْوَد] توشہ دان، زادراہ رکھنے کی تھیلی۔

٣٨٤٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْمُرَابِطِيُّ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ رَافِعٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: لِمَ كُنِّيتَ أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: أَمَا تَفْرَقُ مِنِّي؟ قُلْتُ: بَلٰى، وَاللهِ! إِنِّي لَأَهَابُكَ، قَالَ: كُنْتُ أَرْعٰى غَنَمَ أَهْلِي، فَكَانَتْ لِي هُرَيْرَةٌ صَغِيرَةٌ فَكُنْتُ أَضَعُهَا بِاللَّيْلِ فِي شَجَرَةٍ، فَإِذَا كَانَ النَّهَارُ ذَهَبْتُ بِهَا مَعِي فَلَعِبْتُ بِهَا فَكَنَّوْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ.

[3840] عبداللہ بن رافع بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کی کنیت ابوہریرہ کیوں رکھی گئی ہے؟ انھوں نے کہا: کیا مجھ سے ڈرتے نہیں ہو؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! میں آپ سے ہیبت کھاتا ہوں۔ انھوں نے کہا: میں اپنے گھر والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا اور میری ایک چھوٹی سی بلی تھی جسے میں رات کو ایک درخت میں رکھ دیتا تھا اور جب دن چڑھتا تو میں اسے اپنے ساتھ لے جاتا اور اس سے کھیلتا، اسی لیے انھوں (گھر والوں) نے میری کنیت ابوہریرہ رکھ دی۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اپنی زبان سے کنیت ابوہریرہ رکھنے کا پس منظر معلوم ہوا اور یہ بھی پتہ چلا کہ یہ کنیت ان کے گھر والوں ہی نے رکھی تھی۔

٣٨٤١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَخِيهِ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنِّي إِلَّا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَكُنْتُ لَا أَكْتُبُ.

[3841] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ کسی کے پاس سوائے عبداللہ بن عمرو کے، رسول اللہ ﷺ کی احادیث نہیں ہیں کیونکہ وہ لکھتے تھے، میں لکھتا نہیں تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: یہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا تصور ہے کہ چونکہ میں لکھتا نہیں تھا اور سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما احادیث لکھتے تھے، اس لیے ان کے پاس احادیث زیادہ ہیں، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو تمام احادیث نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے یاد ہو گئی تھیں اور وہ ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے تھے جبکہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہر وقت آپ ﷺ کے ساتھ نہیں

٣٨٤٠- أخرجه ابن سعد في الطبقات: ٤/ ٣٢٩

٣٨٤١- تقدم: ٢٦٦٨.

ہوتے تھے، نیز سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو اشاعت حدیث کے لیے وقف کر لیا تھا جبکہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا رجحان عبادت و بندگی کی طرف زیادہ تھا۔ لوگوں سے میل جول بہت کم تھا، اس لیے ان کے شاگردوں کی تعداد بہت کم ہے جبکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (العلم، حدیث: 2668)

(المعجم ٤٧) بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١٢١)

باب: 47۔ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے فضائل

٣٨٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ [عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ مُسْهِرٍ]، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: «اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ».

[3842] سیدنا عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں، سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں دعا فرمائی: ''اے اللہ! اسے راہ نما، ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے سے لوگوں کو ہدایت دے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور یہ دعا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے بہت بڑا اعزاز و شرف ہے کہ وہ راہنما ہوں، ہدایت یافتہ ہوں اور لوگوں کو ان سے فیض پہنچے۔

٣٨٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ حَلْبَسٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ: لَمَّا عَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عُمَيْرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ حِمْصَ وَلّٰى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ النَّاسُ: عَزَلَ عُمَيْرًا وَوَلّٰى مُعَاوِيَةَ. فَقَالَ عُمَيْرٌ: لَا تَذْكُرُوا مُعَاوِيَةَ إِلَّا بِخَيْرٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! اهْدِ بِهِ».

[3843] ابوادریس خولانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حمص سے سیدنا عمیر بن سعد رضی اللہ عنہما کو معزول کر کے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو گورنر بنایا تو لوگوں نے کہا (چہ میگویاں کیں کہ) عمیر کو معزول کر کے معاویہ کو گورنر بنا دیا ہے۔ تب سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: معاویہ کا ذکر خیر ہی سے کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اے اللہ! اس کے ذریعے سے ہدایت دے۔''

٣٨٤٢- أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٥/ ٢٤٠ وابن سعد: ٧/ ٤٨٧ وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٢/ ٣٥٨، ح: ١١٢٩ من حديث أبي مسهر به.

٣٨٤٣- [حسن بما قبله] وسنده ضعيف جدًا والحديث السابق شاهد له.

[قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. قَالَ: وَعَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ يُضَعَّفُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور عمرو بن واقد کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

(المعجم ٤٨) بَابُ مَنَاقِبِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (التحفة ١٢٢)

باب:48۔سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨٤٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَسْلَمَ النَّاسُ وَآمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ».

[3844] سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ اسلام لائے ہیں اور عمرو بن عاص ایمان لایا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف ابن لہیعہ مشرح بن ہاعان سے بیان کرتا ہے اور اس کی سند قوی نہیں۔

فائدہ: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے، جب مسلمانوں کو سیاسی اقتدار اور غلبہ حاصل ہوگیا تھا اور سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے پہلے اپنے طور پر بغیر کسی خوف اور ڈر کے ایمان لے آئے تھے۔

٣٨٤٥- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ الْجُمَحِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: قَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ مِنْ صَالِحِي قُرَيْشٍ».

[3845] سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”بے شک عمرو بن عاص قریش کے اچھے افراد میں سے ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ الْجُمَحِيِّ وَنَافِعٌ ثِقَةٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ. وَابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ لَمْ يُدْرِكْ طَلْحَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہم بس نافع بن عمر جمحی کی حدیث کی صورت میں جانتے ہیں اور نافع ثقہ ہے۔ لیکن اس کی سند متصل نہیں۔ ابن ابی ملیکہ نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔

٣٨٤٤ـ أخرجه أحمد: ٤/ ١٥٥ من حديث ابن لهيعة به، وصرح بالسماع وروى عنه أبوعبد الرحمن المقرىء، وعبد الله بن وهب وغيرهما، وله شاهد حسن عند أحمد: ٢/ ٣٥٤.

٣٨٤٥ـ [ضعيف] لانقطاعه وأخرجه أحمد: ١/ ١٦١ من حديث نافع بن عمر به.

(المعجم ٤٩) بَابُ مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١٢٣)

باب: 49۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨٤٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَنْزِلًا، فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّونَ، فَيَقُولُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ هٰذَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟» فَأَقُولُ: فُلَانٌ، فَيَقُولُ: «نِعْمَ عَبْدُ اللهِ هٰذَا». وَيَقُولُ: «مَنْ هٰذَا؟» فَأَقُولُ: فُلَانٌ، فَيَقُولُ: «بِئْسَ عَبْدُ اللهِ هٰذَا». حَتّٰى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا؟» فَقُلْتُ: هٰذَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: «نِعْمَ عَبْدُ اللهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوفِ اللهِ».

[3846] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مقام پر اترے تو لوگ آپ کے سامنے سے گزرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ پوچھتے: ''یہ کون ہے اے ابوہریرہ؟'' میں کہتا: فلاں ہے۔ آپ فرماتے ''یہ اللہ کا خوب بندہ ہے۔'' اور آپ پوچھتے: ''یہ کون ہے؟'' میں کہتا: فلاں ہے۔ آپ فرماتے: ''یہ اللہ کا بہت برا بندہ ہے۔'' حتیٰ کہ خالد بن ولید گزرے تو آپ نے پوچھا ''یہ کون ہے؟'' تو میں نے کہا: یہ خالد بن ولید ہے۔ آپ نے فرمایا: ''خالد بن ولید اللہ کا بہت اچھا بندہ ہے۔ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ. وَلَا نَعْرِفُ لِزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ سَمَاعًا مِّنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ حَدِيثٌ مُّرْسَلٌ عِنْدِي. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔ ہمارے علم میں زید بن اسلم نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا اور میرے نزدیک یہ حدیث مرسل (منقطع) ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت بھی آئی ہے۔

فائدہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے خیمے کے اندر تشریف فرما ہوں گے، اس لیے آپ ہر گزرنے والے انسان کے بارے میں پوچھتے اور اس کی حیثیت و مرتبے کے مطابق اسے اچھا یا برا قرار دیتے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اچھا انسان ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کے دشمنوں کے خلاف اللہ کی تلوار قرار دیا، جو انتہائی تعریف ہے۔

(المعجم ٥٠) بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١٢٤)

باب: 50۔ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨٤٦- [حسن لغيره] وللحديث شواهد عند أحمد: ٢/ ٣٦٠ وابن عساكر وغيرهما * وفي الباب عن أبي بكر الصديق [أحمد: ١/ ٨ والحاكم: ٣/ ٢٩٨].

٣٨٤٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ ثَوْبُ حَرِيرٍ فَجَعَلُوا يَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَعْجَبُونَ مِنْ هٰذَا؟ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا».

[3847] سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تحفے میں ایک ریشمی کپڑا پیش کیا گیا تو حاضرین اس کی نرمی و ملائمت پر حیرت کا اظہار کرنے لگے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس پر تعجب کر رہے ہو؟ سعد بن معاذ کے تولیے بھی جنت میں اس سے زیادہ حسین ہیں۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: مندیل (تولیہ) جسم کا میل کچیل صاف کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس لیے بہت اعلیٰ اور عمدہ نہیں ہوتا۔ اگر مندیل اس کپڑے سے خوبصورت ہوگا تو پہننے والا جوڑا کتنا اعلیٰ اور عمدہ ہوگا!

٣٨٤٨- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَجَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ: «اهْتَزَّ لَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ».

[3848] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا، جبکہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ لوگوں کے سامنے پڑا ہوا تھا: ''اس کے لیے رحمان کا عرش (خوشی سے) جھوم اٹھا ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَرُمَيْثَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا اسید بن حضیر، ابوسعید اور رمیثہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر رحمٰن کے عرش کا جھوم اٹھنا، تشابہات میں سے ہے۔ اس کی اصل حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، نیز جھومنے کی وجہ کیا تھی؟ اس کا صحیح علم بھی اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

٣٨٤٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ

[3849] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٣٨٤٧ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، ح:٣٢٤٩ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، ح:٢٤٦٨ من حديث أبي أسحاق به * وفي الباب عن أنس [تقدم:١٧٢٣].

٣٨٤٨ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل سعد بن معاذ رضي الله عنه، ح:٢٤٦٦ من حديث عبدالرزاق به * وفي الباب عن أسيد بن حضير [الحاكم:٣/ ٢٨٩] وأبي سعيد (الخدري) [أحمد:٣/ ٣، والنسائي في الكبرى، ح:٨٢٢٥ والحاكم:٣/ ٢٠٦] ورميثة [الشمائل:١٨].

٣٨٤٩ـ رواه مسلم، أيضًا، ح:٢٤٦٧ من حديث قتادة بأصله وهو في مصنف عبدالرزاق، ح:٢٠٤١٤

الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُونَ: مَا أَخَفَّ جَنَازَتَهُ؟ وَذٰلِكَ لِحُكْمِهِ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهُ».

جب سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقوں نے کہا: اس کا جنازہ کس قدر ہلکا پھلکا ہے؟ یہ بات انھوں نے ان کے بنو قریظہ کے متعلق فیصلے کے باعث کہی۔ یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ اسے فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) صحیح غریب ہے۔

فائدہ: سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے چونکہ بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ منافقوں کی خواہشات کے خلاف دیا تھا، اس لیے انھوں نے دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے کہا کہ یہ ان کے ظلم و جور کا نتیجہ ہے کہ اس کا کوئی وزن ہی نہیں۔ نبی ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: یہ عظمت و جلالت ہے کہ فرشتوں نے ان کے جنازے کو اٹھایا، اس لیے اٹھانے والے انسانوں کو ان کا وزن محسوس ہی نہیں ہوا۔

(المعجم ٥١) بَابٌ: [فِي] مَنَاقِبِ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١٢٥)

باب: 51۔ سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کے فضائل

٣٨٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْأَمِيرِ. قَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَعْنِي مِمَّا يَلِي مِنْ أُمُورِهِ.

[3850] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کی نبی ﷺ کے ساتھ وہ نسبت تھی جو پولیس انسپکٹر کو حکمران کے ساتھ ہوتی ہے۔ انصاری (محمد بن عبداللہ) فرماتے ہیں: یعنی جو اس کے معاملات سرانجام دیتا ہے۔

[قَالَ أَبُوعِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْأَنْصَارِيِّ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ] الْأَنْصَارِيُّ نَحْوَهُ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ قَوْلَ الْأَنْصَارِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے بس انصاری بیان کرتا ہے۔ امام صاحب محمد بن یحییٰ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس میں انصاری کا قول ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: صَاحِبُ الشُّرَطِ، حکمران کا محافظ ہوتا ہے اور اس کے تمام معاملات سرانجام دیتا ہے اور حکمران مختلف معاملات اس کے سپرد کر دیتا ہے۔

٣٨٥٠ـ أخرجه البخاري، الأحكام، باب الحاكم يحكم بالقتل على من وجب عليه دون الإمام الذي فوقه، ح: ٧١٥٥ عن محمد بن عبدالله الأنصاري به.

(المعجم ٥٢) بَابُ مَنَاقِبِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (التحفة ١٢٦)

باب: 52۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے فضائل

٣٨٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: جَاءَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَّلَا بِرْذَوْنٍ.

[3851] سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، آپ نہ خچر پر سوار تھے اور نہ ترکی گھوڑے پر۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیمار تھے۔ نبی ﷺ پیار و شفقت کی بنا پر پیدل ہی ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، حالانکہ ان کا گھر مدینے سے باہر ایک محلے میں تھا۔

٣٨٥٢- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اسْتَغْفَرَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْبَعِيرِ خَمْسًا وَّعِشْرِينَ مَرَّةً.

[3852] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ والی رات میرے لیے پچیس دفعہ بخشش طلب کی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ. وَمَعْنٰى قَوْلِهِ: لَيْلَةَ الْبَعِيرِ مَا رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَبَاعَ بَعِيرَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَاشْتَرَطَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ، يَقُولُ جَابِرٌ: لَيْلَةَ بِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ الْبَعِيرَ اسْتَغْفَرَ لِي خَمْسًا وَّعِشْرِينَ مَرَّةً. وَكَانَ جَابِرٌ قَدْ قُتِلَ أَبُوهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ بَنَاتٍ، فَكَانَ جَابِرٌ يَعُولُهُنَّ وَيُنْفِقُ عَلَيْهِنَّ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبَرُّ جَابِرًا وَيَرْحَمُهُ بِسَبَبِ ذٰلِكَ. هٰكَذَا رُوِيَ فِي حَدِيثٍ، عَنْ جَابِرٍ نَحْوَ هٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) غریب ہے۔ اور ان کے قول ''اونٹ والی رات'' کا مفہوم وہ ہے جو کئی سندوں سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ انھوں نے اپنا اونٹ نبی ﷺ کو فروخت کر دیا اور مدینے تک اس پر سوار رہنے کی شرط لگائی۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس رات میں نے اونٹ نبی ﷺ کو فروخت کیا، آپ نے میرے لیے پچیس دفعہ بخشش طلب فرمائی۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے والد سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ اُحد کے دن شہید ہو گئے تھے اور پیچھے کئی بیٹیاں چھوڑی تھیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ان کی ضروریات

٣٨٥١- متفق عليه، تقدم: ٣٠١٥.

٣٨٥٢- [ضعيف بهذا اللفظ] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨٢٤٨ من حديث حماد بن سلمة به بغير هذا اللفظ وأصله في صحيح مسلم، ح: ٧١٥/ ١١٣ بعد: ١٥٩٩ بغير هذا اللفظ * أبوالزبير عنعن.

پوری کرتے اور ان پر خرچ کرتے تھے، اس وجہ سے نبی ﷺ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ پر احسان فرماتے اور ان پر رحم فرماتے۔ ایک حدیث میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے لیکن صحیح مسلم میں اس کی اصل موجود ہے جس کی نشاندہی تخریج میں کر دی گئی ہے۔ غزوۂ تبوک سے واپسی پر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ تھک ہار کر پیچھے رہ گیا تھا۔ نبی ﷺ کے کچوکا لگانے اور دعا کی برکت سے وہ انتہائی تیز رفتار ہو گیا۔ آپ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے فروخت کرنے کے لیے کہا تو انھوں نے اپنی ضرورت کی بنا پر انکار کیا۔ آپ نے پھر فروخت کرنے کے لیے کہا۔ اسی انکار و اصرار میں آپ نے ان کے لیے بار بار اللّٰھم اغفرله، اللّٰھم ارحمه کے کلمات فرمائے۔ عربوں کا محاورہ یہی تھا کہ وہ بات چیت کے وقت واللہ یغفرلك اللہ تعالیٰ تمھیں بخش دے، کا کلمہ بولتے تھے۔ (الكوكب الدري: 440/4)

(المعجم ٥٣) بَابٌ: [فِي] مَنَاقِبِ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١٢٧)

باب: 53۔ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨٥٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ، فَمِنَّا مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا، وَإِنَّ مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ مَاتَ وَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا ثَوْبًا كَانُوا [إِذَا] غَطَّوْا بِهِ رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّوْا بِهِ رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «غَطُّوا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ الْإِذْخِرَ».

[3853] سیدنا خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہجرت کی تو ہمارا اجر اللہ کے ذمے ثابت ہو گیا۔ ہم میں سے کچھ حضرات اس حالت میں فوت ہو گئے کہ انھوں نے اپنے اجر میں سے (دنیا میں) کچھ حاصل نہ کیا اور ہم میں سے کچھ ایسے ہیں کہ (دنیا میں) ان کا پھل پک چکا ہے اور وہ اسے توڑ رہے ہیں۔ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اس حالت میں فوت ہوئے کہ انھوں نے ایک کپڑا چھوڑا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس سے جب ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے اور اگر اس سے پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا سر ڈھانپ دو اور اس کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو۔''

٣٨٥٣ـ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ وأصحابه إلى المدينة، ح: ٣٨٩٧، ومسلم، ح: ٩٤٠ من حديث سفيان الثوري به.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ [شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ]، عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ نَحْوَهُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایسے حالات میں فوت ہو گئے کہ ابھی مسلمانوں کو فتوحات کی بنا پر خوش حالی اور مال کی فراوانی حاصل نہیں ہوئی تھی اور وہ تنگی ترشی میں زندگی گزارتے تھے۔ اس طرح انھوں نے دنیا میں اسلام کی خیر و برکت سے کچھ حصہ نہیں پایا اور ان کا سارا اجر و ثواب آخرت کے لیے محفوظ رہ گیا۔ اور بہت سے صحابہ نے فتوحات کا دور پایا اور دنیا میں اسلام کی خیرات و برکات سے فائدہ اٹھایا، گویا انھوں نے اپنے اجر و ثواب کا کچھ حصہ دنیا ہی میں وصول کر لیا۔

(المعجم ٥٤) بَابُ مَنَاقِبِ الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (التحفة ١٢٨)

باب: 54۔ سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨٥٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ وَعَلِيُّ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «كَمْ مِّنْ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ذِي طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهُ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، مِنْهُمُ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ».
[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ [مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

[3854] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کتنے ہی افراد پراگندہ بال، خاک آلود، پھٹے پرانے کپڑوں والے ہیں جن کی پروا نہیں کی جاتی، اگر اللہ کی قسم کھائیں تو وہ اسے پورا فرما دے، ان میں سے براء بن مالک بھی ہے۔“
امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (اس سند سے) حسن غریب ہے۔

لغوی تشریح: ذِي طِمْرَين: بوسیدہ، پھٹے پرانے کپڑے۔ لَا يُؤْبَهُ لَه: ان کی پروا نہیں کی جاتی، انھیں کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ ان کی طرف التفات و توجہ نہیں کرتا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ انھی لوگوں کی قسم پوری فرماتا ہے جو اس کے ہاں مقام و مرتبہ رکھتے ہیں۔

(المعجم ٥٥) بَابٌ: [فِي] مَنَاقِبِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (التحفة ١٢٩)

باب: 55۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨٥٤- [صحيح لغيره] أخرجه ابن الأثير في أسد الغابة: ١/ ١٧٣ من حديث الترمذي به.

٣٨٥٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «يَا أَبَا مُوسٰى! لَقَدْ أُعْطِيتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ».

[3855] سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوموسیٰ! تمھیں آل داود کی خوش الحانی میں سے خوبصورت آواز دی گئی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب حسن صحیح ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا بریدہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔

لغوی تشریح: مَزَامِیر: مِزْمَار کی جمع ہے۔ حسن صوت، خوش الحانی۔

فائدہ: آل داود سے خود سیدنا داود علیہ السلام مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بہت خوبصورت آواز سے نوازا تھا، اس لیے خوش الحان شخص کو کہا جاتا ہے: اسے لحن داودی ملا ہے۔ ایک رات رسول اللہ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سے گزرے تو وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کھڑے ہو کر سننے لگے۔ صبح سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے ان سے یہ بات فرمائی۔ انھوں نے عرض کیا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ سن رہے ہیں تو میں اس میں مزید حسن اور نکھار پیدا کرتا۔ (تحفة الأحوذي: 241/10)

(المعجم ...) بَابُ مَنَاقِبِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١٢٠)

باب: سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ فَيَمُرُّ بِنَا فَقَالَ: «اللّٰهُمَّ! لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ

[3856] سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جبکہ آپ خندق کھود رہے تھے اور ہم مٹی منتقل کر رہے تھے۔ آپ ہمارے پاس سے گزرتے اور فرماتے: ''اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے، تو انصار اور مہاجروں کو بخش دے۔''

٣٨٥٥- أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب حسن الصوت بالقراءة للقرآن، ح: ٥٠٤٨ من حديث الحماني، ومسلم، ح: ٧٩٣ من حديث أبي بردة به * وفي الباب عن بريدة [مسلم، ح: ٧٩٣]، وأبي هريرة [ابن ماجه، ح: ١٣٤١]، وأنس [ابن سعد: ٣٤٤/٢، ٣٤٥].

٣٨٥٦- أخرجه البخاري، الرقاق، باب الصحة والفراغ، ولا عيش إلا عيش الآخرة، ح: ٦٤١٤ من حديث الفضيل بن سليمان به، ورواه مسلم، ح: ١٨٠٤ من طريق آخر عن أبي حازم به * وفي الباب عن أنس بن مالك [يأتي: ٣٨٥٧].

وَالْمُهَاجِرَةِ».

[قَالَ أَبُوعِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو حَازِمٍ اسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ دِينَارٍ الْأَعْرَجُ الزَّاهِدُ. [قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح اور اس سند سے غریب ہے۔ اور ابوحازم کا نام سلمہ بن دینار ہے جو اپاہج اور زاہد (تارک دنیا) تھے۔ اس مسئلے میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے۔

٣٨٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! لَاعَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ».

[3857] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے، تو انصار و مہاجرین کو عزت بخش۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے آئی ہے۔

فائدہ: سیدنا سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ خزرجی صحابی ہیں۔ خندق کھودنے اور اس کی مٹی ڈھونے کی وجہ سے اس دعا کے حق دار ہیں۔

(المعجم ٥٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَصَحِبَهُ (التحفة ١٢١)

باب: 56۔ ان لوگوں کے فضائل جنھوں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو دیکھا اور آپ کی رفاقت کا شرف حاصل کیا

٣٨٥٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي»، قَالَ طَلْحَةُ: فَقَدْ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، وَقَالَ مُوسٰى: وَقَدْ رَأَيْتُ طَلْحَةَ، قَالَ يَحْيٰى وَقَالَ لِي مُوسٰى: وَقَدْ رَأَيْتَنِي وَنَحْنُ

[3858] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔'' طلحہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ موسیٰ کہتے ہیں: میں نے طلحہ (تابعی) کو دیکھا۔ یحییٰ کہتے ہیں: مجھے موسیٰ نے کہا: تو نے مجھے دیکھا ہے اور ہم سب اللہ تعالیٰ سے اس بشارت کے امیدوار ہیں۔

٣٨٥٧- أخرجه البخاري، أيضًا، ح: ٦٤١٣، ومسلم، ح: ١٨٠٥ عن محمد بن بشار به.
٣٨٥٨- أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٩/ ٢٣٩ من حديث يحيى بن حبيب به * وانظر هداية الرواة للألباني، ح: ٥٩٥٨.

نَرْجُو اللهَ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيِّ. وَرَوٰى عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ [مِّنْ] أَهْلِ الْحَدِيثِ عَنْ مُّوسٰى هٰذَا الْحَدِيثَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے بس موسیٰ بن ابراہیم بیان کرتا ہے۔علی بن مدینی اور بہت سے محدثین نے یہ حدیث موسیٰ سے بیان کی ہے۔

فائدہ: ہر وہ انسان جسے ایمان کی حالت میں نبیٔ اکرم ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے اور وہ اسلام کی حالت میں مرا ہے، وہ صحابی ہے۔ صحابی سے اسلام کی حالت میں ملنے والا اور اسلام پر فوت ہونے والا تابعی ہے اور انھیں یہ شرف و امتیاز حاصل ہے کہ وہ دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ یہ عمومی اور مجموعی صورت ہے۔

٣٨٥٩- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ - هُوَ السَّلْمَانِيُّ -، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمٌ بَعْدَ ذٰلِكَ تَسْبِقُ أَيْمَانُهُمْ شَهَادَاتِهِمْ أَوْ شَهَادَاتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ».

[3859] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے میرا دور سب سے بہتر ہے، پھر وہ لوگ جو اس دور کے لوگوں سے متصل ہوں گے، پھر وہ لوگ جو اس دور کے لوگوں سے متصل ہوں گے، پھر ایسے لوگ آئیں گے کہ ان کی قسمیں ان کی گواہیوں سے یا ان کی گواہیاں ان کی قسموں سے سبقت لے جائیں گی۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَبُرَيْدَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا عمر، عمران بن حصین اور بریدہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سب سے بہترین دور عہدِ رسالت اور صحابۂ کرام کا ہے۔ دوسرے نمبر پر تابعین کا زمانہ اور تیسرے نمبر پر تبع تابعین کا دور ہے۔ ان تین زمانوں کے بعد لوگ گواہی اور قسم کو اہمیت نہیں دیں گے۔ ان دونوں کو جمع کریں گے، اس لیے کبھی پہلے قسم کھا کر گواہی دیں گے اور کبھی شہادت دے کر قسم کھائیں گے۔

(المعجم ٥٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (التحفة ١٣٢)

باب: 57- درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کی فضیلت

٣٨٥٩- أخرجه البخاري، الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها، ح: ٦٤٢٩ من حديث الأعمش ومسلم، ح: ٢٥٣٣ من حديث إبراهيم النخعي به * وفي الباب عن عمر [تقدم: ٢١٦٩]، وعمران بن حصين [تقدم: ٢٢٢١، ٢٢٢٢] وبريدة [أحمد: ٥/ ٣٥٠، ٣٥٧].

٣٨٦٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[3860] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔“

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی کی امتیازی سند حاصل ہے اور شرف صحبت سے بھی متصف ہیں، اس لیے اس بیعت کو بیعت رضوان کا نام دیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے یہ سیدھے جنت میں داخل ہوں گے۔ ان لوگوں کی تعداد چودہ سو تھی۔

(المعجم ٥٨) بَابٌ: فِيمَنْ سَبَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١٣٣)

باب: 58۔ جس نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھیوں کو برا بھلا کہا

٣٨٦١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ ذَكْوَانَ أَبَا صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ نَصِيفَهُ: يَعْنِي نِصْفَ مُدِّهِ. حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ [الْخَلَّالُ وَكَانَ حَافِظًا]: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

[3861] سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو بھی وہ ان میں سے کسی کے مُد اور اس کے نصف تک نہیں پہنچ سکے گا۔“

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور آپ کے فرمان: نصف کے معنی مد کا نصف ہیں۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث کے مخاطب وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو مسلمانوں کو فتوحات کے سبب ملنے والی آسودگی اور سہولت کے بعد مسلمان ہوئے، اس لیے کہ جن لوگوں نے ابتدائی دنوں میں اسلام قبول کیا تھا جبکہ اسلام قبول کرنا ظلم و ستم کو

٣٨٦٠- أخرجه أبو داود، السنة، باب: في الخلفاء، ح: ٤٦٥٣ عن قتيبة به ورواه مسلم، ح: ٢٤٩٦ من حديث جابر بن عبدالله عن أم مبشر به رضي الله عنهما.

٣٨٦١- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب بعد باب قول النبي ﷺ: "لو كنت متخذًا خليلًا"، ح: ٣٦٧٣، ومسلم، ح: ٢٥٤١ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٢١٨٣.

دعوت دینا تھا، علاوہ ازیں ان کے معاشی حالات بھی درست نہ تھے، ایسے وقت میں مسلمان ہونے والوں کو اچھے حالات اور تعداد میں کثرت کے بعد مسلمان ہونے والوں کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیے۔ بعد میں مسلمان ہونے والے اگر احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کریں تو بھی وہ ابتدائی دور کے ایک مد یا نصف مد کے برابر اجر و ثواب کا باعث نہیں بن سکتا۔ اگر یہ صورت حال فتوحات کے دور کے بعد کے صحابہ کی ہے تو جو صحابی ہی نہیں ہیں ان پر کبار اور جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کس قدر فوقیت و برتری حاصل ہوگی اور انھیں صحابۂ کرام کو برا بھلا کہنے کی اجازت کس طرح مل سکتی ہے۔ ② صحیح مسلم میں سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کا پس منظر بیان کیا ہے کہ سیدنا عبدالرحمٰن اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے درمیان کسی مسئلے کے سلسلے میں باہمی تکرار ہوئی تو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبدالرحمٰن سے تلخ کلامی کی جس پر نبی ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، فضائل الصحابة، حديث: 6488 (2541))

٣٨٦٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ أَبِي رَائِطَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِي، اللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ، وَمَنْ آذَى اللهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ».

[3862] سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ کے سلسلے میں اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا۔ میرے بعد انھیں نشانہ نہ بنانا کیونکہ جو ان سے محبت کرے گا، وہ مجھ سے محبت کی بنا پر ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا، وہ مجھ سے بغض کی بنا پر ان سے بغض رکھے گا۔ جس نے ان کو تکلیف پہنچائی، اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی تو اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی اور جو اللہ کو تکلیف پہنچائے گا، اللہ یقیناً اس کا مؤاخذہ کرے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم یہ قدرتی اور طبعی بات ہے کہ جب انسان کو کسی شخصیت سے محبت ہوتی ہے تو وہ اس کے متعلقین اور متوسلین اور اس کے ساتھیوں سے بھی محبت کرتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص کسی کے عقیدت مندوں اور ساتھیوں سے بغض رکھتا ہے تو یہ اس کی دلیل ہے کہ درحقیقت اسے اس شخص سے بھی نفرت اور بغض ہے، اس لیے صحابہ کا دشمن، رسول اللہ ﷺ کا دشمن ہے اور رسول اللہ کا دشمن اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو معاف نہیں کرے گا۔ دنیا یا آخرت میں اس کا مؤاخذہ کر کے رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ''بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور اس نے ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔'' (الأحزاب 57:33)

٣٨٦٢ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٨٧/٤ من حديث عبيدة بن أبي رائطة به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٧٢١٢ * عبدالرحمن بن زياد: مجهول الحال لم يوثقه غير ابن حبان ولم يثبت عن الترمذي بأنه قال في حديثه: "حسن".

٣٨٦٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ خِدَاشٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ إِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ».

[3863] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سرخ اونٹ کے مالک کے سوا بیعت رضوان میں شرکت کرنے والے یقیناً جنت میں داخل ہوں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے، تاہم مشہور ہے کہ سرخ اونٹ کا مالک وہ منافق (جد بن قیس) تھا جس کا اونٹ گم ہو گیا تھا اور وہ اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا اور اپنے اونٹ کی تلاش کو آپ کی بیعت سے پسندیدہ قرار دیا اور آپ سے بیعت ہی نہ کی۔ اس کی تفصیل صحیح مسلم میں موجود ہے۔ (صحيح مسلم، صفات المنافقين، حديث: 7038 (2780))

٣٨٦٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبِ [بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ] جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَشْكُو حَاطِبًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَذَبْتَ، لَا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ».

[3864] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاطب (بن ابی بلتعہ) کا ایک غلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی شکایت کی غرض سے حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! حاطب ضرور دوزخ میں داخل ہو گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے غلط کہا ہے۔ وہ دوزخ میں داخل نہیں ہو گا کیونکہ اس نے (جنگ) بدر اور (صلح) حدیبیہ میں شرکت کی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے اہل بدر اور اہل حدیبیہ دونوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشیں اور قصور معاف فرما کر انھیں جنت میں داخل فرمائے گا۔

٣٨٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ نَاجِيَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبِي طَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِي يَمُوتُ بِأَرْضٍ إِلَّا بُعِثَ قَائِدًا

[3865] سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا صحابی جس علاقے میں بھی فوت ہو گا وہ قیامت کے دن ان کا قائد اور رہبر بنا کر اٹھایا جائے گا۔''

٣٨٦٣ـ [ضعيف بهذا السياق] * خداش: لين الحديث (تقريب) وأبوالزبير عنعن.

٣٨٦٤ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل حاطب بن أبي بلتعة وأهل بدر رضي الله عنهم، ح: ٢٤٩٥ عن قتيبة به.

٣٨٦٥ـ [ضعيف] * عثمان بن ناجية مستور (تقريب).

وَنُورًا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبِي طَيْبَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ، وَهٰذَا أَصَحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اور یہ حدیث ایک دوسری سند سے مرسل بیان کی گئی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

(المعجم ٥٩) بَابٌ: (التحفة...)

باب: 59۔ بلاعنوان

٣٨٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ [مُحَمَّدُ] بْنُ نَافِعٍ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا: لَعْنَةُ اللهِ عَلَى شَرِّكُمْ».

[3866] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں تو تم کہو: تم میں سے جو برا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ [وَالنَّضْرُ مَجْهُولٌ وَسَيْفٌ مَجْهُولٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے۔ ہمارے علم میں عبید اللہ بن عمر سے بس اسی سند سے آئی ہے۔ (نضر اور سیف دونوں مجہول ہیں۔)

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم یہ ایک اصول اور ضابطہ ہے کہ اگر ایک بدتر اور شریر انسان کسی اچھے اور شریف انسان کو جرح وتنقید کا نشانہ بناتا ہے تو وہ خود ہی اس کا مستحق ہوتا ہے، اس لیے سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا فِدَاءُ: تم میں سے بدتر، بہتر پر قربان ہو۔

(المعجم ٦٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ فَاطِمَةَ [بِنْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ] رَضِيَ اللهُ عَنْهَا (التحفة ١٢٣)

باب: 60۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (بنت محمد ﷺ) کے فضائل

٣٨٦٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: «إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ

[3867] سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا: ”ہشام بن مغیرہ کی اولاد نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا

٣٨٦٦ـ [ضعيف] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٨/ ٢٥١ من حديث النضر به ❋ النضر بن حماد: ضعيف (تقريب) وسيف ابن عمر: ضعيف في الحديث ضعيف في التاريخ، على الراجح.

٣٨٦٧ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب ذب الرجل عن ابنته في الغيرة والإنصاف، ح: ٥٢٣٠، ومسلم، ح: ٢٤٤٩ عن قتيبة به ❋ عبدالله بن عبيدالله بن أبي مليكة، رواه عمرو بن دينار عنه، أخرجه البخاري ومسلم.

الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي فِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَلَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ، فَإِنَّهَا بَضْعَةٌ مِّنِّي، يَرِيبُنِي مَا رَابَهَا، وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا».

نکاح علی بن ابی طالب سے کر دیں تو میں اجازت نہیں دیتا، میں پھر اجازت نہیں دیتا، میں پھر اجازت نہیں دیتا، الا یہ کہ ابن ابی طالب یہ چاہے کہ وہ میری بیٹی کو طلاق دے اور ان کی بیٹی سے شادی کر لے کیونکہ وہ میرے دل کا ٹکڑا ہے۔ اس کی پریشانی میری پریشانی ہے اور اس کی اذیت، میرے لیے اذیت ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

[وَقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ نَحْوَ هٰذَا].

ایک دوسری سند سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

فوائد و مسائل: ① سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنی چاہی اور اس کے چچا، حارث بن ہشام سے بات کی تو اس وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تمام ہمشیرگان فوت ہو چکی تھیں جبکہ والدہ پہلے ہی وفات پا چکی تھیں، اس لیے ان کے غم و حزن اور پریشانی کو سننے والا آپ کے سوا کوئی نہ تھا۔ اور ظاہر ہے اولاد کی پریشانی اور تکلیف باپ کے لیے رنج والم اور اذیت و تکلیف کا باعث بنتی ہے۔ ② سوکنوں میں اختلاف اور جھگڑا ہوتا ہی رہتا ہے، اس لیے نبی ﷺ نے قطعی طور پر اس سے روک دیا تا کہ آپ کو اس تکلیف اور پریشانی سے گزرنا نہ پڑے کیونکہ آپ کو تکلیف دینا کسی مسلمان کے لیے نہ صرف یہ کہ جائز نہیں بلکہ اس سے ایمان جانے کا خطرہ ہے، ورنہ شرعی طور پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے دوسرا نکاح کرنا ناجائز نہیں تھا۔ لیکن ایسا کرنے میں چونکہ بہت بڑا خطرہ تھا، اس لیے روک دیا گیا۔ ایک مؤمن کے لیے ایمان کی حفاظت سب سے اہم اور سب سے مقدم ہے۔ ③ اس لڑکی کا نام جویریہ، عوراء یا جمیلہ تھا۔ ④ ایک روایت میں آپ نے وضاحت فرمائی کہ میں اللہ کے حلال کردہ کو حرام قرار نہیں دیتا لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک ساتھ اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ (صحیح البخاري، فرض الخمس، حدیث: 3110)

٣٨٦٨- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ جَعْفَرٍ الْأَحْمَرِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ أَحَبَّ النِّسَاءِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاطِمَةُ وَمِنَ الرِّجَالِ عَلِيٌّ. قَالَ إِبْرَاهِيمُ [بْنُ سَعِيدٍ]: يَعْنِي مِنْ أَهْلِ

[3868] سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام عورتوں میں سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ محبت تھی اور تمام مردوں میں سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت تھی۔ ابراہیم بن سعید کہتے ہیں: اس سے مراد آپ کے اپنے خاندان کی عورتیں اور مرد ہیں۔

٣٨٦٨- [ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط، ح: ٧٢٥٨ من حديث إبراهيم بن سعيد الجوهري به، وصححه الحاكم: ٣/ ١٥٥ ووافقه الذهبي، سنده ضعيف، عبدالله بن عطاء مدلس وعنعن، وانظر الحديث الآتي: ٣٨٧٤.

بَيْتِهِ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰی:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح روایات کے خلاف بھی ہے، البتہ (بشرط صحت) اس کی یہ توجیہ کی جا سکتی ہے کہ محبت کی وجوہ اور جہات مختلف ہوتی ہیں یہاں محبت کی وجہ یا جہت خاندان ہے۔

٣٨٦٩۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَلِيًّا ذَكَرَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي، يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا، وَيُنْصِبُنِي مَا أَنْصَبَهَا».

[3869] سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی (سے نکاح) کا تذکرہ کیا تو یہ بات نبی ﷺ تک پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا: ''بس، فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے۔ جو چیز اسے تکلیف پہنچاتی ہے، وہ مجھے بھی تکلیف پہنچاتی ہے اور جو اسے مشقت میں ڈالتی ہے، وہ مجھے بھی مشقت میں ڈالتی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰی:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. هٰكَذَا قَالَ أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ رَوٰى عَنْهُمَا جَمِيعًا وَقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ایوب کی سند سے اسے سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث قرار دیا گیا ہے جبکہ بہت سے راوی اسے ابن ابی ملیکہ ہی سے سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث قرار دیتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ابن ابی ملیکہ دونوں ہی سے بیان کرتے ہوں۔ اور عمرو بن دینار نے اسے ابن ابی ملیکہ سے لیث کی حدیث (نمبر: 3867) کی طرح بیان کیا ہے۔

٣٨٧٠۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ صُبَيْحٍ مَوْلٰى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ: «أَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبْتُمْ، وَسِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمْتُمْ».

[3870] سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''جس سے تمھاری جنگ، اس سے میری جنگ اور جس سے تمھاری صلح و آشتی، اس سے (میری) صلح۔''

٣٨٦٩۔ أخرجه أحمد: ٤/ ٥ عن إسماعيل به وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ١٥٩.

٣٨٧٠۔ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، فضل الحسن والحسين ابني علي بن أبي طالب رضي الله عنهم، ح: ١٤٥ من حديث أسباط بن نصر به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦٩٣٨ * صُبَيح لم يوثقه غير ابن حبان.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَصُبَيْحٌ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور ام سلمہ کا مولیٰ صبیح معروف نہیں۔

٣٨٧١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ شَهْرِ ابْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَّلَ عَلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ كِسَاءً ثُمَّ قَالَ: «اللّٰهُمَّ! هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَحَامَّتِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا». فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «إِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ».

[3871] سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا حسن، حسین، علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم کو ایک چادر سے ڈھانپا اور فرمایا: ''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے مخصوص افراد ہیں۔ ان سے پلیدی دور فرما اور انھیں خوب پاک صاف فرما۔'' اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں بھی ان کے ساتھ ہوں، اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''تجھے بہتر مقام حاصل ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهُوَ أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هٰذَا الْبَابِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ [بْنِ مَالِكٍ] وَعُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ وَأَبِي الْحَمْرَاءِ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَعَائِشَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ حدیث اس مسئلے میں سب سے بہتر ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا انس (بن مالک)، عمر بن ابی سلمہ، ابوالحمراء، معقل بن یسار اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی وضاحت سورۂ احزاب اور حدیث نمبر 3768 کے تحت گزر چکی ہے۔

٣٨٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ سَمْتًا وَدَلًّا وَهَدْيًا بِرَسُولِ اللهِ فِي قِيَامِهَا وَقُعُودِهَا مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: وَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَامَ إِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي

[3872] ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو چال چلن، خصلت، عادت و طریقے اور اٹھنے بیٹھنے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہ ہو۔ اور وہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لاتیں تو آپ اٹھ کر اس کی طرف بڑھتے، اسے بوسہ دیتے اور اسے اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اور جب آپ اس کے ہاں تشریف لے جاتے تو

٣٨٧١_ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٠٤ عن الزبيري به ورواه الأجلح (مشكل الآثار: ١/ ٣٣٤) وعبدالحميد بن بهرام أيضًا وأبو الحجاف داود بن أبي عوف (أخبار أصبهان: ١/ ١٠٨) عن شهر بن حوشب به وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٢٤٠٤ وأحمد: ٢/ ٢٩٢ وغيرهما * وفي الباب عن أنس بن مالك [تقدم: ٣٢٠٦]، وعمر بن أبي سلمة [تقدم: ٣٢٠٥، ٣٧٨٧]، وأبي الحمراء [تقدم: ٣٢٠٦]، ومعقل بن يسار [تقدم: ٣٢٠٦]، وعائشة [لم أجده].

٣٨٧٢_ أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في القيام، ح: ٥٢١٧ عن محمد بن بشار به وسنده حسن، وأصله متفق عليه: البخاري، ح: ٦٢٨٥، ٦٢٨٦، ومسلم، ح: ٢٤٥٠ من حديث عائشة به.

مَجْلِسِهِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا، فَلَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ فَأَكَبَّتْ عَلَيْهِ فَقَبَّلَتْهُ ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا فَبَكَتْ، ثُمَّ أَكَبَّتْ عَلَيْهِ ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ: إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنَّ هٰذِهِ مِنْ أَعْقَلِ نِسَائِنَا فَإِذَا هِيَ مِنَ النِّسَاءِ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ قُلْتُ لَهَا: أَرَأَيْتِ حِينَ أَكْبَبْتِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَرَفَعْتِ رَأْسَكِ فَبَكَيْتِ، ثُمَّ أَكْبَبْتِ عَلَيْهِ فَرَفَعْتِ رَأْسَكِ فَضَحِكْتِ، مَا حَمَلَكِ عَلَى ذٰلِكَ؟ قَالَتْ: إِنِّي إِذَنْ لَبَذِرَةٌ، أَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَيِّتٌ مِنْ وَجَعِهِ هٰذَا فَبَكَيْتُ ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي أَسْرَعُ أَهْلِهِ لُحُوقًا بِهِ فَذَاكَ حِينَ ضَحِكْتُ.

وہ اپنی جگہ سے اٹھتیں، آپ کا بوسہ لیتیں اور آپ کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں، چنانچہ جب نبی ﷺ بیمار ہوئے تو سیدہ فاطمہ ؓ تشریف لائیں، آپ پر جھکیں اور آپ کا بوسہ لیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور رو پڑیں، پھر آپ پر جھکیں، پھر اپنا سر اٹھایا اور ہنس دیں تو میں نے کہا: میں تو یہ سمجھتی تھی کہ یہ ہماری تمام عورتوں میں سے زیادہ عقل مند ہے، یہ تو بس ایک عورت ہی ہے، پھر جب نبی ﷺ وفات پا گئے تو میں نے اس سے کہا: بتا، جب تو رسول اللہ ﷺ پر جھکی تھی، پھر اپنا سر اٹھا کر رو پڑی تھی، پھر تو آپ پر جھکی تھی اور اپنا سر اٹھا کر ہنس دی تھی۔ اس عمل پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا تھا؟ اس نے کہا: میں اب راز افشاء کرتی ہوں۔ آپ نے مجھے بتایا کہ آپ اس بیماری میں فوت ہو جائیں گے تو میں رو پڑی، پھر آپ نے بتایا کہ میں آپ کے اہل میں سے سب سے پہلے آپ ﷺ سے ملوں گی تو میں اس وقت ہنس پڑی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے اور یہ حدیث سیدہ عائشہ ؓ سے اور سندوں سے بھی آئی ہے۔

لغوی تشریح: بَذِرَة: میں راز افشاء کرتی ہوں کیونکہ نبیٔ کریم ﷺ کی بیماری کی حالت میں سیدہ عائشہ ؓ کے پوچھنے پر سیدہ فاطمہ ؓ نے یہ بات نہیں بتائی تھی۔

فوائد و مسائل: ① سیدہ عائشہ ؓ نے سیدہ فاطمہ ؓ کے آپ ﷺ کی بیماری کی حالت میں ہنسنے کو حالات کے منافی سمجھا، اس لیے کہا: میں اسے عام عورتوں سے زیادہ عقل مند سمجھتی تھی، یہ تو عام عورتوں جیسی نکلی کہ اس حالت میں بھی ہنس رہی ہے۔ ② باپ بیٹی کا ایک دوسرے کو دیکھ کر استقبال کے لیے آگے بڑھنا، بوسہ لینا اور اپنی جگہ پر بٹھانا، ایک دوسرے سے پیار و محبت کے اظہار کے لیے تھا، علاوہ ازیں علاقائی عرف بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ ہمارے بھی بعض علاقوں میں قریبی محرم رشتے دار ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو بوسہ دیتے ہیں، یہ تو باپ بیٹی کا رشتہ تھا، باپ کا بیٹی کو بوسہ دینا عربوں کا عرف تھا جسے نبی ﷺ نے اختیار فرمایا۔ آج بھی جہاں یہ عرف ہو، وہاں اس کا جواز ہے۔

٣٨٧٣ - [أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ وَهْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَعَا فَاطِمَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ. قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا. قَالَتْ: أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّهُ يَمُوتُ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ ابْنَةَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

[3873] سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح کے دن سیدہ فاطمہ ؓ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی تو وہ رو پڑیں، پھر ان سے گفتگو فرمائی تو وہ ہنس پڑیں۔ جب رسول ﷺ فوت ہو گئے تو میں نے ان سے ان کے رونے اور ہنسنے کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے جواب دیا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ وہ فوت ہو جائیں گے تو میں رو پڑی، پھر آپ نے مجھے بتایا کہ میں مریم بنت عمران ؑ کے سوا تمام جنتی عورتوں کی سردار ہوں تو میں ہنس پڑی۔

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

فائدہ: سیدہ فاطمہ ؓ دو وجہ سے ہنسی تھیں: وہ سب سے پہلے فوت ہو کر آپ ﷺ سے جا ملیں گی، نیز یہ کہ وہ جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی۔

٣٨٧٤- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ أَبِي الْجَحَّافِ، عَنْ جُمَيْعِ ابْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِي عَلَى عَائِشَةَ فَسُئِلَتْ: أَيُّ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: فَاطِمَةُ، فَقِيلَ: مِنَ الرِّجَالِ، قَالَتْ: زَوْجُهَا، إِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا.

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. قَالَ: وَأَبُو الْجَحَّافِ اسْمُهُ دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَوْفٍ. وَيُرْوٰى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَحَّافِ وَكَانَ مَرْضِيًّا.

[3874] جمیع بن عمیر تیمی ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ سیدہ عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے پوچھا گیا: لوگوں میں سے رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ انھوں نے جواب دیا: فاطمہ۔ پوچھا گیا: مردوں میں سے کون تھا؟ انھوں نے فرمایا: ان کا خاوند، میرے علم کی حد تک وہ بہت روزے رکھنے والے اور قیام کرنے والے تھے۔

یہ حدیث حسن غریب ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں: ابوجحاف کا نام داود بن ابی عوف ہے۔ سفیان ثوری سے مروی ہے کہ ہمیں ابوجحاف نے حدیث سنائی اور وہ پسندیدہ

٣٨٧٣ـ [صحيح لغيره] أخرجه الطبراني: ٢٣/ ٣٩٧، ٣٩٨، ح: ٩٥٠ من حديث محمد بن خالد به، و للحديث شواهد منها الحديث السابق.

٣٨٧٤ـ [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٣/ ١٥٧ من حديث عبدالسلام به وقال: "هذا حديث صحيح الإسناد" وسنده ضعيف، جُمَيعٌ ضعفه الجمهور. وللحديث شواهد ضعيفة منها، ح: ٣٨٦٨.

آدمی تھا۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔علاوہ ازیں یہ صحیح روایات کے بھی خلاف ہے۔

(المعجم ٦١) بَابُ فَضْلِ خَدِيجَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا (التحفة ١٢٦)

باب: 61۔سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت و برتری

٣٨٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِّنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، وَمَا بِي أَنْ أَكُونَ أَدْرَكْتُهَا، وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَهَا وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيَتَتَبَّعُ بِهَا صَدَائِقَ خَدِيجَةَ فَيُهْدِيهَا لَهُنَّ.

[3875] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے نبی ﷺ کی بیویوں میں سے کسی پر اس قدر غیرت نہیں آئی جتنی غیرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آئی، حالانکہ میں نے ان کا دور نہیں پایا تھا۔غیرت کا باعث رسول اللہ ﷺ کا انھیں بہت زیادہ یاد کرنا تھا۔واقعہ یہ ہے کہ آپ بکری ذبح کرتے تو اس کے لیے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو تلاش کرتے اور انھیں اس کا تحفہ دیتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان کی سہیلیوں کا خیال رکھنا اور انھیں تحفہ بھیجنا، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پیار و محبت کی علامت ہے۔اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا چاہتی تھیں کہ نبی ﷺ کا سارا پیار اور محبت مجھے ہی حاصل ہو کوئی اور بیوی اس میں شریک نہ ہو۔ یہ ان کی انسانی فطرت کا تقاضا تھا، نیز حدیث رسول کے حوالے سے ان کی ایمانداری بھی اس سے واضح ہوتی ہے کہ انھوں نے آپ ﷺ کی ہر ادا اور قول و فعل کو امت تک پہنچایا ہے۔

٣٨٧٦- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا حَسَدْتُ امْرَأَةً مَّا حَسَدْتُ خَدِيجَةَ، وَمَا تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا بَعْدَ مَا مَاتَتْ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِي

[3876] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس قدر رشک مجھے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آیا، اتنا رشک کسی عورت پر نہیں آیا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی، ان کی وفات کے بعد کی تھی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں جنت میں ایک موتی کے گھر کی بشارت دی تھی جس میں نہ

٣٨٧٥- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ خديجة وفضلها رضي الله عنها، ح: ٣٨١٨، ومسلم، ح: ٢٤٣٥ من حديث حفص بن غياث به .

٣٨٧٦- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ خديجة . . . ح: ٣٦١٦ من حديث هشام بن عروة به ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل خديجة، ح: ٢٤٣٥ من حديث هشام بن عروة به .

الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَّا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ.

شور وغل ہوگا اور نہ تکان ومشقت۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے

[مِّنْ قَصَبٍ قَالَ: إِنَّمَا يَعْنِي بِهِ قَصَبَ اللُّؤْلُؤِ].

(قصب سے مراد، لمبا موتی ہے۔)

٣٨٧٧- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «خَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ».

[3877] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''(اپنے دور کی) بہترین عورت خدیجہ بنت خویلد ہے اور اپنے عہد کی عورتوں سے بہترین مریم بنت عمران تھیں۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ [وَّعَائِشَةَ]. [قَالَ أَبُوعِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا انس، ابن عباس اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی اپنی زندگی میں اپنے اپنے دور کی تمام عورتوں سے بہتر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ مریم علیہا السلام تھیں۔ ان کی وفات کے بعد کون بہتر تھیں، یہ الگ مسئلہ ہے۔

٣٨٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ زَنْجُويَهْ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «حَسْبُكَ مِنْ نِّسَاءِ الْعَالَمِينَ: مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ».

[3878] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تیرے لیے (اے مخاطب!) جہان کی عورتوں میں سے فضل وکمال کے اعتبار سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی بیوی آسیہ کافی ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: اپنے اپنے دور میں فضل وکمال کو یہ عورتیں پہنچی ہیں اور آخری امت میں، نبی ﷺ کی مالی معاونت اور ابتدائی دور

٣٨٧٧- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ خديجة وفضلها رضي الله تعالى عنها، ح: ٣٨١٥، مسلم، ح: ٢٤٣٠ من حديث عبدة بن سليمان به * وفي الباب عن أنس [يأتي: ٣٨٧٨]، وابن عباس [النسائي في الكبرى: ٨٣٥٥ وأحمد: ١/ ٢٩٣، ٣١٦، ٣٢٢]، وعائشة [تقدم: ٢٠١٧، ٣٨٧٥].

٣٨٧٨- أخرجه أحمد: ٣/ ١٣٥ عن عبدالرزاق به وهو في مصنفه، ح: ٢٠٩١٩ وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦٩٦٤ والذهبي على شرط البخاري ومسلم: ٣/ ١٥٨ والحديث السابق شاهد له.

میں آپ کی خدمت اور حوصلہ افزائی کے اعتبار سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ اپنے علم و فضل اور دین کی نشر و اشاعت کے اعتبار سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں اور آپ کا لخت جگر ہونے کے لحاظ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں جبکہ آپ کی امت سب امتوں سے بہتر اور افضل ہے تو اس امت کی افضل و برتر عورتیں بھی سب سے افضل ہوں گی۔ (تحفة الأحوذي: 366/10)

(المعجم ٦٢) بَابٌ: مِنْ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا (التحفة ١٣٥)

باب: 62۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت و برتری

٣٨٧٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ [بَصْرِيٌّ]: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، قَالَتْ: فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبَاتِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ: يَاأُمَّ سَلَمَةَ! إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، وَإِنَّا نُرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيدُ عَائِشَةُ، فَقُولِي لِرَسُولِ اللهِ ﷺ يَأْمُرِ النَّاسَ يُهْدُونَ إِلَيْهِ أَيْنَمَا كَانَ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا، ثُمَّ عَادَ إِلَيْهَا فَأَعَادَتِ الْكَلَامَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ صَوَاحِبَاتِي قَدْ ذَكَرْنَ أَنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأْمُرِ النَّاسَ يُهْدُونَ أَيْنَمَا كُنْتَ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَالَتْ ذٰلِكَ، قَالَ: «يَا أُمَّ سَلَمَةَ! لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ، فَإِنَّهُ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرِهَا».

[3879] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگ اپنے تحائف دینے کے لیے عائشہ کے دن کا اہتمام کرتے تھے تو میری تمام سوکنیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہوئیں اور انھوں نے کہا: اے ام سلمہ! لوگ اپنے تحائف دینے کے لیے عائشہ کے دن کا خیال رکھتے ہیں اور ہم بھی خیر کی چاہت رکھتی ہیں جس طرح عائشہ خیر چاہتی ہے، لہٰذا تو رسول اللہ ﷺ سے عرض کرنا کہ آپ لوگوں کو حکم فرمائیں: آپ جہاں بھی ہوں، وہ وہاں تحفہ بھیجیں۔ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ نے اس سے منہ موڑ لیا، پھر آپ دوسری باری پر اس کے ہاں گئے تو اس نے یہ گفتگو دہرائی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری سوکنوں نے ذکر کیا ہے کہ لوگ اپنے تحائف دینے کے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا کے دن کا خیال رکھتے ہیں، سو آپ لوگوں کو فرمائیں کہ آپ جہاں بھی ہوں وہ تحفہ بھیج دیں۔ جب تیسری باری آئی تو اس نے پھر یہی بات کی۔ آپ نے فرمایا: ''اے ام سلمہ! عائشہ کے سلسلے میں مجھے تکلیف نہ پہنچا، صورت حال یہ ہے کہ مجھ پر وحی کسی عورت کے لحاف میں، سوائے عائشہ کے، نازل نہیں ہوئی۔''

٣٨٧٩- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب فضل عائشة رضي الله عنها، ح: ٣٧٧٥، ومسلم، ح: ٢٤٤١ من حديث حماد بن زيد به مختصرًا ومطولًا ﷺ حديث هشام بن عروة عن عوف عن رميثة: رواه أحمد: ٦/ ٢٩٣، والنسائي: ٧/ ٦٨، ٦٩، ح: ٣٤٠٢، وحديث سليمان بن بلال: رواه البخاري، ح: ٢٥٨١ وغيره.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى]: هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ رُمَيْثَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ شَيْئًا مِّنْ هٰذَا، وَهٰذَا حَدِيثٌ قَدْ رُوِيَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِيهِ رِوَايَاتٌ مُخْتَلِفَةٌ، وَقَدْ رَوٰى سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ [عَنْ أَبِيهِ]، عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ.

امام ابو عیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔ بعض راویوں نے یہ روایت نبی ﷺ سے مرسلاً بیان کی ہے۔ اور ایک سند سے اس حدیث کا کچھ حصہ رمیثہ کے واسطے سے سیدہ ام سلمہ ؓ سے بیان کیا گیا ہے۔ اور ہشام بن عروہ سے اس میں مختلف روایات بیان کی گئی ہیں، پھر سلیمان بن بلال، ہشام بن عروہ سے، اس کے باپ کے واسطے سے سیدہ عائشہ ؓ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ تمام ازواج مطہرات میں یہ شرف و امتیاز صرف سیدہ عائشہ ؓ کو حاصل ہے کہ نبی ﷺ پر وحی ان کے بستر پر نازل ہوئی ہے۔ ② لوگ اپنے طور پر تحفے تحائف دینے میں سیدہ عائشہ ؓ کی باری کا خیال رکھتے تھے اور تحفہ دینے والا اپنی مرضی کا مالک ہوتا ہے اس پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں کی جا سکتی، اس لیے نبی ﷺ نے تحفے کے سلسلے میں ان سے کسی قسم کی گفتگو کرنا پسند نہیں کیا تاکہ لوگ یہ خیال نہ کریں کہ آپ تحفہ مانگ رہے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ آپ کو سیدہ عائشہ ؓ سے زیادہ پیار و محبت ہے، اس لیے تحفہ ان کے ہاں بھیجنا آپ کی خوشیوں کا باعث ہوگا۔

٣٨٨٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ الْمَكِّيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جِبْرِيلَ جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خِرْقَةِ حَرِيرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

[3880] سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جبریل ؑ نبی ﷺ کے پاس ان کی تصویر ایک سبز ریشم کے ٹکڑے میں لے کر آئے اور کہا: یہ آپ کی دنیا اور آخرت میں بیوی ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مُرْسَلًا، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ. وَقَدْ رَوٰى أَبُو

امام ابو عیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس عبداللہ بن عمرو بن علقمہ کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے یہ حدیث عبداللہ بن عمرو بن علقمہ کی اس سند سے مرسلاً بیان کی ہے، اس میں سیدہ عائشہ ؓ کا ذکر نہیں کیا۔ اور ابو

٣٨٨٠- أخرجه ابن حبان (الإحسان): ٧٠٥٢ من حديث ابن أبي مليكة به * ابن أبي حسين هو عمر بن سعيد بن أبي حسين وابن أبي مليكة هو عبدالله بن عبيدالله بن أبي مليكة، وحديث أبي أسامة: رواه البخاري، ح: ٥٠٧٨، ومسلم، ح: ٢٤٣٨ وغيرهما.

أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا مِّنْ هٰذَا.

اسامہ نے ایک دوسری سند سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی جنت میں بھی آپ کی رفاقت ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ بشارت آپ کو دنیا ہی میں سنا دی گئی، نیز شادی سے پہلے ہی جبریل علیہ السلام نے آپ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر دکھا دی۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ اشکال آئے کہ جبریل علیہ السلام نے غیر محرم کو کیسے دیکھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام ہمارے احکام کے پابند نہیں ہیں۔ شرعی احکام کا اطلاق انسانوں پر ہوتا ہے۔

٣٨٨١- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عَائِشَةُ! هٰذَا جِبْرِيلُ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ»، قَالَتْ: قُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا نَرٰى.

[3881] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! یہ جبریل ہیں اور تمھیں سلام کہہ رہے ہیں۔'' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: ان پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکت نازل ہو۔ آپ ایسی چیز دیکھتے ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: یہ بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام و مرتبے کی بلندی اور رفعت کی دلیل ہے۔

٣٨٨٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ جِبْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ»، فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ [وَبَرَكَاتُهُ].

[3882] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل تمھیں سلام کہہ رہے ہیں۔'' میں نے کہا: ان پر بھی سلام، اللہ کی رحمت اور اس کی برکات نازل ہوں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

٣٨٨٣- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ ابْنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا - أَصْحَابَ

[3883] سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اصحاب نبی پر کبھی کسی حدیث کے بارے میں اشکال پیدا ہوا تو ہم نے اس کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو ہمیں

٣٨٨١- أخرجه البخاري، الاستئذان، باب تسليم الرجال على النساء، والنساء على الرجال، ح: ٦٢٤٩ من حديث ابن المبارك، ومسلم، ح: ٢٤٤٧ من حديث الزهري به.

٣٨٨٢- تقدم: ٢٦٩٣.

٣٨٨٣- تفرد به المصنف.

رَسُولِ اللهِ ﷺ - حَدِيثٌ قَطُّ، فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا.

ان کے پاس اس کے بارے میں علم مل گیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کا اعتراف تھا، اس لیے وہ مشکل مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے اور انھیں ان کے ہاں ان کا حل مل جاتا۔

۳۸۸۴- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ [بْنُ] عَمْرٍو عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ.

[3884] موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کوئی فصیح اللسان نہیں دیکھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۳۸۸۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ وَ بُنْدَارٌ [وَاللَّفْظُ لِابْنِ يَعْقُوبَ] قَالَا: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: «عَائِشَةُ»، قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: «أَبُوهَا».

[3885] سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں ذات السلاسل کے لشکر کا امیر مقرر کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''عائشہ۔'' میں نے پوچھا: مردوں میں سے؟ آپ نے فرمایا: ''اس کا باپ۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۸۸۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ:

[3886] سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

۳۸۸٤ـ أخرجه الحاكم: ٤/ ١١ من حديث معاوية بن عمرو به.

۳۸۸٥ـ أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب بعد باب قول النبي ﷺ: "لو كنت متخذًا خليلًا"، ح: ٣٦٦٢ من حديث عبدالعزيز، ومسلم، ح: ٢٣٨٤ من حديث خالد الحذاء به.

۳۸۸٦ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨١٠٦ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٧٠٦٢ وللحديث شواهد كثيرة منها الحديث السابق.

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ؟ قَالَ: «عَائِشَةُ»، قَالَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: «أَبُوهَا».

انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: آپ کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''عائشہ۔'' میں نے کہا: مردوں میں سے؟ آپ نے فرمایا: ''اس کا باپ۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

٣٨٨٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ».

[3887] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ کو عورتوں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح ثرید کو باقی کھانوں پر۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي مُوسٰى. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ، هُوَ أَبُو طُوَالَةَ الْأَنْصَارِيُّ مَدَنِيٌّ وَهُوَ ثِقَةٌ. [وَقَدْ رَوٰى عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ].

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ عائشہ اور سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر سے مراد ابوطوالہ انصاری مدنی ہے جو ثقہ ہے۔ اور وہ مالک بن انس رحمہ اللہ سے بھی روایت کرتا ہے۔

فائدہ: ثرید: لذت، غذائیت، زود ہضم اور خوش گوار ہونے کی بنا پر تمام کھانوں سے فائق اور برتر ہے اور بدن کے لیے قوت و طاقت کا باعث بنتا ہے۔ اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حسن و جمال کے ساتھ حسن سیرت و کردار، شیریں بیانی، فصاحت لسانی اور عقل و ذہانت کی فراوانی کی بنا پر اپنے خاوند کی پسندیدہ تھیں، اس لیے انھوں نے سب سے زیادہ دین حاصل کیا، اسے سمجھا اور آگے امت تک منتقل کیا۔ اس وصف میں کوئی عورت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی بلکہ صحابۂ کرام بھی ان کی مضبوط اور درست رائے اور معاملہ فہمی پر اعتماد کرتے تھے جیسا کہ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزر چکا ہے۔

٣٨٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ

[3888] عمرو بن غالب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک

٣٨٨٧- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: في فضائل عائشة، أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٦ عن علي بن حُجر، والبخاري، ح: ٣٧٧٠ من حديث عبدالله بن عبدالرحمن به * وفي الباب عن عائشة [النسائي: ٧/ ٦٨، ح: ٣٤٠٠ وأحمد: ٦/ ١٥٩]، وأبي موسى [تقدم: ١٨٣٤].

٣٨٨٨- [ضعيف] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٤/ ٣٠٩ من حديث شريك القاضي عن أبي إسحاق به مطولاً وأبو إسحاق عنعن.

الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ أَنَّ رَجُلًا نَالَ مِنْ عَائِشَةَ عِنْدَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فَقَالَ: اغْرُبْ مَقْبُوحًا مَنْبُوحًا، أَتُؤْذِي حَبِيبَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

آدمی نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے سامنے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر طعن کیا تو انھوں نے کہا: دور ہو جا بدتر، دھتکارا ہوا۔ کیا تو رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ پسندیدہ بیوی کو اذیت پہنچاتا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے یہ واقعہ مشکوک ہے۔

٣٨٨٩- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ الْأَسَدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ يَقُولُ: هِيَ زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ - يَعْنِي عَائِشَةَ - [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا].

[3889] سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا اور آخرت میں آپ ﷺ کی بیوی ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت بھی موجود ہے۔

٣٨٩٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ] قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ؟ قَالَ: «عَائِشَةُ». قِيلَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: «أَبُوهَا».

[3890] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''عائشہ''۔ پوچھا گیا: مردوں میں سے؟ فرمایا: ''اس کا باپ۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی ذہانت و فطانت اور دین کی نشر و اشاعت کے اعتبار سے نبی ﷺ کو محبوب تھیں اور ان کے والد اسلام میں سبقت، اپنا مال و جان اور وقت آپ ﷺ پر صرف کرنے اور آپ کی خیر خواہی اور نصرت و حمایت کے اعتبار سے آپ کے محبوب تھے۔

٣٨٨٩ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب بعد باب الفتنة التي تموج كموج البحر، ح: ٧١٠٠ من حديث أبي بكر بن عياش به ولم ينفرد به * وفي الباب عن علي (لم أجده).

٣٨٩٠ـ أخرجه ابن ماجه، المقدمة، فضل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، ح: ١٠١ من حديث المعتمر به، وصححه ابن حبان (الإحسان): ٧٠٦٣ وله شواهد كثيرة منها الحديث السابق: ٣٨٨٥.

(المعجم ٦٣) بَابُ فَضْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١٢٧)

باب:63۔ نبیٔ اکرم ﷺ کی بیویوں کی فضیلت و برتری

٣٨٩١- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيُّ أَبُو غَسَّانَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ جَعْفَرٍ - وَكَانَ ثِقَةً - عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ: مَاتَتْ فُلَانَةُ - لِبَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ - فَسَجَدَ، فَقِيلَ لَهُ: أَتَسْجُدُ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ: أَلَيْسَ [قَدْ] قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوا»؟ فَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ؟.

[3891] عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو صبح کی نماز کے بعد بتایا گیا کہ ازواج مطہرات میں سے فلاں خاتون فوت ہوگئی ہیں تو وہ سجدہ ریز ہو گئے۔ ان سے کہا گیا: آپ اس گھڑی سجدہ کرتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا: ''جب تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو؟'' تو نبی ﷺ کی بیویوں کی وفات سے بڑھ کر عبرت انگیز نشانی کون سی ہو سکتی ہے؟

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس اسی سند سے آئی ہے۔

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ میں اپنے صحابہ کے لیے عذاب سے امن و امان میں رہنے کا باعث ہوں اور میرے صحابہ اپنے دور کے لوگوں کے لیے امن و امان کا باعث ہیں۔ ازواج مطہرات کو تو دوہرا شرف حاصل ہے کہ آپ ﷺ سے ازدواجی نسبت و تعلق بھی اور شرف صحبت و رفاقت بھی، ان لیے اس کی وفات امن و امان کے چھننے کا باعث ہے جو ڈر اور خوف کا سبب ہے۔ ② نماز فجر کے بعد نوافل پڑھنا ممنوع ہے لیکن اگر نماز پڑھنے کا سبب پیدا ہو جائے تو پھر ممنوع نہیں، جیسا کہ سجدۂ تلاوت، نماز جنازہ اور کسی عبرت انگیز نشانی کا ظہور ہو جو سجدے کا سبب ہے۔

٣٨٩٢- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ [بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ]: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا كِنَانَةُ [قَالَ]: حَدَّثَتْنَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ بَلَغَنِي عَنْ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ كَلَامٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «أَلَا قُلْتِ وَكَيْفَ تَكُونَانِ خَيْرًا مِنِّي؟ وَزَوْجِي مُحَمَّدٌ وَأَبِي

[3892] سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ مجھے سیدہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی طرف سے تبصرہ پہنچ چکا تھا اور میں نے اس کا تذکرہ آپ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے یہ کیوں نہ کہا کہ تم مجھ سے بہتر کس طرح ہو سکتی ہو؟ میرے خاوند محمد (ﷺ) ہیں اور میرے باپ ہارون علیہ السلام ہیں

٣٨٩١- أخرجه أبو داود، صلاة الاستسقاء، باب السجود عند الآيات، ح: ١١٩٧ من حديث يحيى بن كثير به.

٣٨٩٢- [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٩ من حديث هاشم بن سعيد به وهو ضعيف والحديث الآتي (٣٨٩٤) يغني عنه * وفي الباب عن أنس [يأتي: ٣٨٩٤].

هَارُونُ، وَعَمِّي مُوسٰى»، وَكَانَ الَّذِي بَلَغَهَا أَنَّهُمْ قَالُوا: نَحْنُ أَكْرَمُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا، وَقَالُوا: نَحْنُ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ وَبَنَاتُ عَمِّهِ.

اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔'' اور انھیں یہ بات پہنچی تھی کہ وہ کہتی ہیں: ہم اس سے اللہ کے رسول کے ہاں زیادہ معزز ہیں اور ہم نبی ﷺ کی بیویاں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں (عم زاد) ہیں۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هَاشِمٍ الْكُوفِيِّ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ [الْقَوِيِّ].

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس یہ ہاشم کوفی کی حدیث کی صورت میں آئی ہے اور اس کی سند اس قدر (قوی) نہیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے یہ واقعہ صحیح نہیں۔ تاہم وضاحت کے طور پر عرض ہے کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سیدنا ہارون بن عمران علیہ السلام کی اولاد سے تھیں اور سیدنا موسیٰ بن عمران علیہ السلام سیدنا ہارون علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے اور سیدہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما قریشی ہونے کے اعتبار سے آپ ﷺ کے خاندان کی ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو بھی شرف و کمال حاصل ہے۔

٣٨٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ وَهْبٍ [بْنِ زَمْعَةَ] أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ، فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ، ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا، قَالَتْ: أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ يَمُوتُ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ.

[3893] سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح والے سال سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی تو وہ رو پڑیں، پھر آپ نے ان سے گفتگو فرمائی تو وہ ہنس پڑیں۔ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو میں نے ان سے ان کے رونے اور ہنسنے کا سبب پوچھا۔ انھوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ آپ فوت ہو جائیں گے تو میں رو پڑی، پھر آپ نے مجھے بتایا کہ میں مریم بنت عمران علیہا السلام کے سوا تمام جنتی عورتوں کی سردار ہوں تو میں ہنس پڑی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

فوائد و مسائل: ① اگر عام الفتح سے مراد فتح مکہ ہو تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ یہ واقعہ دو دفعہ پیش آیا ہے۔ ایک دفعہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا اور مرض الموت کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا اور دونوں نے آپ کی بیوی ہونے کی حیثیت سے سیدہ

٣٨٩٣- تقدم: ٣٨٧٣.

فاطمہ ؓ پر اپنا حق سمجھتے ہوئے ان سے رونے اور ہنسنے کا سبب پوچھا۔ یا عام الفتح سے مراد حجۃ الوداع کا سال ہے جس میں لوگوں کے لیے اسلام میں داخل ہونے کا دروازہ کھل چکا تھا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو چکے تھے اور سورۂ نصر اتر چکی تھی جس میں آپ کی وفات کی طرف اشارہ تھا۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ مریم ؑ کا درجہ سیدہ فاطمہ ؓ کے برابر ہے یا بڑھ کر ہے۔

٣٨٩٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَلَغَ صَفِيَّةَ أَنَّ حَفْصَةَ قَالَتْ: بِنْتُ يَهُودِيٍّ، فَبَكَتْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ وَهِيَ تَبْكِي. فَقَالَ: «مَا يُبْكِيكِ؟» قَالَتْ: قَالَتْ لِي حَفْصَةُ: إِنِّي ابْنَةُ يَهُودِيٍّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَإِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ، وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ، وَإِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ، فَفِيمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ؟» ثُمَّ قَالَ: «اتَّقِي اللهَ يَا حَفْصَةُ!».

[3894] سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ صفیہ ؓ تک یہ بات پہنچی کہ سیدہ حفصہ ؓ انھیں یہودی کی بیٹی کہتی ہیں تو وہ رو پڑیں۔ نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیوں روتی ہو؟'' انھوں نے جواب دیا: حفصہ مجھے کہتی ہیں کہ میں یہودی کی بیٹی ہوں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو تو ایک نبی کی بیٹی ہے، تیرا چچا بھی نبی ہے اور تو ایک نبی کی بیوی ہے تو وہ کس چیز میں تجھ پر فخر کرتی ہے؟'' پھر آپ نے فرمایا: ''اے حفصہ! اللہ سے ڈر۔''

[قَالَ أَبُوعِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح، اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: سیدہ حفصہ ؓ کو اللہ تعالیٰ سے ڈرانے کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کی باتیں درست نہیں۔ کسی کو باپ کا طعنہ دینا جاہلیت کی روش اور طریقہ ہے۔

٣٨٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي، وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوهُ».

[3895] سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے حق میں بہتر ہے اور میں تم سب سے اپنے اہل کے حق میں بہتر ہوں۔ جب تمھارا ساتھی فوت ہو جائے تو اسے چھوڑ دو (اسے برا بھلا مت کہو)۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [غَرِيبٌ]

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (غریب)

٣٨٩٤ـ أخرجه أحمد: ٣/ ١٣٥ عن عبدالرزاق به وهو في المصنف له: ١١/ ٤٣٠، ٤٣١، ح: ٢٠٩٢١، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ٨٩١٩ من حديث عبدالرزاق به وصححه ابن حبان، ح: ٢٢٤٨.

٣٨٩٥ـ أخرجه الدارمي، ح: ٢٢٦٥ عن محمد بن يوسف به وصححه ابن حبان، ح: ١٣١٢، ورواه وكيع عن هشام به (أبو داود، ح: ٤٨٩٩ مختصرًا) وللحديث شواهد وقوله: "فدعوه" أي لا تذكروه إلا بخير، قاله ابن حبان.

صَحِيحٌ [مِّنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ مَا أَقَلَّ مَنْ رَّوَاهُ عَنِ الثَّوْرِيِّ]. وَرُوِيَ هٰذَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ.

صحیح ہے۔ (ثوری سے اسے بہت کم راویوں نے بیان کیا ہے۔) اور ہشام بن عروہ اسے اپنے باپ کے واسطے سے نبی ﷺ سے مرسلاً (سیدہ عائشہ ؓ کا واسطہ چھوڑ کر) بیان کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اہل وعیال اور عزیز و اقارب سے اچھا سلوک کرنا چاہیے۔ ② جب کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو اس کی برائیوں کا ذکر نہیں کرنا چاہیے۔ مفہوم بھی درست ہے کہ اسے اللہ کی رحمت کے حوالے کر دو اور اس پر جزع فزع نہ کرو۔ یا معنی یہ ہیں کہ میری وفات کے بعد میرے ساتھیوں اور اہل بیت کو تکلیف پہنچا کر مجھے تکلیف نہ پہنچانا۔

٣٨٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يُوسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنِ الْوَلِيدِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِي شَيْئًا فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْهِمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ»، قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَانْتَهَيْتُ إِلٰى رَجُلَيْنِ جَالِسَيْنِ وَهُمَا يَقُولَانِ: وَاللهِ! مَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ بِقِسْمَتِهِ الَّتِي قَسَمَهَا وَجْهَ اللهِ، وَلَا الدَّارَ الْآخِرَةَ، فَتَثَبَّتُّ حِينَ سَمِعْتُهُمَا فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَاحْمَرَّ وَجْهُهُ، وَقَالَ: «دَعْنِي عَنْكَ، فَقَدْ أُوذِيَ مُوسٰى بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ».

[3896] سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی مجھے میرے صحابہ کے بارے میں کوئی بات نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میں ان کی طرف اس حالت میں نکلوں کہ میرا سینہ صاف اور سالم ہو۔“ سیدنا عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس مال لایا گیا تو نبی ﷺ نے اسے تقسیم کر دیا۔ میں دو آدمیوں تک پہنچا وہ بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے: اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) نے جو تقسیم کی ہے اس تقسیم سے اللہ کی رضا نہیں چاہی، نہ آخرت کا گھر چاہا ہے۔ جب میں نے ان کی بات سنی تو اس کو بیان کرنا چاہا، چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس سے آگاہ کیا تو آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا: ”مجھے اس سے چھوڑ یے! موسیٰ ؑ کو اس سے بھی زیادہ اذیت پہنچائی گئی تو انھوں نے صبر کیا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ زِيدَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ رَجُلٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور اس سند میں ایک آدمی کا اضافہ کیا گیا ہے۔

٣٨٩٦- [ضعيف بهذه السياقة] أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في رفع الحديث من المجلس، ح: ٤٨٦٠ عن محمد بن يحيى به * إسرائيل سمعه من السدي عنه (شرح السنة: ١٣/ ١٤٨، ح: ٣٥٧١ والحديث الآتي)، والوليد بن أبي هشام مستور (تقريب) وزيد بن زائدة لم يوثقه غير ابن حبان.

لغوی تشریح: نَثَيْتُ وَنَثَا الحديث: کے معنی ہوتے ہیں: بات کا پھیلانا۔

فائدہ: اس حدیث کا پہلا حصہ ضعیف ہے، تاہم معنوی طور پر صحیح ہے کیونکہ نبی ﷺ گھر میں ازواج کے پاس صاف دل لیے آتے تھے، کسی کے بارے میں کسی قسم کی رنجش، غصہ یا کینہ نہیں ہوتا تھا اور ازواج سے راضی ہوتے تھے، اس لیے آپ چاہتے تھے کہ آپ کو کسی کی بدی اور برائی سے آگاہ نہ کیا جائے تا کہ کسی کے بارے میں دل میں رنجش اور کدورت پیدا نہ ہو۔ اس حدیث کا دوسرا حصہ مال کی تقسیم کے بارے میں ہے۔ اس سے مراد غنیمت کا مال ہے۔ یہ حصہ صحیح ہے جو صحیح بخاری میں متعدد جگہ آیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، کتاب فرض الخمس، باب: 19، حدیث: 3150، 3405 وغیرهما من المقامات الأخرى)

٣٨٩٧ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى وَالْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِشَامٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ زَائِدَةَ، عَنْ [عَبْدِ اللهِ] بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا».

[3897] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے کوئی کسی کے بارے میں کچھ نہ پہنچائے۔“

وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا مِّنْ هٰذَا مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کا کچھ حصہ اور سند سے بھی بیان کیا گیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی سند میں اسرائیل اور ولید کے درمیان سدی کا اضافہ کیا گیا ہے اور اوپر کی حدیث میں اس اضافے کا اظہار کیا گیا ہے۔ یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

(المعجم ٦٣) بَابُ فَضْلِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١٢٨)

باب: 64۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے فضائل

٣٨٩٨ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ يُحَدِّثُ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ: «إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ» فَقَرَأَ

[3898] سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں قرآن سناؤں۔“ پھر آپ نے انھیں سورۂ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا (سورة البيّنة) سنائی۔ اور اس میں یہ

٣٨٩٧۔ [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٣٨٩٨۔ تقدم: ٣٧٩٣ وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٥٣٩ وصححه الحاكم: ٢/ ٢٢٤ ووافقه الذهبي * حديث عبدالله بن عبدالرحمن، تقدم: تحت، ح: ٣٧٩٣ وحديث قتادة، تقدم أيضًا تحت، ح: ٣٧٩٣.

عَلَيْهِ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ [البينة:١] وَقَرَأَ فِيهَا: «إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللهِ الْحَنِيفِيَّةُ الْمُسْلِمَةُ لَا الْيَهُودِيَّةُ، وَلَا النَّصْرَانِيَّةُ، وَلَا الْمَجُوسِيَّةُ، مَنْ يَعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُكْفَرَهُ». وَقَرَأَ عَلَيْهِ: «لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِّنْ مَّالٍ لَّابْتَغَى إِلَيْهِ ثَانِيًا، وَلَوْ كَانَ لَهُ ثَانِيًا لَّابْتَغَى إِلَيْهِ ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا تُرَابٌ، وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ».

بھی پڑھا ''اللہ کے نزدیک دین صرف ملت مسلمہ جو تمام ادیان سے کٹ کر ایک اللہ کی جانب ہونے والی ہے، نہ یہودیت ہے اور نہ نصرانیت و مجوسیت۔ جو بھی نیکی کرے اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی۔'' اور آپ نے یہ بھی سنایا: ''اگر آدم کے بیٹے کے پاس مال کی ایک وادی ہو تو وہ دوسری چاہے گا اور اگر اس کے پاس دوسری ہو تو تیسری چاہے گا اور آدم کے بیٹے کا پیٹ مٹی (قبر) ہی بھرے گی اور جو (حرص و آز سے) توبہ کرے، اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ. وَرَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]: «إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ». وَقَدْ رَوَى قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأُبَيِّ [بْنِ كَعْبٍ]: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ».

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور دیگر سندوں سے بھی آئی ہے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے باپ کے واسطے سے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں قرآن سناؤں۔'' اور قتادہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں قرآن سناؤں۔''

(المعجم ٦٥) بَابٌ: فِي فَضْلِ الْأَنْصَارِ وَقُرَيْشٍ (التحفة ١٢٩)

باب: 65۔ انصار اور قریش کے فضائل

٣٨٩٩- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ زُهَيْرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَءًا مِّنَ الْأَنْصَارِ».

[3899] طفیل بن ابی بن کعب اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ہجرت کا امتیاز نہ ہوتا تو میں انصار کا ایک فرد کہلاتا۔''

[قَالَ:] وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْ

امام صاحب فرماتے ہیں: اسی سند سے ہے کہ نبی ﷺ

٣٨٩٩- أخرجه أحمد: ٥/ ١٣٧ عن أبي عامر به وسنده حسن، وللحديث شواهد كثيرة جدًا * حديث: "لو سلك الناس واديًا ... إلخ" وسنده حسن وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَكُنْتُ مَعَ الْأَنْصَارِ»
قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

نے فرمایا: ''اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی کا راستہ اختیار کریں تو میں انصار کے ساتھ ہوں گا۔'' امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: ان باتوں سے نبی ﷺ کا مقصد انصار کی دینی اور اسلامی خدمات کا اعتراف و اقرار اور ان کی حوصلہ افزائی ہے کہ میں تم سے راضی و مطمئن ہوں اور اس قدر خوش ہوں کہ اگر ہجرت کے امتیاز کو نظر انداز کرنا ممکن ہوتا تو میں اپنے آپ کو تم میں شمار کرتا اور دنیوی اعتبار سے جہاں تک ممکن ہے میں سفر میں تمھارے ساتھ رہوں گا، اس لیے تمھیں ہر طرح مطمئن رہنا چاہیے اور یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ میں کسی وقت تمھیں چھوڑ جاؤں گا۔

٣٩٠٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْأَنْصَارِ: «لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، مَنْ أَحَبَّهُمْ فَأَحَبَّهُ اللهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَأَبْغَضَهُ اللهُ»، فَقُلْنَا لَهُ: أَأَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ؟ فَقَالَ: إِيَّايَ حَدَّثَ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

[3900] سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انصار کے بارے میں فرمایا: ''ان سے مومن ہی محبت کرے گا اور ان سے منافق ہی بغض رکھے گا۔ جو ان سے محبت کرے، اللہ اس سے محبت کرے اور جو ان سے بغض رکھے، اللہ اس سے نفرت کرے۔'' ہم نے عدی بن ثابت سے پوچھا: کیا یہ روایت تو نے خود سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ اس نے جواب دیا: انھوں نے ہی مجھے سنائی تھی۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: انصار سے دین اور رسول اللہ ﷺ کے انصار و حمایتی اور معاون و مددگار ہونے کی حیثیت سے محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے اس حیثیت سے بغض و نفرت نفاق اور بے دینی کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمانداروں سے محبت کرتا ہے، منافقوں اور بے دینوں سے نفرت و بغض رکھتا ہے۔

٣٩٠١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: «هَلُمَّ هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِّنْ غَيْرِكُمْ»، فَقَالُوا: لَا، إِلَّا ابْنَ أُخْتٍ لَنَا، فَقَالَ ﷺ:

[3901] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کو اکٹھا کیا اور فرمایا: ''آؤ! تم میں، تمھارے سوا کوئی اور تو نہیں ہے۔'' انھوں نے کہا: نہیں، سوائے ہمارے بھانجے کے۔ آپ نے فرمایا: ''بھانجا قوم میں داخل ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''قریش، نئے نئے مسلمان

٣٩٠٠۔ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب حب الأنصار من الإيمان، ح: ٣٧٨٣ ومسلم، ح: ٧٥ من حديث شعبة به، وانظر الحديث السابق.

٣٩٠١۔ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان، ح: ٤٣٣٤، ومسلم، ح: ١٠٥٩ عن محمد بن بشار به.

«ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ»، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ، وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى بُيُوتِكُمْ»، قَالُوا: بَلَى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهُمْ».

ہوئے ہیں اور مصیبت زدہ ہیں اور میں نے چاہا کہ ان کا نقصان پورا کروں اور ان کی دل جوئی کروں۔ کیا تمھیں یہ پسند نہیں کہ لوگ دنیا لے کر لوٹیں اور تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسول ﷺ کو لے کر لوٹو۔" انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر لوگ ایک وادی یا گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری وادی یا گھاٹی اختیار کریں تو میں انصار کی وادی اور ان کی گھاٹی میں چلوں گا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) صحیح ہے۔

لغوی تشریح: أَنْ أَجْبُرَهُمْ: جَبَر شکستہ ہڈی کے جوڑنے کو کہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جنگوں میں قریش کا بہت نقصان ہوا ہے، میں اس کا کچھ مداوا کرنا چاہتا ہوں۔

فائدہ: غزوۂ حنین سے فراغت کے بعد بنو ہوازن سے جو مال و مویشی غنیمت میں حاصل ہوئے، نبی ﷺ نے اس کا وافر حصہ نئے نئے مسلمان ہونے والوں کی دل جوئی کے لیے ان میں تقسیم فرما دیا تا کہ وہ ایمان سے مانوس ہو کر اس کے پرجوش حامی بن جائیں اور اپنے قتل اور شکست کے داغ بھول جائیں۔ اس پر انصار کے نوجوانوں کے دل میں حزن و ملال پیدا ہوا کیونکہ وہ آپ ﷺ کی حکیمانہ سیاست کو سمجھ نہ سکے تھے۔ آپ نے انصار کا اضطراب و ملال دور کرنے کے لیے انھیں ایک جگہ جمع فرمایا اور انھیں اس تقسیم کی حکمت سمجھائی اور ان کے ایمان پر اعتماد اور بھروسے کا اظہار فرمایا۔ آپ کا خطاب سن کر سب مطمئن ہو گئے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الرحیق المختوم، ص: 675-678)

٣٩٠٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ: أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يُعَزِّيهِ فِيمَنْ أُصِيبَ مِنْ أَهْلِهِ وَبَنِي عَمِّهِ يَوْمَ الْحَرَّةِ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ: أَنَا أُبَشِّرُكَ بِبُشْرَى مِنَ اللهِ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِذَرَارِيِّ الْأَنْصَارِ وَلِذَرَارِيِّ ذَرَارِيِّهِمْ».

[3902] سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا جس میں حرہ کے دن ان کے اہل خانہ اور چچا زادوں سے مرنے والوں کی تعزیت کی۔ اس میں لکھا: میں تمھیں اللہ کی طرف سے نوید مسرت سناتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اے اللہ! انصار، انصار کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد کو بخش دے۔"

٣٩٠٢- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل الأنصار رضي الله عنهم، ح: ٢٥٠٦ من حديث شعبة عن قتادة عن النضر بن أنس به.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

[حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ ابْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ] وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ.

امام صاحب ایک اور سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔ اور یہ روایت قتادہ بھی نضر بن انس کے واسطے سے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کی خلافت وامارت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور عبداللہ بن مطیع کی سرکردگی میں اس کے خلاف جمع ہو گئے تو اس نے 63 ہجری میں مسلم بن عقبہ مری کی سرکردگی میں ایک لشکر مدینہ روانہ کیا جس سے اہل مدینہ شکست کھا گئے اور بہت خون ریزی ہوئی جس میں بہت سے انصار کام آ گئے۔ اس وقت سیدنا انس رضی اللہ عنہ بصرہ میں رہائش پذیر تھے۔ جب انھیں انصار کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ بہت غمگین ہوئے۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ جو اس وقت کوفے میں تھے، انھوں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو تعزیت کے لیے خط لکھا کہ انصار کو اللہ تعالیٰ کی بخشش حاصل ہے، اس لیے ان پر زیادہ غم وحزن کی ضرورت نہیں ہے۔ (صحيح البخاري، التفسير، باب ولله خزآئن السموات والأرض...، حديث: 4906)

٣٩٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ وَعَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَا: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَقْرِئْ قَوْمَكَ السَّلَامَ فَإِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ».

[3903] سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اپنی قوم کو سلام پیش کرو کیونکہ وہ میری معلومات کی رو سے پاک دامن اور صابر ہیں۔“

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ [غَرِيبٌ].

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح (غریب) ہے۔

لغوی تشریح: أَعِفَّة: عَفِيفٌ کی جمع ہے، پاک دامن، سوال کرنے سے بچنے والے۔ صُبُر: صابر کی جمع ہے، مصائب اور مشکلات کو برداشت کرنے والے۔

٣٩٠٤- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ

[3904] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! میرے مخصوص لوگ جن کے

٣٩٠٣ـ [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ٧٩ من حديث أبي داود الطيالسي به وهو في مسنده، ح: ٢٠٤٩، ورواه الطبراني: ٥/ ٩٨، ح: ٤٧١٠ من حديث عبدالصمد به وصححه الحاكم ووافقه الذهبي وله لون آخر عند أحمد: ٣/ ١٥٠؛ محمد بن ثابت ضعيف وتابعه الحسن بن أبي جعفر وهو ضعيف أيضًا.

٣٩٠٤ـ [منكر بذكر أهل البيت] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٢/ ١٥٨، ١٥٩، ح: ١٢٤٠٧ من حديث زكريا به وتابعه فضيل بن مرزوق عند أحمد: ٣/ ٨٩ عطية العوفي ضعيف مشهور * وفي الباب عن أنس [يأتي: ٣٩٠٧].

عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ [الْخُدْرِيِّ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَلَا إِنَّ عَيْبَتِي الَّتِي آوِي إِلَيْهَا أَهْلُ بَيْتِي وَإِنَّ كَرِشِي الْأَنْصَارُ فَاعْفُوا، عَنْ مُسِيئِهِمْ وَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ».

پاس میں جگہ پکڑتا ہوں، میرے اہل بیت ہیں اور میرے راز داں انصار ہیں، لہٰذا ان کے گناہ گاروں سے درگزر کرو اور ان کے نیکوکاروں کی نیکی قبول کرو۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت بھی آئی ہے۔

لغوی تشریح: عَيْبَتِي: چمڑے کی تھیلی یا صندوق کو کہتے ہیں جس میں کپڑے محفوظ کیے جاتے ہیں، مراد مخصوص ساتھی اور راز دان ہیں جن پر انسان اعتماد کرتا ہے۔ كَرِش: معدے کو کہتے ہیں، لوگوں کی جماعت اور اہل وعیال کو بھی کہہ دیتے ہیں، یعنی یہ لوگ میری جماعت اور ساتھی ہیں۔

٣٩٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ: أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يُرِدْ هَوَانَ قُرَيْشٍ أَهَانَهُ اللهُ».

[3905] سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو قریش کو ذلیل و رسوا کرنا چاہے، اللہ اسے ذلیل وخوار کرے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ [مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ]. أَخْبَرَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ [قَالَ]: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (اس سند) سے غریب ہے۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے ابن شہاب کے واسطے سے اسی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

٣٩٠٦- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ وَالْمُؤَمَّلُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِي: «لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ

[3906] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے وہ انصار سے بغض نہیں رکھے گا۔“

٣٩٠٥- أخرجه الحاكم: ٤/ ٧٤ من حديث سليمان الهاشمي به وصححه الذهبي في تلخيص المستدرك وأورده الضياء في المختارة: ٣/ ٢٢٤، ٢٢٥، ح: ١٠٢٩، ١٠٣٠ وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٢٢٨٨ وغيره.

٣٩٠٦- أخرجه أحمد: ١/ ٣٠٩ من حديث سفيان بن عيينة به وله شواهد عند البخاري، ح: ٣٧٨٣، ٣٧٨٤، ومسلم، ح: ٧٤- ٧٨ وغيرهما.

بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٩٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْأَنْصَارُ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَإِنَّ النَّاسَ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ».

[3907] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار میرے خواص اور راز دان ہیں۔ عام لوگ بڑھ جائیں گے اور یہ کم ہو جائیں گے، سوتم ان کے نیکو کاروں کی نیکی قبول کرو اور گناہ گاروں سے درگزر کرو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جیسے جیسے اسلام پھیلتا جائے گا مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جائے گا اور انصار کی تعداد کم ہوتی جائے گی کیونکہ وہ تو مخصوص خاندانوں کے افراد میں ہوں گے۔ چونکہ انھوں نے اپنے جان و مال سے نبی ﷺ کی حمایت و نصرت کی تھی اور آپ کو پناہ گاہ اور تحفظ فراہم کیا تھا، اس لیے وہ اس کے اہل تھے کہ ان سے نرم رویہ اختیار کیا جائے۔ ان میں سے اگر کسی سے انسان ہونے کے ناتے کوئی قصور اور کوتاہی سرزد ہو جائے تو اس سے درگزر کیا جائے۔

٣٩٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! أَذَقْتَ أَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالًا فَأَذِقْ آخِرَهُمْ نَوَالًا».

[3908] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو نے قریش کے پہلے لوگوں (کافروں) کو عذاب سے دو چار کیا ہے، سو بعد والوں کو انعام عطا فرما۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الْوَرَّاقُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ امام صاحب ایک دوسری سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت پر قریش نے آپ کی مخالفت کی۔ آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں پر ظلم و ستم کے

٣٩٠٧- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب قول النبي ﷺ: "اقبلوا من محسنهم وتجاوزوا عن مسيئهم"، ح: ٣٨٠١، ومسلم، ح: ٢٥١٠ عن محمد بن بشار به.

٣٩٠٨- [حسن لغيره] أخرجه محمد بن عاصم في جزئه، ح: ٣١ عن أبي يحيى الحماني، وأحمد: ١/ ٢٤٢ من حديث يحيى ابن سعيد الأموي عن الأعمش به وعنعن وأورده الضياء في المختارة: ١٠/ ١٨٨، ١٨٩، ح: ١٨٩-١٩١ وللحديث شواهد عند ابن أبي شيبة: ١٢/ ١٧٢ والقضاعي في مسند الشهاب: ٢/ ٣٤١، ح: ١٤٨٨ وغيرهما.

پہاڑ توڑے، اس لیے وہ قحط سالی اور قتل و غارت کا شکار ہوئے اور جنگ بدر میں ان کے بڑے بڑے سردار موت کے گھاٹ اتر گئے۔ صلح حدیبیہ کے بعد ان میں اسلام پھیلا اور فتح مکہ کے بعد وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے تو ان کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ انھیں فتوحات سے نواز اور ان کی خلافت و امارت مستحکم و مضبوط فرما تاکہ یہ امن وچین اور خوشحالی کی زندگی گزار سکیں۔

٣٩٠٩- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ جَعْفَرٍ الْأَحْمَرِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَلِنِسَاءِ الْأَنْصَارِ».

[3909] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو انصار کو، انصار کے بیٹوں، انصار کے بیٹوں کے بیٹوں اور انصار کی عورتوں کو بخش دے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

فائدہ: یہ روایت اس سیاق سے ضعیف ہے، تاہم عورتوں کے ذکر کے علاوہ الفاظ بخاری و مسلم کی صحیح احادیث میں موجود ہیں، نیز یاد رہے کہ انصار اور اولاد انصار میں عورتیں بھی داخل ہیں۔ انصار، ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کے لیے بخشش کی دعا کرنا ان کی خدمات کا اعتراف اور ان سے رضا مندی کا اظہار ہے کہ اللہ میں ان سے راضی اور خوش ہوں، اس لیے تو ان کی لغزشیں اور کوتاہیاں معاف فرما دے۔

(المعجم ٦٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ (التحفة ١٤٠)

باب: 66- انصار کے کون سے گھرانے اور خاندان بہتر ہیں

٣٩١٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ، أَوْ بِخَيْرِ الْأَنْصَارِ؟» قَالُوا: بَلٰى، يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو عَبْدِ

[3910] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں انصار کے بہترین گھرانے یا کہا: انصار میں سے بہترین کی خبر نہ دوں؟'' حاضرین نے عرض کیا: ضرور اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''بنو نجار، پھر ان سے متصل بنو عبدالاشہل ہیں، پھر

٣٩٠٩_ [ضعيف بهذا التمام] وللحديث شواهد عند البخاري، ح:٤٩٠٦ ومسلم (تقدم: ٣٩٠٢) والحسن بن عرفة (في جزئه، ح:٥٦) وغيرهم دون قوله: "ولنساء الأنصار" عطاء اختلط.

٣٩١٠_ أخرجه البخاري، الطلاق، باب اللعان وقول الله تعالى: ﴿والذين يرمون أزواجهم﴾ إلخ، ح:٥٣٠٠، ومسلم، ح:٢٥١١ عن قتيبة به.

الْأَشْهَلِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو سَاعِدَةَ» ثُمَّ قَالَ بِيَدَيْهِ فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِي بِيَدَيْهِ، قَالَ: «وَفِي دُورِ الْأَنْصَارِ كُلِّهَا خَيْرٌ».

ان سے متصل بنوحارث بن خزرج ہیں، پھر ان سے متصل بنو ساعدہ ہیں۔" پھر آپ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے، انگلیوں کو سکیڑا پھر انھیں پھیلایا، گویا دونوں ہاتھوں سے کوئی چیز پھینک رہے ہیں۔ فرمایا: "انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ حدیث سیدنا انس، ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہما کے واسطے سے بھی نبی ﷺ سے بیان کی جاتی ہے۔

فائدہ: بہترین ہونے کا دار و مدار اور انحصار پہلے اسلام قبول کرنے اور خدمات سرانجام دینے پر ہے۔ جو خاندان پہلے مسلمان ہوا ہے اور اس نے قربانیاں دیں، ان کا درجہ اور مرتبہ بعد میں اسلام لانے والوں سے برتر ہے اگرچہ اسلام لانے کے اعتبار سے سب ہی خیر سے متصف تھے۔

٣٩١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ دُورُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ دُورُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ»، فَقَالَ سَعْدٌ: مَا أَرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا، فَقِيلَ: قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيرٍ.

[3911] سیدنا ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انصار کے بہترین گھرانے بنونجار کے گھرانے ہیں، پھر بنوعبد الاشہل کے خاندان ہیں، پھر بنو حارث بن خزرج ہیں، پھر بنو ساعدہ ہیں اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے۔" اس پر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے خیال میں رسول اللہ ﷺ نے ہم پر فضیلت دی ہے تو انھیں جواب دیا گیا: تمھیں بھی بہت سوں پر فضیلت دی ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ اسْمُهُ: مَالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ. [وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هٰذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ کا نام مالک بن ربیعہ ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی معمر اپنی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتا ہے۔

٣٩١١- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب فضل دور الأنصار، ح: ٣٧٨٩ ومسلم، ح: ٢٥١١ عن محمد بن بشار به * حديث أبي هريرة: رواه مسلم، ح: ٢٥١٢، وحديث معمر: رواه أحمد: ٢/ ٢٦٧.

فائدہ: سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ چونکہ بنوساعدہ سے تھے جن کا ذکر آپ نے چوتھے نمبر پر کیا، تین قبائل کو ان پر ترجیح دی۔ اس پر انھوں نے کہا کہ ہم پر دوسرے قبائل کو فضیلت دی گئی ہے۔ انھیں ان کے بھتیجے سہل نے کہا: کیا تمھارے لیے یہ کافی نہیں کہ تمھیں چوتھا درجہ مل گیا ہے۔

٣٩١٢- حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ بْنِ سَلْمٍ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ دِيَارِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ».

[3912] سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصاری گھرانوں میں سے بہترین بنونجار ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. [مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (اس سند سے) غریب ہے۔

٣٩١٣- حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ [سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ]: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ [بْنِ عَبْدِ اللهِ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ الْأَنْصَارِ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ».

[3913] سیدنا جابر (بن عبداللہ) رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار کے بہترین گھرانوں میں سے بنوعبدالاشہل ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ صَحِيحٌ] غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن صحیح) اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: بنوعبدالاشہل ان گھرانوں میں سے ہیں جن کے بہترین ہونے کی نبی ﷺ نے تصریح فرمائی ہے اور انھیں آپ نے دوسرا مرتبہ دیا ہے۔

(المعجم ٦٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْمَدِينَةِ (التحفة ١٣١)

باب:67۔ مدینہ منورہ کے فضائل

٣٩١٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

[3914] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٣٩١٢ـ [صحيح لغيره] إسناده ضعيف لضعف مجالد وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٣٧٨٩ـ٣٧٩١ ومسلم، ح: ٢٥١١ وغيرهما.

٣٩١٣ـ [صحيح لغيره] انظر الحديث السابق، ومسلم، ح: ٢٥١٢.

٣٩١٤ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٤٢٧٠ عن قتيبة به وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٠٩، وابن حبان، ح: ٢٣٢ وله شواهد كثيرة انظر، ح: ٣٤٥٤ ❊ وفي الباب عن عائشة [ولعله يشير إلى حديث البخاري، ح: ١٨٨٩، ومسلم، ح: ١٣٧٦ وأحمد: ٦/ ٢٣٩]، وعبد الله بن زيد (بن عاصم) [البخاري، ح: ٢١٢٩]، وأبي هريرة [تقدم: ٣٤٥٤].

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ [الزُّرَقِيِّ]، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِحَرَّةِ السُّقْيَا الَّتِي كَانَتْ لِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ائْتُونِي بِوَضُوءٍ» فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ قَالَ: «اللّٰهُمَّ! إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ عَبْدَكَ وَخَلِيلَكَ وَدَعَا لِأَهْلِ مَكَّةَ بِالْبَرَكَةِ، وَأَنَا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ أَدْعُوكَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ أَنْ تُبَارِكَ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ، وَصَاعِهِمْ مِثْلَ مَا بَارَكْتَ لِأَهْلِ مَكَّةَ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ».

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب ہم سقیا کے حرہ تک پہنچے جو سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس وضو کا پانی لاؤ۔'' چنانچہ آپ نے وضو کیا، پھر قبلہ رخ ہوئے اور دعا فرمائی: ''اے اللہ! بلاشبہ ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے اور تیرے خلیل تھے، انھوں نے مکے کے باشندوں کے لیے برکت کی دعا کی تھی اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا رسول ہوں، میں تجھ سے اہل مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ تو ان کے لیے ان کے مد اور ان کے صاع میں برکت فرما جیسی برکت تو نے اہل مکہ کے لیے کی اور اس برکت کے ساتھ دو برکتیں اور فرما۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدہ عائشہ، سیدنا عبد اللہ بن زید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔

فائدہ: مد اور صاع میں برکت سے مراد یہ ہے کہ جو چیزیں ان سے ماپی جاتی ہیں ان میں برکت اور اضافہ فرما اور وہ برکت اتنی ہو کہ ہر برکت دوگنی ہو۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ امام مالک اور اکثر اہل مدینہ کے نزدیک مدینہ، مکے سے افضل ہے۔ اور اہل مکہ اور اہل کوفہ کے نزدیک مکہ افضل ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل، ثوری اور عطاء کا موقف یہی ہے۔ (الكوكب الدري: 457/4 کا حاشیہ)

٣٩١٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نُبَاتَةَ يُونُسُ بْنُ يَحْيَى بْنِ نُبَاتَةَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْمُعَلَّى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ».

[3915] سیدنا علی بن ابی طالب اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی علاقہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. [مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کی صورت میں) غریب حسن

٣٩١٥ـ أخرجه البزار (البحر الزخار): ٢/ ١٤٨، ١٤٩، ح: ٥١١ من حديث يونس بن يحيى به وسنده حسن وله شواهد كثيرة منها الحديث الآتي.

وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ]. ہے۔ (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مرفوعاً مروی ہے۔)

فائدہ: بیت سے مراد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھر ہے جہاں نبی ﷺ کی قبر مبارک ہے اور باغیچہ سے مراد یہ ہے کہ اس جگہ بیٹھ کر عبادت کرنا، نزول رحمت اور حصول سعادت کے اعتبار سے جنت کا باغیچہ ہے یا یہاں اخلاص نیت سے عبادت کرنا حصول جنت کا باعث ہے یا یہ جگہ، قیامت کو جنت میں منتقل ہو جائے گی لیکن بظاہر پہلا معنی ہی مراد ہے اور حرف تشبیہ محذوف ہے۔

٣٩١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ الزَّاهِدُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ». وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

[3916] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے گھر اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔'' اسی سند سے ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں نماز دوسری مساجد کے مقابلے میں ہزار نماز سے بہتر ہے، سوائے مسجد حرام کے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) صحیح ہے اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کئی سندوں سے مروی ہے۔

٣٩١٧- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَّمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوتُ بِهَا».

[3917] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مدینے میں فوت ہو سکتا ہے تو وہ اس میں فوت ہونے کی کوشش کرے کیونکہ میں اس میں فوت ہونے والوں کی سفارش کروں گا۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ رضی اللہ عنہا کی روایت بھی آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح اور اس سند سے غریب ہے، یعنی ایوب سختیانی کی حدیث کی صورت میں۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ جو مسلمان مدینے میں رہائش رکھ سکتا ہے، وہ مدینے میں اقامت اختیار کرے کیونکہ عام طور پر

٣٩١٦- للحديث شواهد كثيرة عند البخاري ومسلم وغيرهما وحديث: "صلاة في مسجدي هذا . . . إلخ" سنده صحيح وله شواهد متفق عليه.

٣٩١٧- أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب فضل المدينة، ح:٣١١٢ من حديث معاذ بن هشام به و صححه ابن حبان، ح:١٠٣١ وللحديث شواهد * وفي الباب عن سبيعة بنت الحارث الأسلمية [الطبراني في الكبير: ٢٤/ ٩٢٤، ح:٧٤٧].

انسان جہاں رہتا ہے وہیں فوت ہوتا ہے اور مدینے کے باشندوں کو نبی ﷺ کی خصوصی سفارش کی سعادت حاصل ہوگی۔

٣٩١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ مَوْلَاةً لَهُ أَتَتْهُ، فَقَالَتِ: اشْتَدَّ عَلَيَّ الزَّمَانُ، وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الْعِرَاقِ، قَالَ: فَهَلَّا إِلَى الشَّامِ أَرْضِ الْمَنْشَرِ؟ وَاصْبِرِي لَكَاعِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَبَرَ عَلَى شِدَّتِهَا وَلَأْوَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

[3918] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کی ایک آزاد کردہ لونڈی ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: میرے حالات خاصے خراب ہیں، اس لیے میں چاہتی ہوں کہ عراق چلی جاؤں۔ تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: شام کیوں نہیں، جو محشر کی زمین ہے؟ اے کم عقل، دیوانی! صبر کر کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو مدینے کی شدت، سختی اور تنگ حالی پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کے لیے گواہ یا سفارشی ہوں گا۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَسُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ وَسُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ غَرِيبٌ [مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ].

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید، سفیان بن ابی زہیر اور سیدہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (عبید اللہ کی حدیث کی صورت میں، حسن) صحیح غریب ہے۔

لغوی تشریح: لَأْوَائِهَا: کے معنی ہیں: گزران اور معیشت کی تنگی۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ اگر مدینے میں رہنے کی صورت میں تنگی ترشی اور مشقت و سختی بھی برداشت کرنی پڑے تو وہاں سے نکلنے کا ارادہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اہل مدینہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ نبی ﷺ ان کے لیے ایمان و اطاعت کی شہادت دیں گے اور ان کے حق میں سفارش کریں گے۔

٣٩١٩- حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ: حَدَّثَنَا أَبِي جُنَادَةُ بْنُ سَلْمٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «آخِرُ قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الْإِسْلَامِ خَرَابًا الْمَدِينَةُ».

[3919] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلامی بستیوں میں سب سے آخر میں جو بستی ویران ہوگی وہ مدینہ ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لَا

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب

٣٩١٨- أخرجه مسلم، الحج، باب الترغيب في سكنى المدينة والصبر على لأوائها وشدتها، ح: ١٣٧٧ من حديث نافع به وانظر الحديث الآتي: ٣٩٢٤ * وفي الباب عن أبي سعيد (الخدري) [مسلم، ح: ١٣٧٤/ ٤٧٧]، وسفيان بن أبي زهير [البخاري، ح: ١٨٧٥ ومسلم، ح: ١٣٨٨ ومالك في الموطأ: ٢/ ٨٨٧، ٨٨٨]، وسبيعة الأسلمية [تقدم تحت، ح: ٣٩١٧].

٣٩١٩- [ضعيف] أخرجه ابن حبان، ح: ١٠٤١ والداني في السنن الواردة في الفتن: ٤/ ٨٩١، ح: ٤٦٠ من حديث سلم بن جنادة به وضعفه السيوطي وغيره * جنادة ضعفه جماعة ووثقه جماعة وقال الساجي: "حدث عن هشام بن عروة حديثًا منكرًا".

نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جُنَادَةَ عَنْ هِشَامِ [بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: تَعَجَّبَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا].

ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف جُنادہ، ہشام بن عروہ سے بیان کرتا ہے۔ امام محمد بن اسماعیل (بخاری) رحمہ اللہ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث پر حیرت کا اظہار کیا۔

٣٩٢٠- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَأَصَابَهُ وَعْكٌ بِالْمَدِينَةِ، فَجَاءَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي. فَأَبَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ ثُمَّ جَاءَهُ، فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى. فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طَيِّبَهَا».

[3920] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت کی تو اسے مدینے میں بخار ہو گیا۔ وہ بدوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری بیعت واپس کر دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے انکار فرمایا تو بدوی آپ کے پاس سے چلا گیا۔ (دوبارہ) پھر آپ کے پاس آیا اور کہا: میری بیعت لوٹا دیجیے۔ آپ نے انکار فرمایا تو وہ (مدینے) سے نکل گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ بس ایک بھٹی کی طرح ہے جو میل کچیل دور کر دیتی ہے اور خالص اور پاک کو الگ کر دیتی ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں فتح مکہ سے پہلے جو انسان اسلام قبول کرتا تھا، اسے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں رہائش اختیار کرنی پڑتی تھی۔ اس بدوی کو جب مدینے میں بخار نے آ لیا تو وہ مدینے سے باہر نکلنے کی اجازت طلب کرنے لگا۔ ہجرت کو توڑنا گویا اسلام سے نکلنا تھا، اس لیے نبی ﷺ نے اجازت نہ دی اور فرمایا: مدینے میں انسان کی اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے اور کھرے کھوٹے میں امتیاز ہو جاتا ہے اور ان کی اصلیت چھپ نہیں سکتی۔

٣٩٢١- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا

[3921] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اگر میں

٣٩٢٠- أخرجه البخاري، الأحكام، باب من بايع ثم استقال البيعة، ح: ٧٢١١، ومسلم، ح: ١٣٨٣ من حديث مالك به وهو في الموطإ: ٢/ ٨٨٦ (يحيى) * وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح: ١٨٧١ ومسلم، ح: ١٣٨١، ١٣٨٢].

٣٩٢١- أخرجه البخاري، فضائل المدينة، باب لابتي المدينة، ح: ١٨٧٣ ومسلم، ح: ١٣٧٢ من حديث مالك به وهو في الموطإ: ٢/ ٨٨٩ * وفي الباب عن سعد (بن أبي وقاص) [مسلم، ح: ١٣٦٣]، وعبدالله بن زيد [تقدم تحت، ح: ٣٩١٤]، وأنس [يأتي بعده: ٣٩٢٢]، وأبي أيوب [مالك في الموطإ: ٢/ ٨٩٠ والطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ١٩٢]، وزيد بن ثابت [أحمد: ٥/ ١٨١، ١٩٠، ١٩١ والحميدي، ح: ٤٠١]، ورافع بن خديج [مسلم، ح: ١٣٦١]، وجابر [مسلم، ح: ١٣٦٢]، وسهل بن حنيف [مسلم، ح: ١٣٧٥].

مَالِكٌ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِينَةِ مَا ذَعَرْتُهَا. إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ».

مدینہ طیبہ میں ہرنیوں کو چرتے ہوئے دیکھوں تو انھیں خوف زدہ نہیں کروں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مدینے کے دونوں سنگلاخ علاقوں کا درمیانی حصہ حرم ہے۔“

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي أَيُّوبَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَجَابِرٍ وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا سعد، عبداللہ بن زید، انس، ابوایوب، زید بن ثابت، رافع بن خدیج، جابر اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہم سے اس کے ہم معنی روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: مدینہ منورہ کے مشرق اور مغرب میں دو سنگلاخ میدان ہیں جہاں سیاہ پتھر ہیں جنھیں لابة یا حرّة کہا جاتا ہے۔ ان کا درمیانی علاقہ محترم ہے جہاں شکار کرنا یا درخت کاٹنا جائز نہیں۔ امام شافعی، مالک اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا موقف یہی ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد مدینے کے حرم ہونے کے قائل نہیں لیکن صحیح رائے یہی ہے کہ مدینہ طیبہ بھی حرم ہے اگرچہ اس حرم کے احکام حرم مکہ سے الگ ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 10/290-291، الكوكب الدري: 4/461 کا حاشیہ: 2)

٣٩٢٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ وَحَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو ابْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ، فَقَالَ: «هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ. اَللّٰهُمَّ! إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا».

[3922] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نظر اُحد پہاڑ پر پڑی تو آپ نے فرمایا: ”یہ ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرم قرار دیا اور میں اس (مدینے) کے سنگلاخ اور پتھریلے میدانوں کے درمیانی حصے کو حرم قرار دیتا ہوں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہاڑ بھی شعور اور احساس رکھتے ہیں اور اپنے مکینوں سے مانوس ہو جاتے ہیں اور انسان بھی اپنے علاقوں سے انس و محبت رکھتے ہیں۔ مکہ مکرمہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی برکت سے حرم ٹھہرا اور نبی ﷺ نے یہی دعا مدینہ طیبہ کے لیے کی۔

٣٩٢٣- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا

[3923] سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٣٩٢٢ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب (١٠)، ح: ٣٣٦٧ من حديث مالك، ومسلم، ح: ١٣٦٥ من حديث عمرو ابن أبي عمرو به، وهو في الموطأ: ٢/ ٨٨٩.

٣٩٢٣ـ [ضعيف] رواه البخاري في التاريخ الكبير: ٧/ ١٠٥ عن الحسين بن حريث بقوله: "قال الحسين ... إلخ" * غيلان لين (تقريب) وصححه الحاكم: ٣/ ٢، ٣ ووافقه الذهبي، وقال ابن حبان بعد ذكر غيلان في الثقات: "روي عن أبي زرعة ◄◄

الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْعَامِرِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَيَّ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ نَزَلْتَ فَهِيَ دَارُ هِجْرَتِكَ الْمَدِينَةَ، أَوِ الْبَحْرَيْنِ، أَوْ قِنَّسْرِينَ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی بھیجی: آپ ان تین شہروں میں سے جہاں چاہیں تشریف رکھیں وہ آپ کی ہجرت گاہ ہوگا: مدینہ یا بحرین یا قنسرین۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْفَضْلِ بْنِ مُوسَى تَفَرَّدَ بِهِ أَبُو عَامِرٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف فضل بن موسیٰ کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ اس کے بیان کرنے میں ابوعامر منفرد ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہی نہیں بعض کے نزدیک موضوع ہے۔

۳۹۲۴- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ صَالِحِ ابْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَاءِ الْمَدِينَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

[3924] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینے کی تنگ گزران اور اس کی سختی پر جو شخص بھی صبر کرے گا، قیامت کے دن میں اس کا سفارشی یا گواہ ہوں گا۔''

[قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَسُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ وَسُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، [قَالَ:] وَصَالِحُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ أَخُو سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید، سفیان بن ابی زہیر اور سیدہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے اور صالح بن ابی صالح، سہیل بن ابی صالح کا بھائی ہے۔

فائدہ: اس کی وضاحت حدیث نمبر 3918 کے تحت گزر چکی ہے۔

(المعجم ٦٨) [بَابٌ:] فِي فَضْلِ مَكَّةَ (التحفة ١٤٢)

باب:68۔ مکہ مکرمہ کی فضیلت

۳۹۲۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ،

[3925] سیدنا عبد اللہ بن عدی بن حمراء (زہری) رضی اللہ عنہ

<< عن جرير حديثًا منكرًا».

٣٩٢٤ـ أخرجه مسلم، الحج، باب الترغيب في سكنى المدينة والصبر على لأوائها وشدتها، ح:١٣٧٨ من حديث الفضل بن موسى به * وفي الباب عن أبي سعيد [تقدم تحت، ح:٣٩١٨]، وسفيان بن أبي زهير وسبيعة [أيضًا].

٣٩٢٥ـ أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب فضل مكة، ح:٣١٠٨ من حديث أبي سلمة به، وصححه ابن حبان >>

عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ حَمْرَاءَ [الزُّهْرِيِّ] قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَاقِفًا عَلَى الْحَزْوَرَةِ، فَقَالَ: «وَاللهِ! إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللهِ إِلَى اللهِ، وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ».

بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حَزْوَرَہ مقام پر کھڑے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی بہترین زمین اور اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین زمین ہے اور اگر مجھے تجھ سے نکالا نہ جاتا تو میں نہ نکلتا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَحْوَهُ، وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ حَمْرَاءَ عِنْدِي أَصَحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ اسے یونس بھی زہری سے اس کے ہم معنی بیان کرتا ہے۔ اور اسے محمد بن عمرو نے ابوسلمہ کے واسطے سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے لیکن میرے نزدیک زہری کا ابوسلمہ کے واسطے سے عبداللہ بن عدی بن حمراء سے بیان کرنا زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: حَزْوَرَہ مکہ مکرمہ کی ایک جگہ کا نام تھا۔ وہاں کھڑے ہو کر نبی ﷺ نے فتح مکہ کے وقت کعبے اور حرم کو مخاطب کرتے ہوئے یہ الفاظ فرمائے، جس سے معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ بیت اللہ کے سبب سب سے افضل جگہ ہے۔ جمہور علمائے کرام کا یہی موقف ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جسے مکہ مکرمہ میں رہنے کا موقع ملے اسے بغیر کسی دینی یا دنیوی ضرورت اور مجبوری کے اسے چھوڑنا نہیں چاہیے۔

٣٩٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَأَبُو الطُّفَيْلِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمَكَّةَ: «مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ».

[3926] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو مخاطب کرکے فرمایا: ''تو کس قدر پاکیزہ اور مجھے محبوب ترین شہر ہے! اور اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی جگہ سکونت اختیار نہ کرتا۔''

[قَالَ أَبُوعِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح اور اس سند سے غریب ہے۔

« (الإحسان): ٣٧٠٠ والحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ٧ ووافقه الذهبي وللحديث طرق أخرى * حديث يونس [لم أجده] ورواه الزهري عن أبي سلمة عن أبي هريرة به، وأحمد: ٤/ ٣٠٥، والنسائي في الكبرى، ح: ٤٢٥٤.

٣٩٢٦ـ أخرجه ابن حبان، ح: ١٠٢٦ من حديث الفضيل بن سليمان به وصححه الحاكم: ١/ ٤٨٦ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد عند أبي يعلى: ٥/ ٦٩، ح: ٢٦٦٢ وغيره.

(المعجم ٦٩) [بَابٌ: مَنَاقِبُ] فِي فَضْلِ الْعَرَبِ

(التحفة ١٣٢)

باب: 69۔ عرب کے فضائل

٣٩٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ وَأَحْمَدُ ابْنُ مَنِيعٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ ابْنُ الْوَلِيدِ عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا سَلْمَانُ! لَا تُبْغِضْنِي فَتُفَارِقَ دِينَكَ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أُبْغِضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللهُ، قَالَ: «تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِي».

[3927] سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے سلمان! مجھ سے بغض نہ رکھنا کہ اپنے دین سے جدا ہو جاؤ۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے بغض کیسے رکھ سکتا ہوں جبکہ آپ کے ذریعے سے تو اللہ نے ہمیں ہدایت بخشی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''عرب سے بغض رکھو گے تو یہ تیرا مجھ سے بغض رکھنا ہوگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَدْرٍ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيدِ. [وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: أَبُو ظَبْيَانَ لَمْ يُدْرِكْ سَلْمَانَ، مَاتَ سَلْمَانُ قَبْلَ عَلِيٍّ].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس ابو بدر شجاع بن ولید کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ امام محمد بن اسماعیل (بخاری) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوظبیان نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ (کے خلیفہ بننے) سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔

٣٩٢٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عُمَرَ [الْأَحْمَسِيِّ]، عَنْ مُخَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِي شَفَاعَتِي وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِي».

[3928] سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص عربوں سے خیانت اور فراڈ کرتا ہے، وہ میری شفاعت حاصل نہ کر سکے گا اور نہ اسے میری محبت نصیب ہوگی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

٣٩٢٧ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٤٠ عن شجاع بن الوليد به وصححه الحاكم: ٤/ ٨٦ فقال الذهبي: " قابوس تكلم فيه " وهو لين كما تقدم.

٣٩٢٨ـ [ضعيف جدًا] رواه أحمد: ١/ ٧٢ عن محمد بن بشر به كما وجده ابنه عبدالله في كتاب أبيه وهذا يدل على أنه لم يحدث به في مسنده * حصين بن عمر: متروك (تقريب).

مِنْ حَدِيثِ حُصَيْنِ بْنِ عُمَرَ الْأَحْمَسِيِّ عَنْ مُخَارِقٍ، وَلَيْسَ حُصَيْنٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِذَاكَ الْقَوِيِّ.

ہمارے علم میں بس حصین بن عمر احمسی کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ اور حصین محدثین کے نزدیک کچھ قوی نہیں۔

٣٩٢٩ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي رَزِينٍ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: كَانَتْ أُمُّ الْحَرِيرِ إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِّنَ الْعَرَبِ اشْتَدَّ عَلَيْهَا فَقِيلَ لَهَا: إِنَّا نَرَاكِ إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ مِنَ الْعَرَبِ اشْتَدَّ عَلَيْكِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ مَوْلَايَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنِ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ» قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي رَزِينٍ: وَمَوْلَاهَا طَلْحَةُ بْنُ مَالِكٍ.

[3929] محمد بن ابی رزین رحمہ اللہ اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی عرب فوت ہوتا تو ام حریر پر نہایت شاق گزرتا۔ اس سے پوچھا گیا: ہم تجھے دیکھتے ہیں کہ جب کوئی عرب فوت ہوتا ہے تو تمھیں نہایت گراں گزرتا ہے۔ اس نے جواب دیا: میں نے اپنے آقا سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عربوں کی ہلاکت، قیامت کے قرب کی علامت ہے۔'' محمد بن ابی رزین کہتے ہیں: اس کے آقا طلحہ بن مالک ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ حَرْبٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف سلیمان بن حرب کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: عربوں کے فضائل میں مذکورہ تینوں روایات ضعیف ہیں۔

٣٩٣٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ شَرِيكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ حَتَّى يَلْحَقُوا بِالْجِبَالِ»، قَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: «هُمْ قَلِيلٌ».

[3930] سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ دجال سے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ لیں گے۔'' سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! تو اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ بہت کم ہوں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ تھا کہ عربوں کی شجاعت و بہادری اور دینی غیرت وحمیت انھیں پہاڑوں کی طرف بھاگنے کیوں دے گی؟ وہ دین کے تحفظ و دفاع کے لیے جنگ کیوں نہیں کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی تعداد دجال کے

٣٩٢٩ـ [ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٤/ ٣٤٤، ٣٤٥، ت: ٣٠٧٢ عن سليمان بن حرب به ﷺ أم محمد بن أبي رزين، لم أجد من وثقها ومولاها: طلحة بن مالك.

٣٩٣٠ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب: في بقية من أحاديث الدجال، ح: ٢٩٤٥ من حديث حجاج بن محمد به.

ساتھیوں کے مقابلے میں بہت کم ہوگی، اس لیے وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور دین بچانے کے لیے پہاڑوں کی پناہ لیں گے۔

٣٩٣١- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ [بَصْرِيٌّ]: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «سَامٌ أَبُوالْعَرَبِ وَيَافِثُ أَبُوالرُّومِ وَحَامٌ أَبُو الْحَبَشِ».

[3931] سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عربوں کا باپ سام ہے، رومی یافث کی اولاد ہیں اور حبشیوں کا باپ حام ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَيُقَالُ: يَافِثُ وَيَافِتُ وَيَفَثُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ یافث کو یافت اور یَفَثْ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم کہا جاتا ہے کہ سام، یافث اور حام سیدنا نوح علیہ السلام کے مسلمان بیٹے تھے، انھی سے نسل انسانی پھیلی ہے۔

(المعجم ٧٠) [بَابٌ:] فِي فَضْلِ الْعَجَمِ (التحفة ١٤٣)

باب:70۔ عجمیوں (غیر عربوں) کی فضیلت

٣٩٣٢- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: ذُكِرَتِ الْأَعَاجِمُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَأَنَا بِهِمْ، أَوْ بِبَعْضِهِمْ أَوْثَقُ مِنِّي بِكُمْ أَوْ بِبَعْضِكُمْ».

[3932] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے سامنے عجمیوں کا تذکرہ کیا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ان پر یا ان کے بعض پر تم سے یا تمھارے بعض سے زیادہ اعتماد ہے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، وَصَالِحٌ - هُوَ [ابْنُ أَبِي صَالِحٍ هٰذَا يُقَالُ لَهُ صَالِحُ] بْنُ مِهْرَانَ مَوْلَى عَمْرِو ابْنِ حُرَيْثٍ-.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ بس ابوبکر بن عیاش کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ صالح (ابن ابی صالح، کہا جاتا ہے کہ) یہ صالح بن مہران ہے جو عمرو بن حریث کا آزاد کردہ غلام ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم یہ حقیقت ہے کہ عجمیوں نے بعض اعتبارات سے دین کی خدمت زیادہ سرانجام دی ہے اور اس کی نشر و اشاعت اور تحفظ و دفاع میں زیادہ حصہ لیا ہے۔ علوم و فنون کی تدوین اور تکمیل میں ان کا حصہ زیادہ ہے۔

٣٩٣١- [ضعيف] تقدم: ٣٢٣١.

٣٩٣٢- [ضعيف] * صالح بن أبي صالح وأبوبكر بن عياش: ضعيفان.

٣٩٣٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ أُنْزِلَتْ سُورَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَاهَا، فَلَمَّا بَلَغَ ﴿وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ [الجمعة: ٣] قَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِنَا؟ فَلَمْ يُكَلِّمْهُ، قَالَ - وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ فِينَا - قَالَ: فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ عَلٰى سَلْمَانَ فَقَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ».

[3933] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت سورۃ الجمعہ نازل ہوئی، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے۔ آپ نے اس کی تلاوت فرمائی، جب اس آیت پر پہنچے ”اوران میں سے دوسرے لوگوں کے لیے بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے۔“ تو آپ سے ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہیں جو ابھی تک ہم سے نہیں ملے؟ تو آپ نے اس سے گفتگو نہیں کی (جواب نہیں دیا) اور ہمارے اندر سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھا اور فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر دین ثریا پر بھی پہنچ جائے تو ان میں سے مردان کار اسے حاصل کر کے رہیں گے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [وَأَبُو الْغَيْثِ اسْمُهُ سَالِمٌ مَوْلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ مُطِيعٍ مَدَنِيٌّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کئی سندوں سے مروی ہے۔ (ابو الغیث کا نام سالم ہے جو مدنی اور عبد اللہ بن مطیع کا آزاد کردہ غلام ہے۔)

فائدہ: فارس کے لوگوں، یعنی عجمیوں نے قرآن و حدیث کی خوب خدمت کی ہے۔ ان میں بے شمار محدثین، مفسرین اور فقہاء پیدا ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے دین کے دفاع میں بھی نام پیدا کیا ہے۔

(المعجم ٧١) [بَابٌ:] فِي فَضْلِ الْيَمَنِ (التحفة ١٢٥)

باب: 71۔ یمن (اور اہل یمن) کی فضیلت

٣٩٣٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ [الْقَطَوَانِيُّ] وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَظَرَ قِبَلَ

[3934] سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے یمن کی طرف دیکھا اور فرمایا: ”اے اللہ! ان کے دلوں کو (ہماری طرف) متوجہ فرما اور ہمارے صاع اور مد میں برکت فرما۔“

٣٩٣٣- تقدم: ٣٣١٠.

٣٩٣٤- أخرجه أحمد: ٥/ ١٨٥ عن أبي داود الطيالسي به وللحديث شواهد عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٤٨٢ وأحمد: ٣/ ٣٤٢ والبيهقي في دلائل النبوة: ٦/ ٢٣٦ وغيرهم.

الْيَمَنِ، فَقَالَ: «اللّٰهُمَّ! أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔ اور ہمارے علم میں صرف عمران القطان بیان کرتا ہے۔

فائدہ: اہل مدینہ کو غلہ یمن کی طرف سے آتا تھا۔ جب وہ اہل مدینہ کی طرف متوجہ ہوں گے تو باہمی ربط و تعلق کے بڑھنے سے غلہ آنے میں آسانی ہوگی اور باہمی میل جول سے ان میں دین بھی پھیلے گا۔ ان میں دین کے فہم اور اشاعت کا ملکہ تھا۔

٣٩٣٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَضْعَفُ قُلُوبًا وَّأَرَقُّ أَفْئِدَةً، الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ».

[3935] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارے پاس اہل یمن آئے ہیں۔ ان کے دل بہت ملائم اور سینے بڑے نرم ہیں۔ ایمان یمنی ہے اور دانش بھی یمنی ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّأَبِي مَسْعُودٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس اور ابومسعود رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: أفئدة: فؤاد کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ جھلی ہے جس کے اندر دل ہوتا ہے۔ یہ رقیق و باریک ہوتی ہے۔ اس سے بات جلد ہی دل تک پہنچتی ہے۔ قلب میں نرمی وضعف ہے، وہ صحیح بات سے جلد متاثر ہوتا ہے اور اسے قبول کر لیتا ہے۔ ضعف یہاں شدت و سختی کے مقابلے میں ہے کہ دل سخت نہیں جو متاثر نہ ہوں۔ انھی صفات اور خوبیوں کی بنا پر اہل یمن بغیر کسی مزاحمت اور ٹکراؤ کے مسلمان ہو گئے تھے اور دین کے شیدائی بن گئے تھے۔

٣٩٣٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مَرْيَمَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

[3936] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اقتدار قریش میں ہے۔ قضاء انصار میں ہے۔ اذان حبشیوں میں اور امانت ازدیوں میں ہے۔“ یعنی

٣٩٣٥- [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٠٢، ح: ١٠٥٣٤ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، ورواه البخاري، ح: ٣٤٩٩، ومسلم، ح: ٥٢/ ٨٧ من حديث أبي سلمة به * وفي الباب عن ابن عباس [البزار (كشف الأستار): ٣/ ٣١٦، ٣١٧، ح: ٢٨٣٧]، وأبي مسعود (عقبة بن عمرو الأنصاري) [البخاري، ح: ٣٣٠٢ ومسلم، ح: ٥١]، وابن مسعود [الطبراني في الكبير: ١٠/ ١١٣، ح: ١٠٠٥٥].

٣٩٣٦- أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٤ وابن أبي شيبة: ١٢/ ١٧٢ عن زيد بن حباب به.

«الْمُلْكُ فِي قُرَيْشٍ وَّالْقَضَاءُ فِي الْأَنْصَارِ، وَالْأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ وَالْأَمَانَةُ فِي الْأَزْدِ» يَعْنِي الْيَمَنَ.

یمنیوں میں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي مَرْيَمَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ.

امام صاحب نے ایک اور سند سے اس حدیث کو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف قرار دیا ہے۔ اور آپ ﷺ کی طرف نسبت نہیں کی اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: اقتدار، یعنی خلافت قریشیوں کے پاس تھی اور قاضی آپ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بنا کر بھیجا جو انصاری ہیں اور آپ کے مؤذن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے جو حبشی ہیں۔ ازد یمن کا قبیلہ ہے۔ یمنی ایماندار تھے اور دین کی خوب دانش وفہم رکھتے تھے۔

٣٩٣٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنِي عَمِّي صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الْكَبِيرِ بْنِ شُعَيْبِ [بْنِ الْحَبْحَابِ]: حَدَّثَنِي عَمِّي عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْأَزْدُ أَسَدُ اللهِ فِي الْأَرْضِ، يُرِيدُ النَّاسُ أَنْ يَّضَعُوهُمْ وَيَأْبَى اللهُ إِلَّا أَنْ يَّرْفَعَهُمْ، وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، يَقُولُ الرَّجُلُ: يَا لَيْتَ أَبِي كَانَ أَزْدِيًّا يَا لَيْتَ أُمِّي كَانَتْ أَزْدِيَّةً».

[3937] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ازد، زمین میں اللہ کے شیر ہیں۔ لوگ انھیں گرانا چاہتے ہیں اور اللہ ان کو بلند کرنا چاہتا ہے۔ لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ انسان کہے گا: کاش! میرا باپ ازدی ہوتا، اے کاش! میری ماں ازدی ہوتی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَرُوِيَ [هٰذَا الْحَدِيثُ] بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَنَسٍ مَوْقُوفًا وَّهُوَ عِنْدَنَا أَصَحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس اسی سند سے آئی ہے۔ اور (یہ حدیث) اس سند سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی بیان کی گئی ہے اور ہمارے نزدیک یہی صحیح تر ہے۔

فائدہ: اس روایت کا مرفوع ہونا ثابت نہیں، تاہم موقوف طور پر درست ہے جیسا کہ اگلی روایت میں ہے۔

٣٩٣٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ [الْعَبْدِيُّ الْبَصْرِيُّ]:

[3938] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ اگر ہم ازدی نہیں ہیں تو پھر ہم کامل لوگوں میں سے نہیں ہیں۔

٣٩٣٧- [ضعيف] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٩/ ٤٠ من حديث عبدالقدوس به ٭ صالح بن عبدالكبير مجهول (تقريب).

٣٩٣٨- [صحيح موقوف].

أَخْبَرَنِي مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنِي غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: «إِنْ لَمْ نَكُنْ مِنَ الْأَزْدِ فَلَسْنَا مِنَ النَّاسِ».

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فائدہ: ازد، یمنی قبیلہ ہے۔ تمام انصار کا اس سے تعلق ہے اور انصار کی دینی خدمات محتاج تعارف نہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ازد قبیلے کی اہمیت واضح ہے۔

٣٩٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ زَنْجُويَه [بَغْدَادِيٌّ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ مِينَاءَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلٌ أَحْسَبُهُ مِنْ قَيْسٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! الْعَنْ حِمْيَرًا فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ حِمْيَرًا، أَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ، وَأَيْدِيهِمْ طَعَامٌ، وَهُمْ أَهْلُ أَمْنٍ وَإِيمَانٍ».

[3939] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ کے پاس ایک آدمی آیا۔ میرے خیال میں وہ قیس قبیلے کا تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! حمیر قبیلے پر لعنت کریں تو آپ نے اس سے منہ موڑ لیا، پھر وہ دوسری طرف سے آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے منہ موڑ لیا، پھر وہ تیسری طرف سے آیا تو آپ نے اس سے اعراض کیا، پھر وہ چوتھی طرف سے آپ کے پاس آیا تو بھی آپ نے اس سے منہ موڑ لیا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ حمیر پر رحم فرمائے! وہ منہ سے السلام علیکم کہتے ہیں، ہاتھوں سے کھانا پیش کرتے ہیں اور امن وایمان والے ہیں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَيُرْوٰى عَنْ مِينَاءَ هٰذَا أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے عبد الرزاق کی حدیث کی صورت میں جانتے ہیں اور اس کے راوی میناء سے منکر روایات بیان کی گئی ہیں۔

فائدہ: یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ حِمْیَر یمنی قبیلہ ہے۔

(المعجم ٧٢) [بَابُ] مَنَاقِبِ فِي غِفَارٍ وَأَسْلَمَ وَجُهَيْنَةَ وَمُزَيْنَةَ (التحفة ١٢٦)

باب: 72۔ غِفار، اسلم، جُهَيْنَه اور مُزَيْنَه کے فضائل

٣٩٣٩۔[ضعيف جدًا] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٧٨ عن عبدالرزاق به * ميناء متروك ورمي بالرفض وكذبه أبو حاتم (تقريب).

٣٩٤٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْأَنْصَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَأَشْجَعُ وَغِفَارُ وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ اللهِ وَاللهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَاهُمْ».

[3940] سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار، مزینہ، جہینہ، اشجع، غفار اور عبدالدار کی اولاد میں میرے حمایتی اور مددگار ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی ان کا کارساز نہیں۔ اللہ اور اس کا رسول ان کے دوست اور معاون ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: کسی کو اللہ اور اس کے رسول کی حمایت و نصرت حاصل ہونا، اس کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے جس کا آپ ﷺ نے ان قبائل کے لیے اظہار فرمایا ہے۔

٣٩٤١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا، وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ».

[3941] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اسلم قبیلے کو محفوظ رکھے اور غفار کو اللہ معاف فرمائے اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اسلم اور غفار دونوں قبیلوں نے بغیر لڑائی بھڑائی کے اسلام قبول کیا، اس لیے نبی ﷺ نے ان کے حق میں، ان کے نام کی مناسبت سے دعا فرمائی۔ عصیہ نے اپنے نام کے مطابق اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کی اور بئر معونہ پر آپ ﷺ کے بھیجے ہوئے قراء صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کیا۔

(المعجم ٧٣) [بَابٌ:] فِي ثَقِيفٍ وَبَنِي حَنِيفَةَ (التحفة ١٢٧)

باب: 73- ثقیف اور بنوحنیفہ کا بیان

٣٩٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ

[3942] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں ثقیف کے تیروں نے

٣٩٤٠- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل غفار وأسلم . . . إلخ، ح: ٢٥١٩ من حديث يزيد بن هارون به.
٣٩٤١- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب دعاء النبي ﷺ لغفار وأسلم، ح: ٢٥١٨ عن علي بن حجر به ويأتي: ٣٩٤٨.
٣٩٤٢- [ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٢/ ٢٠١ عن عبدالوهاب، وأحمد: ٣/ ٣٤٣ من حديث ابن خثيم به. أبو الزبير عنعن ورواه عبدالرحمن بن سابط عن جابر به مختصرًا (أحمد: أيضًا) عبدالرحمن لم يسمع من جابر رضي الله عنه وحديث: "اللهم اهد دوسًا" صحيح، رواه البخاري (٢٩٣٧) ومسلم (٢٥٢٤) بغير هذا السياق.

خُثَيْمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ! أَخْرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِيفٍ فَادْعُ اللهَ عَلَيْهِمْ. فَقَالَ: «اللّٰهُمَّ! اهْدِ ثَقِيفًا».

بھون ڈالا ہے۔ آپ ان کے خلاف اللہ سے دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ثقیف کو ہدایت نصیب فرما!''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: غزوۂ طائف کے موقع پر جب نبی ﷺ نے ثقیف کا محاصرہ کیا تو وہ قلعہ بند تھے، اس لیے اوپر سے تیر برسا رہے تھے لیکن خود مسلمانوں کے نشانے سے محفوظ تھے۔ تاہم یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے آپ کا ان کے لیے دعا کرنا ثابت نہیں، البتہ دوس قبیلے کے لیے دعا کرنا ثابت ہے جیسا کہ تخریج میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

٣٩٤٣- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْقَاهِرِ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ أَحْيَاءٍ: ثَقِيفًا وَبَنِي حَنِيفَةَ وَبَنِي أُمَيَّةَ.

[3943] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی وفات تک تین قبائل: ثقیف، بنوحنیفہ اور بنو امیہ کو ناپسند فرماتے تھے۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

٣٩٤٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُصْمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ».

[3944] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ثقیف قبیلے میں ایک جھوٹا اور ایک ظالم ہو گا۔''

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ وَاقِدٍ [أَبُو مُسْلِمٍ]: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُصْمٍ يُكْنٰى أَبَا عُلْوَانَ وَهُوَ كُوفِيٌّ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ. لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ وَشَرِيكٌ يَقُولُ: عَبْدُ اللهِ بْنُ عُصْمٍ

امام صاحب ایک اور سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ عبداللہ بن عصم کی کنیت ابوعلوان ہے اور یہ کوفی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس شریک کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ شریک، عبداللہ کے والد کا نام

٣٩٤٣- [ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ١٦٩، ح: ٣٧٩ من حديث زيد بن أخزم به * هشام بن حسان والحسن الطبري عنعنا.

٣٩٤٤- تقدم: ٢٢٢٠ * وفي الباب عن أسماء بنت أبي بكر: تقدم تحت، ح: ٢٢٢٠.

وَإِسْرَائِيلُ يَرْوِي عَنْ هٰذَا الشَّيْخِ وَيَقُولُ: عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُصْمَةَ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ.

عصم بتاتا ہے جبکہ اسرائیل اس شیخ عبداللہ کے والد کا نام عصمہ لیتا ہے۔ اس مسئلے میں سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت آئی ہے۔

فائدہ: بنوثقیف میں مختار نامی شخص ہوا جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کذاب ٹھہرا۔ حجاج بن یوسف بھی ثقفی تھا جس کے ظلم وستم کی داستانیں مشہور ہیں۔

٣٩٤٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَهْدٰى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ بَكْرَةً فَعَوَّضَهُ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ، فَتَسَخَّطَهَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ فُلَانًا أَهْدٰى إِلَيَّ نَاقَةً فَعَوَّضْتُهُ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ فَظَلَّ سَاخِطًا، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَقْبَلَ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ».

[3945] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک بدوی نے تحفے میں ایک نوجوان اونٹنی دی تو آپ نے اس کے عوض اسے چھ نوجوان اونٹنیاں عنایت فرمائیں تو وہ ان پر ناراض رہا۔ اس کی ناراضی کا علم نبی ﷺ کو ہوا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: ”فلاں آدمی نے مجھے ایک اونٹنی تحفے میں دی تو میں نے اس کے عوض اسے چھ نوجوان اونٹنیاں دیں تو وہ ناراض رہا۔ (اب) میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں تحفہ صرف قریشی یا انصاری یا ثقفی یا دوسی کا قبول کروں گا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هٰذَا، قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ يَرْوِي عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَبِي الْعَلَاءِ وَهُوَ أَيُّوبُ بْنُ مِسْكِينٍ، وَيُقَالُ: ابْنُ أَبِي مِسْكِينٍ. وَلَعَلَّ هٰذَا الْحَدِيثَ الَّذِي رَوَاهُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، هُوَ أَيُّوبُ أَبُو الْعَلَاءِ وَهُوَ أَيُّوبُ ابْنُ مِسْكِينٍ وَيُقَالُ: ابْنُ أَبِي مِسْكِينٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں اس سے زائد باتیں ہیں۔ یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مروی ہے۔ یزید بن ہارون، ابوایوب ابوالعلاء سے روایت کرتا ہے اور اس سے مراد ایوب بن مسکین ہے۔ اسے ابن ابی مسکین بھی کہا جاتا ہے۔ اور شاید یہ حدیث جس ایوب کے واسطے سے سعید مقبری سے بیان کرتا ہے، وہ یہی ایوب ابوالعلاء ایوب بن مسکین ہی ہو۔

فائدہ: اس حدیث میں ثقیف پر اعتماد کیا گیا ہے اور اسے قریش اور انصار کے ہم پلہ قرار دیا ہے۔ ان کے دلوں میں کرم و جود کا وصف تھا اور یہ عوض کی حرص ولالچ نہیں رکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قوم کے ایک دو افراد کے برا ہونے سے پوری قوم بری نہیں ہو جاتی۔ اچھائی جس قوم یا فرد میں بھی ہو، اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔

٣٩٤٥- أخرجه النسائي: ٦/ ٢٨٠، ح: ٣٧٩٠ من حديث سعيد المقبري به وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٦٢، ٦٣ ووافقه الذهبي وله شواهد عند ابن حبان، ح: ١١٤٥، ١١٤٦ وغيره.

٣٩٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْحِمْصِيُّ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَهْدَى رَجُلٌ مِّنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ نَاقَةً مِّنْ إِبِلِهِ الَّتِي كَانُوا أَصَابُوا بِالْغَابَةِ فَعَوَّضَهُ مِنْهَا بَعْضَ الْعِوَضِ فَتَسَخَّطَهُ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى [هٰذَا] الْمِنْبَرِ يَقُولُ: «إِنَّ رِجَالًا مِّنَ الْعَرَبِ يُهْدِي أَحَدُهُمُ الْهَدِيَّةَ فَأُعَوِّضُهُ مِنْهَا بِقَدْرِ مَا عِنْدِي، ثُمَّ يَتَسَخَّطُهُ فَيَظَلُّ يَتَسَخَّطُ فِيهِ عَلَيَّ. وَايْمُ اللهِ! لَا أَقْبَلُ بَعْدَ مَقَامِي هٰذَا مِنْ رَّجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. هٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ [عَنْ أَيُّوبَ].

٣٩٤٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ، [وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا]: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: أَخْبَرَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ [مَلَاذٍ] يُحَدِّثُ عَنْ نُمَيْرِ ابْنِ أَوْسٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مَسْرُوحٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَ الْحَيُّ الْأَسْدُ وَالْأَشْعَرُونَ لَا يَفِرُّونَ فِي الْقِتَالِ وَلَا يَغُلُّونَ، هُمْ مِّنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ»، قَالَ: فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: لَيْسَ هٰكَذَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، قَالَ: «هُمْ مِّنِّي وَإِلَيَّ». فَقُلْتُ: لَيْسَ هٰكَذَا حَدَّثَنِي أَبِي، وَلٰكِنَّهُ حَدَّثَنِي قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

[3946] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنوفزارہ کے ایک آدمی نے اپنی ان اونٹنیوں میں سے جو انھیں غابہ جگہ سے حاصل ہوئی تھیں، ایک اونٹنی نبی ﷺ کو تحفے میں دی۔ آپ نے اسے اس کا بدلہ دیا تو وہ اس پر ناراض ہو گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس منبر پر سنا، آپ فرما رہے تھے: ''کوئی عرب مجھے تحفہ دیتا ہے، میں اپنی طاقت کے مطابق اسے اس کا بدلہ دیتا ہوں، پھر وہ اسے ناپسند کرتا ہے اور اس کے سبب مجھ پر ناراض ناراض رہتا ہے۔ اللہ کی قسم! اس وقت کے بعد میں کسی عرب سے سوائے قریشی یا انصاری یا ثقفی یا دوسی کے، تحفہ قبول نہیں کروں گا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور یزید بن ہارون کی مذکورہ بالا روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

[3947] سیدنا ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت خوب خاندان ہے اسد اور اشعری۔ جنگ سے بھاگتے نہیں اور خیانت نہیں کرتے۔ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔'' عامر (ابوعامر کا بیٹا) کہتا ہے: میں نے یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنائی تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس طرح نہیں فرمایا۔ آپ نے فرمایا تھا: ''وہ مجھ سے ہیں اور میری طرف منسوب ہیں۔'' میں نے کہا: لیکن میرے باپ نے مجھے اس طرح نہیں سنایا۔ انھوں نے مجھے سنایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''هم مني وأنا منهم.'' اس پر انھوں

٣٩٤٦ـ أخرجه أبو داود، البيوع، باب في قبول الهدايا، ح: ٣٥٣٧ من حديث محمد بن إسحاق به وعنعن وللحديث طرق عند ابن حبان، ح: ١١٤٥، ١١٤٦ وغيره وهو بها صحيح، وانظر الحديث السابق.

٣٩٤٧ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٢٩، ١٦٤ عن وهب بن جرير بن حازم به وصححه الحاكم: ٢/ ١٣٨، ١٣٩ ووافقه الذهبي * معاوية هو ابن أبي سفيان. عبدالله بن ملاذ ومالك بن مسروح مجهولان.

يَقُولُ: «هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ» قَالَ: فَأَنْتَ أَعْلَمُ بِحَدِيثِ أَبِيكَ.

نے کہا: تو اپنے باپ کی روایت بہتر جانتا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ وَهْبِ بْنِ جَرِيرٍ وَيُقَالُ: الْأَسْدُ هُمُ الْأَزْدُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے بس وہب بن جریر بیان کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اسد سے مراد ازد قبیلہ ہے۔

٣٩٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا».

[3948] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسلم قبیلے کو اللہ محفوظ رکھے اور غفار کو اللہ معاف فرمائے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]. هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا، وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ». [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوذر، ابوبرزہ اسلمی، بریدہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب دوسرے استاد کی سند سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلم خاندان کو اللہ محفوظ رکھے۔ غفار کو اللہ معاف فرمائے۔ اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔'' امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٩٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ نَحْوَ حَدِيثِ شُعْبَةَ، وَزَادَ فِيهِ: «وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ».

[3949] امام صاحب ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں، اس میں یہ اضافہ ہے: ''عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٩٥٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ

[3950] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

٣٩٤٨- تقدم، ح: ٣٩٤١ * وفي الباب عن أبي ذر [مسلم، ح: ٢٥١٤]، وأبي برزة (نضلة بن عبيد الأسلمي) [أحمد: ٤/ ٤٢٠، ٤٢٤]، وبريدة [لم أجده]، وأبي هريرة [البخاري، ح: ٣٥١٤ ومسلم، ح: ٢٥١٥، ٢٥١٦] * حديث علي بن حجر تقدم: ٣٩٤١.

٣٩٤٩- تقدم: ٣٩٤١.

٣٩٥٠- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل غفار وأسلم وجهينة ... إلخ، ح: ٢٥٢١ عن قتيبة به ورواه البخاري، ح: ٣٥٢٣ من حديث أبي هريرة به.

الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَغِفَارُ، وَأَسْلَمُ وَمُزَيْنَةُ، وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ قَالَ جُهَيْنَةُ، وَمَنْ كَانَ مِنْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَطَيِّئٍ وَغَطَفَانَ».

ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! غفار، اسلم، مزینہ اور جہینہ کے لوگ یا فرمایا جہینہ اور مزینہ سے تعلق رکھنے والے قیامت کے دن اللہ کے نزدیک اسد، طے اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٩٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: جَاءَ نَفَرٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَبْشِرُوا يَا بَنِي تَمِيمٍ!»، قَالُوا: بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا، قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَجَاءَ نَفَرٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: «اقْبَلُوا الْبُشْرٰى إِذَا لَمْ تَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ»، قَالُوا: قَدْ قَبِلْنَا.

[3951] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنو تمیم کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''اے بنو تمیم! تمھیں خوش خبری ہو۔'' انھوں نے کہا: آپ نے ہمیں بشارت سنائی ہے تو ہمیں عنایت فرمائیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اتنے میں اہل یمن کا ایک گروہ آ گیا تو آپ نے فرمایا: ''تم بشارت قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔'' انھوں نے عرض کیا: ہم نے قبول کر لی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٩٥٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ خَيْرٌ مِّنْ تَمِيمٍ وَّأَسَدٍ وَّغَطَفَانَ وَبَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ» يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ. فَقَالَ الْقَوْمُ: قَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا. قَالَ: «فَهُمْ خَيْرٌ مِّنْهُمْ».

[3952] سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلم، غفار اور مزینہ بہتر ہیں، تمیم، اسد، غطفان اور بنو عامر بن صعصعہ سے۔'' اسے آپ نے بلند آواز سے فرمایا تو لوگوں نے کہا: یہ لوگ ناکام ہوئے اور نقصان میں رہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ قبائل وہ ان سے بہتر ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٩٥١- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ما جاء في قول الله تعالى: ﴿وهو الذي يبدؤ الخلق ثم يعيده وهو أهون عليه﴾، ح: ٣١٩٠ من حديث سفيان الثوري به.

٣٩٥٢- أخرجه البخاري، المناقب، باب ذكر أسلم وغفار ومزينة وجهينة وأشجع، ح: ٣٥١٥، ومسلم، ح: ٢٥٢٢ من حديث سفيان الثوري به.

(المعجم ٧٤) [بَابٌ: فِي فَضْلِ الشَّامِ وَالْيَمَنِ]

(التحفة ١٢٨)

باب: 74۔ شام اور یمن کی فضیلت

٣٩٥٣- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ ابْنُ ابْنَةِ أَزْهَرَ السَّمَّانِ: حَدَّثَنِي جَدِّي أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، اللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا» قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا، قَالَ: «اللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا». قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا، قَالَ: «هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا». أَوْ قَالَ: «مِنْهَا يَخْرُجُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ».

[3953] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت فرما۔ اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے یمن میں برکت فرما۔“ لوگوں نے عرض کیا: اور ہمارے نجد میں۔ آپ نے فرمایا: ”اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت فرما اور ہمارے لیے ہمارے یمن میں برکت فرما۔“ لوگوں نے کہا: اور ہمارے نجد میں۔ آپ نے فرمایا: ”وہاں زلزلے ہوں گے اور فتنے ہوں گے۔“ یا فرمایا: ”اس سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَوْنٍ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ اور یہ حدیث سالم بن عبداللہ بن عمر کے واسطے سے بھی بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ نے یہ بات مدینہ منورہ میں مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمائی تھی اور مدینے سے مشرق میں نجد عراق ہے۔ مسلمانوں کی آپس میں پہلی جنگ، جنگ جمل عراق کے علاقے میں ہوئی اور تمام بدعتی فرقے اسی علاقے سے نکلے اور اب بھی فتنوں کی زمین یہی ہے۔

٣٩٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

[3954] سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس چمڑے کے ٹکڑوں سے قرآن جمع کر رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شام کے لیے

٣٩٥٣- أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: "الفتنة من قبل المشرق"، ح: ٧٠٩٤ من حديث أزهر السمان به * وروى الطبراني في الكبير: ١٢/ ٣٨٤، ح: ١٣٤٢٢ من حديث عبدالله بن عون بلفظ: "وفي عراقنا بدل" "وفي نجدنا" فالمراد به العراق.

٣٩٥٤- أخرجه أحمد: ٥/ ١٨٤ من حديث يحيى بن أيوب به وصححه ابن حبان، ح: ٢٣١١، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٢٩ ووافقه الذهبي.

شَمَاسَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نُؤَلِّفُ الْقُرْآنَ مِنَ الرِّقَاعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «طُوبٰى لِلشَّامِ». فَقُلْنَا: لِأَيٍّ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «لِأَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا».

خیر اور پاکیزگی۔'' ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ کس سبب سے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیونکہ رحمان کے فرشتے اس پر اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں بس یحییٰ بن ایوب کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: کسی علاقے پر فرشتوں کا پر پھیلانا اس کے لیے خیر و برکت کا باعث اور آفات و مصائب سے تحفظ کا سبب ہے۔

٣٩٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ [الْمَقْبُرِيِّ]، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَفْتَخِرُونَ بِآبَائِهِمُ الَّذِينَ مَاتُوا، إِنَّمَا هُمْ فَحْمُ جَهَنَّمَ، أَوْ لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِي يُدَهْدِهُ الْخِرَاءَ بِأَنْفِهِ، إِنَّ اللهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ. [إِنَّمَا هُوَ] مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ، وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُو آدَمَ، وَآدَمُ [خُلِقَ] مِنْ تُرَابٍ».

[3955] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگ اپنے فوت شدہ آباء و اجداد پر فخر کرنے سے باز آ جائیں، وہ تو بس جہنم کا کوئلہ ہیں۔ یا وہ اللہ کے نزدیک اس گوبریلے سے بھی ذلیل ہوں گے جو اپنی ناک سے گندگی دھکیلتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور آباء و اجداد پر فخر کرنے کو ختم کر دیا ہے۔ بس انسان یا تو پرہیزگار مومن ہے یا بدبخت بدکار ہے۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ. [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [غَرِيبٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں اور یہ حدیث حسن (غریب) ہے۔

لغوی تشریح: فَحْم: کوئلہ۔ جُعَل: گبریلا، گندگی کا کیڑا۔ عُبِّيَّه: نخوت، گھمنڈ، تکبر۔

فائدہ: جاہلیت اور کفر کے دور میں مرنے والے کافر تھے، اس لیے جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ ان پر فخر اور گھمنڈ کرنا ایک مسلمان کے شایان شان نہیں۔ اگر وہ اچھے اور بہترین لوگ تھے تو ان کی سیرت و کردار اور ان جیسے اعمال اختیار کیے بغیر ان پر فخر کرنا بے فائدہ اور بے کار ہے، اس لیے کہ اسلام میں عزت و شرف کا دار و مدار اپنی سیرت و کردار اور اپنے اعمال و اخلاق پر ہے۔ اگر متقی، پرہیزگار اور مومن ہے تو کامیاب ہے۔ اگر بدکار اور بدبخت ہے تو ناکام ہے۔ اسلام میں محض آباء و اجداد پر فخر کرنا

٣٩٥٥- أخرجه أحمد: ٢/ ٥٢٣ عن أبي عامر به وانظر الحديث الآتي * وفي الباب عن ابن عمر [تقدم: ٣٢٧٠]، وابن عباس [تقدم تحت، ح: ٣٢٧٠].

اور اپنے اعمال و کردار پر نظر نہ رکھنا ناپسندیدہ طرز عمل ہے کیونکہ تمام انسانوں کا جد اعلیٰ اور خمیر ایک ہی ہے۔

٣٩٥٦- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ الْفَرْوِيُّ الْمَدَنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «قَدْ أَذْهَبَ اللهُ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ، مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ، وَالنَّاسُ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ».

[3956] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور آباء و اجداد پر فخر کو ختم کر دیا ہے۔ (اب انسان) مومن پرہیز گار ہے یا بدکار بدبخت۔ تمام لوگ آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. [أَصَحُّ عِنْدَنَا مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ] وَسَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَيَرْوِي عَنْ أَبِيهِ أَشْيَاءَ كَثِيرَةً عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]. وَقَدْ رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي عَامِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ (ہمارے نزدیک پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔) سعید مقبری نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور بہت سی روایات اپنے باپ کے واسطے سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے۔ یہ روایت سفیان ثوری اور بہت سے حضرات نے ہشام بن سعد سے سعید مقبری کے واسطے سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کی ہے جو پہلی روایت کے ہم معنی ہے۔

آخِرُ الْمُسْنَدِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَصَلَاتُهُ وَسَلَامُهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ.

مسند ختم ہوئی۔ ہر قسم کی حمد کائنات کے رب کے لیے ہے اور اس کی رحمت و سلامتی ہمارے آقا نبیٔ اکرم محمد ﷺ اور آپ کی پاکیزہ آل پر ہو۔

٣٩٥٦ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في التفاخر، ح: ٥١١٦ من حديث هشام بن سعد به وصححه ابن مندة وابن تيمية وغيرهما.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ۴۷) كِتَابُ الْعِلَلِ (التحفة ۴۴)

احادیث کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے اسباب

أَخْبَرَنَا الْكَرُوخِيُّ: حَدَّثَنَا الْقَاضِي أَبُو عَامِرٍ الْأَزْدِيُّ وَالشَّيْخُ أَبُوبَكْرٍ الْغُورَجِيُّ وَأَبُو الْمُظَفَّرِ الدَّهَّانُ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو عِيسٰى: جَمِيعُ مَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ مِنَ الْحَدِيثِ هُوَ مَعْمُولٌ بِهِ، وَبِهِ أَخَذَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مَا خَلَا حَدِيثَيْنِ: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالْمَدِينَةِ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ وَّلَا مَطَرٍ. وَحَدِيثُ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ. وَقَدْ بَيَّنَّا عِلَّةَ الْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا فِي الْكِتَابِ.

امام ابو العباس محبوبی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ نے بتایا کہ اس کتاب کے اندر جس قدر احادیث بیان کی گئی ہیں، ان سب پر عمل کیا گیا ہے۔ انھیں بعض اہل علم نے قبول کیا ہے سوائے دو حدیثوں کے۔ (ایک) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے مدینے میں ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو بغیر خوف، بلا سفر اور بغیر بارش کے جمع کیا۔ اور (دوسری) حدیث نبوی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص شراب پیے تو اسے کوڑے مارو، پھر اگر چوتھی دفعہ یہی حرکت کرے تو اسے قتل کر دو۔'' ہم نے ان دونوں حدیثوں کی علت کتاب (جامع ترمذی) میں بیان کر دی ہے۔

فوائد و مسائل: ① محدثین کے نزدیک علت اس مخفی اور پوشیدہ سبب کو کہتے ہیں جو حدیث کی صحت میں عیب و نقص پیدا کرتا ہے، جبکہ بظاہر وہ حدیث عیب و نقص سے محفوظ اور سالم ہوتی ہے۔ لیکن امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہاں علت کا لفظ اصطلاحی معنی کے بجائے لغوی معنی ''سبب'' کے لیے استعمال کیا ہے، یعنی وہ وجہ اور سبب جس کی بنا پر حدیث کو قبول یا رد کیا گیا ہے۔ ② پہلی حدیث دو نمازوں کو ایک نماز کے وقت میں جمع کرنا ہے۔ امام صاحب کے بقول اس پر کسی امام نے عمل نہیں کیا۔ یہ اس معنی کے اعتبار سے صحیح ہے کہ بلا عذر اور بغیر کسی سبب کے حقیقی جمع کسی کے نزدیک جائز نہیں، ہاں سفر میں، عرفہ میں، بیماری کے سبب یا بارش کی بنا پر جمع کرنے کے ائمہ میں سے بعض قائل ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کی صراحت خود کی ہے۔ یا اس جمع کو جمع صوری پر محمول کیا گیا ہے، جیسا کہ سنن نسائی کی روایت میں تصریح موجود ہے کہ پہلی نماز کو مؤخر کیا اور دوسری کو جلد پڑھا۔ ③ دوسری

روایت کو امام صاحب نے منسوخ قرار دیا ہے۔ ائمہ میں سے کوئی بھی، اس حد کے فرض اور لازم ہونے کا قائل نہیں۔ ہاں، اسے جائز قرار دیا گیا ہے کہ اگر امام مناسب خیال کرے تو وہ یہ سزا دے سکتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح علل الترمذی امام ابن رجب تحقیق دکتور نور الدین عتر: 1/6-8 کا حاشیہ، (تحفة الأحوذي: 10/322، والكوكب الدري: 4/476 مع حواشی)

اقوال ائمہ فقہاء اور علل حدیث کے بیان کے مآخذ و مصادر

[قَالَ:] وَمَا ذَكَرْنَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ مِنِ اخْتِيَارِ الْفُقَهَاءِ.

اس کتاب میں ہم نے فقہاء کی جو آراء اور نظریات بیان کیے ہیں (ان کے مآخذ کی تفصیل حسب ذیل ہے):

فَمَا كَانَ فِيهِ مِنْ قَوْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ فَأَكْثَرُهُ مَا حَدَّثَنَا بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ. وَمِنْهُ مَا حَدَّثَنِي بِهِ أَبُو الْفَضْلِ مَكْتُومُ بْنُ الْعَبَّاسِ التِّرْمِذِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ عَنْ سُفْيَانَ.

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے اقوال: اس کتاب میں امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے جو اقوال ہیں، ان میں سے اکثر ہمیں محمد بن عثمان کوفی نے عبید اللہ بن موسیٰ کے واسطے سے سفیان ثوری سے بیان کیے ہیں۔ اور بعض مجھے ابو الفضل مکتوم بن عباس ترمذی نے محمد بن یوسف فریابی کے واسطے سے سفیان سے بیان کیے ہیں۔

وَمَا كَانَ [فِيهِ] مِنْ قَوْلِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فَأَكْثَرُهُ مَا حَدَّثَنَا بِهِ إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى الْقَزَّازُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ. وَمَا كَانَ فِيهِ مِنْ أَبْوَابِ الصَّوْمِ فَأَخْبَرَنَا بِهِ أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ. وَبَعْضُ كَلَامِ مَالِكٍ مَا أَخْبَرَنَا بِهِ مُوسَى بْنُ حِزَامٍ [قَالَ]: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

امام مالک بن انس رحمہ اللہ کے اقوال کی اسانید: اس میں جس قدر امام مالک بن انس رحمہ اللہ کے اقوال ہیں، ان میں سے اکثر ہمیں اسحاق بن موسیٰ انصاری نے معن بن عیسیٰ قزاز کے واسطے سے امام مالک بن انس سے بیان کیے ہیں۔ اور اس میں جن اقوال کا تعلق روزے کے مسائل سے ہے وہ ہمیں ابو مصعب مدنی نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے بیان کیے ہیں۔ اور امام مالک کے بعض اقوال کی خبر ہمیں موسیٰ بن حزام نے عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی کے واسطے سے امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے دی ہے۔

وَمَا كَانَ فِيهِ مِنْ قَوْلِ ابْنِ الْمُبَارَكِ فَهُوَ مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الْآمُلِيُّ عَنْ أَصْحَابِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْهُ وَمِنْهُ مَا رُوِيَ عَنْ أَبِي وَهْبٍ [مُحَمَّدِ ابْنِ مُزَاحِمٍ] عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ. وَمِنْهُ مَا رُوِيَ عَنْ

امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے اقوال کی اسانید: اس میں جس قدر امام ابن مبارک رحمہ اللہ کے اقوال ہیں تو وہ ہمیں احمد بن عبدہ آملی نے ابن مبارک کے شاگردوں سے سنائے ہیں۔ ان میں سے کچھ ابو وہب محمد بن مزاحم کے واسطے سے

عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ. وَمِنْهُ مَا رُوِيَ عَنْ عَبْدَانَ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ. وَمِنْهُ مَا رُوِيَ عَنْ حَبَّانَ بْنِ مُوسٰى، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ. وَمِنْهُ مَا رُوِيَ عَنْ وَهْبِ بْنِ زَمْعَةَ، عَنْ فَضَالَةَ النَّسَوِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ. وَلَهُ رِجَالٌ مُسَمَّوْنَ سِوٰى مَنْ ذَكَرْنَا عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ.

ابن مبارک سے بیان کیے گئے ہیں۔ کچھ علی بن حسن کے واسطے سے عبداللہ بن مبارک سے بیان کیے گئے ہیں۔ کچھ عبدان نے سفیان بن عبدالملک کے واسطے سے ابن مبارک سے بیان کیے ہیں۔ کچھ حبان بن موسیٰ کے واسطے سے ابن مبارک سے بیان کیے گئے ہیں۔ اور کچھ وہب بن زمعہ نے فضالہ نسوی کے واسطے سے عبداللہ بن مبارک سے بیان کیے ہیں اور کچھ اور راوی ہیں جو ان کے علاوہ ہیں جن کے نام، امام ابن مبارک رحمہ اللہ کے قول کے ساتھ بیان کر دیے گئے ہیں۔

وَمَا كَانَ فِيهِ مِنْ قَوْلِ الشَّافِعِيِّ فَأَكْثَرُهُ مَا أَخْبَرَنِي بِهِ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ عَنِ الشَّافِعِيِّ. وَمَا كَانَ مِنَ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو الْوَلِيدِ الْمَكِّيُّ عَنِ الشَّافِعِيِّ. وَمِنْهُ مَا حَدَّثَنَا [بِهِ] أَبُو إِسْمٰعِيلَ [التِّرْمِذِيُّ]: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَحْيَى الْقُرَشِيُّ الْبُوَيْطِيُّ عَنِ الشَّافِعِيِّ وَذَكَرَ فِيهِ أَشْيَاءَ عَنِ الرَّبِيعِ، عَنِ الشَّافِعِيِّ، وَقَدْ أَجَازَ لَنَا الرَّبِيعُ ذٰلِكَ وَكَتَبَ بِهِ إِلَيْنَا.

امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال کی اسانید: اس میں امام شافعی رحمہ اللہ کے جو اقوال بیان کیے گئے ہیں تو ان میں سے اکثر ہمیں حسن بن محمد زعفرانی نے امام شافعی سے بیان کیے ہیں۔ اور جن کا تعلق وضو اور نماز سے ہے وہ ہمیں ابو الولید مکی نے امام شافعی سے بیان کیے ہیں۔ اور ان میں سے بعض ہمیں ابو اسماعیل (ترمذی) نے یوسف بن یحییٰ قرشی بُویطی کے واسطے سے امام شافعی سے بیان کیے ہیں۔ اور اس میں کچھ چیزیں اس نے ربیع کے واسطے سے امام شافعی سے بیان کی ہیں اور ان کی اجازت ہمیں ربیع نے بھی دی ہے اور یہ ہمیں اس نے لکھ بھیجے ہیں۔

وَمَا كَانَ فِيهِ مِنْ قَوْلِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَإِسْحٰقَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ فَهُوَ مَا أَخْبَرَنَا بِهِ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ، إِلَّا مَا فِي أَبْوَابِ الْحَجِّ وَالدِّيَاتِ وَالْحُدُودِ فَإِنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ إِسْحٰقَ بْنِ مَنْصُورٍ، [وَ]أَخْبَرَنِي بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْأَصَمُّ عَنْ إِسْحٰقَ ابْنِ مَنْصُورٍ، عَنْ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَبَعْضُ كَلَامِ إِسْحٰقَ [بْنِ إِبْرَاهِيمَ] أَخْبَرَنَا بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ إِسْحَاقَ، وَقَدْ بَيَّنَّا هٰذَا عَلٰى وَجْهِهِ فِي الْكِتَابِ الَّذِي

امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق بن ابراہیم (ابن راہویہ) رحمہما اللہ کے اقوال کی اسانید: اس میں امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق رحمہما اللہ کے جو اقوال ہیں ان کی خبر ہمیں امام احمد اور اسحاق سے اسحاق بن منصور نے دی ہے لیکن جو اقوال حج، دیتوں اور حدود کے مسائل سے تعلق رکھتے ہیں تو وہ میں نے اسحاق بن منصور سے نہیں سنے۔ ان کی خبر مجھے محمد بن موسیٰ اصم نے اسحاق بن منصور سے دی ہے اور اس نے امام احمد اور امام اسحاق سے بیان کیے ہیں۔ اور اسحٰق

فِيهِ الْمَوْقُوفُ.

بن ابراہیم کے بعض اقوال کی اطلاع ہمیں، اسحاق سے محمد بن فلیح نے دی ہے۔ ان تمام اسانید کی مکمل تفصیل ہم نے اپنی اس کتاب میں کر دی ہے جس میں موقوف روایات کو جمع کیا ہے۔

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں بہت سے فقہائے محدثین: امام سفیان، ابن مبارک، مالک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کے مذاہب و آراء کو بیان کیا ہے لیکن عام طور پر ان کی سندیں بیان نہیں کیں اور یہاں ان کا اجمالی تذکرہ فرما دیا ہے لیکن اسانید کی حیثیت اور مقام و مرتبے کا تذکرہ نہیں کیا کہ کیا وہ قابل قبول ہیں یا نہیں۔ ان چیزوں کی تفصیل اپنی ایک دوسری کتاب میں دی ہے جس میں تمام موقوف روایات کو متصل سند سے بیان کیا ہے۔ بقول ڈکتور نور الدین عتر مذاہب کے نقل کرنے میں یہ تمام اسانید، قابل اعتماد ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإمام الترمذي والموازنة بين جامعه وبين الصحيحين) دكتور نور الدين عتر، ص: 392-408)

علل الحدیث، رجال اور تاریخ کے بارے میں معلومات کا ماخذ و مصدر

وَمَا كَانَ فِيهِ مِنْ ذِكْرِ الْعِلَلِ فِي الْأَحَادِيثِ وَالرِّجَالِ وَالتَّارِيخِ فَهُوَ مَا اسْتَخْرَجْتُهُ مِنْ كِتَابِ التَّارِيخِ، وَأَكْثَرُ ذٰلِكَ مَا نَاظَرْتُ بِهِ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ. وَمِنْهُ مَا نَاظَرْتُ [بِهِ] عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبَا زُرْعَةَ، وَأَكْثَرُ ذٰلِكَ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَأَقَلُّ شَيْءٍ فِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي زُرْعَةَ، [وَلَمْ أَرَ أَحَدًا بِالْعِرَاقِ وَلَا بِخُرَاسَانَ فِي مَعْنَى الْعِلَلِ وَالتَّارِيخِ وَمَعْرِفَةِ الْأَسَانِيدِ كَثِيرَ أَحَدٍ أَعْلَمَ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ].

اس کتاب میں احادیث کی علل، رجال اور تاریخ کی تفصیل میں نے (امام بخاری رحمہ اللہ) کی کتاب التاریخ (الکبیر) سے اخذ کی ہے۔ اور ان میں اکثر چیزوں کے بارے میں براہ راست امام محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ سے بحث و مباحثہ کیا ہے۔ اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں، میں نے امام عبداللہ بن عبد الرحمٰن (الدارمی) اور ابوزرعہ سے بحث و مباحثہ کیا ہے۔ (بہرحال) اکثر چیزیں میں نے امام محمد (بخاری رحمہ اللہ) سے لی ہیں اور اس سلسلے کی کم چیزیں میں نے امام عبداللہ اور امام ابوزرعہ سے لی ہیں۔ اور میں نے عراق و خراسان میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں دیکھا جو علل، تاریخ اور اسانید کی معرفت کے معاملے میں امام محمد بن اسماعیل (بخاری) رحمہ اللہ سے بڑا عالم ہو۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی ایک جلیل القدر کتاب، التاریخ الکبیر ہے۔ امام ترمذی نے علل، تاریخ اور رجال کے بارے میں زیادہ معلومات اس کتاب سے اخذ کی ہیں اور ان کے بارے میں براہ راست امام بخاری رحمہ اللہ سے بحث و تمحیص بھی کی ہے۔

اور اس سلسلے میں کچھ چیزیں امام عبداللہ دارمی اور امام ابوزرعہ سے بھی براہ راست حاصل کی ہیں۔ امام ترمذی کے نزدیک ان علوم کی مہارت میں امام بخاری رحمہ اللہ، امام دارمی اور امام ابوزرعہ سے بہت ممتاز اور فائق تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب التاریخ الکبیر آٹھ جلدوں میں سب سے پہلے حیدر آباد دکن سے 1361ھ میں شائع ہوئی ہے۔

فقہاء کے مسالک اور علل احادیث بیان کرنے کا سبب

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَإِنَّمَا حَمَلَنَا عَلٰى مَا بَيَّنَّا فِي هٰذَا الْكِتَابِ مِنْ قَوْلِ الْفُقَهَاءِ وَعِلَلِ الْحَدِيثِ، لِأَنَّا سُئِلْنَا عَنْ هٰذَا فَلَمْ نَفْعَلْهُ زَمَانًا ثُمَّ فَعَلْنَاهُ لِمَا رَجَوْنَا فِيهِ مِنْ مَنْفَعَةِ النَّاسِ، لِأَنَّا قَدْ وَجَدْنَا غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ تَكَلَّفُوا مِنَ التَّصْنِيفِ مَا لَمْ يُسْبَقُوا إِلَيْهِ، مِنْهُمْ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ جُرَيْجٍ، وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَيَحْيَى ابْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، وَوَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُمْ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ صَنَّفُوا، فَجَعَلَ اللهُ فِي ذٰلِكَ مَنْفَعَةً كَثِيرَةً، فَنَرْجُو لَهُمْ بِذٰلِكَ الثَّوَابَ الْجَزِيلَ عِنْدَ اللهِ لِمَا نَفَعَ اللهُ الْمُسْلِمِينَ بِهِ، فَبِهِمُ الْقُدْوَةُ فِيمَا صَنَّفُوا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیں اس کتاب میں فقہاء کے اقوال اور علل حدیث کے بیان پر اس بات نے آمادہ کیا کہ ہم سے اس بارے میں درخواست کی گئی تو ہم نے یہ کام ایک عرصے تک نہ کیا۔ پھر ہم نے یہ کام اس لیے کیا کہ ہمیں اس سے لوگوں کو فائدے کی امید پیدا ہوئی کیونکہ ہم نے بہت سے ائمہ کو پایا جنھوں نے ایسی کتب تصنیف کرنے کی تکلیف برداشت کی جو ان سے پہلے نہیں لکھی گئی تھیں۔ ان ائمہ میں سے ہشام بن حسان، عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج، سعید بن ابی عروبہ، مالک بن انس، حماد بن سلمہ، عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، وکیع بن جراح اور عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہم اللہ وغیرہ اہل علم اور صاحب فضل ہیں۔ ان لوگوں نے کتابیں لکھیں اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت منفعت رکھی۔ ہم ان کے لیے ان کے اس عمل پر اللہ کے ہاں بہت بڑے ثواب کے امیدوار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچایا ہے اور یہی لوگ تصنیفات کے سلسلے میں ہمارے لیے نمونہ اور قدوہ ہیں۔

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے احادیث مرفوع کے ساتھ ائمہ فقہاء کے اقوال بھی درج کیے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ لوگوں نے ہم سے اس کی درخواست کی تھی اور ہم نے ایک عرصہ سوچ بچار کے بعد ان کی اس درخواست کو اس امید پر قبول کیا کہ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ یہ کام اگرچہ ہم سے پہلے لوگوں نے نہیں کیا لیکن ہم سے پہلے ائمہ ایسے کام کرتے رہے ہیں جو ان سے پہلے کسی نے نہیں کیے تھے کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس میں لوگوں کا فائدہ ہے۔ بقول امام ابن رجب حنبلی، امام ترمذی سے پہلے امام مالک اپنے موطأ میں اور سفیان اپنی جامع میں اس کا آغاز کر چکے تھے۔ بقول علامہ بدیع

الزماں، اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ کس کا قول خطا اور حدیث کے مخالف ہے اور کس کا قول صحیح اور حدیث کے موافق ہے۔اور علل حدیث بیان کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ کون سی حدیث قابل اعتماد اور کون سی قابل رد ہے، یعنی ان کے مقام و مرتبے اور حیثیت کا تعین آسان ہو جاتا ہے۔

جرح وتعدیل اور اسانید کی تحقیق وتفتیش کا سبب

وَقَدْ عَابَ بَعْضُ مَنْ لَّا يَفْهَمُ عَلٰى أَهْلِ الْحَدِيثِ الْكَلَامَ فِي الرِّجَالِ، وَقَدْ وَجَدْنَا غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ مِنَ التَّابِعِينَ قَدْ تَكَلَّمُوا فِي الرِّجَالِ، مِنْهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ، وَطَاوُسٌ تَكَلَّمَا فِي مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ، وَتَكَلَّمَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فِي طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ وَّتَكَلَّمَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَعَامِرٌ الشَّعْبِيُّ فِي الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ.

بعض کم فہم لوگوں نے محدثین کے اس کام پر کہ انھوں نے رجالِ حدیث پر نقد وجرح کی، ان پر اعتراض کیا ہے، حالانکہ ہم نے بہت سے تابعین ائمہ کو پایا ہے کہ انھوں نے رجال پر کلام، یعنی نقد و جرح کی ہے، ان میں سے حسن بصری اور طاؤس نے معبد جہنی پر جرح کی ہے۔سعید بن جبیر نے طلق بن حبیب پر جرح کی ہے۔ ابراہیم نخعی اور عامر شعبی نے حارث اعور پر جرح کی ہے۔

وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، وَعَبْدِ اللهِ ابْنِ عَوْنٍ، وَّسُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ، وَسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَّالْأَوْزَاعِيِّ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، وَوَكِيعِ بْنِ الْجَرَّاحِ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، وَّغَيْرِهِمْ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ تَكَلَّمُوا فِي الرِّجَالِ وَضَعَّفُوا.

اسی طرح امام ایوب سختیانی، عبد اللہ بن عون، سلیمان تیمی، شعبہ بن حجاج، سفیان ثوری، مالک بن انس، اوزاعی، عبد اللہ بن مبارک، یحییٰ بن سعید القطان، وکیع بن جراح، عبد الرحمٰن بن مہدی رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ (دیگر) اہل علم کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے رجال (راویوں) پر جرح کی ہے اور انھیں ضعیف قرار دیا ہے۔

وَإِنَّمَا حَمَلَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَنَا - وَاللهُ أَعْلَمُ - النَّصِيحَةُ لِلْمُسْلِمِينَ، لَا يُظَنُّ بِهِمْ أَنَّهُمْ أَرَادُوا الطَّعْنَ عَلَى النَّاسِ أَوِ الْغِيبَةَ، إِنَّمَا أَرَادُوا عِنْدَنَا أَنْ يُّبَيِّنُوا ضَعْفَ هٰؤُلَاءِ لِكَيْ يُعْرَفُوا، لِأَنَّ بَعْضَ الَّذِينَ ضُعِّفُوا كَانَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ، وَّبَعْضُهُمْ كَانَ مُتَّهَمًا فِي الْحَدِيثِ، وَبَعْضُهُمْ كَانُوا أَصْحَابَ غَفْلَةٍ وَّكَثْرَةِ خَطَإٍ فَأَرَادَ هٰؤُلَاءِ الْأَئِمَّةُ أَنْ يُّبَيِّنُوا أَحْوَالَهُمْ شَفَقَةً

ہمارے نزدیک ان ائمہ کو - اصل حقیقت اللہ جانتا ہے - اس بات پر مسلمانوں کی خیر خواہی نے آمادہ کیا۔ان کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں کی جا سکتی کہ ان کا ارادہ لوگوں پر طعن کرنا یا ان کی غیبت کرنا تھا۔ ہمارے نزدیک ان کا ارادہ محض یہ تھا کہ ان راویوں کا ضعف اور کمزوری بیان کریں تا کہ ان کی شناخت ہو سکے کیونکہ جن لوگوں کو ضعیف قرار دیا گیا ہے ان میں سے بعض بدعتی تھے اور بعض

عَلَى الدِّينِ وَتَثْبِيتًا، لِأَنَّ الشَّهَادَةَ فِي الدِّينِ أَحَقُّ أَنْ يُتَثَبَّتَ فِيهَا مِنَ الشَّهَادَةِ فِي الْحُقُوقِ وَالْأَمْوَالِ.

حدیث کے سلسلے میں مُتّہم تھے۔ (ان پر جھوٹ بولنے کا الزام تھا۔) اور ان میں سے بعض غفلت کا شکار تھے اور بہت غلطی کرتے تھے، اس لیے ان ائمہ نے یہ چاہا کہ ان لوگوں کے حالات کھول کر بیان کر دیں۔ یہ کام انھوں نے دین پر شفقت ورحمت کے سبب اور حزم واحتیاط کے لیے کیا کیونکہ دین کے سلسلے میں شہادت اس بات کی زیادہ لائق ہے کہ اس میں تحقیق وتفتیش، حقوق اور اموال کی شہادت سے زیادہ کی جائے۔

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ ائمۂ سلف نے رجال کی جرح وتعدیل کو جائز قرار دیا ہے اور اس فن کی خود داغ بیل ڈالی ہے کیونکہ اس کے بغیر صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز نہیں ہو سکتا۔ مزید برآں حقوق واموال کے گواہوں کی جانچ پڑتال کرنا اور ان پر کلام کرنا بالاتفاق جائز ہے کیونکہ اس میں لوگوں کا مفاد اور خیر خواہی ہے۔ تو دین کے سلسلے میں راویوں کی جانچ پڑتال کرنا اور ان پر کلام کرنا، اس سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ گواہوں کی جانچ پڑتال کا فائدہ انفرادی اور شخصی ہے اور راویوں پر جرح وکلام کا فائدہ قومی اور ملی ہے، اس لیے اس پر اعتراض کرنا کیسے جائز اور درست ہو سکتا ہے؟ یا یہ کام کیسے ناجائز ہو سکتا ہے؟

[قَالَ:] وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَأَلْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَشُعْبَةَ وَمَالِكَ بْنَ أَنَسٍ وَسُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُونُ فِيهِ تُهْمَةٌ أَوْ ضَعْفٌ، أَسْكُتُ أَوْ أُبَيِّنُ؟ قَالُوا: بَيِّنْ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) نے محمد بن یحییٰ بن سعید القطان کے واسطے سے بتلایا کہ ان کے باپ (یحییٰ بن سعید) نے کہا کہ میں نے سفیان ثوری، شعبہ، مالک بن انس اور سفیان بن عیینہ رحمہم اللہ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جس پر (حدیث میں) جھوٹ بولنے کا الزام ہے یا وہ ضعیف ہے، کیا میں اس کے بارے میں چپ رہوں یا اس کی حقیقت واصلیت واضح کر دوں؟ ان سب نے کہا: حقیقت واضح کرو۔

فائدہ: یہ تمام حضرات جن سے یحییٰ بن سعید القطان نے راوی کی حقیقت بیان کرنے کے سلسلے میں سوال کیا ہے، جلیل القدر ائمہ ہیں۔ سب نے متفقہ طور پر یہ بات کہی ہے کہ راوی کی حقیقت واصلیت چھپانی نہیں چاہیے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح مسلم کے مقدمے میں عمرو بن علی الفلاس کے واسطے سے امام یحییٰ بن سعید القطان سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام ثوری، شعبہ، مالک اور ابن عیینہ رحمہم اللہ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جو حدیث کے سلسلے میں ثقہ نہیں تو ایک دوسرا آدمی مجھ سے اس کے بارے میں سوال کرتا ہے؟ سب نے کہا: اس کے بارے میں بتا دو کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔ (منة المنعم: 37/1، 38)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: قِيلَ لِأَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ: إِنَّ أُنَاسًا يَجْلِسُونَ وَيَجْلِسُ إِلَيْهِمُ النَّاسُ وَلَا يُسْتَأْهَلُونَ. قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ: كُلُّ مَنْ جَلَسَ جَلَسَ إِلَيْهِ النَّاسُ، وَصَاحِبُ السُّنَّةِ إِذَا مَاتَ أَحْيَا اللهُ ذِكْرَهُ، وَالْمُبْتَدِعُ لَا يُذْكَرُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن رافع نیشاپوری نے یحییٰ بن آدم کے واسطے سے بتایا کہ ابوبکر بن عیاش سے کہا گیا: بلاشبہ کچھ لوگ (درس حدیث کی مسند پر) بیٹھ جاتے ہیں اور لوگ بھی (ان سے حدیث سننے کے لیے) ان کے پاس بیٹھ جاتے ہیں، حالانکہ وہ لوگ اس (مسند تدریس پر بیٹھنے) کے اہل نہیں ہوتے تو ابوبکر بن عیاش نے جواب دیا: جو بھی (روایت حدیث کے لیے) بیٹھ جاتا ہے، لوگ (حدیث سننے کے لیے) اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں لیکن جب صاحب سنت (سنت پر عامل) فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شہرت بخشتا ہے اور بدعتی کا (مرنے کے بعد) چرچا نہیں ہوتا (لوگ اسے یاد نہیں رکھتے۔)

فائدہ: امام صاحب کا مقصد یہ ہے کہ بدعتی انسان سے اہل علم کو حدیث نہیں لینی چاہیے اور لوگوں کو بھی اس سے آگاہ کرنا چاہیے کہ یہ بدعتی ہے تاکہ وہ اس سے حدیث نہ لیں، اس طرح اس کا چرچا نہیں ہوگا اور اسے شہرت نہیں ملے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل علم پر اس کی حقیقت کھولنا لازم ہے تاکہ لوگ اس سے حدیث نہ لیں۔ صاحب سنت سے لوگ روایت لیں گے تو اس کا ذکر زندہ رہے گا اور اس کی سند آگے چلے گی۔ اسی طرح اگر کسی بدعتی کو شہرت مل بھی جائے تو وہ عارضی ہوگی، اس کے مرنے کے بعد اس کا ذکر خیر نہیں ہوگا۔

اسانید کی تفتیش و تحقیق

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْأَصَمُّ: حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: كَانَ فِي الزَّمَنِ الْأَوَّلِ لَا يَسْأَلُونَ عَنِ الْإِسْنَادِ، فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ سَأَلُوا عَنِ الْإِسْنَادِ لِكَيْ يَأْخُذُوا حَدِيثَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَيَدَعُوا حَدِيثَ أَهْلِ الْبِدَعِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن علی بن حسن بن شقیق نے اپنی سند سے امام ابن سیرین رحمہ اللہ کا قول سنایا: پہلے دور میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سند کے بارے میں دریافت نہیں کرتے تھے۔ جب (تشیع اور خارجیت کا) فتنہ برپا ہو گیا تو وہ سند پوچھنے لگے تاکہ اہل سنت کی حدیث قبول کر لیں اور اہل بدعت کی حدیث چھوڑ دیں۔

فوائد و مسائل: ① امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح مسلم کے مقدمے میں امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے: یہ علم (حدیث) دین ہے، ذرا سوچ لو کہ تم اپنا دین کس قسم کے لوگوں سے حاصل کرتے ہو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ لوگ سند کے بارے

میں سوال نہیں کرتے تھے لیکن جب (خوارج اور روافض کا) فتنہ برپا ہو گیا تو صحابہ و تابعین نے کہا: اپنے رجال (راویوں) کا نام لو، پھر اہل سنت کو پہچان کر ان کی حدیث لے لی جاتی اور اہل بدعت کو جان کر ان کی حدیث قبول نہ کی جاتی۔ (منة المنعم: 35/1) شیعہ اور خارجیوں کا ظہور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا۔ شیعہ اپنے موقف کی حمایت میں حدیث گھڑنے سے گریز نہیں کرتے تھے، اور بقول علامہ مصطفی سباعی مرحوم، خارجی اس حرکت کا ارتکاب نہیں کرتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک جھوٹ بولنا کفر ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (السنة و مكانتها في التشريع الإسلامي، ص: 82، 83 یہی بات امام ابوداود نے فرمائی ہے، شرح العلل: دكتور نور الدين عتر، ص: 65) امام ابن سیرین المتوفی 110 ہجری جلیل القدر تابعی ہیں اور تابعین میں سے رجال پر نقد کرنے والے سب سے پہلے فرد ہیں۔ (شرح علل ترمذي إمام ابن رجب، تحقيق صبحي السامرائي، ص: 63)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَانَ يَقُولُ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: الْإِسْنَادُ عِنْدِي مِنَ الدِّينِ، لَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ، فَإِذَا قِيلَ لَهُ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ بَقِيَ.

امام صاحب امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ سند میرے نزدیک دین ہے، یعنی دین کا حصہ ہے۔ اگر سند نہ ہوتی تو جو شخص جو چاہتا کہہ دیتا، سو (اب) جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تجھ سے کس نے بیان کیا؟ تو (اگر وہ جھوٹا ہو تو) وہ حیران و پریشان رہ جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: ذُكِرَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ حَدِيثٌ، فَقَالَ: تَحْتَاجُ لِهٰذَا أَرْكَانٌ مِنْ آجُرٍّ.

امام صاحب بیان کرتے ہیں کہ امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے سامنے ایک حدیث بیان کی گئی تو انھوں نے فرمایا: اس کے لیے اینٹوں کے سہارے کی ضرورت ہے، یعنی یہ سند قوت کی محتاج ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى: يَعْنِي أَنَّهُ ضَعَّفَ إِسْنَادَهُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعنی انھوں نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا۔

فائدہ: حدیث کی صحت و ضعف کا مدار سند پر ہے اور سند رجال اور راویوں کا نام ہے۔ اور ان پر اعتماد یا عدم اعتماد کے لیے ان کے مقام و مرتبے کی شناخت ضروری ہے، اس لیے رجال پر نقد و جرح کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس کے بغیر ان میں امتیاز نہیں ہو سکتا۔

ائمہ کا رجال پر کلام و جرح

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ زَمْعَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ تَرَكَ حَدِيثَ الْحَسَنِ ابْنِ عُمَارَةَ وَالْحَسَنِ بْنِ دِينَارٍ وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیں احمد بن عبدہ نے اپنی سند سے بیان کیا کہ امام عبداللہ بن مبارک نے حسن بن عمارہ، حسن بن دینار، ابراہیم بن محمد اسلمی، مقاتل بن

الْأَسْلَمِيِّ وَمُقَاتِلِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَعُثْمَانَ الْبُرِّيِّ وَرَوْحِ بْنِ مُسَافِرٍ وَأَبِي شَيْبَةَ الْوَاسِطِيِّ وَعَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ وَأَيُّوبَ بْنِ خُوطٍ وَأَيُّوبَ بْنِ سُوَيْدٍ وَنَضْرِ بْنِ طَرِيفٍ - هُوَ أَبُو جَزْءٍ - وَالْحَكَمِ وَحَبِيبٍ، الْحَكَمُ رَوَى لَهُ حَدِيثًا فِي كِتَابِ الرِّقَاقِ ثُمَّ تَرَكَهُ وَ[قَالَ]: حَبِيبٌ؟ لَا أَدْرِي.

سلیمان، عثمان برّی، رَوح بن مسافر، ابوشیبہ واسطی، عمرو بن ثابت، ایوب بن خوط، ایوب بن سوید، ابو جزء نضر بن طریف، حکم اور حبیب کی روایات کو چھوڑ دیا تھا۔ انھوں نے حکم کی ایک حدیث اپنی کتاب الرقاق میں بیان کی تھی، پھر اسے چھوڑ دیا۔ اور حبیب کے بارے میں کہا: میں اسے نہیں جانتا۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: وَسَمِعْتُ عَبْدَانَ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَرَأَ أَحَادِيثَ بَكْرِ بْنِ خُنَيْسٍ فَكَانَ أَخِيرًا إِذَا أَتَى عَلَيْهَا أَعْرَضَ عَنْهَا وَكَانَ لَا يَذْكُرُهُ.

امام صاحب احمد بن عبدہ کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے بکر بن خنیس کی روایات پڑھی تھیں لیکن آخری دور میں جب اس کی احادیث پر پہنچتے تو ان سے اعراض کرتے اور اس (بکر) کا تذکرہ نہ کرتے۔

قَالَ أَحْمَدُ: وَحَدَّثَنَا أَبُو وَهْبٍ قَالَ: سَمَّوْا لِعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ رَجُلًا يَهِمُ فِي الْحَدِيثِ، فَقَالَ: لَأَنْ أَقْطَعَ الطَّرِيقَ أَحَبُّ إِلَيَّ [مِنْ] أَنْ أُحَدِّثَ عَنْهُ.

امام صاحب احمد بن عبدہ کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے سامنے ایک آدمی کا نام لیا گیا جو حدیث میں وہم کا شکار تھا تو انھوں نے فرمایا: میرے نزدیک رہزنی کرنا اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں اس سے حدیث بیان کروں۔

فائدہ: شرح علل الترمذی ابن رجب کے دونوں نسخوں: علامہ صبحی السامرائی کے نسخے اور ڈاکٹر نور الدین عتر کے نسخے میں يُتَّهَمُ فِي الحديث (حدیث میں جھوٹ بولنے کا الزام) ہے۔ ہمارے نسخے اور تحفۃ الأحوذی میں يَهِمُ فِي الحديث ہے۔ اور راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہاں يُتَّهَمُ ہی صحیح ہے کیونکہ محض وہم ایسی خرابی نہیں جس کی وجہ سے اس کی حدیث سرے سے ناقابل اعتبار ہو جائے۔ واللہ أعلم.

[قَالَ:] أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ حِزَامٍ قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ يَقُولُ: لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَرْوِيَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو النَّخَعِيِّ الْكُوفِيِّ.

امام صاحب امام موسیٰ بن حزام کی سند سے یزید بن ہارون سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ سلیمان بن عمرو نخعی کوفی سے روایت بیان کرے۔

[حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْذَبَ مِنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ وَلَا أَفْضَلَ مِنْ عَطَاءِ

امام صاحب محمود بن غیلان کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: میں نے جابر جعفی سے بڑھ کر جھوٹا نہیں دیکھا اور عطاء بن ابی رباح سے بہتر شخص نہیں

ابنِ أَبِي رَبَاحٍ]۔

دیکھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: لَوْلَا جَابِرٌ الْجُعْفِيُّ لَكَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ بِغَيْرِ حَدِيثٍ، وَلَوْلَا حَمَّادٌ لَكَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ بِغَيْرِ فِقْهٍ]۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ جارود کے واسطے سے امام وکیع سے نقل کرتے ہیں، انھوں نے کہا: اگر جابر جعفی نہ ہوتا تو اہل کوفہ کے پاس حدیث نہ ہوتی اور اگر حماد نہ ہوتا تو اہل کوفہ فقہ سے محروم رہتے۔

فائدہ: امام ابوحنیفہ اور امام وکیع کا قول تحفۃ الأحوذی میں نہیں ہے۔ لیکن شرح علل الترمذی میں دونوں قول موجود ہیں۔ امام وکیع کے قول کے بارے میں امام ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ غلط یا غلو ہے اور غیر مقبول ہے، اس لیے کہ کوفے میں جلیل القدر ائمۂ حدیث (تابعین) ابو اسحاق، اعمش اور منصور وغیرہ أهل الثقة و الصدق و الأمانة موجود تھے۔ اسی طرح فقہائے کوفہ میں ابراہیم نخعی اور دوسرے اہل الفقہ و العلم موجود تھے، اس لیے یہ قول اس کتاب کے شایان شان نہیں اگرچہ امام ترمذی نے یہ قول دوسری جگہ بھی نقل کیا ہے۔ (شرح علل ترمذی ابن رجب، صبحی السامرائی ص:75، دکتور نور الدین عتر:1/60-70، امام ترمذی نے یہ قول باب ماجاء في فضل الأذان کے تحت بھی نقل کیا ہے۔)

ضعفاء کی روایت اور ان سے روایت بیان کرنا

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، فَذَكَرُوا مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ. فَذَكَرُوا فِيهِ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ، فَقُلْتُ: فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثٌ. فَقَالَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟! قُلْتُ: نَعَمْ. [حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ:] حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍ: حَدَّثَنَا الْمُعَارِكُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ آوَاهُ اللَّيْلُ [إِلَى أَهْلِهِ]. قَالَ: فَغَضِبَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَقَالَ: اسْتَغْفِرْ رَبَّكَ. [اسْتَغْفِرْ رَبَّكَ] مَرَّتَيْنِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے احمد بن حسن کو یہ کہتے سنا کہ ہم امام احمد بن حنبل کی خدمت میں حاضر تھے تو لوگوں نے اس بات کا ذکر چھیڑ دیا کہ جمعہ کس پر واجب ہے۔ پھر اس سلسلے میں بعض تابعین اہل علم اور دوسرے حضرات کا ذکر کیا گیا تو میں نے کہا: اس سلسلے میں نبی ﷺ سے ایک حدیث مروی ہے: تو امام احمد نے کہا: نبی ﷺ سے؟ میں نے کہا: ہاں، ہمیں احمد بن حسن نے حجاج بن نصیر سے معارک بن عباد کے واسطے سے عبداللہ بن سعید مقبری سے بیان کیا، انھوں نے اپنے باپ کے واسطے سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعہ اس انسان پر فرض ہے جو رات تک اپنے گھر لوٹ سکے۔" احمد بن حسن کہتے ہیں: امام احمد بن حنبل غصے میں آگئے اور فرمایا: اپنے رب سے بخشش طلب کرو، اپنے رب سے بخشش طلب کرو۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَإِنَّمَا فَعَلَ هٰذَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لِأَنَّهُ لَمْ يُصَدِّقْ هٰذَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لِضَعْفِ إِسْنَادِهِ، لِأَنَّهُ لَمْ يَعْرِفْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَالْحَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ جِدًّا فِي الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے یہ صرف اس لیے کیا کہ سند کے ضعف (کمزوری) کی بنا پر انھوں نے اس حدیث کو سچا نہیں سمجھا تھا (اس کی تصدیق نہیں کی تھی۔) اس لیے کہ انھوں نے اسے نبی ﷺ سے نہیں جانا تھا۔ حجاج بن نصیر کو حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے اور عبداللہ بن سعید مقبری کو یحییٰ بن سعید القطان نے حدیث کے سلسلے میں سخت ضعیف ٹھہرایا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] فَكُلُّ مَنْ رُوِيَ عَنْهُ حَدِيثٌ مِّمَّنْ يُتَّهَمُ أَوْ يُضَعَّفُ لِغَفْلَتِهِ وَكَثْرَةِ خَطَئِهِ، وَلَا يُعْرَفُ ذٰلِكَ الْحَدِيثُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ فَلَا يُحْتَجُّ بِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر وہ راوی جس پر (جھوٹ کا) الزام ہے یا اسے اس کی غفلت اور کثرت خطا (لغزش) کی وجہ سے ضعیف قرار دیا گیا ہے، اس سے جو روایت بیان کی جائے گی جبکہ وہ حدیث اس راوی کے سوا کسی اور سے معلوم نہ ہو تو اس حدیث کو حجت (دلیل) نہیں بنایا جا سکے گا۔

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ نے احمد بن حسن سے امام احمد کا یہ قول باب ماجاء مِنْ كَمْ يُؤْتَى إِلَى الجمعة "جمعہ کے لیے کتنے فاصلے سے آیا جائے گا" کے تحت بھی بیان کیا ہے اور آخر میں فرمایا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس کے ساتھ یہ سلوک اس لیے کیا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو کوئی حیثیت نہیں دی اور اس کی سند کی وجہ سے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

ضعیف راویوں سے روایت

وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ عَنِ الضُّعَفَاءِ، وَبَيَّنُوا أَحْوَالَهُمْ لِلنَّاسِ.

بہت سے ائمہ نے ضعیف راویوں سے روایت بیان کی ہے اور لوگوں کے سامنے ان کے حالات کھول کر بیان کیے ہیں۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُنْذِرِ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: قَالَ لَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: اتَّقُوا الْكَلْبِيَّ، فَقِيلَ لَهُ: فَإِنَّكَ تَرْوِي عَنْهُ قَالَ: أَنَا أَعْرِفُ صِدْقَهُ مِنْ كَذِبِهِ.

ہمیں ابراہیم بن عبداللہ بن منذر باہلی نے یعلیٰ بن عبید کے واسطے سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں سفیان ثوری نے کہا: کلبی سے (روایت لینے سے) بچو، تو ان سے کہا گیا: آپ تو اس سے روایت لیتے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا: میں اس کے جھوٹ سے اس کا سچ پہچان لیتا ہوں۔

[قَالَ:] وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنِي عَفَّانُ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ: لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ اشْتَهَيْتُ كَلَامَهُ، فَتَتَبَّعْتُهُ عَنْ أَصْحَابِ الْحَسَنِ فَأَتَيْتُ بِهِ أَبَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ فَقَرَأَهُ عَلَيَّ كُلَّهُ عَنِ الْحَسَنِ، فَمَا أَسْتَحِلُّ أَنْ أَرْوِيَ عَنْهُ شَيْئًا.

مجھے امام محمد بن اسماعیل (بخاری) رحمہ اللہ نے اپنی سند سے ابوعوانہ سے خبر دی کہ جب سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ فوت ہو گئے تو مجھے ان کا کلام جمع کرنے کا شوق پیدا ہوا، چنانچہ میں نے ان کے شاگردوں سے اسے تلاش کیا۔ اور اسے لے کر ابان بن ابی عیاش کے پاس آیا تو اس نے وہ سارا کلام مجھے حسن سے سنا دیا، لہٰذا میں اس سے ایک بات بھی بیان کرنا جائز نہیں سمجھتا۔

فائدہ: ابوعوانہ کے نزدیک ابان بن ابی عیاش امام حسن بصری رحمہ اللہ سے سنے بغیر سب کچھ بیان کرتا تھا، اس لیے وہ قابل اعتماد نہیں کیونکہ سب شاگردوں کی سنی ہوئی باتیں وہ اکیلا نہیں سن سکتا تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رَوٰى عَنْ أَبَانَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ، وَإِنْ كَانَ فِيهِ مِنَ الضَّعْفِ وَالْغَفْلَةِ مَا وَصَفَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَغَيْرُهُ فَلَا يُغْتَرُّ بِرِوَايَةِ الثِّقَاتِ عَنِ النَّاسِ، لِأَنَّهُ يُرْوٰى عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيُحَدِّثُنِي فَمَا أَتَّهِمُهُ، وَلٰكِنْ أَتَّهِمُ مَنْ فَوْقَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابان بن ابی عیاش سے بہت سے ائمہ نے روایت بیان کی ہے اگرچہ اس کے اندر وہ ضعف اور غفلت موجود ہے جس کا تذکرہ ابوعوانہ اور دوسرے محدثین نے کیا ہے، اس لیے ثقہ راویوں کے، لوگوں سے روایت لے لینے سے دھوکا نہ کھانا، یعنی ثقہ راوی کا کسی سے روایت لینا اس شخص کے ثقہ ہونے کی دلیل نہیں کیونکہ امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے بیان کیا جاتا ہے، وہ فرماتے ہیں: ایک انسان مجھے حدیث سناتا ہے تو میں اسے مُتّہم نہیں سمجھتا لیکن میں اس سے اوپر والے راوی کو مُتّہم سمجھتا ہوں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ائمہ بعض دفعہ ضعیف راویوں سے روایت لے لیتے تھے۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ اس کے ضعف کو بیان کر سکیں یا وہ اس کی صحیح اور ضعیف روایات میں امتیاز کر لیتے تھے یا وہ روایت ثقہ راوی سے بھی منقول ہوتی تھی یا کوئی اور وجہ ہوتی تھی۔

وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْنُتُ فِي وِتْرِهِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

بہت سے راویوں نے ابراہیم نخعی کی سند سے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ اپنے وتر میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے کرتے تھے۔

وَرَوٰى أَبَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ،

اور ابان بن ابی عیاش، ابراہیم نخعی کی سند سے سیدنا

عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْنُتُ فِي وِتْرِهِ قَبْلَ الرُّكُوعِ. هٰكَذَا رَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبَانَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ.

اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنے وتر میں قنوت رکوع سے پہلے کرتے تھے۔ سفیان ثوری نے ابان بن ابی عیاش سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ أَبَانَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ هٰذَا. وَزَادَ فِيهِ، قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: وَأَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا بَاتَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَتِ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ فِي وِتْرِهِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

اور بعض راویوں نے ابان بن ابی عیاش سے اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری ماں نے مجھے بتایا کہ انھوں نے نبی ﷺ کے ہاں رات گزاری تو انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ نے اپنے وتر میں قنوت رکوع سے پہلے کیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَأَبَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَإِنْ كَانَ قَدْ وُصِفَ بِالْعِبَادَةِ وَالْاِجْتِهَادِ فَهٰذِهِ حَالُهُ فِي الْحَدِيثِ، وَالْقَوْمُ كَانُوا أَصْحَابَ حِفْظٍ، فَرُبَّ رَجُلٍ وَإِنْ كَانَ صَالِحًا لَا يُقِيمُ الشَّهَادَةَ وَلَا يَحْفَظُهَا، فَكُلُّ مَنْ كَانَ مُتَّهَمًا فِي الْحَدِيثِ بِالْكَذِبِ أَوْ كَانَ مُغَفَّلًا يُخْطِئُ الْكَثِيرَ، فَالَّذِي اخْتَارَهُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنَ الْأَئِمَّةِ أَنْ لَا يُشْتَغَلَ بِالرِّوَايَةِ عَنْهُ؛ أَلَا تَرٰى أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْمُبَارَكِ حَدَّثَ عَنْ قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَمْرُهُمْ تَرَكَ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابان بن ابی عیاش کو اگر چہ عبادت و اجتہاد سے متصف قرار دیا گیا ہے مگر حدیث میں اس کا یہ حال ہے، یعنی حدیث میں کمی بیشی کر لیتا ہے جبکہ ائمہ حفظ (یادداشت) کے مالک تھے (اور اس بات میں کسی نے اس کی متابعت نہیں کی۔) سو بسا اوقات آدمی اگر چہ نیک ہوتا ہے، وہ شہادت کو صحیح طور پر بیان نہیں کر سکتا اور نہ اسے یاد رکھتا ہے، اس لیے جس راوی پر حدیث میں جھوٹ بولنے کا الزام ہے یا غفلت کا شکار ہونے کے سبب وہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے تو اس کے بارے میں اکثر محدثین ائمہ نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ اس سے روایت بیان کرنے میں وقت ضائع نہ کیا جائے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کچھ اہل علم سے روایت بیان کی، پھر جب ان پر ان کی حقیقت کھلی تو انھوں نے ان سے روایت بیان کرنا چھوڑ دیا۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ جمہور محدثین کے نزدیک جس راوی پر جھوٹ بولنے کا الزام ہے یا وہ غفلت کا شکار ہے اور بہت غلطیاں کرتا ہے، اس سے روایت بیان کرنا درست نہیں۔ (شرح علل الترمذی، نور الدین عتر: 87/1 کا حاشیہ نمبر 6)

[أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ حِزَامٍ قَالَ: سَمِعْتُ صَالِحَ بْنَ

امام صاحب فرماتے ہیں: مجھے موسیٰ بن حزام نے بتایا

عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُقَاتِلٍ السَّمَرْقَنْدِيِّ، فَجَعَلَ يَرْوِي عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي شَدَّادٍ الْأَحَادِيثَ الطِّوَالَ الَّذِي كَانَ يَرْوِي فِي وَصِيَّةِ لُقْمَانَ وَقَتْلِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمَا أَشْبَهَ هٰذِهِ الْأَحَادِيثَ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ أَخِي أَبِي مُقَاتِلٍ: يَا عَمِّ! لَا تَقُلْ: حَدَّثَنَا عَوْنٌ فَإِنَّكَ لَمْ تَسْمَعْ هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ: قَالَ: يَا بُنَيَّ! هُوَ كَلَامٌ حَسَنٌ].

کہ میں نے صالح بن عبداللہ کو یہ کہتے سنا: ہم ابومقاتل سمرقندی کے پاس تھے تو وہ عون بن ابی شداد کے واسطے سے وہ لمبی روایات بیان کرنے لگا جو وہ لقمان کی وصیت، سعید بن جبیر کے قتل اور اس سے ملتی جلتی احادیث کی صورت میں بیان کرتا تھا۔ تو اسے ابومقاتل کے بھتیجے نے کہا: اے چچا! حدثنا عون نہ کہو کیونکہ آپ نے یہ احادیث سنی نہیں ہیں تو اس نے جواب دیا: اے پیارے بیٹے! یہ بہت اچھی باتیں ہیں۔

فائدہ: ابومقاتل حفص بن مسلم فزاری سمرقندی بھی ابان بن ابی عیاش کی طرح بڑا عبادت گزار اور نیک آدمی تھا لیکن احادیث یاد نہیں رکھ سکتا تھا، اس لیے بے اصل احادیث بیان کرتا تھا۔

جلیل القدر اہل علم کے سلسلے میں، جرح وتعدیل کے اختلاف کا سبب

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي قَوْمٍ مِّنْ أَجِلَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَضَعَّفُوهُمْ مِّنْ قِبَلِ حِفْظِهِمْ، وَوَثَّقَهُمْ آخَرُونَ مِنَ الْأَئِمَّةِ بِجَلَالَتِهِمْ وَصِدْقِهِمْ وَإِنْ كَانُوا قَدْ وَهِمُوا فِي بَعْضِ مَا رَوَوْا. وَقَدْ تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ فِي مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، ثُمَّ رَوَى عَنْهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض محدثین نے بعض جلیل القدر اہل علم پر جرح کی ہے اور انھیں ان کے حافظے کی کمزوری کے سبب ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دوسرے محدثین نے ان کی جلالت قدر اور صداقت کے باعث ان کی توثیق کی ہے اگرچہ انھیں بعض روایات کے بیان کے سلسلے میں وہم لاحق ہوا ہے۔ یحییٰ بن سعید القطان نے محمد بن عمرو پر جرح کی ہے پھر اس سے روایت بھی بیان کی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ فَقَالَ: تُرِيدُ الْعَفْوَ أَوْ تُشَدِّدُ؟ قُلْتُ: لَا، بَلْ أُشَدِّدُ. فَقَالَ: لَيْسَ هُوَ مِمَّنْ تُرِيدُ، كَانَ يَقُولُ: أَشْيَاخُنَا أَبُو سَلَمَةَ وَيَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ.

امام علی بن المدینی بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید سے محمد بن عمرو بن علقمہ کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے پوچھا: عفو و درگزر چاہتے ہو یا تشدد و سختی؟ میں نے کہا: بلکہ تشدید اور سختی کا خواہاں ہوں۔ انھوں نے کہا: تو جس قسم کا آپ چاہتے ہیں وہ ویسا نہیں، وہ کہا کرتا تھا: ہمارے شیوخ ابوسلمہ اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب ہیں۔

قَالَ يَحْيَى: وَسَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ فِيهِ نَحْوَ مَا قُلْتُ. قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ يَحْيَى:

یحییٰ کہتے ہیں: میں نے امام مالک بن انس سے محمد بن عمرو کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے اس کے بارے

وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو أَعْلٰى مِنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، وَهُوَ عِنْدِي فَوْقَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ. قَالَ عَلِيٌّ: فَقُلْتُ لِيَحْيٰى مَا رَأَيْتَ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ؟ قَالَ: لَوْ شِئْتُ أَنْ أُلَقِّنَهُ لَفَعَلْتُ. قَالَ: كَانَ يُلَقَّنُ؟ قَالَ: نَعَمْ.

میں میرے جیسی بات کہی۔ امام علی بن مدینی کہتے ہیں کہ یحییٰ نے کہا: محمد بن عمرو، سہیل بن ابی صالح سے بلند (بہتر) ہے اور وہ میرے نزدیک عبدالرحمٰن بن حرملہ سے اوپر ہے۔ علی کہتے ہیں: میں نے یحییٰ سے پوچھا، آپ نے عبدالرحمٰن بن حرملہ میں کیا عیب دیکھا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: اگر میں اسے لقمہ دینا چاہوں تو ایسا کر سکتا ہوں۔ میں نے پوچھا: اسے لقمہ دیا جاتا تھا؟ انھوں نے کہا: ہاں۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ ناقدین میں سے بعض متشدد اور سخت ہیں۔ وہ عفو و درگزر سے کام نہیں لیتے، اس لیے وہ ان ائمہ پر بھی جرح کرتے ہیں جو جلیل القدر ہیں اور دیانت وصداقت سے متصف ہیں لیکن حافظے کی کمزوری کے باعث وہم کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بقول حافظ ابن حجر: نقادرجال کے ہر طبقے میں، تشدید اور توسط و اعتدال موجود ہے۔ پہلے طبقے میں شعبہ اور سفیان ثوری ہیں اور شعبہ متشدد ہیں۔ دوسرے طبقے میں یحییٰ بن سعید القطان اور عبدالرحمٰن بن مہدی ہیں اور یحییٰ القطان متشدد ہیں۔ تیسرے طبقے میں یحییٰ بن معین اور احمد بن حنبل ہیں اور یحییٰ بن معین متشدد ہیں۔ چوتھے طبقے میں امام بخاری اور ابو حاتم ہیں اور ابوحاتم متشدد ہیں۔ (الکوکب: 472/4 کا حاشیہ نمبر1) اس طرح بعض دفعہ ایک راوی اپنے سے بہتر راوی کے مقابلے میں ضعیف ہوتا ہے اور اپنے سے کم تر کے مقابلے میں بہتر اور ثقہ، جس طرح یہاں یحییٰ القطان نے محمد بن عمرو کو عبدالرحمٰن بن حرملہ اور سہیل بن ابی صالح سے بہتر و برتر قرار دیا ہے اور اس پر جرح کے باوجود اس سے روایت بھی لی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الکوکب: 482/4 کا حاشیہ نمبر2) تلقین قبول کرنے کے معنی ہوتے ہیں کہ محدث لقمہ اور تصحیح بلا سوچے سمجھے قبول کر لے۔

قَالَ عَلِيٌّ: وَلَمْ يَرْوِ يَحْيٰى عَنْ شَرِيكٍ، وَلَا عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، وَلَا عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ صُبَيْحٍ، وَلَا عَنِ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ.

امام علی بن مدینی فرماتے ہیں: امام یحییٰ، شریک، ابوبکر بن عیاش، ربیع بن صبیح اور مبارک بن فضالہ سے روایت نہیں لیتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَإِنْ كَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ [الْقَطَّانُ] قَدْ تَرَكَ الرِّوَايَةَ عَنْ هٰؤُلَاءِ، فَلَمْ يَتْرُكِ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ أَنَّهُ اتَّهَمَهُمْ بِالْكَذِبِ وَلٰكِنَّهُ تَرَكَهُمْ لِحَالِ حِفْظِهِمْ. وَذُكِرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَأَى الرَّجُلَ يُحَدِّثُ عَنْ حِفْظِهِ مَرَّةً هٰكَذَا وَمَرَّةً هٰكَذَا، لَا يَثْبُتُ عَلٰى رِوَايَةٍ وَاحِدَةٍ تَرَكَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگرچہ یحییٰ بن سعید نے ان راویوں سے روایت بیان نہیں کی تو روایت بیان نہ کرنے کی وجہ یہ نہیں کہ وہ ان پر جھوٹ بولنے کا الزام لگاتے تھے بلکہ روایت اس لیے چھوڑی ہے کہ ان کا حافظہ کمزور تھا۔ یحییٰ بن سعید کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ کسی راوی کو دیکھتے کہ وہ اپنے حافظے سے روایت کبھی اس طرح بیان کرتا ہے اور کبھی دوسری طرح، وہ روایت کے ایک قسم کے الفاظ پر نہیں جمتا تو وہ

اسے چھوڑ دیتے۔

وَقَدْ حَدَّثَ عَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ تَرَكَهُمْ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَوَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُمْ مِّنَ الْأَئِمَّةِ.

یہ حضرات جن سے یحییٰ بن سعید القطان روایت بیان نہیں کرتے، ان سے عبداللہ بن مبارک، وکیع بن جراح، عبدالرحمٰن بن مہدی اور دوسرے ائمہ روایت لیتے ہیں۔

فائدہ: یہ حضرات ثقہ اور قابل اعتماد تھے لیکن حافظے کی کمزوری کی وجہ سے خطا (غلطی) اور وہم کا شکار ہو جاتے تھے۔ جب تک وہم اور خطا زیادہ نہ ہو روایت قابل قبول ہوگی لیکن جب وہم اور خطا بڑھ جائے تو پھر روایت قابل قبول نہ ہوگی۔ (تحفة الأحوذي: 340/10) بقول امام ابن رجب راویوں کی چار قسمیں ہیں: * جن پر جھوٹ بولنے کا الزام ہے۔ * غفلت اور سوئے حفظ کی بنا پر ان کی منکر روایات زیادہ ہیں۔ ان دونوں طبقات کی روایات قابل قبول نہیں۔ * صدق و ورع سے متصف ہیں، کبھی کبھار وہم کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ قابل اعتماد ہیں اور بالاتفاق قابل حجت ہیں۔ * صدق و ورع سے متصف ہیں، بہت وہم کا شکار ہوتے ہیں لیکن وہم غالب نہیں۔ یحییٰ بن سعید القطان ان سے روایت نہیں لیتے، لیکن اکثر محدثین مصنفین نے ان سے روایات بیان کی ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح علل الترمذي نور الدين عتر: 105/1 صبحي السامرائي)

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰكَذَا تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ وَحَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، وَأَشْبَاهِ هٰؤُلَاءِ مِنَ الْأَئِمَّةِ إِنَّمَا تَكَلَّمُوا فِيهِمْ مِّنْ قِبَلِ حِفْظِهِمْ فِي بَعْضِ مَا رَوَوْا، وَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُمُ الْأَئِمَّةُ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس طرح بعض محدثین نے سہیل بن ابی صالح، محمد بن اسحاق، حماد بن سلمہ، محمد بن عجلان اور ان جیسے دوسرے ائمہ پر اس لیے جرح کی ہے کہ وہ اپنی بعض روایات میں سوئے حفظ کا شکار ہو گئے تھے، اس کے باوجود ائمہ نے ان سے روایت لی ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: كُنَّا نَعُدُّ سُهَيْلَ ابْنَ أَبِي صَالِحٍ ثَبْتًا فِي الْحَدِيثِ.

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: ہم سہیل بن ابی صالح کو حدیث میں ثبت (ثقہ) شمار کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ ثِقَةً مَّأْمُونًا فِي الْحَدِيثِ.

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: محمد بن عجلان حدیث میں ثقہ، مامون (وہم وخطا سے محفوظ) ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَإِنَّمَا تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عِنْدَنَا فِي رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِاللهِ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یحییٰ بن سعید القطان نے محمد بن عجلان پر جرح صرف ان کی سعید مقبری سے روایات پر کی ہے۔ ہمیں ابوبکر نے علی بن عبد

قَالَ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ: أَحَادِيثُ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ: بَعْضُهَا سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَبَعْضُهَا سَعِيدٌ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَاخْتَلَطَتْ عَلَيَّ فَصَيَّرْتُهَا عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَإِنَّمَا تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عِنْدَنَا فِي ابْنِ عَجْلَانَ لِهٰذَا. وَقَدْ رَوٰى يَحْيَى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ الْكَثِيرَ.

اللہ (المدینی) کے واسطے سے یحییٰ بن سعید سے نقل کیا کہ محمد بن عجلان نے کہا: سعید مقبری کی بعض احادیث سعيد عن أبي هريرة ہیں اور بعض سعید، عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَة، یعنی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سعید کے درمیان ایک اور آدمی کے واسطے سے ہیں۔ یہ روایات مجھ پر خلط ملط ہو گئیں تو میں نے ساری سعيد عن أبي هريرة کر دیں (رَجُلٌ کا واسطہ چھوڑ دیا۔) ہمارے نزدیک یحییٰ بن سعید نے ابن عجلان پر جرح صرف محمد بن عجلان کے اس قول کے سبب کی ہے۔ حالانکہ یحییٰ نے ابن عجلان سے بہت روایات بیان کی ہیں۔

فائدہ: محمد بن عجلان مدنی سے شعبہ، مالک، یحییٰ القطان اور بہت سے لوگ روایت کرتے ہیں۔ امام ابن عیینہ، احمد اور ابن معین نے اس کی توثیق کی ہے اور امام مسلم نے اس کی حدیث دوسرے راوی کی متابعت سے بیان کی ہے۔ بعض ائمہ نے اس کے حفظ پر جرح کی ہے۔ (شرح العلل، دكتور عتر: 123/1)

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰكَذَا مَنْ تَكَلَّمَ فِي ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، إِنَّمَا تَكَلَّمَ فِيهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: رَوٰى شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ أَخِيهِ عِيسٰى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْعُطَاسِ. قَالَ يَحْيٰى: ثُمَّ لَقِيتُ ابْنَ أَبِي لَيْلٰى، فَحَدَّثَنَا عَنْ أَخِيهِ عِيسٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسی طرح جس نے ابن ابی لیلیٰ پر جرح کی ہے اس نے بس ان پر جرح ان کے حافظے (کی کمزوری) کے سبب کی ہے۔ امام علی بن مدینی یحییٰ بن سعید القطان سے بیان کرتے ہیں: شعبہ نے ابن ابی لیلیٰ سے روایت بیان کی، وہ اپنے بھائی عیسیٰ سے، وہ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے وہ ابوایوب سے، نبی ﷺ سے چھینک کے بارے میں روایت بیان کرتے ہیں۔ امام یحییٰ بیان کرتے ہیں: پھر میں ابن ابی لیلیٰ سے ملا تو انھوں نے یہ روایت اس سند سے ابوایوب کی بجائے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بیان کی۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى نَحْوُ هٰذَا غَيْرُ شَيْءٍ، كَانَ يَرْوِي الشَّيْءَ مَرَّةً هٰكَذَا وَمَرَّةً هٰكَذَا، يَعْنِي الْإِسْنَادَ وَإِنَّمَا جَاءَ هٰذَا مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ، لِأَنَّ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ سے اس طرح کئی احادیث مروی ہیں۔ وہ کبھی ایک حدیث ایک طرح بیان کرتے اور کبھی اور طرح بیان کرتے۔ اسناد میں

أَكْثَرَ مَنْ مَضَى مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ كَانُوا لَا يَكْتُبُونَ، وَمَنْ كَتَبَ مِنْهُمْ إِنَّمَا كَانَ يَكْتُبُ لَهُمْ بَعْدَ السَّمَاعِ.

تبدیلی کر ڈالتے۔ اور یہ چیز (تغیر و تبدیلی) ان کے حافظے (کی کمزوری) کے سبب ہے کیونکہ گزشتہ ادوار میں اکثر اہل علم لکھتے نہیں تھے اور ان میں سے جو لکھتا تھا وہ بھی سننے کے بعد لکھتا تھا۔

وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: ابْنُ أَبِي لَيْلَى لَا يُحْتَجُّ بِهِ.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ قابل حجت نہیں۔

فائدہ: ابن ابی لیلیٰ سے مراد کوفے کے قاضی محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہیں جو ایک جلیل القدر فقیہ تھے اور بہت سی روایات بیان کرتے ہیں۔ ان پر عمداً جھوٹ بولنے کا الزام نہیں ہے لیکن ان کا حافظہ بہت کمزور تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح العلل ...ص: 103 (الصبحي السامرائي) 131/2، 132 دکتور نور الدين عتر)

وَكَذٰلِكَ مَنْ تَكَلَّمَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ لَهِيعَةَ وَغَيْرِهِمَا، إِنَّمَا تَكَلَّمُوا فِيهِمْ مِّنْ قِبَلِ حِفْظِهِمْ وَكَثْرَةِ خَطَئِهِمْ. وَقَدْ رَوٰى عَنْهُمْ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ، فَإِذَا انْفَرَدَ أَحَدٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ بِحَدِيثٍ وَلَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ لَمْ يُحْتَجَّ بِهِ، كَمَا قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: ابْنُ أَبِي لَيْلَى لَا يُحْتَجُّ بِهِ، إِنَّمَا عَنٰى إِذَا تَفَرَّدَ بِالشَّيْءِ، وَأَشَدُّ مَا يَكُونُ هٰذَا إِذَا لَمْ يَحْفَظِ الْإِسْنَادَ، فَزَادَ فِي الْإِسْنَادِ أَوْ نَقَصَ أَوْ غَيَّرَ الْإِسْنَادَ أَوْ جَاءَ بِمَا يَتَغَيَّرُ فِيهِ الْمَعْنٰى.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسی طرح جن اہل علم نے مجالد بن سعید اور عبد اللہ بن لہیعہ وغیرہ پر جرح کی ہے، ان پر جرح کا سبب بھی بس ان کے حافظے کی کمزوری اور کثرت لغزش ہے۔ اور ان سے کئی ائمہ نے روایت بیان کی ہے۔ سو جب ایسے راویوں میں سے کوئی کسی حدیث کے بیان کرنے میں اکیلا ہو اور اس کی (دوسرے راوی سے) متابعت نہ ہو تو اس کی روایت قابل حجت نہ ہوگی جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ابن ابی لیلیٰ قابل حجت نہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ جب وہ حدیث بیان کرنے میں منفرد (اکیلا) ہو۔ اور اس صورت میں شدید ضعف اس وقت ہوگا جب اسے سند یاد نہ ہو یا سند میں اضافہ یا کمی کر دے یا سند کو بدل دے یا ایسی صورت اختیار کرے جس سے معنی بدل جائے۔

فائدہ: مجالد بن سعید ہمدانی کوفی، حافظ نہیں ہے اور اسے بہت سے ائمہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (شرح العلل نور الدين عتر: 135/2، 136، صجي سامرائي ص: 104-106) ابن لہیعہ جو مصر کا قاضی تھا، وہ کثیر الاضطراب ہے۔ اس کی توثیق اور جرح کے سلسلے میں ائمہ میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک آغاز میں اس کی احادیث جبکہ اس کی کتب جلی نہیں تھیں، صحیح تھیں۔ بعض کے نزدیک وہ عمر بھر ضعیف تھا۔ (شرح العلل، نور الدين عتر: 137/1-139، صجي سامرائي، ص: 104-106)

فَأَمَّا مَنْ أَقَامَ الْإِسْنَادَ وَحَفِظَهُ وَغَيَّرَ اللَّفْظَ فَإِنَّ هٰذَا وَاسِعٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا لَمْ يَتَغَيَّرِ الْمَعْنٰى.

(امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) اگر راوی اسناد کو درست اور یاد رکھتا ہے اور (متن کے) الفاظ تبدیل کر دیتا ہے تو اہل علم کے نزدیک اس کی وسعت و گنجائش ہے جبکہ معنی تبدیل نہ ہوں۔

فائدہ: جمہور سلف و خلف اور ائمہ اربعہ کے نزدیک روایت بالمعنیٰ جائز ہے جبکہ الفاظ کی تبدیلی سے معنی نہ بدل جائیں۔ صحابہ اور سلف سے ایک ہی واقعہ کئی کئی الفاظ سے منقول ہے بلکہ خود قرآن مجید میں ایک ہی واقعہ مختلف مقامات پر مختلف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح العلل، نور الدين عتر: 1/147-52، صجبي سامرائي، ص: 109-111)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ: إِذَا حَدَّثْنَاكُمْ عَلَى الْمَعْنٰى فَحَسْبُكُمْ.

امام صاحب اپنے استاد محمد بن بشار کی سند سے سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ''جب ہم تم سے روایت بالمعنیٰ کر دیں تو تمھارے لیے یہی کافی ہے۔''

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: كُنْتُ أَسْمَعُ الْحَدِيثَ مِنْ عَشَرَةٍ اللَّفْظُ مُخْتَلِفٌ وَالْمَعْنٰى وَاحِدٌ.

امام صاحب اپنے استاد یحییٰ بن موسیٰ کی سند سے امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں ایک حدیث دس شیوخ سے سنتا تھا، الفاظ مختلف ہوتے تھے اور معنی ایک ہی ہوتا تھا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ: كَانَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَالْحَسَنُ وَالشَّعْبِيُّ يَأْتُونَ بِالْحَدِيثِ عَلَى الْمَعَانِي وَكَانَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ وَرَجَاءُ بْنُ حَيْوَةَ يُعِيدُونَ الْحَدِيثَ عَلٰى حُرُوفِهِ.

امام صاحب اپنے استاد احمد بن منیع کی سند سے، ابن عون کا قول بیان کرتے ہیں: ابراہیم نخعی، حسن اور شعبی روایت بالمعنیٰ بیان کرتے تھے۔ قاسم بن محمد، محمد بن سیرین اور رجاء بن حیوہ حدیث انھی حروف میں دہراتے، یعنی حدیث کے الفاظ نہ بدلتے تھے۔

نوٹ: شرح العلل میں لفظ یعیدون (دہرانا) کی جگہ یقیدون (ضبط کرنا) ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ: إِنَّكَ تُحَدِّثُنَا بِالْحَدِيثِ ثُمَّ تُحَدِّثُنَا بِهِ عَلٰى غَيْرِ مَا حَدَّثْتَنَا. قَالَ: عَلَيْكَ بِالسَّمَاعِ الْأَوَّلِ.

عاصم احول کہتے ہیں: میں نے ابو عثمان نہدی سے کہا: آپ ہمیں ایک حدیث بیان کرتے ہیں، پھر وہی حدیث بیان کرتے ہیں تو ہمیں اور الفاظ میں سناتے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا: تم پہلے سماع کی پابندی کرو۔

فائدہ: روایت بالمعنی اگرچہ جائز ہے لیکن الفاظ کی پابندی کرنا بہتر ہے۔ شیخ چونکہ پہلی دفعہ عموماً روایت باللفظ بیان کرتا ہے، یعنی الفاظ کی پابندی کرتا ہے، اس لیے ان کا اہتمام کرنا بہتر ہے۔

حَدَّثَنَا الْجَارُودُ. حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ صُبَيْحٍ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: إِذَا أَصَبْتَ الْمَعْنٰى أَجْزَأَكَ.

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب تم صحیح معنی ادا کر دو تو تمھارے لیے یہی کافی ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَيْفٍ - هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: أَنْقِصْ مِنَ الْحَدِيثِ إِنْ شِئْتَ، وَلَا تَزِدْ فِيهِ.

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر چاہے تو حدیث میں کمی کر دے اور اس میں اضافہ نہ کر۔

فائدہ: حدیث میں اختصار بشرطیکہ اس سے معنی میں تبدیلی نہ ہو، جائز ہے۔ (تحفة الأحوذي: 345/10)

حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ حُبَابٍ عَنْ رَجُلٍ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ فَقَالَ: إِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي أُحَدِّثُكُمْ كَمَا سَمِعْتُ فَلَا تُصَدِّقُونِي، إِنَّمَا هُوَ الْمَعْنٰى.

زید بن حُباب ایک آدمی کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تشریف لائے اور فرمایا: اگر میں تمھیں یہ کہوں کہ میں حدیث انھی الفاظ میں بیان کرتا ہوں جن میں میں نے سنی ہے تو میری تصدیق نہ کرنا، بس معانی ہی بیان کرتا ہوں۔

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: إِنْ لَمْ يَكُنِ الْمَعْنٰى وَاسِعًا فَقَدْ هَلَكَ النَّاسُ.

حسین بن حریث بیان کرتے ہیں کہ میں نے وکیع کو فرماتے ہوئے سنا: اگر روایت بالمعنی کی گنجائش اور وسعت نہ ہو تو لوگ ہلاک ہو گئے (کیونکہ اس سے لوگ بے شمار احادیث سے محروم ہو جائیں گے، اس لیے کہ ہر ایک کے لیے الفاظ کا اہتمام یا التزام ممکن نہیں۔)

حفظ و اتقان میں اہل علم میں تفاوت اور برتری

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَإِنَّمَا تَفَاضَلَ أَهْلُ الْعِلْمِ بِالْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ وَالتَّثَبُّتِ عِنْدَ السَّمَاعِ مَعَ أَنَّهُ لَمْ يَسْلَمْ مِّنَ الْخَطَإِ وَالْغَلَطِ كَثِيرُ أَحَدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ مَعَ حِفْظِهِمْ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بس اہل علم کو سماع کے وقت حفظ، اتقان اور تثبت (تحقیق) میں ایک دوسرے پر فضیلت و برتری حاصل ہے جبکہ بڑے بڑے ائمہ میں سے بھی اکثر حفظ کے باوجود خطا اور غلطی سے محفوظ نہیں رہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ

عمارہ بن قعقاع بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابراہیم نخعی نے

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ قَالَ: قَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ: إِذَا حَدَّثْتَنِي فَحَدِّثْنِي عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، فَإِنَّهُ حَدَّثَنِي مَرَّةً بِحَدِيثٍ ثُمَّ سَأَلْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِسِنِينَ فَمَا أَخْرَمَ مِنْهُ حَرْفًا.

کہا: جب تم مجھے حدیث سناؤ تو مجھے ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے حدیث سناؤ کیونکہ اس نے مجھے ایک دفعہ حدیث سنائی، پھر میں نے کئی سال بعد ان سے وہ حدیث پوچھی تو انھوں نے اس میں ایک حرف کی بھی کمی نہ کی (پہلے کی طرح انھی الفاظ میں بیان کر دی)۔

حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: قُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ مَا لِسَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ أَتَمَّ حَدِيثًا مِّنْكَ؟ قَالَ: لِأَنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ.

منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے کہا: کیا وجہ ہے کہ سالم بن ابی جعد، آپ سے زیادہ مکمل حدیث بیان کرتا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: کیونکہ وہ لکھ لیتا ہے۔

فائدہ: جب استاد سے سنتے وقت حدیث لکھ لی جائے تو اسے دوبارہ، سہ بارہ دیکھ لینا ممکن ہوتا ہے۔ اس طرح استاد کے الفاظ کو یاد رکھا جا سکتا ہے۔ اگر لکھا نہ جائے تو پھر ان الفاظ کو دوبارہ، سہ بارہ دیکھنا ممکن نہیں ہوتا، اس طرح الفاظ میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ الفاظ کی پابندی کی جائے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ: إِنِّي لَأُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ فَمَا أَدَعُ مِنْهُ حَرْفًا.

عبدالملک بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں تو اس میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑتا۔

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: قَالَ قَتَادَةُ: مَا سَمِعَتْ أُذُنَايَ شَيْئًا قَطُّ إِلَّا وَعَاهُ قَلْبِي.

معمر، قتادہ کا قول بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میرے کان جب کوئی حدیث کبھی سن لیتے ہیں تو میرا دل اسے یاد کر لیتا ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَنَصَّ لِلْحَدِيثِ مِنَ الزُّهْرِيِّ.

عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام زہری رحمہ اللہ سے بڑھ کر کوئی شخص حدیث کے الفاظ کی پابندی کرنے والا نہیں دیکھا۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: قَالَ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ: مَا عَلِمْتُ أَحَدًا كَانَ أَعْلَمَ بِحَدِيثِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعْدَ الزُّهْرِيِّ مِنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ.

ایوب سختیانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام زہری رحمہ اللہ کے بعد یحییٰ بن ابی کثیر سے بڑھ کر اہل مدینہ کی احادیث کا عالم نہیں دیکھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ

حماد بن زید بیان کرتے ہیں: ابن عون (ابن سیرین

حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَوْنٍ يُحَدِّثُ فَإِذَا حَدَّثْتُهُ عَنْ أَيُّوبَ بِخِلَافِهِ، تَرَكَهُ، فَأَقُولُ: قَدْ سَمِعْتَهُ، فَيَقُولُ: إِنَّ أَيُّوبَ كَانَ أَعْلَمَنَا بِحَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ.

سے) حدیث بیان کرتے، پھر جب میں انھیں ایوب سے اس کے خلاف حدیث سناتا تو وہ اپنی حدیث چھوڑ دیتے۔ تب میں کہتا: آپ تو براہ راست (ابن سیرین سے) سن چکے ہیں (تو پھر کیوں چھوڑتے ہیں؟) تو وہ جواب دیتے: ایوب، ہم سے بڑھ کر امام محمد بن سیرین کی روایات جانتا ہے (اس لیے کہ وہ ہم سے زیادہ الفاظ کی پابندی کرتا ہے۔)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قُلْتُ لِيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ: أَيُّهُمَا أَثْبَتُ: هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ أَمْ مِسْعَرٌ؟ قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ مِسْعَرٍ، كَانَ مِسْعَرٌ مِنْ أَثْبَتِ النَّاسِ.

امام علی بن عبد اللہ (المدینی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے پوچھا: دونوں میں سے زیادہ ثبت کون ہے، ہشام دستوائی یا مسعر؟ انھوں نے جواب دیا: میں نے مسعر جیسا شخص نہیں دیکھا۔ مسعر سب سے بڑھ کر ثقہ لوگوں میں سے تھا۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ [قَالَ]: حَدَّثَنِي أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ: مَا خَالَفَنِي شُعْبَةُ فِي شَيْءٍ إِلَّا تَرَكْتُهُ.

حماد بن زید کہتے تھے: شعبہ نے میری جس حدیث میں مخالفت کی، میں نے اسے چھوڑ دیا۔

قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَحَدَّثَنِي أَبُو الْوَلِيدِ. قَالَ: قَالَ لِي حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: إِنْ أَرَدْتَ الْحَدِيثَ فَعَلَيْكَ بِشُعْبَةَ.

ابو الولید کہتے ہیں کہ مجھے حماد بن سلمہ نے کہا: اگر حدیث چاہتے ہو تو شعبہ کو لازم پکڑو (کیونکہ وہ انتہائی ثقہ اور الفاظ کا اہتمام کرنے والے تھے۔)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: قَالَ شُعْبَةُ: مَا رَوَيْتُ عَنْ رَجُلٍ حَدِيثًا وَاحِدًا إِلَّا أَتَيْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ مَرَّةٍ، وَالَّذِي رَوَيْتُ عَنْهُ عَشَرَةَ أَحَادِيثَ أَتَيْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ عَشَرَةٍ، وَالَّذِي رَوَيْتُ عَنْهُ خَمْسِينَ حَدِيثًا أَتَيْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسِينَ مَرَّةً، وَالَّذِي رَوَيْتُ عَنْهُ مِائَةً أَتَيْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ، إِلَّا حَيَّانَ الْكُوفِيَّ الْبَارِقِيَّ فَإِنِّي سَمِعْتُ مِنْهُ هٰذِهِ الْأَحَادِيثَ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ قَدْ مَاتَ.

شعبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جس استاد سے بھی ایک حدیث بیان کی ہے تو میں اس کی خدمت میں ایک سے زائد دفعہ حاضر ہوا۔ میں نے جس شیخ سے دس احادیث بیان کی ہیں، میں اس کے پاس دس دفعہ سے زائد بار حاضر ہوا ہوں۔ اور میں نے جس سے پچاس احادیث بیان کی ہیں، میں اس کے پاس پچاس سے زائد دفعہ گیا ہوں۔ اور میں نے جس سے سو احادیث بیان کی ہیں، میں اس کی خدمت میں سو بار سے زیادہ گیا ہوں، سوائے حیان کوفی بارقی کے کیونکہ میں نے اس سے یہ احادیث سنی ہیں، پھر

دوبارہ ان کے پاس گیا تو وہ وفات پا چکے تھے۔

فائدہ: جلیل القدر ائمہ احادیث کی تحقیق و تفتیش اور ان میں پختگی اور اتقان کی خاطر، اپنے اساتذہ سے بار بار وہ روایات سننے کی کوشش کرتے تھے تاکہ الفاظ کا اہتمام ہو سکے اور معانی میں تبدیلی پیدا نہ ہو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ: شُعْبَةُ، أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْحَدِيثِ.

امام سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام شعبہ، حدیث میں امیر المومنین ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ شُعْبَةَ وَلَا يَعْدِلُهُ أَحَدٌ عِنْدِي، وَإِذَا خَالَفَهُ سُفْيَانُ أَخَذْتُ بِقَوْلِ سُفْيَانَ. قَالَ عَلِيٌّ: قُلْتُ لِيَحْيَى: أَيُّهُمَا أَحْفَظُ لِلْأَحَادِيثِ الطِّوَالِ: سُفْيَانُ أَوْ شُعْبَةُ؟ قَالَ: كَانَ شُعْبَةُ أَمَرَّ فِيهَا. قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: وَكَانَ شُعْبَةُ أَعْلَمَ بِالرِّجَالِ: فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ، وَكَانَ سُفْيَانُ صَاحِبَ الْأَبْوَابِ.

امام یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں: میرے نزدیک شعبہ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں اور نہ میرے نزدیک ان کا کوئی ہم پلہ ہے اور جب سفیان ان کی مخالفت کریں تو میں سفیان کی حدیث لیتا ہوں (کیونکہ شعبہ کے اپنے قول کے مطابق سفیان ثوری ان سے بڑھ کر حافظ تھے۔) امام علی (ابن المدینی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے یحییٰ سے پوچھا: لمبی احادیث دونوں میں سے کون زیادہ یاد رکھتا تھا: سفیان یا شعبہ؟ انھوں نے جواب دیا: شعبہ انھیں بہت تیز پڑھتے تھے (کیونکہ وہ انھیں خوب یاد رکھتے تھے۔) یحییٰ فرماتے ہیں: شعبہ رجال سے زیادہ آگاہ تھے اور سفیان ابواب کے ماہر تھے، یعنی فقہی مسائل اور معانی سے زیادہ آگاہ تھے۔

[حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ: الْأَئِمَّةُ فِي الْأَحَادِيثِ أَرْبَعَةٌ: سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَالْأَوْزَاعِيُّ، وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ].

امام عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں کہ ائمہ حدیث چار ہیں: سفیان ثوری، مالک، اوزاعی، اور حماد بن زید رحمہم اللہ۔

حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: قَالَ شُعْبَةُ: سُفْيَانُ أَحْفَظُ مِنِّي، مَا حَدَّثَنِي سُفْيَانُ عَنْ شَيْخٍ بِشَيْءٍ فَسَأَلْتُهُ إِلَّا وَجَدْتُهُ كَمَا حَدَّثَنِي، سَمِعْتُ إِسْحٰقَ بْنَ مُوسَى الْأَنْصَارِيَّ

وکیع بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے کہا: سفیان ثوری مجھ سے بڑھ کر حافظ ہیں۔ سفیان نے جب مجھے کسی شیخ سے حدیث بیان کی اور میں نے اس شیخ سے پوچھا تو اسے اسی طرح پایا جیسے مجھے سفیان نے سنایا تھا۔ معن بن عیسیٰ

قَالَ: سَمِعْتُ مَعْنَ بْنَ عِيسَى [الْقَزَّازَ]، يَقُولُ: كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ يُشَدِّدُ فِي حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْيَاءِ وَالتَّاءِ وَنَحْوِهٰذَا.

القزاز بیان کرتے ہیں: امام مالک بن انس رحمہ اللہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں یاء، تاء اور ان جیسے حروف میں بھی سختی کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① یہ قول شرح العلل میں موجود ہے۔ (دکتور نور الدين عتر: 156/1، صبحي السامرائي، ص: 113 سنن الترمذي صدقي جميل عطار: 70/1) ② حروف أَتَيْنَ (أ. ت. ي. ن) سے صیغوں میں فرق پڑ جاتا ہے، اس لیے امام مالک رحمہ اللہ صیغوں میں بھی تبدیلی نہیں کرتے تھے تاکہ غائب، حاضر اور متکلم باہم بدل نہ جائیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ قُرَيْمٍ الْأَنْصَارِيُّ قَاضِي الْمَدِينَةِ قَالَ: مَرَّ مَالِكُ ابْنُ أَنَسٍ عَلٰى أَبِي حَازِمٍ وَهُوَ جَالِسٌ يُحَدِّثُ فَجَازَهُ، فَقِيلَ لَهُ: لِمَ لَمْ تَجْلِسْ؟ فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَجِدْ مَوْضِعًا أَجْلِسُ فِيهِ، وَكَرِهْتُ أَنْ آخُذَ حَدِيثَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَا قَائِمٌ.

مدینے کے قاضی ابراہیم بن عبداللہ بن قُریم انصاری بیان کرتے ہیں کہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ ابو حازم کے پاس سے گزرے جبکہ وہ بیٹھے احادیث بیان کر رہے تھے تو وہ آگے چلے گئے۔ ان سے پوچھا گیا: آپ (سننے کے لیے) کیوں نہیں بیٹھے؟ تو انھوں نے جواب دیا: مجھے بیٹھنے کے لیے جگہ نہیں ملی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کھڑے کھڑے سننا اچھا نہیں سمجھا۔

فائدہ: کھڑے کھڑے سننے میں ذہن پراگندہ اور منتشر رہتا ہے، طبیعت میں یکسوئی پیدا نہیں ہوتی۔ اور یہ مجلس کے وقار کے بھی منافی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ مجلس حدیث میں سکون اور وقار کا بہت اہتمام کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ.

امام یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں: مالک بن انس کی سعید بن مسیب سے روایت مجھے سفیان ثوری کی ابراہیم نخعی کی روایت سے زیادہ محبوب ہے۔

قَالَ يَحْيٰى: مَا فِي الْقَوْمِ أَحَدٌ أَصَحَّ حَدِيثًا مِّنْ مَّالِكِ بْنِ أَنَسٍ، كَانَ مَالِكٌ إِمَامًا فِي الْحَدِيثِ. سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ بِعَيْنَيَّ مِثْلَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ.

امام یحییٰ بیان کرتے ہیں: محدثین میں مالک بن انس سے بڑھ کر کسی کی احادیث صحیح نہیں۔ امام مالک حدیث میں امام ہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے یحییٰ بن سعید القطان جیسا شخص نہیں دیکھا۔

وَسُئِلَ أَحْمَدُ [بْنُ حَنْبَلٍ] عَنْ وَكِيعٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، فَقَالَ أَحْمَدُ: وَكِيعٌ أَكْبَرُ فِي الْقَلْبِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ إِمَامٌ. سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ

امام احمد بن حنبل سے وکیع اور عبدالرحمٰن بن مہدی کے بارے میں پوچھا گیا تو امام احمد نے فرمایا: وکیع کا مقام دل میں بڑا ہے، یعنی حفظ میں وہ بڑھ کر ہے اور عبدالرحمٰن امام

عَمْرِو بْنِ نَبْهَانَ بْنِ صَفْوَانَ الثَّقَفِيَّ الْبَصْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ يَقُولُ: لَوْ حَلَفْتُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ لَحَلَفْتُ إِنِّي لَمْ أَرَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ.

ہے۔علی بن مدینی فرماتے ہیں: اگر میں رکن (حجر اسود) اور مقام (ابراہیم) کے درمیان قسم کھاؤں تو یہ قسم کھاؤں گا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَالْكَلَامُ فِي هٰذَا وَالرِّوَايَةُ عَنْ أَهْلِ الْعِلْمِ تَكْثُرُ. وَإِنَّمَا بَيَّنَّا شَيْئًا مِّنْهُ عَلَى الْاِخْتِصَارِ لِيُسْتَدَلَّ بِهِ عَلٰى مَنَازِلِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَتَفَاضُلِ بَعْضِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ، وَمَنْ تُكُلِّمَ فِيهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: لِأَيِّ شَيْءٍ تُكُلِّمَ فِيهِ؟

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سلسلے میں اہل علم کا کلام اور روایت بہت زیادہ ہے۔ہم نے اس میں سے چند چیزیں بطور اختصار بیان کر دی ہیں تا کہ اس سے اہل علم کے مراتب اور حفظ و اتقان میں ایک دوسرے پر فضیلت پر استدلال ہو سکے اور یہ جانا جا سکے کہ جن اہل علم پر جرح کی گئی ہے تو اس جرح کا سبب اور وجہ کیا ہے۔

روایت حدیث اور اسے بیان کرنے کے اصول وقوانین

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَالْقِرَاءَةُ عَلَى الْعَالِمِ إِذَا كَانَ يَحْفَظُ مَا يُقْرَأُ عَلَيْهِ أَوْ يُمْسِكُ أَصْلَهُ فِيمَا يُقْرَأُ عَلَيْهِ إِذَا لَمْ يَحْفَظْ هُوَ صَحِيحٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِثْلَ السَّمَاعِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عالم ومحدث کے سامنے قراءت کرنا، جبکہ جو احادیث اسے سنائی جا رہی ہیں، اسے یاد ہیں یا اگر یاد نہیں تو جس نسخے سے سنائی جا رہی ہیں وہ اسے پکڑے ہوئے ہے، یہ اہل حدیث (محدثین) کے نزدیک (استاد سے) سننے کی طرح صحیح ہے۔

فائدہ: احادیث بیان کرنے کی دو صورتیں ہیں: ① شاگرد پڑھے اور استاد سنے۔اسے قراءت علی الشیخ کہتے ہیں۔② استاد پڑھے اور شاگرد سنے۔اسے سماع من الشیخ کہتے ہیں۔اس سلسلے میں علماء کے تین قول ہیں: ① امام مالک، علمائے مدینہ وحجاز اور کوفے کے اکثر اہل علم اور امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک قراءت اور سماع دونوں کا درجہ برابر ہے۔② جمہور اہل مشرق کے نزدیک سماع راجح ہے۔③ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قراءت علی الشیخ راجح ہے۔ابن ابی ذئب اور دوسرے بہت سے ائمہ سے بھی یہ منقول ہے۔اصل چیز الفاظ اور حدیث کی عبارت کی تصحیح اور ضبط کا مسئلہ ہے، یہ جس صورت میں زیادہ ہو وہی بہتر ہے۔

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: قَرَأْتُ عَلٰى عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ فَقُلْتُ لَهُ: كَيْفَ أَقُولُ؟ فَقَالَ: قُلْ:

ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح کے سامنے قراءت کی تو میں نے ان سے پوچھا: میں کیسے بیان کروں؟ تو انھوں نے جواب دیا: تم کہو: حدثنا

حَدَّثَنَا. (اس نے ہمیں بیان کیا)۔

فائدہ: یعنی جس طرح قراءت علی الشیخ کرنے والا، أخبرني اور أخبرنا کہتا ہے اسی طرح حدثني اور حدثنا بھی کہہ سکتا ہے کیونکہ قراءت اور سماع کا درجہ برابر ہے۔

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِي عِصْمَةَ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ نَفَرًا قَدِمُوا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ مِّنْ أَهْلِ الطَّائِفِ بِكِتَابٍ مِّنْ كُتُبِهِ، فَجَعَلَ يَقْرَأُ عَلَيْهِمْ فَيُقَدِّمُ وَيُؤَخِّرُ، فَقَالَ: إِنِّي بَلِهْتُ لِهٰذِهِ الْمُصِيبَةِ فَاقْرَءُوا عَلَيَّ، فَإِنَّ إِقْرَارِي بِهِ كَقِرَاءَتِي عَلَيْكُمْ.

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ اہل طائف کا ایک گروہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ان کی کتابوں میں سے ایک کتاب لے کر آیا اور وہ ان (ابن عباس رضی اللہ عنہما) کو سنانے لگے، جس میں تقدیم و تاخیر (آگے پیچھے) کرنے لگے تو انھوں نے فرمایا: میں اس مصیبت و تکلیف (بینائی کے چلے جانے) کی وجہ سے (صحیح طور پر) پڑھنے سے عاجز ہوں، لہٰذا تم مجھے سناؤ کیونکہ میرا تمھاری قراءت کا اقرار و اعتراف، میرے تمھیں سنانے کی طرح ہے۔

فائدہ: استاد و شیخ کا شاگرد کی قراءت کو سن لینا اور اختتام پر زبان سے اس کا اقرار کرنا یا خاموش رہنا اور اس پر اعتراض نہ کرنا، گویا شاگرد کو سنانا ہے۔

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ [بْنُ نَصْرٍ]: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ ابْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ: إِذَا نَاوَلَ الرَّجُلُ كِتَابَهُ آخَرَ فَقَالَ: ارْوِ هٰذَا عَنِّي فَلَهُ أَنْ يَرْوِيَهُ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: سَأَلْتُ أَبَا عَاصِمٍ النَّبِيلَ عَنْ حَدِيثٍ فَقَالَ: اقْرَأْ عَلَيَّ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَقْرَأَ هُوَ، فَقَالَ: أَأَنْتَ لَا تُجِيزُ الْقِرَاءَةَ؟ وَقَدْ كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ يُجِيزَانِ الْقِرَاءَةَ.

منصور بن معتمر بیان کرتے ہیں کہ جب ایک آدمی اپنی (مسموع) کتاب دوسرے آدمی کو دے دیتا ہے اور اس سے کہتا ہے: اسے میری سند سے بیان کرو تو وہ اسے بیان کر سکتا ہے۔ میں نے امام محمد بن اسماعیل (بخاری) رحمہ اللہ سے سنا، انھوں نے فرمایا: میں نے ابو عاصم نبیل سے درخواست کی کہ وہ مجھے حدیث سنائیں، انھوں نے فرمایا: آپ میرے سامنے قراءت کریں۔ میں نے چاہا کہ وہ خود قراءت فرمائیں۔ اس پر انھوں نے کہا: کیا آپ قراءت (علی الشیخ) کو جائز قرار نہیں دیتے؟ سفیان ثوری اور مالک بن انس تو قراءت (علی الشیخ) کی اجازت دیتے تھے۔

حدثني اور حدثنا، أخبرني اور أخبرنا میں فرق و امتیاز

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

عبداللہ بن وہب فرماتے ہیں: جب میں حدثنا کہوں

سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ الْمِصْرِيُّ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ: مَا قُلْتُ: حَدَّثَنَا، فَهُوَ مَا سَمِعْتُ مَعَ النَّاسِ، وَمَا قُلْتُ: حَدَّثَنِي، فَهُوَ مَا سَمِعْتُ وَحْدِي، وَمَا قُلْتُ: أَخْبَرَنَا. فَهُوَ مَا قُرِئَ عَلَى الْعَالِمِ وَأَنَا شَاهِدٌ، وَمَا قُلْتُ: أَخْبَرَنِي، فَهُوَ مَا قَرَأْتُ عَلَى الْعَالِمِ يَعْنِي وَأَنَا وَحْدِي. وَسَمِعْتُ أَبَا مُوسٰى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنّٰى يَقُولُ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ يَقُولُ: حَدَّثَنَا وَأَخْبَرَنَا وَاحِدٌ.

تو اس کا مقصد یہ ہے کہ میں نے اسے دوسرے لوگوں (ساتھیوں) کے ساتھ سنا ہے اور جب میں حدثني کہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے میں نے اکیلے سنا ہے۔ اور جب میں أخبرنا کہوں تو اس کی قراءت استاد کے سامنے میری موجودگی میں کی گئی ہے اور جب میں کہوں أخبرني تو اس کی قراءت محدث (عالم) کے سامنے، اکیلے میں نے کی ہے۔

فائدہ: بعض ائمہ قراءت علی الشیخ، جسے ''عرض'' کا نام بھی دیا جاتا ہے، اسے بیان کرتے وقت، أخبرني اور أخبرنا کہتے ہیں اور استاد سے سماع (سماع من الشیخ) کی صورت میں حدثني اور حدثنا کہتے ہیں۔ امام ابن جریج، اوزاعی، شافعی، ابن وہب اور جمہور اہل مشرق کا نظریہ یہی ہے۔ امام مسلم بھی اسی کے قائل ہیں لیکن امام زہری، مالک، ابن عیینہ، یحییٰ القطان اور اکثر اہل حجاز، اہل کوفہ اور اہل مغرب کے نزدیک دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں، ہر صورت میں حدثني، حدثنا، أخبرني، أخبرنا کہنا جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 355/10، شرح العلل تحقیق دكتور نور الدين: 254/1-260، صبحي السامرائي، ص: 162-165)

وَسَمِعْتُ أَبَا مُوسٰى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنّٰى يَقُولُ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ يَقُولُ: حَدَّثَنَا وَأَخْبَرَنَا وَاحِدٌ.

امام یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں: حدثنا اور أخبرنا، ایک ہی ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَكُنَّا عِنْدَ أَبِي مُصْعَبٍ الْمَدَنِيِّ فَقُرِئَ عَلَيْهِ بَعْضُ حَدِيثِهِ، [فَقُلْتُ] لَهُ: كَيْفَ نَقُولُ؟ فَقَالَ: قُلْ: حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم ابو مصعب مدنی کی خدمت میں حاضر تھے تو ان کے سامنے ان کی بعض احادیث کی قراءت کی گئی تو میں نے ان سے پوچھا: ہم اسے کس صیغے سے بیان کریں؟ تو انھوں نے جواب دیا: کہو: حدثنا أبو مصعب.

اجازت کی صورت میں روایت بیان کرنا

قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَقَدْ أَجَازَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْإِجَازَةَ: إِذَا أَجَازَ الْعَالِمُ [لِأَحَدٍ] أَنْ يَرْوِيَ عَنْهُ

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض اہل علم نے اجازت کی صورت میں، حدیث کی روایت کو جائز قرار دیا

لِأَحَدٍ شَيْئًا مِّنْ حَدِيثِهِ [فَلَهُ] أَنْ يَرْوِيَ عَنْهُ. حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُدَيْرٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ قَالَ: كَتَبْتُ كِتَابًا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ: أَرْوِيهِ عَنْكَ؟ قَالَ: نَعَمْ.

ہے۔ جب عالم کسی کو اپنی روایات، دوسروں کے سامنے بیان کرنے کی اجازت دے دیتا ہے تو وہ اس کی سند سے روایت بیان کرسکتا ہے۔ بشیر بن نہیک بیان کرتے ہیں: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک کتاب تحریر کی (ان کی احادیث لکھیں) تو میں نے عرض کیا: میں انھیں آپ کی طرف سے بیان کروں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ [الْوَاسِطِيُّ] عَنْ عَوْفٍ الْأَعْرَابِيِّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِّلْحَسَنِ: عِنْدِي بَعْضُ حَدِيثِكَ أَرْوِيهِ عَنْكَ؟ قَالَ: نَعَمْ.

عوف اعرابی بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے امام حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا: میرے پاس آپ کی بعض احادیث ہیں تو کیا میں انھیں آپ سے روایت کرسکتا ہوں؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ إِنَّمَا يُعْرَفُ بِمَحْبُوبِ بْنِ الْحَسَنِ، وَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (عوف اعرابی سے بیان کرنے والا) محمد بن حسن، محبوب بن حسن کے نام سے معروف ہے اور اس سے بہت سے ائمہ نے روایت بیان کی ہے۔

حَدَّثَنَا الْجَارُودُ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَتَيْتُ الزُّهْرِيَّ بِكِتَابٍ، فَقُلْتُ لَهُ: هٰذَا مِنْ حَدِيثِكَ، أَرْوِيهِ عَنْكَ؟ قَالَ: نَعَمْ.

عبید اللہ بن عمر (عمری) بیان کرتے ہیں: میں زہری کی خدمت میں ایک کتاب لے کر حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا: یہ آپ کی احادیث ہیں، کیا میں انھیں آپ سے بیان کرسکتا ہوں؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: جَاءَ ابْنُ جُرَيْجٍ إِلَى هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِكِتَابٍ فَقَالَ: هٰذَا حَدِيثُكَ أَرْوِيهِ عَنْكَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ يَحْيَى: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَعْجَبُ أَمْرًا. وَقَالَ عَلِيٌّ: سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ، فَقَالَ: ضَعِيفٌ، فَقُلْتُ: إِنَّهُ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي، فَقَالَ: لَا شَيْءَ، إِنَّمَا هُوَ كِتَابٌ دَفَعَهُ إِلَيْهِ.

امام یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ ابن جریج، ہشام بن عروہ کے پاس ایک کتاب لے کر آیا اور عرض کیا: یہ آپ کی احادیث ہیں، کیا میں آپ سے روایت کرسکتا ہوں؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔ یحییٰ کہتے ہیں: میں نے دل میں کہا: میں نہیں جانتا ان دونوں (قراءت اور اجازت) میں سے کون سا معاملہ زیادہ پسندیدہ ہے۔ علی (ابن مدینی) کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید سے ابن جریج کی عطاء خراسانی سے روایت کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں

نے کہا: ضعیف ہے۔ میں نے کہا: وہ تو کہتے ہیں: أخبرني.
انھوں نے جواب دیا: اس کی کچھ حقیقت نہیں۔ وہ تو عطاء
خراسانی نے کتاب اس کے حوالے کی تھی۔

فائدہ: اگر کوئی شاگرد یا اہل علم، کسی محدث کی احادیث لکھ کر اسے پیش کرے کہ یہ آپ کی بیان کردہ احادیث میں نے لکھ لی ہیں، کیا میں انھیں آپ کی سند سے بیان کر سکتا ہوں؟ اور وہ اجازت دے دے تو وہ ان روایات کو بیان کر سکتا ہے۔ اور اگر کوئی استاد اپنی کتاب کسی شاگرد یا اہل علم کے حوالے کرتا ہے اور اس کے بیان کرنے کی اجازت نہیں دیتا، اسے مناولہ بلا اجازت کہا جاتا ہے جو بقول امام یحییٰ بن سعید، معتبر نہیں۔ اجازت کی تفصیلات کے لیے اصول حدیث کی کتب دیکھیے۔

مرسل روایات کا حکم

قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَالْحَدِيثُ إِذَا كَانَ مُرْسَلًا فَإِنَّهُ لَا يَصِحُّ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْحَدِيثِ، قَدْ ضَعَّفَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ، مِّنْهُمْ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث جب مرسل ہو تو اکثر محدثین کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ اسے بہت سے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ چند ایک یہ ہیں:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ قَالَ: سَمِعَ الزُّهْرِيُّ إِسْحٰقَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: فَقَالَ الزُّهْرِيُّ: قَاتَلَكَ اللهُ يَا ابْنَ أَبِي فَرْوَةَ، تَجِيئُنَا بِأَحَادِيثَ لَيْسَتْ لَهَا خُطُمٌ وَّلَا أَزِمَّةٌ.

عتبہ بن ابی حکیم بیان کرتے ہیں کہ امام زہری نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ کو کہتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام زہری نے اسے کہا: اے ابن ابی فروہ! اللہ تجھے تباہ و برباد کرے! تم ہمارے پاس ایسی روایات لاتے ہو جن کی نہ نکیل ہے اور نہ مہار، یعنی سند ہی نہیں جس پر اعتماد ہو سکے۔

لغوی تشریح: خِطَام: نکیل۔ أَزِمَّة: مہار۔

فائدہ: مرسل: وہ روایت ہے جسے کوئی تابعی بڑا ہو یا چھوٹا، رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرے، یعنی اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کا واسطہ ذکر کیے بغیر، براہ راست رسول اکرم ﷺ سے بیان کرے۔ اب معلوم نہیں حذف شدہ واسطہ صحابی ہے یا تابعی ہے اور وہ ایک تابعی ہے یا زائد ہیں کیونکہ بعض دفعہ تابعی اور صحابی کے درمیان کئی تابعی آ جاتے ہیں۔ اور وہ ایک یا زائد تابعی معلوم نہیں ثقہ ہیں یا غیر ثقہ؟ یہ بات تتبع اور استقرا سے ثابت ہے کہ بعض دفعہ تابعی اور صحابی کے درمیان پانچ، چھ تابعی آ جاتے ہیں۔ (تحفة الأحوذي: 359/10) بعض دفعہ متقدمین مرسل کا لفظ منقطع، جس کی سند سے راوی کہیں سے گرا ہو، پر بول دیتے تھے۔ بقول خطیب بغدادی فقہاء اور اصولیوں کا نظریہ یہی ہے۔ (الكفاية، ص: 384) اور امام ترمذی رحمہ اللہ کا عمل بھی اسی پر ہے۔ (الموازنة بين الصحيحين والجامع الترمذي، ص: 199-201)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: مُرْسَلَاتُ مُجَاهِدٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مُرْسَلَاتِ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ بِكَثِيرٍ، كَانَ عَطَاءٌ يَأْخُذُ عَنْ كُلِّ ضَرْبٍ. قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ يَحْيَى: مُرْسَلَاتُ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مُرْسَلَاتِ عَطَاءٍ.

امام یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں: مجاہد کی مرسل روایات ہمیں عطاء بن ابی رباح کی مرسل روایات سے زیادہ محبوب ہیں کیونکہ عطاء ہر قسم کے لوگوں سے روایات لے لیتے تھے۔ امام علی (ابن المدینی) بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ فرماتے ہیں: سعید بن جبیر کی مرسل روایات ہمیں عطاء کی مرسل روایات سے زیادہ پسند ہیں۔

قُلْتُ لِيَحْيَى: مُرْسَلَاتُ مُجَاهِدٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ مُرْسَلَاتُ طَاوُسٍ؟ قَالَ: مَا أَقْرَبَهُمَا. قَالَ عَلِيٌّ: وَسَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: مُرْسَلَاتُ أَبِي إِسْحَاقَ عِنْدِي شِبْهُ لَا شَيْءٍ، وَالْأَعْمَشُ وَالتَّيْمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ. وَمُرْسَلَاتُ ابْنِ عُيَيْنَةَ شِبْهُ الرِّيحِ. ثُمَّ قَالَ: إِي وَاللهِ! وَسُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ.

میں نے یحییٰ سے پوچھا: آپ کو مجاہد کی مرسل روایات زیادہ محبوب ہیں یا طاؤس کی؟ انھوں نے فرمایا: دونوں انتہائی قریب ہیں۔ امام علی فرماتے ہیں: میں نے یحییٰ کو یہ فرماتے سنا: میرے نزدیک ابو اسحاق کی مرسلات تقریباً ضعیف ہیں۔ ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہی صورت اعمش، تیمی، اور یحییٰ بن ابی کثیر کی مرسلات کی ہے۔ اور ابن عیینہ کی روایات ہوا کے مشابہ ہیں، یعنی ضعیف ہیں۔ پھر فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم! اور سفیان بن سعید (ثوری) کی مرسلات بھی ایسی ہی ہیں۔

قُلْتُ لِيَحْيَى: فَمُرْسَلَاتُ مَالِكٍ؟ قَالَ: هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ. ثُمَّ قَالَ يَحْيَى: لَيْسَ فِي الْقَوْمِ أَحَدٌ أَصَحُّ حَدِيثًا مِّنْ مَالِكٍ.

میں نے یحییٰ سے پوچھا: تو امام مالک کی مرسلات؟ انھوں نے جواب دیا: وہ مجھے بہت محبوب ہیں۔ پھر فرمایا: راویوں میں امام مالک سے زیادہ صحیح احادیث کسی کی نہیں۔

حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ يَقُولُ: مَا قَالَ الْحَسَنُ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا وَجَدْنَا لَهُ أَصْلًا إِلَّا حَدِيثًا أَوْ حَدِيثَيْنِ.

سوار بن عبداللہ عنبری کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید کو فرماتے ہوئے سنا: امام حسن بصری جب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ایک دو حدیثوں کے سوا، ان کی ہمیں اصل (بنیاد) مل گئی، یعنی وہ متصل ثابت ہو گئیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سب مراسیل کا درجہ برابر نہیں، بعض مراسیل زیادہ ضعیف ہیں اور بعض کم کیونکہ بعض محدثین ہر قسم کے راویوں سے روایت لے لیتے تھے اور رجال میں امتیاز نہیں کرتے تھے۔ ابو اسحاق، عطاء، اعمش، تیمی، یحییٰ بن ابی کثیر، ثوری اور ابن عیینہ اس کی مثالیں ہیں۔ اور بعض حضرات راویوں کی جانچ پرکھ کرکے ان سے روایت لیتے تھے، اس لیے ان کی مراسیل میں ضعف کم ہے۔ امام مجاہد، طاؤس، سعید بن مسیب، اس قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح العلل

تحقيق دكتور عتر: 1/281-293، سامرائي: 175-180)

قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَمَنْ ضَعَّفَ الْمُرْسَلَ فَإِنَّهُ ضَعَّفَهُ مِنْ قِبَلِ أَنَّ هٰؤُلَاءِ الْأَئِمَّةَ قَدْ حَدَّثُوا عَنِ الثِّقَاتِ وَغَيْرِ الثِّقَاتِ، فَإِذَا رَوٰى أَحَدُهُمْ حَدِيثًا وَأَرْسَلَهُ لَعَلَّهُ أَخَذَهُ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ. قَدْ تَكَلَّمَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ فِي مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ ثُمَّ رَوٰى عَنْهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جن حضرات نے مرسل کو ضعیف قرار دیا ہے، انھوں نے ضعیف اس وجہ سے قرار دیا ہے کہ ان ائمہ نے ثقات اور غیر ثقات دونوں قسم کے راویوں سے روایات بیان کی ہیں، اس لیے جب ان میں سے کوئی مرسل روایت بیان کرتا ہے تو ممکن ہے کہ اس نے وہ روایت غیر ثقہ راوی سے لی ہو۔ امام حسن بصری نے معبد جہنی پر جرح کی ہے، پھر اس سے روایت بھی لیتے ہیں۔

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنَا أَبِي وَعَمِّي قَالَا: سَمِعْنَا الْحَسَنَ يَقُولُ: إِيَّاكُمْ وَمَعْبَدَ الْجُهَنِيَّ فَإِنَّهُ ضَالٌّ مُضِلٌّ.

مرحوم بن عبد العزیز عطار بیان کرتے ہیں: ہمیں میرے باپ اور چچا نے بتایا کہ ہم نے حسن بصری کو یہ کہتے ہوئے سنا: تم معبد جہنی سے بچو کیونکہ وہ خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَيُرْوٰى عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ وَكَانَ كَذَّابًا [وَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ، وَأَكْثَرُ الْفَرَائِضِ الَّتِي تَرْوُنَهَا عَنْ عَلِيٍّ وَغَيْرِهِ هِيَ عَنْهُ. وَقَدْ قَالَ الشَّعْبِيُّ: الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ عَلَّمَنِي الْفَرَائِضَ وَكَانَ مِنْ أَفْرَضِ النَّاسِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام شعبی سے مروی ہے کہ ہمیں حارث اعور نے حدیث سنائی اور وہ بہت بڑا جھوٹا (کذاب) تھا۔ اس کے باوجود وہ اس کی روایت بیان کرتے ہیں۔ فرائض کے بارے میں شعبی کی اکثر روایات جو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرات سے بیان کرتے ہیں، وہ اسی (حارث اعور) سے ہیں۔ شعبی کا یہ قول بھی ہے: فرائض کا علم مجھے حارث نے سکھایا اور وہ علم فرائض کا سب لوگوں سے بڑھ کر علم رکھتا تھا۔

[قَالَ]: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشَّارٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ: أَلَا تَعْجَبُونَ مِنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، لَقَدْ تَرَكْتُ لِجَابِرٍ الْجُعْفِيِّ بِقَوْلِهِ - لَمَّا حَكٰى عَنْهُ - أَكْثَرَ مِنْ أَلْفِ حَدِيثٍ ثُمَّ هُوَ يُحَدِّثُ عَنْهُ!

امام صاحب فرماتے ہیں: میں نے محمد بن بشار کو یہ کہتے سنا، وہ فرماتے تھے: میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کو یہ کہتے سنا ہے: کیا تم سفیان بن عیینہ پر تعجب نہیں کرو گے کہ میں نے تو ان کے جابر جعفی کے بارے میں یہ کہنے پر کہ وہ رجعت پر ایمان رکھتا ہے، اس کی ایک ہزار سے زائد روایات چھوڑ دیں لیکن وہ خود اس سے روایت بیان کرتے

ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: وَتَرَكَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدِيثَ جَابِرِ الْجُعْفِيِّ.

محمد بن بشار بیان کرتے ہیں: عبدالرحمٰن بن مہدی نے جابر جعفی کی روایات چھوڑ دی تھیں۔

وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْمُرْسَلِ أَيْضًا.

امام صاحب فرماتے ہیں: بعض اہل علم نے مرسل روایت کو قابل حجت قرار دیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ قَالَ: قُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ: أَسْنِدْ لِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: إِذَا حَدَّثْتُكَ [عَنْ رَجُلٍ]، عَنْ عَبْدِ اللهِ فَهُوَ الَّذِي سَمِعْتُ وَإِذَا قُلْتُ: قَالَ عَبْدُ اللهِ فَهُوَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ.

سلیمان اعمش بیان کرتے ہیں: میں نے ابراہیم نخعی سے کہا: مجھے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت لینے کی سند بتائیں۔ انھوں نے جواب دیا: جب میں تمھیں کسی راوی کے واسطے سے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت سناؤں تو وہ میں نے ایک واسطے سے سنی ہوتی ہے اور جب میں یہ کہوں: سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو وہ میں کئی راویوں کے ذریعے سے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہوں۔

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ کے بقول مرسل روایت کے بارے میں اہل علم کے دو قول ہیں۔ ① یہ روایت صحیح نہیں ہے، یعنی قابل حجت نہیں اور اکثر محدثین کا یہی قول ہے۔ اور امام مسلم کے بقول مرسل محدثین کے نزدیک حجت نہیں۔ (منة المنعم: 51/1) ② مرسل روایات حجت ہیں۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا موقف یہی ہے۔ اور بقول ابن رجب امام احمد کا صحیح قول یہی ہے۔ بقول امام ابوداود سجستانی سفیان ثوری، مالک بن انس اور اوزاعی کا نظریہ یہی ہے۔ امام شافعی نے مرسل پر جرح کی ہے اور ان کی متابعت امام احمد وغیرہ نے کی ہے لیکن بقول امام ابوداود جب مرسل روایت مسند روایت کے منافی نہ ہو یا مسند روایت موجود نہ ہو تو مرسل حجت ہے لیکن وہ قوت میں مسند کے ہم پلہ نہیں۔ لیکن بقول ابن رجب محدثین اور فقہاء کے کلام میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ محدثین سند کے منقطع ہونے کی بنا پر کہتے ہیں کہ مرسل صحیح نہیں اور فقہاء سند کی بجائے مرسل حدیث کے معنی کا لحاظ رکھتے ہیں اور مرسل روایت کچھ شروط اور قرائن کی صورت میں قابل استدلال قرار دیتے ہیں۔ شروط و قرائن کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح العلل السامرائي، ص: 183-185، دكتور عتر: 301/1-304)

رجال (راویوں) کی تضعیف و توثیق میں اختلاف ہے

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَقَدِ اخْتَلَفَ الْأَئِمَّةُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَضْعِيفِ الرِّجَالِ كَمَا اخْتَلَفُوا فِيمَا سِوٰى

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم ائمہ کا راویوں کو ضعیف قرار دینے کے سلسلے میں اس طرح اختلاف ہے جس

ذٰلِكَ مِنَ الْعِلْمِ. ذُكِرَ عَنْ شُعْبَةَ أَنَّهُ ضَعَّفَ أَبَا الزُّبَيْرِ الْمَكِّيَّ وَعَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ وَحَكِيمَ بْنَ جُبَيْرٍ وَتَرَكَ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ، ثُمَّ حَدَّثَ شُعْبَةُ عَمَّنْ هُوَ دُونَ هٰؤُلَاءِ فِي الْحِفْظِ وَالْعَدَالَةِ. حَدَّثَ عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ مُسْلِمٍ الْهَجَرِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ الْعَرْزَمِيِّ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِّمَّنْ يُضَعَّفُونَ فِي الْحَدِيثِ.

طرح دوسرے علوم میں اختلاف ہے۔ شعبہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے ابوزبیر مکی، عبدالملک بن ابی سلیمان اور حکیم بن جبیر کو ضعیف قرار دیا اور ان سے روایت بیان کرنا چھوڑ دیا۔ پھر شعبہ نے ان لوگوں سے روایت بیان کی جو حفظ اور اتقان میں ان سے کم تر تھے۔ انھوں نے جابر جعفی، ابراہیم بن مسلم ہجری، محمد بن عبید اللہ عرزمی اور بہت سے دوسرے راویوں سے روایت بیان کی ہے جو حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیے گئے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نَبْهَانَ بْنِ صَفْوَانَ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: قُلْتُ لِشُعْبَةَ: تَدَعُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ وَتُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ الْعَرْزَمِيِّ؟ قَالَ: نَعَمْ.

امیہ بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے شعبہ سے پوچھا: آپ عبدالملک بن ابی سلیمان کو چھوڑتے ہیں اور محمد بن عبداللہ عرزمی سے روایت بیان کرتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَقَدْ كَانَ شُعْبَةُ حَدَّثَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ ثُمَّ تَرَكَهُ، وَيُقَالُ: إِنَّمَا تَرَكَهُ لَمَّا تَفَرَّدَ بِالْحَدِيثِ الَّذِي رَوٰى عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الرَّجُلُ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ يُنْتَظَرُ بِهِ وَإِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ طَرِيقُهُمَا وَاحِدًا».

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شعبہ، عبدالملک بن ابی سلیمان سے روایت بیان کرتے تھے، پھر اسے چھوڑ دیا اور چھوڑنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ وہ اس روایت کے بیان کرنے میں متفرد (اکیلا) ہے جو عطاء بن ابی رباح، سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے واسطے سے نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "انسان اپنے حق شفعہ کا زیادہ حق دار ہے۔ اس کا انتظار کیا جائے گا اگرچہ غائب ہو، جبکہ دونوں کا راستہ ایک ہو۔"

فائدہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت یہ ہے "نبی ﷺ نے حق شفعہ کا فیصلہ ہر اس مال میں قرار دیا جو مشترکہ ہو (تقسیم نہ ہوا ہو۔) جب حد بندی ہو جائے (تقسیم ہو جائے) اور راستے بدل جائیں تو حق شفعہ نہیں رہتا۔" دیکھیے: (صحيح البخاري، الشفعة، حديث: 2257)

وَقَدْ ثَبَّتَ [عَنْ] غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ وَحَدَّثُوا عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ وَحَكِيمِ ابْنِ جُبَيْرٍ.

اور بہت سے ائمہ نے ان حضرات کو ثبت (ثقہ) قرار دیا ہے اور انھوں نے ابوزبیر، عبدالملک بن ابی سلیمان اور حکیم بن جبیر سے روایات بیان کی ہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ وَابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَذَاكَرْنَا حَدِيثَهُ وَكَانَ أَبُو الزُّبَيْرِ أَحْفَظَنَا لِلْحَدِيثِ.

عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں: جب ہم سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی مجلس سے نکلتے تو ان کی احادیث کا باہمی مذاکرہ کرتے اور ابو زبیر کو ہم سب سے زیادہ حدیث یاد ہوتی تھی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: كَانَ عَطَاءٌ يُقَدِّمُنِي إِلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَحْفَظُ لَهُمُ الْحَدِيثَ.

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابوزبیر نے بتایا: عطاء مجھے آگے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجتے، میں ان کے لیے حدیث یاد کرتا (عطاء مجھے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس آگے کرتے۔)

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ وَأَبُو الزُّبَيْرِ وَأَبُو الزُّبَيْرِ، قَالَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ يَقْبِضُهَا.

امام سفیان کہتے ہیں: میں نے ایوب سختیانی کو یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے ابوزبیر نے حدیث سنائی ہے اور ابوزبیر، ابو زبیر ہی ہے۔ سفیان نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے اسے بند کر لیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: إِنَّمَا يَعْنِي بِهِ الْإِتْقَانَ وَالْحِفْظَ وَيُرْوَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يَقُولُ: كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ مِيزَانًا فِي الْعِلْمِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اتقان و حفظ میں مستحکم و مضبوط ہے۔ امام عبداللہ بن مبارک سے بیان کیا جاتا ہے: وہ بیان کرتے تھے کہ سفیان ثوری فرماتے تھے: عبد الملک بن ابی سلیمان علم کی میزان (ترازو، کسوٹی) ہے، یعنی ثقہ و ثبت ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ: تَرَكَهُ شُعْبَةُ مِنْ أَجْلِ هٰذَا الْحَدِيثِ الَّذِي رَوَاهُ فِي الصَّدَقَةِ يَعْنِي حَدِيثَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُمُوشًا فِي وَجْهِهِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا يُغْنِيهِ؟ قَالَ: «خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ».

امام علی بن عبداللہ (المدینی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے حکیم بن جبیر کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا: شعبہ نے اسے، اس حدیث کی بنا پر چھوڑ دیا ہے جو وہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صدقے کے بارے میں بیان کرتا تھا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے لوگوں سے اس حال میں مانگا کہ اس کے پاس بقدر ضرورت (بے نیاز کرنے والا) مال موجود ہے تو قیامت کے دن یہ سوال اس کے چہرے پر زخموں کی صورت میں ہو گا۔'' آپ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کتنا مال اس

کے لیے کفایت کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پچاس درہم یا اس کے بقدر سونا۔''

قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ يَحْيٰى: وَقَدْ حَدَّثَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَزَائِدَةُ. قَالَ عَلِيٌّ: وَلَمْ يَرَ يَحْيٰى بِحَدِيثِهِ بَأْسًا.

امام علی (ابن المدینی) فرماتے ہیں: حکیم بن جبیر سے سفیان ثوری اور زائدہ روایت بیان کرتے ہیں۔ امام علی کہتے ہیں: یحییٰ اس (حکیم) کی حدیث میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ بِحَدِيثِ الصَّدَقَةِ. قَالَ يَحْيَى بْنُ آدَمَ: فَقَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ عُثْمَانَ صَاحِبُ شُعْبَةَ لِسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ: لَوْ غَيْرُ حَكِيمٍ حَدَّثَ بِهٰذَا، فَقَالَ لَهُ سُفْيَانُ: وَمَا لِحَكِيمٍ لَا يُحَدِّثُ عَنْهُ شُعْبَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: سَمِعْتُ زُبَيْدًا يُحَدِّثُ بِهٰذَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ.

محمود بن غیلان بیان کرتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن آدم نے سفیان ثوری کے واسطے سے حکیم بن جبیر کی صدقے کے بارے میں روایت بیان کی اور یحییٰ بن آدم نے بتایا کہ اس پر شعبہ کے شاگرد عبداللہ بن عثمان نے سفیان ثوری سے کہا: اے کاش! یہ حدیث حکیم کے سوا کوئی اور بیان کرتا تو سفیان نے اسے کہا: حکیم کو کیا ہوا ہے؟ (کیا اس لیے کہ) شعبہ اس سے روایت بیان نہیں کرتا؟ اس نے کہا: ہاں۔ تو سفیان ثوری نے کہا: میں نے یہ حدیث زبید کو محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید سے بیان کرتے سنا، یعنی حکیم اس کے بیان کرنے میں منفرد اور اکیلا نہیں۔

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ ائمۂ جرح وتعدیل میں راویوں کی جرح وتعدیل میں اختلاف پایا جاتا ہے، اس لیے ایسی صورت میں ان کی روایات کا جائزہ لینا ہوگا اور ان کے حالات کی جانچ پڑتال کے بعد، ان کی روایات کو صحیح یا ضعیف قرار دیا جائے گا اور دیکھا جائے گا کہ وہ ثقہ ہے یا ضعیف ہے۔

امام ترمذی کے نزدیک احادیث کی تقسیم اور اس سلسلے میں ان کی اصطلاحات اور حسن حدیث کی تعریف

قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَمَا ذَكَرْنَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ، فَإِنَّمَا أَرَدْنَا بِهِ حُسْنَ إِسْنَادِهِ عِنْدَنَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کتاب میں ہم نے جہاں حَدِيثٌ حَسَنٌ کہا تو اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس کی سند ہمارے نزدیک حسن ہے۔

كُلُّ حَدِيثٍ يُرْوٰى لَا يَكُونُ فِي إِسْنَادِهِ مَنْ يُتَّهَمُ بِالْكَذِبِ وَلَا يَكُونُ الْحَدِيثُ شَاذًّا وَيُرْوٰى مِنْ غَيْرِ

ہر وہ حدیث جو اس صورت میں بیان کی گئی ہے کہ اس کی سند میں ایسا راوی نہیں جس پر جھوٹ بولنے کا الزام ہے

وَجْهٍ نَحْوُ ذٰلِكَ فَهُوَ عِنْدَنَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

اور وہ شاذ بھی نہیں اور ایک سے زائد سندوں سے اسی طرح بیان کی گئی ہے تو وہ ہمارے نزدیک حسن ہے۔

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ کے نزدیک حسن کی یہ تعریف صرف اس حسن حدیث کی ہے جہاں امام صاحب صرف اتنا فرماتے ہیں ھذا حدیث حسن لیکن جہاں حسن غریب فرماتے ہیں یا حسن صحیح فرماتے ہیں، یعنی حسن کے ساتھ اور لفظ بھی استعمال کرتے ہیں وہاں حسن کی یہ تعریف صادق نہیں آئے گی۔

حدیثٌ غریبٌ

وَمَا ذَكَرْنَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ: حَدِيثٌ غَرِيبٌ؛ فَإِنَّ أَهْلَ الْحَدِيثِ يَسْتَغْرِبُونَ الْحَدِيثَ لِمَعَانٍ. رُبَّ حَدِيثٍ يَكُونُ غَرِيبًا لَا يُرْوٰى إِلَّا مِنْ وَجْهٍ وَاحِدٍ مِّثْلُ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْعُشَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَمَا تَكُونُ الذَّكَاةُ إِلَّا فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ؟ فَقَالَ: «لَوْ طَعَنْتَ فِي فَخِذِهَا أَجْزَأَ عَنْكَ»، فَهٰذَا حَدِيثٌ تَفَرَّدَ بِهِ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْعُشَرَاءِ، وَلَا يُعْرَفُ لِأَبِي الْعُشَرَاءِ [عَنْ أَبِيهِ] إِلَّا هٰذَا الْحَدِيثُ وَإِنْ كَانَ هٰذَا الْحَدِيثُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مَشْهُورًا.

اور جہاں اس کتاب میں ہم نے حدیثٌ غریب کہا ہے تو محدثین حدیث کو غریب کئی وجوہ اور اعتبار سے کہتے ہیں: (۱) بعض دفعہ غریب اس لیے ہوتی ہے کہ وہ صرف ایک سند سے مروی ہوتی ہے، مثلاً: حماد بن سلمہ کی ابو العشراء سے حدیث ہے جسے وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ذبح کرنے کا تعلق صرف حلق اور لبہ ہی سے ہے؟ آپ نے فرمایا ''اگر تم اس کی ران میں نیزہ مار دو (اور خون نکل جائے) تو تیرے لیے کافی ہے'' تو یہ حدیث ایسی ہے جسے ابو العشراء سے بیان کرنے میں حماد بن سلمہ متفرد (اکیلا) ہے اور ابو العشراء اپنے باپ سے صرف یہی حدیث بیان کرتا ہے۔ اگرچہ یہ حدیث اہل علم کے ہاں مشہور (جانی پہچانی) ہے۔

وَإِنَّمَا اشْتُهِرَ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ، يَعْنِي وَرُبَّ رَجُلٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ فَيَشْتَهِرُ الْحَدِيثُ لِكَثْرَةِ مَنْ رُّوِيَ عَنْهُ مِثْلَ مَا رَوٰى عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

اور یہ مشہور بس حماد بن سلمہ ہی سے ہوئی ہے۔ ہم اسے صرف حماد بن سلمہ سے جانتے ہیں۔ اور ائمۂ حدیث سے بعض راوی ایسے ہیں جو ایسی حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ حدیث صرف اسی سے جانی جاتی ہے، پھر یہ حدیث اس کے شاگردوں کی کثرت کی وجہ سے اس سے پھیل جاتی ہے، مثلاً: عبد اللہ بن دینار سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ولاء کے بیچنے اور اس کے ہبہ

کرنے سے منع فرمایا۔

[وَهٰذَا حَدِيثٌ] لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، رَوَاهُ عَنْهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَشُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ.

یہ حدیث ایسی ہے کہ اسے صرف عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں اور عبداللہ بن دینار سے عبید اللہ بن عمر، شعبہ، سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن عیینہ اور بہت سے ائمہ نے بیان کی ہے۔

وَرَوَى يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَّافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَوَهِمَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ. وَالصَّحِيحُ هُوَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، هٰكَذَا رَوَى عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

اور یحییٰ بن سلیم نے یہ حدیث عبید اللہ بن عمر کے واسطے سے نافع کے ذریعے سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کی ہے۔ اور یہ یحییٰ بن سلیم کا وہم ہے۔ صحیح یہی ہے کہ عبید اللہ بن عمر، عبد اللہ بن دینار کے واسطے سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتا ہے۔ اسے عبدالوہاب ثقفی اور عبداللہ بن نمیر نے اسی طرح عبیداللہ بن عمر کے واسطے سے عبد اللہ بن دینار کے ذریعے سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے۔

وَرَوَى الْمُؤَمَّلُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ شُعْبَةَ فَقَالَ شُعْبَةُ: لَوَدِدْتُّ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ دِينَارٍ أَذِنَ لِي حَتّٰى كُنْتُ أَقُومُ إِلَيْهِ فَأُقَبِّلُ رَأْسَهُ.

مؤمل نے یہ حدیث شعبہ سے بیان کی اور بتایا: شعبہ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ مجھے عبد اللہ بن دینار اجازت دے دیتے کہ میں ان کی طرف بڑھ کر ان کے سر کا بوسہ لوں۔

فائدہ: یہ حدیث صحیح ہے لیکن اس اعتبار سے غریب ہے کہ اسے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صرف عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا ہے اور ان سے ان کے بے شمار تلامذہ بیان کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُوعِيسٰى: وَرُبَّ حَدِيثٍ إِنَّمَا يُسْتَغْرَبُ لِزِيَادَةٍ تَكُونُ فِي الْحَدِيثِ، وَإِنَّمَا يَصِحُّ إِذَا كَانَتِ الزِّيَادَةُ مِمَّنْ يُّعْتَمَدُ عَلٰى حِفْظِهِ مِثْلُ مَا رَوَى مَالِكُ ابْنُ أَنَسٍ عَنْ نَّافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَّمَضَانَ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِينَ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ وَّصَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ. قَالَ: وَزَادَ مَالِكٌ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض دفعہ حدیث کو اس وجہ سے غریب قرار دیا جاتا ہے کہ حدیث میں کچھ اضافہ ہوتا ہے۔ یہ حدیث بس اسی صورت میں صحیح ہوگی اگر اضافہ ایسے راوی کی طرف سے ہو جس کے حفظ پر اعتماد کیا جاتا ہو، مثلاً: امام مالک بن انس، نافع کے واسطے سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا فطرانہ ہر آزاد یا غلام پر مذکر ہو یا مؤنث جبکہ مسلمان ہو، کھجور یا جو کا ایک صاع فرض قرار دیا ہے۔ امام مالک نے

اس حدیث میں مسلمان ہونے کا اضافہ کیا ہے۔

وَرَوٰى أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ: مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

ایوب سختیانی، عبیداللہ بن عمر اور بہت سے ائمہ نے نافع کے واسطے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے اور اس میں مسلمان ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ نَافِعٍ مِّثْلَ رِوَايَةِ مَالِكٍ مِّمَّنْ لَّا يُعْتَمَدُ عَلٰى حِفْظِهِ.

اور نافع سے بعض ایسے راویوں نے یہ حدیث امام مالک کی طرح بیان کی ہے جن کے حفظ (یادداشت) پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

وَقَدْ أَخَذَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ بِحَدِيثِ مَالِكٍ وَّاحْتَجُّوا بِهِ مِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَا: إِذَا كَانَ لِلرَّجُلِ عَبِيدٌ غَيْرُ مُسْلِمِينَ لَمْ يُؤَدِّ عَنْهُمْ صَدَقَةَ الْفِطْرِ، وَاحْتَجَّا بِحَدِيثِ مَالِكٍ، فَإِذَا زَادَ حَافِظٌ مِّمَّنْ يُّعْتَمَدُ عَلٰى حِفْظِهِ قُبِلَ ذٰلِكَ عَنْهُ.

اور بہت سے ائمہ نے امام مالک کی حدیث قبول کی ہے اور اس سے استدلال کیا ہے (اسے حجت ٹھہرایا ہے۔) ان میں امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی داخل ہیں۔ وہ دونوں فرماتے ہیں: جب کسی آدمی کے غلام غیر مسلم ہوں تو وہ ان کی طرف سے فطرانہ ادا نہیں کرے گا۔ اور ان دونوں نے دلیل میں امام مالک کی روایت پیش کی ہے، گویا اضافہ اگر ایسے راوی کی طرف سے ہو جس کے حافظے پر اعتماد کیا سکتا ہے تو اس کا اضافہ قبول کیا جائے گا۔

فائدہ: امام مالک، شافعی، احمد اور جمہور کے نزدیک اگر غلام مسلمان نہ ہو تو اس کی طرف سے فطرانہ ادا نہیں کیا جائے گا۔ امام ثوری، ابن مبارک اور اسحاق وغیرہ کے نزدیک غیر مسلم غلام کا بھی صدقۃ الفطر ادا کرنا ہوگا۔ (تحفة الأحوذي: 370/10)

وَرُبَّ حَدِيثٍ يُّرْوٰى مِنْ أَوْجُهٍ كَثِيرَةٍ، وَّإِنَّمَا يُسْتَغْرَبُ لِحَالِ الْإِسْنَادِ.

بعض دفعہ حدیث کئی سندوں سے بیان کی جاتی ہے اور اسے کسی ایک سند کی حالت وکیفیت کی بنا پر غریب قرار دیا جاتا ہے، یعنی کوئی ایک راوی اسے دوسروں سے الگ انداز میں بیان کرتا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَّأَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ وَأَبُو السَّائِبِ وَالْحُسَيْنُ بْنُ الْأَسْوَدِ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَّالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَّاحِدٍ».

اس کی مثال سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) اور اپنی سند کی وجہ سے غریب ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِنَّمَا يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ [أَبِي] مُوسٰى سَأَلْتُ مَحْمُودَ بْنَ غَيْلَانَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: هٰذَا حَدِيثُ أَبِي كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ.

یہ حدیث نبی ﷺ سے کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے اور یہ بس ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔ میں نے محمود بن غیلان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے جواب دیا: یہ حدیث ابوکریب، ابو اسامہ سے بیان کرتا ہے۔

وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: هٰذَا حَدِيثُ أَبِي كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ لَمْ نَعْرِفْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي كُرَيْبٍ [عَنْ أَبِي أُسَامَةَ]، فَقُلْتُ لَهُ: حَدَّثَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ بِهٰذَا، فَجَعَلَ يَتَعَجَّبُ وَقَالَ: مَا عَلِمْتُ أَنَّ أَحَدًا حَدَّثَ هٰذَا غَيْرَ أَبِي كُرَيْبٍ. [وَ]قَالَ مُحَمَّدٌ: كُنَّا نَرٰى أَنَّ أَبَا كُرَيْبٍ أَخَذَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ فِي الْمُذَاكَرَةِ.

میں نے اس حدیث کے بارے میں امام محمد بن اسماعیل (بخاری) رحمہ اللہ سے پوچھا تو انھوں نے جواب دیا: یہ حدیث صرف ابو کریب ابواسامہ سے بیان کرتا ہے۔ ہمارے علم میں بس ابوکریب ہی کی ابو اسامہ سے روایت ہے۔ میں نے کہا: ہمیں تو یہ روایت ابو اسامہ سے کئی راویوں نے بیان کی ہے تو وہ اس پر تعجب و حیرت کا اظہار کرنے لگے اور فرمایا: میں نہیں جانتا کہ اسے ابوکریب کے علاوہ بھی کوئی بیان کرتا ہے۔ اور امام محمد (بخاری رحمہ اللہ) نے فرمایا: ہم سمجھتے ہیں کہ ابوکریب نے یہ حدیث ابواسامہ سے مذاکرے کی صورت میں لی ہے، یعنی باہم احادیث سناتے ہوئے حاصل کی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث کئی سندوں سے سیدنا ابن عمر، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اور دوسرے صحابہ سے مروی ہے لیکن سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت، ابواسامہ سے صرف ابوکریب بیان کرتا ہے۔ امام بخاری اور امام ابوزرعہ وغیرہ کا یہی نظریہ ہے کیونکہ ان کے نزدیک ابوہشام، ابوسائب اور حسین بن اسود جو ابوکریب کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے ہیں وہ ضعیف ہیں اور برید بن عبداللہ سے بھی صرف ابواسامہ بیان کرتا ہے۔ (شرح العلل: السامرائي، ص: 249، دكتور عتر: 241/1)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمُرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ.

دوسری مثال: سیدنا عبد الرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تونبے اور مزفت (تار کول والے) برتن سے منع فرمایا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا حَدَّثَ بِهِ عَنْ شُعْبَةَ غَيْرُ شَبَابَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اپنی سند کی وجہ سے غریب ہے۔ ہمارے علم میں شعبہ سے شبابہ کے سوا اسے کسی نے بیان نہیں کیا۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَوْجُهٍ كَثِيرَةٍ أَنَّهُ نَهٰى أَنْ يُنْتَبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ، وَحَدِيثُ شَبَابَةَ إِنَّمَا يُسْتَغْرَبُ لِأَنَّهُ تَفَرَّدَ بِهِ عَنْ شُعْبَةَ.

حالانکہ نبی ﷺ سے اسے کئی سندوں سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے دباء اور مزفت (تارکول والا یا لاکھی برتن) میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اور شبابہ کی حدیث اس وجہ سے غریب قرار دی گئی ہے کہ وہ یہ حدیث شعبہ سے اکیلا ہی بیان کرتا ہے (اور کوئی راوی نہیں بیان کرتا۔)

وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «اَلْحَجُّ عَرَفَةُ»، فَهٰذَا الْحَدِيثُ الْمَعْرُوفُ صَحَّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

شعبہ اور سفیان ثوری نے بکیر بن عطاء کے واسطے سے سیدنا عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: حج عرفات میں ٹھہرنے کا نام ہے۔'' تو یہ حدیث معروف ہے اور اس سند سے محدثین کے نزدیک صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو مُزَاحِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ] يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ تَبِعَهَا حَتّٰى يُقْضٰى قَضَاؤُهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ.

تیسری مثال: ابومزاحم بیان کرتے ہیں کہ اس نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جنازے کے ساتھ گیا اور نماز جنازہ پڑھی تو اسے ایک قیراط ملے گا اور جو اس کے ساتھ گیا حتیٰ کہ اس سے فارغ ہو لیا گیا، یعنی دفن کرنے تک شریک رہا تو اسے دو قیراط ملیں گے'' حاضرین نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! دو قیراط سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''دونوں میں سے چھوٹا قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔''

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُزَاحِمٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ» فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

امام صاحب ایک دوسری سند سے ابومزاحم سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کا یہ فرمان سنا: ''جو شخص جنازے (میت) کے ساتھ گیا تو اسے ایک قیراط ملے گا'' اوپر کی روایت کے ہم معنی روایت بیان کی۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَأَخْبَرَنَا مَرْوَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی

سَلَّامٍ قَالَ: قَالَ يَحْيٰى: وَحَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ سَفِينَةَ، عَنِ السَّائِبِ، سَمِعَ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

روایت بیان کی۔

قُلْتُ لِأَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مَا الَّذِي اسْتَغْرَبُوا مِنْ حَدِيثِكَ بِالْعِرَاقِ؟ قَالَ: حَدِيثُ السَّائِبِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ. قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَهٰذَا حَدِيثٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِنَّمَا يُسْتَغْرَبُ هٰذَا الْحَدِيثُ لِحَالِ إِسْنَادِهِ لِرِوَايَةِ السَّائِبِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن (الدارمی) سے پوچھا: آپ کی کون سی حدیث ہے جسے لوگ عراق میں غریب قرار دیتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: سائب کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کی حدیث، اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

اور میں نے امام محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ کو یہ حدیث عبداللہ بن عبدالرحمٰن (الدارمی) سے بیان کرتے سنا۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَهٰذَا حَدِيثٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِنَّمَا يُسْتَغْرَبُ هٰذَا الْحَدِيثُ لِحَالِ إِسْنَادِهِ لِرِوَايَةِ السَّائِبِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے اور اس حدیث کو بس اس سند سے کہ سائب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے نبی ﷺ سے بیان کرتا ہے، غریب قرار دیا گیا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث سائب سے بیان کرنے میں حمزہ بن سفینہ منفرد ہے، کسی اور راوی نے اس کی متابعت نہیں کی۔ امام صاحب کا مذکورہ بالا تین مثالوں اور اگلی روایت سے مقصود یہ ہے کہ بعض دفعہ ایک روایت کئی سندوں سے مروی ہوتی ہے لیکن ان میں ایک سند ایسی ہوتی ہے کہ اس کے بیان کرنے میں کوئی راوی منفرد ہوتا ہے اور کوئی اور اس کی متابعت نہیں کرتا۔ اس طرح غریب حدیث کی چار صورتیں بنتی ہیں: ① جو صرف ایک سند سے مروی ہو۔ ② ایسی روایت جس میں کسی ایک کلمے کا اضافہ صرف ایک ثقہ راوی بیان کرتا ہو۔ ③ جو حدیث بہت سی سندوں سے بیان کی گئی ہو اور کوئی ایک سند ایسی ہو جس کے بیان کرنے میں کوئی راوی اکیلا ہو اور اس کی کوئی راوی متابعت نہ کرتا ہو۔ ④ وہ روایت جسے ائمہ حدیث میں سے ایک راوی بیان کرتا ہے اور اس سے کئی راوی بیان کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ أَبِي قُرَّةَ السَّدُوسِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ [رَضِيَ اللهُ

مغیرہ بن ابی قرہ سدوسی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا، ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اونٹ کو

عَنْهُ] يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَعْقِلُهَا وَأَتَوَكَّلُ أَوْ أُطْلِقُهَا وَأَتَوَكَّلُ؟ قَالَ: «اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ».

باندھ کر توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ دوں اور توکل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے باندھ اور توکل کر۔''

قَالَ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: هٰذَا عِنْدِي حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

عمرو بن علی نے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے کہا: یہ حدیث میرے نزدیک منکر ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ ہم اسے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کی صورت میں صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هٰذَا.

اور سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: یہ حدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی اس سند سے غریب ہے جسے بقول عمرو بن علی الفلاس، امام یحییٰ بن سعید نے منکر قرار دیا ہے لیکن سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کی حدیث کی صورت میں غریب نہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو مغیرہ بن ابی قرہ سے کئی راوی بیان کرتے ہیں۔ (شرح العلل: دکتور عتر: 449/1)

وَقَدْ وَضَعْنَا هٰذَا الْكِتَابَ عَلَى الْاِخْتِصَارِ لِمَا رَجَوْنَا فِيهِ مِنَ الْمَنْفَعَةِ، نَسْأَلُ اللهَ النَّفْعَ بِمَا فِيهِ، وَأَنْ يَجْعَلَهُ لَنَا حُجَّةً بِرَحْمَتِهِ وَأَنْ لَا يَجْعَلَهُ عَلَيْنَا وَبَالًا بِرَحْمَتِهِ.

ہم نے اس کتاب میں اختصار کو ملحوظ رکھا ہے کیونکہ ہمیں اس میں نفع کی امید ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس میں جو کچھ ہے اسے مفید بنائے اور اسے ہمارے لیے اپنی رحمت سے ہماری کامیابی کی دلیل بنائے اور اپنی رحمت سے اسے ہمارے لیے وبال نہ بنائے۔

آخِرُ الْكِتَابِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ عَلٰى إِنْعَامِهِ وَأَفْضَالِهِ، وَصَلَاتُهُ وَسَلَامُهُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ الْأُمِّيِّ وَصَحْبِهِ وَآلِهِ، وَحَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، وَلَهُ الْحَمْدُ عَلَى التَّمَامِ، وَعَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَأَزْكَى السَّلَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

یہ کتاب کی انتہا و اختتام ہے۔ اپنے انعام و فضل و کرم پر اللہ اکیلا ہی حمد و شکر کا حق دار ہے۔ اور اس کی رحمت و سلامتی ہو رسولوں کے امی سردار پر اور اس کے ساتھیوں اور اس کی آل (خاندان اور پیروکاروں) پر۔ اور ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ کسی کام کے لیے سعی و حرکت اور اس کے کرنے کی قوت و طاقت کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے مل سکتی ہے جو بلند و بالا اور بہت عظمت و بزرگی والا ہے۔ تکمیل کی توفیق دینے پر شکریے کا حق دار وہی ہے۔ اور نبی ﷺ اور آپ کی آل پر انتہائی بہتر

(افضل) رحمت ہو اور انتہائی پاکیزہ (بابرکت) سلام ہو اور
تعریف وشکر کا حق دار اللہ تعالیٰ ہے جو کائنات کا رب (آقا
و مالک) ہے۔

فائدہ: اس کتاب سے مراد جامع ترمذی بھی ہو سکتی ہے جس میں روایات تفصیل سے بیان نہیں کی گئیں، اگرچہ ائمہ کے مذاہب و مسالک اور آثار و اقوال کے بیان سے کتاب کچھ لمبی ہو گئی ہے۔ روایات کی تفصیل اور مذاہب و اقوال کی مزید تفصیل سے کتاب لمبی ہو سکتی تھی لیکن لمبی کتاب سے لوگ اکتا جاتے ہیں، اس لیے ہمیں اختصار کی صورت میں نفع کی زیادہ امید ہے۔ یا کتاب سے مراد کتاب العلل ہے کیونکہ مصنف کی ایک کتاب العلل الکبیر بھی ہے، اس اعتبار سے یہ مختصر اور صغیر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی توفیق و مہربانی سے آج بروز سوموار بمطابق 1423ھ / 9 ستمبر 2002 عیسوی صبح سات بجے ترجمہ اور فوائد سے فراغت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس میں جو کچھ درست و صواب ہے اس سے نفع پہنچائے اور ہم سب کے لیے اجر و ثواب اور سعادت و بخشش کا باعث بنائے اور اس میں جو کچھ حق و صواب سے دور ہے، لوگوں کو اس کے نقصان اور ہمیں اس کے وبال سے بچائے۔ ہر قسم کی حمد و ثنا اور شکر و سپاس کا حق دار اللہ رب العالمین ہے جس کے فضل و کرم اور قوت و طاقت سے ہمیں اس خدمت کی توفیق ملی۔ بے شمار و لاتعداد درود و سلام ہوں ہمارے ہادی و راہ نما پر جو اللہ کے آخری رسول ہیں۔ جو کامل ترین ضابطۂ حیات لے کر آئے اور ان کے اصحاب و آل پر۔ علاوہ ازیں تمام محدثین کرام اور فقہائے عظام رحمہم اللہ پر جن کی کوششوں اور کاوشوں سے دین ہم تک پہنچا اور ہمارے والدین اور اساتذہ پر جن کی دعاؤں اور محنتوں سے ہمارے اندر یہ کام کرنے کی صلاحیت و استعداد پیدا ہوئی۔ نیز مکتبہ دارالسلام کے مینجنگ ڈائریکٹر جناب مولانا عبدالمالک مجاہد اور ان کے خصوصی معاون عزیزم حافظ عبدالعظیم، عکاشہ مجاہد اور ریسرچ سنٹر کے رفقاء جن کی محنت، حوصلہ افزائی اور محبت و خلوص سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ آمین، صد ہزار بار۔

اپنے رب کریم و جلیل کی رحمت و بخشش کا محتاج بندہ۔

عبدالعزیز احمد اللہ علوی
جامعہ سلفیہ فیصل آباد

نظر ثالث: بروز جمعرات 5 شوال 1425 ہجری۔ 18 نومبر 2004ء

فہرست

اطراف الحدیث

شعبۂ تحقیق و تصنیف دارالسلام

أ

ج

ح

خ

(د)

ز

س

ك

ل

ن

هـ

ي